وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ
فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

محبوب العلماء

ترجمہ اردو

تاریخ الخلفاء

مصنفہ مولانا جلال الدین عبدالرحمن سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

مولوی محمد بشیر صاحب صدیقی (مولوی فاضل) علی پوری

حسب فرمائش

ملک غلام محمد اینڈ سنز تاجران کتب بازار کشمیری لاہور

در مطبع پبلک پرنٹنگ پریس لاہور میں باہتمام
مہتہ رگھو ناتھ دت طبع شد

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ
فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

محبوب العلماء

ترجمہ اردو

تاریخ الخلفاء

مصنفہ مولانا جلال الدین عبدالرحمن سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

مولوی محمد بشیر صاحب صدیقی (مولوی فاضل) علی پوری

حسب فرمایش

ملک غلام محمد اینڈ سنز تاجران کتب بازار کشمیری لاہور

در مطبع پبلک پرنٹنگ پریس لاہور میں باہتمام
مہتہ رگھو نند ن طبع شد

توضیح الجمیل فی سیرۃ النبی الخلیل صلعم یعنی
سوانحعمری رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
جمیع عاشقان رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام
کو مطلع کیا جاتا ہے کہ ان دنوں میں کتاب مستطاب
نافع ہر شیخ و شاب حالات رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم میں چھپکر طیار ہے۔ اگرچہ قبل
ازیں کئی سوانحعمریاں چھپکر ہدیہ ناظرین ہو چکی ہیں
مگر مصنف کتاب ہذا الفقی ابو رشید محمد عبدالعزیز خطیب
و امام مسجد ملک سردار خاں فرنگ لاہور نے اس کتاب
میں کئی امور کا التزام کیا ہے جس سے اکثر مصنفین
و مؤلفین غافل ہیں۔ ع۱ اس کتاب کے تمام مسودہ
کو باوضو تیار کیا گیا کیونکہ (شعر) ہزار بار بشویم
دہن زمشک و گلاب ۔ ہنوز نام تو گفتن کمال
بے ادبی است ۔ ع۲ جس جگہ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا نام نامی و اسم گرامی آیا ہے۔ پورا
درود شریف لکھا ہے۔ کیونکہ رمز صلعم لکھنا کتب
طحطاوی خطب الارشاد وغیرہ میں ناجائز لکھا ہے
اسی طرح صحابہ کرام کے نام کے ساتھ بجائے رمز
رضہ رضی اللہ عنہ و رحمۃ اللہ علیہ پورا لکھا ہے
ع۳ صحیح روایت کے لکھنے کی کوشش کی ہے۔ اور
ساتھ ساتھ ان کا ماخذ بھی دیا گیا ہے۔ چونکہ ہیں
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے حالات
بغیر کسی تعصب اور لوث کے بیان کئے گئے ہیں۔
اور جا بجا مخالفین کے اعتراضوں کے جواب
باصواب دیئے گئے ہیں۔ باوجود ان تمام خوبیوں
کے قیمت صرف ایک روپیہ ہے (عہ)

سیرۃ الصدیق رضی اللہ عنہ یعنی سوانحعمری
حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حالات
نہایت بسط کے ساتھ لکھنے کے علاوہ شیعوں کے
ان اعتراضات کے جوابات بھی جو آپ پر کرتے ہیں
دیئے گئے ہیں۔ قیمت صرف چھ آنے (۶ر)

سیرۃ الفاروق رضی اللہ عنہ یعنی سوانحعمری
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس میں بھی حضرت
عمر رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی کے علاوہ شیعوں
کے اعتراضات کے جوابات نہایت شائستگی
سے دیئے گئے ہیں قیمت صرف چھ آنے (۶ر)

ذو النورین رضی اللہ عنہ یعنی سوانحعمری
حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی زندگی
کے تمام حالات مفصل طور سے درج ہیں
کتاب نہایت قابل دید ہے۔ قیمت علاوہ
محصولڈاک صرف چھ آنے (۶ر)

مختصر فہرست کتب ملک غلام محمد تاجر کتب بازار کشمیری لاہور

توضیح الجمیل فی سیرۃ النبی الخلیل صلعم یعنی

سوانحعمری رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
جمیع عاشقان رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام
کو مطلع کیا جاتا ہے کہ ان دنوں میں کتاب مستطاب
نافع ہر شیخ و شاب حالات رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم میں چھپکر طیار ہے۔ اگرچہ قبل
ازیں کئی سوانحعمریاں چھپکر ہدیہ ناظرین ہو چکی ہیں
مگر مصنف کتاب ہذا یعنی ابو رشید محمد عبد العزیز خطیب
و امام مسجد ملک سردار خان مزنگ لاہور نے اس کتاب
میں کئی امور کا التزام کیا ہے جس سے اکثر مصنفین
و مؤلفین غافل تھے۔ ۱ اس کتاب کے تمام مسودہ
کو باوضو تیار کیا گیا کیونکہ (شعر) ہزار بار بشویم
دہن زمشک و گلاب۔ ہنوز نام تو گفتن کمال
بے ادبی است + ۲ جس جگہ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا نام نامی و اسم گرامی آیا ہے پورا
درود شریف لکھا ہے۔ کیونکہ رمز صلعم لکھنا کتب
طحطاوی خطب الارشاد وغیرہ میں ناجائز لکھا ہے
اسی طرح صحابہ کرام کے نام کے ساتھ بجائے رمز
رض رضی اللہ عنہ و رحمۃ اللہ علیہ پورا لکھا ہے۔
۳ صحیح روایات کے لکھنے کی کوشش کی ہے اور
ساتھ ساتھ ان کا ماخذ بھی دیا گیا ہے۔ چونکہ ہمیں
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے حالات
بغیر کسی تعصب اور ریوث کے بیان کئے گئے ہیں۔
اور جابجا مخالفین کے اعتراضوں کے جواب
باصواب دیئے گئے ہیں۔ باوجود ان تمام خوبیوں
کے قیمت صرف ایک روپیہ ہے (عہ ر)

سیرۃ الصدیق رضی اللہ عنہ یعنی سوانحعمری

حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حالات
نہایت بسط کے ساتھ لکھنے کے علاوہ شیعوں کے
ان اعتراضات کے جوابات بھی جو آپ پر کرتے ہیں
دیئے گئے ہیں + قیمت صرف چھ آنے (۶ر)

سیرۃ الفاروق رضی اللہ عنہ یعنی سوانحعمری

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس میں بھی حضرت
عمر رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی کے علاوہ شیعوں
کے اعتراضات کے جوابات نہایت شائستگی
سے دیئے گئے ہیں قیمت صرف چھ آنے (۶ر)

ذوالنورین رضی اللہ عنہ یعنی سوانحعمری

حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ کی زندگی
کے تمام حالات مفصل طور سے درج ہیں
کتاب نہایت قابل دید ہے۔ قیمت علاوہ
محصولڈاک صرف چھ آنے (۶ر)

المشتہر ملک غلام محمد اینڈ سنز تاجران کتب بازار کشمیری لاہور

فہرست مضامین کتاب محبوب العلماء ترجمہ اردو تاریخ الخلفاء

فہرست مضامین کتاب محبوب العلماء ترجمہ اردو تاریخ الخلفاء

مصنفِ کتاب مولانا عبدالرحمٰن جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالات

ابوالفضل جلال الدین عبدالرحمٰن سیوطی بن کمال الدین ابوبکر علمائے متبحرین سے تھے۔ انکے جدِ اعلیٰ ہمام الدین خضیری اہل حقیقت اور مشائخ طریقت سے تھے انکا خاندان دینی عزت کے علاوہ دنیوی وجاہت میں بھی کم نہ تھا۔ چنانچہ ان سے اکثر حاکم اور بعض تاجر تھے۔ سیوطی رح رجب ۸۴۹ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ نشو ونما یتیمی میں ہی پائی۔ آٹھ سال کے تھے۔ کہ قرآن مجید حفظ کیا۔ بعد ازاں عمدہ منہاج الفقہ والاصول اور الفیہ ابن مالک کو زبانی یاد کیا۔ علم فقہ اور نحو اپنے زمانے کے مشائخ سے حاصل کیا۔ علم فرائض فرضی زمان شیخ شہاب الدین سے جو سو برس سے بھی زائد عمر کے تھے پڑھا۔ حدیث اور علم عربیت علامہ تقی الدین شبلی حنفی سے حاصل کیا۔ اور پھر برابر ۱۴ سال تک علامہ زمان استاد الوجود شیخ محی الدین کافیجی کی خدمت میں رہے۔ اور ان سے تفسیر۔ اصول۔ ادب۔ معانی وغیرہ علوم نہایت اچھی طرح سے پڑھے کچھ مدت تک علامہ سیف الدین حنفی کے ہاں کشاف۔ توضیح اور تلخیص المفتاح کے اسباق میں شریک رہے۔ ۸۷۶ھ میں کتب عربیہ کی تدریس کی انہیں اجازت مل گئی اس زمانہ سے تالیف وتصنیف میں مشغول ہوئے۔ سب سے پہلی کتاب جو تصنیف کی۔ اعوذ باللہ اور بسم اللہ کی شرح تھی۔ بلادِ شام۔ یمن۔ ہند۔ مغرب وغیرہ ملکوں کی سیر بھی کی۔ اپنے حالات میں لکھتے ہیں۔ کہ جب میں حج کیلئے گیا۔ تو آب زمزم میں نے چند ایک امور کے لئے پیا۔ از انجملہ ایک یہ تھا۔ کہ فقہ میں شیخ سراج الدین بلقینی اور حدیث میں حافظ ابن حجر کا مرتبہ حاصل ہو +

مولانا جلال الدین تفسیر حدیث فقہ نحو معانی بیان اور بدیع میں ید طولیٰ رکھتے تھے مگر تنقید حدیث میں انکا پایہ بلند نہیں۔ چنانچہ انکی تفسیر درِ منثور رطب ویابس سے بھری پڑی ہے۔ علم حساب منطق وفلسفہ سے دلچسپی نہیں تھی۔ تصنیفات انکی کثرت سے ہیں حتیٰ کہ بعض نے ۴۵۰ اور بعض نے ۵۰۰ تک بتلائی ہیں۔ وفات ۹۱۱ھ ہجری میں ہوئی۔ عمر انکی اسوقت ۶۱ برس دس ماہ اور ۱۸ دن تھی +

(محمد بشیر الصدیقی مولوی فاضل علی پوری ثم اللاہوری)

مصنفِ کتاب مولانا عبد الرحمن جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالات

ابو الفضل جلال الدین عبد الرحمن سیوطی بن کمال الدین ابوبکر علمائے متبحرین سے تھے۔ انکے جدِ اعلےٰ ہمام الدین خضیری اہل حقیقت اور مشائخ طریقت سے تھے انکا خاندان دینی عزت کے علاوہ دنیوی وجاہت میں بھی کم نہ تھا۔ چنانچہ ان سے اکثر حاکم اور بعض تاجر تھے۔ سیوطی رح رجب ۸۴۹ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ نشو و نما یتیمی میں ہی پائی۔ آٹھ سال کے تھے۔ کہ قرآن مجید حفظ کیا۔ بعد ازاں عمدہ منہاج الفقہ والاصول اور الفیہ ابن مالک کو زبانی یاد کیا۔ علم فقہ اور نحو اپنے زمانے کے مشائخ سے حاصل کیا۔ علم فرائض فرضی زمان شیخ شہاب الدین سے جو سو برس سے بھی زائد عمر کے تھے پڑھا۔ حدیث اور علم عربیت علامہ تقی الدین شبلی حنفی سے حاصل کیا۔ اور پھر برابر ۱۴ سال تک علامہ زمان استاد الوجود شیخ محی الدین کافیجی کی خدمت میں رہے۔ اور ان سے تفسیر۔ اصول۔ ادب۔ معانی وغیرہ علوم نہائیت اچھی طرح سے پڑھے کچھ مدت تک علامہ سیف الدین حنفی کے ہاں کشاف۔ توضیح اور تلخیص المفتاح کے اسباق میں شریک رہے۔ ۸۶۶ھ میں کتب عربیہ کی تدریس کی انہیں اجازت مل گئی اس زمانہ سے تالیف و تصنیف میں مشغول ہوئے۔ سب سے پہلی کتاب جو تصنیف کی اعوذ باللہ اور بسم اللہ کی شرح تھی۔ بلاد شام۔ یمن۔ ہند۔ مغرب وغیرہ ملکوں کی سیر بھی کی۔ اپنے حالات میں لکھتے ہیں۔ کہ جب میں حج کیلئے گیا۔ تو آب زمزم میں نے چند ایک امور کے لئے پیا۔ از انجملہ ایک یہ تھا۔ کہ فقہ میں شیخ سراج الدین بلقینی اور حدیث میں حافظ ابن حجر کا مرتبہ حاصل ہو +

مولانا جلال الدین تفسیر حدیث فقہ نحو معانی بیان اور بدیع میں ید طولیٰ رکھتے تھے مگر تنقید حدیث میں انکا پایہ بلند نہیں۔ چنانچہ انکی تفسیر در منثور رطب و یابس سے بھری پڑی ہے۔ علم حساب منطق و فلسفہ سے دلچسپی نہیں تھی۔ تصنیفات انکی کثرت سے ہیں حتیٰ کہ بعض کے نے ۵۰۰ اور بعض نے ۵۰۰ تک بتلائی ہیں۔ وفات ۹۱۱ھ ہجری میں ہوئی۔ عمر انکی اسوقت ۶۱ برس دس ماہ اور ۱۸ دن تھی +

(محمد بشیر الصدیقی مولوی فاضل علی پوری ثم اللاہوری)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ وَعَدَ فَوَفٰی۔ وَاَوْعَدَ فَعَفَا۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الشُّرَفَاءِ۔ وَمُسَوِّدِ الْخُلَفَاءِ۔ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَھْلِ الْکَرَمِ وَالْوَفَاءِ[1] اَمَّا بَعْد یہ ایک تاریخ لطیف ہے جس میں میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت سے لیکر اپنے اس زمانے تک کے تمام ان خلفاء کا جو اجماعِ اُمت سے خلیفہ ہوئے۔ سلسلہ وار بترتیب زمانہ تذکرہ لکھا ہے۔ یعنے جو پہلے خلیفہ ہوا۔ اس کا حال پہلے۔ اور جو اس کے بعد ہوا اُس کا حال اُس کے بعد بیان کیا ہے۔ اور ان سے ہر ایک کے حالات کے ضمن میں ان عجیب و غریب حوادث کا جو اس کے عہد خلافت میں واقع ہوئے۔ ذکر کیا ہے۔ اور نیز ان ائمہ دین اور علمائے مجتہدین کا تذکرہ بھی کیا ہے۔ جو ہر ایک کے وقت میں موجود تھے۔

(**تالیفِ کتاب کا باعث**) اِس کتاب کی تالیف کے کئی امور باعث ہیں۔ ایک تو یہ کہ اعیانِ اُمت کے حالات و سوانح کا احاطہ مقصود ہے۔ اور ذی علم اشخاص اِسے پسند کرتے ہیں۔ چنانچہ اکثر لوگوں نے تواریخیں لکھی ہیں۔ جن میں اعیانِ اُمت کو خلط ملط کرکے بیان کیا ہے۔ اور پھر پوری طرح ذکر بھی نہیں کیا۔ اور اس طرز سے پوری طرح بیان کرنا طول و ملال کا باعث بھی ہوتا ہے۔ اِسلئے میں نے ارادہ کیا۔ کہ ہر ایک طبقہ کے لئے علیحدہ علیحدہ کتاب تصنیف کروں۔ جو ایک خاص طبقہ کے حالات دیکھنے والے کے لئے زیادہ مفید اور اسہل فی التحصیل ہو۔ پس میں نے ایک کتاب انبیاء صلوات اللہ علیہم وسلامہ کے حالات میں لکھی۔ اور ایک کتاب صحابہ رضی اللہ عنہم کے بیان میں تصنیف کی۔ جو

---

[1] ہر طرح کی تعریف خدا کو ہی سزاوار ہے جس نے وعدۂ انعام کرکے اُسے پورا کیا۔ اور وعدۂ عذاب کرکے اس سے درگذر کی۔ اور صلوٰۃ و سلام ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہو۔ جو شریفوں کے سردار اور خلفاء کو سردار بنانیوالے ہیں۔ اور انکی آل و اصحاب پر بھی رحمت نازل ہو۔ جو اہلِ کرم و وفا ہیں ۱۲ مترجم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ وَعَدَ فَوَفٰی۔ وَاَوْعَدَ فَعَفَا۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الشُّرَفَاءِ۔ وَمُسَوِّدِ الْخُلَفَاءِ۔ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَھْلِ الْکَرَمِ وَالْوَفَاءِ[1] **اَمَّا بعد** یہ ایک تاریخ لطیف ہے جس میں میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت سے لیکر اپنے اس زمانے تک کے تمام ان خلفاء کا جو اجماعِ اُمت سے خلیفہ ہوئے۔ سلسلہ وار بہ ترتیب زمانہ تذکرہ لکھا ہے۔ یعنے جو پہلے خلیفہ ہُوا۔ اس کا حال پہلے۔ اور جو اس کے بعد ہُوا اُس کا حال اُس کے بعد بیان کیا ہے۔ اور ان سے ہر ایک کے حالات کے ضمن میں ان عجیب و غریب حوادث کا جو اس کے عہد خلافت میں واقع ہوئے۔ ذکر کیا ہے۔ اور نیز ان ائمہ دین اور علمائے مجتہدین کا تذکرہ بھی کیا ہے۔ جو ہر ایک کے وقت میں موجود تھے۔

(تالیفِ کتاب کا باعث) اِس کتاب کی تالیف کے کئی امور باعث ہیں۔ ایک تو یہ کہ اعیانِ اُمت کے حالات و سوانح کا احاطہ مقصود ہے۔ اور ذی علم اشخاص اِسے پسند کرتے ہیں۔ چنانچہ اکثر لوگوں نے تواریخیں لکھی ہیں۔ جن میں اعیان اُمت کو خلط ملط کر کے بیان کیا ہے۔ اور پھر پوری طرح ذکر بھی نہیں کیا۔ اور اس طرز سے پوری طرح بیان کرنا طول وملال کا باعث بھی ہوتا ہے۔ اِسلئے میں نے ارادہ کیا۔ کہ ہر ایک طبقہ کے لئے علیحدہ علیحدہ کتاب تصنیف کروں۔ جو ایک خاص طبقہ کے حالات دیکھنے والے کے لئے زیادہ مفید اور اسہل فی التحصیل ہو۔ پس میں نے ایک کتاب انبیاء صلوات اللہ علیہم وسلامہ کے حالات میں لکھی۔ اور ایک کتاب صحابہ رضی اللہ عنہم کے بیان میں تصنیف کی۔ جو

[1] ہر طرح کی تعریف خُدا کو ہی سزاوار ہے جس نے وعدۂ انعام کر کے اُسے پورا کیا۔ اور وعدۂ عذاب کر کے اس سے درگذر کی۔ اور صلوٰۃ وسلام ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہو۔ جو شریفوں کے سردار اور خلفاء کو سردار بنانیوالے ہیں۔ اور انکی آل و اصحاب پر بھی رحمت نازل ہو۔ جو اہل کرم و وفا ہیں ۱۲ مترجم

شیخ الاسلام ابوالفضل بن حجر کی کتاب الاصابہ سے ملخص ہے - اور ایک کتاب طبقات مفسرین میں لکھی - اور ایک مختصر سی کتاب حفاظِ حدیث کے طبقات میں تصنیف کی جو طبقات ذہبی سے ملخص ہے - اور ایک بہت بڑی کتاب نحاۃ اور لغویین کے طبقات میں لکھی - کہ اس جیسی کتاب پہلے کوئی نہیں لکھی گئی - اور ایک کتاب طبقات اصولیین میں تصنیف کی - اور ایک بہت بڑی کتاب اولیاء اللہ کے حالات میں لکھی - اور ایک کتاب علم فرائض جاننے والوں کے حالات میں - اور ایک کتاب علم بیان جاننے والوں کے حالات میں - اور ایک انشاء پردازوں کے حالات میں - اور ایک اہل خط کے حالات میں یعنی ان لوگوں کے حالات میں جو پہلے مروجہ خطوط عبرانی - زنجی - کوفی وغیرہ جانتے تھے - اور ایک ان شعراء عرب کے حالات میں جنکا کلام علم عربیت میں بطور سند پیش کیا جاتا ہے - اور ان تمام تصنیفات میں غالباً اعیانِ اُمت کے حالات آجاتے ہیں -

فقہاء کے حالات میں مَیں نے انہی تصانیف پر کفایت کی ہے - جو لوگوں نے کی ہیں - کیونکہ وہ کافی اور وافی ہیں - اور ایسے ہی قاریوں کے حالات میں مَیں نے طبقات ذہبی کو ہی کافی سمجھا ہے - اور قاضی اِن پہلے لوگوں میں ہی داخل ہیں - اور اب اعیانِ اُمت سے سوائے خلفاء کے اور کوئی گروہ باقی نہیں رہا - اور ان کے حالات معلوم کرنے کی طرف لوگوں کا شوق بھی ہے - پس ان کے حالات میں مَیں نے یہ کتاب تصنیف کی - اور اس میں کسی ایسے شخص کا ذکر نہیں کیا جس نے فتنہ پردازی سے خلافت کا دعوٰے کیا - اور آخر ناکام رہا - جیسے کہ بہت سے علوی اور چند عباسی ایسے تھے - اور نہ ہی عبیدیوں سے کسی کا ذکر کیا ہے - کیونکہ اُن کی امامت کئی وجوہ سے صحیح نہ تھی ایک تو یہ کہ وہ قریشی نہ تھے - اور فاطمی انہیں صرف عام جاہل لوگ کہتے تھے - ورنہ ان کا دادا مجوسی تھا - چنانچہ قاضی عبدالجبار بصری لکھتے ہیں - کہ خلفائے مصر کے مورثِ اعلےٰ کا نام سعید تھا - اور اسکا باپ یہودی المذہب اور ذات کا لوہار تیر گر تھا - قاضی ابوبکر باقلانی قداح کہتے ہیں - کہ عبیداللہ مسمّٰی بالمہدی کا دادا مجوسی تھا - اور عبیداللہ نے مغرب میں آکر علوی ہونے کا دعوےٰ کیا - مگر علمائے نسب سے کسی نے اسے تسلیم نہیں کیا - مگر جاہل انہیں فاطمین کہنے لگے - ابن خلکان لکھتے ہیں - کہ اکثر اہل علم خلفاءِ مصر کے مورثِ اعلےٰ مہدی عبیداللہ کی نسب کو صحیح تسلیم نہیں کرتے - حتٰی کہ عزیز باللہ بن معز شروع ولایت میں جمعہ کے روز منبر پر چڑھا - تو ایک کاغذ کے پرچہ پر یہ اشعار لکھے ہوئے دیکھے - شعر

شیخ الاسلام ابوالفضل بن حجر کی کتاب الاصابہ سے ملخص ہے۔ اور ایک کتاب طبقات مفسرین میں لکھی۔ اور ایک مختصر سی کتاب حفاظ حدیث کے طبقات میں تصنیف کی جو طبقات ذہبی سے ملخص ہے۔ اور ایک بہت بڑی کتاب نحاۃ اور لغویین کے طبقات میں لکھی۔ کہ اس جیسی کتاب پہلے کوئی نہیں لکھی گئی۔ اور ایک کتاب طبقات اصولیین میں تصنیف کی۔ اور ایک بہت بڑی کتاب اولیاء اللہ کے حالات میں لکھی۔ اور ایک کتاب علم فرائض جاننے والوں کے حالات میں۔ اور ایک کتاب علم بیان جاننے والوں کے حالات میں۔ اور ایک انشاء پردازوں کے حالات میں۔ اور ایک اہل خط کے حالات میں یعنی ان لوگوں کے حالات میں جو پہلے مروجہ خطوط عبرانی۔ زنجی۔ کوفی وغیرہ جانتے تھے۔ اور ایک ان شعراء عرب کے حالات میں جنکا کلام علم عربیت میں بطور سند پیش کیا جاتا ہے۔ اور ان تمام تصنیفات میں غالباً اعیانِ اُمت کے حالات آجاتے ہیں۔ فقہاء کے حالات میں مَیں نے انہی تصانیف پر کفایت کی ہے۔ جو لوگوں نے کی ہیں۔ کیونکہ وہ کافی اور وافی ہیں۔ اور ایسے ہی قاریوں کے حالات میں مَیں نے طبقات ذہبی کو ہی کافی سمجھا ہے۔ اور قاضی ان پہلے لوگوں میں ہی داخل ہیں۔ اور اب اعیانِ اُمت سے سوائے خلفاء کے اور کوئی گروہ باقی نہیں رہا۔ اور ان کے حالات معلوم کرنے کی طرف لوگوں کا شوق بھی ہے۔ پس ان کے حالات میں مَیں نے یہ کتاب تصنیف کی۔ اور اس میں کسی ایسے شخص کا ذکر نہیں کیا جس نے فتنہ پردازی سے خلافت کا دعوےٰ کیا۔ اور آخر ناکام رہا۔ جیسے کہ بہت سے علوی اور چند عباسی ایسے تھے۔ اور نہ ہی عبیدیوں سے کسی کا ذکر کیا ہے۔ کیونکہ اُن کی امامت کئی وجوہ سے صحیح نہ تھی ایک تو یہ کہ وہ قریشی نہ تھے۔ اور فاطمی انہیں صرف عام جاہل لوگ کہتے تھے۔ ورنہ ان کا دادا مجوسی تھا۔ چنانچہ قاضی عبدالجبار بصری لکھتے ہیں۔ کہ خلفائے مصر کے مورث اعلےٰ کا نام سعید تھا۔ اور اسکا باپ یہودی المذہب اور ذات کا لوہار تیر گر تھا۔ قاضی ابوبکر باقلانی قداح کہتے ہیں۔ کہ عبیداللہ مسمّی بالمہدی کا دادا مجوسی تھا۔ اور عبیداللہ نے مغرب میں آکر علوی ہونے کا دعویٰ کیا۔ مگر علمائے نسب سے کسی نے اسے تسلیم نہیں کیا۔ مگر جاہل انہیں فاطمین کہنے لگے۔ ابن خلکان لکھتے ہیں۔ کہ اکثر اہل علم خلفاءِ مصر کے مورث اعلیٰ مہدی عبیداللہ کی نسب کو صحیح تسلیم نہیں کرتے۔ حتیٰ کہ عزیز باللہ بن معز شروع ولایت میں جمعہ کے روز منبر پر چڑھا۔ تو ایک کاغذ کے پرچہ پر یہ اشعار لکھے ہوئے دیکھے۔ شعر

إِنَّا سَمِعْنَا نَسَبًا مُنْكَرًا [1] — يُتْلَى عَلَى الْمِنْبَرِ فِي الْجَامِعِ
إِنْ كُنْتَ فِيمَا تَدَّعِي صَادِقًا — فَاذْكُرْ أَبًا بَعْدَ الْأَبِ السَّابِعِ
وَإِنْ تُرِدْ تَحْقِيقَ مَا قُلْتَهُ — فَانْسِبْ لَنَا نَفْسَكَ كَالطَّائِعِ
وَإِلَّا دَعِ الْأَنْسَابَ مَسْتُورَةً — وَادْخُلْ بِنَا فِي النَّسَبِ الْوَاسِعِ
فَإِنَّ أَنْسَابَ بَنِي هَاشِمٍ — يَقْصُرُ عَنْهَا طَمَعُ الطَّامِعِ

اور اسی عزیز نے اندلس کے خلیفہ اموی کے نام ایک خط لکھا۔ جس میں اُس کی ہجو کی تھی۔ اور دشنام دی تھیں۔ تو اس کے جواب میں اموی نے لکھا:۔

"بعد حمد و صلوٰۃ کے واضح ہو۔ کہ تجھے ہمارا نسب معلوم ہے۔ اسلئے تو نے ہماری ہجو کی۔ اگر ہمیں بھی تمہارا نسب معلوم ہوتا۔ تو تجھے جواب دیتے۔"

یہ جواب عزیز پر نہائیت گراں گذرا۔ اور جواب سے خاموش رہا۔ اموی کے جواب کا یہ مطلب تھا۔ کہ وہ متہم فی النسب ہے۔ اور اس کا قبیلہ معلوم نہیں ہے۔

ذہبی کہتے ہیں۔ کہ محققین کا اس بابت پر اتفاق ہے۔ کہ عبید اللہ مہدی علوی نہیں تھا۔ اس کے پوتے المعز صاحب قاہرہ نے کیا اچھا جواب دیا۔ جب ابن طبا طبا علوی نے اس کی نسب کی بابت سوال کیا۔ "تو آدھی تلوار میان سے نکال کر کہا۔ کہ یہ میرا نسب ہے۔ اور امراء اور حاضرین پر دینار نثار کر کے کہا۔ کہ یہ میرا حسب ہے۔"

ان کی امامت غیر صحیح ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے۔ کہ ان سے اکثر زندیق اور خارج عن الاسلام تھے۔ چنانچہ بعض تو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ظاہر گالیاں دیا کرتے تھے۔ اور بعض نے شراب کو مباح کیا تھا۔ اور بعض نے اپنے آپ کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تھا۔ ان میں سے جو بہتر تھا۔ وہ رافضی خبیث و لئیم تھا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کو گالیاں دینے کا حکم دیا کرتا تھا۔ پس ایسے لوگوں کی نہ بیعت صحیح ہوسکتی ہے۔ اور نہ امامت۔

[1] ہم نے ایک نامعلوم نسب کو سنا ہے۔ جو جامع مسجد کے منبر پر پڑھا جاتا ہے۔ (خلیفہ کو مخاطب کر کے کہتا ہے) کہ اگر تو اپنے دعوٰی میں سچا ہے۔ تو ساتویں پشت کے بعد کے شخص کا نام لے۔ اگر تو میرے قول کی تحقیق چاہتا ہے۔ تو خلیفہ طائع کی طرح اپنا نسب بیان کر۔ ورنہ ان انساب کو چھپا رہنے دے۔ اور ہمارے ساتھ نسب واسع میں داخل ہوجا۔ کیونکہ بنی ہاشم کا نسب ایسا ہے جس سے طامع کا طمع کوتاہ ہے ۱۲

اِنَّا سَمِعْنَا نَسَبًا مُنْكَرًا[1]	يُتْلٰى عَلَى الْمِنْبَرِ فِي الْجَامِعِ
اِنْ كُنْتَ فِيمَا تَدَّعِي صَادِقًا	فَاذْكُرْ اَبًا بَعْدَ الْاَبِ السَّابِعِ
وَاِنْ تُرِدْ تَحْقِيقَ مَا قُلْتُهٗ	فَانْسِبْ لَنَا نَفْسَكَ كَالطَّائِعِ
وَاِلَّا دَعِ الْاَنْسَابَ مَسْتُورَةً	وَادْخُلْ بِنَا فِي النَّسَبِ الْوَاسِعِ
فَاِنَّ اَنْسَابَ بَنِي هَاشِمٍ	يَقْصُرُ عَنْهُ طَمَعُ الطَّامِعِ

اور اسی عزیز نے اندلس کے خلیفہ اموی کے نام ایک خط لکھا۔ جس میں اُس کی ہجو کی تھی۔ اور دشنام دی تھیں۔ تو اس کے جواب میں اموی نے لکھا:۔

"بعد حمد و صلوٰۃ کے واضح ہو۔ کہ تجھے ہمارا نسب معلوم ہے۔ اسلئے تو نے ہماری ہجو کی۔ اگر ہمیں بھی تمہارا نسب معلوم ہوتا۔ تو تجھے جواب دیتے۔"

یہ جواب عزیز پر نہایت گراں گذرا۔ اور جواب سے خاموش رہا۔ اموی کے جواب کا یہ مطلب تھا۔ کہ وہ متہم فی النسب ہے۔ اور اس کا قبیلہ معلوم نہیں ہے ٭

ذہبی کہتے ہیں۔ کہ محققین کا اس بابت پر اتفاق ہے۔ کہ عبید اللہ مہدی علوی نہیں تھا۔ اس کے پوتے المعز صاحب قاہرہ نے کیا اچھا جواب دیا۔ جب ابن طبا طبا علوی نے اس کی نسب کی بابت سوال کیا۔ "تو آدھی تلوار میان سے نکال کر کہا۔ کہ یہ میرا نسب ہے۔ اور امراء اور حاضرین پر دینار نثار کرکے کہا۔ کہ یہ میرا حسب ہے"

ان کی امامت غیر صحیح ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے۔ کہ ان سے اکثر زندیق اور خارج عن الاسلام تھے۔ چنانچہ بعض تو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ظاہر گالیاں دیا کرتے تھے۔ اور بعض نے شراب کو مباح کیا تھا۔ اور بعض نے اپنے آپ کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تھا۔ ان میں سے جو بہتر تھا۔ وہ رافضی خبیث و لئیم تھا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کو گالیاں دینے کا حکم دیا کرتا تھا۔ پس ایسے لوگوں کی نہ بیعت صحیح ہو سکتی ہے۔ اور نہ امامت ٭

---

[1] ہم نے ایک نامعلوم نسب کو سُنا ہے۔ جو جامع مسجد کے منبر پر پڑھا جاتا ہے۔ (خلیفہ کو مخاطب کرکے کہتا ہے) کہ اگر تو اپنے دعویٰ میں سچا ہے۔ تو ساتویں پشت کے ابعد کے شخص کا نام لے۔ اگر تو میرے قول کی تحقیق چاہتا ہے۔ تو خلیفہ طائع کی طرح اپنا نسب بیان کر۔ ورنہ ان انساب کو ٹھکا رہنے دے۔ اور ہمارے ساتھ نسب واسع میں داخل ہوجا۔ کیونکہ بنی ہاشم کا نسب ایسا ہے جس سے طامع کا طمع کوتاہ ہے ۱۲

قاضی ابوبکر باقلانی لکھتے ہیں۔ کہ مہدی عبیداللہ باطنی خبیث تھا۔ اور مذہب اسلام کو مٹانے پر حریص تھا۔ چنانچہ لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے بہت سے علماء اور فقہاء کو اس نے قتل کیا۔ اور اس کی اولاد بھی اسی روش پر چلی۔ کہ انہوں نے شراب و زنا کو مباح کیا۔ اور رافضیوں کے مذہب کو رائج کیا +

ذہبی کہتے ہیں۔ کہ قائم بن مہدی اپنے باپ سے بھی زیادہ شریر۔ زندیق اور ملعون تھا۔ انبیاء علیہم الصّلوٰۃ والسّلام کو کھلم کھلا گالیاں دیا کرتا تھا۔ اس کے بعد ذہبی کہتے ہیں۔ کہ عبیدیوں کا خاندان مذہب اسلام کے لئے تاتاریوں سے بھی بدتر تھا +

ابوالحسن قابسی لکھتے ہیں۔ کہ عبیداللہ اور اس کی اولاد نے چار ہزار علماء اور عابدوں کو صرف اسلئے قتل کیا۔ کہ صحابہ کرام سے جو انہیں حسن عقیدت ہے۔ اس سے انہیں پھیرا جائے۔ مگر ان لوگوں نے اسپر موت کو ترجیح دی۔ کاش! کہ یہ شخص (یعنی عبیداللہ) صرف رافضی ہی ہوتا۔ مگر افسوس کہ وہ زندیق بھی تھا +

قاضی عیاض لکھتے ہیں۔ کہ ابومحمد قیروانی کیزانی سے (جو علمائے مالکیہ سے تھے) کسی نے اس شخص کی بابت جسے بنو عبید یعنی خلفائے مصر نے اپنی دعوت میں داخل ہونے پر مجبور کیا۔ یہ سوال کیا۔ کہ وہ اسے قبول کرے۔ یا قتل کیا جانا منظور کرے۔ آپ نے جواب دیا۔ کہ اسے قتل ہونا پسند کرنا چاہیئے۔ اور اس امر میں کسی کو معذور نہ سمجھا جائیگا۔ پہلے پہلے ان کے عقائد نہ معلوم ہونے کے سبب سے لوگوں نے ان کی بیعت کی تھی۔ مگر عقائد معلوم ہو جانے پر تو بھاگنا واجب ہو گیا تھا۔ اور اس کے بعد وہاں اقامت کرنے پر خوف کا عذر مسموع نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ایسی جگہ میں قیام کرنا جہاں کے لوگوں سے احکام شریعت کو چھوڑ دینا طلب کیا جائے جائز نہیں۔ اور بعض فقہاء جو ان کی بیعت کر کے وہاں ٹھیرے تھے۔ تو محض اس لئے کہ وہ مسلمانوں کی حدود چھوڑ کر انہیں ان کے دین سے برگشتہ نہ کردیں +

یوسف عینی کہتے ہیں۔ کہ علمائے قیروان کا اس بات پر اجماع ہے۔ کہ عبیدیوں کا حال مرتدوں اور زندیقوں کا سا تھا۔ کیونکہ انھوں نے کھلم کھلا شریعت کی مخالفت کی تھی +

ابن خلکان لکھتے ہیں۔ کہ یہ لوگ علم غیب کا دعوٰی بھی کیا کرتے تھے۔ اور اس بارے میں ان کی باتیں مشہور ہیں۔ حتٰی کہ ایک دن عزیز جو منبر پر چڑھا۔ تو ایک

قاضی ابوبکر باقلانی لکھتے ہیں۔ کہ مہدی عبیداللہ باطنی خبیث تھا۔ اور مذہب اسلام کو مٹانے پر حریص تھا۔ چنانچہ لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے بہت سے علماء اور فقہاء کو اس نے قتل کیا۔ اور اس کی اولاد بھی اسی روش پر چلی۔ کہ انہوں نے شراب و زنا کو مباح کیا۔ اور رافضیوں کے مذہب کو رائج کیا +

ذہبی کہتے ہیں۔ کہ قائم بن مہدی اپنے باپ سے بھی زیادہ شریر۔ زندیق اور ملعون تھا۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو کھلم کھلا گالیاں دیا کرتا تھا۔ اس کے بعد ذہبی کہتے ہیں۔ کہ عبیدیوں کا خاندان مذہب اسلام کے لئے تاتاریوں سے بھی بدتر تھا +

ابوالحسن قابسی لکھتے ہیں۔ کہ عبیداللہ اور اوس کی اولاد نے چار ہزار علماء اور عابدوں کو صرف اسلئے قتل کیا۔ کہ صحابۂ کرام سے جو انہیں حسن عقیدت ہے۔ اس سے اُنہیں پھیرا جائے۔ مگر ان لوگوں نے اسپر موت کو ترجیح دی۔ کاش! کہ یہ شخص (یعنی عبیداللہ) صرف رافضی ہی ہوتا۔ مگر افسوس کہ وہ زندیق بھی تھا +

قاضی عیاض لکھتے ہیں۔ کہ ابومحمد قیروانی کیزانی سے (جو علمائے مالکیہ سے تھے) کسی نے اس شخص کی بابت جسے بنو عبید یعنی خلفائے مصر نے اپنی دعوت میں داخل ہونے پر مجبور کیا۔ یہ سوال کیا۔ کہ وہ اسے قبول کرے۔ یا قتل کیا جانا منظور کرے۔ آپ نے جواب دیا۔ کہ اسے قتل ہونا پسند کرنا چاہیئے۔ اور اس امر میں کسی کو معذور نہ سمجھا جائیگا۔ پہلے پہلے ان کے عقائد نہ معلوم ہونے کے سبب سے لوگوں نے ان کی بیعت کی تھی۔ مگر عقائد معلوم ہو جانے پر تو بھاگنا واجب ہو گیا تھا۔ اور اس کے بعد وہاں اقامت کرنے پر خوف کا عذر مسموع نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ایسی جگہ میں قیام کرنا جہاں کے لوگوں سے احکام شریعت کو چھوڑ دینا طلب کیا جائے جائز نہیں۔ اور بعض فقہاء جو ان کی بیعت کر کے وہاں ٹھیرے تھے۔ تو محض اس لئے کہ وہ مسلمانوں کی حدود چھوڑ کر اُنہیں اُن کے دین سے برگشتہ نہ کر دیں +

یوسف عینی کہتے ہیں۔ کہ علمائے قیروان کا اس بات پر اجماع ہے۔ کہ عبیدیوں کا حال مرتدوں اور زندیقوں کا سا تھا۔ کیونکہ اُنھوں نے کھلم کھلا شریعت کی مخالفت کی تھی +

ابن خلکان لکھتے ہیں۔ کہ یہ لوگ علم غیب کا دعوٰی بھی کیا کرتے تھے۔ اور اس بارے میں ان کی باتیں مشہور ہیں۔ حتی کہ ایک دن عزیز جو منبر پر چڑھا تھا۔ تو ایک

ورق دیکھا جس میں لکھا ہوا تھا :-

بِالظُّلْمِ وَالْجَوْرِ قَدْ رَضِیْنَا وَلَیْسَ بِالْکُفْرِ وَالْحِمَاقَۃْ

اِنْ کُنْتَ اُعْطِیْتَ عِلْمَ غَیْبٍ بَیِّنْ لَنَا کَاتِبَ الْبِطَاقَۃْ

ایک دفعہ ایک عورت نے اپنا قصہ لکھ کر اس کی طرف بھیجا - اور اس میں لکھا "تجھے اس خدا کی قسم ہے - جس نے یہودیوں کو میشا کے وجود اور نصاریٰ کو ابن نسطور کے وجود سے عزت دی - اور مسلمانوں کو تیرے باعث ذلیل کیا - میرے مقدمہ میں غور کر لو" - (میشا یہودی شام کا حاکم تھا - اور ابن نسطور نصرانی مصر کا حاکم تھا)

ایک وجہ انکی امامت غیر صحیح ہونے کی یہ ہے - کہ ان سے بیعت ایسے وقت میں کی گئی تھی - کہ ایک خلیفہ عباسی سابق البیعت موجود تھا - پس انکی بیعت صحیح نہ ہوئی - کیونکہ ایک وقت میں دو اماموں کی بیعت صحیح نہیں ہوتی - اور صحیح بیعت اسی کی ہوتی ہے جس سے پہلے کی گئی ہو - اور ایک وجہ یہ ہے - کہ حدیث میں آیا ہے - کہ جب امر خلافت بنو عباس میں پہنچیگا تو ان سے نہ نکلیگا - حتّٰی کہ وہ اسے عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام یا امام مہدی کے سپرد کر دینگے - تو معلوم ہوا - کہ ان کے ہوتے جس نے خلافت کا دعوےٰ کیا - وہ باغی ہے - پس انہیں وجوہ سے میں نے نہ عبیدیوں سے اور نہ خارجیوں سے کسی کا ذکر کیا - بلکہ صرف اسی خلیفہ کا ذکر کیا جس کی صحت امامت اور بیعت پر اتفاق ہو چکا ہے -

اوّل کتاب میں میں نے چند فصول لکھی ہیں - جن میں فوائد مہمہ بیان کئے ہیں - اس کتاب میں جو وقائع غریبہ اور حوادث عجیبہ میں نے لکھے ہیں - وہ حافظ ذہبی کی تاریخ سے ماخوذ ہیں - اور اس کی صحت ان کے ذمے ہیں - وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ ٭

لے ظلم و جور سے تو ہم راضی ہیں - مگر کفر و حماقت سے راضی نہیں - اگر تو علم غیب جانتا ہے تو اس رقعہ کے لکھنے والے کو معلوم کر ۱۲ مترجم

ورق دیکھا جس میں لکھا ہوا تھا:-

بِالظُّلْمِ وَالْجَوْرِ قَدْ رَضِيْنَا وَلَيْسَ بِالْكُفْرِ وَالْحِمَاقَةْ
اِنْ كُنْتَ اُعْطِيْتَ عِلْمَ غَيْبٍ بَيِّنْ لَنَا كَاتِبَ الْبِطَاقَةْ

ایک دفعہ ایک عورت نے اپنا قصہ لکھکر اس کی طرف بھیجا - اور اس میں لکھا "تجھے اس خدا کی قسم ہے - جس نے یہودیوں کو میشا کے وجود اور نصاریٰ کو ابن نسطور کے وجود سے عزت دی - اور مسلمانوں کو تیرے باعث ذلیل کیا - میرے مقدمہ میں غور کر لو"- (میشا یہودی شام کا حاکم تھا - اور ابن نسطور نصرانی مصر کا حاکم تھا)

ایک وجہ انکی امامت غیر صحیح ہونے کی یہ ہے - کہ ان سے بیعت ایسے وقت میں کی گئی تھی - کہ ایک خلیفہ عباسی سابق البیعت موجود تھا - پس انکی بیعت صحیح نہ ہوئی - کیونکہ ایک وقت میں دو اماموں کی بیعت صحیح نہیں ہوتی - اور صحیح بیعت اسی کی ہوتی ہے جس سے پہلے کی گئی ہو - اور ایک وجہ یہ ہے - کہ حدیث میں آیا ہے - کہ جب امر خلافت بنو عباس میں پہنچیگا تو ان سے نہ نکلیگا - حتیٰ کہ وہ اسے عیسیٰ بن مریم علیہما السلام یا امام مہدی کے سپرد کر دینگے - تو معلوم ہوا - کہ ان کے ہوتے جس نے خلافت کا دعوےٰ کیا - وہ باغی ہے - پس انہیں وجوہ سے میں نے نہ علیدیوں سے اور نہ خارجیوں سے کسی کا ذکر کیا - بلکہ صرف اسی خلیفہ کا ذکر کیا جس کی صحت امامت اور بیعت پر اتفاق ہو چکا ہے -

اول کتاب میں مَیں نے چند فصول لکھی ہیں - جن میں فوائد مہمہ بیان کئے ہیں - اس کتاب میں جو وقائع غریبہ اور حوادث عجیبہ میں نے لکھے ہیں - وہ حافظ ذہبی کی تاریخ سے ماخوذ ہیں - اور اس کی صحت ان کے ذمے ہیں - وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ ؁

لہ ظلم و جور سے تو ہم راضی ہیں - مگر کفر و حماقت سے راضی نہیں - اگر تو علم غیب جانتا ہے تو اس رقعہ کے لکھنے والے کو معلوم کر ۱۲ مترجم

فصل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا اور اسکا راز

بزار اپنی مسند میں عبداللہ بن وضاح کوفی سے۔ اور وہ یحیی بن یمانی سے۔ وہ اسرائیل سے وہ ابو یقظان سے۔ وہ ابو وائل سے۔ اور وہ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ صحابہ رض نے ایک دن عرض کیا۔ یا رسول اللہ! آپ ہم پر کسی کو خلیفہ کیوں نہیں مقرر فرماتے؟ آپ نے فرمایا۔ کہ اگر میں تم پر کسی کو خلیفہ مقرر کروں۔ اور تم میرے مقرر کردہ خلیفہ کی نافرمانی کرو۔ تو تم پر عذاب الٰہی نازل ہوگا۔ اس حدیث کو حاکم نے مستدرک میں روایت کیا ہے۔ مگر اس کے راویوں سے ابو یقظان ضعیف ہے +

بخاری اور مسلم میں مذکور ہے۔ کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو قاتل نے نیزہ مارا تو آپ نے فرمایا۔ کہ اگر میں کسی کو خلیفہ مقرر کروں۔ تو مجھ سے بہتر یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خلیفہ مقرر کیا۔ اور اگر میں تمہیں ویسے ہی چھوڑوں (یعنی تم پر کسی کو خلیفہ مقرر نہ کروں) تو مجھ سے بہتر شخص یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تمہیں ویسا ہی چھوڑ دیا تھا +

احمد اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں عمرو بن سفیان سے بسند حسن روایت کی ہے۔ کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ جنگ جمل میں فتحیاب ہوئے۔ تو آپ نے فرمایا "اے لوگو! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امارت کے معاملہ میں ہم سے کوئی وصیت نہیں کی۔ ہم نے اپنی رائے سے ہی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا۔ اور انہوں نے دین کی اقامت واستقامت کی حتّٰی کہ آپ فوت ہوئے۔ اور پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خلیفہ بنانا مناسب سمجھا۔ پس انہوں نے بھی دین کی اقامت و استقامت کی۔ اور دین کو ان کے زمانے میں مخالفین سے آرام ملا۔ پھر ان کے بعد لوگوں نے دنیا طلبی کی۔ تو خداوند تعالےٰ کے امور مقدرہ پیش آئے +

حاکم نے مستدرک میں اور بیہقی نے دلائل میں ابو وائل سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت

فصل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا اور اسکا راز

بزار اپنی سند میں عبداللہ بن وضاح کوفی سے۔ اور وہ یحییٰ بن یمانی سے۔ وہ اسرائیل سے وہ ابو یقظان سے۔ وہ ابو وائل سے۔ اور وہ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ صحابہ رضہ نے ایک دن عرض کیا۔ یا رسول اللہ! آپ ہم پر کسی کو خلیفہ کیوں نہیں مقرر فرماتے؟ آپ نے فرمایا۔ کہ اگر میں تم پر کسی کو خلیفہ مقرر کروں۔ اور تم میرے مقرر کردہ خلیفہ کی نافرمانی کرو۔ تو تم پر عذاب الٰہی نازل ہوگا۔ اِس حدیث کو حاکم نے مستدرک میں روایت کیا ہے۔ مگر اس کے راویوں سے ابو یقظان ضعیف ہے +

بخاری اور مسلم میں مذکور ہے۔ کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو قاتل نے نیزہ مارا تو آپ نے فرمایا۔ کہ اگر میں کسی کو خلیفہ مقرر کروں۔ تو مجھ سے بہتر یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خلیفہ مقرر کیا۔ اور اگر میں تمہیں ویسے ہی چھوڑوں (یعنی تم پر کسی کو خلیفہ مقرر نہ کروں) تو مجھ سے بہتر شخص یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تمہیں ویسا ہی چھوڑ دیا تھا +

احمد اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں عمرو بن سفیان سے بسند حسن روایت کی ہے۔ کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ جنگ جمل میں فتحیاب ہوئے۔ تو آپ نے فرمایا "اے لوگو! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امارت کے معاملہ میں ہم سے کوئی وصیت نہیں کی۔ ہم نے اپنی رائے سے ہی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا۔ اور انہوں نے دین کی اقامت و استقامت کی حتیٰ کہ آپ فوت ہوئے۔ اور پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خلیفہ بنانا مناسب سمجھا۔ پس اُنہوں نے بھی دین کی اقامت و استقامت کی۔ اور دین کو ان کے زمانے میں مخالفین سے آرام ملا۔ پھر ان کے بعد لوگوں نے دُنیا طلبی کی۔ تو خداوند تعالےٰ کے امور مقدرہ پیش آئے +

حاکم نے مستدرک میں اور بیہقی نے دلائل میں ابو وائل سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت

علی رضی اللہ عنہ سے کہا گیا "آپ ہم پر کسی کو خلیفہ کیوں مقرر نہیں فرماتے؟" آپ نے فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلیفہ نہیں مقرر کیا۔ تو میں کیسے مقرر کروں۔ ہاں اگر اللہ تعالےٰ نے لوگوں کی بہتری چاہی۔ تو انہیں اپنے میں سے کسی بہتر شخص کے خلیفہ بنانے پر مجتمع کردیگا۔ جیسے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر کے خلیفہ بنانے پر لوگوں کو مجتمع کیا +

ذہبی کہتے ہیں۔ کہ رافضیوں کے نزدیک اس بارے میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے امر خلافت کی وصیت کی تھی۔ بہت سی جھوٹی اور بے اصل روائتیں مشہور ہیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے یہ بات ناممکن تھی۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے وصیت خلافت ہوتے ہوئے وہ خود امیر بنجاتے۔ بلکہ وہ تو یہ دوست رکھتے۔ کہ اگر امر خلافت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت علی کے لئے کوئی وصیت ہوتی۔ تو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مطیع ومنقاد ہوجاتے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کوئی وصیت نہیں پائی گئی +

ابن سعد حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمانے لگے۔ کہ ہم نے اپنے امر میں غور کیا۔ تو دیکھا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نماز میں آگے کیا تھا۔ یعنی امام بنایا تھا۔ تو ہم نے اپنے دنیاوی معاملات کے لئے بھی اسی شخص کو مقدم کیا۔ جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے دین کے لئے منتخب فرمایا تھا۔ پس ہم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مقدم کیا +

امام بخاری رضہ اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں۔ کہ ابن جمہان سفینہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں فرمایا تھا۔ کہ "یہ میرے بعد خلیفہ ہونگے"۔ اس کے بعد امام بخاری فرماتے ہیں۔ کہ اس حدیث کی تائید نہیں ہوتی۔ کیونکہ حضرت عمر۔ حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم نے فرمایا تھا۔ کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا"

حدیث مذکور کو ابن حبان نے روایت کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔ کہ حدیث بیان کی ہم سے ابو یعلی نے۔ اور ان سے یحییٰ جمانی نے۔ اور ان سے حشرج نے۔ اور ان سے

علی رضی اللہ عنہ سے کہا گیا "آپ ہم پر کسی کو خلیفہ کیوں مقرر نہیں فرماتے؟" آپ نے فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلیفہ نہیں مقرر کیا۔ تو میں کیسے مقرر کروں۔ ہاں اگر اللہ تعالےٰ نے لوگوں کی بہتری چاہی۔ تو انہیں اپنے میں سے کسی بہتر شخص کے خلیفہ بنانے پر مجتمع کر دیگا۔ جیسے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر کے خلیفہ بنانے پر لوگوں کو مجتمع کیا +

ذہبی کہتے ہیں۔ کہ رافضیوں کے نزدیک اس بارے میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے امر خلافت کی وصیت کی تھی۔ بہت سی جھوٹی اور بے اصل روائتیں مشہور ہیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے یہ بات ناممکن تھی۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے وصیت خلافت ہوتے ہوئے وہ خود امیر بنجاتے۔ بلکہ وہ تو یہ دوست رکھتے۔ کہ اگر امر خلافت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت علی کے لئے کوئی وصیت ہوتی۔ تو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مطیع و منقاد ہو جاتے۔ (لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کوئی وصیت نہیں پائی گئی) +

ابن سعد حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمانے لگے۔ کہ ہم نے اپنے امر میں غور کیا۔ تو دیکھا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نماز میں آگے کیا تھا۔ یعنی امام بنایا تھا۔ تو ہم نے اپنے دنیاوی معاملات کے لئے بھی اسی شخص کو مقدم کیا۔ جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے دین کے لئے منتخب فرمایا تھا۔ پس ہم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مقدم کیا +

امام بخاری رح اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں۔ کہ ابن جمہان سفینہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں فرمایا تھا۔ کہ "یہ میرے بعد خلیفہ ہونگے" اس کے بعد امام بخاری فرماتے ہیں۔ کہ اس حدیث کی تائید نہیں ہوتی۔ کیونکہ حضرت عمر۔ حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم نے فرمایا تھا "کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا"

حدیث مذکور کو ابن حبان نے روایت کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔ کہ حدیث بیان کی ہم سے ابو یعلی نے۔ اور ان سے یحیی حمانی نے۔ اور ان سے حشرج نے۔ اور ان سے

سعید بن جمہان سے اور ان سے سفینہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد بنائی تو اس کی نیو میں پہلے اپنے دستِ مبارک سے ایک پتھر رکھا۔ اور پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ کہ میرے پتھر کے ساتھ ایک پتھر رکھو۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پتھر کے ساتھ ایک پتھر رکھو پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پتھر کے ساتھ پتھر رکھو پھر فرمایا۔ کہ یہ میرے بعد خلفاء ہونگے۔

ابوزرعہ کہتے ہیں۔ کہ اس حدیث کا اسناد ٹھیک ہے۔ چنانچہ حاکم نے مستدرک میں اسے روائیت کیا ہے۔ اور بیہقی وغیرہما نے اِسے صحیح بتلایا ہے +

میں کہتا ہوں کہ اس حدیث اور حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے قول میں کہ آپ نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا۔ کوئی منافات نہیں ہے۔ کیونکہ ان کی مراد یہ ہے کہ وفات کے وقت آپ نے کسی کی خلافت پر صراحۃً نص نہیں فرمایا۔ اور یہ حدیث تو ایک اشارہ ہے۔ جو آپ کی وفات کے پہلے واقع ہوا۔ جیسا کہ ایک اور حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ تمہیں میرا اور خلفائے راشدین کا طریقہ اختیار کرنا لازم ہے۔ حاکم نے اسے عرباض بن ساریہ سے روائیت کیا ہے۔

اور ایک اور حدیث میں فرمایا ہے۔ کہ ان لوگوں کی جو میرے بعد خلیفہ ہونگے پیروی کرو۔ یعنی حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کی۔ اور ان جیسی اور بھی احادیث ہیں۔ جن سے اشارہ خلافت نکلتا ہے +

فصل اس بیان میں کہ امام قریش سے ہونے چاہئیں۔ اور خلافت انہی کیلئے ہے

ابوداؤد طیالسی اپنی مسند میں لکھتے ہیں، کہ سکین بن عبدالعزیز سیار بن سلامہ سے اور وہ ابوبرزہ سے روائیت کرتے ہیں، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: امام قریش سے ہونے چاہئیں۔ کیونکہ جب وہ حاکم ہوتے ہیں۔ تو عدل و انصاف کرتے ہیں اور جب وعدہ کرتے ہیں۔ تو اُسے پورا کرتے ہیں۔ اور جب ان سے لوگ رحم طلب کرتے

سعید بن جمہان نے اور ان سے سفینہ نے ۔ وہ کہتے ہیں ۔ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد بنائی ۔ تو اس کی نیو میں پہلے اپنے دستِ مبارک سے ایک پتھر رکھا ۔ اور پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو فرمایا ۔ کہ میرے پتھر کے ساتھ ایک پتھر رکھو ۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایا ۔ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پتھر کے ساتھ ایک پتھر رکھو پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو فرمایا ۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پتھر کے ساتھ پتھر رکھو پھر فرمایا ۔ کہ یہ میرے بعد خلفاء ہونگے ۔

ابوزرعہ کہتے ہیں ۔ کہ اس حدیث کا اسناد ٹھیک ہے ۔ چنانچہ حاکم نے مستدرک میں اسے روائیت کیا ہے ۔ اور بیہقی وغیرہما نے اسے صحیح بتلایا ہے ۔

میں کہتا ہوں کہ اس حدیث اور حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے قول میں کہ آپ نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا ۔ کوئی منافات نہیں ہے ۔ کیونکہ ان کی مراد یہ ہے کہ وفات کے وقت آپ نے کسی کی خلافت پر صراحۃً نص نہیں فرمایا ۔ اور یہ حدیث تو ایک اشارہ ہے ۔ جو آپ کی وفات کے پہلے واقع ہوا ۔ جیسا کہ ایک اور حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ۔ کہ تمہیں میرا اور خلفائے راشدین کا طریقہ اختیار کرنا لازم ہے ۔ حاکم نے اسے عرباض بن ساریہ سے روائیت کیا ہے ۔

اور ایک اور حدیث میں فرمایا ہے ۔ کہ ان لوگوں کی جو میرے بعد خلیفہ ہونگے پیروی کرو ۔ یعنی حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کی ۔ اور ان جیسی اور بھی احادیث ہیں ۔ جن سے اشارہ خلافت نکلتا ہے ۔

فصل اس بیان میں کہ امام قریش سے ہونے چاہئیں ۔ اور خلافت انہی کیلئے ہے

ابوداؤد طیالسی اپنی مسند میں لکھتے ہیں ۔ کہ سکین بن عبدالعزیز سیار بن سلامہ سے اور وہ ابوبرزہ سے روائیت کرتے ہیں ۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ امام قریش سے ہونے چاہئیں ۔ کیونکہ جب وہ حاکم ہوتے ہیں ۔ تو عدل و انصاف کرتے ہیں اور جب وعدہ کرتے ہیں ۔ تو اُسے پورا کرتے ہیں ۔ اور جب ان سے لوگ رحم طلب کرتے

ہیں۔ تو وہ رحم کرتے ہیں"۔ اس حدیث کو امام احمد اور ابویعلیٰ نے اپنی مسندوں میں۔ اور طبرانی نے نقل کیا ہے۔

ترمذی لکھتے ہیں۔ کہ احمد بن منیع زید بن حباب سے۔ اور وہ معاویہ بن صالح سے۔ اور وہ ابو مریم انصاری سے۔ اور وہ ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "حکومت قریش کے لئے ہے۔ اور قضا انصار کے لئے" اسناد اس حدیث کی صحیح ہیں +

امام احمد اپنی مسند میں لکھتے ہیں۔ کہ حاکم بن نافع۔ اسمٰعیل بن عیاش سے۔ اور وہ ضمضم بن زرعہ سے اور وہ شریح سے اور وہ کثیر بن مرہ بن عتبہ بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "خلافت قریش میں اور قضاء انصار میں اور دعوت الی الصلوٰۃ یعنی اذان اہل حبشہ میں رہیگی۔" اس حدیث کے راوی سب ثقہ ہیں +

بزار کہتے ہیں۔ کہ ابراہیم بن ہانی فیض بن فضل سے روایت کرتے ہیں۔ اور وہ مسعر سے اور وہ سلمہ بن کہیل سے۔ اور وہ ابو صادق سے۔ اور وہ ربیعہ بن ناجد سے اور علی بن ابی طالب رضہ سے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "امراء قریش سے ہونگے۔ جو نیک ہونگے۔ وہ نیکوں کے امیر ہونگے۔ اور جو بدکار ہونگے۔ وہ بدکاروں کے امیر ہونگے" +

فصل خلافت تیس برس تک ہوگی اور بعد ازاں بادشاہت

امام احمد فرماتے ہیں۔ کہ حدیث بیان کی ہم سے حماد بن سلمہ نے۔ اور ان سے سعید بن جمہان نے۔ اور ان سے سفینہ نے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا۔ کہ خلافت تیس برس تک ہوگی۔ اس کے بعد ملک ہوگا۔ اس حدیث کو اصحاب صحاح ستہ نے روایت کیا ہے۔ اور ابن حبان وغیرہ نے اِسے صحیح کہا ہے علماء لکھتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تیس سال میں خلفاء اربعہ اور حضرت حسن ہی خلیفہ ہوئے ہیں +

بزار محمد بن سکین سے روایت کرتے ہیں۔ اور وہ یحییٰ بن حسان سے۔ اور وہ یحییٰ بن حمزہ سے۔ اور وہ مکحول سے۔ اور وہ ابی ثعلبہ سے۔ اور وہ عبیدہ بن جراح سے

ہیں۔ تو وہ رحم کرتے ہیں"۔ اس حدیث کو امام احمد اور ابو یعلیٰ نے اپنی مسندوں میں۔ اور طبرانی نے نقل کیا ہے۔

ترمذی لکھتے ہیں۔ کہ احمد بن منیع زید بن حباب سے۔ اور وہ معاویہ بن صالح سے۔ اور وہ ابو مریم انصاری سے۔ اور وہ ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "حکومت قریش کے لئے ہے۔ اور قضا انصار کے لئے" اسناد اس حدیث کی صحیح ہیں +

امام احمد اپنی مسند میں لکھتے ہیں۔ کہ حاکم بن نافع۔ اسمٰعیل بن عیاش سے۔ اور وہ ضمضم بن زرعہ سے اور وہ شریح سے اور وہ کثیر بن مرہ بن عتبہ بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "خلافت قریش میں اور قضاء انصار میں اور دعوت الی الصلوٰۃ یعنی اذان اہل حبشہ میں رہیگی"۔ اس حدیث کے راوی سب ثقہ ہیں +

بزار کہتے ہیں۔ کہ ابراہیم بن ہانی فیض بن فضل سے روایت کرتے ہیں۔ اور وہ مسعر سے اور وہ سلمہ بن کہیل سے۔ اور وہ ابو صادق سے۔ اور وہ ربیعہ بن ناجد سے اور علی بن ابی طالب رضہ سے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "امراء قریش سے ہونگے۔ جو نیک ہونگے۔ وہ نیکوں کے امیر ہونگے۔ اور جو بدکار ہونگے۔ وہ بدکاروں کے امیر ہونگے" +

فصل خلافت تیس برس تک ہوگی اور بعد ازاں بادشاہت

امام احمد فرماتے ہیں۔ کہ حدیث بیان کی ہم سے حماد بن سلمہ نے۔ اور ان سے سعید بن جمہان نے۔ اور ان سے سفینہ نے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا۔ کہ خلافت تیس برس تک ہوگی۔ اس کے بعد ملک ہوگا۔ اس حدیث کو اصحاب صحاح ستہ نے روایت کیا ہے۔ اور ابن حبان وغیرہ نے اسے صحیح کہا ہے علماء لکھتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تیس سال میں خلفاء اربعہ اور حضرت حسن ہی خلیفہ ہوئے ہیں +

بزار محمد بن سکین سے روایت کرتے ہیں۔ اور وہ یحییٰ بن حسان سے۔ اور وہ یحیٰی بن حمزہ سے۔ اور وہ مکحول سے۔ اور وہ ابی ثعلبہ سے۔ اور وہ عبیدہ بن جراح سے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "تمہارے دین کی ابتدا نبوت اور رحمت سے شروع ہوئی ہے۔ اور اس کے بعد خلافت و رحمت ہوگی۔ اور پھر بادشاہی اور جبر کا زمانہ آئیگا۔" (یہ حدیث حسن ہے)

عبد اللہ بن احمد۔ محمد بن ابوبکر مقدسی سے روائیت کرتے ہیں۔ اور وہ یزید بن زریع سے۔ اور وہ ابن عون سے۔ اور وہ شعبی سے۔ اور وہ جابر بن سمرہ سے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ " امر خلافت ہمیشہ غالب رہیگا۔ اور اس کے مستحقین اپنے مخالفین پر فتحیاب ہونگے۔ جبتک کہ اس میں بارہ خلیفہ نہ گذر جائیں۔ جو سب کے سب قریش سے ہونگے۔" اس حدیث کو بخاری اور مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ اور یہ حدیث کئی طرق سے مروی ہے۔ چنانچہ امام احمد نے یوں روائیت کیا ہے۔ کہ "یہ امر یعنی خلافت ہمیشہ صالح رہیگا" "یہ امر ہمیشہ نافذ رہیگا" امام مسلم نے اسے ان الفاظ سے روائیت کیا ہے۔ " لوگوں کا یہ امر ہمیشہ اچھی طرح گذرتا رہیگا۔ جب تک انپر بارہ خلیفہ ہونگے" "یہ امر یعنی دین ختم نہیں ہوگا۔ حتی کہ ان سے بارہ خلیفہ نہ گذر جائیں" " اسلام ہمیشہ عزیز اور مرتفع رہیگا۔ حتی کہ بارہ خلیفہ گذر جائیں۔ بزار نے یوں روائیت کیا ہے۔ "میری اُمت کا امر ہمیشہ قائم رہیگا۔ حتی کہ بارہ خلیفے گذرینگے جو سب کے سب قریش سے ہونگے۔ ابوداؤد نے اسپر یہ زیادہ کیا ہے۔ کہ جب آپ اپنے گھر تشریف لائے۔ تو آپ کے پاس قریش نے جمع ہوکر عرض کیا۔ کہ ان بارہ خلیفوں کے بعد کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا۔ کہ پھر قتل اور فتنے نمودار ہونگے۔ ابوداؤد نے یوں بھی روائیت کیا ہے۔ کہ یہ دین ہمیشہ قائم رہیگا۔ حتی کہ تم پہ بارہ خلیفہ ہونگے۔ جن پر تمام اُمت کا اجماع ہوگا۔ احمد اور بزار بسند حسن ابن مسعود سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ ان سے پوچھا گیا۔ کہ اس اُمت میں کسقدر خلیفہ ہونگے۔ تو انہوں نے کہا کہ ہم نے اس کی بابت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا۔ تو آپ نے فرمایا تھا۔ کہ بارہ۔ بنی اسرائیل کے سرداروں کی موافق۔

قاضی عیاض لکھتے ہیں۔ کہ شاید ان اور انکے ہم مضمون احادیث میں بارہ خلفاء سے یہ مراد ہے۔ کہ وہ غلبہ خلافت اور قوت و استقامت اسلام کے زمانہ میں گذرینگے اور ان پر لوگوں کا اجماع ہوا کریگا۔ چنانچہ یہ امور مجمع علیہ خلیفہ کے زمانے میں پائے گئے ہیں۔ حتی کہ بنی امیہ کا امر مضطرب ہوگیا۔ اور ولید بن یزید کے زمانے میں فتنہ برپا ہوا۔ اور وہ فتنہ برپا رہا۔ حتی کہ دولت عباسیہ قائم ہوئی۔ جنہوں نے بنوامیہ

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "تمہارے دین کی ابتدا نبوت اور رحمت سے شروع ہوئی ہے۔ اور اس کے بعد خلافت و رحمت ہوگی۔ اور پھر بادشاہی اور جبر کا زمانہ آئیگا"۔ (یہ حدیث حسن ہے)

عبد اللہ بن احمد۔ محمد بن ابوبکر مقدسی سے روایت کرتے ہیں۔ اور وہ یزید بن زریع سے۔ اور وہ ابن عون سے۔ اور وہ شعبی سے۔ اور وہ جابر بن سمرہ سے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "امر خلافت ہمیشہ غالب رہیگا۔ اور اس کے مستحقین اپنے مخالفین پر فتحیاب ہونگے۔ جبتک کہ اس میں بارہ خلیفہ نہ گذر جائیں۔ جو سب کے سب قریش سے ہونگے"۔ اس حدیث کو بخاری اور مسلم وغیرہما نے روایت کیا ہے۔ اور یہ حدیث کئی طرق سے مروی ہے۔ چنانچہ امام احمد نے یوں روایت کیا ہے۔ کہ "یہ امر یعنی خلافت ہمیشہ صالح رہیگا"۔ "یہ امر ہمیشہ نافذ رہیگا"۔ امام مسلم نے اسے ان الفاظ سے روایت کیا ہے۔ "لوگوں کا یہ امر ہمیشہ اچھی طرح گذرتا رہیگا۔ جب تک انپر بارہ خلیفہ ہونگے"۔ "یہ امر یعنی دین ختم نہیں ہوگا۔ حتی کہ ان سے بارہ خلیفہ نہ گذر جائیں"۔ "اسلام ہمیشہ عزیز اور مرتفع رہیگا۔ حتی کہ بارہ خلیفہ گذر جائیں۔ بزار نے یوں روایت کیا ہے۔ "میری اُمت کا امر ہمیشہ قائم رہیگا۔ حتی کہ بارہ خلیفے گذرینگے جو سب کے سب قریش سے ہونگے۔ ابو داؤد نے اسپر یہ زیادہ کیا ہے۔ کہ جب آپ اپنے گھر تشریف لائے۔ تو آپ کے پاس قریش نے جمع ہوکر عرض کیا۔ کہ ان بارہ خلیفوں کے بعد کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا۔ کہ پھر قتل اور فتنے نمودار ہونگے۔ ابو داؤد نے یوں بھی روایت کیا ہے۔ کہ یہ دین ہمیشہ قائم رہیگا۔ حتی کہ تم پہ بارہ خلیفہ ہونگے۔ جن پر تمام اُمت کا اجماع ہوگا۔ احمد اور بزار بسند حسن ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ان سے پوچھا گیا۔ کہ اس اُمت میں کسقدر خلیفہ ہونگے۔ تو انہوں نے کہا کہ ہم نے اس کی بابت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا۔ تو آپ نے فرمایا تھا۔ کہ بارہ۔ بنی اسرائیل کے سرداروں کی موافق +

قاضی عیاض لکھتے ہیں۔ کہ شاید ان اور انکے ہم مضمون احادیث میں بارہ خلفاء سے یہ مراد ہے۔ کہ وہ غلبہ خلافت اور قوت و استقامت اسلام کے زمانہ میں گذرینگے اور ان پر لوگوں کا اجماع ہوا کریگا۔ چنانچہ یہ امور مجمع علیہ خلیفہ کے زمانے میں پائے گئے ہیں۔ حتی کہ بنی امیہ کا امر مضطرب ہوگیا۔ اور ولید بن یزید کے زمانے میں فتنہ برپا ہوا۔ اور وہ فتنہ برپا رہا۔ حتی کہ دولت عباسیہ قائم ہوئی۔ جنہوں نے بنو امیہ

کا استیصال کر دیا۔

شیخ الاسلام ابن حجر بخاری کی شرح میں لکھتے ہیں۔ کہ قاضی عیاض کا کلام اس حدیث کے بارے میں بہت ٹھیک ہے۔ اور نہایت عمدہ ہے۔ کیونکہ حدیث صحیح کے بعض طریقے انکی تائید کرتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ ان سب پر لوگوں کا اجماع ہو گا۔ اسکی توضیح یوں ہے کہ مراد اجتماع سے لوگوں کا بیعت کے لئے مطیع اور فرمانبردار ہو جانا ہے۔ اور یہ امر واقع بھی ہوا ہے۔ چنانچہ پہلے لوگوں کا اجماع حضرت صدیق اکبرؓ پر ہوا۔ ان کے بعد حضرت عمرؓ پر۔ پھر حضرت عثمان رضؓ پر اور بعد ازاں حضرت علی رضی اللہ عنہ پر۔ یہاں تک کہ قضیہ صفین واقع ہوا۔ اور امیر معویہ رضی اللہ عنہ نے بھی اسدن سے اپنے آپ کو خلیفہ بنایا۔ پھر حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے صلح ہو جانے پر لوگوں نے امیر رضی اللہ عنہ پر اجماع کیا۔ اور ان کے بعد ان کے لڑکے یزید پر لوگوں کا اجماع ہوا۔ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر اجماع نہیں ہوا۔ بلکہ وہ اس امر سے پہلے ہی شہید ہو گئے تھے۔ پھر جب یزید فوت ہوا۔ تو اختلاف واقع ہوا حتٰی کہ ابن زبیرؓ کے قتل کے بعد عبدالملک بن مروان پر لوگوں کا اجماع ہوا۔ اور اس کے بعد اس کے چاروں بیٹوں ولید۔ سلیمان۔ یزید اور ہشام پر یکے بعد دیگرے اجماع ہوتا رہا۔ سلیمان اور یزید کے درمیان عمر بن عبدالعزیز کا زمانہ حائل ہوا۔ پس خلفائے راشدین کو چھوڑ کر یہ سات خلیفہ ہوئے۔ اور بارہواں ولید بن یزید بن عبدالملک تھا جس پر اس کے چچا ہشام کے مرنے پر لوگوں کا اجماع ہوا۔ اور قریبًا چار برس حکمران رہا۔ پھر لوگ اس سے برگشتہ ہو گئے۔ اور اسے قتل کر ڈالا۔ اور فتنہ و فساد برپا ہو گیا۔ اور حالات متغیر ہو گئے۔ اور اس کے بعد کسی خلیفہ پر لوگوں کا اجماع نہیں ہوا۔ کیونکہ یزید بن ولید جو اپنے چچا ولید بن یزید کے برخلاف اٹھ کھڑا ہوا۔ دیر تک حکمران نہیں رہا۔ بلکہ اپنے باپ کے چچازاد بیٹے مروان بن محمد مروان کے مرنے سے پہلے ہی لوگوں نے اس سے کینہ لیا۔ جب یزید مر گیا۔ تو اسکا بھائی ابراہیم خلیفہ ہوا۔ مگر مروان نے اُسے قتل کر دیا۔ پھر مروان سے بنی عباس نے کینہ لیا۔ اور اسے قتل کیا۔ اور بنی عباس کا پہلا خلیفہ سفاح ہوا۔ لیکن اس کی بھی مدت خلافت لمبی نہیں ہوئی۔ اور اسے بھی قتل کیا گیا۔ اس کے بعد اسکا بھائی منصور خلیفہ ہوا۔ اور دیر تک خلیفہ رہا۔ لیکن مروانیوں کے اندلس پر غالب ہونے کی وجہ سے مغرب اقصیٰ ان کے ہاتھ سے نکل گیا۔ اور وہ اسپر مدت تک قابض رہے۔ حتٰی کہ اونہوں نے اپنے آپ کو خلیفہ قرار دیا۔

کا استیصال کر دیا۔

شیخ الاسلام ابن حجر بخاری کی شرح میں لکھتے ہیں۔ کہ قاضی عیاض کا کلام اس حدیث کے بارے میں بہت ٹھیک ہے۔ اور نہایت عمدہ ہے۔ کیونکہ حدیث صحیح کے بعض طریقے انکی تائید کرتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ ان سب پر لوگوں کا اجماع ہوگا۔ اسکی توضیح یوں ہے کہ مراد اجتماع سے لوگوں کا بیعت کے لئے مطیع اور فرمانبردار ہو جانا ہے۔ اور یہ امر واقع بھی ہوا ہے۔ چنانچہ پہلے لوگوں کا اجماع حضرت صدیق اکبرؓ پر ہوا۔ ان کے بعد حضرت عمرؓ پر۔ پھر حضرت عثمان رضؓ پر اور بعد ازاں حضرت علی رضی اللہ عنہ پر۔ یہاں تک کہ قضیہ صفین واقع ہوا۔ اور امیر معویہ رضی اللہ عنہ نے بھی اسدن سے اپنے آپ کو خلیفہ بنایا۔ پھر حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے صلح ہو جانے پر لوگوں نے امیر رضی اللہ عنہ پر اجماع کیا۔ اور ان کے بعد ان کے لڑکے یزید پر لوگوں کا اجماع ہوا۔ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر اجماع نہیں ہوا۔ بلکہ وہ اس امر سے پہلے ہی شہید ہوگئے تھے۔ پھر جب یزید فوت ہوا۔ تو اختلاف واقع ہوا حتیٰ کہ ابن زبیرؓ کے قتل کے بعد عبدالملک بن مروان پر لوگوں کا اجماع ہوا۔ اور اس کے بعد اس کے چاروں بیٹوں ولید۔ سلیمان۔ یزید اور ہشام پر یکے بعد دیگرے اجماع ہوتا رہا۔ سلیمان اور یزید کے درمیان عمر بن عبدالعزیز کا زمانہ حائل ہوا۔ پس خلفائے راشدین کو چھوڑ کر یہ سات خلیفہ ہوئے۔ اور بارہواں ولید بن یزید بن عبدالملک تھا جس پر اس کے چچا ہشام کے مرنے پر لوگوں کا اجماع ہوا۔ اور قریباً چار برس حکمران رہا۔ پھر لوگ اس سے برگشتہ ہو گئے۔ اور اسے قتل کر ڈالا۔ اور فتنہ و فساد برپا ہوگیا۔ اور حالات متغیر ہو گئے۔ اور اس کے بعد کسی خلیفہ پر لوگوں کا اجماع نہیں ہوا۔ کیونکہ یزید بن ولید جو اپنے چچا ولید بن یزید کے برخلاف اٹھ کھڑا ہوا۔ دیر تک حکمران نہیں رہا۔ بلکہ اپنے باپ کے چچازاد بیٹے مروان بن محمد مروان کے مرنے سے پہلے ہی لوگوں نے اس سے کینہ لیا۔ جب یزید مر گیا۔ تو اسکا بھائی ابراہیم خلیفہ ہوا۔ مگر مروان نے اُسے قتل کر دیا۔ پھر مروان سے بنی عباس نے کینہ لیا۔ اور اسے قتل کیا۔ اور بنی عباس کا پہلا خلیفہ سفاح ہوا۔ لیکن اس کی بھی مدت خلافت لمبی نہیں ہوئی۔ اور اسے بھی قتل کیا گیا۔ اس کے بعد اسکا بھائی منصور خلیفہ ہوا۔ اور دیر تک خلیفہ رہا۔ لیکن مروانیوں کے اندلس پر غالب ہونے کی وجہ سے مغرب اقصیٰ ان کے ہاتھ سے نکل گیا۔ اور وہ اسپر مدت تک قابض رہے۔ حتیٰ کہ اونہوں نے اپنے آپ کو خلیفہ قرار دیا۔

اور پھر فتنے برپا ہو گئے۔ اور خلافت کا صرف نام ہی رہ گیا۔ حالانکہ عبدالملک بن مروان کے عہد میں خلیفہ کے نام تمام ملکوں میں خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ اور خلیفہ کے حکم کے بغیر کوئی بھی کسی جگہ امیر یا حاکم نہیں ہو سکتا تھا۔ اب یہ حال ہوا۔ کہ پانچویں صدی ہجری میں اندلس میں پانچ شخص مدعی خلافت تھے۔ اور مصر کا حاکم عبیدی اور بغداد کا عباسی ان کے علاوہ تھے۔ ان کے علاوہ اور شخص بھی علویہ اور خوارج سے مدعی خلافت تھے۔ ابن حجر کہتے ہیں۔ کہ بنابریں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے کہ پھر فتنہ و فساد ہوگا۔ یہ مراد ہوگی۔ کہ قتل ناحق اور فتنے نہایت برپا ہونگے۔ اور بڑھتے رہینگے۔ اور ترقی پکڑینگے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا +

بعض کہتے ہیں۔ کہ مراد بارہ خلیفوں کے وجود سے یہ ہے۔ کہ وہ شروع اسلام سے لیکر قیامت تک ہونگے۔ اور عمل بالحق کرینگے۔ اگرچہ وہ یکے بعد دیگرے نہ ہوں۔ اور اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جسے مسدد نے اپنی مسند کبیر ابی الخلد سے روایت کیا ہے۔ کہ "یہ اُمّت ہلاک نہ ہوگی۔ حتٰی کہ اس سے بارہ خلیفہ ہونگے۔ جو سب کے سب دین حق اور ہدایت پر عمل کرینگے۔ اور ان سے دو شخص اہل بیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہونگے۔ اس حدیث کی رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کہ پھر فتنہ و فساد ہوگا۔ وہ فتنے مراد ہیں جو قرب قیامت اور خروج دجال اور اس کے مابعد کی خبر دینگے +

میں کہتا ہوں۔ کہ ان بارہ خلیفوں سے خلفاء اربعہ اور حسن رضی اللہ عنہ معویہ۔ ابن زبیر اور عمر بن عبدالعزیز آٹھ تو پائے گئے ہیں۔ اور ان کے ساتھ اگر مہتدی عباسی جو عباسیوں میں نمبر ۲ عمر بن عبدالعزیز ہے۔ اور ایسے ہی طاہر جو بڑا عادل تھا ملائے جائیں۔ تو دس ہو جاتے ہیں۔ اب دو باقی رہے۔ ایک ان سے امام مہدی ہونگے۔ جو اہل بیت نبوی سے ہونگے +

فصل

احادیث مندرہ بخلافت بنی امیہ

ترمذی محمد بن غیلان سے اور وہ ابو داؤد طیالسی سے۔ اور وہ قاسم بن فضل

اور پھر فتنے برپا ہو گئے۔ اور خلافت کا صرف نام ہی رہ گیا۔ حالانکہ عبدالملک بن مروان کے عہد میں خلیفہ کے نام تمام ملکوں میں خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ اور خلیفہ کے حکم کے بغیر کوئی بھی کسی جگہ امیر یا حاکم نہیں ہو سکتا تھا۔ اب یہ حال ہوا۔ کہ پانچویں صدی ہجری میں اندلس میں پانچ شخص مدعی خلافت تھے۔ اور مصر کا حاکم عبیدی اور بغداد کا عباسی ان کے علاوہ تھے۔ ان کے علاوہ اور شخص بھی علویہ اور خوارج سے مدعی خلافت تھے۔ ابن حجر کہتے ہیں۔ کہ بنا بریں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے کہ پھر فتنہ وفساد ہوگا۔ یہ مراد ہوگی۔ کہ قتل ناحق اور فتنے نہایت برپا ہونگے۔ اور بڑھتے رہینگے۔ اور ترقی پکڑینگے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا +

بعض کہتے ہیں۔ کہ مراد بارہ خلیفوں کے وجود سے یہ ہے۔ کہ وہ شروع اسلام سے لیکر قیامت تک ہونگے۔ اور عمل بالحق کرینگے۔ اگرچہ وہ یکے بعد دیگرے نہ ہوں۔ اور اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جسے مسدد نے اپنی مسند کبیر ابی الخلد سے روایت کیا ہے۔ کہ "یہ اُمت ہلاک نہ ہوگی۔ حتّٰی کہ اس سے بارہ خلیفہ ہونگے۔ جو سب کے سب دین حق اور ہدایت پر عمل کرینگے۔ اور ان سے دو شخص اہل بیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہونگے۔ اس حدیث کی رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کہ پھر فتنہ وفساد ہوگا۔ وہ فتنے مراد ہیں جو قرب قیامت اور خروج دجال اور اس کے مابعد کی خبر دینگے +

میں کہتا ہوں۔ کہ ان بارہ خلیفوں سے خلفاء اربعہ اور حسن رضی اللہ عنہ معویہ۔ ابن زبیر اور عمر بن عبدالعزیز آٹھ تو پائے گئے ہیں۔ اور ان کے ساتھ اگر مہتدی عباسی جو عباسیوں میں نمبر ۲ عمر بن عبدالعزیز ہے۔ اور ایسے ہی طاہر جو بڑا عادل تھا ملائے جائیں۔ تو دس ہو جاتے ہیں۔ اب دو باقی رہے۔ ایک ان سے امام مہدی ہونگے۔ جو اہل بیت نبوی سے ہونگے +

فصل

احادیث منذرہ بخلافت بنی امیہ

ترمذی محمد بن غیلان سے اور وہ ابو داؤد طیالسی سے۔ اور وہ قاسم بن فضل

مدنی سے۔ اور وہ یوسف بن سعد سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے امیر معویہ رضہ کی بعیت کرنے کے بعد ایک شخص نے آپ کو کہا۔ کہ آپ نے تو مسلمانوں کا منہ کالا کر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ خدا تجھ پہ رحم کرے۔ مجھے سرزنش نہ کر کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں بنی امیہ کو منبر پر دیکھا۔ تو آپ کو یہ ناگوار گذرا۔ اسپر آپ کی تسکین کے لئے، اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ اور اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ نازل ہوئی۔ (اس میں اشارہ ہے۔ کہ) اے محمد بنو امیہ ایک ہزار ماہ بعد خلیفہ ہونگے۔

قاسم کہتے ہیں۔ کہ ہم نے حساب کیا۔ تو بنو امیہ کی خلافت برابر ایک ہزار مہینہ کے بعد ہوئی۔ ترمذی کہتے ہیں۔ کہ یہ حدیث غریب ہے۔ اور صرف قاسم نے ہی اِسے روایت کیا ہے۔ مگر وہ ثقہ شخص ہے۔ لکن شیخ انکا مجہول ہے۔ اس حدیث کو حاکم نے اپنی مستدرک میں اور ابن جریر نے اپنی تفسیر میں روایت کیا ہے۔

حافظ ابوحجاج کہتے ہیں۔ کہ یہ حدیث منکر ہے۔ اور ایسا ہی ابن کثیر نے کہا ہے ابن جریر اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ کہ مجھ سے محمد بن زبانہ نے حدیث بیان کی۔ اور ان سے عبد المہیمن بن عباس بن سہل نے اور اس سے اس کے باپ نے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی حکم بن ابی العاص کو خواب میں دیکھا۔ کہ وہ آپ کے منبر پر ایسے کودتے ہیں۔ جیسے کہ بندر کودتے ہیں۔ پس آپ کو یہ بات بُری معلوم ہوئی اور اس کے بعد آپ وفات تک کبھی پوری طرح نہیں ہنسے۔ اور خداوند تعالےٰ نے اسی بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْیَا الَّتِیْٓ اَرَیْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ۔ اِس حدیث کے اسناد ضعیف ہیں۔ مگر حدیث عبد اللہ بن عمر اور یعلی بن مرہ اور حسین بن علی وغیرہم سے اس کے شواہد ہیں۔ اور میں نے کتاب التفسیر اور مسند میں کئی طریقوں سے روایت کیا ہے۔ اور کتاب اسباب النزول میں بھی اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

فصل

احادیث مبشرہ بخلافت بنی عباس

بزار یحییٰ بن یعلیٰ سے۔ اور وہ ابوبکر بن ابی شیبہ سے اور وہ محمد بن اسمٰعیل بن

مدنی سے - اور وہ یوسف بن سعد سے روایت کرتے ہیں - کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے امیر معویہ رضہ کی بعیت کرنے کے بعد ایک شخص نے آپ کو کہا - کہ آپ نے تو مسلمانوں کا منہ کالا کر دیا ہے - آپ نے فرمایا - کہ خدا تجھ پر رحم کرے - مجھے سرزنش نہ کر - کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں بنی امیہ کو منبر پر دیکھا - تو آپ کو یہ ناگوار گذرا - اسپر آپ کی تسکین کے لئے، اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ اور اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَا اَدْرٰكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ نازل ہوئی - اس میں اشارہ ہے - کہ اے محمد بنو امیہ ایک ہزار ماہ بعد خلیفہ ہونگے -

قاسم کہتے ہیں - کہ ہم نے حساب کیا - تو بنو امیہ کی خلافت برابر ایک ہزار مہینہ کے بعد ہوئی - ترمذی کہتے ہیں - کہ یہ حدیث غریب ہے - اور صرف قاسم نے ہی اسے روایت کیا ہے - مگر وہ ثقہ شخص ہے - لیکن شیخ انکا مجہول ہے - اس حدیث کو حاکم نے اپنی مستدرک میں اور ابن جریر نے اپنی تفسیر میں روائیت کیا ہے -

حافظ ابو حجاج کہتے ہیں - کہ یہ حدیث منکر ہے - اور ایسا ہی ابن کثیر نے کہا ہے ابن جریر اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں - کہ مجھ سے محمد بن زبانہ نے حدیث بیان کی - اور ان سے عبدالمہیمن بن عباس بن سہل نے اور اس سے اس کے باپ نے - کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی حکم بن ابی العاص کو خواب میں دیکھا - کہ وہ آپ کے منبر پر ایسے کودتے ہیں - جیسے کہ بندر کودتے ہیں - پس آپ کو یہ بات بری معلوم ہوئی اور اس کے بعد آپ وفات تک کبھی پوری طرح نہیں ہنسے - اور خداوند تعالےٰ نے اسی بارے میں یہ آیت نازل فرمائی - مَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِیْ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ - اس حدیث کے اسناد ضعیف ہیں - مگر حدیث عبداللہ بن عمر اور یعلی بن مرہ اور حسین بن علی وغیرہم سے اس کے شواہد ہیں - اور میں نے کتاب التفسیر اور مسند میں کئی طریقوں سے روائیت کیا ہے - اور کتاب اسباب النزول میں بھی اس کی طرف اشارہ کیا ہے -

فصل

احادیث مبشرہ بخلافت بنی عباس

بزار یحیی بن یعلیٰ سے - اور وہ ابو بکر بن ابی شیبہ سے اور وہ محمد بن اسمٰعیل بن

ابی فدیک سے اور وہ محمد بن عبدالرحمن عامری سے۔ اور وہ سہیل سے۔ اور وہ اپنے باپ سے۔ اور وہ ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ کہ نبوت و مملکت تم میں ہی رہیگی۔ (اس حدیث کا راوی عامری ضعیف ہے) مگر ابونعیم نے دلائل النبوت میں اور ابن عدی نے کامل میں۔ اور ابن عساکر نے اس حدیث کو ابن فدیک سے اور طرق سے بھی روایت کیا ہے۔

ترمذی۔ ابراہیم بن سعید جوہری سے روایت کرتے ہیں۔ اور وہ عبدالوہاب بن عطاء سے اور وہ ثور بن یزید سے اور وہ مکحول سے اور وہ کبریت سے۔ اور وہ ابن عباس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ کہ کل صبح آپ مع اپنے بیٹے کے میرے پاس آئیے۔ تو میں دعا کرونگا۔ جو آپ کے اور آپ کے بیٹے کے حق میں مفید ہوگی۔ حضرت عباس کہتے ہیں۔ کہ صبح کو میں اور میرا لڑکا کپڑے بدل کر خدمت نبوی میں حاضر ہوئے۔ تو آپ نے یہ دعا فرمائی۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْعَبَّاسِ وَ لِوَلَدِہٖ مَغْفِرَۃً ظَاھِرَۃً وَّ بَاطِنَۃً لَا تُغَادِرُ ذَنْبًا اَللّٰھُمَّ احْفَظْہُ فِیْ وَلَدِہٖ۔ ترمذی نے اپنی جامع میں اتنا ہی لکھا ہے۔ لیکن زرین عبیدی نے اس کے آخر میں یہ زیادہ کیا ہے۔ وَاجْعَلِ الْخِلَافَۃَ بَاقِیَۃً فِیْ عَقِبِہٖ۔ میں کہتا ہوں کہ یہ اور اس کے پہلی حدیث اس باب میں جتنی حدیثیں وارد ہیں سب سے بہتر ہیں *

طبرانی احمد بن محمد بن یحییٰ بن حمزہ سے۔ اور وہ اسحٰق سے۔ اور وہ ابراہیم بن ابونضر سے۔ اور وہ یزید بن ربیعہ سے اور وہ ابوالاشعث سے اور وہ ثوبان سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں نے خواب میں بنی مروان کو دیکھا۔ کہ یکے بعد دیگرے میرے منبر پر چڑھتے ہیں۔ پس یہ بات مجھے بُری معلوم ہوئی پھر میں نے دیکھا۔ کہ بنی عباس میرے منبر پر یکے بعد دیگرے چڑھتے ہیں۔ تو اس سے میں خوش ہُوا *

ابونعیم حلیہ میں محمد بن مظفر سے روایت کرتے ہیں۔ اور وہ عمر بن حسن بن علی سے۔ اور وہ عبداللہ بن احمد بن عبید سے اور وہ محمد بن صالح عدوی سے اور وہ ابن جعفر تمیمی سے۔ اور وہ عبدالعزیز بن عبدالصمد عمی سے علی بن زید بن جدعان سے۔ اور وہ سعید بن مسیب سے۔ اور وہ ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ (ایک دن) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے۔ تو آپ کو حضرت عباس ملے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے ابوالفضل (حضرت

ابی فدیک سے اور وہ محمد بن عبد الرحمن عامری سے ۔ اور وہ سہیل سے ۔ اور وہ اپنے باپ سے ۔ اور وہ ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں ۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس رضی اللہ عنہ کو فرمایا ۔ کہ نبوت و مملکت تم میں ہی رہیگی ۔ (اس حدیث کا راوی عامری ضعیف ہے) مگر ابونعیم نے دلائل النبوت میں اور ابن عدی نے کامل میں ۔ اور ابن عساکر نے اس حدیث کو ابن فدیک سے اور طرق سے بھی روایت کیا ہے ۔

ترمذی ۔ ابراہیم بن سعید جوہری سے روایت کرتے ہیں ۔ اور وہ عبدالوہاب بن عطاء سے اور وہ ثور بن یزید سے اور وہ مکحول سے اور وہ کریب سے ۔ اور وہ ابن عباس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس رضی اللہ عنہ کو فرمایا ۔ کہ کل صبح آپ مع اپنے بیٹے کے میرے پاس آئیے ۔ تو میں دعا کرونگا ۔ جو آپ کے اور آپ کے بیٹے کے حق میں مفید ہوگی ۔ حضرت عباس کہتے ہیں ۔ کہ صبح کو میں اور میرا لڑکا کپڑے بدل کر خدمت نبوی میں حاضر ہوئے ۔ تو آپ نے یہ دعاء فرمائی ۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْعَبَّاسِ وَلِوَلَدِہٖ مَغْفِرَۃً ظَاھِرَۃً وَّبَاطِنَۃً لَا تُغَادِرُ ذَنْبًا اَللّٰھُمَّ احْفَظْہُ فِیْ وَلَدِہٖ ۔ ترمذی نے اپنی جامع میں اتنا ہی لکھا ہے ۔ لیکن رزین عبیدی نے اس کے آخر میں یہ زیادہ کیا ہے ۔ وَاجْعَلِ الْخِلَافَۃَ بَاقِیَۃً فِیْ عَقِبِہٖ ۔ میں کہتا ہوں کہ یہ اور اس کے پہلی حدیث اس باب میں جتنی حدیثیں وارد ہیں سب سے بہتر ہیں ٭

طبرانی احمد بن محمد بن یحیٰی بن حمزہ سے ۔ اور وہ اسحٰق سے ۔ اور وہ ابراہیم بن ابو نضر سے ۔ اور وہ یزید بن ربیعہ سے اور وہ ابوالاشعث سے اور وہ ثوبان سے روایت کرتے ہیں ۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ کہ میں نے خواب میں بنی مروان کو دیکھا ۔ کہ یکے بعد دیگرے میرے منبر پر چڑھتے ہیں ۔ پس یہ بات مجھے بُری معلوم ہوئی پھر میں نے دیکھا ۔ کہ بنی عباس میرے منبر پر یکے بعد دیگرے چڑھتے ہیں ۔ تو اس سے میں خوش ہُوا ٭

ابونعیم حلیہ میں محمد بن مظفر سے روایت کرتے ہیں ۔ اور وہ عمر بن حسن بن علی سے ۔ اور وہ عبداللہ بن احمد بن عبید سے اور وہ محمد بن صالح عدوی سے اور وہ ابن جعفر تمیمی سے ۔ اور وہ عبدالعزیز بن عبدالصمد عمی سے علی بن زید بن جدعان سے ۔ اور وہ سعید بن مسیب سے ۔ اور وہ ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں ۔ کہ (ایک دن) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے ۔ تو آپ کو حضرت عباس ملے ۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ اے ابوالفضل (حضرت

عباس کی کنیت ہے) کیا میں تمہیں ایک بات کی خوشخبری نہ سناؤں۔ آپ نے عرض کیا۔ ہاں یارسول اللہ۔ اسپر آپ نے فرمایا۔ کہ یہ امر (یعنی خلافت) مجھ سے اللہ تعالےٰ نے شروع کیا ہے۔ اور تیری اولاد پر اسے ختم کریگا۔ (اسناد اس حدیث کے ضعیف ہیں) یہ حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ مگر اس کی اسناد اس سے بھی زیادہ ضعیف ہیں۔ اور اسے ابن عساکر نے محمد بن یونس کریمی سے (یہ شخص وضاع ہے۔ یعنی جعلی حدیثیں گھڑ لیا کرتا ہے) اور اس نے ابراہیم بن سعید اشقر سے اور اس نے خلف بن خلیفہ سے اور اس نے ابو ہاشم سے اور اس نے محمد بن حنفیہ سے اور انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے یہ امر مجھ سے شروع کیا ہے۔ اور تیری اولاد پر اسے ختم کریگا۔

اور خطیب نے اپنی تاریخ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بایں الفاظ روایت کیا ہے۔ کہ تم سے ہی یہ امر شروع ہوگا۔ اور تم پر ہی ختم ہوگا۔ یہ حدیث مہتدی باللہ کے حال میں بسند لکھی جائیگی۔ اس حدیث کو خطیب نے عمار بن یاسر سے بھی روائیت کیا ہے۔

حلیہ میں ابو نعیم محمد بن مظفر سے اور نصر بن محمد سے اور وہ علی بن احمد سوق سے اور وہ عمر بن راشد سے اور وہ عبد اللہ بن محمد بن صالح سے۔ اور وہ اپنے باپ سے اور وہ عمرو بن دینار سے اور وہ جابر بن عبد اللہ سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ حضرت عباس کی اولاد سے بادشاہ ہونگے۔ کہ خدائیتعالےٰ ان کی وجہ سے دین کو عزت دیگا۔ (عمر بن راشد اس حدیث کا راوی ضعیف ہے)

ابو نعیم دلائل میں حسن بن اسحاق بن ابراہیم بن زید سے روائیت کرتے ہیں اور وہ منتصر بن نصر بن منتصر سے۔ اور وہ احمد بن راشد بن ابی خیثم سے۔ اور وہ حنظلہ سے اور وہ طاوس سے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ ام فضل (حضرت کی بی بی کی کنیت ہے) فرماتی ہیں۔ کہ ایک دن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گذری۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ تیرے پیٹ میں ایک لڑکا ہے۔ جب وہ پیدا ہو۔ تو اسے میرے پاس لانا۔ ام فضل فرماتی ہیں۔ کہ جب لڑکا پیدا ہوا۔ تو میں اسے خدمت نبوی میں لے گئی۔ تو آپ نے

عباس کی کنیت ہے) کیا میں تمہیں ایک بات کی خوشخبری نہ سناؤں۔ آپ نے عرض کیا۔ ہاں یارسول اللہ۔ اسپر آپ نے فرمایا۔ کہ یہ امر (یعنی خلافت) مجھ سے اللہ تعالےٰ نے شروع کیا ہے۔ اور تیری اولاد پر اسے ختم کریگا۔ (اسناد اس حدیث کے ضعیف ہیں) یہ حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ مگر اس کی اسناد اس سے بھی زیادہ ضعیف ہیں۔ اور اسے ابن عساکر نے محمد بن یونس کریمی سے (یہ شخص وضاع ہے۔ یعنی جعلی حدیثیں گھڑ لیا کرتا ہے) اور اس نے ابراہیم بن سعید اشقر سے اور اس نے خلف بن خلیفہ سے اور اس نے ابوہاشم سے اور اس نے محمد بن حنفیہ سے اور انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے یہ امر مجھ سے شروع کیا ہے۔ اور تیری اولاد پر اُسے ختم کریگا +

اور خطیب نے اپنی تاریخ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بایں الفاظ روائیت کیا ہے۔ کہ تم سے ہی یہ امر شروع ہوگا۔ اور تم پر ہی ختم ہوگا۔ یہ حدیث مہتدی باللہ کے حال میں لبندہ لکھی جائیگی۔ اس حدیث کو خطیب نے عمار بن یاسر سے بھی روائیت کیا ہے +

حلیہ میں ابونعیم محمد بن مظفر سے اور نصر بن محمد سے اور وہ علی بن احمد سوق سے اور وہ عمر بن راشد سے اور وہ عبداللہ بن محمد بن صالح سے۔ اور وہ اپنے باپ سے اور وہ عمرو بن دینار سے اور وہ جابر بن عبداللہ سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ حضرت عباس کی اولاد سے بادشاہ ہونگے۔ کہ خدائیتعالےٰ ان کی وجہ سے دین کو عزت دیگا۔ (عمر بن راشد اس حدیث کا راوی ضعیف ہے)

ابونعیم دلائل میں حسن بن اسحاق بن ابراہیم بن زید سے روائیت کرتے ہیں اور وہ منتصر بن نصر بن منتصر سے۔ اور وہ احمد بن راشد بن ابی خیثم سے۔ اور وہ حنظلہ سے اور وہ طاؤس سے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ ام فضل (حضرت کی بی بی کی کنیت ہے) فرماتی ہیں۔ کہ ایک دن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گذری۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ تیرے پیٹ میں ایک لڑکا ہے۔ جب وہ پیدا ہو۔ تو اُسے میرے پاس لانا۔ ام فضل فرماتی ہیں۔ کہ جب لڑکا پیدا ہوا۔ تو میں اسے خدمت نبوی میں لے گئی۔ تو آپ نے

اس کے دائیں کان میں اذان کہی - اور بائیں میں اقامت کہی - اور اپنے لب دہن کی اسے گھٹی دی - اور اسکا نام عبداللہ رکھا - پھر فرمایا - کہ جا خلفاء کے باپ کو لیجا - میں نے آکر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو خبر دی - تو آپ نے اس بات کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تذکرہ کیا - تو آپ نے فرمایا - کہ جو کچھ میں نے کہا ہے صحیح ہے وہ خلفاء کا باپ ہی ہے - سفاح اور مہدی اس کی اولاد سے ہونگے - حتیٰ کہ اسکی اولاد سے ہی وہ شخص ہوگا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نماز پڑھائے گا - (یعنی اُن کا امام بنے گا)

دیلمی مسند الفردوس میں عبدوس بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں - اور وہ حسین بن فتحویہ سے اور وہ عبداللہ بن احمد بن یعقوب مقری سے اور وہ عباس بن علی نسائی سے اور وہ یحییٰ بن یعلیٰ رازی سے اور وہ سہل بن تمام سے اور وہ حارث بن شبل سے اور وہ ام نعمان سے اور وہ حضرت عائشہ سے مرفوعاً روایت کرتی ہیں کہ عنقریب ہی بنی عباس کے لیے ایک جھنڈا ہوگا - اور وہ ان کے ہاتھ سے نہیں نکلیگا - جب تک وہ حق پر قائم رہینگے +

دارقطنی افراد میں عبداللہ بن عبدالصمد بن مہتدی سے اور وہ محمد بن ہارون سعدی سے اور وہ احمد بن ابراہیم الغفاری سے - اور وہ ابو یعقوب بن سلیمان ہاشمی سے اور وہ منصور سے - اور وہ اپنے باپ سے اور وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں - کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو فرمایا - کہ جب آپ کی اولاد شہروں میں رہنے لگیگی - اور سیاہ لباس پہن لیگی - اور اہل خراسان ان کے مددگار بن جائینگے - تو امر خلافت ان میں ہی رہیگا - حتیٰ کہ وہ اسے مسیح علیہ السلام کو سونپ دینگے - (احمد بن ابراہیم اس حدیث کا راوی کچھ نہیں - اور اسکا شیخ مجہول اور نامعلوم ہے اور حدیث نہایت ضعیف ہے حتیٰ کہ ابن جوزی نے اسے موضوعات میں ذکر کیا ہے) لیکن اسکا شاہد اور ممدوہ حدیث ہے جسے طبرانی نے کبیر میں احمد بن داؤد مکی سے - اور اس نے محمد بن اسمٰعیل بن عون نبلی سے اور اس نے حارث بن معاویہ بن حارث سے - اور اس نے اپنے باپ سے اور اس نے اپنے باپ ابو امہ سے اور اس نے ام سلمہ سے مرفوعاً روایت کی ہے - کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - کہ خلافت میرے چچا کے بیٹوں میں اور میرے باپ کے ہم جدول میں رہیگی - حتیٰ کہ وہ اسے حضرت

اس کے دائیں کان میں اذان کہی - اور بائیں میں اقامت کہی - اور اپنے آب دہن کی اُسے گھٹی دی - اور اسکا نام عبداللہ رکھا - پھر فرمایا - کہ جا خلفاء کے باپ کو لیجا - میں نے آکر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو خبر دی - تو آپ نے اس بات کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تذکرہ کیا - تو آپ نے فرمایا - کہ جو کچھ میں نے کہا ہے صحیح ہے وہ خلفاء کا باپ ہی ہے - سفاح اور مہدی اس کی اولاد سے ہونگے - حتیٰ کہ اسکی اولاد سے ہی وہ شخص ہوگا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نماز پڑھائے گا - (یعنی اُن کا امام بنے گا)

دیلمی مسند الفردوس میں عبد - وس بن عبداللہ سے روائیت کرتے ہیں - اور وہ حسین بن فتحویہ سے اور وہ عبداللہ بن احمد بن یعقوب مقری سے اور وہ عباس بن علی نسائی سے اور وہ یحییٰ بن یعلیٰ رازی سے اور وہ سہل بن تمام سے اور وہ حارث بن شبل سے اور وہ ام نعمان سے اور وہ حضرت عائشہ سے مرفوعاً روائیت کرتی ہیں کہ عنقریب ہی بنی عباس کے لئے ایک جھنڈا ہوگا - اور وہ ان کے ہاتھ سے نہیں نکلیگا - جب تک وہ حق پر قائم رہینگے +

دارقطنی افراد میں عبداللہ بن عبدالصمد بن مہتدی سے اور وہ محمد بن ہارون سعدی سے اور وہ احمد بن ابراہیم الغفاری سے - اور وہ ابو یعقوب بن سلیمان ہاشمی سے اور وہ منصور سے - اور وہ اپنے باپ سے اور وہ ابن عباس سے روائیت کرتے ہیں - کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو فرمایا - کہ جب آپ کی اولاد شہروں میں رہنے لگیگی - اور سیاہ لباس پہن لیگی - اور اہل خراسان ان کے مددگار بن جائینگے - تو امر خلافت ان میں ہی رہیگا - حتیٰ کہ وہ اسے مسیح علیہ السلام کو سونپ دینگے - (احمد بن ابراہیم اس حدیث کا راوی کچھ نہیں - اور اسکا شیخ مجہول اور نامعلوم ہے اور حدیث نہائیت ضعیف ہے حتیٰ کہ ابن جوزی نے اسے موضوعات میں ذکر کیا ہے) لیکن اسکا شاہد اور ممدوہ حدیث ہے جسے طبرانی نے کبیر میں احمد بن داؤد مکی سے - اور اس نے محمد بن اسمٰعیل بن عون نبلی سے اور اس نے حارث بن معاویہ بن حارث سے - اور اس نے اپنے باپ سے اور اس نے اپنے باپ ابو امہ سے اور اس نے ام سلمہ سے مرفوعاً روائیت کی ہے - کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - کہ خلافت میرے چچا کے بیٹوں میں اور میرے باپ کے ہم جدوں میں رہیگی - حتیٰ کہ وہ اسے حضرت

مسیح علیہ السلام کو سونپ دینگے۔ (اس حدیث کو دیلمی نے ایک اور طریقہ سے ام سلمہ رضہ سے بھی روایت کیا ہے)

عقیلی کتاب الضعفاء میں احمد بن محمد نصیبی سے روایت کرتے ہیں۔ اور وہ ابراہیم بن مستمر عروفی سے۔ اور وہ احمد بن سعید جبیری سے۔ اور وہ عبد العزیز بن بکار بن عبد العزیز بن ابو بکرہ سے۔ اور وہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے باپ ابو بکرہ رضہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عباس کی اولاد ایک دن میں اتنے ملک پر قابض ہوگی جس پر بنو امیہ ایک ماہ میں ہوتے تھے۔ اور ایک ماہ میں وہ ایسے کام کرے گی جسے بنو امیہ دو ماہ میں کرتے تھے" اس حدیث کو ابن جوزی نے موضوعات میں ذکر کیا ہے۔ اور اس کے موضوع ہونے کی علت بکار کو ٹھیرایا ہے۔ لیکن یہ ٹھیک نہیں کیونکہ بکار کبھی وضع حدیث اور جھوٹ بولنے میں متہم نہیں ہوئے۔ بلکہ ابن عدی نے ان کے بارے میں کہا ہے کہ یہ منجملہ ان ضعیف لوگوں کے ہیں جن کی حدیثیں لکھی جاتی ہیں۔ اور پھر کہا ہے کہ یہ بات قابل اعتراض نہیں۔ میں کہتا ہوں۔ کہ سچا کہ حدیث کے معنی صحت سے دور نہیں ہیں۔ کیونکہ دولت بنو عباس کا زمانہ عروج جبکہ ان کے احکام مشرق سے مغرب تک سوائے مغرب اقصیٰ کے جاری تھے۔ ۱۳۰ھ کے تھوڑا عرصہ بعد سے لیکر ۲۹۰ھ سے کچھ عرصہ بعد تک ہے۔ حتیٰ کہ مقتدر کے تخت پر بیٹھنے سے نظام سلطنت میں خلل آگیا۔ اور ملک مغرب تمامہ تصرف سے نکل گیا۔ اس کے بعد اور کئی فساد اور خلل اس کی سلطنت میں واقع ہوئے۔ پس ان کی دولت کا زمانہ عروج ایک سو ساٹھ برس سے کچھ اوپر ہوا۔ اور یہ بنو امیہ کے زمانہ عروج سے جو ۹۲ برس تھا دو چند ہے۔ ان ۹۲ برس سے بھی ۹ برس تو ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی حکومت رہی ہے۔ اور ان کی اصلی حکومت تو ۸۳ سال اور چند مہینے رہی ہے۔ جن کے ہزار مہینے ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں اس حدیث کا شاہد بھی موجود ہے۔ چنانچہ زبیر بن بکار نے موفوفات میں علی بن صالح سے اور اونہوں نے اپنے دادے عبد اللہ بن مصعب سے اور انہوں نے اپنے باپ سے اور وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے معویہ رضی اللہ عنہ کو کہا کہ تمہارے ایک دن کی حکومت کے بدلے ہم دو دن حکومت کرینگے۔ اور تمہارے ایک برس کے بدلے ہم دو برس

مسیح علیہ السلام کو سونپ دینگے۔ (اس حدیث کو دیلمی نے ایک اور طریقہ سے ام سلمہ رض سے بھی روایت کیا ہے)

عقیلی کتاب الضعفاء میں احمد بن محمد نصیبی سے روایت کرتے ہیں۔ اور وہ ابراہیم بن مستمر عروفی سے۔ اور وہ احمد بن سعید جبیری سے۔ اور وہ عبد العزیز بن بکار بن عبد العزیز بن ابو بکرہ سے۔ اور وہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے باپ ابو بکرہ رض سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عباس کی اولاد ایک دن میں اتنے ملک پر قابض ہوگی جس پر بنو امیہ ایک ماہ میں ہوتے تھے۔ اور ایک ماہ میں وہ ایسے کام کرے گی جسے بنو امیہ دو ماہ میں کرتے تھے۔" اس حدیث کو ابن جوزی نے موضوعات میں ذکر کیا ہے۔ اور اس کے موضوع ہونے کی علت بکار کو ٹھیرایا ہے۔ لیکن یہ ٹھیک نہیں کیونکہ بکار کبھی وضع حدیث اور جھوٹ بولنے میں متہم نہیں ہوئے۔ بلکہ ابن عدی نے ان کے بارے میں کہا ہے کہ یہ منجملہ ان ضعیف لوگوں کے ہیں جن کی حدیثیں لکھی جاتی ہیں۔ اور پھر کہا ہے کہ یہ بات قابل اعتراض نہیں۔ میں کہتا ہوں۔ کہ سچا۔ کہ حدیث کے معنی صحت سے دور نہیں ہیں۔ کیونکہ دولت بنو عباس کا زمانہ عروج جبکہ ان کے احکام مشرق سے مغرب تک سوائے مغرب اقصیٰ کے جاری تھے۔ ۱۳۰ھ کے تھوڑا عرصہ بعد سے لیکر ۲۹۰ھ سے کچھ عرصہ بعد تک ہے۔ حتیٰ کہ مقتدر کے تخت پر بیٹھنے سے نظام سلطنت میں خلل آگیا۔ اور ملک مغرب تمام تصرف سے نکل گیا۔ اس کے بعد اور کئی فساد اور خلل اس کی سلطنت میں واقع ہوئے۔ پس ان کی دولت کا زمانہ عروج ایک سو ساٹھ برس سے کچھ اوپر ہوا۔ اور یہ بنو امیہ کے زمانہ عروج سے جو ۹۲ برس تھا دوچند ہے۔ ان ۹۲ برس سے بھی ۹ برس تو ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی حکومت رہی ہے۔ اور ان کی اصلی حکومت تو ۸۳ سال اور چند مہینے رہی ہے۔ جن کے ہزار مہینے ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں اس حدیث کا شاہد بھی موجود ہے۔ چنانچہ زبیر بن بکار نے موفوفات میں علی بن صالح سے اور انہوں نے اپنے دادے عبداللہ بن مصعب سے اور انہوں نے اپنے باپ سے اور وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے معویہ رضی اللہ عنہ کو کہا کہ تمہارے ایک دن کی حکومت کے بدلے ہم دو دن حکومت کرینگے۔ اور تمہارے ایک برس کے بدلے ہم دو برس

حکومت کرینگے +

زبیر موفقیات میں علی بن مغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ اور وہ ابن کلبی سے اور وہ اپنے باپ ابو صالح سے اور وہ ابن عباس سے کہ انہوں نے فرمایا۔ " سیاہ جھنڈے ہمارے (یعنی اہل بیت) کے لئے ہیں۔ اور انہیں ہلاک کرنے والا شخص مغرب سے آئیگا +

ابن عساکر تاریخ دمشق میں لکھتے ہیں۔ کہ ابو القاسم بن بنان نے ہم سے حدیث بیان کی۔ اور ان سے ابو علی بن شاذان نے اور ان سے جعفر بن محمد واسطی نے اور ان سے محمد بن یونس کریمی نے اور ان سے عبداللہ بن سوار عنبری نے اور ان سے ابو الاشہب جعفر بن حیان نے اور ان سے ابو رجاء عطاردی نے اور ان سے عبداللہ بن عباس نے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے اللہ عباس اور ان کی اولاد کی مدد کر۔ اس کو آپ نے تین دفعہ فرمایا۔ پھر فرمایا چچا جان آپ کو معلوم نہیں۔ کہ مہدی آپ کی اولاد سے ہوگا۔ جو توفیق دیا گیا خدا سے راضی اور خدا اس سے راضی ہوگا۔ (اس حدیث کے راویوں میں کوئی وضاع ہے)

ابن سعد طبقات میں لکھتے ہیں۔ کہ ہم سے محمد بن عمر نے حدیث بیان کی۔ اور ان سے عمر بن عقبہ لیثی نے اور ان سے شعبہ مولی ابن عباس نے۔ اور وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عباس بن عبدالمطلب نے آدمی بھیجکر بن عبدالمطلب کو اپنے پاس بلوایا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے آپ کو بہت محبت تھی اسلئے انہیں مخاطب کر کے فرمایا۔ اے میرے بھائی کے بیٹے میں نے ایک رائے سوچی ہے۔ لیکن اسکا فیصلہ تمہارے مشورے بغیر نہیں کر سکتا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ کہ جب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت شریف میں جاؤ۔ تو عرض کرو۔ کہ حکومت آپ کے بعد کسے ملیگی۔ پس اگر ہمارے لئے ہو۔ تو بخدا ہم اسے کسی کے حوالہ نہیں کرینگے جب تک کہ زمین میں ہم سے کوئی شخص زندہ رہیگا۔ اور اگر ہمارے سوا کسی اور کے لئے ہے۔ تو ہم اسے کبھی بھی طلب نہیں کرینگے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ چچا جان! یہ امر یعنی حکومت آپ ہی کے لئے ہے۔ کوئی آپ سے اس امر میں نہیں جھگڑ سکتا +

حکومت کرینگے +

زبیر موفقیات میں علی بن مغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ اور وہ ابن کلبی سے اور وہ اپنے باپ ابو صالح سے اور وہ ابن عباس سے کہ انہوں نے فرمایا۔ "سیاہ جھنڈے ہمارے (یعنی اہل بیت) کے لیے ہیں۔ اور انہیں ہلاک کرنے والا شخص مغرب سے آئیگا +

ابن عساکر تاریخ دمشق میں لکھتے ہیں۔ کہ ابو القاسم بن بنان نے ہم سے حدیث بیان کی۔ اور ان سے ابو علی بن شاذان نے اور ان سے جعفر بن محمد واسطی نے اور ان سے محمد بن یونس کریمی نے اور ان سے عبداللہ بن سوار عنبری نے اور ان سے ابو الاشہب جعفر بن حیان نے اور ان سے ابو رجاء عطاردی نے اور ان سے عبداللہ بن عباس نے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے اللہ عباس اور ان کی اولاد کی مدد کر۔ اس کو آپ نے تین دفعہ فرمایا۔ پھر فرمایا چچا جان آپ کو معلوم نہیں۔ کہ مہدی آپ کی اولاد سے ہوگا۔ جو توفیق دیا گیا خدا سے راضی اور خدا اس سے راضی ہوگا۔ (اس حدیث کے راویوں میں کریمی وضاع ہے)

ابن سعد طبقات میں لکھتے ہیں۔ کہ ہم سے محمد بن عمر نے حدیث بیان کی۔ اور ان سے عمر بن عقبہ لیثی نے اور ان سے شعبہ مولی ابن عباس نے۔ اور وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عباس بن عبد المطلب نے آدمی بھیجکر بن عبدالمطلب کو اپنے پاس بلوایا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے آپ کو بہت محبت تھی اسلئے انہیں مخاطب کر کے فرمایا۔ اے میرے بھائی کے بیٹے میں نے ایک رائے سوچی ہے۔ لیکن اسکا فیصلہ تمہارے مشورے بغیر نہیں کر سکتا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ کہ جب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت شریف میں جاؤ۔ تو عرض کرو۔ کہ حکومت آپ کے بعد کسے ملیگی۔ پس اگر ہمارے لئے ہو۔ تو بخدا ہم اسے کسی کے حوالہ نہیں کرینگے جب تک کہ زمین میں ہم سے کوئی شخص زندہ رہیگا۔ اور اگر ہمارے سوا کسی اور کے لئے ہے۔ تو ہم اسے کبھی بھی طلب نہیں کرینگے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ چچا جان! یہ امر یعنی حکومت آپ ہی کے لئے ہے۔ کوئی آپ سے اس امر میں نہیں جھگڑ سکتا +

فصل

دیلمی مسند الفردوس میں ابو منصور بن خیرون سے اور وہ احمد بن علی سے اور وہ بشر بن عبداللہ رومی سے اور وہ ابو بکر محمد بن جعفر فارضی سے (جو غندر کے لقب سے مشہور ہیں۔ اور ابن شاکر میسرہ بن عبداللہ کے شاگرد ہیں) اور وہ حسن بن یزید سے اور وہ ابن مبارک سے اور وہ اعمش سے۔ اور وہ ابراہیم بن جعفر انصاری سے اور وہ انس بن مالک سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں۔ کہ جب اللہ تعالےٰ کسی قوم کو خلافت کے لئے پیدا کرتا ہے۔ تو اپنا دستِ قدرت انکی پیشانی پر پھیرتا ہے۔ (اس کے راویوں میں میسرہ متروک الحدیث ہے) لیکن اس حدیث کو دیلمی نے ابو ہریرہ سے تین طریقوں سے روایت کیا ہے۔ اور حاکم نے مستدرک میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اسے روایت کیا ہے ۔

فصل

اس چادر نبوی کا حال جو خلفاء کے پاس آخر وقت تک رہی

سلفی نے طوریات میں لبسندہ ابن عمرو بن علا سے روایت کی ہے۔ کہ کعب بن زہیر نے اپنا قصیدہ بانت سعاد جب حضور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پڑھکر سنایا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر مبارک جو اوسوقت اوڑھے ہوئے تھے۔ انہیں عنائیت کی۔ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو آپ نے کعب کو لکھا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر جو تیرے پاس ہے دس ہزار درہم میں ہمارے ہاتھ فروخت کردو۔ لیکن انہوں نے انکار کیا۔ جب کعب فوت ہوگئے۔ تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بیس ہزار درہم بھیجکر اُن کی اولاد سے یہ چادر خرید لی۔ یہی چادر خلفائے عباس کے پاس تھی۔ (سلفی کے علاوہ) اور لوگوں نے بھی ایسا ہی کہا ہے ۔

ذہبی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں۔ کہ چادر جو خلفائے بنی عباس کے پاس تھی۔ اسکی

فصل

دیلمی مسند الفردوس میں ابو منصور بن خیرون سے اور وہ احمد بن علی سے اور وہ بشر بن عبداللہ رومی سے اور وہ ابوبکر محمد بن جعفر فارضی سے (جو غندر کے لقب سے مشہور ہیں۔ اور ابن شاکر میسرہ بن عبداللہ کے شاگرد ہیں) اور وہ حسن بن یزید سے اور وہ ابن مبارک سے اور وہ اعمش سے۔ اور وہ ابراہیم بن جعفر انصاری سے اور وہ انس بن مالک سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں۔ کہ جب اللہ تعالے کسی قوم کو خلافت کے لئے پیدا کرتا ہے۔ تو اپنا دستِ قدرت انکی پیشانی پر پھیرتا ہے۔ (اس کے راویوں میں میسرہ متروک الحدیث ہے) لیکن اس حدیث کو دیلمی نے ابوہریرہ سے تین طریقوں سے روایت کیا ہے۔ اور حاکم نے مستدرک میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اسے روایت کیا ہے ❖

فصل

اس چادر نبوی کا حال جو خلفاء کے پاس آخر وقت تک رہی

سلفی نے طوریات میں بسندہ ابن عمرو بن علا سے روایت کی ہے۔ کہ کعب بن زہیر نے اپنا قصیدہ بانت سعاد جب حضور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پڑھکر سنایا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر مبارک جو اوسوقت اوڑھے ہوئے تھے۔ انہیں عنایت کی۔ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو آپ نے کعب کو لکھا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر جو تیرے پاس ہے دس ہزار درہم میں ہمارے ہاتھ فروخت کر دو۔ لیکن انہوں نے انکار کیا۔ جب کعب فوت ہوگئے۔ تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بیس ہزار درہم بھیجکر اُن کی اولاد سے یہ چادر خرید لی۔ یہی چادر خلفائے عباس کے پاس تھی۔ (سلفی کے علاوہ) اور لوگوں نے بھی ایسا ہی کہا ہے ❖

ذہبی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں۔ کہ چادر جو خلفائے بنی عباس کے پاس تھی۔ اسکی

بابت یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے غزوۂ تبوک کے قصہ میں نقل کیا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل ایلہ کو امن کا خط لکھکر دیا تھا۔ اور بطور نشان اپنی چادر کو بھی ان کو عطاء کی تھی۔ اور اسی چادر کو ابو العباس سفاح نے تین سو دینار سے خرید لیا تھا۔ میں کہتا ہوں۔ کہ جس چادر کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے خرید ا تھا۔ وہ دولت بنی امیہ کے وقت ضائع ہوگئی ہوگی +

امام احمد بن حنبل نے زہد میں عروہ بن زبیر سے روائیت کی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان کپڑوں میں جنہیں آپ وفد یعنی ایلچیوں کے آنے پر زیب تن فرماکر نکلتے تھے۔ ایک حضر موت کی بنی ہوئی چادر بھی تھی۔ جسکا طول چار گز اور عرض دو گز ایک بالشت تھا۔ یہی چادر خلفاء کو پہنچی تھی۔ اور چونکہ وہ بہت کہنہ ہوگئی تھی اسلئے اُسے کپڑوں میں لپیٹے رکھتے تھے۔ اور عید اضحیٰ اور فطر کے دن اُسے پہنتے تھے (اس حدیث کے راویوں میں ابن لہیعہ ہے) یہ چادر خلفاء میں نسلاً بعد نسلٍ چلی آتی تھی۔ جسے وہ مجلسوں میں بیٹھنے کے وقت یا سوار ہونے کے وقت اپنے کندھوں پر ڈلتے تھے۔ مقتدر جب قتل ہوا ہے۔ تو یہ اُس کے کندھوں پر تھی۔ اور خون سے لتھڑ گئی تھی۔ میں خیال کرتا ہوں۔ کہ تاتاریوں کے فتنہ میں یہ چادر گم ہوئی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ +

فصل

فوائد متفرقہ جنکا یہاں ایک جگہ ذکر کرنا زیادہ مناسب اور مفید ہے

ابن جوزی لکھتے ہیں۔ کہ صولی نے ذکر کیا ہے۔ کہ لوگ کہا کرتے تھے۔ کہ ہر چھٹا خلیفہ معزول کیا جاتا ہے۔ جب میں نے غور کیا۔ تو واقعی یہ بات درست تھی۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے۔ اور ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ پھر حضرت حسن رضی اللہ عنہ (معزول ہوئے) پھر معٰویہ پھر یزید بن معٰویہ۔ پھر معٰویہ بن یزید۔ پھر مروان۔ پھر عبدالملک بن مروان۔ پھر ابن زبیر (یہ بھی معزول ہوا) پھر ولید۔ سلیمان۔ عمر بن عبد العزیز۔ یزید۔ ہشام۔ ولید (یہ بھی معزول ہوا)

بابت یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے غزوۂ تبوک کے قصہ میں نقل کیا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل ایلہ کو امن کا خط لکھکر دیا تھا۔ اور بطور نشان اپنی چادر کو بھی ان کو عطاء کی تھی۔ اور اسی چادر کو ابو العباس سفاح نے تین سو دینار سے خرید لیا تھا۔ میں کہتا ہوں۔ کہ جس چادر کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے خریدا تھا۔ وہ دولت بنی امیہ کے وقت ضائع ہو گئی ہوگی +

امام احمد بن حنبل نے زہد میں عروہ بن زبیر سے روائت کی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان کپڑوں میں جنہیں آپ وفد یعنی ایلچیوں کے آنے پر زیب تن فرما کر نکلتے تھے۔ ایک حضرموت کی بنی ہوئی چادر بھی تھی۔ جسکا طول چار گز اور عرض دو گز ایک بالشت تھا۔ یہی چادر خلفاء کو پہنچی تھی۔ اور چونکہ وہ بہت کہنہ ہو گئی تھی اسلئے اُسے کپڑوں میں لپیٹے رکھتے تھے۔ اور عید اضحیٰ اور فطر کے دن اُسے پہنتے تھے (اس حدیث کے راویوں میں ابن لہیعہ ہے) یہ چادر خلفاء میں نسلاً بعد نسل چلی آتی تھی۔ جسے وہ مجلسوں میں بیٹھنے کے وقت یا سوار ہونے کے وقت اپنے کندھوں پر ڈلتے تھے۔ مقتدر جب قتل ہوا ہے۔ تو یہ اُس کے کندھوں پر تھی۔ اور خون سے لتھڑ گئی تھی۔ میں خیال کرتا ہوں۔ کہ تاتاریوں کے فتنہ میں یہ چادر گم ہوئی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ +

فصل

فوائد متفرقہ جنکا یہاں ایک جگہ ذکر کرنا زیادہ مناسب اور مفید ہے

ابن جوزی لکھتے ہیں۔ کہ صولی نے ذکر کیا ہے۔ کہ لوگ کہا کرتے تھے۔ کہ ہر چھٹا خلیفہ معزول کیا جاتا ہے۔ جب میں نے غور کیا۔ تو واقعی یہ بات درست تھی۔ چنانچہ آنحضرت[۱] صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر[۲] رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے۔ اور ان کے بعد حضرت عمر[۳] رضی اللہ عنہ۔ پھر حضرت عثمان[۴] رضی اللہ عنہ پھر حضرت علی[۵] رضی اللہ عنہ۔ پھر حضرت حسن[۶] رضی اللہ عنہ (معزول ہوئے) پھر معٰویہ[۱] پھر یزید[۲] بن معٰویہ۔ پھر معٰویہ[۳] بن یزید۔ پھر مروان[۴]۔ پھر عبدالملک[۵] بن مروان۔ پھر ابن زبیر[۶] (یہ بھی معزول ہوا) پھر ولید[۱]۔ سلیمان[۲]۔ عمر[۳] بن عبدالعزیز۔ یزید[۴]۔ ہشام[۵]۔ ولید[۶] (یہ بھی معزول ہوا)

اس کے بعد سلطنت بنی امیہ کو زوال آ گیا۔ اور سفاح خلیفہ ہوا۔ پھر منصور۔ مہدی ہادی۔ رشید۔ امین (معزول ہوا)۔ پھر مامون۔ معتصم۔ واثق۔ متوکل۔ منتصر مستعین (معزول ہوا) پھر معتز۔ مہتدی۔ معتمد۔ معتضد۔ مکتفی۔ مقتدر (دو دفعہ معزول ہوا۔ پھر قتل کیا گیا) پھر قاہر۔ راضی۔ متقی۔ مستکفی۔ مطیع۔ طائع (معزول ہوا) پھر قادر۔ قائم۔ مقتدی۔ مستظہر۔ مسترشد۔ راشد (معزول ہوا) ابن جوزی کا کلام ختم ہوا +

ذہبی کہتے ہیں۔ کہ ابن جوزی کا کلام کئی وجوہ سے منقوض ہے۔ اوّل تو یہ کہ اس نے عبدالملک کے بعد ابن زبیر کو ذکر کیا ہے۔ حالانکہ یہ درست نہیں۔ کیونکہ ابن زبیر پانچویں ہیں اور عبدالملک ان کے بعد ہے۔ یا دونوں ہی پانچویں ہیں۔ یا ان سے ایک خلیفہ ہے اور دوسرا خارج از خلافت ہے۔ کیونکہ ابن زبیر عبدالملک سے سابق البیعت ہے۔ اور عبدالملک کی خلافت ابن زبیر کے قتل کے بعد صحیح ہوئی ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے۔ کہ اس نے یزید ناقص اور اس کے بھائی ابراہیم کو جو معزول ہوا تھا۔ اور مروان کو ذکر نہیں کیا۔ اور اس حساب سے امین نوواں خلیفہ ہوتا ہے +

میں کہتا ہوں۔ کہ مروان شمار سے ساقط ہے۔ کیونکہ وہ باغی تھا۔ اور ایسے ہی معاویہ بن یزید تھا۔ کیونکہ ابن زبیر کی یزید کی موت کے بعد بیعت کی گئی۔ اور معاویہ نے شام میں ان کی مخالفت کی۔ اسلئے یہ دونوں (یعنی مروان اور معاویہ بن یزید) باغی تھے۔ اور ابراہیم جو یزید ناقص کے بعد ہوا ہے۔ اسکی خلافت تام نہیں ہوئی۔ کیونکہ بعض نے تو اسکی بیعت کر لی تھی۔ اور بعض نے نہیں کی تھی۔ اور کچھ لوگ اسے امیر کہتے تھے۔ اور خلیفہ نہیں کہتے تھے۔ اور چالیس یا ستر دن سے زیادہ خلیفہ بھی نہیں رہا۔ پس مروان حمار اس لحاظ سے چھٹا ہوا۔ کیونکہ معاویہ کے بعد یہ بارہواں خلیفہ ہے۔ اور امین چھٹا ہے۔ اور تیسری وجہ یہ ہے۔ کہ خلع ہر چھٹے پر موقوف نہیں ہے۔ کیونکہ معتز معزول ہوا۔ اور ایسے ہی قاہر متقی اور مستکفی۔ میں کہتا ہوں۔ کہ یہ بات ہمارے مقصود کے منافی نہیں ہے۔ کیونکہ مقصود یہ ہے۔ کہ ہر چھٹے کا معزول ہونا ضرور ہے اور یہ اس کے منافی نہیں۔ کہ چھٹے کے علاوہ کوئی اور بھی معزول ہو۔

ابن جوزی کے کلام پر یہ اعتراض بھی کیا جاتا ہے۔ کہ راشد کے بعد مقتفی خلیفہ ہوا اور پھر مستنجد۔ مستضئی۔ ناصر۔ ظاہر۔ مستنصر اور یہ چھٹا ہے۔ اور معزول نہیں ہوا۔ پھر مستعصم خلیفہ ہوا۔ اور یہ وہی ہے۔ جسے تاتاریوں نے قتل کیا۔ اور یہ

اس کے بعد سلطنت بنی امیہ کو زوال آگیا - اور سفاح خلیفہ ہوا - پھر منصور - مہدی - ہادی - رشید - امین (معزول ہوا) - پھر مامون - معتصم - واثق - متوکل - منتصر مستعین (معزول ہوا) پھر معتز - مہتدی - معتمد - معتضد - مکتفی - مقتدر (دو دفعہ معزول ہوا - پھر قتل کیا گیا) پھر قاہر - راضی - متقی - مستکفی - مطیع - طائع (معزول ہوا) پھر قادر - قائم - مقتدی - مستظہر - مسترشد - راشد (معزول ہوا) ابن جوزی کا کلام ختم ہوا +

ذہبی کہتے ہیں - کہ ابن جوزی کا کلام کئی وجوہ سے منقوض ہے - اوّل تو یہ کہ اس سے عبدالملک کے بعد ابن زبیر کو ذکر کیا ہے - حالانکہ یہ درست نہیں - کیونکہ ابن زبیر پانچویں ہیں اور عبدالملک ان کے بعد ہے - یا دونوں ہی پانچویں ہیں - یا ان سے ایک خلیفہ ہے اور دوسرا خارج از خلافت ہے - کیونکہ ابن زبیر عبدالملک سے سابق البیعت ہے - اور عبدالملک کی خلافت ابن زبیر کے قتل کے بعد صحیح ہوئی ہے - دوسری وجہ یہ ہے - کہ اس نے یزید ناقص اور اس کے بھائی ابراہیم کو جو معزول ہوا تھا - اور مروان کو ذکر نہیں کیا - اور اس حساب سے امین نوواں خلیفہ ہوتا ہے +

میں کہتا ہوں - کہ مروان شمار سے ساقط ہے - کیونکہ وہ باغی تھا - اور ایسے ہی معاویہ بن یزید تھا - کیونکہ ابن زبیر کی یزید کی موت کے بعد بیعت کی گئی - اور معاویہ نے شام میں ان کی مخالفت کی - اسلئے یہ دونوں (یعنی مروان اور معاویہ بن یزید) باغی تھے - اور ابراہیم جو یزید ناقص کے بعد ہوا ہے - اسکی خلافت تام نہیں ہوئی - کیونکہ بعض نے تو اسکی بیعت کر لی تھی - اور بعض نے نہیں کی تھی - اور کچھ لوگ اسے امیر کہتے تھے - اور خلیفہ نہیں کہتے تھے - اور چالیس یا ستر دن سے زیادہ خلیفہ بھی نہیں رہا - پس مروان حمار اس لحاظ سے چھٹا ہوا - کیونکہ معاویہ کے بعد یہ بارہواں خلیفہ ہے - اور امین چھٹا ہے - اور تیسری وجہ یہ ہے - کہ خلع ہر چھٹے پر موقوف نہیں ہے - کیونکہ معتز معزول ہوا - اور ایسے ہی قاہر متقی اور مستکفی - میں کہتا ہوں - کہ یہ بات ہمارے مقصود کے منافی نہیں ہے - کیونکہ مقصود یہ ہے - کہ ہر چھٹے کا معزول ہونا ضرور ہے اور یہ اس کے منافی نہیں - کہ چھٹے کے علاوہ کوئی اور بھی معزول ہو

ابن جوزی کے کلام پر یہ اعتراض بھی کیا جاتا ہے - کہ راشد کے بعد مقتفی خلیفہ ہوا اور پھر مستنجد - مستضی - ناصر - ظاہر - مستنصر اور یہ چھٹا ہے - اور معزول نہیں ہوا - پھر مستعصم خلیفہ ہوا - اور یہ وہی ہے - جسے تاتاریوں نے قتل کیا - اور یہ

خلفاء سے آخری تھا۔ اس کے بعد ساڑھے تین سال تک خلافت منقطع رہی۔ پھر اس کے بعد مستنصر کو خلیفہ کیا گیا۔ لیکن وہ دار الخلافت میں نہیں رہا۔ بلکہ اسکی بیعت مصر میں کی گئی۔ اور بعد ازاں وہ عراق کی طرف چلا گیا۔ پس تاتاریوں نے اسے قتل کیا اس بعد ایک سال تک۔ پھر خلافت معطل رہی۔ پھر خلافت مصر میں قائم ہوئی۔ اور ان سے پہلا حاکم ہوا۔ پھر مستکفی۔ پھر واثق۔ پھر حاکم۔ پھر معتضد۔ پھر متوکل۔ پس یہ معزول ہوا معتصم خلیفہ ہوا۔ مگر وہ بھی پندرہ یوم کے بعد معزول ہوا۔ اور پھر متوکل کو خلیفہ کیا گیا۔ لیکن پھر معزول ہوا۔ اور واثق سے بیعت کی گئی۔ پھر معتصم سے۔ اور اسے معزول کیا گیا۔ اور متوکل کو از سر نو پھر خلیفہ مقرر کیا۔ جو مرتے دم تک خلیفہ رہا۔ اس کے بعد مستعین ہوا۔ پھر معتضد۔ پھر مستکفی۔ پھر القائم۔ اور یہ معتصم اول۔ و معتصم ثانی سے چھوٹا ہے۔ پس معزول ہوا۔ پھر مستنجد خلیفۃ العصر مقرر ہوا۔ جو خلفائے بنی عباس سے اکیاونواں خلیفہ ہے +

فوائد

بنی عباس کو فاتحہ۔ واسطہ اور خاتمہ کہتے ہیں۔ ان سے منصور فاتحہ ہے۔ اور مامون واسطہ ہے۔ اور معتضد خاتمہ ہے +

سفاح۔ مہدی اور امین کے سوا تمام خلفائے بنی عباس کنیزکوں کی اولاد سے تھے +

صولی کہتے ہیں۔ کہ علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) اور آپ کے بیٹے حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور خلیفہ امین کے سوائے کوئی ہاشمی خلیفہ ہاشمیہ کے بطن کا تخت پر نہیں بیٹھا +

ذہبی کہتے ہیں۔ کہ علی ابن ابی طالب اور علی المکتفی کے سوا کسی خلیفہ کا نام علی نہ تھا +

میں کہتا ہوں۔ کہ خلفاء کے اکثر نام مفرد ہیں۔ اور مرکب کم ہیں۔ اور متکرر بہت سے ہیں۔ جیسے عبد اللہ۔ احمد۔ محمد۔ خلفاء کے تمام القاب عراقیوں کے آخری خلیفہ مستعصم تک مفرد ہیں۔ اس کے بعد خلفائے مصریہ میں القاب مکرر ہونے لگے۔ پس مستنصر۔ مستکفی۔ واثق۔ حاکم۔ معتضد۔ متوکل۔ مستعصم۔ مستعین۔ قائم اور مستنجد سب کے سب ایک دفعہ مکرر ہوئے۔ مگر مستکفی اور معتضد سہ کرر ہوئے۔

خلفاء سے آخری تھا۔ اس کے بعد ساڑھے تین سال تک خلافت منقطع رہی - پھر اس کے بعد مستنصر کو خلیفہ کیا گیا۔ لیکن وہ دار الخلافت میں نہیں رہا۔ بلکہ اسکی بیعت مصر میں کی گئی - اور بعد ازاں وہ عراق کی طرف چلا گیا - پس تاتاریوں نے اسے قتل کیا اس بعد ایک سال تک پھر خلافت معطل رہی - پھر خلافت مصر میں قائم ہوئی - اور ان سے پہلا حاکم ہوا - پھر مستکفی - پھر واثق - پھر حاکم - پھر معتضد - پھر متوکل - پس یہ معزول ہوا معتصم خلیفہ ہوا - مگر وہ بھی پندرہ یوم کے بعد معزول ہوا - اور پھر متوکل کو خلیفہ کیا گیا - لیکن پھر معزول ہوا - اور واثق سے بیعت کی گئی - پھر معتصم سے - اور اسے معزول کیا گیا - اور متوکل کو از سر نو پھر خلیفہ مقرر کیا - جو مرتے دم تک خلیفہ رہا - اس کے بعد مستعین ہوا - پھر معتضد - پھر مستکفی - پھر القائم - اور یہ معتصم اول - و معتصم ثانی سے چھوٹا ہے پس یہ معزول ہوا - پھر مستنجد خلیفۃ العصر مقرر ہوا - جو خلفائے بنی عباس سے اکیانواں خلیفہ ہے +

فوائد

بنی عباس کو فاتحہ - واسطہ اور خاتمہ کہتے ہیں - ان سے منصور فاتحہ ہے - اور مامون واسطہ ہے - اور معتضد خاتمہ ہے +

سفاح - مہدی اور امین کے سوا تمام خلفائے بنی عباس کنیزکوں کی اولاد سے تھے +

صولی کہتے ہیں - کہ علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) اور آپ کے بیٹے حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور خلیفہ امین کے سوائے کوئی ہاشمی خلیفہ ہاشمیہ کے بطن کا تخت پر نہیں بیٹھا +

ذہبی کہتے ہیں - کہ علی ابن ابی طالب اور علی المکتفی کے سوا کسی خلیفہ کا نام علی نہ تھا +

میں کہتا ہوں - کہ خلفاء کے اکثر نام مفرد ہیں - اور مرکب کم ہیں - اور مکرر بہت سے ہیں - جیسے عبد اللہ - احمد - محمد - خلفاء کے تمام القاب عراقیوں کے آخری خلیفہ مستعصم تک مفرد ہیں - اس کے بعد خلفائے مصریہ میں القاب مکرر ہونے لگے - پس مستنصر مستکفی - واثق - حاکم - معتضد - متوکل - مستعصم - مستعین - قائم اور مستنجد سب کے سب ایک دفعہ مکرر ہوئے - مگر مستکفی اور معتضد سہ کرر ہوئے -

چنانچہ خلفائے عباسیہ سے تین تین کے یہ لقب ہوئے ہیں۔ خلفائے بنی عباس میں سے کوئی شخص سوائے قائم۔ حاکم۔ طاہر اور مستنصر کے خلفائے بنی عبید کے القاب سے ملقب نہیں ہوا۔ باقی رہا مہدی اور منصور۔ سو یہ دونوں لقب بنی عبید کے وجود سے پہلے بنی عباس نے اختیار کئے تھے +

بعض کہتے ہیں۔ کہ جس خلیفہ یا بادشاہ کا لقب قاہر ہوا۔ اس نے کبھی سرسبزی نہیں پائی۔

میں کہتا ہوں۔ کہ اسی طرح مستکفی اور مستعین کہ بنی عباس سے دو خلیفے ان سے ملقب ہوئے ہیں۔ اور وہ دونوں ہی معزول ہوئے۔

معتضد اپنے ملقب ہو کے لئے تمام القاب سے عمدہ اور بابرکت لقب رہا ہے + ذہبی کہتے ہیں۔ کہ کوئی شخص اپنے بھتیجے کے بعد تخت خلافت پر نہیں بیٹھا۔ سوائے مقتفی کے جو راشد کے بعد خلیفہ ہوا۔ اور مستنصر جو معتصم کے بعد خلیفہ ہوا۔ اور نہ ہی ایک باپ کے تین بیٹے یکے بعد دیگرے تخت پر بیٹھے ہیں۔ سوائے رشید کے تین بیٹوں امین۔ مامون اور معتصم کے۔ تین بیٹوں مستنصر۔ معتز اور معتمد کے۔ اور مقتدر کے تین بیٹوں راضی۔ مقتفی اور مطیع کے +

ذہبی کہتے ہیں۔ کہ عبدالملک کے چار بیٹے تخت خلافت پر بیٹھے ہیں۔ اور اس کی نظیر بادشاہوں میں ملتی ہے۔ خلفاء میں نہیں ملتی۔

میں کہتا ہوں۔ کہ خلفاء میں اسکی نظیر موجود ہے۔ چنانچہ متوکل محمد کے چار بلکہ پانچ بیٹے مستعین۔ معتضد۔ مستکفی۔ قائم۔ مستنجد خلیفۃ العصر تخت خلافت پر بیٹھے ہیں +

حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ اور ابوبکر طائع بن مطیع کے سوا۔ کہ جس کے باپ کو فالج ہوگیا تھا۔ اور لاچار اسے تخت پر بیٹھنا پڑا تھا۔ اور کوئی شخص اپنے باپ کی زندگی میں خلیفہ نہیں ہوا۔

علماء لکھتے ہیں۔ کہ سب سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی اپنے والد کی زندگی میں خلیفہ ہوئے ہیں۔ اور سب سے پہلے آپ ہی خلیفہ ہوئے۔ اور آپ نے ہی بیت المال مقرر کیا۔ قرآن مجید کا نام مصحف پہلے آپ ہی نے رکھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سب سے پہلے امیر المومنین کے لقب سے ملقب ہوئے۔ اور آپ نے ہی پہلے درہ بنوایا۔ اور تاریخ ہجری بھی آپ نے ہی پہلے مقرر کی۔ اور تراویح کو

جماعت کے ساتھ پڑھنے کا بھی آپ نے ہی حکم دیا۔ اور دیوان بھی آپ نے ہی مقرر فرمایا۔ چراگاہیں سب سے پہلے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مقرر کیں۔ اور جاگیریں دینی بھی پہلے آپ نے ہی مقرر کیں۔ اور جمعہ کی پہلی اذان بھی آپ نے ہی زیادہ کی۔ اور مؤذنوں کی تنخواہ بھی آپ نے ہی مقرر فرمائی۔ اور سب سے پہلے آپ ہی خطبہ پڑھنے میں بند ہوئے۔ کوتوال سب سے پہلے آپ نے ہی مقرر فرمایا۔

سب سے پہلے جس نے اپنی زندگی میں ولی عہد مقرر کیا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ خواجہ سراؤں کو خدمت کے لئے بھی آپ ہی نے سب سے پہلے مقرر کیا۔ سب سے پہلے جس کی طرف مقتولین کے سر لائے گئے۔ عبداللہ بن زبیر ہیں۔ اور سب سے پہلے جس نے اپنا نام سکہ پر ضرب کرایا۔ عبدالملک بن مروان ہے۔ اور سب سے پہلے ولید بن عبدالملک نے اپنا نام لیکر پکارنے سے منع کیا۔ سب سے پہلے القاب بنی عباس نے مقرر کئے۔

ابن فضل لکھتے ہیں۔ کہ بعض کا خیال ہے۔ کہ بنی عباس کی طرح بنی امیہ کے بھی القاب تھے۔

میں کہتا ہوں۔ کہ بعض مؤرخین نے ذکر کیا ہے۔ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا لقب الناصر لدین اللہ تھا۔ اور یزید کا لقب مستنصر تھا۔ اور معاویہ بن یزید کا لقب الراجع الی الحق تھا۔ اور مروان کا لقب المؤتمن باللہ تھا۔ اور عبدالملک کا لقب الموفق لامر اللہ تھا۔ اور اس کے بیٹے ولید کا لقب المنتقم باللہ تھا۔ اور عمر بن عبدالعزیز کا لقب المعصوم باللہ تھا۔ اور یزید بن عبدالملک کا لقب القادر بصنع اللہ۔ اور یزید ناقص کا لقب الشاکر لانعم اللہ تھا۔

سب سے پہلے سفاح کی دولت میں نا اتفاقی ہوئی۔ سب سے پہلے منصور نے نجومیوں کو مقرب بنایا۔ اور احکام نجوم پر عمل کیا۔ اور اس نے ہی سب سے پہلے غلاموں کو حاکم بنایا۔ اور انہیں اہل عرب پر مقدم کیا۔ سب سے پہلے مہدی نے مخالفین اسلام کے جواب میں کتابیں تصنیف کرنے کا حکم دیا۔ سب سے پہلے ہادی کے آگے سپاہی تلواریں اور نیزے لیکر چلے۔ دونوں ہاتھوں میں چوگان لیکر سب سے پہلے رشید ہی کھیلا ہے۔ سب سے پہلے امین کو ہی اس کے لقب سے پکارا گیا۔ اور اسے لکھا گیا۔ سب سے پہلے معتصم نے دیوان میں ترکوں کو داخل کیا۔ سب سے پہلے متوکل نے ذمیوں کو اپنی ہیئت بدلنے کا حکم دیا۔ سب سے پہلے متوکل

کے قتل پر ہی ترکوں نے قدرت پائی۔ اور اس سے حدیث نبوی کی تصدیق ہوئی۔ جسے طبرانی نے سند صحیح کے ساتھ ابن مسعود سے روائیت کیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ترکوں کو چھوڑ دو پیشتر اس کے کہ وہ تمہیں ترک کریں۔ کیونکہ یہ میری امت کے ایک بادشاہ کو ان سے جدا کرینگے۔ اللہ تعالے بنو قنطوراء یعنی ترکوں کو بادشاہ نہ بنائے۔ سب سے پہلے مستعین نے چوڑی آستینیں اور چھوٹی ٹوپیاں پہنی ہیں۔ اور معتز نے سب سے پہلے گھوڑوں کو سونے چاندی کے زیور سے آراستہ کیا ہے۔ سب سے پہلے معتمد کو نظر بند کیا گیا۔ اور اسپر جبر کیا گیا۔ سب سے پہلے جو لڑکپن میں خلیفہ ہوا مقتدر تھا۔ سب سے آخری خلیفہ جو تدبیر لشکر اور اموال کے ساتھ یگانہ ہوا۔ راضی تھا۔ اور یہی سب سے آخری خلیفہ ہے جس نے شعر مدون کیے۔ اور ہمیشہ لوگوں کو نماز پڑھائی۔ اور خطبہ پڑھا۔ اور اپنے ہم نشینوں کے ساتھ بیٹھا۔ اور یہی سب سے آخری خلیفہ ہے جس کے خرچ واخراجات اور عطایا وانعامات۔ اور نوکر۔ جنیبے۔ خزانے۔ باورچی خانے۔ مجالس۔ دربان وغیرہ امور خلافت اولیہ کی ترتیب پر جاری تھے۔ اور یہی سب سے آخری خلیفہ ہے۔ جس نے خلفاء قدماء کے لباس میں سفر کیا۔ سب سے پہلے القاب کا تکرر ہونا مستنصر سے شروع ہوا۔ جو مستعصم کے بعد خلیفہ ہوا ہے۔

عسکری اوائل میں لکھتے ہیں۔ کہ پہلا شخص جو اپنی والدہ کی زندگی میں خلیفہ ہوا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور ان کے بعد ہادی۔ پھر رشید۔ پھر امین۔ پھر متوکل۔ پھر منتصر۔ پھر مستعین۔ پھر معتز۔ پھر معتضد۔ پھر مطیع اور اپنے باپ کی حیات میں سوائے حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ اور طائع کے کوئی خلیفہ نہیں ہوا۔

صولی کہتے ہیں۔ کہ سوائے ولید۔ اور سلیمان بن عبد الملک کی والدہ ولادہ اور یزید ناقص اور ابراہیم ابنان ولید۔ کی والدہ شاہین اور ہادی اور رشید کی والدہ خیزران کے اور کسی عورت نے دو خلیفے نہیں جنے۔ میں کہتا ہوں۔ کہ عباس اور حمزہ کی والدہ اور داؤد اور سلیمان کی والدہ ان کے علاوہ ہیں۔

فائدہ۔ عبیدیوں میں سے ۱۴ خلیفہ ہوئے ہیں۔ جن سے مہدی۔ قائم۔ منصور تین مغرب میں۔ اور معز۔ عزیز۔ حاکم۔ ظاہر۔ مستنصر۔ مستعلی آمر۔ حافظ۔ ظافر۔ فائز اور عاضد گیارہ مصر میں گذرے ہیں۔ ان کی سلطنت

کی ابتداء ۲۹۰ھ سے بعد ہوئی۔ اور ۵۶۷ھ میں ختم ہوئی +
ذہبی کہتے ہیں۔ کہ انکی سلطنت گویا مجوسیوں اور یہودیوں کی سلطنت تھی۔ نہ علویوں کی۔ اور یہ باطنی تھے۔ نہ فاطمی۔ اور یہ چودہ متخلف یعنی پیچھے رہنے والے تھے مستخلف یعنی خلیفہ نہیں تھے +

فائدہ - امویوں سے جو مغرب میں خلیفہ ہوئے۔ وہ اسلام اتباع سنت۔ عدل۔ فضل۔ علم اور جہاد میں عبیدیوں سے بدرجہا بہتر تھے۔ اور وہ بہت تھے۔ حتیٰ کہ اندلس میں ایک ہی وقت میں چھ (۶) خلیفے ان سے گذرے ہیں +

فائدہ - متقدمین میں سے بہت سے لوگوں نے خلفاء کی تاریخیں لکھی ہیں۔ منجملہ ان کے نفطویہ نحوی نے دو جلدوں میں خلفاء کی تاریخ لکھی ہے جو عہد قاہر تک ہے۔ صولی نے اوراق نام ایک تاریخ لکھی ہے۔ جس میں صرف خلفائے عباسیہ کا ذکر کیا ہے۔ میں نے اسے دیکھا ہے۔ ابن جوزی نے خلفاء بنی عباس کی تاریخ لکھی ہے۔ جو عہد ناصر تک ہے۔ اسے بھی میں نے دیکھا ہے۔ ابوالفضل احمد بن ابوطاہر مروزی نے جو شعرائے فحول سے تھا۔ اور ۲۸۰ھ میں فوت ہوا۔ خلفاء کی تاریخ لکھی ہے۔ امیر ابوموسیٰ ہارون بن محمد عباسی نے بھی ایک خلفاء کی تاریخ تصنیف کی ہے +

فائدہ - خطیب اپنی تاریخ میں بسندہ محمد بن عباد سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور مامون کے سواء خلفاء میں کوئی حافظ نہیں گذرا۔ میں کہتا ہوں۔ یہ حصر ممنوع ہے۔ کیونکہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی حافظِ قرآن تھے۔ چنانچہ علماء کی ایک جماعت نے اس کی تصریح کی ہے چنانچہ نووی نے تہذیب میں اس کا ذکر کیا ہے۔ اور حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ بھی حافظ تھے۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے۔ کہ آپ نے وصال نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پورا قرآن مجید حفیظ کر لیا تھا +

فائدہ - ابن ساعی لکھتے ہیں۔ کہ میں خلیفہ ظاہر کی بیعت کیوقت موجود تھا۔ خلیفہ ایک قبہ دار چتر کے نیچے سفید کپڑے اور بڑے آستین جبہ پہنے ہوئے بیٹھا تھا۔ اور اس کے کندھوں پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چادر مبارک تھی۔ اور وزیر اسکے سامنے ایک منبر پر کھڑا تھا۔ اور داروغہ خاص اس سے

ایک زینہ نیچے کھڑا تھا - اور وہ لوگوں سے ان الفاظ سے بیعت لیتا تھا - وہ میں اپنے سردار اور مالک ابو نصر محمد ظاہر بامر اللہ کی جس کی اطاعت تمام جہان پر واجب ہے - کتاب اللہ - سنت نبوی - اور اجتہاد امیر المؤمنین پر بیعت کرتا ہوں - اور یہ بھی کہتا ہوں - کہ اس کے سوا اور کوئی خلیفہ نہیں ہے *

حضرت صدّیق اکبر رضؓ کے حالات

حضرت ابو بکر صدیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ تھے - آپ کا اسم مبارک عبد اللہ تھا - ابو قحافہ عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوّی بن غالب القرشی التیمی کے بیٹے تھے - آپ کا سلسلۂ نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مرہ میں جا ملتا ہے -

نووی تہذیب میں لکھتے ہیں - کہ ہم نے جو ابو بکر رضی اللہ عنہ کا نام عبد اللہ بیان کیا ہے یہی صحیح اور مشہور ہے - اور بعض کہتے ہیں - کہ آپ کا نام عتیق تھا - مگر درست اور صحیح بات جس پر تمام علماء کا اجماع ہے یہ ہے - کہ عتیق آپ کا نام نہیں تھا - بلکہ لقب تھا - اور یہ لقب آپ کا عتیق من النار یعنی دوزخ کی آگ سے آزاد ہونے کی وجہ سے ہوا - جیسا کہ حدیث میں آیا ہے - جسے ترمذی نے روایت کیا ہے - اور بعض کہتے ہیں - کہ عتاقۂ وجہ یعنی بوجہ حسن وجمال کے یہ لقب ہوا - (مصعب بن زبیر اور لیث بن سعد اور ایک جماعت کی یہی رائے ہے)

اور بعض کہتے ہیں - کہ یہ لقب اس وجہ سے ہوا - کہ آپ کی نسب میں کوئی بات قابلِ عیب نہیں ہے -

مصعب بن زبیر وغیرہ کہتے ہیں - کہ آپ کے ملقب بہ صدیق ہونے پر تمام اُمّتِ محمدی کا اجماع ہے - کیونکہ آپ نے فی الفور بغیر توقف کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کی - اور اس پر ہمیشہ قائم رہے - اور کسی حال میں بھی آپ کو اس میں توقف یا خدشہ نہیں ہوا - حالتِ اسلام میں آپ کے مواقفِ رفیعہ تھے - جن سے ایک قصۂ معراج ہے - جس کے معاملہ میں آپ نے ثابت قدمی دکھائی - اور کفار کو جواب دیا -

آپ نے اپنے اہل وعیال چھوڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہجرت

ہجرت کی۔ اور پھر غار میں اور تمام رستے میں آپ کے ساتھ رہے۔ جنگ بدر اور حدیبیہ کے دن آپ کا کلام فرمانا۔ جبکہ فتح مکہ کی دیر کے سبب تمام لوگوں پر امر مشتبہ ہو رہا تھا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر کہ "ایک بندے کو خدا تعالیٰ نے دنیا و آخرت کے لئے اختیار کیا ہے"۔ آپ کا رو پڑنا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے روز آپ کا ثابت قدم رہنا۔ اور ایک فصیح و بلیغ خطبے سے لوگوں کو تسلی دینی پھر مسلمانوں کی مصلحت کے لئے بیعت لینے کے لئے تیار ہو جانا۔ پھر اسامہ بن زید کو لشکر دیگر شام کی طرف بھیجنے کا اہتمام کرنا۔ اور اس ارادے پر ثابت رہنا۔ پھر مرتدین کی لڑائی کے لئے تیار ہو جانا۔ اور اس بارے میں صحابہ سے مناظرہ کر کے بدلائل ان پر غالب آنا۔ اور خدا کا آپ کے دل کی طرح ان کے دلوں کو بھی حق کے لئے کھول دینا یعنی اہل ردہ کے ساتھ جنگ کے لئے ان کا بھی تیار ہو جانا۔ پھر آپ کا فتح شام کے لئے لشکر روانہ کرنا۔ اور ان کو مدد بھیجتے رہنا۔ پھر آپ ان تمام امور کو ایک ایسی بات سے ختم کرنا جو آپ کے شمائل و مناقب سے نہایت اعلیٰ ہے۔ اور وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں پر خلیفہ مقرر کرنا ہے۔ غرضیکہ آپ کے مناقب و فضائل حد احصاء سے باہر ہیں (نووی کا کلام ختم ہوا)

میرا ارادہ ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حالات کو ذرا بسط و تفصیل سے بیان کروں۔ اور اس میں بہت سی ان باتوں کو جو مجھے معلوم ہوئی ہیں لکھوں۔ اور علیحدہ علیحدہ ہر ایک بیان کے لئے کئی ایک فصلیں مقرر کروں۔

فصل

آپ کا اسم و لقب جس کی طرف اوپر اشارہ ہو چکا ہے

ابن کثیر نے بیان کیا ہے۔ کہ مؤرخین کا اس پر اتفاق ہے۔ کہ آپ کا نام عبد اللہ بن عثمان ہے۔ مگر ابن سعد نے ابن سیرین سے نقل کیا ہے۔ کہ آپ کا نام عتیق تھا لیکن صحیح بات یہ ہے۔ کہ یہ آپ کا لقب تھا۔ پھر اس لقب سے ملقب ہونے کے وقت اور سبب میں اختلاف ہے۔ بعض تو یہ کہتے ہیں۔ کہ عتاقہ وجہ یعنی حسن و جمال کے سبب آپ کا یہ لقب ہوا۔ لیث بن سعد۔ احمد بن حنبل اور ابن معین وغیرہم اسی

بات کے قائل ہیں)

ابونعیم فضل بن دکین کہتے ہیں۔ کہ آپ کے قدم فی الخیر یعنی بھلائی میں دیرینہ ہونے کی وجہ سے یہ لقب ہوا۔ بعض کہتے ہیں کہ عتاقتہ نسب یعنی نسب کے پاکیزہ ہونے کی وجہ سے یہ لقب ہوا۔ کیونکہ آپ کی نسب میں کوئی معیوب بات نہ تھی۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ آپ کا پہلا نام عتیق تھا۔ بعد میں عبداللہ رکھا گیا۔

طبرانی نے قاسم بن محمد سے روائیت کی ہے۔ کہ انہوں نے اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اسم کی بابت دریافت کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ عبداللہ تھا۔ انہوں نے کہا لوگ تو عتیق بتلاتے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ کہ ابوقحافہ کے تین بیٹے تھے۔ ایک کا نام عتیق تھا۔ دوسرے کا معتق تیسرے کا معیتق ؛

ابن مندہ اور ابن عساکر موسیٰ بن طلحہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے ابوطلحہ سے پوچھا۔ کہ حضرت صدیق اکبر کا نام عتیق کیوں رکھا گیا۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ آپ کی والدہ ماجدہ کی اولاد زندہ نہ رہتی تھی۔ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ تو آپ کی والدہ آپ کو خانہ کعبہ میں لیکر گئیں۔ پھر دعا کی۔ کہ اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا عَتِیْقٌ مِنَ الْمَوْتِ فَھَبْہُ لِیْ (یعنے اے اللہ یہ بچہ موت سے آزاد ہے۔ اسے مجھے عنایت فرما ؛

طبرانی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ کا نام عتیق حسن صورت کیوجہ سے رکھا گیا۔

ابن عساکر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا نام گھر والوں نے تو عبداللہ رکھا تھا۔ لیکن آپ عتیق کے نام سے مشہور ہوئے۔

اور ایک روائیت میں ہے۔ کہ (آپ کا نام تو گھر والوں نے عبداللہ رکھا تھا) مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام عتیق رکھا ؛

ابو یعلی نے اپنی مسند میں اور ابن سعد اور حاکم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائیت کی ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ میں ایک دن اپنے گھر میں تھی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع اپنے صحابہ رضہ کے صحن میں تشریف رکھتے تھے۔ اور میرے اور ان کے درمیان پردہ تھا۔ اتنے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ تو آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو شخص عتیق من النار (یعنی دوزخ کی آگ سے آزاد) کو دیکھنا پسند کرتا ہے۔ تو وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے "آپ کے گھر والوں نے آپ کا نام عبداللہ رکھا تھا۔ مگر عتیق مشہور ہوا ۔

ترمذی اور حاکم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت شریف میں حاضر ہوئے۔ تو آپ نے فرمایا یَا اَبَا بَکْرٍ اَنْتَ عَتِیْقُ اللّٰہِ مِنَ النَّارِ یعنی اے ابوبکرؓ تو آتش دوزخ سے خدا تعالےٰ کا آزاد کیا ہوا ہے۔ پس اسی روز سے آپ کا نام عتیق ہو گیا ۔

بزاز اور طبرانی نے بسند جید عبداللہ بن زبیر سے روایت کیا ہے۔ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا اصلی نام عبداللہ تھا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک روز فرمایا۔ اَنْتَ عَتِیْقُ اللّٰہِ مِنَ النَّارِ۔ اس دن سے آپ کا نام عتیق ہو گیا ۔

باقی رہا لقب صدیق۔ سو کہا گیا ہے۔ کہ جاہلیت میں ہی آپ اس سے ملقب ہوتے تھے۔ کیونکہ آپ ہمیشہ سچ ہی کہتے تھے۔ چنانچہ ابن مسدی نے اسکا ذکر کیا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر بات کی تصدیق میں آپ پیشدستی فرماتے تھے۔ اسلئے یہ لقب ہوا ۔

ابن اسحاق نے حسن بصری اور قتادہ سے روایت کی ہے۔ کہ اس لقب سے آپ کی شب معراج کی صبح سے شہرت ہوئی ۔

حاکم نے مستدرک میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ کہ مشرکین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا۔ کہ اب بھی تو اپنے دوست (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ رغبت رکھیگا۔ جبکہ وہ یہ کہتا ہے۔ کہ میں رات کو بیت المقدس پہنچایا گیا تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ آپ نے یہ فرمایا ہے؟ مشرکین کہنے لگے ہاں۔ آپ نے کہا۔ پھر آپ نے سچ کہا ہے۔ کیونکہ میں اس سے بھی بڑھکر اگر آپ کہیں۔ کہ میرے پاس صبح و شام آسمان کی خبریں آتی ہیں۔ تو اس میں بھی آپ کو سچا جانتا ہوں"۔ اسی لئے آپ کا نام صدیق ہوا۔ (اسناد اس روایت کی جید ہیں) اسی حدیث کو ابن عساکر نے حضرت انس اور ابوہریرہ سے روایت کیا ہے۔ اور طبرانی نے حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے ۔

سعید بن منصور نے اپنی سنن میں لکھا ہے۔ کہ ابو معشر نے ابو وہب مولے ابو ہریرہ رض سے روایت کی ہے۔ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج میں واپس آتے وقت مقام ذی طوی پر پہونچے۔ تو آپ نے فرمایا۔ اے جبرائیل لوگ میری تصدیق نہ کرینگے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا۔ کہ آپ کی تصدیق حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کرینگے۔ اور وہ صدیق ہیں۔ اس حدیث کو طبرانی نے بھی اوسط میں بروایت ابو وہب عن ابی ہریرہ نقل کیا ہے۔

حاکم نے مستدرک میں نزال بن اسبرہ سے روایت کی ہے۔ کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا۔ کہ اے امیر المؤمنین ہمیں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے حال سے خبر دیجئے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ وہ شخص ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ نے ان کا نام صدیق حضرت جبرائیل علیہ السلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانِ مبارک سے کہلوایا ہے۔ وہ نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ہمارے دین کے لئے پسند کیا تھا۔ پس ہم نے انہیں اپنی دنیا کے لئے پسند کیا (اسناد اس حدیث کے جید ہیں)

دارقطنی اور حاکم نے ابو یحییٰ سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ میں شمار نہیں کر سکتا تین دفعہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منبر پر یہ کہتے سنا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کا نام اپنے نبی کی زبان پر صدیق رکھا ہے۔

طبرانی بسند جید اور صحیح حکیم بن سعد سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ قسم کھا کر کہتے تھے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کا نام صدیق آسمان سے نازل کیا ہے۔ حدیث احد میں ہے۔ کہ اے احد ٹھیر جا۔ اور ساکن ہو جا۔ کہ تجھ پر اس وقت نبی صدیق اور شہید ہیں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ آپ کے والد بزرگوار کے چچا کی بیٹی تھیں۔ نام ان کا سلمیٰ بنت صخر بن عامر بن کعب اور کنیت ام الخیر ہے (اسے ابن عساکر نے زہری سے روایت کیا ہے)

فصل

آپ کا مولد اور جائے پیدائش

آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تولد ہونے سے دو سال چند ماہ کے بعد

سے اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى (یعنی سعی ابوبکر اور امیہ اور ابی بن خلف آپس میں مختلف ہیں) +

ابن جریر عامر بن عبداللہ بن زبیر سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مکہ میں معمول تھا۔ کہ بوڑھیوں اور عورتوں کو اسلام لانے پر خرید کر آزاد کیا کرتے تھے۔ آپ کے والد ماجد نے ایک دفعہ فرمایا۔ اے بیٹے میں دیکھتا ہوں۔ کہ تم انسانوں کے ضعیف طبقہ کو آزاد کرتے ہو۔ اگر قوی مردوں کو خرید کر آزاد کیا کرو۔ تو وہ تمہاری مدد کریں۔ اور تمہیں فائدہ پہونچاویں۔ اور تمہارے دشمنوں کو تم سے دفع کریں۔ آپ نے فرمایا۔ اے میرے باپ! میں اس سے صرف خدا کی رضامندی چاہتا ہوں +

عبداللہ بن زبیر کہتے ہیں۔ کہ میرے بعض عزیزوں نے کہا۔ کہ آیت فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى آخر تک حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حق میں ہی نازل ہوئی ہے +

ابن ابی حاتم اور طبرانی عروہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سات ایسے شخص آزاد کئے ہیں جنہیں خدا کی طاعت اور قبول اسلام کے باعث عذاب دیا جاتا تھا۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔ وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقٰى آخر سورہ تک +

بزار عبداللہ بن زبیر سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آیت وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰى آخر سورت تک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی +

بخاری حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب تک کفارہ قسم نازل نہیں ہوا۔ تب تک آپ نے کبھی اپنی قسم نہیں توڑی +

بزار اور ابن عساکر اسید بن صفوان (صحابی تھے) سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آیت وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ کی تفسیر میں فرمایا۔ کہ وَالَّذِيْ جَآءَ بِالْحَقِّ سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور صَدَّقَ بِهٖ سے مراد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ +

ابن عساکر کہتے ہیں۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لفظ حق ہی مروی ہے۔ اور شاید یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی قرأت ہو +

حاکم ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آیت وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ حضرت

فصل

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جاہلیت میں بھی تمام لوگوں سے پرہیزگار تھے

ابن عساکر بسند صحیح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا۔ بخدا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کبھی جاہلیت اور اسلام میں شعر نہیں کہا۔ اور آپ نے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جاہلیت میں ہی شراب پینی چھوڑ دی تھی۔

ابونعیم نے بسند جید حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جاہلیت میں ہی اپنے اوپر شراب حرام کرلی تھی۔

ابن عساکر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے کبھی شعر نہیں کہا

اور ابوالعالیہ ریاحی سے ابن عساکر روایت کرتے ہیں۔ کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم کے مجمع میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا۔ کہ آپ نے کبھی جاہلیت میں شراب پی ہے؟ آپ نے فرمایا۔ اعوذ باللہ (یعنی شراب پینے سے میں خدا سے پناہ چاہتا ہوں) صحابہ رضی نے کہا۔ کہ آپ کیوں نہیں پیتے تھے؟ آپ نے فرمایا۔ کہ میں اپنی آبرو کو بچاتا تھا۔ اور اپنی مروت کی حفاظت کرتا تھا۔ کیونکہ جو شخص شراب پیتا ہے۔ وہ اپنی آبرو اور مروت کو ضائع کردیتا ہے۔

راوی کہتا ہے۔ کہ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچی۔ تو آپ نے دو دفعہ فرمایا۔ ابوبکر سچا ہے۔ ابوبکر سچا ہے (یہ حدیث مرسل ہے۔ اور سند اور متن کے لحاظ سے غریب ہے)

فصل

آپ کے حلیہ میں :۔

ابن سعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک شخص نے آپ سے (یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے) عرض کیا۔ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

کا حلیہ بیان فرمائیے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ آپ شخص تھے گورے رنگ والے جسم کے دُبلے پتلے ۔رخساروں پر گوشت نہایت کم تھا۔ قد خمیدہ تھا۔ (یعنی آپ حیاء و وقار کے سبب سرنگوں رہتے تھے) تہ بند آپ کا نہیں ٹھیرتا تھا۔ نیچے کو کھسک جایا کرتا تھا۔ چہرے پر پسینہ رہتا۔ یا چہرے پر گوشت کم تھا۔ آنکھیں اندر کو دھسی ہوئیں۔ پیشانی بلند تھی۔ انگلیوں کی جڑھیں گوشت سے خالی تھیں۔ یہ آپ کا حُلیہ ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی مروی ہے۔ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مہندی اور وسمہ سے خضاب کیا کرتے تھے۔

اور حضرت انس رض سے مروی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ میں آئے۔ تو آپ کے اصحاب میں سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کسی کے بال سیاہ و سفید ملے جلے نہیں تھے۔ اور آپ نے انہیں حناء اور وسمہ سے خضاب کیا ہوا تھا ۔

فصل

آپ کا اسلام لانا۔

ترمذی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں ابوسعید خدری سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (بوقت قضیہ خلافت) فرمایا۔ کیا میں خلافت کا سب سے زیادہ مستحق نہیں ہوں؟ کیا میں سب سے پہلے اسلام نہیں لایا؟ کیا میں اس اور اس صفت والا نہیں ہوں؟

ابن عساکر نے طریق حارث سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ مردوں میں سب سے پہلے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہوئے ہیں ۔

خیثمہ نے بسند صحیح زید بن ارقم سے روایت کی ہے۔ کہ سب سے پہلے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی ہے ۔

اور ابن سعد نے ابو اروی دوسی صحابی سے روایت کی ہے۔ کہ سب سے پہلے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہوئے ہیں ۔

طبرانی نے کبیر میں اور عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں شعبی سے روایت کی ہے

وہ کہتے ہیں۔ کہ میں نے ابن عباس رضہ سے پوچھا۔ کہ سب سے پہلے کون اسلام لایا؟ آپ نے کہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ کیا تو نے حسان بن ثابت کا قول نہیں سنا ؎

اِذَا تَذَکَّرْتَ شَجْوًا مِّنْ اَخِیْ ثِقَۃٍ ۔۔۔ فَاذْکُرْ اَخَاکَ اَبَابَکْرٍ بِمَا فَعَلَا
خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ اَتْقَاھَا وَاَعْدَلُھَا ۔۔۔ اِلَّا النَّبِیَّ وَاَوْفَاھَا بِمَا حَمَلَا
وَالثَّانِی التَّالِی الْمَحْمُوْدُ مَشْھَدُہٗ ۔۔۔ وَاَوَّلُ النَّاسِ مِنْھُمْ صَدَّقَ الرُّسُلَا

ترجمہ (۱) جب تو کسی معتمد اور نیکوکار بھائی کے اندوہ وغم کا ذکر اس کے افعال حسنہ کی وجہ سے کرے۔ تو ذکر خیر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ضرور کر

(۲) آپ سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام خلقت سے بہتر۔ نیکوکار اور منصف تھے۔ اور از روئے نفع رسانی اور اصلاح امت سب سے زیادہ کامل تھے +

(۳) آپ غار ثور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رفیق اور خدا و رسول کی رضا ڈھونڈنے والے عمدہ حضوری والے تھے۔ اور لوگوں سے پہلے شخص ہیں۔ جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کی +

ابو نعیم فرات بن سائب سے روایت کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے میمون سے سوال کیا۔ کہ آپ کے نزدیک حضرت علی رضہ افضل ہیں یا ابوبکر رضہ و عمر رضہ ۔ فرات کہتے ہیں کہ یہ سن کر آپ کانپنے لگے۔ حتٰی کہ آپ کا عصا ہاتھ سے گر پڑا۔ پھر کہنے لگے۔ کہ مجھے خیال نہ تھا کہ میں اس زمانہ تک زندہ رہونگا جس میں ان دونوں کا موازنہ کیا جائیگا ان کی خوبی خدا ہی جانتا ہے۔ وہ دونوں اسلام کا سر تھے۔ راوی کہتا ہے۔ کہ پھر میں نے دریافت کیا۔ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پہلے اسلام لائے تھے۔ یا حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ تو آپ نے کہا۔ بخدا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بحیرٰی راہب کے زمانے سے اسلام لائے تھے۔ جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس راہب کے پاس سے گذرے تھے۔ ہاں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت خدیجۃ الکبرٰی کی پیشدستی اسلام میں اختلاف ہے۔ اور یہ سب باتیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پیدا ہونے سے پیشتر ہوئی ہیں +

صحابہ اور تابعین وغیرہم کی ایک جماعت کہتی ہے۔ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سب سے پہلے ایمان لائے ہیں۔ بلکہ بعض نے تو اسپر اجماع کا دعوٰی کیا ہے اور بعض کہتے ہیں۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سب سے پہلے ایمان لائے ہیں۔ اور

بعض کہتے ہیں۔ کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سب سے پہلے مشرف باسلام ہوئی ہیں۔ اور ان اقوال میں تطبیق اس طرح کی گئی ہے۔ کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ مردوں سے پہلے ایمان لائے ہیں۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ لڑکوں سے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا عورتوں سے۔ سب سے پہلے یہ تطبیق امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے دی ہے۔ اور آپ سے ہی روائیت کی گئی ہے۔

ابن ابی شیبہ اور ابن عساکر سالم بن ابی جعد سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ میں نے محمد حنفیہ رض سے پوچھا۔ کہ کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے پہلے مشرف باسلام ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا نہیں۔ میں نے کہا۔ کہ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کیونکر بلند مرتبہ اور سابق الایمان ہوئے؟ حتّٰی کہ ان کے سوائے کسی کو (سابق الایمان) کہا نہیں جاتا۔ انہوں نے جواب دیا۔ اسلئے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہونے سے لے کر وفات تک سب سے اسلام میں افضل رہے ہیں

ابن عساکر بسند جید محمد بن سعد بن ابی وقاص سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے اپنے باپ سعد سے پوچھا۔ کہ کیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تم سب سے پہلے مشرف باسلام ہوئے تھے۔ وہ کہنے لگے نہیں۔ بلکہ انکے پہلے پانچ سے زیادہ آدمی مسلمان ہو چکے تھے۔ ہاں وہ ہم سب سے اسلام میں افضل تھے

ابن کثیر کہتے ہیں۔ کہ ظاہر یہ بات ہے۔ کہ سب سے پہلے آپ کے اہل بیت ایمان لائے ہیں۔ یعنی اُم المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا آپ کی زوجہ اور آپ کا غلام زید اور انکی زوجہ اُم ایمن اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ورقہ (انتہیٰ)

ابن عساکر عیسیٰ بن یزید سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ میں ایک دن کعبہ (زادہا اللہ شرفاً) کے صحن میں بیٹھا ہوا تھا اور زید بن عمر بن نفیل وہیں بیٹھا ہوا تھا۔ کہ اتنے میں امیہ بن ابوصلت اس کے پاس سے گذرا۔ اور کہا۔ کہ اے بھلائی کے خواہاں! تم نے کس حال میں صبح کی ہے وہ کہنے لگا۔ اچھی حالت پر کی ہے۔ پھر اس نے کہا۔ تو نے کچھ معلوم کیا۔ اس نے کہا نہیں۔ تو امیہ نے کہا

كُلُّ دِيْنٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا ... مَا قَضَى اللّٰهُ فِي الْحَقِيْقَةِ بَوَرٌ

ترجمہ یعنی ہر ایک دین و مذہب قیامت کے دن فاسد ہو جائیگا۔ سوائے اس مذہب کے جسکا فیصلہ حقیقت میں خدا نے کیا ہوگا۔

آگاہ ہو جا۔ کہ نبی جس کا انتظار ہے۔ ہم سے ہو گا۔ یا تم سے ہو گا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ اس سے پہلے میں نے نہیں سنا تھا۔ کہ کسی نبی کی انتظاری ہو رہی ہے۔ اور وہ مبعوث ہو گا۔ ان کی یہ بات سنکر میں ورقہ بن نوفل کیطرف گیا۔ (یہ شخص اکثر آسمان کی طرف دیکھتا رہتا تھا۔ اور اس کے سینے سے ایک قسم کی آواز نکلتی تھی) اور اسے ٹھیر اکر امیہ بن صلت کی بات کی اطلاع دی۔ تو اس نے کہا۔ ہاں اے بھائی میں اہل کتب واہل علوم سے ہوں۔ آگاہ ہو جا۔ کہ یہ نبی جس کا انتظار ہے خاندان وسط عرب سے ہو گا۔ اور مجھے اس نسب کا علم ہے۔ تیری قوم خاندان وسط عرب سے ہے۔ پھر میں نے کہا۔ اے چچا وہ نبی کیا کہیگا وہ کہنے لگا۔ کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے جو اُسے کہا جائیگا۔ وہی کہیگا۔ اور نہ وہ کسی پر ظلم کرے گا۔ اور نہ اس پر کوئی ظلم کریگا۔ پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے۔ تو میں آپ پر ایمان لایا۔ اور آپ کی تصدیق کی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں۔ کہ محمد بن عبدالرحمن بن عبداللہ بن حصین تمیمی نے حدیث بیان کی۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں نے جس کسی کو اسلام کی دعوت کی اس نے اسمیں تردد اور انکار ظاہر کیا۔ مگر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر جب میں نے اسلام پیش کیا۔ تو بغیر تردد و انکار کے آپ نے اُسے قبول کیا۔

بیہقی کہتے ہیں۔ کہ آپ سے تردد وتلبث اس واسطے صادر نہیں ہوا۔ کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے دلائل دعوت سے پہلے سن چکے تھے اور دیکھ چکے تھے۔ اور جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعوت کی وہ اس سے پہلے غور وفکر کر چکے تھے۔ پس فی الفور ایمان لے آئے۔

پھر بیہقی ابن میسرہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کبھی باہر تشریف لے جاتے۔ تو غیب سے آواز آتی۔ "یا محمد"۔ اس پر آپ ڈر کر واپس بھاگتے۔ پس اس بات کو پوشیدہ طور سے آپ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بیان فرمایا۔ جو جاہلیت میں بھی آپ کے دوست تھے۔

ابونعیم اور ابن عساکر ابن عباس سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں نے جس کسی سے اسلام لانے کو کہا۔ اس نے انکار کیا۔ بحثیں کیں۔ سوائے ابن ابی قحافہ (یعنی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ) کے جو کچھ میں نے ان سے کہا۔ انہوں نے اُسے قبول کیا۔ اور اس پر وہ مستقل رہے

بخاری ابی درداء سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اے لوگو! تم میرے دوست کو چھوڑتے ہو۔ حالانکہ میں نے تم سب کو کہا۔ کہ میں تمہاری طرف رسول بناکر بھیجا گیا ہوں۔ مجھے جھوٹا جانا۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تصدیق کی +

فصل

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ہمنشینی اور حضوری نبوی

علماء لکھتے ہیں۔ کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اسلام لانے سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات تک آپ سے جدا نہیں ہوئے۔ نہ سفر میں نہ حضر میں۔ بجز ان اوقات کے جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں جانے کی اجازت دی۔ جیسے حج اور غزوہ وغیرہ۔ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تمام جنگوں میں شریک ہوئے ہیں۔ خدا و رسول کی محبت میں اپنے اہل و عیال کو ترک کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہجرت کی۔ غار میں آپ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رفیق تھے۔ چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہے۔ ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔ کئی مقاموں میں آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کی۔ جنگوں میں بہت سے کارنمایاں ہیں۔ جنگ احد و حنین میں آپ ثابت قدم رہے۔ جبکہ تمام لوگ بھاگ گئے تھے۔ جیساکہ آپ کی شجاعت کے بیان میں عنقریب ہی آئیگا +

ابن عساکر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جنگ بدر کے دن فرشتوں نے ایک دوسرے کو خوشخبری دی۔ اور کہا۔ کیا تم نہیں دیکھتے۔ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عریش میں بیٹھے ہیں

ابویعلی۔ حاکم اور احمد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ بدر کے دن مجھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ کہ تم سے ایک کی مدد جبرائیل ؑ کرتا ہے۔ اور دوسرے کی میکائیل۔

ابن عساکر ابن سیرین سے روایت کرتے ہیں۔ کہ عبدالرحمن بن ابوبکر بدر کے دن مشرکین کے ساتھ تھے۔ جب وہ مسلمان ہوئے۔ تو اپنے والد سے کہا۔ کہ جنگ بدر

کے دن آپ کئی دفعہ میری زد میں آئے - لیکن میں آپ سے ہٹ گیا - اور آپ کو قتل نہیں کیا - حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا - کہ اگر تو میری زد میں آجاتا - تو تجھے نشانہ بنائے بغیر ہیں نہ چھوڑتا ٭

فصل

آپ کی شجاعت اور اس بیان میں کہ آپ سب صحابہ سے شجاع تھے

بزار اپنی مسند میں روایت کرتے ہیں - کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے (ایک دن لوگوں سے) فرمایا - مجھے بتلاؤ - کہ تمام لوگوں سے کون زیادہ شجاع ہے ؟ اُنہوں نے کہا - کہ آپ (اسپر) آپ نے فرمایا - کہ میں تو صرف اس شخص سے لڑتا ہوں جو (شجاعت اور بہادری میں) میرا ہم پلہ اور برابر ہو - (اور یہ کوئی شجاعت نہیں) - تم مجھے تمام لوگوں سے زیادہ شجاع کا نام بتاؤ - اُنہوں نے کہا - کہ ہمیں معلوم نہیں ایسا کون شخص ہے ؟ آپ نے فرمایا - کہ شجاع ترین اشخاص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں - کیونکہ یوم بدر میں ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ایک سائبان سا بنادیا تھا - پھر ہم نے پوچھا - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کون رہیگا ؟ تاکہ مشرکین سے کوئی آپ کی طرف بارادۂ شر نہ آنے پائے - بخدا ہم سے کسی کی ہمت نہ پڑی - مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ننگی تلوار لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر پر کھڑے ہوگئے - اور جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آتا - آپ اُسپر حملہ کرتے - پس سب لوگوں سے زیادہ شجاع ہیں - پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا - کہ میں نے ایک دفعہ دیکھا - کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش نے پکڑ لیا - اور کوئی ان سے آپ کو گھسیٹتا - کوئی دھکے دیتا - اور وہ کہتے جاتے کہ تو ہی ہے جس نے ایک خدا بنا دیا ہے - بخدا ہم سے کوئی بھی آگے نہ بڑھا مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آگے بڑھے - کسی کو مارتے - کسی کو گھسیٹتے - اور کسی کو دھکا دیتے - اور کہتے جاتے - تمہیں خدا کی مار - کیا تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے - کہ میرا رب اللہ ہے - پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی چادر اوپر اُٹھائی - اور رو پڑے - حتیٰ کہ آپ کی داڑھی تر ہوگئی - پھر فرمایا میں تمہیں قسم دلا کر پوچھتا ہوں - کہ مومن آل فرعون اچھا ہے - یا ابوبکر رضہ - لوگ خاموش رہے - تو

آپ نے فرمایا۔ کہ تم مجھے جواب کیوں نہیں دیتے؟ بخدا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ایک ساعت مومن آل فرعون جیسوں کی ہزار ساعت سے بہتر ہے۔ وہ شخص (یعنی مومن آل فرعون) اپنے ایمان کو چھپاتا تھا۔ اور اس شخص (یعنی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) نے اپنے ایمان کو ظاہر کیا +

بخاری روایت کرتے ہیں۔ کہ عروہ بن زبیر کہتے ہیں۔ کہ میں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے پوچھا۔ کہ مشرکین نے سب سے زیادہ سختی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا کی تھی؟ انہوں نے کہا۔ کہ میں نے ایک دفعہ دیکھا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے۔ کہ عقبہ بن ابی معیط نے آن کر آپ کی گردن میں چادر ڈال لی۔ اور نہائیت سختی سے آپ کا گلا گھونٹا۔ اتنے میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آ گئے۔ اور عقبہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دور کیا۔ اور کہا۔ کہ کیا تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو۔ جو کہتا ہے۔ کہ میرا پروردگار اللہ ہے۔ اور تمہارے پاس پروردگار کی نشانیاں لے کر آیا ہے +

ہیثم بن کلیب اپنی مسند میں روائیت کرتے ہیں۔ کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ جنگ احد کے دن تمام لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے واپس چلے گئے تھے۔ اور سب سے پہلے میں آپ کے پاس پھر کر آیا تھا۔ (اس حدیث کا تتمہ عنقریب ہی آئیگا)

ابن عساکر روائیت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ۳۸ ہو گئے۔ تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا۔ کہ اب آپ اسلام کو ظاہر فرمائیے آپ نے فرمایا۔ کہ ہم ابھی تھوڑے ہیں۔ مگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اصرار کرتے رہے۔ حتیٰ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اظہار اسلام کیا۔ اور سب مسلمان مسجد میں ادھر اُدھر بکھر گئے۔ اور اپنے اپنے قبیلے میں آ گئے پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر لکچر دیا۔ پس آپ سب سے پہلے خطیب ہیں۔ جنہوں نے اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول ؐ کی طرف لوگوں کو بلایا اس پر مشرکوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور مسلمانوں پر حملہ کیا۔ اور مسجد کے ارد گرد انہیں سختی سے زد و کوب کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حالات میں اس حدیث کا تتمہ بیان ہوگا +

ابن عساکر روائیت کرتے ہیں۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مشرف باسلام ہوتے ہی اپنا اسلام ظاہر کر دیا تھا۔ اور لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلانا شروع کیا تھا +

فصل

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنے مال کو خرچ کرنا۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تمام صحابہ سے بڑھکر سخی تھے۔ خدا تعالےٰ آپ کے حق میں فرماتا ہے۔ وَسَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَهٗ یَتَزَكّٰى آخر سورۃ تک ابن جوزی کہتے ہیں۔ علماء کا اجماع ہے۔ کہ یہ آئیت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہے +

امام احمد ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جیسا مجھے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے مال نے نفع دیا ہے ایسا مجھے کسی مال نے نفع نہیں دیا۔ یہ سنکر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ رو پڑے اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میں اور میرا مال آپ ہی کے لئے ہے۔ ابو یعلیٰ نے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایسا ہی روائیت کیا ہے + ابن کثیر لکھتے ہیں۔ کہ یہی حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ ابن عباس رضہ۔ انس رضہ۔ جابر بن عبداللہ اور ابو سعید خدری سے مروی ہے۔ اور خطیب نے سعید بن مسیب سے اس حدیث کو مرسلاً روائیت کیا ہے۔ اور ان سب حدیثوں میں یہ الفاظ زائد ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے مال میں ایسا ہی تصرف فرماتے تھے جیسا کہ اپنے مال میں۔ اور ابن عساکر نے کئی طریقوں سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور عروہ بن زبیر سے روائیت کی ہے۔ کہ صدیق اکبر جس روز مشرف باسلام ہوئے اس وقت چالیس ہزار دینار آپ کے پاس تھے۔ (ایک روائیت میں ہے۔ کہ چالیس ہزار درہم تھے) جو سب کے سب آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر خرچ کر دیئے!

ابو سعید بن اعرابی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روائیت کی ہے۔ کہ جس دن حضرت

ابوبکر رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہوئے۔ اس وقت آپ کے گھر میں چالیس ہزار درہم نقد موجود تھے۔ اور جب آپ ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں جانے لگے ہیں۔ تو پانچ ہزار دینار سے بھی کم مال آپ کے پاس رہ گیا تھا۔ اور یہ سب مال آپ نے مسلمانوں کی مدد اور غلام آزاد کرنے میں خرچ کیا ✦

ابن عساکر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سات ایسے غلاموں کو آزاد کیا ہے۔ جو سب کے سب خدا اور اس کے رسول پر ایمان لانے کی وجہ سے عذاب دیئے جاتے تھے ✦

ابن شاہین نے السنتہ میں اور بغوی نے اپنی تفسیر میں اور ابن عساکر نے روایت کی ہے۔ کہ ابن عمر کہتے ہیں۔ کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا۔ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی وہیں عبا پہنے ہوئے بیٹھے تھے۔ اور اس میں کانٹے لگا کر سینہ ڈھانک رکھا تھا۔ استنے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے۔ اور کہا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کو عبا میں کانٹوں کا ٹانکا لگائے ہوئے کیوں دیکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ اے جبرائیل (علیہ السلام) انہوں نے اپنا سارا مال مجھ پر فتح سے پہلے پہلے خرچ کردیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا۔ کہ اللہ تعالےٰ انہیں سلام کہتا ہے۔ اور فرماتا ہے۔ کہ اس محتاجی میں تو مجھ پر راضی ہے۔ یا غصے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ میں اپنے رب پر غصے ہو سکتا ہوں؟ میں اپنے رب سے راضی ہوں: راضی ہوں۔ راضی ہوں۔ (یہ حدیث غریب ہے۔ اور اس کی سند بہت ضعیف ہے)

ابونعیم نے ابوہریرہ اور ابن مسعود سے بھی ایسی ہی روائیت کی ہے۔ مگر ان دونوں کی سند بھی ضعیف ہے۔ اور ابن عساکر نے ابن عباس رضؓ سے ایسا ہی روائیت کیا ہے اور خطیب نے ایک کمزور سی سند کے ساتھ ابن عباس سے روائیت کیا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ جبرائیل علیہ السلام میرے پاس ٹاٹ کا چغہ پہنے ہوئے جس میں کانٹے لگائے ہوئے تھے۔ آئے۔ میں نے پوچھا اے جبرائیل! یہ کیا بات ہے؟ اُنہوں نے کہا۔ کہ خدا تعالےٰ نے فرشتوں کو حکم دیا ہے۔ کہ جیسے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے زمین میں اپنے عبا میں کانٹے لگائے ہیں۔ ایسے ہی آسمان میں تمام فرشتے بھی کانٹے لگالیں" ابن کثیر کہتے ہیں کہ یہ حدیث بہت ہی منکر ہے۔ اور اگر اس اور اس سے پہلی حدیث کو لوگ متداول

نہ کرتے۔ تو ان کا ترک اولے تھا۔

ابوداؤد اور ترمذی روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں کچھ مال تصدق کرنے کے لئے فرمایا۔ اور ان دنوں میں میرے پاس بہت سا مال موجود تھا۔ میں نے دل میں کہا۔ کہ اگر میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بڑھ سکتا ہوں۔ تو آج بڑھونگا۔ یہ سوچکر میں نے اپنا نصف مال خدمتِ نبوی میں لا حاضر کیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تونے اپنے اہل کے لئے کتنا مال باقی چھوڑا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ کہ اتنا ہی۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنا تمام مال لے کر حاضر ہوئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے ابوبکرؓ! تونے اپنے اہل کے لئے کتنا مال باقی چھوڑا ہے؟ آپ نے عرض کیا۔ کہ میں نے اُن کے لئے اللہ اور اس کا رسول باقی چھوڑا ہے۔ یہ سُن کر میں نے اپنے دل میں کہا۔ کہ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کبھی نہیں بڑھ سکتا۔ (ترمذی کہتے ہیں۔ کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے")۔

ابونعیم نے حلیہ میں حسن بصری سے روائت کی ہے۔ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صدقہ لائے۔ اور اوس کی مالیت کو پوشیدہ رکھا۔ اور عرض کیا۔ کہ یہ میری طرف سے صدقہ ہے۔ اور میرا مقصود اللہ ہی ہے۔ بعد ازاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی صدقہ لائے۔ اور اس کی مالیت کو ظاہر کر دیا۔ اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ میری طرف سے صدقہ ہے۔ اور میرا مقصود اللہ تعالے کے پاس ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم دونوں کے صدقوں میں اتنا ہی فرق ہے۔ جتنا تم دونوں کے قولوں میں ہے۔ (اسناد اس حدیث کی جید ہے۔ لیکن یہ حدیث مرسل ہے)۔

ترمذی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس کسی نے ہم پر احسان کیا ہے۔ ہم نے اوسکا عوض اور بدلہ دیدیا ہے۔ مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے جو احسان ہم پر ہیں ان کا بدلہ اللہ تعالے قیامت کے دن دیگا۔ اور جیسا نفع مجھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مال نے دیا ہے۔ کسی کے مال نے نہیں دیا۔

بزار روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ اپنے والد ابوقحافہ رض کو لے کر خدمتِ نبوی میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ "تو نے اس بوڑھے کو گھر میں ہی کیوں نہ رہنے دیا۔ میں خود اس کے پاس آ جاتا"۔ میں نے عرض کیا۔ کہ یہ آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کے زیادہ لائق اور سزاوار ہیں۔ آپ نے فرمایا "میں ان کے بیٹے کے احسانات کا لحاظ کرتا ہوں"۔

ابن عساکر ابن عباس رض سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بڑھکر مجھ پر کسی کے احسان نہیں۔ کہ انہوں نے جان و مال سے میری غمخواری کی۔ اور اپنی دختر کا مجھ سے نکاح کر دیا +

فصل

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا علم۔

آپ تمام صحابہ رض سے بڑھکر عالم اور ذکی تھے۔ نووی تہذیب میں لکھتے ہیں (میں نے یہ عبارت ان کی دستی لکھی ہوئی کتاب سے نقل کی ہے) کہ ہمارے علماء حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی زیادتیٔ علم پر اُن کے اس قول سے جو صحیحین میں مذکور ہے دلیل لائے ہیں۔ کہ "بخدا جس نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق کیا۔ میں ان سے ضرور لڑونگا۔ بخدا اگر انہوں نے مجھ سے اونٹ کے باندھنے کی رسّی جسے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا کرتے تھے۔ روک لی۔ تو اس (حقیر سی چیز) کے روکنے پر بھی میں ان سے لڑونگا"۔

شیخ ابواسحاق وغیرہ نے اپنی کتب میں آپ کے اعلم الصحابہ ہونے پر اس طرح دلیل بیان کی ہے۔ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سواء تمام صحابہ رض اس مسئلے کے حکم کو سمجھنے سے عاجز آ گئے تھے۔ پھر جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان سے مباحثہ کیا۔ تو انہیں معلوم ہوا۔ کہ صدیق رضی اللہ عنہ کا قول ہی درست ہے اور سب نے اس پر اتفاق کیا +

ابن عمر رض سے لوگوں نے پوچھا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کون فتوے دیا کرتا تھا؟ آپ نے فرمایا کہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے سواء میں اور کسی کو نہیں جانتا۔ کہ فتوے دیتا ہو +

بخاری اور مسلم نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن خطبہ پڑھا۔ اور فرمایا۔ "اللہ تبارک و تعالےٰ نے ایک بندہ کو دُنیا اور آخرت سے کسی ایک اختیار کرنے میں مختار کیا ہے۔ اور اس بندے نے عاقبت اختیار کی ہے"۔ یہ سُنکر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ رو پڑے۔ اور عرض کیا۔ کہ ہم اپنے والدین آپ پر قربان کرتے ہیں۔ ابوسعید خدری (راوی حدیث) کہتے ہیں۔ کہ ہمیں آپ کے رونے سے سخت حیرت ہوئی۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بندہ کی خبر دیتے ہیں۔ اور آپ رو رہے ہیں۔ لیکن حقیقت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی مختار کئے گئے تھے۔ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس اشارہ کو سمجھ لیا تھا۔ پس آپ ہم سب سے زیادہ عالم تھے +

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ہمنشینی اور مال سے مجھے سب سے زیادہ فائدہ پہنچا ہے۔ اگر میں کسی کو اپنے پروردگار کے سوائے دوست بناتا۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دوست بناتا۔ لیکن اسلام کی دوستی اور مودت ہی بہتر ہے"۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دروازے کے سوا، سب کے دروازے مسجد کی طرف سے بند کر دیئے جائیں (نووی کا کلام ختم ہوا) +

ابن کثیر لکھتے ہیں۔ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تمام صحابہ رضؓ سے قرآن مجید کو زیادہ سمجھتے تھے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ رضؓ کی موجودگی میں انہیں امام بنایا تھا۔ اور حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ امامت وہ شخص کرائے جسے قرآن مجید کا سب سے زیادہ علم ہو"۔

ترمذی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ "جن لوگوں میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ موجود ہوں۔ وہاں کوئی دوسرا اُن کے سوا امامت نہ کرائے"۔

آپ کو سنت کا علم بھی سب سے زیادہ تھا۔ چنانچہ اکثر مرتبہ آپ کی طرف صحابہ نے رجوع کیا۔ اور آپ نقل سُنت میں اُن پر غالب آئے۔ آپ کو احادیث اچھی طرح ضبط تھیں۔ اور عندالحاجت فوراً اُن کے پیش نظر ہو جاتی تھیں۔ مگر دیگر صحابہ رضؓ کا یہ حال نہ تھا۔ آپ کو احادیث ضبط کیسے نہ ہوتیں۔ حالانکہ اوّل بعثت سے وفات تک آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سایہ کی طرح ہیں۔ نیز آپ نہایت ہی ذکی اور

ذہین تھے۔ اور احادیث جو آپ سے بہت کم مروی ہیں۔ اسکا یہ باعث ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ جلدی ہی وفات پا گئے تھے۔ اگر آپ کچھ زیادہ عرصہ زندہ رہتے۔ تو بیشمار احادیث آپ سے مروی ہوتیں۔ اور ناقلین آپ سے ہر ایک حدیث کو نقل کرتے۔ اور یہ وجہ بھی ہے۔ کہ آپ کے ہمعصر صحابہ رضہ کو آپ سے پوچھنے کی چنداں ضرورت بھی نہ پڑتی تھی۔ کیونکہ آخر وہ بھی تو خدمت نبوی میں حاضر ہونے سے فیضیاب ہوئے تھے۔ اسلئے وہ آپ سے صرف وہی حدیث نقل کرتے تھے جو انہوں نے نہ سُنی ہوتی +

ابوالقاسم بغوی میمون بن مہران سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب کوئی جھگڑا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیش ہوتا۔ تو اُسکا حُکم قرآن مجید میں تلاش کرتے۔ اگر ملجاتا۔ تو اس کے مطابق فیصلہ کرتے۔ اگر نہ ملتا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارہ میں آپ کو کوئی حدیث یاد ہوتی۔ تو اس کے موافق فیصلہ کرتے۔ اور اگر کوئی حدیث بھی معلوم نہ ہوتی۔ تو اٹھکر مسلمانوں سے دریافت کرتے۔ کہ میرے سامنے ایسا ایسا معاملہ پیش ہوا ہے۔ تمہیں معلوم ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس معاملہ میں کوئی فیصلہ کیا ہو؟ تو بعض اوقات کئی لوگ کہتے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس معاملہ میں اس طرح فیصلہ کیا تھا۔ اسپر آپ فرماتے۔ اللہ کا شکر ہے۔ کہ اس نے ہم سے ایسے شخص بھی پیدا کئے ہیں۔ جو اپنے نبی کی باتوں کو یاد رکھتے ہیں۔ اور اگر کوئی حدیث نہ ملتی۔ تو آپ جلیل القدر اور معززین صحابہ رضہ کو جمع کر کے مشورہ کرتے اور جس بات پر انکا اتفاق ہوتا۔ اُسی کے موافق فیصلہ فرماتے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بھی یہی معمول تھا۔ کہ اگر قرآن مجید اور حدیث سے کسی مسئلہ کا پتہ نہ چلتا۔ تو دیکھتے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس معاملہ میں کوئی اجتہاد کیا ہے یا نہیں؟ اگر معلوم ہوتا۔ تو اس کے موافق فیصلہ کرتے اور اگر نہ ملتا۔ تو صحابہ رضہ کی کثرت رائے پر فیصلہ فرماتے +

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اہل عرب اور خصوصًا قریش کی نسب سے بھی اچھی طرح واقف تھے۔ چنانچہ ابن اسحاق یعقوب بن عتبہ سے اور وہ انصار کے ایک شیخ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جبیر بن مطعم جو قریش اور عرب کا سب سے بڑا نسّاب تھا۔ کہا کرتا تھا۔ کہ "میں نے علم نسب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سیکھا ہے۔ جو تمام لوگوں سے بڑھکر نسب داں تھے"+

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ علم تعبیر میں بھی اعلیٰ دسترس رکھتے تھے چنانچہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں بھی تعبیر تبلایا کرتے تھے۔ محمد بن سیرین (جو اس فن کے مانے ہوئے اور متفق علیہ شخص ہیں) کہا کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس اُمت کے سب سے بڑے معبر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے۔ (ابن سعد نے اسے روائیت کیا ہے)

دیلمی مسند الفردوس میں اور ابن عساکر سمرہ سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے خدا تعالےٰ نے حکم کیا ہے۔ کہ خوابوں کی تعبیر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سامنے بیان کیا کروں۔ (تاکہ اُنہیں تعبیر میں ملکۂ کامل اور مہارت تامہ پیدا ہو۔ مترجم)

ابن کثیر لکھتے ہیں۔ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سب سے بڑھکر فصیح اور خطیب تھے۔ چنانچہ زبیر بن بکار کہتے ہیں۔ کہ میں نے بعض اہل علم کو کہتے سُنا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سب سے بڑے خطیب و فصیح تھے۔ معاملہ سقیفہ کے بیان میں ہم عنقریب ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرینگے۔ آپ کے دل میں سب سے زیادہ خوف خدا تھا۔ اور سب سے زیادہ آپ کو خدا کی معرفت تھی۔ چنانچہ ہم ان دونوں باتوں اور آپ کے بعض خطبوں کو ایک مستقل فصل میں بیان کرینگے۔

حدیث حدیبیہ سے بھی آپ کا اعلم الصحابہ ہونا ثابت ہوتا ہے۔ جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس صُلح کی بابت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ اور عرض کیا۔ کہ ہم اپنے دین میں ذلت کیوں دی جاتی ہے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اسکا جواب دیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ اور اُن سے بھی وہی بات دریافت کی۔ تو آپ نے بالکل وہی جواب دیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا۔ (بخاری وغیرہ نے اسے نقل کیا ہے)

آپ تمام صحابہؓ سے عاقل اور صیب الرائے تھے۔ چنانچہ تمام رازی نے اپنے فوائد میں اور ابن عساکر نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روائیت کی ہے۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا۔ کہ "حضرت جبرائیلؑ

میرے پاس آئے - اور کہا - اللہ تعالیٰ کا حکم ہے - کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا کیجئے ÷

طبرانی اور ابونعیم وغیرہ نے معاذ بن جبل سے روایت کی ہے - کہ جب معاذ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یمن کی طرف بھیجنے لگے - تو اپنے صحابہ رضہ سے جن میں ابوبکر - عمر - عثمان - علی - طلحہ - زبیر اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہم بھی شامل تھے - مشورہ کیا - اور ہر ایک نے اپنی اپنی رائے ظاہر کی - تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ سے پوچھا - کہ تمہاری کیا رائے ہے ؟ انہوں نے عرض کیا - جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماویں - وہی میری رائے ہے - اسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں میں اس بات کو ناگوار سمجھتا ہے - کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ خطاء کریں - " اور اسامہ نے اپنی مسند میں اسطرح روایت کیا ہے - کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں میں اس بات کو مکروہ سمجھتا ہے - کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ زمین میں خطاء کریں -

طبرانی اوسط میں سہل بن سعد ساعدی سے روایت کرتے ہیں - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - کہ خدا تعالیٰ کو یہ بات ناپسند ہے - کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خطاء کریں - راوی اس حدیث کے سب ثقہ ہیں ÷

فصل

نووی تہذیب میں لکھتے ہیں کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان صحابہ رضہ سے ہیں جنہیں پورا قرآن مجید حفظ تھا - اس بات کو اور بہت سے علماء نے بھی ذکر کیا ہے چنانچہ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے - اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے جو حدیث مروی ہے - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں چار شخصوں نے قرآن مجید جمع کیا تھا - سو اُن سے مراد انصار کے چار شخص ہیں - جیسا کہ میں نے اس بات کو اپنی کتاب اتقان میں واضح کر دیا ہے " ÷

اور ابن داؤد نے شعبی سے روایت کی ہے - کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ وفات پا گئے اور ابھی تک پورا قرآن شریف جمع نہیں ہوا تھا - تو یہ مدفوع ہے - یا اس کی یہ تاویل ہے کہ مراد جمع سے وہ ترتیب ہے جس پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے ترتیب دیا ÷

فصل

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تمام صحابہؓ سے افضل اور بہتر ہیں۔

اہل سنت کا اس بات پر اجماع ہے۔ کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ اور اس کے بعد باقی عشرہ مبشرہ۔ پھر باقی اہل بدر۔ اور پھر باقی اہل احد۔ پھر باقی اہل بیعت الرضوان۔ اور پھر باقی صحابہ رضہ۔ ابو منصور بغدادی نے بھی اس بات پر اجماع نقل کیا ہے

بخاری روائیت کرتے ہیں۔ کہ ابن عمر رضہ فرماتے ہیں۔ "ہم عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں صحابہ رضہ میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دیا کرتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے۔ کہ سب سے افضل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ" اور طبرانی نے کبیر میں اسقدر اور زیادہ کیا ہے۔ "کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی خبر ہوتی تھی۔ اور آپ اسے بُرا نہ مناتے تھے۔

ابن عساکر ابن عمر رضہ سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں حضرت ابوبکر۔ حضرت عمر۔ حضرت عثمان اور حضرت علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کو فضیلت دیا کرتے تھے۔

ابن عساکر ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی جب بہت سے جمع ہو کر بیٹھتے۔ تو کہتے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔ اور پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ۔ اس کے بعد ہم خاموش ہو جاتے

ترمذی جابر بن عبداللہ سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہا۔ یَا خَیْرَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (یعنی اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل) اسپر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ آپ یہ کہتے ہیں۔ اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے۔ کہ عمر رضہ سے بہتر آدمی پر کبھی آفتاب طلوع نہیں ہوا

بخاری محمد بن علی بن طالب سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے اپنے والد سے کہا۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کون شخص افضل ہے۔ آپ نے فرمایا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ۔ میں نے عرض کیا۔ پھر کون ہے؟ آپ نے فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔ پھر میں نے اس خوف سے کہ مبادا آپ اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نام لیں۔ کہا۔ کہ پھر آپ۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میں تو مسلمانوں سے ایک معمولی شخص ہوں +

احمد وغیرہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ انہوں نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس اُمت سے سب سے بہتر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں اور پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔

ذہبی کہتے ہیں۔ کہ یہ حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ سے درجہ تواتر کو پہنچی ہے۔ خدا رافضیوں پر لعنت کرے۔ وہ کیسے جاہل ہیں۔

ترمذی اور حاکم حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے فرمایا ہے۔ کہ ہمارے سردار ہم سب سے بہتر اور ہم سب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ محبوب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایسا ایسا کہا ہے۔

ابن عساکر عبدالرحمٰن بن ابو یعلیٰ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک دفعہ منبر پر چڑھے۔ اور فرمایا۔ آگاہ ہو جاؤ۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس اُمت میں سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ جو اس کے خلاف کہیگا وہ کذاب ہے۔ اور اسے کذاب کی سزا ملے گی۔

اور یہ بھی ابن عساکر نے ابن ابو یعلیٰ سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت علی رضی اللہ اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ جو شخص مجھے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دیگا۔ میں اُسے کذاب کی حد لگاؤنگا +

عبدالرحمٰن بن حمید نے اپنی مسند میں اور ابو نعیم وغیرہ نے ابو درداء سے روائیت کی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔" انبیاء کے بعد آفتاب کسی ایسے شخص پر طلوع نہیں ہوا۔ جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے افضل ہو۔

ایک روائیت میں اسطرح ہے۔ کہ انبیاء اور مرسلین کے بعد کسی مسلمان پر آفتاب طلوع نہیں ہوا۔ جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل ہو +

جابر سے بھی اسی مضمون کی حدیث مروی ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں۔ کہ تم سے

کسی پر آفتاب نے طلوع نہیں کیا۔ جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے افضل ہو۔ اس حدیث کو طبرانی وغیرہ نے روائیت کیا ہے۔ اور کئی طریقوں سے اس کے شواہد بھی موجود ہیں۔ جو اس حدیث کے صحیح ہونے یا حسن ہونے کا اقتضا کرتے ہیں۔ ابن کثیر نے تو اس کے صحیح ہونے کا ہی حکم لگایا ہے +

طبرانی سلمہ بن اکوع سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ انبیاء علیہم السلام کے بعد سب سے افضل ہیں اوسط میں سعد بن زرارہ سے روائیت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جبرائیل علیہ السلام نے مجھے خبر دی ہے۔ کہ آپ کے بعد آپ کی اُمت سے سب سے بہتر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں +

بخاری اور مسلم عمرو بن عاص سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ یا رسولَ اللہ! آپ کو کون شخص سب سے پیارا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا۔ میں نے عرض کیا۔ کہ مردوں سے کون؟ آپ نے فرمایا۔ اس کا باپ (یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) میں نے عرض کیا۔ اس کے بعد کون آپ کو محبوب ہے؟ آپ نے فرمایا۔ حضرت عمر بن خطاب رضؓ یہی حدیث انس رضؓ۔ ابن عمر رضؓ اور ابن عباس سے بھی مروی ہے لیکن ان میں ثُمَّ عُمَر کا لفظ نہیں ہے +

ترمذی۔ نسائی اور حاکم نے عبداللہ بن شقیق سے روائیت کی ہے۔ کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا۔ "کونسا صحابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب تھا؟ آپ نے فرمایا۔" حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ" میں نے عرض کیا۔ ان کے بعد کون؟ آپ نے فرمایا "حضرت عمر رضی اللہ عنہ" میں نے کہا۔ پھر کون؟ فرمایا "ابوعبیدہ بن جراح" +

ترمذی وغیرہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائیت کی ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو فرمایا۔" یہ دونوں انبیاء اور مرسلین کے سوا جنت کے تمام اولین وآخرین ادھیڑوں کے سردار ہونگے۔ علی رضؓ ابن عباس۔ ابن عمر۔ ابوسعید خدری اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ علیہم سے بھی ایسا ہی مروی ہے +

طبرانی اوسط میں عمار بن یاسر سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ جس نے حضرت ابوبکر اور

عمر رضی اللہ عنہما پر صحابیوں سے کسی کو فضیلت دی ۔ تو اس نے مہاجرین اور انصار کو عیب لگایا ۔

ابن سعید ۔ زہری سے روایت کرتے ہیں ۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار حسان بن ثابت رضہ کو کہا ۔ " تو نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مدح میں بھی کوئی شعر کہا ہے ۔ عرض کیا ۔ ہاں ۔ آپ نے فرمایا ۔ سناؤ ۔ (راوی حدیث کہتا ہے) میں پاس بیٹھا سن رہا تھا ۔ انہوں نے یہ شعر پڑھے :۔ شعر

وَثَانِيُ اثْنَيْنِ فِي الْغَارِ الْمُنِيْفِ وَقَدْ ۔۔۔ طَافَ الْعَدُوُّ بِهٖ اِذْ صَعِدَ الْجَبَلَا

وَكَانَ حِبَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ قَدْ عَلِمُوْا ۔۔۔ مِنَ الْبَرِيَّةِ لَمْ يَعْدِلْ بِهٖ رَجُلَا

ترجمہ آپ غار بزرگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوقت ہم نشین و رفیق رہے ہیں ۔ جبکہ دشمن پہاڑ پر چڑھتے ہوئے اس غار کے ارد گرد پھر رہے تھے ۔ سب لوگ جانتے ہیں ۔ کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق اور محبوب ہیں ۔ اور (پیغمبروں کے علاوہ) تمام جہان سے کوئی شخص آپکا ہم رتبہ نہیں ۔ یہ اشعار سنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے ۔ حتی کہ آپ کے دندانِ مبارک ظاہر ہوگئے ۔ پھر آپ نے فرمایا اے حسان ! تو نے سچ کہا ہے ۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ ایسا ہی ہے ۔

فصل

ترمذی اور احمد انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں ۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ کہ میری اُمت پر سب سے زیادہ رحم کرنے والا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہے اور اللہ کے حکم میں سب سے سخت عمر رضی اللہ عنہ ہے ۔ اور سب سے باحیا عثمان رضی اللہ عنہ ہے ۔ اور حلال و حرام کو سب سے زیادہ جاننے والا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہے ۔ اور علم فرائض سب سے بہتر جاننے والا زید بن ثابت رضہ ہے ۔ اور سب سے زیادہ قاری ابی بن کعب رضہ ہے ۔ اور ہر ایک اُمت میں ایک امین ہوتا ہے ۔ اور امین اس اُمت کا عبیدہ بن جراح ہے ۔ ابو یعلی نے اسی حدیث کو ابن عمر رضہ سے روایت کیا ہے ۔ اور اس میں یہ لفظ زائد ہے ۔ کہ سب سے بڑھکر قاضی علی بن طالب

رضی اللہ عنہ ہے۔ اور اس حدیث کو دیلمی نے مسند الفردوس میں شداد بن اوس سے روایت کیا ہے۔ اور اس میں یہ لفظ زائد ہے۔ کہ میری اُمت میں سب سے زاہد اور صادق ابوذر رضی اللہ عنہ ہے۔ اور ابو درداء میری اُمت میں سب سے عابد اور پرہیزگار ہے۔ اور میری اُمت میں سب سے حلیم اور سخی معاویہ رضہ ہے (جلال الدین سیوطی مصنف کتاب کہتے ہیں) کہ علامہ کانجی سے سوال کیا گیا۔ کہ کیا یہ تفضیلات پہلی تفضیل کے منافی ہیں۔ تو انہوں نے جواب دیا۔ کہ ان میں کوئی منافات نہیں ہے +

فصل

وہ آیات جو آپ کی مدح تصدیق یا آپ کے کسی اور شان میں نازل ہوئیں

بعض علماء کی تصنیف سے میں نے ایک کتاب دیکھی ہے۔ جس میں ان لوگوں کے نام ہیں جن کے بارہ میں قرآن مجید کی کوئی آئت نازل ہوئی۔ لیکن وہ کتاب حشو و زوائد سے خالی نہیں۔ اور نہ ہی اس میں ان تمام لوگوں کا ذکر ہی ہے میں نے بھی اس مضمون میں ایک کتاب لکھی ہے۔ جو حشو و زوائد سے پاک۔ اور تمام ان لوگوں کے نام کو حاوی ہے جن کے بارہ میں قرآن مجید نازل ہوا۔ اب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے متعلق جو اس میں درج ہے۔ اس سے بطور خلاصہ میں یہاں درج کرتا ہوں۔ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے۔ ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ مسلمانوں کا اجماع ہے۔ کہ اس آئت میں لفظ صاحب سے مراد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔ چنانچہ ہم عنقریب اس میں ایک حدیث بھی نقل کرینگے۔

ابن ابی حاتم ابن عباس سے فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں۔ کہ عَلَيْهِ سے مراد عَلٰى اَبِىْ بَكْرٍ ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تو ہمیشہ تسلی رہی ہے +

ابن ابی حاتم ابن مسعود سے روائت کرتے ہیں۔ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو امیہ بن خلف اور ابی بن خلف سے ایک چادر اور دس اوقیہ سے خرید کر للہ آزاد کر دیا تھا۔ اسپر یہ سورت نازل ہوئی۔ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى

ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

ابن ابی حاتم ابن شوذب سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ آئیت وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ یہ اور کئی طریقوں سے بھی مروی ہے۔ جنہیں میں نے اسباب النزول میں ذکر کیا ہے

طبرانی اوسط میں ابن عمرؓ اور ابن عباس رضؓ سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ قول اللہ تعالٰے وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے حق میں نازل ہوا۔

عبداللہ بن ابی حمید اپنی تفسیر میں مجاہد سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ جب آئیت اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ نازل ہوئی۔ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ! خداوند تعالٰے نے جو خیر آپ پر نازل فرائی ہے۔ اس میں ہم کو شریک کیا ہے؟ اس پر یہ آئیت اُتری۔ هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ۔

ابن عساکر علی بن حسین سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ آئیت وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

ابن عساکر ابن عباس رضؓ سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسَانًا سے لیکر وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ تک حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

ابن عساکر ابن عیینہ سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالٰے نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں سوائے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے تمام مسلمانوں کو عتاب کیا ہے۔ اور انہیں عتاب سے علیحدہ کرلیا ہے۔ پھر اس نے یہ آئیت پڑھی۔ اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ۔

فصل

ماتقدم کے سوا، دیگر احادیث جو حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما دونوں کی فضیلت میں آئی ہیں۔

بخاری اور مسلم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ کہ فرما رہے تھے۔ کہ چرواہا اپنی بکریوں میں ہی موجود تھا۔ کہ بھیڑیے نے حملہ کر کے ایک بکری کو پکڑ لیا۔ چرواہے نے بھیڑیے کا پیچھا کیا۔ تو بھیڑیے نے اُس کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔ کہ جس دن میرے سوا کوئی چرواہا نہ ہوگا۔ اسدن ان بکریوں کا کون کفیل ہوگا؟" اور ایک شخص بیل پر بوجھ لادے ہوئے اسے ہانکے لئے جا رہا تھا۔ کہ بیل اس کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا۔ کہ میں اس کے لئے تو پیدا نہیں کیا گیا۔ میں تو صرف کھیتی باڑی کے کام کے لئے پیدا کیا گیا ہوں۔ لوگوں نے کہا عجیب بات ہے۔ کہ بیل بھی باتیں کرنے لگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میری اس بات کی حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما تصدیق کرینگے حالانکہ اس مجلس میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما موجود نہیں تھے۔ مگر آپ نے ان کے کمال ایمان پر بھروسہ کر کے اُن کی تصدیق کی شہادت دی۔

ترمذی ابوسعید خدری سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "ہر نبی کے دو وزیر آسمان والوں سے ہوتے ہیں۔ اور دو زمین والوں سے۔ میرے آسمانی وزیر حضرت جبرائیل ؑ اور حضرت میکائیل ؑ ہیں۔ اور زمینی وزیر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔

اصحاب سنن وغیرہم نے سعید بن زید سے روایت کی ہے۔ کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا۔ "حضرت ابوبکر جنت میں ہونگے۔ اور حضرت عمر اور حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم۔ پھر آپ نے باقی عشرہ مبشرہ کا نام لیا۔

ترمذی ابوسعید رضؓ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "روحانی درجے والوں کو نچلے درجے والے لوگ اس طرح دیکھینگے جیسے وہ

آسمان میں ستارے دیکھتے ہیں۔ اور حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی ان سے ہیں۔ (یعنی عالی درجے والوں سے)۔ (اس حدیث کو طبرانی نے جابر بن سمرہ اور ابوہریرہ سے روائیت کیا ہے)

ترمذی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے تشریف لاتے۔ اور آپ کے صحابہ مہاجرین و انصار بیٹھے ہوتے اور ان میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی ہوتے۔ تو کوئی شخص بھی آپ کے رُعب سے آپ کی طرف نظر اُٹھا کر نہ دیکھتا۔ مگر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما آپ کی طرف دیکھتے۔ اور آپ اُن کی طرف دیکھتے۔ اور دونوں صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر تبسم فرماتے۔ اور آپ انہیں دیکھکر تبسم فرماتے

ترمذی حاکم بن عمران سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن گھر سے تشریف لائے۔ اور مسجد میں ایسی حالت میں داخل ہوئے۔ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کی داہیں طرف تھے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بائیں جانب اور آپ نے ان دونوں کے ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ اور آپ نے فرمایا۔ قیامت کے روز بھی ہم اسی طرح اُٹھائے جائینگے۔ (اس حدیث کو طبرانی نے اوسط میں ابوہریرہؓ سے روائیت کیا ہے)

ترمذی اور حاکم ابن عمرؓ سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سب سے مجھ سے زمین شق ہوگی (یعنی سب سے پہلے میں قبر سے اٹھونگا) پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ

ترمذی اور حاکم عبداللہ بن حنظلہ سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھکر فرمایا۔ کہ یہ دونوں مسلمانوں میں ایسے ہیں جیسے اعضاء میں کان اور آنکھیں ہوتی ہیںؒ (طبرانی نے اسی حدیث کو ابن عُمر

ؒ صاحب مجمع البحار لکھتے ہیں کہ اس حدیث کا یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے۔ کہ ان دونوں کی دین میں ایسی قدر و منزلت ہے جیسے جسم میں سمع و بصر کی ہوتی ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ وہ دونوں مجھے ایسے عزیز ہیں جیسے سمع و بصر عزیز ہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ چونکہ وہ دونوں اتباع حق اور آفاق و نفوس میں مشاہدہ آیات کے بڑے حریص ہیں۔ اسلئے وہ بمنزلہ سمع و بصر کے ہیں ۱۲

اور ابن عمرو سے روائیت کیا ہے)

بزار اور حاکم ابو اروی دوس سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ کہ اتنے میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما آئے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ خدا ہی حمد کے لائق ہے جس نے تم دونوں کے ساتھ میری مدد کی۔ یہی حدیث براء ابن عازب سے بھی مروی ہے۔ جسے طبرانی نے اپنی اوسط میں روائیت کیا ہے +

ابو یعلی۔ عمار بن یاسر سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میرے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے۔ تو میں نے کہا۔ اے جبرائیل مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فضائل بتاؤ۔ انہوں نے کہا۔ اگر میں اتنی مدت جتنی مدت حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم میں رہے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فضائل سناتا رہوں۔ تو بھی وہ ختم نہ ہوں۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ حسناتِ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ایک جزو ہیں +

احمد۔ عبدالرحمن بن غنم سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو فرمایا۔ کہ اگر تم کسی مشورہ میں متفق ہو جاؤ تو مجھے تم سے اختلاف نہ ہوگا۔ (اسی حدیث کو طبرانی نے براء بن عازب سے روائیت کیا ہے)

ابن سعد۔ ابن عمر رضہ سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ ابن سے پوچھا گیا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کون فتوے دیا کرتا تھا؟ تو انہوں نے کہا کہ حضرت ابوبکر۔ حضرت عمر۔ حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم عہد نبوی میں فتوے دیا کرتے تھے +

طبرانی ابن مسعود رضہ سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ہر ایک نبی کے لئے اُمت میں سے خاص آدمی ہوتے ہیں اور صحابہ رضم سے میرے خاص آدمی حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما ہیں +

ابن عساکر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خدا تعالے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر رحم کرے۔ کہ اُس نے اپنی بیٹی کا مجھ سے عقد کیا۔ اور مجھے دار الہجرت یعنی مدینہ تک پہونچایا۔ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد کیا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر بھی خدا تعالے رحم کرے۔ جو سچ بات ہی کہتا ہے۔ اگرچہ تلخ ہی ہو۔ اور اس راست گوئی نے اُسے ایسا کر چھوڑا ہے۔ کہ اُس کا

کوئی دوست نہیں رہا ہے۔ خدا تعالیٰ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر بھی رحم کرے جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر بھی رحم کرے اے اللہ حضرت علی رضؓ کے ساتھ حق کو پھیر جس طرف کہ وہ پھریں۔

طبرانی سہل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجتہ الوداع سے تشریف لائے۔ تو منبر پر چڑھکر پہلے خدا تعالیٰ کی حمد وثناء کی۔ پھر فرمایا۔ اے لوگو! حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے کبھی تکلیف نہیں دی اُن کے حق میں اس بات کو یاد رکھو۔ اے لوگو! میں اُس سے اور حضرت عمر رضؓ۔ حضرت عثمان رضؓ۔ حضرت علی رضؓ۔ حضرت طلحہ رضؓ۔ حضرت زبیر رضؓ۔ حضرت سعد رضؓ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضؓ اور مہاجرین اولین سے راضی ہوں۔ پس ان کے حق میں اس بات کو یاد رکھنا۔

عبداللہ بن احمد زوائد الزہد میں ابن ابی حازم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک شخص علی بن حسین کے پاس آیا۔ اور کہا۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں کیسا قدر و مرتبہ تھا۔ آپ نے فرمایا۔ جیسا ان کا مرتبہ آپ کے ہاں اس وقت ہے (یعنی جیسے بعد میں یہہ دونوں صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جُدا نہیں۔ ایسے ہی زندگی میں بھی کبھی جُدا نہیں ہوئے۔ مترجم)

ابن سعد۔ بسطام بن مسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو فرمایا۔ کہ میرے بعد تم پر کوئی شخص حکم نہیں کریگا۔

ابن عساکر حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضی اللہ عنہما سے محبت رکھنی ایمان کی نشانی ہے۔ اور ان سے بُغض رکھنا کفر کی نشانی ہے۔ اور ابن مسعود سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی محبت و معرفت سنّت ہے۔ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ میں اپنی اُمت سے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی محبت میں اسی بات کی امید ہے جس کی ان کے قول لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہنے سے امید ہے۔ (یعنے جیسے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہنے سے وہ جنت میں جائینگے۔ ایسے ہی ان کی محبت بھی موجب

جنّت ہوگی - یا یہ کہ جیسے انہیں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ میں انکار نہ ہوگا - ایسے اُن کی محبت میں بھی انکار نہ ہوگا - مترجم)

فصل

مذکورہ بالا احادیث کے سواء دیگر حدیثیں جو صرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں وارد ہوئیں

بخاری اور مسلم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں - کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا - کہ جو شخص راہِ خدا میں کوئی سی دو چیزیں[1] دیگا، تو اُسے جنت کے دروازوں میں پکارا جائیگا - اَے عبد اللہ! یہ دروازہ اچھا ہے - کوئی کہیگا یہ دروازہ اچھا ہے - پس اگر وہ شخص اہل الصّلوٰۃ سے ہوگا - تو اسے باب الصّلوٰۃ سے (اندر آنے کے لئے) بلایا جائیگا، اور اگر وہ اہل جہاد سے ہوگا - تو اُسے باب الجہاد سے بُلایا جائیگا - اور جو اہل صدقہ سے ہوگا - اُسے باب الصّدقہ سے بُلایا جائیگا - اور جو اہلِ صیام سے ہوگا - اُسے باب الصّیام سے بُلایا جائیگا - حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا - کہ یہ تو اُس شخص کی بات ہوئی - جو بوجہِ ضرورت ان سے ایک دروازے سے بُلایا جائیگا - کیا کوئی ایسا بھی ہوگا - جو اِن سب سے بُلایا جائیگا - آپ نے فرمایا - ہاں - بُمجھے امید ہے اَے ابوبکر رض تم ان لوگوں سے ہی ہوگے +

ابن داؤد اور حاکم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - اَے ابوبکر رض میری اُمّت میں سے تم سب سے اوّل جنّت میں داخل ہوگے +

بخاری اور مسلم رح ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روائت کرتے ہیں - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - مجھ پر اپنی ہمنشینی اور مال کے ساتھ تمام لوگوں سے بڑھ کر

---

[1] یہ لفظ زَوجین کا ترجمہ ہے - اور مراد اس سے یا تو دو گھوڑے ہیں - یا دو غلام - یا دو اونٹ - اور مقصود یہ ہے - کہ صدقہ میں طاق چیز دینی مسنون نہیں بلکہ جفت دینی چاہئیں - مثلاً دو درہم - یا دو دینار وغیرہ ۱۲ مترجم

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے احسان کیا ہے۔ اگر میں اپنے رب کے سوا کسی کو دوست بناتا۔ تو ابا بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دوست بناتا۔ لیکن اخوت اسلام سب سے اچھی ہے۔ یہی حدیث ابن عباس رضہ۔ ابن زبیر رضہ۔ ابن مسعود رضہ۔ جندب رضہ۔ ابن عبد اللہ رضہ۔ براء رضہ۔ کعب بن مالک رضہ۔ جابر بن عبد اللہ رضہ۔ انس رضہ۔ ابی واقد اللیثی رضہ۔ ابو المعلی رضہ۔ عائشہ رضہ۔ ابو ہریرہ رضہ اور ابن عمر رضہ سے بھی مروی ہے۔ اور احادیث متواترہ میں ہیں نے ان کے طریقے نقل کئے ہیں۔

بخاری رح ابن درداء سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھا۔ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ اور سلام کے بعد عرض کیا۔ کہ میرے اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے درمیان کچھ رنجش تھی جس میں انکی طرف بڑھا۔ مگر پھر میں پشیمان ہوا۔ اوران سے درخواست کی۔ کہ مجھے معاف کر دیں۔ لیکن انہوں نے انکار کیا۔ اب میں آپ کی خدمت شریف میں حاضر ہوا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ فرمایا خدا تعالےٰ معاف کر دیگا۔ ادھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی (حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو نہ معاف کرنے سے) پشیمان ہوئے۔ اوران کے گھر گئے۔ مگر انہیں وہاں نہ پایا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے انہیں دیکھکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کا رنگ متغیر ہوگیا حتی کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ڈرے (کہ ایسا نہ ہو۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوں) اور اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر دو دفعہ عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ! میں نے ہی اسپر ظلم کیا ہے۔ اور زیادتی میری طرف سے ہوئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حاضرین کو مخاطب کر کے) فرمایا۔ کہ میں تمہاری طرف مبعوث ہوا۔ اور تم سب نے میری تکذیب کی۔ مگر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے میری تصدیق کی۔ اور اپنے مال ونفس سے میری مدد کی۔ اب تم میرے دوست کو چھوڑ دیتے ہو؟ (اس لفظ کو آپ نے دو دفعہ فرمایا) راوی کہتا ہے کہ اس کے بعد پھر کبھی کسی نے آپ کو تکلیف نہیں دی۔

ابن عدی نے اس حدیث کو ابن عمر رضہ سے روائت کیا ہے۔ اور اس میں اس طرح مذکور ہے۔ کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "میرے دوست کے معاملہ میں مجھے تکلیف نہ پہونچاؤ۔ اللہ تعالےٰ نے مجھے ہدائت اور دین حق

عطا کر کے تمہاری طرف مبعوث فرمایا تھا۔ تو تم نے میری تکذیب کی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے میری تصدیق کی۔ اگر اللہ تعالےٰ انہیں صاحب کے لقب سے ملقب نہ کرتا۔ تو میں اسے اپنا دوست بناتا۔ لیکن اخوتِ اسلام ہی سب سے افضل ہے *

ابن عساکر مقدام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ عقیل بن ابی طالب اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں ایک دفعہ گالی گلوچ کی نوبت پہونچی۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بڑے سباب یا نساب تھے۔ لیکن انہوں نے عقیل رضی اللہ عنہ کی قرابت نبوی کا خیال کر کے انہیں کچھ نہ کہا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کی شکائت کی۔ اسپر آپ نے کھڑے ہو کر فرمایا۔ اے لوگو! تم میرے دوست کو میرے لئے کیوں نہیں چھوڑ دیتے؟ اپنا حال اور اس کا حال دیکھو۔ بخدا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر کے دروازے کے سوا تم سب کے گھر کے دروازوں پر اندھیرا ہے۔ اس کے دروازے پر نور چمک رہا ہے۔ بخدا تم نے میری تکذیب کی۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے میری تصدیق کی۔ اور تم نے اپنے مالوں کو روکے رکھا لیکن اس نے اپنا مال میرے لئے خرچ کیا۔ اور تم نے مجھے بے مدد چھوڑ دیا۔ مگر اس نے میری مدد کی۔ اور میری تابعداری کی *

بخاری ابن عمر رضہ سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص تکبر سے اپنا کپڑا نیچے لٹکائیگا۔ اللہ تعالےٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظرِ رحمت سے نہ دیکھیگا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ کہ میرے کپڑے کی ایک طرف نیچے لٹکی رہتی ہے۔ لیکن میں عہد کرتا ہوں۔ (کہ آئندہ ایسا نہیں کرونگا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تم تو یہ فعل ازروئے تکبر کے نہیں کرتے ہو *

مسلم رح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک دن صحابہ رضہ سے) فرمایا۔ تم سے آج کون روزہ دار ہے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ میں۔ پھر آپ نے فرمایا۔ تم میں سے کون آج جنازہ کے ساتھ گیا ہے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ میں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں سے کسی نے آج مسکین کو کھانا کھلایا ہے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ میں نے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا جس شخص میں یہ اوصاف ہوں۔ وہ جنت میں داخل ہوگا +

یہی حدیث انس بن مالک رضہ اور عبدالرحمٰن بن ابوبکر سے بھی مروی ہے۔ اور حدیث انس رضی اللہ عنہ کے آخر میں یہ لفظ زائد ہیں :" کہ تیرے لئے جنت واجب ہوئی۔" اور حدیث عبدالرحمٰن جسے بزار نے روایت کیا ہے۔ یہ ہے۔ کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھنے کے بعد صحابہ رضہ کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا۔ تم میں سے کس نے آج بحالتِ روزہ صبح کی ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ رات مجھے روزہ کا خیال نہیں آیا۔ اسلئے میں نے تو حالتِ افطار میں ہی صبح کی ہے۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ مجھے تو گذشتہ رات روزہ یاد آگیا تھا۔ اسلئے میں تو آج روزہ دار ہوں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کس نے آج مریض کی عیادت کی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ابھی تو ہم یہاں سے کہیں گئے نہیں۔ مریض کی عیادت کیسے کرتے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ کہ مجھے معلوم ہوا تھا کہ بھائی عبدالرحمٰن بن عوف کی طبیعت ناساز ہے۔ اِس لئے مسجد کی طرف آتے وقت میں اُنہیں کے گھر سے ہوتا آیا ہوں۔ تاکہ دیکھتا چلوں۔ کہ کیا حال ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تم میں سے کسی نے آج مسکین کو کھانا بھی کھلایا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ابھی تو ہم نماز پڑھکر کہیں باہر گئے نہیں۔ مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ کہ میں مسجد میں داخل ہوا چاہتا تھا۔ کہ مجھے ایک سائل ملا۔ اور ادھر عبدالرحمٰن کے ہاتھ میں میں نے جو کی روٹی کا ایک ٹکڑا دیکھا۔ اور اس سے لیکر وہ اُس فقیر کو دے دیا۔ اسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تجھے جنت کی خوشخبری ہو۔ پھر آپ نے کچھ ایسے الفاظ فرمائے۔ جن سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی خوش ہو گئے۔ مگر اُنہیں خیال آیا۔ کہ جب کبھی میں نیکی کا ارادہ کرتا ہوں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مجھ سے سبقت ہی لے جاتے ہیں +

ابویعلیٰ ابن مسعود رضہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا۔ کہ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ اور آپ کے ہمراہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دعا کرتے دیکھکر فرمایا۔ خدا سے سوال کر وہ تجھے عطا کریگا۔ پھر فرمایا جو شخص قرآن مجید کو نہایت عمدہ طور سے پڑھنا چاہے۔ وہ ابن ام عبد کی طرح

پڑھے " اس کے بعد میں اپنے گھر چلا آیا - تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے - اور مجھے خوشخبری دی - پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے - اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو وہاں سے نکلتے ہوئے دیکھ کر فرمایا - کہ آپ ہمیشہ نیک کام میں سب سے بڑھ ہی جاتے ہیں *

احمد بسند حسن ربیعہ اسلمی رضہ سے روائیت کرتے ہیں - کہ ایک دفعہ میرے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے درمیان کچھ تکرار سا ہو گیا - اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے کچھ ایسی بات کہی - جسے میں نے مکروہ سمجھا - لیکن پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس کے کہنے سے پشیمان ہوئے - اور کہا - اے ربیعہ! تم بھی مجھے وہی الفاظ کہ لو - تاکہ بدلہ اتر جائے - میں نے کہا - میں تو نہ کہونگا - آپ نے کہا - کہ کہہ لو - ورنہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تم پر دعوے کرونگا - میں نے کہا - کہ میں تو ہرگز نہیں کہونگا - اسپر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ چلے گئے - پھر میرے قبیلہ کے لوگ میرے پاس آئے - اور کہا - خدا تعالےٰ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر رحم کرے - وہ تم پر کس بات کا دعوے کرتے ہیں - حالانکہ انہوں نے ابھی تم کو ایسا ایسا کلمہ کہا تھا - میں نے کہا - کہ تم جانتے - کہ یہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کون شخص ہیں - یہی آیئت ثانی اثنین کے مورد اور مسلمانوں کے بزرگ ہیں - اپنے آپ کو اُن کی نگاہ سے بچائے رکھو - ایسا نہ ہو - کہ وہ دیکھ لیں - کہ تم اُن کے خلاف میری مدد کر رہے ہو - اور اس بات سے خفا ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جائیں - اور اُن کے غضب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خفا ہوں - اور ان دونوں کے غضب سے اللہ تعالےٰ ناراض ہو - اور ربیعہ (یعنی میں) ہلاک ہو جائے اس کے بعد میں اکیلا ہی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے پیچھے ہو لیا - حتیٰ کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے - اور جیسے واقعہ گذرا تھا - بعینہٖ اُسیطرح بیان کیا - اس پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک اُٹھاکر میری طرف دیکھا - اور فرمایا - اے ربیعہ! تیرا اور صدیق رضی اللہ عنہ کا کیا معاملہ ہے؟ میں نے عرض کیا - یارسول اللہؐ! ایسا ایسا واقعہ ہوا تھا جس میں انہوں نے مجھے ایک کلمہ کہا - جسے میں نے بُرا سمجھا - پھر انہوں نے مجھے کہا - کہ تو بھی مجھے یہی کلمہ کہہ لے - کہ بدلہ اُتر جائے - میں نے اس سے انکار کیا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - ہاں - یہ کلمہ تو نہ کہو - ہاں یہ کہدو - کہ اے ابوبکر تمہیں خدا

معاف کرے۔ میں نے کہدیا۔ کہ آے ابوبکر رضہ تمہیں اللہ معاف کرے ۔

ترمذی رحہ ابن عمر سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ تم حوض کوثر پر بھی میرے ساتھ رہو گے۔ جیسے کہ غار میں میرے ساتھ رہے ہو ۔

عبداللہ بن احمد روائیت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ کہ تم غار میں میرے ساتھی اور مونس رہے ہو۔ (اسناد اِس حدیث کے حسن ہیں) ۔

بیہقی حذیفہ سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں ایک پرندہ ہے۔ بختی اونٹ کی شکل کا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلعم وہ موٹا تازہ بھی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ بعض اہل جنت اُسے کھائینگے۔ اور تم بھی اُن لوگوں سے ہو۔ جو اُسے کھائینگے۔ اس حدیث کو حضرت انس نے بھی روائیت کیا ہے ۔

ابو یعلیٰ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جب معراج میں مَیں آسمانوں کی طرف لے جایا گیا۔ تو جس آسمان سے مَیں گذرتا تھا۔ وہاں میں اپنا نام محمد رسول اللہ لکھا ہوا دیکھتا تھا۔ اور اُس کے ساتھ ابوبکر رضہ کا نام لکھا ہوتا تھا۔ (اس حدیث کی اسناد ضعیف ہے) لیکن یہی حدیث ضعیف اسناد کے ساتھ حضرت ابن عباس رضہ ابن عمر رضہ۔ انس رضہ ابو سعید رضہ اور ابو درداء سے بھی روائیت کی گئی ہے۔ اور بعض ضعیف اسناد کو بعض سے تقویت ہو جاتی ہے ۔

ابن حاتم اور ابو نعیم سعید بن جبیر سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہ آیت پڑھی یَا اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یارسولَ اللہ! یہ کیسے اچھے لفظ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ موت کے وقت تمہیں بھی فرشتہ انہی الفاظ سے مخاطب کرے گا ۔

ابن ابی حاتم عامر بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روائیت کرتے ہیں کہ جب آیت وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ الآیۃ نازل ہوئی۔ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یارسولَ اللہ صلعم! اگر آپ

مجھے حکم فرمادیں۔ تو میں اپنے آپ کو قتل کر ڈالوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم سچ کہتے ہو۔

ابوالقاسم بغوی داؤد بن عمر سے اور وہ عبدالجبار بن ورد سے اور وہ ابن ابی ملیکہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع اپنے اصحابؓ کے ایک تالاب پر تشریف لائے۔ اور آپ نے فرمایا۔ کہ ہر ایک شخص تیر کر اپنے رفیق کی طرف جائے۔ راوی کہتا ہے۔ کہ ہر ایک شخص تیرنے لگا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ باقی رہ گئے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تیر کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف آئے۔ اور ان سے معانقہ کیا۔ اور فرمایا۔ کہ اگر میں کسی کو زندگی میں دوست بناتا۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دوست بناتا۔ لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ میرا ساتھی ہے۔ اس حدیث کا تابعی وکیع ہے جو عبدالجبار بن ورد سے روایت کرتا ہے۔ (اسے ابن عساکر نے روایت کیا ہے)۔ اور عبدالجبار ثقہ شخص ہے۔ اور اسکا استاد ابن ابی ملیکہ امام مگر یہ حدیث مرسل ہے اور نہایت ہی غریب ہے۔ میں کہتا ہوں۔ کہ اس حدیث کو طبرانی نے کبیر میں اور ابن شاہین نے السنتہ میں ایک اور طریقہ سے ابن عباس سے موصولاً روایت کیا ہے

ابن ابی الدنیا نے مکارم الاخلاق میں اور ابن عساکر نے صدقہ بن میمون قرشی کے طریقہ سے سلیمان بن یسار سے روایت کی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ نیک خصلتیں ۳۶۰ ہیں جب اللہ تعالٰے کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے۔ تو ان سے ایک خصلت اس میں ڈال دیتا ہے جس کے باعث وہ جنت میں داخل ہو جائیگا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا مجھ میں ان خصلتوں سے کوئی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں سب کا مجموعہ۔

ابن عساکر ایک اور طریقہ سے صدقہ قرشی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نیک خصلتیں ۳۶۰ ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ کیا مجھ میں بھی ان سے کوئی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اے ابوبکر تمہیں مبارک ہو۔ کہ وہ خصلتیں سب کی سب تم میں موجود ہیں۔

ابن عساکر مجمع بن یعقوب انصاری سے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلقۂ مجلس میں لوگ ایک دوسرے

میں پھنس کر بیٹھتے تھے۔ حتٰی کہ شہر کا ایک حصہ معلوم ہوتا تھا۔ مگر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی جگہ خالی رہتی تھی۔ اس کا لوگوں سے کوئی طمع نہ کرتا تھا۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آتے۔ تو اس جگہ بیٹھ جاتے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی طرف متوجہ ہو کر بات کرتے۔ اور تمام لوگ سنتے +

ابن عساکر حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی محبت اور ان کا شکر تمام امت پر واجب ہے۔ اور ایسی ہی حدیث سہل بن سعد سے بھی روایت کی ہے +

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعًا مروی ہے۔ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوا تمام لوگوں کا حساب ہوگا +

فصل

آپ کی فضیلت میں صحابہ اور سلف صالحین کا کلام

بخاری رح حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا "حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمارے سردار ہیں +

بیہقی شعب الایمان میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ اگر حضرت صدیق اکبر کا ایمان تمام اہل ارض کے ایمان کے ساتھ تولا جائے۔ تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ایمان ان سب سے بھاری نکلے +

ابن ابی خیثمہ اور عبداللہ بن احمد زوائد الزہد میں روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سابق الایمان اور سب سے بڑھے ہوئے تھے۔ اور فرمایا۔ کہ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں۔ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سینے کا بال ہوجاؤں۔ (اسکو مسدد نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے) نیز فرمایا۔ کہ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں۔ کہ مجھے جنت میں ایسی جگہ ملے۔ جہاں سے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھتا رہوں۔ (ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر نے اسے روایت کیا ہے)۔ نیز فرمایا۔ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بدن کی خوشبو مشک سے بھی خوشبودار تھی۔ (ابونعیم نے اسے روایت کیا ہے)

ابن عساکر روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق

رضی اللہ عنہ کو کفنایا ہوا دیکھکر فرمایا۔ کہ مجھے کوئی شخص جو اپنے نامہ اعمال لیکر خدا تعالے کو ملا ہے۔ اس کفنوں سے زیادہ عزیز نہیں ✦

ابن عساکر عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ کہ جب کبھی میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے نیکی میں بڑھنے کی کوشش کی ہے۔ وہی مجھ سے سابق رہے ہیں ✦

طبرانی اوسط میں روائیت کرتے ہیں۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اس خدا تعالے کی قسم ہے۔ جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ کہ ہم نے جس نیکی میں سبقت لینی چاہی ہے۔ اس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی سابق رہے ہیں۔ نیز اوسط میں حُجیفہ رضہ سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ میری محبت اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا بغض کسی مومن کے دل میں جمع نہیں ہو سکتا ✦

طبرانی کبیر میں روائیت کرتے ہیں۔ کہ ابو عمرو نے فرمایا۔ تین شخص قریش سے نہائیت خوبصورت خوش خلق اور بہادر ہیں۔ اگر وہ تجھے بات سنائیں۔ تو جھوٹ نہیں بولتے۔ اور تو اُنہیں بات سنائے۔ تو وہ تیری تکذیب نہیں کرتے۔ اور وہ حضرت ابوبکر صدیق۔ ابو عبیدہ بن جراح اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم ہیں ✦

ابن سعد ابراہیم نخعی سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بوجہ رحم دل اور نرم طبیعت ہونے کے اوّاہ[1] کہلاتے تھے ✦ [1] نرم دل ۱۲

ابن عساکر ربیع بن انس سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ پہلے صحیفوں میں لکھا ہوا ہے۔ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مثال بارش کی سی ہے۔ جہاں واقع ہو نفع دیتی ہے ✦

ابن عساکر ربیع بن انس سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ ہم نے تمام انبیاء کے صحابہ میں نظر کی ہے۔ مگر ایسا نبی کوئی نہیں ملا جس کا کوئی صحابی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جیسا ہو۔ نیز زہری سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ایک بڑی فضیلت یہ ہے۔ کہ اُنہوں نے اللہ میں کسی وقت

بھی شک نہیں کیا۔ نیز زبیر بن بکار سے روائیت کی ہے۔ کہ میں نے بعض اہل علم سے سُنا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضؓ سے خطیب حضرت ابوبکر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما ہی ہوئے ہیں۔

اور ابی حصین سے مروی ہے۔ کہ انبیاء اور مرسلین کے بعد حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کوئی افضل نہیں پیدا ہوا۔ چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یوم ردہ کے دن وہ کام کیا جو انبیاء کیا کرتے ہیں۔

فصل

دینوری نے مجالستہ (نام کتاب) میں اور ابن عساکر نے شعبی سے روائیت کی ہے۔ کہ اللہ تبارک وتعالےٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو چار ایسی خصلتوں کے ساتھ خاص کیا ہے جن کے ساتھ کسی آدمی کو بھی خاص نہیں کیا۔ ایک تو ان کا نام صدیق رکھا۔ اور ان کے علاوہ کسی کا نام صدیق نہیں رکھا۔ دوسرے یہ کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار میں رہے۔ تیسرے یہ کہ ہجرت میں بھی آپ کے رفیق تھے۔ چوتھے یہ کہ تمام صحابہ کی موجودگی میں انہیں امامت کا حکم دیا۔

ابن ابی داؤد کتاب المصاحف میں ابوجعفر رضؓ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ حضرت جبرائیل علیہ السلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتیں سُنا کرتے تھے۔ مگر حضرت جبرائیل علیہ السلام انہیں نظر نہیں آتے تھے۔

حاکم ابن مسیب رضؓ سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بمنزلہ وزیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے تمام امور میں مشورہ کیا کرتے تھے۔ اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار۔ یوم بدر کے عریش اور قبر میں ساتھ ہی رہے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو آپ پر مقدم نہیں کیا کرتے تھے۔

فصل

احادیث و آیات اور کلام ائمہ جن سے آپکی خلافت کا اشارہ نکلتا ہے

ترمذی اور حاکم حذیفہ رضہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو لوگ میرے بعد ہونگے۔ انکی پیروی کرنا یعنی حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی۔ اسی حدیث کو طبرانی نے ابو الدرداء سے اور حاکم نے ابن مسعود رضہ سے روایت کیا ہے *

ابو القاسم بغوی سند حسن کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔ کہ عبد اللہ بن عمر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا۔ کہ میرے بعد بارہ خلیفہ ہونگے۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھوڑی مدت ہی میرے بعد دُنیا میں رہینگے۔ اس حدیث کے پہلے حصہ کی صحت پر اجماع ہو چکا ہے۔ اور کئی طریقوں سے روایت کیا گیا ہے۔ چنانچہ شروع کتاب میں اس کی بحث گذر چکی ہے *

صحیحین کی حدیث کہ " آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے چند ایام پہلے خطبہ پڑھا۔ اور فرمایا۔ کہ ایک بندہ کو اللہ تعالےٰ نے مختار کیا ہے " اس کے آخیر میں فرمایا۔ کہ (مسجد کی طرف کے) تمام دروازے سوائے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دروازے کے بند کر دیئے جائیں۔ اور ایک روایت میں یوں ہے۔ کہ مسجد کی طرف کی تمام کھڑکیاں سوائے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کھڑکی کے بند کر دی جائیں " علماء کہتے ہیں کہ اس میں آپ کی خلافت کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ وہ اس دروازے سے نکل کر مسلمانوں کو نماز پڑھائینگے۔

یہی حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ اور اس کے لفظ یہ ہیں " کہ سوائے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دروازے کے مسجد کی طرف آمد و رفت کے سب دروازے بند کر دیئے جائیں "۔ (اسے ابن عدی نے روایت کیا ہے)

یہ حدیث حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے۔ جسے ترمذی وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ اور یہی حدیث زوائد المسند میں ابن عباس رضہ سے بھی مروی ہے اور معاویہ رضہ بن ابی سفیان سے بھی مروی ہے۔ جسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔ اور

انس رضہ سے بھی مروی ہے۔ جسے بزار نے روائیت کیا ہے +

بخاری اور مسلم جبیر بن مطعم سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ ایک عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں (کچھ عرض کرنے کی غرض سے) حاضر ہوئی۔ تو آپ نے اُسے فرمایا۔ کہ پھر آنا۔ اُس نے عرض کیا۔ کہ اگر پھر میں ایسے وقت میں آؤں۔ کہ آپ کو نہ پاؤں۔ (گویا آپ کی وفات کا اشارہ کرتی تھی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر تو مجھے نہ پائے۔ تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آنا۔ (یہ حدیث خلافت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی واضح دلیل ہے۔ مترجم)

حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائیت کی ہے۔ اور اُسے صحیح کہا ہے کہ بنی مصطلق نے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت شریف میں بھیج کر پوچھوایا۔ کہ آپ کے بعد ہم صدقات کسے دیا کریں۔ آپ نے فرمایا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو +

ابن عساکر ابن عباس رضہ سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ ایک عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت شریف میں حاضر ہوئی۔ تو آپ نے اُسے فرمایا۔ کہ پھر آنا۔ اُس نے عرض کیا۔ کہ میں پھر آئی۔ اور آپ نہ ملے۔ (یعنی وفات پا گئے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آنا۔ کیونکہ میرے بعد وہ خلیفہ ہونگے +

مسلم رحہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ مرض الموت میں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اپنے باپ اور بھائی کو بلا۔ کہ میں انہیں ایک وصیت لکھدوں۔ کیونکہ مجھے ڈر ہے۔ کہ کوئی اور خواہش کرنے والا نہ خواہش کرے۔ اور کہے کہ میں اولیٰ ہوں۔ اور اللہ اور مومنین حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سوا انکار کرتے ہیں۔ (یعنی نہیں چاہتے۔ کہ کوئی اور خلیفہ بنے) احمد رحہ نے اسی حدیث کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کئی طرق سے روائیت کیا ہے۔ اور بعض طرق میں یہ الفاظ ہیں۔ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ مرض الموت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا۔ کہ اپنے بھائی عبدالرحمٰن بن ابو بکر رضہ کو بلا۔ کہ میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے لئے وصیت لکھ دوں۔ کہ میرے بعد لوگ آپس میں اختلاف نہ کریں۔ پھر آپ نے فرمایا۔ کہ رہنے دو۔ خدا ایسا نہ کرے۔ کہ مسلمان حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے معاملہ میں اختلاف کریں +

مسلم رح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ان سے پوچھا گیا "اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو خلیفہ مقرر کرنا چاہتے۔ تو کسے خلیفہ بناتے"؟ آپ نے کہا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو۔ پوچھا گیا۔ کہ پھر کسے۔ آپ نے فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو۔ پوچھا گیا۔ کہ پھر کسے۔ آپ نے فرمایا۔ ابوعبیدہ بن جراح کو +

بخاری اور مسلم ابوموسیٰ اشعری سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سخت بیمار ہو گئے۔ تو فرمایا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہو۔ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا۔ کہ وہ بڑے رقیق القلب شخص ہیں۔ جب آپ کی جگہ کھڑے ہونگے۔ تو نماز نہ پڑھا سکینگے۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہدے کہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پھر پہلی بات کا اعادہ کیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہدے۔ کہ لوگوں کو وہ نماز پڑھائے۔ اور تم عورتیں تو یوسف علیہ السلام کے زمانہ کی سی عورتیں ہو۔ پھر یہ پیغام حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو پہونچا۔ تو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں ہی لوگوں کو نماز پڑھائی"۔ یہ حدیث متواتر ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا۔ ابن مسعود۔ ابن عباس ابن عمر۔ عبداللہ بن زمعہ۔ ابن سعید۔ علی بن ابی طالب اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہم سے روائیت کی گئی ہے

بعض طرق میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائیت ہے۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بار بار اس بات کا اعادہ کیا۔ اور کثرتِ اعادہ کی وجہ یہ تھی۔ کہ میرے دل میں یہ بات نہ آتی تھی۔ کہ آپ کے بعد جو شخص آپ کے قائم مقام ہوگا۔ اسے لوگ دوست رکھینگے۔ بلکہ مجھے تو خیال تھا۔ کہ جو شخص آپ کے قائم مقام ہوگا۔ لوگ اس سے ضرور بدفالی لینگے۔ اسلیے میں نے ارادہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اس معاملہ میں اعراض کرلیں"۔ اور ابن زمعہ کی حدیث میں ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس وقت موجود نہ تھے۔ اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ امام بنے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نہیں! نہیں! نہیں! اللہ تعالےٰ اور مسلمان حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

کے سوا ہر ایک شخص سے انکار کرتے ہیں۔ لوگوں کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھائیں ؎" ابن عمرؓ کی حدیث میں ہے۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تکبیر تحریمہ کہی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی تکبیر کا آوازہ سنکر غضبناک ہو کر سر اٹھایا۔ اور فرمایا۔ کہاں ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔

علماء لکھتے ہیں۔ کہ یہ حدیث نہایت واضح طور سے دلالت کرتی ہے۔ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ علی الاطلاق سب صحابہ رضؓ سے افضل تھے۔ اور خلافت کے ان سب سے زیادہ لائق تھے۔ امام اشعری کہتے ہیں۔ کہ یہ بات تو بالبداہت معلوم ہو گئی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام مہاجرین اور انصار کی موجودگی میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کے لئے فرمایا۔ اور یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ کہ لوگوں کو نماز وہ شخص پڑھائے۔ جو قرآن مجید کو ان سب سے زیادہ سمجھ سکتا ہو۔ تو اس سے ثابت ہوا۔ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ قرآن مجید کے سب سے زیادہ عالم تھے۔ اور خود صحابہ رضؓ نے اسی بات سے استدلال کیا تھا۔ کہ آپ خلافت کے سب سے زیادہ لائق ہیں۔ منجملہ ان صحابہ رضؓ کے ایک حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ چنانچہ ہم ان کا قول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیعت کے بیان میں نقل کرینگے۔ اور منجملہ ان صحابہ رضؓ کے ایک حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

ابن عساکرؒ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا۔ کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں اور میں اس وقت حاضر تھا۔ غائب نہیں تھا۔ اور نہ میں مریض تھا۔ تو جس شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے دین کے لئے پسند کیا۔ ہم اسے اپنی دُنیا کے لئے پسند کیا؎" علماء لکھتے ہیں۔ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہی امام ہونے کے قابل مانے جانے لگے تھے۔

احمد اور ابوداؤد وغیرہما سہل بن سعد رضؓ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ بنی عمرو بن عوف میں کچھ تنازعہ سا ہو پڑا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب معلوم ہوا۔ تو آپ ظہر کے بعد ان کے پاس ان میں صلح کرانے کے لئے تشریف لے گئے۔ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرما گئے۔ کہ اگر میں نماز کے وقت تک نہ آؤں

تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو کہنا۔ کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ جب عصر کا وقت آیا۔ تو بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دیکر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام دیدیا جب آپ نے نماز پڑھائی +

ابو بکر شافعی نے غیلانیات میں اور ابن عساکر نے حفصہ رضہ سے روائیت کی ہے۔ کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ کہ جب آپ بیمار ہوتے ہیں۔ تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مقدم کرتے ہیں۔ آپنے فرمایا کہ میں ہی تو انہیں مقدم نہیں کرتا۔ بلکہ اللہ تعالےٰ انہیں مقدم کرتا ہے +

دار قطنی افراد میں اور خطیب اور ابن عساکر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روائیت ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں نے تجھے مقدم کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ سے سوال کیا تھا۔ مگر اس نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی تقدیم کے سواء کسی اور کی تقدیم سے انکار کیا +

ابن سعد حسن رضہ سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ م میں ہمیشہ اپنے آپ کو لوگوں کے عذرات میں پامال دیکھتا رہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تم لوگوں کے راستے میں آؤ گے۔ پھر عرض کیا۔ کہ میں اپنے سینے میں نشان سے دیکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ یہ دو برس ہیں +

ابن عساکر ابو بکرہ رضہ سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ اور اس وقت کچھ لوگ آپ کے سامنے بیٹھے کھا رہے تھے۔ پس آپ نے ایک شخص سے جو سب سے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ دریافت کیا۔ کہ تم جو انبیاء سابقین کی کتب پڑھتے ہو۔ ان میں کیا لکھا ہے؟ اس نے عرض کیا۔ لکھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ صدیق رضہ ہونگے +

ابن عساکر محمد بن زبیر سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ عمر بن عبد العزیز نے مجھے حسن بصری کے پاس بھیجا۔ تاکہ ان سے کچھ باتیں دریافت کروں۔ پس میں نے کہا۔ کہ لوگوں کا جس بات میں اختلاف ہے۔ اس میں میری تشفی کیجئے۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا تھا؟ اس بات کے سننے سے حسن بصری سیدھے ہو بیٹھے۔ اور کہا۔ خدا کرے تیرا باپ نہ رہے۔ کیا یہ بات بھی معرض شک میں ہے۔ اس خدا کی قسم ہے۔ جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ کہ بیشک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خلیفہ بنایا تھا۔

اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اللہ تعالےٰ کو سب سے زیادہ جانتے تھے۔ اور سب سے بڑھکر متقی اور پرہیزگار تھے۔ اور وہ خدا تعالےٰ سے اسقدر خائف تھے۔ کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ فرماتے۔ تو خلیفہ بننے پر مرنے کو ترجیح دیتے ٭

ابن عدی ابوبکر بن عیاش سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک دن ان سے رشید نے کہا۔ اے ابا بکر! لوگوں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو کیسے خلیفہ بنالیا میں نے کہا۔ اے امیر المومنین خدا تعالےٰ ابھی خاموش رہا۔ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی خاموش رہے۔ اور مومن بھی خاموش رہے۔ رشید نے کہا۔ سبحان اللہ تو نے تو اس بات سے مجھے اور شبہ میں ڈالدیا ہے۔ اسپر ابوبکر عیاش نے کہا۔ اے امیر المومنین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آٹھ روز بیمار رہے ہیں۔ ان ایام میں جب بلال رضی اللہ عنہ آکر عرض کرتے۔ کہ یا رسول اللہ! لوگوں کو نماز کون پڑھائے تو آپ فرماتے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہو۔ کہ نماز پڑھائے۔ اس طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو آٹھ روز تک نماز پڑھاتے رہے۔ اور ان دنوں وحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر برابر نازل ہوتی تھی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالےٰ کے خاموش رہنے کے باعث خاموش رہے۔ اور مومن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاموشی کے باعث خاموش رہے۔ رشید کو یہ جواب نہائیت اچھا معلوم ہوا۔ اور کہا۔ کہ خدا تعالےٰ تجھے برکت دے ٭

علماء کی ایک جماعت نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت قرآن مجید سے مستنبط کی ہے۔ چنانچہ بیہقی رحسن بصری رضہ سے آیت يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَن يَرْتَدَّ مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ کی تفسیر میں روایت کرتے ہیں۔ کہ قوم سے مراد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب ہیں۔ کیونکہ جبکہ عرب کے قبائل مرتد ہوگئے تھے۔ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب نے ہی ان سے جنگ کیا۔ اور انہیں اسلام کی طرف واپس لائے ٭

ابن ابی حاتم جویبر سے آیت قُل لِّلْمُخَلَّفِينَ مِنَ الْأَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ إِلَىٰ قَوْمٍ أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ کی تفسیر میں روایت کرتے ہیں۔ کہ اس سے مراد بنو حنیفہ ہیں۔ ابن ابی حاتم اور ابن قتیبہ کہتے ہیں۔ کہ یہ آیت خلافت صدیق رضی اللہ عنہ کی دلیل ہے۔ کیونکہ انہوں نے ہی ان کے قتال کی طرف لوگوں کو بلایا تھا۔

شیخ ابوالحسن اشعری فرماتے ہیں۔ کہ میں نے ابوالعباس بن شریح کو کہتے سنا ہے۔ کہ قرآن شریف سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت اس آئیت سے ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ اہل علم کا اجماع ہے۔ کہ اس آئیت کے نازل ہونے کے بعد سوائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لوگوں کو اہل ردہ کے جنگ کے لئے بلانے کے۔ اور کوئی جنگ نہ ہوا جس میں لوگوں کو بلایا گیا ہو۔ تو یہ آئیت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے وجوب اور ان کی طاعت کے فرض ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے خبر دی ہے۔ کہ اس جنگ سے منہ پھیرنے والے اور نہ جانے والے کو سخت عذاب دیا جائیگا۔

ابن کثیر لکھتے ہیں۔ کہ جن لوگوں نے قوم سے مراد اہل فارس اور اہل روم لئے ہیں۔ (تو ان کی تفسیر پر بھی یہ آئیت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر ہی چسپاں ہوتی ہے) کیونکہ اہل فارس اور اہل روم کی طرف انہوں نے ہی لشکر روانہ کیا تھا۔ اور پوری فتح ان کی حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے ہاتھ سے ہوئی۔ اور وہ دونوں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فرع تھے +

اور خداوند تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ الآیۃ۔ ابن کثیر اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ یہ آئیت بھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر منطبق ہے +

ابن ابی حاتم اپنی تفسیر میں عبدالرحمٰن بن عبدالحمید مہدی سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے کہا۔ کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی خلافت قرآن مجید سے ثابت ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ الآیۃ

خطیب ابوبکر بن عیاش سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے کہا۔ کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہونا قرآن مجید سے ثابت ہے۔ چنانچہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ سے اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ تک۔ پس جن لوگوں کو اللہ تعالےٰ نے صادق کے لقب سے موسوم کیا ہے۔ وہ جھوٹ کیسے بول سکتے ہیں۔ اور انہوں نے ہی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو کہا تھا۔ یا خلیفۃ رسول اللہ۔ ابن کثیر کہتے ہیں۔ کہ یہ استنباط نہائیت لطیف اور عمدہ ہے +

بیہقی زعفرانی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے سُنا ہے۔ کہ فرماتے تھے۔ لوگوں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اجماع کیا ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگ مضطر ہوئے۔ کہ کسی کو خلیفہ بنائیں۔ اور انہوں نے آسمان کے نیچے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بہتر کسی آدمی کو نہ پایا۔ تو ان کو اپنی گردنوں کا مالک یعنی حاکم و والی بنالیا ✦

اسد السنتہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فضائل میں معویہ بن قرہ سے روائیت کی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضہ کو اِس بات میں ذرا بھی شک نہیں تھا۔ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہیں۔ اور وہ اُنہیں خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لقب سے ہی پکارا کرتے تھے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ وہ کبھی خطا اور گمراہی پر مجتمع نہیں ہو سکتے ✦

حاکم ابن مسعود رضہ سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے کہا۔ جس بات کو مسلمان اچھا خیال کریں۔ وہ خدائے تعالےٰ کے ہاں بھی اچھی ہوتی ہے۔ اور جس بات کو مسلمان بُرا خیال کریں۔ وہ خدا تعالےٰ کے نزدیک بھی بُری ہوتی ہے اور (حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت بھی ایسی ہی ہے) کہ تمام صحابہ رضہ نے اُنہیں خلیفہ بنانا اچھا سمجھا تھا ✦

حاکم اور ذہبی مرۃ الطیب سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ابوسفیان بن حرب (ایک دن) حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پاس آئے۔ اور کہا۔ کہ امرِ خلافت قریش کے بے یار و مددگار اور ذلیل ترین شخص (یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ) میں کیوں گیا ہے؟ اگر تم چاہتے۔ تو میں اس پر گھوڑے اور پیادے لا جمع کرتا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہا۔ کہ تم ہمیشہ اسلام اور اہلِ اسلام کے دشمن ہی رہے۔ ابوسفیان! یہہ باتیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو ضرر نہیں پہونچا سکتیں۔ (بخدا) ہم نے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلافت کے لائق پایا ہے ✦

فصل

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیعت

بخاری اور مسلم روایت کرتے ہیں۔ کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حج سے واپس آتے وقت لوگوں کو خطبہ سنایا۔ اور اثنائے خطبہ میں فرمایا۔ کہ مجھے خبر ملی ہے۔ کہ تم سے فلاں شخص کہتا ہے۔ کہ اگر عمر رضی اللہ عنہ فوت ہوگا۔ تو میں فلاں شخص سے بیعت کرونگا۔ وہ شخص اس بات پر نہ بھولے۔ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیعت بے سوچے سمجھے اور اچانک ہوئی تھی۔ اگرچہ حقیقت میں یہ بات اسی طرح ہے۔ لیکن (اس سے) اللہ تعالےٰ نے لوگوں کو خلافت کے فتنہ وفساد سے بچالیا۔ اور آج تم میں کوئی ایسا شخص موجود نہیں۔ کہ اس کی طرف حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی طرح گردنیں بلند ہوں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی ہے۔ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم سب سے افضل تھے۔ علی رضؓ اور زبیر اور ان کے ساتھی بے شک فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں بیٹھ رہے تھے اور تمام انصار الگ سقیفہ بنی ساعدہ میں بیٹھ رہے تھے۔ اور مہاجرین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہوئے۔ تو میں نے کہا۔ اے ابوبکر رضؓ! آپ ہمارے ساتھ انصار تک چلئے۔ پس ہم ان کا قصد کرتے ہوئے اٹھے راستے میں ہمیں دو نیک شخص ملے۔ انہوں نے ہم سے لوگوں کا حال بیان کر کے کہا۔ کہ اے معشر مہاجرین تم کہاں جانا چاہتے ہو؟ میں نے کہا ہم اپنے بھائیوں انصار کے پاس جانا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا۔ تمہیں لازم ہے۔ کہ ان کے پاس نہ جاؤ۔ اور اپنا کام پورا کرو۔ میں نے کہا۔ بخدا ہم تو اُن کے پاس ضرور جائینگے۔ غرضیکہ ہم چلے۔ اور ان کے پاس سقیفہ بنی ساعدہ میں پہونچے۔ دیکھا کہ انصار سب وہیں جمع تھے۔ ایک شخص ان کے درمیان چادر اوڑھے بیٹھا تھا۔ میں نے کہا یہ کون ہے؟ کہنے لگے۔ سعد بن عبادہ۔ میں نے کہا ان کا کیا حال ہے؟ کہنے لگے۔ درد میں مبتلا ہیں"۔ جب ہم بیٹھ گئے۔ تو ان سے ایک خطیب کھڑا ہوا۔ اور خدا کی حمد وثنا کے بعد کہا۔ اما بعد۔ ہم اللہ کے مددگار اور اسلام کا لشکر ہیں۔ اے مہاجرین تم ہم میں سے ایک گروہ ہو۔ اب تم خفیہ طور سے یہ ارادہ کرتے ہو

کہ ہمارے اصل سے ہمیں قطع کردو۔ اور امر خلافت سے ہمیں روکدو۔ جب یہ بات کہکر وہ خاموش ہوا۔ تو میں نے ارادہ کیا۔ کہ اُٹھکر کچھ کہوں۔ اسی اثناء میں ایک گفتگو اپنے دل میں سوچی تھی۔ جو مجھے بہت اچھی معلوم ہوتی تھی۔ اور میں چاہتا تھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے اسے بیان کروں۔ اور اس بات کے لئے میں کچھ پوشیدہ تیاری کر رہا تھا۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ چونکہ مجھ سے زیادہ حکیم اور صاحب وقار تھے۔ اُنہوں نے میری یہ تیاری دیکھکر کہا: "اسی ہیئت پر بیٹھے رہو"۔ میں نے انہیں ناراض کرنا مناسب نہ سمجھا۔ (اور بیٹھ رہا) کیونکہ وہ مجھ سے زیادہ جانتے تھے۔" بخدا وہ جب اُٹھکر کھڑے ہوتے تو اُنہوں نے اپنے فی البدیہہ لیکچر میں کوئی بات ایسی نہ چھوڑی۔ جو مجھے پسند تھی (یعنی وہ سب باتیں بیان کردیں) بلکہ اُنہیں نہائت اچھی طرح سے ادا کیا۔ حتٰی کہ آپ خاموش ہوئے۔ چنانچہ آپ نے حمد و ثنا کے بعد کہا۔ اما بعد۔ خلافت کا کارِ خیر جس کا تم نے ذکر کیا ہے۔ بیشک تم اس کے اہل اور لائق ہو۔ مگر اہل عرب اس بات کو قریش کے لئے ہی پسند کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ نسب اور گھر کے لحاظ سے اوسط العرب ہیں۔ میں تمہارے لئے ان دو شخصوں سے ایک کو پسند کرتا ہوں۔ یہ کہکر اُنہوں نے میرا (عمر رضی اللہ عنہ) اور ابو عبیدہ کا ہاتھ پکڑا۔ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) کہ اس کلمہ کے سواء جو بات آپ نے کہی۔ وہ مجھے بُری نہ لگی۔ (یعنی آپ کا یہ کہنا کہ عمر رضی اللہ عنہ اور ابو عبیدہ سے کسی کو امیر بنالو۔ مجھے اچھا نہ معلوم ہوا) اور بخدا مجھے اس بات سے کہ میں اس قوم پر امیر بنوں جس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ موجود ہوں۔ اس بات سے زیادہ پسند تھا کہ میری گردن ماردی جاتی۔ اور یہ بے ادبی مجھ سے سرزد نہ ہوتی۔ اسپر انصار میں سے ایک کہنے والے نے کہا۔ اے گروہِ قریش میری رائے اور تدبیر سے شفا حاصل ہوگی۔ ایک امیر ہم سے ہو۔ اور ایک تم سے۔ اس پر ہر طرف سے شور و غوغا اٹھا حتٰی کہ میں ڈرا کہ کہیں فساد نہ ہو جائے۔ یہ سوچکر میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا۔ کہ اپنا ہاتھ بڑھائیے۔ جب اُنہوں نے اپنا ہاتھ بڑھایا۔ تو میں نے آپ سے بیعت کی۔ اور تمام مہاجرین نے بیعت کی۔ پھر تمام انصار نے بھی بیعت کی۔ بخدا ہم جس امر کے لئے حاضر ہوئے تھے۔ اس میں ہم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت سے زیادہ موافق کوئی بات نہ دیکھی۔ ہمیں اندیشہ تھا۔ کہ اگر ہم چلے گئے۔ اور کسی کی

بیعت نہ ہوئی۔ تو ہمارے بعد وہ کسی اور کی بیعت نہ کرلیں۔ تو اس صورت میں ہمیں یا تو ایسے شخص کی بیعت کرنی پڑیگی جسے ہم پسند نہیں کرتے۔ اور یا ہم ان سے اختلاف کرینگے۔ تو اسمیں فساد ہوگا ؛

نسائی۔ ابو یعلیٰ اور حاکم ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی۔ تو انصار نے کہا۔ کہ ایک امیر ہم سے ہو۔ اور ایک امیر تم سے ہو۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اُن کے پاس آئے۔ اور کہا۔ آے گروہِ انصار تم نہیں جانتے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا۔ کہ تم لوگوں کے امام بنو۔ پس تم میں سے کون شخص اس بات کو پسند کرتا ہے۔ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر مقدم ہو۔ انصار رضہ نے کہا۔ نعوذ باللہ ہم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کس طرح مقدم ہو سکتے ہیں ؛

ابن سعد۔ حاکم اور بیہقی ابو سعید خدری رضہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی۔ تو لوگ سعد بن عبادہ رضہ کے گھر میں جمع ہوئے۔ اور ان میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ پس خطباءِ انصار کھڑے ہوئے۔ اور ان سے ایک نے کہا۔ اے گروہِ مہاجرین: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تم سے کسی شخص کو عامل مقرر فرماتے تھے۔ تو ہم سے بھی ایک شخص کو اس کے ساتھ ملاتے تھے۔ اس لئے ہم چاہتے ہیں۔ کہ اس امرِ خلافت کے دو شخص متولی ہوں۔ ایک ہم میں سے اور ایک تم میں سے۔ (اس بات کا کہنا تھا) کہ تمام انصار نے یکے بعد دیگرے اس بات کی تائید کی۔ اس پر زید بن ثابت نے کھڑے ہو کر کہا۔ تمہیں معلوم ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین سے تھے۔ تو آپ کا خلیفہ بھی مہاجرین سے ہونا چاہئے۔ ہم تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انصار و مددگار تھے۔ اور اب آپ کے خلیفہ کے بھی انصار و مددگار رہینگے۔ پھر اُنہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔ یہ تمہارا صاحب ہے۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کی بیعت کی۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھے۔ اور لوگوں کی طرف دیکھا۔ تو ان میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو نہ پایا۔ پس انکو بلوا کر کہا۔ کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی ہو کر چاہتے ہو۔ کہ مسلمانوں کی جماعت کو پراگندہ کرو۔ اُنہوں نے کہا۔ اے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے سرزنش نہ

کیجئے - پھر انہوں نے آپ سے بیعت کرلی - اس کے بعد پھر آپ نے لوگوں کی طرف دیکھا - تو اُن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نہ پایا - تو انہیں بلوا کر کہا - کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی اور اون کے داماد ہو کر یہ چاہتے ہو - کہ مسلمانوں کی جماعت کو پراگندہ کرو - اُنہوں نے کہا - اے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے سرزنش نہ کیجئے - پھر انہوں نے بیعت کرلی *

ابن اسحاق سیرۃ میں بسندہ انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں - کہ جب سقیفہ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت ہوگئی - تو اگلے روز آپ منبر پر بیٹھے - تو پیشتر اس کے کہ آپ کچھ کہیں - حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر حمد و ثناء کے بعد کہا - کہ اللہ تعالے نے تمہیں امر خلافت میں بہتر بن شخص پر مجتمع کر دیا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحب اور غار میں ثانی اثنین تھے - تمہیں چاہئے - کہ اُٹھکر اُن کی بیعت کرو - تو بیعت بنی سقیفہ کے بعد اسدن آپ سے بیعت عامہ کی گئی - اس کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے - اور اللہ کی حمد و ثناء کے بعد کہا - اے لوگو ! میں تم پر امیر اور حاکم بنایا گیا ہوں - اور میں تم میں سے بہتر نہیں ہوں - اگر میں اچھا کام کروں - تو میری مدد کرو - اور اگر کوئی برائی مجھ سے سرزد ہو - تو مجھے سیدھا کر دو - صدق امانت ہے - اور کذب خیانت ہے - تم میں سے ضعیف میرے نزدیک قوی ہے - حتی کہ میں اس کا حق اُسے واپس دلاؤنگا - اور تم میں سے قوی شخص میرے نزدیک ضعیف ہے حتی کہ انشاء اللہ میں اُس سے حق لونگا - جو قوم جہاد فی سبیل اللہ کو ترک کرتی ہے خداوند تعالے انہیں ذلت کے گڑھے میں پھینکتا ہے - اور جب کبھی کسی قوم میں فحش باتیں رواج پاتی ہیں - تو وہ سب کے سب مصیبت میں گرفتار ہوتے ہیں جب تک میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کرتا رہوں - تب تک تم میری اطاعت کرتے رہو - اور جب میں اللہ تعالے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کروں تو تمہیں میری اطاعت لازم نہیں - خدا تعالے تم پر رحم کرے - اب نماز پڑھنے کے لئے تیار ہو جاؤ *

موسیٰ بن عقبہ نے اپنی کتاب مغازی میں اور حاکم نے مستدرک میں عبدالرحمن بن عوف سے روایت کی ہے - کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ میں فرمایا - سجدا - مجھے کبھی بھی امارت کی حرص نہیں تھی - اور نہ مجھے اسمیں رغبت

تھی۔ اور نہ کبھی ظاہر و پوشیدہ میں میں نے اللہ تعالےٰ اسکا سوال ہی کیا ہے۔ میں تو صرف فتنے سے ڈرا ہوں۔ (اور اسے اختیار کیا ہے) نہ ہی مجھے اس امارت میں کوئی راحت ہے۔ میں ایسے امر عظیم پر مامور ہوا ہوں۔ جسے انجام دینے کی مجھ میں طاقت وقوت نہیں۔ مگر خداوند تعالےٰ کی تائید ہی شاملِ حال چاہئے۔ اسپر حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا۔ کہ ہم کو ناراضگی تو اس امر کی ہے۔ کہ ہم مشورہ میں شریک نہیں ہوئے۔ ورنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو ہم خلافت کا سب سے زیادہ حقدار سمجھتے ہیں۔ اور وہ صاحب غار ہیں اور ہم اُن کی بزرگی اور مرتبہ کو بخوبی جانتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں انہیں لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا +

ابن سعد۔ ابراہیم تیمی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا ہاتھ بڑھائیے۔ کہ میں آپ سے بیعت کروں۔ کیونکہ بفرمودۂ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم آپ اس اُمت کے امین ہیں۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب سے تم اسلام لائے ہو۔ اس بات کے سوا میں نے تم سے کوئی کم عقلی کی بات نہیں دیکھی۔ کیا تم میری بیعت کرتے ہو۔ حالانکہ تم میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور ثانی اثنین موجود ہیں +

ابن سعد محمد (بن ابی بکر) سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو کہا۔ ہاتھ بڑھائیے۔ کہ میں آپ سے بیعت کرلوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ آپ مجھ سے افضل ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ تم مجھ سے اقویٰ ہو۔ اور اس بات کو مکرر کہا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ میری قوت آپ کے فضل سے ہی ہے۔ اور یہ کہکر آپ سے بیعت کرلی

احمد۔ حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی۔ اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مدینہ کے کسی مقام میں تھے۔ خبر وفات سنکر آئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک کھولکر بوسہ دیا۔ اور کہا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ زندگی اور وفات دونوں حالتوں میں کیسے پاکیزہ ہیں۔ بخدا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا۔

راوی کہتا ہے کہ اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ دونوں اکٹھے چلے۔ اور انصار کے پاس آئے۔ پس پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کلام شروع کیا۔ اور انصار کی شان میں جو کچھ قرآن مجید میں نازل ہوا تھا۔ اور جو کچھ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ وہ سب کچھ ذکر کیا۔ پھر فرمایا۔ تم جانتے ہو۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اگر لوگ ایک راستے میں چلیں۔ اور انصار دوسرے راستہ میں چلیں۔ تو میں انصار کے راستے پر ہی چلوں گا۔ (پھر کہا) اے سعد! تم جانتے ہو۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ اور اس وقت تم بھی بیٹھے سن رہے تھے۔ کہ اس امر یعنی خلافت کے قریش ہی والی ہیں۔ نیک لوگ ان کے نیکوں کے تابع ہونگے۔ اور بُرے اُن کے بُروں کے تابع ہونگے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ آپ نے سچ فرمایا۔ ہم وزیر ہیں۔ اور آپ امیر۔

ابن عساکر ابوسعید خدری رضہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیعت کی گئی۔ تو آپ نے لوگوں کو کچھ منقبض خاطر پاکر فرمایا۔ اے لوگو! تمہارا کیا حال ہے؟ (کہ منقبض سے نظر آتے ہو۔) کیا میں اس امر کا تم سب سے زیادہ حقدار نہیں ہوں۔ کیا میں سب سے پہلے اسلام نہیں لایا۔ کیا میں ایسا اور ایسا نہیں ہوں۔ اور اپنے فضائل ذکر کئے ✦

احمد رافع طائی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ مجھ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیعت کا تمام قصہ اور جو کچھ انصار نے کہا تھا۔ وہ بھی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول بھی سنایا۔ اور فرمایا۔ پھر انہوں نے مجھ سے بیعت کرلی۔ اور میں نے اُسے قبول کرلیا۔ اور میں نے یہ بات اس خوف سے کی۔ کہ شائد فتنہ و فساد برپا ہو جائے۔ اور بعد ازاں لوگ مرتد ہو جائیں ✦

ابن اسحاق اور ابن عابد اپنی کتاب مغازی میں رافع طائی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ اُنہوں نے ایک دن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا۔ کہ آپ تو مجھے صرف دو شخصوں پر امیر بننے سے بھی منع فرمایا کرتے تھے۔ اب آپ کو کس بات نے لوگوں کا امیر بننے پر مجبور کیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میں نے اس کے سوائے کوئی چارہ نہیں دیکھا۔ اور میں ڈرا کہ اُمت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تفرقہ نہ پڑ جائے ✦

احمد قیس بن ابی حازم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی وفات سے ایک ماہ بعد کا ذکر ہے۔ کہ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ کہ آپ نے اپنا تمام حال بیان فرمایا۔ اور پھر لوگوں میں آواز دی گئی۔ کہ (اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ) یعنی اس نماز میں سب حاضر ہوں۔ جب سب لوگ جمع ہوئے تو آپ نے منبر پر چڑھ کر فرمایا۔ اے لوگو! میں چاہتا ہوں۔ اس امرِ خلافت کا کوئی اور کفیل ہو جائے۔ اور اگر تم مجھے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر چلنے کا مواخذہ کرو۔ تو مجھے اس کی طاقت نہیں۔ کیونکہ آپ تو وساوسِ شیطان سے محفوظ اور معصوم تھے۔ اور آپ پر آسمان سے وحی نازل ہوتی تھی۔ (اور میں ایسا ہوں نہیں)

ابن سعد حسن بصری رحمۃ سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیعت کی گئی۔ تو آپ نے بطور خطیب کھڑے ہو کر فرمایا۔ کہ مجھے اس امرِ خلافت کا والی بنایا گیا ہے۔ حالانکہ میں اسے پسند نہیں کرتا۔ بخدا میں چاہتا ہوں۔ کہ تم میں سے کوئی اسے سنبھال لے۔ آگاہ ہو جاؤ۔ کہ اگر تم مجھے اس بات کی تکلیف دو۔ کہ میں تم سے اس طرح برتاؤ کروں۔ جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے۔ (تو یہ محال ہے) کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالےٰ نے وَحِیٌ مِّنَ السَّمَاءِ سے معزز فرمایا تھا۔ ایک روائیت میں ہے۔ کہ پھر آپ نے فرمایا۔ کہ میں بھی تم جیسا آدمی ہوں۔ اور تم میں سے کسی سے بھی افضل نہیں ہوں۔ پس تم مجھے نگاہ رکھو۔ اور جب دیکھو۔ کہ میں سیدھا چلتا ہوں تو میری تابعداری کرو۔ اور جب دیکھو۔ کہ میں حق سے بھٹک گیا ہوں۔ تو مجھے سیدھا کرو۔ اور راہِ راست پر لاؤ۔ آگاہ رہو۔ کہ میرے ساتھ بھی ایک شیطان ہے۔ جو بھٹکانے کے لئے میرے سامنے آتا ہے۔ جب تم مجھے غضبناک دیکھو۔ تو مجھ سے اجتناب کرو۔ میرا اثر تمہارے ظاہر اور باطن میں نہ پڑے +

ابن سعد اور خطیب عروہ سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے۔ تو آپ نے کھڑے ہو کر پہلے خدائیتعالےٰ کی حمد وثنا کی۔ اور پھر فرمایا امّا بعد۔ میں تمہارے امر کا والی بنایا گیا ہوں۔ حالانکہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں۔ لیکن قرآن شریف نازل ہو چکا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سیدھا رستہ بتا دیا ہے۔ اور پھر ہمیں وہ سکھلا بھی دیا ہے۔ پس اے لوگو! تم جان لو۔ کہ نہائیت زیرک اور دانا شخص پرہیزگار ہے۔

اور نہائت عاجز شخص فاجر اور گنہگار ہے ۔ اور تم میں سے نہائت قوی شخص میرے نزدیک ضعیف ہے ۔ حتیٰ کہ حق کے بدلے میں اُسے گرفت کرونگا ۔ اور تم میں سے ضعیف شخص میرے نزدیک قوی ہے ۔ حتیٰ کہ میں اُسکو اُس کا حق دلواؤنگا ۔ اے لوگو ! میں تو متبع ہوں ۔ مبتدع نہیں ۔ جب میں کوئی اچھی بات کروں ۔ تو میری مدد کرو ۔ اور اگر میں کجی اختیار کروں ۔ تو مجھے سیدھا کرو ۔ میں اپنا یہ قول کہتا ہوں ۔ اور اللہ تعالےٰ سے تمہارے اور اپنے لئے بخشش طلب کرتا ہوں "۔ امام مالک کہتے ہیں ۔ کہ سوائے اس شرط کے کوئی شخص کبھی بھی امام نہیں ہوسکتا +

حاکم مستدرک میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائیت کرتے ہیں ۔ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی ۔ تو تمام شہر کانپ اُٹھا ۔ ابوقحافہ رضی اللہ عنہ نے بھی اس بات کو سُنا ۔ اور کہا ۔ یہ کیا معاملہ ہے ؟ لوگوں نے کہا ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے ہیں ۔ آپ نے کہا ۔ کہ یہ تو ایک امر عظیم واقعہ ہوا ۔ آپ کے بعد کون جانشین ہوا ہے ؟ لوگوں نے کہا ۔ آپ کے بیٹے (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) آپ نے کہا ۔ کیا بنوعبدمناف اور بنومغیرہ اس بات سے راضی ہو گئے ہیں ؟ لوگوں نے کہا ۔ ہاں ۔ آپ کہا ۔ کہ جسے وہ بلند کریں ۔ اُسے کوئی پست نہیں کرسکتا ۔ اور جسے وہ پست کریں ۔ اُسے کوئی بلند نہیں کرسکتا +

واقدی ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ابن عمر اور سعید بن مسیب وغیرہم سے روائیت کرتے ہیں ۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے روز یعنی ۱۲ ربیع الاوّل بروز دوشنبہ ۱۱ھ ہجری کو لوگوں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بیعت کی +

طبرانی اوسط میں ابن عمر رضہ سے روائیت کرتے ہیں ۔ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ تا وفات کبھی منبر پر اس جگہ نہیں بیٹھے جس جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوس فرمایا کرتے تھے ۔ اور نہ ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ تا وفات منبر کی اُس جگہ پر بیٹھے جس جگہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بیٹھا کرتے تھے ۔ اور نہ ہی حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ تا وفات حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی جگہ پر بیٹھے +

فصل

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت کے واقعات

یعنی

جیش اسامہ کی روانگی۔ اہل ردہ۔ مانعین زکوٰۃ اور مسیلمہ کذاب سے جنگ کرنے اور جمع قرآن وغیرہ امور کبار کا ذکر:۔

اسماعیلی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی۔ تو عرب کے کئی ایک قبائل مرتد ہو گئے۔ اور کہنے لگے۔ کہ ہم نماز تو پڑھتے ہیں۔ مگر زکوٰۃ ادا نہیں کرتے۔ یہ بات سنکر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ اور عرض کیا۔ کہ اے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے تالیف قلوب اور نرمی سے کام لیجئے۔ کیونکہ وہ بمنزلہ وحشی کے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ میں تو خیال کرتا تھا۔ کہ تم میری مدد کرو گے۔ مگر تم نے تو مجھے بے مدد چھوڑ دیا۔ جاہلیت میں تو اس قدر سخت تھے۔ اور اسلام میں اسقدر سست ہو گئے ہو۔ آخر میں ان کی تالیف قلوب کس طریقے سے کروں۔ کیا میں انہیں جھوٹے اور گھڑے ہوئے شعر سناؤں۔ یا سحر مفتری سے انہیں رام بناؤں۔ افسوس! آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات پا گئے۔ اور وحی منقطع ہو گئی۔ بخدا میں ان سے اسوقت تک لڑتا رہونگا۔ جب تک تلوار میرے ہاتھ میں ہے۔ اگرچہ وہ مجھے ایک اونٹ کی رسی ہی کیوں نہ دیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ اس بات میں میں نے آپ کو اپنے آپ سے زیادہ پختہ ارادے والا پایا۔ اور آپ نے لوگوں کو اس طرح ادب سکھایا۔ کہ جب میں خلیفہ ہوا۔ تو مجھے اُن کی اصلاح کے لئے بہت کم تکلیف اٹھانے کی ضرورت پڑی۔

ابوالقاسم بغوی اور ابوبکر شافعی اپنے فوائد میں اور ابن عساکر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی۔ تو نفاق نے ہر طرف سے سر بلند کیا۔ اور بہت سے قبائل مرتد ہو گئے۔ اور

انصار بھی (مہاجرین سے) الگ ہو گئے۔ اسوقت مصیبت جو میرے باپ پر نازل ہوئی تھی۔ اگر بلند اور مضبوط پہاڑوں پر نازل ہوتی۔ تو انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی جس کسی بات میں اختلاف ہُوا۔ میرے والد ہی اس میں سب سے فائدہ میں رہے چنانچہ پہلے صحابہ رضہ نے کہا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہاں دفن کئے جائیں اور کسی کو بھی اس بات کا علم نہیں تھا۔ مگر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے۔ کہ فرماتے تھے۔ "نبی وہیں دفن ہوتا ہے۔ جہاں وفات پائے" اس کے بعد پھر آپ کی میراث میں اختلاف ہُوا۔ تو اسکی بابت بھی کسی کو علم نہ تھا۔ مگر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے۔ کہ فرماتے تھے۔ "ہم انبیاء کے گروہ کا کوئی وارث نہیں ہوتا۔ ہم جو کچھ چھوڑ مریں۔ وہ صدقہ ہوتا ہے۔"

بعض علماء لکھتے ہیں۔ کہ یہ پہلا اختلاف ہے۔ جو صحابہ میں واقع ہوا بعض تو کہنے لگے۔ کہ ہم آپ کو مکہ میں دفن کرینگے۔ جہاں آپ پیدا ہوئے تھے۔ اور بعض کہنے لگے۔ کہ ہم آپ کو مسجد میں دفن کرینگے۔ اور بعض نے کہا۔ کہ جنت البقیع میں دفن کرینگے۔ اور بعض نے کہا بیت المقدس میں دفن کرینگے۔ جو تمام انبیاء عہ کا مدفن ہے۔ اس طرح صحابہ رضہ اختلاف کرتے رہے۔ حتیٰ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں یہ حدیث سُنائی۔

ابن زنجویہ کہتے ہیں۔ کہ یہ ایسی حدیث ہے جس روایت کا شرف مہاجرین والنصار سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی کو ملا ہے۔ اور اس بارے میں سب نے آپ ہی کی طرف رجوع کیا۔

بیہقی اور ابن عساکر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اس خدائے برحق کی قسم ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ نہ بنتے۔ تو اللہ تعالے کی کوئی عبادت نہ کرتا۔ پھر اسی بات کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے دو تین دفعہ دُہرایا۔ اسپر انہیں کہا گیا۔ اے ابوہریرہ یہ بات کیسے ہوئی؟ آپ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ بن زید کو سات سو سوار دیکر شام کی طرف روانہ کیا تھا۔ جب وہ ذی خشب میں پہونچے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی۔ اور مدینہ کے اِرد گرد تمام قبائل عرب مرتد ہو گئے۔ اس پر تمام اصحاب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

کے پاس جمع ہوئے۔ اور کہا۔ لشکر کو واپس بلا لیجئے۔ مدینہ کے گرد ونواح کے لوگ مرتد ہو جائیں۔ اور لشکر روم کو روانہ کیا جائے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اُس خدا تعالےٰ کی قسم ہے جس کے سوائے کوئی معبود نہیں۔ اگر کتے ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں تک بھی آ جائیں۔ تو میں اُس لشکر کو واپس نہیں بلا سکتا جسے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خود روانہ کیا ہے۔ اور نہ میں اس جھنڈے کی گرہ کو کھول سکتا ہوں۔ اس کے بعد آپ نے اسامہ کو آگے کوچ کرنے کا حکم دیا۔ پس جب یہ لشکر کسی ایسے قبیلے کے پاس سے گذرتا۔ جو مرتد ہونا چاہتے تھے۔ تو وہ لوگ آپس میں کہتے۔ کہ اگر ان لوگوں کے پاس قوت و بل نہ ہوتا۔ تو ایسے نازک وقت میں یہ لشکر ان کے پاس سے علیحدہ نہ ہوتا۔ روم سے جنگ ہونے تک انہیں کچھ نہ کہو۔ جب مسلمانوں نے رومیوں کو شکست دی۔ اور صحیح وسالم واپس آگئے۔ تو وہ لوگ اسلام پر ثابت رہے +

عروہ سے مروی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مرض الموت میں فرمایا۔ کہ جیش اسامہ کو روانہ کرو۔ جب یہ لشکر مقام جرف میں پہونچا تو اسامہ کی بیوی فاطمہ بنت قیس نے ایک آدمی کو بھیجکر کہلا بھیجا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ بیمار ہو گئے ہیں۔ اسلئے جلدی نہ کرو۔ یہ سُنکر وہ وہیں ٹھیر ہو گئے۔ حتیٰ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی۔ یہ سُنکر اسامہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا کہ جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے روانہ کیا تھا۔ اسوقت کچھ اور حالت تھی۔ اور اب مجھے خوف ہے۔ کہ کہیں عرب مرتد نہ ہو جائیں۔ کیونکہ اگر یہ مرتد ہو گئے۔ تو سب سے پہلے ان سے ہی جنگ کیا جائیگا۔ اور اگر یہ لوگ اسلام پر ثابت رہے۔ تو میں روانہ ہو جاؤنگا۔ کیونکہ میرے ساتھ بڑے بڑے بہادر اور جوانمرد آدمی ہیں۔ یہ سُنکر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا۔ اور فرمایا۔ بخدا اگر کوئی جانور مجھے اچک لے۔ تو یہ بات مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے۔ کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے پہلے کوئی اور بات شروع کروں۔ یہ کہکر آپ نے اسامہ کو روانہ کیا۔

ذہبی کہتے ہیں۔ کہ جب گرد ونواح میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات مشہور ہوئی۔ تو عرب کے بہت سے قبائل اسلام سے پھر گئے۔ اور زکوٰۃ

دینے سے منکر ہوئے۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان سے جنگ کرنے کے لئے تیار ہوئے۔ مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ صحابہ رضہ نے کہا۔ کہ ان سے جنگ کرنے میں آپ ذرا توقف فرمائیے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا۔ بخدا اگر وہ مجھے اونٹ کے باندھنے کی رسی یا بزغالہ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیا کرتے تھے نہ دینگے تو بھی میں اُن سے لڑوں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا آپ ان سے کیسے جنگ کر سکتے ہیں۔ جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ مجھے لوگوں سے اسوقت تک لڑنے کا حکم دیا گیا ہے۔ جب تک وہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ نہ کہیں۔ اور جب کسی نے اِس کلمہ کو پڑھ لیا۔ تو اس نے مجھ سے اپنا مال اور خون بچا لیا۔ مگر بوجہ ادائے حق کے جسکا حساب خدا تعالےٰ کے ذمے ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا۔ بخدا میں اس شخص سے ضرور لڑونگا جس نے صلوٰۃ و زکوٰۃ میں فرق کیا۔ کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے۔ اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تو فرمایا ہے۔ کہ ادائے حق کے لئے لڑائی جائز ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے دیکھا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سینہ کو حق کے لئے کھول دیا ہے۔ تو میں نے معلوم کر لیا۔ کہ حق بات یہی ہے +

عروہ سے مروی ہے۔ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مہاجرین اور انصار کو لیکر نکلے۔ جب نجد کے مقابل موضع نقع میں پہونچے۔ تو تمام عرب اپنے اہل وعیال کو لے بھاگ کھڑے ہوئے۔ آپ نے اس بارے میں صحابہ رضہ سے مشورہ کیا۔ سب نے کہا۔ کہ آپ مدینہ کو واپس چلئے۔ اور کسی شخص کو لشکر کا امیر بنا دیجئے آخر صحابہ رضہ کے بار بار کہنے سے آپ واپس آئے۔ اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا۔ اور انہیں کہدیا۔ کہ جب وہ لوگ اسلام لے آئیں۔ اور زکوٰۃ ادا کر دیں۔ تو تم سے جس کی مرضی ہو۔ واپس چلا آئے۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مدینہ کو واپس آئے +

دارقطنی ابن عمر رضہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جنگ کرنے کے لئے مدینہ سے باہر تشریف لائے۔ اور اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے۔ تو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے باگ کو پکڑ کر کہا اے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں جاتے ہو؟ میں آپ کو وہی بات کہتا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو جنگ احد میں کہی تھی۔ اپنی تلوار میان میں کیجئے

اور اپنے آپ کو تکلیف پہونچا کر ہمیں دردمند نہ کیجئے۔ بخدا اگر (خدانخواستہ) آپ کو کوئی تکلیف پہونچی۔ تو شیرازۂ اسلام کبھی درست نہ ہوگا ؎

حنظلہ بن لیثی سے روائیت ہے۔ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے خالد کو جنگ کے لئے بھیجا۔ اور کہدیا۔ کہ پانچ باتوں سے جو ایک بھی چھوڑ دے۔ اس سے اِسی طرح جنگ کرنا جیسے اس شخص سے جنگ کیا جاتا ہے۔ جو ان پانچوں کو ترک کر دے۔ یعنی خدا تعالےٰ کے واحد اور معبود برحق کے نہ ماننے والے سے۔ اور محمد رسول اللہ کو رسول اللہ نہ ماننے والے سے۔ اور نماز نہ پڑھنے والے سے۔ اور روزہ رمضان نہ رکھنے والے سے۔ خالد رضی اللہ عنہ لشکر کو لے کر جمادی الآخرہ میں روانہ ہوئے۔ اور بنی اسد و غطفان سے جنگ کیا۔ جن سے جو قتل ہونے تھے۔ قتل ہوئے۔ اور جو قید ہونے تھے۔ وہ قید ہوئے۔ اور باقی اِسلام لے آئے۔ اس جنگ میں صحابہ رضہ سے عکاشہ بن محصن اور ثابت بن اقرم شہید ہوئے۔ اور اسی سال رمضان شریف میں حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۲۴ سال کی عمر میں اس دار فانی سے رحلت فرمائی۔ ذہبی کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلۂ النسب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہی جاری ہوا ہے۔ کیونکہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ (اس بات کو زبیر بن بکار نے نقل کیا ہے) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ایک ماہ پہلے ام ایمن رضہ نے وفات پائی۔ اور شوال میں عبداللہ بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما نے وفات پائی۔ اس سال کے اخیر میں خالد بن ولید رضہ لشکر کو مسیلمہ کذاب کے جنگ کے لئے یمامہ پہونچے۔ اور نہائیت خونریز جنگ ہوا۔ اور کئی دن تک محاصرہ رہا۔ آخر مسیلمہ کذاب ملعون قتل ہوا۔ اسے وحشی نے جو قاتل حمزہ رضہ تھا قتل کیا تھا۔ اس جنگ میں بہت سے صحابہ قتل ہوئے جن میں سے مشہور یہ ہیں۔ ابو حذیفہ بن عتبہ۔ سالم مولیٰ ابو حذیفہ۔ شجاع بن وہب۔ زید بن خطاب۔ عبداللہ بن سہل۔ مالک بن عمرو۔ طفیل بن عمرو الدوسی۔ یزید بن قیس۔ عامر بن بکیر۔ عبداللہ بن مخرمہ۔ سائب بن عثمان بن مظعون۔ عباد بن بشر۔ معن بن عدی۔ ثابت بن قیس بن شماس۔ ابو دجانہ سماک بن حرب ان کے علاوہ اور بھی صحابہ تھے۔ جو شتر کے عدد کو پورا کرتے ہیں۔ مسیلمہ جس دن قتل ہوا ہے۔ اُس کی عمر ڈیڑھ سو برس کی تھی۔ اُس کی پیدائش آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کے والد عبد اللہ سے بھی پہلے کی تھی۔ ۱۲ھ ہجری میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے علا بن حضرمی کو بحرین کی طرف روانہ کیا۔ جہاں کے لوگ مرتد ہوگئے تھے۔ پس مقام جواثی میں ان سے جنگ ہوا۔ جس میں مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ عکرمہ بن ابی جہل کو عمان کیطرف روانہ کیا۔ جہاں کے لوگ مرتد ہوگئے تھے۔ اور زیاد بن لبید انصاری کو بھی ایک مرتد فرقہ کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ اسی سال ابو العاص رضہ بن ربیع نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دختر حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے خاوند تھے۔ اور صعب بن جثامہ لیثی اور ابو مرثد غنوی فوت ہوگئے اور اسی سال میں اہل ردہ کی سرکوبی سے فراغت کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خالد بن ولید کو بصرہ کی طرف روانہ کیا۔ جنہوں نے پہلے ابلہ کو فتح کیا۔ اور بعد ازاں عراق کے بہت سے شہروں کو صلح اور جنگ سے فتح کیا۔

اسی سال حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حج کیا۔ اور واپس آکر عمرو بن عاص کے ماتحت ایک لشکر شام کو روانہ کیا۔

اجنادین کا واقعہ جمادی اولیٰ ۱۳ھ ہجری میں پیش آیا جس میں مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ اس فتح کی خوشخبری حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حالت نزع میں پہونچی۔ اس جنگ میں عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ اور ہشام بن عاصی شہید ہوئے۔ اسی سال میں جنگ مرج الصفر ہوا جس میں مشرکوں کو شکست ہوئی۔ اسی جنگ میں فضل بن عباس وغیرہ شہید ہوئے۔

ذکرِ جمع قرآن

بخاری رح زید بن ثابت سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس اہل یمامہ کے جنگ کی خبر پہونچی۔ اسوقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی آپ کے پاس موجود تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ یہ بات سنکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے۔ اور کہا کہ جنگ یمامہ میں بڑی شدت سے لڑائی ہوئی ہے۔ اور بہت لوگ قتل ہوئے ہیں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اگر کسی اور جگہ بھی اس سختی سے لڑائی ہوئی۔ اور بہت سے حافظِ قرآن شہید ہوئے تو قرآن مجید کا بہت سا حصہ جاتا رہیگا۔ ہاں اگر اسے جمع کرلیا جائے۔ تو خیر۔ اسلئے میری رائے ہے کہ قرآن مجید جمع کیا جائے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے

ہیں۔ کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا۔ میں وہ بات کیسے کر سکتا ہوں جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ بخدا یہ تو اچھی بات ہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بار بار مجھے یہ بات کہتے رہے حتیٰ کہ اللہ تعالےٰ نے اس امر کے لئے میرا سینہ کھول دیا۔ اور میری بھی وہی رائے ہوئی۔ جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تھی۔

زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ (ایک دن) حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس خاموش بیٹھے تھے۔ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اے زید تو عقلمند شخص ہے۔ ہم تمہیں کسی بات سے متہم بھی نہیں پاتے۔ تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وحی لکھا کرتے تھے۔ اب تم ہی کوشش سے قرآن مجید کو جمع کرو۔ (زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) کہ اگر مجھے کسی پہاڑ کے اٹھانے کا حکم کرتے۔ تو وہ مجھے آپ کے اس حکم سے ثقیل نہ ہوتا۔ جیسا کہ جمع قرآن کا حکم مجھے گراں گذرا۔ پھر میں نے کہا کہ تم دونوں وہ بات کیسے کرتے ہو۔ جسے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ بخدا یہ تو اچھی بات ہے۔ مگر میں بار بار آپ سے وہی بات عرض کرتا رہا۔ حتیٰ کہ اللہ تبارک وتعالےٰ نے اس امر کے لئے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی طرح میرا سینہ بھی کھول دیا۔ پس میں قرآن شریف کو کپڑے اور کاغذ کے ٹکڑوں اور بکریوں اور اونٹوں کے شانے کی ہڈیوں اور کھجور کے تر و خشک پتوں اور آدمیوں کے سینوں سے جمع کرنا شروع کیا۔ حتیٰ کہ سورت توبہ سے دو آیتیں لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ سے آخر تک مجھے خزیمہ بن ثابت کے سوائے کسی کے پاس نہ ملیں۔ پس یہ صحیفہ جس میں میں نے قرآن جمع کیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پاس آپ کی وفات تک رہا۔ ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اور ان کے بعد حفصہ رضی اللہ عنہا بنت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس

ابو یعلی کہتے ہیں۔ کہ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ قرآن مجید کے بارے میں سب سے زیادہ اجر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو ملیگا۔ کیونکہ آپ نے ہی سب سے پہلے قرآن شریف کو دفتین میں جمع کیا تھا۔

فصل

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی اُولیات

آپ سب سے پہلے ایمان لائے۔ سب سے پہلے آپ نے ہی قرآن جمع کیا۔ قرآن مجید کا نام مصحف سب سے پہلے آپ نے ہی رکھا۔ چنانچہ پہلے اسکا ذکر آچکا ہے سب سے پہلے خلیفہ آپ کا لقب ہی رکھا گیا۔

احمد ابوبکر بن ملیکہ سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہا گیا۔ یا خلیفۃ اللہ۔ آپ نے فرمایا۔ میں خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہوں۔ اور میں اسی نام کو پسند کرتا ہوں۔

آپنے والد کی زندگی میں سب سے پہلے آپ ہی خلیفہ ہوئے ہیں۔ آپ ہی سب سے پہلے خلیفہ ہیں جن کے لئے رعیت نے کچھ روزینہ مقرر کیا۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روائیت کرتے ہیں کہ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ لوگ جانتے ہیں۔ کہ میرا کسب میرے عیال کے اخراجات کا متحمل ہو سکتا تھا۔ اب میں مسلمانوں کے امر میں مشغول ہوا ہوں تو اب ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا اہل وعیال بیت المال سے گذارہ کرے گا۔ اور اس مال کے عوض انہیں کام کرونگا۔

ابن سعد عطاء بن سائب سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیعت کی گئی۔ تو صبح کو آپ فروخت کے لئے چادریں کندھے پر ڈالکر بازار کی طرف نکلے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ملے اور کہا۔ آپ کہاں جاتے ہیں آپ نے کہا۔ بازار میں حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا۔ کہ اب تو آپ مسلمانوں کے امیر ہوئے ہو۔ اور اب بھی کسب کرتے رہو گے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا۔ تو میں اپنے اہل وعیال کو کہاں سے کھلاؤں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا۔ میرے ساتھ چلیے۔ ابوعبیدہ آپ کے لئے کچھ روزینہ مقرر کردیتے ہیں۔ یہ کہکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لیکر ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ ابوعُبیدہ نے کہا۔ کہ میں آپ کے لئے مہاجرین سے ایک متوسط شخص کی سی خوراک مقرر کردیتا ہوں۔ اور جاڑے اور گرمی کی پوشاک

جب وہ کہنہ ہو جائیں۔ تو آپ انہیں واپس کر دیا کریں۔ اور دوسری لے لیا کریں۔ پھر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے آپ کے لئے آدھی بکری اور ایک پوشاک مقرر کی۔

ابن سعد میمون سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے۔ تو دو ہزار ان کی تنخواہ مقرر ہوئی۔ مگر آپ نے فرمایا۔ کہ اس سے کچھ زیادہ کرو۔ کیونکہ میں عیالدار ہوں۔ اور اب تم نے مجھے تجارت سے بھی روک دیا ہے۔ اس پر پانچسو اور زیادہ کئے گئے۔

طبرانی اپنی مسند میں حسن بن علی رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ قریب المرگ ہوئے۔ تو فرمایا۔ اے عائشہ صدیقہؓ اس شیردار اونٹنی کو دیکھ جسکا دودھ ہم پیتے تھے۔ اور اس پیالہ کو دیکھ جس میں ہم کپڑے رنگا کرتے تھے۔ اور اس چادر کو بھی دیکھ جسے ہم پہنا کرتے تھے۔ ہم ان چیزوں سے جب کہ ہم مسلمانوں کے متولی تھے۔ فائدہ اٹھایا کرتے تھے۔ جب میں مرجاؤں تو یہ چیزیں حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو واپس دیدینا۔ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے وفات پائی۔ تو میں نے یہ چیزیں حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پاس بھیجدیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے انہیں دیکھکر فرمایا۔ اے ابو بکرؓ اللہ تعالےٰ تم پر رحم کرے۔ تم نے اپنے بعد آنے والے شخص کو تکلیف میں ڈالدیا ہے۔

ابن ابی الدنیا حضرت ابو بکر بن حفص سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے وفات کے وقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو وصیت کی۔ کہ اے میری بیٹی ہم مسلمانوں کے امر کے والی رہے ہیں۔ اور کسی درہم اور دینار کو بے فائدہ خرچ نہیں کیا۔ بلکہ ہم دلیا کھاکر گزارہ کرتے رہے ہیں۔ اور سخت اور موٹے کپڑے پہنتے رہے ہیں۔ اور اب ہمارے پاس مسلمانوں کے مال سے سوائے اس حبشی غلام۔ اور آب کش اونٹ اور اس کہنہ چادر کے اور کوئی چیز نہیں رہی۔ جب میں مرجاؤں تو یہ چیزیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجدینا۔

سب سے اول بیت المال آپ نے ہی مقرر کیا۔ چنانچہ ابن سعد سہل بن ابو حثمہ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے موضع سُنح میں بیت المال بنایا ہوا تھا۔ مگر اس کی پاسبانی کوئی نہیں کیا کرتا تھا۔ آپ سے کہا گیا۔ کہ آپ اس پر کوئی نگہبان کیوں نہیں مقرر فرماتے؟ آپ نے فرمایا۔ کہ نگہبان کی کیا ضرورت ہے۔ وہاں قفل لگا ہوا ہے۔ اور آپ کا قاعدہ تھا۔ کہ جو مال اس میں

ہوتا۔ لوگوں کو تقسیم کر دیا کرتے۔ حتیٰ کہ وہ خالی ہو جاتا۔ جب آپ مدینہ میں آ رہے۔ تو بیت المال کو بھی وہیں منتقل کر لیا۔ پس جو مال آپ کے پاس آتا تھا۔ اُسے غرباء میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ اور تقسیم کرنے میں ہر ایک شخص کو برابر دیا کرتے تھے۔ اور اسی مال سے آپ اونٹ۔ گھوڑے اور اوزار خرید کر لوگوں کو مفت تقسیم کر دیا کرتے تھے۔

ایک دفعہ آپ نے بدویوں سے چادریں مول لے کر مدینہ کی بیواؤں میں تقسیم کیں جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے وفات پائی۔ اور دفن کر دیئے گئے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے عبدالرحمٰن بن عوف عثمان بن عفان وغیرہ اصحاب کو بلایا اور بیت المال کا جائزہ لیا۔ تو اس میں کوئی چیز نہ کوئی درہم اور نہ دینار موجود تھا۔

میں کہتا ہوں۔ کہ اِسی حدیث سے عسکری کا قول کہ "سب سے پہلے بیت المال حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے مقرر کیا تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے وقت کوئی بیت المال مقرر نہ تھا" مردود ہو جاتا ہے۔ میں نے اپنی کتاب اوائل میں عسکری کے اِس قول کی تردید کی ہے۔ اس کے بعد میں نے دیکھا۔ کہ عسکری نے بھی اس بات پر آگاہ ہو کر اپنی کتاب میں ایک اور جگہ لکھا ہے۔ کہ سب سے پہلے عبیدہ بن جراح حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے وقت بیت المال کے متولی ہوئے تھے +

حاکم رح لکھتے ہیں۔ کہ سب سے پہلے اسلام میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی ملقب ہوئے ہیں۔ چنانچہ آپ کا لقب عتیق تھا +

فصل

بخاری اور مسلم جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اگر بحرین کا مال میرے پاس آئے۔ تو میں اُسے اس طرح اس طرح خرچ کروں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بحرین کا مال آیا۔ تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے اگر قرض لینا ہو۔ یا اگر آپ نے کسی سے وعدہ کیا ہو۔ تو ہمارے پاس آئے۔ یہ سُن کر میں آپ کے پاس آیا۔ اور آپ کو خبر دی۔ تو آپ نے فرمایا لے لے میں نے لے لیا۔ تو دیکھا۔ وہ پانچسو ہیں۔ پھر آپ نے مجھے ایک ہزار پانچسو دیئے +

فصل

آپ کا حلم اور تواضع

ابن عساکر انیسہ سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ وہ کہتی تھیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلافت سے پہلے ہم میں تین برس رہے ہیں۔ اور خلافت کے بعد ایک برس تک۔ قبیلہ کی لڑکیاں آپ کے پاس اپنی بکریاں لے آیا کرتی تھیں۔ تو آپ اُنہیں دوہ دیا کرتے تھے ؛

احمد میمون بن مہران سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ ایک شخص حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ اور کہا۔ السلام علیک یا خلیفۃ رسولِ اللہ یعنی رسول اللہ کے خلیفہ تم پر سلام ہو۔ پھر اُس نے کہا۔ کہ ان لوگوں سے کوئی شخص خلیفہ ہے۔

ابن عساکر۔ ابوصالح غفاری سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قاعدہ تھا۔ کہ ہر روز رات کے وقت ایک بڑی بوڑھی اور نابینا عورت کی جو اطراف مدینہ میں کہیں رہتی تھی۔ خبر گیری کیا کرتے تھے۔ اور اسکا کام کاج کر آیا کرتے تھے اور اُسے پانی وغیرہ لا دیا کرتے تھے۔ لیکن جب آپ آتے۔ تو دیکھتے۔ کہ پہلے ہی ایک شخص اس کا کام کاج کر چکا ہے۔ آپ کئی دفعہ جلدی ہی آئے۔ مگر اُس سے پیش دستی نہ لے جا سکے۔ آخر ایک رات حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس بات کی تاک میں رہے۔ کہ دیکھیں کون شخص ہے۔ دیکھا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی ہیں جو اس کے پاس تشریف لایا کرتے ہیں۔ اور ان ایام میں آپ خلیفہ تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُنہیں دیکھکر فرمایا۔ بخدا یہ آپ ہی ہیں ؛

ابونعیم وغیرہ عبدالرحمٰن اصفہانی سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ ایک حضرت صدیق اکبر منبر نبوی پر تشریف رکھتے تھے۔ کہ اتنے میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ آئے۔ اور کہا۔ میرے باپ کی جگہ سے اُتر جا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ بیٹا تم نے سچ کہا ہے۔ یہ تمہارے باپ کی جگہ ہی ہے۔ اس کے بعد آپ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو سینے سے لگا کر خوب روئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ بخدا یہ بات اس لڑکے نے میرے کہنے سے نہیں کہی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ آپ سچے ہیں۔ میں آپ پر تو اسکا اتہام نہیں لگاتا ؛

فصل

ابن سعد - ابن عمر رضؓ سے روایت کرتے ہیں - کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اسلام کے پہلے حج میں عامل مقرر کیا - اور اس کے دوسرے برس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا - جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی - اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے - تو آپ نے پہلے سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حج کے لئے بھیجا - اور دوسرے برس خود حج کیا - جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے وفات پائی - تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے - تو انہوں نے عبد الرحمٰن بن عوف کو حج کے لئے روانہ کیا - اور اس کے بعد وفات تک خود حج کو جاتے رہے - آپ کے بعد جب عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے - تو انہوں نے حج پر عبد الرحمٰن بن عوف کو مقرر کیا *

فصل

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیماری - وفات - وصیت اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کرنا

سیف اور حاکم ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں - کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات کا سبب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فوت ہونے کا غم ہوا - اس صدمے سے آپ کا جسم نحیف و کمزور ہوتا گیا - حتیٰ کہ آپ نے وفات پائی

ابن سعد اور حاکم نے بسندِ صحیح ابن شہاب سے روایت کی ہے - کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ابن کلدہ خزیرہ کھا رہے تھے - جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس کسی نے ہدیۃً بھیجا تھا - اثنا کھانے میں حارث نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا - اے خلیفہ رسول اللہ، کھانے سے ہاتھ اٹھا لیجئے - کیونکہ اس میں زہر ہے جس کا اثر ایک سال کے بعد ہوگا - اور میں اور آپ ایک دن وفات پائیں گے یہ سنکر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کھانے سے ہاتھ اٹھا لیا - مگر بعد میں دونوں بیمار اور نحیف ہوتے گئے - حتیٰ کہ ایک سال کے ختم ہونے کے بعد ایک ہی دن

دونوں نے وفات پائی *
حاکم روائیت کرتے ہیں۔ کہ شعبی نے کہا۔ ہم اس دنیائے دنی سے کیا توقع رکھیں جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی زہر دیا گیا۔ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی *
واقدی اور حاکم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیماری شروع اس طرح ہوئی۔ کہ آپ نے بروز دوشنبہ جمادی الاخریٰ کی سات تاریخ کو غسل کیا۔ اور اُس دن سخت سردی تھی۔ اس سے آپ کو بخار ہوا۔ اور پندرہ دن تک رہا۔ اِن دنوں میں آپ نماز نہیں پڑھا سکے۔ اور آخر بروز سہ شنبہ ۲۲ جمادی الاخریٰ کی رات کو ۱۳ھ ہجری میں ۶۳ تریسٹھ برس کی عمر میں انتقال فرمایا *
ابن سعد اور ابن ابی الدنیا ابو النضر سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیماری میں صحابہ رضؓ آپ کے پاس تشریف لائے۔ اور عرض کیا اے خلیفہ رسول اللہ! ہم آپ کے لئے کوئی طبیب بلا لائیں۔ جو آپ کی نبض دیکھے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ طبیب نے میری نبض دیکھی ہے۔ صحابہ رضؓ نے عرض کیا کہ پھر اس نے کیا کہا؟ آپ نے فرمایا۔ کہ اس نے کہا ہے۔ اِنِّیْ فَعَّالٌ لِّمَا اُرِیْدُ (میں جو کچھ چاہتا ہوں۔ کرتا ہوں)
واقدی نے کئی طریقوں سے روائیت کی ہے۔ کہ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے۔ تو عبدالرحمٰن بن عوف کو بُلا کر کہا۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بابت خبر دیجیے۔ (کہ کیسے ہیں؟) اُنہوں نے عرض کیا۔ کہ آپ مجھ سے وہ بات پوچھتے ہیں جسے آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اگرچہ میں جانتا ہوں۔ آخر تم بھی کچھ کہو۔ عبدالرحمٰن نے کہا۔ کہ آپ کی جو اُن کے بارے میں رائے ہے۔ وہ اُس سے بھی افضل ہیں۔ پھر آپ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو بُلوا کر فرمایا۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حالات کی مجھے خبر دو۔ اُنہوں نے عرض کیا۔ کہ آپ اُن کی بابت ہم سے بہتر جانتے ہیں۔ پھر آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بُلوایا۔ تو انہوں نے بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا سا جواب دیا۔ اس کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اے اللہ! میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بابت یہی جانتا ہوں۔ کہ ان کا باطن اُن کے ظاہر سے

اچھا ہے۔ اور ہم میں اس جیسا کوئی بھی نہیں ہے۔ پھر آپ نے حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے ساتھ سعید بن زید اور اسید بن حضیر وغیرہما مہاجرین والانصار کو بھی مشورت میں داخل کیا۔ پس اسید نے کہا۔ اے اللہ آپ کے بعد انہیں (یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو) بھلائی سکھانا۔ کہ رضاء کے موقع پر راضی ہونگے اور غصے کے موقع پر غصے ہونگے۔ خلافت کا بارگراں اٹھانے میں ان سے قوی تر کوئی شخص نہیں نکلیگا"

بعدازاں چند صحابہ رض آئے۔ اور ان میں سے ایک نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کہا۔ کہ اگر آپ کو خدا تعالےٰ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے خلیفہ بنانے کی بابت پوچھیگا۔ تو کیا جواب دوگے؟ حالانکہ آپ انکی سخت گیری سے اچھی طرح واقف ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا۔ تو مجھے خدا تعالےٰ سے خوف دلاتا ہے۔ میں خدا تعالےٰ کو کہدونگا۔ کہ میں نے تیری مخلوق میں سے سب سے بہتر کو ان پر خلیفہ بنایا ہے۔ میری طرف سے یہ بات تمام لوگوں کو پہونچا دینا۔ پھر آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو بلاکر فرمایا۔ دیکھو:۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یہ وہ وصیت ہے جسکو ابوبکر ابن ابی قحافہ نے دنیائے فانی سے جاتے اور آخرت میں داخل ہوتے وقت جس میں کہ کافر بھی ایمان لے آتا ہے۔ اور فاجر یقین کرلیتا ہے اور کاذب بھی تصدیق کرلیتا ہے۔ لکھوایا ہے۔ میں نے اپنے بعد تم پر حضرت عمر ابن خطاب کو خلیفہ مقرر کیا ہے۔ تم نے اُن کی بات کو سننا۔ اور اُن کی تابعداری کرنا۔ میں نے خدا تعالےٰ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے دین اور اپنے اور تمہارے حق میں کوتاہی نہیں کی۔ اگر انہوں نے عدل کیا۔ تو میرا گمان اور میرا علم ان کے بارے میں یہی ہے اور اگر بدل گئے۔ تو ہر شخص کو وہی ملیگا۔ جو اس نے کمایا۔ اپنی طرف سے تو میں نے بھلائی کا ارادہ کیا ہے۔ لیکن میں غیب نہیں جانتا۔ اور جو لوگ ظلم کرینگے۔ وہ عنقریب ہی جان لینگے۔ کہ وہ کس کروٹ پر پلٹتے ہیں۔ وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

اس کے بعد آپ نے اس وصیت نامہ پر مُہر لگانے کا حکم دیا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ اس مختوم تحریر کو لے کر باہر آئے۔ تو لوگوں نے برغبت تمام حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے بیعت کی۔ اور ان کے خلیفہ ہونے پر خوش ہے پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو تنہائی میں

بلا کر چند ایک وصیتیں کیں۔ بعدازاں حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ آپ کے پاس چلے آئے۔ تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھا کر دُعا کی۔ اور کہا۔ اے اللہ! میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بنانے سے صرف لوگوں کی بہتری ہی چاہی ہے۔ اور فتنہ سے ڈر کر میں نے وہ کام کیا۔ جیسے تو اچھی طرح جانتا ہے۔ میں نے اپنی رائے کے مطابق لوگوں پر ان سب سے بہتر۔ قوی تر۔ اور سب سے زیادہ نیکی پر حریص شخص کو خلیفہ بنایا ہے۔ اے اللہ! اب تیرا امر (یعنی موت) میرے پاس حاضر ہوا ہے۔ پس میرے بعد تو ان کی حفاظت کر۔ وہ تیرے بندے ہیں۔ اور اُن کی پیشانیاں تیرے ہاتھ میں ہیں۔ اے اللہ اس کی اصلاح کر۔ اور اسے غم میں نہ ڈال۔ اور اسے اپنے خلفائے راشدین سے بنا۔ اور رعیت کو اسکا تابعدار بنادے +

ابن سعد اور حاکم ابن مسعود رضؓ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ تین شخص سب سے دانا تھے۔ ایک تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا۔ اور دوسرے حضرت موسےٰ علیہ السلام کی بیوی۔ کہ جنہوں نے اپنے باپ سے عرض کیا تھا۔ کہ انہیں اجرت دو۔ اور تیسرے عزیز مصر کہ اس نے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہونہار دیکھکر اپنی بیوی کو کہا تھا۔ کہ اسے اچھی طرح سے رکھنا +

ابن عساکر یسار بن حمزہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ بیمار ہوئے۔ تو آپ نے اپنے گھر کے دریچے سے باہر دیکھ کر فرمایا۔ کہ اے لوگو! میں نے ایک وصیت کی ہے۔ کیا تم اس سے راضی ہوگے سب نے جواب دیا۔ اے خلیفہ رسول اللہ! ہم سب راضی ہیں۔ مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہوکر کہا۔ کہ اگر وہ وصیت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے۔ تو پھر ہم راضی ہیں۔ ورنہ نہیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ ہی تو ہیں +

احمد رحؒ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات قریب ہوئی۔ تو آپ نے فرمایا۔ آج کونسا دن ہے لوگوں نے کہا دوشنبہ۔ آپ نے کہا۔ اگر میں آج رات کو مرجاؤں۔ تو کل تک میری تجہیز وتکفین کا انتظار نہ کرنا۔ کیونکہ سب دنوں اور راتوں سے مجھے وہی دن اور

رات زیادہ محبوب ہے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مجھے ملا دے۔ اور قریب کر دے *

مالک رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بحالت صحت اپنے مال سے مجھے ایک کھجور کا درخت دیا تھا۔ جس سے ۲۰ وسق کھجوریں اُترا کرتی تھیں۔ جب آپ کی وفات قریب ہوئی۔ تو فرمایا۔ اے میری بیٹی! مجھے تیرا امیر ہونا تمام لوگوں کے امیر ہونے سے زیادہ پسند ہے اور تمہاری محتاجی تمام لوگوں کی محتاجی سے مجھے بہت بُری معلوم ہوتی ہے۔ میں نے تمہیں ایک کھجور کا درخت ہبہ کیا تھا جس سے ۲۰ وسق کھجوریں اترتی تھیں۔ اگر تو نے اُس سے کچھ کھجوریں لی ہیں۔ تو وہ تمہاری ملک ہو گئیں۔ اور اب وہ درخت وارثوں کا مال ہے۔ اور وہ تمہارے دونوں بھائی اور دونوں بہنیں ہیں۔ پس قرآن مجید کے موافق اسے تقسیم کر لینا میں نے کہا۔ ابا جان! اگر ترکہ تقسیم ہو گا۔ تو میری بہن تو اسما ہی ہے۔ اور دوسری کا جو آپ نے ذکر کیا ہے۔ وہ کون ہے؟ آپ نے فرمایا۔ کہ جو ابھی تمہاری والدہ کے پیٹ میں ہی ہے۔ اور مجھے خیال ہے کہ وہ لڑکی ہی ہو گی *

اس حدیث کو ابن سعد نے بھی روایت کیا ہے۔ اور اس کے آخر میں مذکور ہے۔ کہ جو تمہاری والدہ کے پیٹ میں ہے۔ وہ لڑکی ہو گی۔ کیونکہ میرے دل میں یہی القا ہوا ہے کہ وہ لڑکی ہو گی۔" پس آپ نے ان سے بھلائی کرنے کی وصیت کی۔ چنانچہ آپ کے بعد اُم کلثوم پیدا ہوئیں *

ابن سعد عروہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے مال کا خمس راہِ خدا میں خرچ کرنے کی وصیت کی۔ اور فرمایا کہ میں اپنے مال سے اسی قدر لیتا ہوں۔ جسقدر خدا تعالےٰ نے مسلمانوں کے مال سے لیا ہے *

یہی حدیث ایک اور طریقہ سے بھی مروی ہے۔ کہ آپ نے فرمایا خمس مال کی وصیت کرنی میرے نزدیک رُبع کی وصیت سے افضل ہے۔ اور رُبع کی وصیت ثُلث سے افضل ہے۔ اور جس نے ثلث مال کی وصیت کی۔ اُس نے کچھ بھی باقی نہیں چھوڑا *

سعید بن منصور اپنی سُنن میں ضحاک سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنا خمس مال صرف ان لوگوں کو دیا تھا۔ جو انکے بالکل قرابت دار نہیں تھے *

عبداللہ بن احمد زوائد الزہد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے

ہیں۔ کہ انہوں نے فرمایا۔ بخدا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کوئی درہم یا دینار ایسا نہیں چھوڑا جسپر خدا کا نام ہو۔ (یعنی خدا تعالےٰ کے ہر ایک حق کو ادا کر دیا)

ابن سعد وغیرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ زیادہ بیمار ہوئے۔ تو میں نے تمثیلاً یہ شعر پڑھا شعر

لَعَمْرُكَ مَا يُغْنِي الثَّرَاءُ عَنِ الْفَتَى   إِذَا حَشْرَجَتْ يَوْماً وَضَاقَ بِهَا الصَّدْرُ

ترجمہ یعنی تیری زندگی کی قسم ہے کہ کثرت مال آدمی کو کچھ بھی فائدہ نہیں دیتی۔ جبکہ سانس جلدی جلدی آنے لگتا ہے۔ اور اُس کے باعث سینہ تنگ ہو جاتا ہے +

یہ شعر سُنکر آپ نے اپنے منہ سے کپڑا اُٹھایا۔ اور فرمایا۔ یہ بات نہیں ہے۔ بلکہ یوں کہو۔ وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ۔ پھر آپ نے فرمایا۔ کہ میرے یہ دونوں کپڑے دیکھو ان کو دھو کر ان میں ہی مجھے کفنانا کیونکہ زندہ شخص بہ نسبت مُردے کی کپڑے کا زیادہ محتاج ہوتا ہے +

ابو یعلی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ اُنہوں نے فرمایا۔ کہ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس حالت نزع میں آئی۔ تو میں نے یہ شعر پڑھا:۔ شعر

مَنْ لَا يَزَالُ دَمْعُهُ مُقَنَّعًا   فَإِنَّهُ فِي مَرَّةٍ مَدْفُوقٌ۔

(ترجمہ) جس شخص کے آنسو ہمیشہ پوشیدہ رہیں۔ تو وہ کبھی نہ کبھی ضرور بہ پڑتے ہیں آپ نے یہ شعر سُنکر فرمایا۔ یہ نہ کہو۔ بلکہ کہو۔ جَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ الخ

پھر آپ نے فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس دن وفات پائی تھی۔ میں نے عرض کیا۔ دوشنبہ کو۔ آپ نے فرمایا۔ کہ مجھے اُمید ہے۔ کہ میری موت کے درمیان بھی یہ رات ہی ہے۔ پس آپ سہ شنبہ کی رات کو فوت ہوئے۔ اور صُبح سے پہلے ہی دفن کئے گئے +

عبد اللہ بن احمد زوائد الزہد میں بکر بن عبد اللہ فرنی سے روائیت کرتے ہیں کہ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ قریب المرگ ہوئے۔ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپ کے سرہانے بیٹھکر یہ شعر پڑھا:۔ شعر

كُلُّ ذِي إِبِلٍ مَوْرِدُهَا   وَكُلُّ ذِي سَلَبٍ مَسْلُوبٌ

ترجمہ ہر صاحب شتر یعنی سوار کے لئے منزل ہے۔ اور ہر پہننے والے کے

لیئے لباس ہے +

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں مصرعوں کو سمجھ کر فرمایا۔ اے جانِ پدر! یہ نہ کہو۔ بلکہ یوں کہو۔ وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ الخ

احمد رحمتہ اللہ علیہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بطور تمثیل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے قریب المرگ ہونے کے وقت پڑھا۔ شعر

وَاَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ ثِمَالُ الْيَتَامٰى عِصْمَةٌ لِّلْاَرَامِلِ

(ترجمہ) "بہت سے ایسے روشن رُو ہیں کہ ان کے چہرے کی طفیل بادل سے پانی مانگا جاتا ہے۔ اور وہ یتیموں کے فریادرس اور بیوگان کے بچاؤ ہیں" +

آپ نے یہ شعر سُنکر فرمایا۔ کہ ایسے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

عبداللہ بن احمد زوائد الزہد میں عبادہ بن قیس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ قریب المرگ ہوئے۔ تو آپ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا۔ میرے ان دونوں کپڑوں کو دھولے۔ ان میں ہی مجھے کفنانا کیونکہ یہ تیرا باپ آدمی ہی رہیگا۔ خواہ اُسے اچھے لباس میں کفنایا جائے۔ یا بُرے میں +

ابن ابی الدنیا ابو ملیکہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وصیت کی۔ کہ میری بیوی اسماء رضہ بنت عمیس مجھے نہلائے۔ اور عبدالرحمٰن میرا لڑکا اُسکی مدد کرے +

ابن سعد سعید بن مسیب سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ پر نمازِ جنازہ پڑھی۔ اور چار بار تکبیر کہی۔ جنازہ آپ کا قبر اور منبر نبوی کے درمیان رکھا گیا +

عروہ اور قاسم بن محمد سے مروی ہے۔ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو وصیت کی۔ کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفنانا۔ جب آپ نے وفات پائی۔ تو آپ کی قبر اس طرح کھودی گئی۔ کہ آپ کا سر مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کاندھے کے برابر رکھا گیا۔ اور آپ کی لحد کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے ساتھ ملا دیا گیا +

ابن عمر رضہ سے مروی ہے۔ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر۔ طلحہ حضرت عثمان اور حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہم نے قبر میں اتارا۔ اور یہ

بات بطرقِ عدیدہ مروی ہے۔ کہ آپ رات میں ہی دفن کر دیئے گئے ✤

ابن مسیب سے مروی ہے۔ کہ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو تمام شہر کانپ اُٹھا۔ ابو قحافہ رضہ نے یہ اضطراب دیکھکر کہا۔ یہ کیا بات ہے۔ لوگوں نے کہا۔ کہ آپ کے بیٹے وفات پا گئے۔ آپ نے فرمایا۔ اُف کیسی بڑی مصیبت ہوئی۔ اُن کے بعد کون خلیفہ ہوا ہے؟ لوگوں نے کہا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔ آپ نے فرمایا۔ یعنی آپ کا دوست ✤

ابو مجاہد سے مروی ہے۔ کہ ابو قحافہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی میراث سے حصّہ شرعی نہیں لیا۔ بلکہ اپنے پوتے کو ہی دیدیا۔ آپ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد چھ مہینے اور چند یوم تک ہی زندہ رہے۔ اور محرم ۱۴ھ میں ۹۷ سال کی عمر میں وفات پائی۔

علماء لکھتے ہیں۔ کہ کوئی شخص سوائے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اپنے والد کی زندگی میں خلیفہ نہیں ہوا۔ اور نہ ہی اُن کے سوا، کسی خلیفہ کا باپ اس کے مال کا وارث ہوا ہے ✤

حاکم ابن عمر رضہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے دو سال سات ماہ خلافت کی۔

ابن عساکر بسند اصمعی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ خفاف بن ندبہ سلمی نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مرثیہ میں یہ شعر پڑھے۔ شعر

لَیْسَ لِحَیٍّ فَاعْلَمَنَّهُ بَقَا ۔۔۔ کُلُّ دُنْیَا اَمْرُهَا لِلْفَنَا

ترجمہ۔ یہ بات یقینی طور سے جان لے۔ کہ کسی زندہ کو بقا نہیں۔ اور دنیاء کا ہر امر فنا کے لیئے ہی ہے ✤

وَالْمُلْکُ فِی الْاَقْوَامِ مُسْتَوْدَعٌ ۔۔۔ عَارِیَةٌ وَالشَّرْطُ فِیْهِ الْاَدَاءُ

ترجمہ۔ اور مُلک لوگوں میں عاریۃً ودیعت رکھا گیا ہے۔ اور شرط یہ کی گئی ہے کہ یہ اس کے مالک کو دیدیا جائیگا ✤

وَالْمَرْءُ یَسْعٰی وَلَهٗ رَاصِدٌ ۔۔۔ تَنْدُبُهُ الْعَیْنُ وَتَفَارُ الصَّدَا

ترجمہ۔ ہر شخص اپنے کام میں کوشش کرتا ہے۔ حالانکہ اس کے کام میں ایک مانع قوی ہے۔ جو اسکا منتظر ہے۔ آنکھیں اس شخص پر روتی ہیں۔ اور پرندہ صدا اس کے بدلہ کے لئے بُلاتا ہے ✤

یَھْرَمُ اَوْ یُقْتَلُ اَوْ یَقْھَرُہٗ یَشْکُوْہُ سُقْمٌ لَیْسَ فِیْہِ شِفَاءٌ

ترجمہ - بوڑھا ہوجاتا ہے۔ یا قتل کیا جاتا ہے۔ یا اُس پہ کوئی غالب آجاتا ہے۔ اور وہ ایسی بیماری سے شکایت کرتا ہے جس میں سے شفا نہیں ہوسکتی +

اِنَّ اَبَا بَکْرٍ ھُوَ الْغَیْثُ اِذَا لَمْ تَزْرَعُ الْجَوْزَاءُ بَقْلاً بِمَاءٍ

ترجمہ - حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ برسنے والا بادل ہیں۔ جب کہ برج جوزا بارش سے کسی سبزی کو نہ اُگائے۔ (یعنی قحط پڑ جائے)

تَاللّٰہِ لَا یُدْرِکُ اَیَّامَہٗ ذُوْ مِیْزَرٍ مَاشٍ وَلَا ذُوْ رِدَا

ترجمہ - بخدا آپ کا زمانہ کوئی ازار باندھ کر چلنے والا اور نہ کوئی چادر اوڑھنے والا حاصل کرسکتا ہے +

مَنْ یَسْعَ کَیْ یُدْرِکَ اَیَّامَہٗ مُجْتَھِدًا شُدَّ بِاَرْضٍ فَضَا

ترجمہ - جو شخص اس کوشش میں ہے۔ کہ آپ کے زمانہ کو حاصل کرے۔ یعنی آپ جیسے اعمال نیک کرے۔ تو میدان زمین میں تنہا پھینکا جائیگا +

فصل

احادیث جو آپ سے مروی ہیں۔

نووی۔ تہذیب میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ۱۴۲ حدیثیں مروی ہیں۔ اور قلت روائیت کا باعث یہ ہے۔ کہ آپ اس زمانہ سے پیشتر ہی وفات پاگئے تھے جب کہ احادیث کا چرچا ہوا۔ اور تابعین نے ان کے سننے حاصل کرنے اور یاد کرنے کی طرف توجہ کی "۔

میں کہتا ہوں۔ کہ پہلے گذر چکا ہے۔ کہ حدیث بیعت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا۔ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے انصار کے شان میں جو کچھ قرآن مجید میں نازل ہوا تھا۔ اور جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ سب کچھ ذکر کردیا تھا۔ اور کوئی چیز بھی ترک نہیں کی تھی " اور یہ بات آپ کے علم بالقرآن کی وسعت اور سُنت نبوی کی غایت درجہ کی حفاظت پر دال ہے۔ آپ سے مندرجہ ذیل لوگوں نے روائیت کی ہے :-

حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ ابن عوف رضہ ابن مسعود رضہ۔ حذیفہ رضہ۔ ابن عمر رضہ۔ ابن زبیر رضہ۔ ابن عمرو رضہ۔ ابن عباس رضہ انس رضہ۔ زید بن ثابت رضہ۔ براء ابن عازب رضہ۔ ابوہریرہ رضہ۔ عقبہ بن حارث آپ کے بیٹے عبدالرحمن رضہ۔ زید بن ارقم۔ عبداللہ بن مغفل۔ عقبہ بن عامر جہنی۔ عمران بن حصین۔ ابو برزہ اسلمی رضہ۔ ابوسعید خدری رضہ۔ ابوموسے اشعری رضہ۔ ابوالطفیل اللیثی رضہ جابر بن عبداللہ۔ بلال رضہ۔ آپ کی دختر نیک حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور اسماء رضی اللہ عنہا آپ کی دختر۔ اور تابعین سے مندرجہ ذیل اشخاص نے آپ سے بیعت کی ہے۔ عمرو کا آزاد غلام اسلم۔ واسط بجلی وغیرہم۔ اب میں نہایت مختصر طریقے سے آپ سے مروی احادیث لکھتا ہوں۔ اور ہر حدیث کے آخر میں اسکا نام بھی لکھونگا جس نے اُسے روائیت کیا ہے۔ اور اگر خدا تعالےٰ نے چاہا تو ان کو کئی اور طریقوں سے اپنی مسند میں بھی ذکر کرونگا ÷

(۱) حدیث ہجرت۔ اسے بخاری اور مسلم نے روائیت کیا ہے ÷

(۲) حدیث البحر۔ یعنی الطھور ماءہ الحل میتتہ (اسکا پانی پاک کنندہ ہے اور اس کا مُردا یعنی مچھلی حلال ہے) اسے دار قطنی نے روائیت کیا ہے ÷

(۳) حدیث مسواک یعنی مطھرۃ للفم مرضاۃ للرب (منہ کو پاک کرتی ہے۔ اور پروردگار کو راضی کرتی ہے) احمد رحمہ نے اِسے روائیت کیا ہے

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کے شانہ کا گوشت کھایا۔ اور وضو نہیں کیا (بزار اور ابویعلیٰ نے اسے روائیت کیا ہے)

(۵) حلال طعام کھانے کے بعد تم سے کوئی شخص وضو نہ کرے (بزار نے اسے روائیت کیا ہے)

(۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازیوں کو مارنے سے منع فرمایا ہے (ابویعلیٰ اور بزار)

(۷) آخری نماز جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پیچھے پڑھی۔ وہ ایک ہی کپڑے میں پڑھی تھی (ابویعلیٰ اس کے راوی ہیں)

(۸) جو شخص قرآن مجید کو اسی لب ولہجہ میں پڑھنا چاہے۔ جس میں وہ نازل ہوا ہے تو وہ ابن ام عبد کے طریقے پر پڑھے (احمد رحمہ)

(۹) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے ایسی دعا سکھائیے

جیسے میں نماز میں پڑھا کروں۔ آپ نے فرمایا پڑھا کر اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِکَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔ (بخاری و مسلم رح)

(۱۰) جو شخص صبح کی نماز پڑھے تو وہ خدا تعالےٰ کی پناہ میں آگیا۔ پس تم اللہ تعالےٰ کا ذمہ نہ توڑو۔ اور جو شخص اسے قتل کریگا۔ اللہ تعالےٰ اسے منہ کے بل اوندھا کر کے آگ میں ڈالیگا۔ (ابن ماجہ)

(۱۱) کوئی نبی وفات نہیں پاتا جب تک کہ وہ اپنی اُمت سے کسی شخص کے پیچھے نماز نہ پڑھ لے (بزار)

(۱۲) اگر کوئی شخص گناہ کرے۔ اور بعد ازاں اچھی طرح وضو کرے۔ پھر دو رکعتیں پڑھے۔ اور اللہ تعالےٰ سے بخشش مانگے۔ تو اس کے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ (احمد۔ اصحاب سنن اربعہ اور ابن حبان)

(۱۳) ہر ایک نبی اسی جگہ وفات پاتا ہے۔ جو جگہ اس کے دفن کے لائق ہوتی ہے (اسے ترمذی نے روائیت کیا)

(۱۴) یہود و نصاریٰ پر خدا لعنت کرے۔ کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد بنا لیا۔ (ابو یعلیٰ)

(۱۵) پس ماندگاں کے رونے سے میت پر دوزخ کا آب گرم چھڑکا جاتا ہے (اسے ابو یعلیٰ نے روائیت کیا)

(۱۶) آگ سے بچو اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی صدقہ میں دینے سے ہو۔ کیونکہ وہ کجی کو سیدھا کرتی ہے۔ اور بُری طرح مرنے سے بچاتی ہے۔ اور بھوکے اور سیر کو یکساں فائدہ پہنچاتی ہے۔ (ابو یعلیٰ)

(۱۷) فرائض صدقات کی حدیث جو بہت لمبی ہے (بخاری وغیرہ)

(۱۸) ابن ابی ملیکہ آپ سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ جب کبھی بحالت سواری حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے اونٹنی کی مہار گر پڑتی تو آپ اونٹنی کو بٹھا کر اُسے پکڑ لیتے۔ لوگوں نے عرض کیا۔ کہ آپ ہم سے کیوں نہیں فرمایا کرتے۔ کہ ہم ہی آپ کو مہار اُٹھا دیتے۔ آپ فرمایا کرتے۔ کہ میرے محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا ہوا ہے۔ کہ لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کیا کرو (اسے احمد رح نے روائیت کیا)

(۲۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا۔ کہ کونسا حج افضل ہے؟ آپ نے فرمایا۔ جس میں بلند آواز سے تلبیہ کیا جائے۔ اور قربانی کی جائے۔ (ترمذی وابن ماجہ)

(۲۱) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو بوسہ دیا۔ اور فرمایا۔ کہ اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے نہ دیکھتا۔ تو میں مجھے کبھی بوسہ نہ دیتا (دار قطنی)

(۲۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے براء کو اہل مکہ کی طرف یہ پیغام دیکر روانہ کیا۔ کہ اس کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے۔ اور نہ کوئی برہنہ حج کرے (احمد)

(۲۳) میرے منبر اور میرے گھر میں جو قطعہ زمین ہے۔ وہ جنت کے باغوں سے ایک باغ ہے۔ اور میرا منبر جنت کے دروازوں سے ایک دروازے پر ہے۔ (ابو یعلی)

(۲۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابوالہیثم کے مکان پر تشریف لے جانے کا قصہ (بطولہا) (ابو یعلی نے روایت کیا ہے)

(۲۵) سونا سونے کے بدلے اور چاندی چاندی کے بدلے برابر برابر بیچو۔ زاید دینے والا اور زاید لینے والا دونوں آگ میں ہونگے۔ (ابو یعلی اور بزار نے اسے روایت کیا ہے)

(۲۶) جس نے مومن کو ضرر پہونچایا۔ اس سے فریب کیا۔ وہ ملعون ہے (ترمذی)

(۲۷) جنت میں بخیل۔ خائن اور بد اطوار نہ داخل کیا جائیگا۔ اور سب سے پہلے جنت میں وہ غلام داخل ہوگا۔ جو اپنے مالک اور خدا تعالےٰ کی فرمانبرداری کرتا ہے + (احمد)

(۲۸) ولاء اسی کے لئے ہے جو آزاد کرے۔ (ضیاء مقدسی نے مختارہ میں اسے روایت کیا ہے)

(۲۹) ہمارا کوئی شخص وارث نہیں ہوتا۔ جو ہم چھوڑ مریں۔ وہ صدقہ ہے (بخاری)

(۳۰) جب اللہ تعالےٰ کسی نبی کو کوئی کھانا عنایت کرے۔ اور پھر اسکی روح کو قبض کرلے۔ تو وہ کھانا اس شخص کو عطا ہوتا ہے جو اس نبی کے قائم مقام ہو۔ (ابوداؤد نے اسے روایت کیا)

(۳۱) کفر خواہ خفیف ہی ہو نسب کو زائل کر دیتا ہے (بزار)

(۳۲) تو اور تیرا مال تیرے باپ کے لئے ہے (حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ اس سے مراد نفقہ ہے (بیہقی)

(۳۳) جس شخص کے دونوں قدم راہِ خدا میں غبار آلودہ ہوئے اللہ تعالیٰ اُن پر آگ حرام کرے گا + (بزار)

(۳۴) مجھے حکم کیا گیا ہے۔ کہ لوگوں سے لڑوں الخ (بخاری و مسلم وغیرہ)

(۳۵) ہاں خالد بن ولید رضی اللہ عنہا اللہ کا بندہ اپنے قبیلے کا بھائی بند اور اللہ تعالیٰ کی تلواروں سے ایک تلوار ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لئے کھینچا ہے + (احمد رحمہ)

(۳۶) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہتر شخص پر کبھی سورج طلوع نہیں ہوا (ترمذی نے اسے روائیت کیا ہے)

(۳۷) جس کسی کے ہاتھ میں مسلمانوں کے کام سپرد کئے گئے۔ اور اس نے ان پر ایسے شخص کو مقرر کیا۔ جو اُن کے حقوق نگاہ رکھتا۔ تو اس پر خدا کی لعنت ہے اللہ تعالیٰ اس سے فرضی اور نفلی کام قبول نہیں کریگا۔ اور اُسے دوزخ میں داخل کریگا۔ اور جس شخص نے کسی کو اللہ تعالیٰ کی حمائیت دی اور اُس نے اللہ کی حمائیت سے کچھ بغیر حق کے توڑ دیا۔ تو اس پر خدا کی لعنت ہے (احمد رحمہ)

(۳۸) ماعز اور اس کے رجم کا قصہ (احمد)

(۳۹) جس نے استغفار کر لیا۔ اُس نے اصرار نہیں کیا۔ اگرچہ وہ دن میں ستر بار توڑے (ترمذی نے اسے روائیت کیا)

(۴۰) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے لڑائی کے بارے میں مشورہ کیا (طبرانی)

(۴۱) جب آیت مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِهٖ نازل ہوئی الخ ترمذی۔ ابن حبان وغیرہما)

(۴۲) تم آیت یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْكُمْ اَنْفُسَكُمْ پڑھتے ہو الخ (احمد آئمہ اربعہ۔ ابن حبان)

(۴۳) ان دو شخصوں کے بارے میں تیرا کیا گمان ہے۔ جنکا تیسرا خدا ہو (بخاری و مسلم)

(۴۴) حدیث اَللّٰهُمَّ طَعْنًا وَّ طَاعُوْنًا (ابو یعلیٰ)

(۴۵) حدیث شَیَّبَتْنِیْ هُوْد (سورۂ ہود نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے) الخ (دارقطنی فی العلل)

(۴۶) شرک میری اُمت میں کیڑی کی رفتار سے بھی زیادہ خفی ہوگا الخ (ابو یعلیٰ وغیرہ)
(۴۷) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے ایسی دعا سکھا دیجئے۔ جسے میں صبح و شام پڑھا کروں الخ (ہیثم بن کلیب نے اسے اپنی مسند میں روائیت کیا ہے)
(۴۸) تمہیں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور استغفار پڑھنا لازم ہے۔ کیونکہ ابلیس کہتا ہے کہ میں نے تو لوگوں کو گناہوں سے ہلاک کر دیا ہے۔ اور انہوں نے مجھے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور استغفار سے ہلاک کر دیا ہے۔ جب میں نے ان سے اس بات کی (یعنی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور استغفار پڑھنے کی) کثرت دیکھی۔ تو میں نے ان کو خواہشات نفسانی سے ہلاک کرنا شروع کیا۔ اب وہ خیال کرتے ہیں۔ کہ ہم راہیاب اور ہدائیت پر ہیں (حالانکہ ایسا نہیں) (ابو یعلیٰ)
(۴۹) جب آئیت لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ نازل ہوئی۔ تو میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میں تو اب آپ سے بوڑھے فرتوت کی طرح باتیں کیا کرونگا (بزار)
(۵۰) ہر شخص کے لئے وہ چیز آسان کی گئی ہے جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے (اسے احمد رح نے روائیت کیا ہے)
(۵۱) جس شخص نے عمداً مجھ پہ جھوٹ باندھا (یعنی وضعی حدیث بناکر میری طرف نسبت کی) یا میرے کسی حکم کو رد کیا۔ تو اُسے چاہئے کہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے۔ (ابو یعلیٰ)
(۵۲) اس امر سے نجات نہیں تاآخر حدیث (احمد وغیرہ)
(۵۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ لوگوں میں جاکر آواز دیدو۔ کہ جو شخص خداتعالےٰ کے ایک ہونے کی گواہی دیگا۔ اسپر جنت واجب ہوگی جب میں باہر نکلا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجھے ملے۔ الخ (یہ حدیث اصل میں ابو ہریرہ سے ہی مروی ہے۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اس کی روائیت نہایت غریب ہے)
(۵۴) میری اُمت کے دو گروہ جنت میں داخل نہیں ہونگے۔ ایک مرجیہ اور دوسرا قدریہ (دارقطنی)
(۵۵) اللہ تعالےٰ سے عافیت کا سوال کیا کرو (احمد۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔ یہ حدیث آپ سے کئی طریقوں سے مروی ہے)

(۵۶) جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرتے تو فرماتے اَللّٰھُمَّ خُرْلِیْ وَاخْتَرْلِیْ یعنی اے اللہ! میرے لئے اس کام کو جمع کر دے اور پسند کر دے (ترمذی)

(۵۷) دُعائے ادائے قرض اَللّٰھُمَّ فَارِجَ الْھَمِّ الخ (بزار اور حاکم)

(۵۸) جو جسم حرام کھا کر پلا ہوا ہو۔ وہ آگ کے زیادہ لائق ہے۔ ایک روایت میں اسطرح ہے کہ جو جسم حرام کھا کر پلا ہوا ہو۔ وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (ابو یعلی)

(۵۹) جسم کا ہر عضو تیزی زبان کی شکایت کرتا ہے (ابو یعلی)

(۶۰) نصف شعبان کی رات کو خدا تعالے نزول فرماتا ہے۔ اور آپ کا فر اور اس شخص کے سوا جس کے دل میں کینہ ہو سب لوگوں کو بخشدیتا ہے۔ (دار قطنی)

(۶۱) دجال زمین مشرق سے نکلیگا۔ جسکو خراسان کہتے ہیں۔ اور اس کے تابع وہ لوگ ہونگے جن کے چہرے کوٹی ہوئی ڈھالوں کی طرح ہونگے (ترمذی اور ابن ماجہ)

(۶۲) میری اُمت کے ستر ہزار شخص بغیر حساب کے جنت میں داخل ہونگے الخ (احمد رح نے اسے روایت کیا)

(۶۳) حدیث شفاعت بطولہ (احمد رح)

(۶۴) اگر لوگ ایک راستے میں چلیں۔ اور انصار دوسرے راستے میں۔ تو میں انصار کے راستے ہی سے چلونگا۔ (احمد رح)

(۶۵) قریش ہی امر خلافت کے والی ہیں۔ اُن کے نیک نیکوں کے تابع ہونگے۔ اور بُرے بُروں کے تابع ہونگے۔ (احمد رح)

(۶۶) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات کے وقت انصار کو وصیت کی۔ کہ اپنے محسنوں کی طرف متوجہ ہونا۔ اور بُروں سے چشم پوشی کرنا۔ (بزار وطبرانی)

(۶۷) مجھے ایک ایسی جگہ معلوم ہے۔ جسے عمان کہتے ہیں۔ اور سمندر کے کنارے پر واقع ہے۔ وہاں عرب کا ایک قبیلہ ہے۔ اگر میرا قاصد اُن کے پاس پہونچے تو وہ اسے تیر و پتھر نہیں مارینگے (احمد و ابو یعلی)

(۶۸) ابو بکر رضی اللہ عنہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پاس سے گذرے۔ اور وہ کھیل رہے تھے۔ آپ نے انہیں کندھے پر اُٹھا لیا۔ اور فرمایا۔ بخدا یہ اپنے باپ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مشابہ نہیں۔ بلکہ یہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

بہت مشابہ ہیں۔ (بخاری) ابن کثیر کہتے ہیں۔ کہ یہ حدیث حکم مرفوع میں ہے۔ کیونکہ اسکا مطلب یہ ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے زیادہ مشابہ تھے۔

(۶۹) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ام ایمن رضہ کے ہاں جایا کرتے تھے الخ (مسلم)

(۷۰) پانچویں دفعہ چور کو قتل کردو (ابو یعلیٰ اور دیلمی)

(۷۱) قصہ بعد (طیالسی اور طبرانی)

(۷۲) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا۔ کہ آپ کو میں نے اپنے آپ سے کوئی چیز دور کرتے دیکھا۔ اور کوئی چیز نظر نہ آئی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کس چیز کو دفع کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ دنیا میری طرف بڑھی تھی۔ میں نے کہا مجھ سے دور ہو جا۔ تو اس نے کہا۔ کہ آپ مجھ کو کبھی نہیں حاصل کر سکینگے۔ (بزار)

یہ وہ حدیثیں ہیں جو ابن کثیر نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہیں۔ مگر بہت سی حدیثیں ان سے رہ گئی ہیں۔ اسلئے ہم اس عدد کو پورا کرنے کے لئے جو نووی نے ذکر کیا ہے۔ اور حدیثیں بطور تکملہ لکھتے ہیں:۔

(۷۳) اہل قدر سب لوگوں کو قتل کردو۔ (طبرانی)

(۷۴) جس کے گھر میں تم آباد ہو۔ اور جس کی زمین میں تم رہتے ہو۔ اور جس کے راستوں میں تم چلتے ہو۔ انہیں غدر کرو (دیلمی)

(۷۵) مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے میری قبر پر ایک فرشتہ مقرر کیا ہے۔ جب میری اُمت سے کوئی شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے۔ تو وہ فرشتہ کہتا ہے۔ کہ فلاں ابن فلاں نے اسوقت آپ پر درود بھیجا ہے۔ (دیلمی نے اسے روایت کیا)

(۷۶) ایک جمعہ پڑھنے سے دوسرے جمعہ تک کفارۂ گناہ ہو جاتا ہے۔ اور جمعہ کے روز غسل کرنا بھی گناہوں کا کفارہ ہے الخ (عقیلی)

(۷۷) دوزخ کی گرمی میری اُمت حمام کی گرمی جتنی ہوگی (طبرانی)

(۷۸) جھوٹ سے بچتے رہو۔ کیونکہ جھوٹ ایمان کو دور کر دیتا ہے۔ (ابن لال نے مکارم الاخلاق میں اسے ذکر کیا ہے)

(۷۹) جو شخص جنگ بدر میں حاضر ہوا ہو۔ اسے جنت کی خوشخبری دیدو (دار قطنی)

(۸۰) دینِ اللہ تعالےٰ کا بڑا بھاری جھنڈا ہے۔ اس کے اُٹھانے کی کون طاقت رکھتا ہے؟ (دیلمی)

(۸۱) سورہ یٰس معمہ کہلاتی ہے الخ (دیلمی۔ بیہقی)

(۸۲) بادشاہ عادل اور متواضع زمین پر خدا کا سایہ اور نیزہ ہوتا ہے۔ اِسے ہر رات دن میں ستر صدیقوں کا ثواب ملتا ہے (شیخ عقیلی اور ابن حبان)

(۸۳) موسےٰ علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے عرض کیا۔ کہ جو شخص مصیبت زدہ اور بچہ مُردہ عورت کو تسلی دیگا۔ اُسے کیا اجر ملیگا؟ حکم ہوا۔ کہ میں اُسے اپنے سایۂ رحمت میں بٹھاؤنگا۔ (ابن شاہین اور دیلمی)

(۸۴) اے اللہ اسلام کو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ قوت و مدد دے۔ (طبرانی)

(۸۵) کوئی شکار نہیں شکار کیا جاتا۔ اور نہ کوئی کانٹے دار درخت کاٹا جاتا ہے۔ اور نہ کسی درخت کی جڑیں کاٹی جاتی ہیں۔ مگر قلتِ تسبیح کی وجہ سے (ابن راہویہ)

(۸۶) اگر میں تم میں مبعوث نہ ہوتا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہوتے الخ (دیلمی)

(۸۷) اگر اہلِ جنت کو کوئی کام کرنا پڑتا۔ تو وہ بزازی کی تجارت کرتے (ابو یعلیٰ)

(۸۸) جو شخص اپنے یا کسی غیر کے لئے لوگوں کو بلائے (یعنی امیر بننا چاہے) اور لوگوں پر ایک دوسرا امام آگے موجود ہو۔ تو اسپر اللہ اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ ایسے شخص کو قتل کردو۔ (دیلمی نے اِسے اپنی تاریخ میں لکھا ہے) +

(۸۹) جو شخص مجھ سے علم یا حدیث لکھے۔ تو جب تک وہ علم یا حدیث باقی رہیگا تب تک اُس کے نامۂ اعمال میں ثواب لکھا جائیگا (حاکم)

(۹۰) جو شخص اللہ کی طاعت میں برہنہ پا چلے۔ تو اللہ تعالےٰ اس سے قیامت کے دن فرائض سے سوال نہیں کریگا + (طبرانی)

(۹۱) جس شخص کی خوشی ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ اُسے جہنم کے جوش سے بچا کر اپنے سایۂ رحمت میں بٹھائے۔ تو اُسے چاہئے۔ کہ مومنوں کے ساتھ سختی نہ کرے بلکہ اُنپر مہربانی اور شفقت کرے۔ (ابن لال)

(۹۲) جو شخص صبح کو اللہ تعالےٰ کی بندگی کے لئے نیت کرے۔ تو اسکا اجر لکھا جائیگا۔ اگرچہ وہ بعد ازاں خدا تعالےٰ کی نافرمانی ہی کرے (دیلمی)

(۹۳) جو قوم جہاد چھوڑ دیتی ہے۔ خدا تعالےٰ اُن پر عذاب نازل کرتا ہے۔ (طبرانی)

(۹۴) افتراء پرداز جنت میں داخل نہیں ہوگا (دیلمی)

(۹۵) کسی مسلمان کو حقیر نہ سمجھو۔ کیونکہ چھوٹے سے چھوٹا مسلمان بھی اللہ تعالےٰ کے نزدیک بڑا ہے (دیلمی)

(۹۶) خدا تعالےٰ کہتا ہے۔ کہ اگر تم میرا رحم چاہتے ہو۔ تو میری خلقت پر رحم کرو۔ (ابن حبان و دیلمی)

(۹۷) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ازار کی بابت عرض کیا (یعنی کہاں تک لمبا ہونا چاہیے) تو آپ نے پنڈلی کے گوشت کو پکڑا۔ میں نے عرض کیا۔ کہ کچھ زیادہ کیجئے پھر آپ نے پنڈلی کے گوشت کے مقدم کو پکڑا۔ پھر میں نے عرض کیا۔ کہ کچھ اور زیادہ کیجئے۔ آپ نے فرمایا۔ اس سے زیادہ نیچے کرنے میں بھلائی نہیں الخ (ابو نعیم)

(۹۸) میری میزان اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی میزان پلڑا عدل میں مساوی ہے (دیلمی و ابن عساکر)

(۹۹) شیطان سے پناہ مانگنے میں غفلت نہ کیا کرو۔ کیونکہ تم اگرچہ اُسے نہیں دیکھتے لیکن وہ تم سے غافل نہیں ہے (دیلمی)

(۱۰۰) جو شخص اللہ تعالےٰ کی رضامندی کے لئے مسجد بنائے۔ خدا تعالےٰ اُس کے لئے جنت میں گھر بناتا ہے (طبرانی)

(۱۰۱) جو شخص کچا پیاز یا لہسن کھائے۔ وہ مسجد میں داخل نہ ہو۔ (طبرانی)

۱۰۲ افتتاح۔ رکوع اور سجود میں رفع یدین کرنا۔ (بیہقی)

(۱۰۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدیۃً ابو جہل کو اونٹ بھیجا (اسماعیلی)

(۱۰۴) میری طرف دیکھنا عبادت ہے۔ (ابن عساکر)

فصل

تفسیر قرآن مجید میں جو کچھ آپ سے مروی ہے

ابو القاسم بغوی ابن ملیکہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

سے ایک آیت کا مطلب پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ کونسی زمین مجھے سما سکیگی یا کونسا آسمان مجھ پر سایہ فگن ہو سکیگا۔ اگر میں کتاب اللہ کے وہ معنی کردوں جو منشاء خدا کے خلاف ہوں +

ابوعبیدہ۔ ابراہیم تیمی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فَاكِهَةً وَّاَبًّا کے معنے پوچھے گئے۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ میں کس آسمان و زمین میں سما سکونگا۔ اگر میں نے کتاب اللہ کے منشاء خدا کے خلاف معنے کئے +

بیہقی وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کلالہ کی بابت سوال کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ میں اپنی سمجھ کے مطابق بیان کرتا ہوں۔ اگر ٹھیک ہو تو اللہ تعالےٰ سے سمجھو۔ اور اگر غلط ہو۔ تو مجھ سے اور شیطان سے سمجھو۔ میں تو کلالہ اسے سمجھتا ہوں۔ جس کا باپ اور لڑکا کوئی نہ ہو۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے۔ تو آپ نے فرمایا۔ مجھے شرم آتی ہے۔ کہ جس بات کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا ہو۔ اسے رد کروں۔

ابونعیم حلیہ میں اسود بن ہلال سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے اصحاب سے کہا۔ کہ تم آیت اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا۔ کہ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا کے یہ معنی ہیں۔ کہ انہوں نے استقامت کے بعد کوئی گناہ نہیں کیا۔ اور لَمْ يَلْبِسُوْٓا کے معنے یہ ہیں۔ کہ انہوں نے اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ نہ ملایا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ تم اس آیت کو غیر محل پر حمل کیا ہے۔ پھر فرمایا۔ کہ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ انہوں نے رَبُّنَا اللّٰهُ کہکر اسپر استقامت کی۔ اور غیر خدا کی طرف مائل نہ ہوئے۔ اور ایمان کو شرک کے ساتھ نہ ملایا +

ابن جریر عامر بن سعد عجلی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آیت لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ کے بارے میں فرمایا کہ زیادۃ سے مراد خدا تعالےٰ کا دیدار ہے +

ابن جریر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آیت اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا سے وہ لوگ مراد ہیں۔ جنہوں نے ربنا اللہ کہا۔ اور پھر اسی اعتقاد پر وفات پائی +

فصل

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اقوال فیصلے خطبے اور دعائیں

لالکائی۔ ابن عمر رضؓ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک شخص حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ اور کہا۔ کیا زنا بھی تقدیر خدا سے ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ اُس شخص نے کہا۔ کہ جب خدا تعالےٰ نے اسے میری تقدیر میں لکھا ہے۔ تو مجھے عذاب کیوں کرے گا۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ اے مردار کے بیٹے: عذاب کریگا۔ بخدا اگر میرے پاس کوئی شخص موجود ہوتا۔ تو میں اسے حکم دیتا۔ کہ تیری ناک کاٹ ڈالتا +

ابن ابی شیبہ۔ زبیر سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خطبے میں فرمایا۔ اے لوگو! اللہ تعالےٰ سے شرم کرو مجھے اُس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ کہ جب میں باہر قضائے حاجت کے لئے جاتا ہوں۔ تو اللہ تعالےٰ سے شرم کرنے کے باعث اپنا سر ڈھانک لیتا ہوں۔

عبدالرزاق عمرو بن دینار سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ایک دفعہ فرمایا۔ اللہ تعالےٰ سے شرم کیا کرو۔ بخدا جب میں بیت الخلاء میں جاتا ہوں۔ تو خدا تعالےٰ سے شرم کرکے دیوار سے اپنی کمر لگا لیتا ہوں +

ابوداؤد۔ ابو عبداللہ صنابحی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ اُنہوں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پیچھے مغرب کی نماز پڑھی۔ تو آپ نے پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور قصار مفصل سے ایک سورت پڑھی۔ اور تیسری رکعت میں آیت رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا الخ پڑھی۔

ابن ابی خیثمہ اور ابن عساکر ابن عیینہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کسی کی تعزیت کرتے۔ تو فرماتے۔ کہ صبر کرنے سے مصیبت دور ہو جاتی ہے۔ اور جزع فزع کرنے سے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ موت اپنے ماقبل کی حالت کی نسبت سے تو سخت مگر بہ نسبت اپنے مابعد کے آسان ہے + رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات شریف کو یاد کرو۔ تمہاری مصیبت کم ہو جائے گی۔ اور خدا تعالےٰ تمہارا اجر زیادہ کریگا +

ابن ابی شیبہ اور دار قطنی سالم بن عبید سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ مجھ سے فرمایا کرتے تھے۔ کہ آؤ میرے ساتھ عبادت میں مشغول رہو۔ حتیٰ کہ صبح ہو جائے +

ابی قلابہ اور ابوالسفر سے مروی ہے۔ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ صبح تک دروازے کو بند رہنے دیا کرو +

بیہقی اور ابوبکر بن زیاد نیشاپوری کتاب الزیادات میں حذیفہ بن اسید سے روئیت کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ دونوں کو دیکھا ہے۔ وہ دونوں صلوٰۃ ضحیٰ اس ارادے سے نہیں پڑھا کرتے تھے کہ ان کا طریقہ اختیار کیا جائے۔

ابوداؤد ابن عباس سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ طافی مچھلی کھالیا کرو +

امام شافعی رضی اللہ عنہ سے روائیت ہے۔ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ گوشت کو حیوان کے بدلے بیچنا مکروہ جانتے تھے +

امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ سے مروی ہے۔ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ہی میراث میں دادے کو بمنزلہ باپ کے قرار دیا ہے +

ابن ابی شیبہ عطا سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔ کہ دادا بمنزلہ باپ کے ہے جب کہ باپ اس کے تحت نہ ہو۔ اور پوتا بمنزلہ بیٹے کے ہے جبکہ بیٹا اُس کے اوپر نہ ہو +

قاسم سے مروی ہے۔ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص لایا گیا۔ جو اپنے باپ سے علیحدہ ہو گیا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ اُس کے سر میں جوتے لگاؤ۔ کیونکہ اس کے سر میں شیطان گھس آیا ہے +

ابو مالک سے مروی ہے۔ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب کسی مُردے پر نماز جنازہ پڑھتے۔ تو فرماتے اَللّٰھُمَّ عَبْدُکَ اَسْلَمَہُ الْاَھْلُ وَالْمَالُ وَالْعَشِیْرَۃُ وَالذَّنْبُ عَظِیْمٌ وَاَنْتَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ (ترجمہ) اے اللہ یہ تیرا بندہ ہے۔ اس کے اہل و مال اور اقربا نے اسے چھوڑ دیا ہے۔ گناہ اسکا بڑا ہے۔ لیکن تو بڑا بخشنے والا مہربان ہے +

سعید بن منصور اپنی سُنن میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روائیت کرتے ہیں کہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عاصم بن عمر بن خطاب کے معاملے میں فیصلہ اُمِ عاصم کے حق میں کیا۔ اور فرمایا۔ کہ تمہاری والدہ کی مہربانی اور سونگھنا وغیرہ ہر چیز تمہارے لئے تمہاری جان سے بہتر ہے +

بیہقی قیس بن ابی حازم سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ ایک شخص حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا۔ کہ میرا والد چاہتا ہے۔ کہ میرا سب مال لے لیوے۔ آپ نے اس شخص کے والد کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ تم اُس کے مال سے اسقدر لے لو۔ جو تمہیں کفائیت کرے۔ اُس نے عرض کیا۔ اے خلیفہ رسول اللہ! کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمایا۔ کہ تو اور تیرا مال تیرے باپ کے لئے ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ مال سے مراد نفقہ اور بقدر ضرورت ہے

احمد عمرو بن شعیب سے اور وہ اپنے باپ اور وہ اُس کے دادا سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آزاد آزاد کو غلام کے بدلے قتل نہیں کیا کرتے تھے +

بخاری ابن ابی ملیکہ سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ ایک شخص نے کسی شخص کے ہاتھ کو کاٹ کھایا۔ جب اس شخص نے اپنے ہاتھ کو اس کے منہ سے باہر نکالا۔ تو جھٹکے سے دوسرے شخص کے سامنے کے دو دانت نکل آئے۔ (حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس جھگڑا آیا۔ تو آپ نے اُس کے قصاص کو باطل کیا +

ابن ابی شیبہ اور بیہقی عکرمہ سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کان کے بدلے ۱۵ اونٹ دیت مقرر کی تھی۔ اور فرمایا۔ کہ کان نہ ہونے کے عیب کو بال اور عمامہ پوشیدہ کر لیتے ہیں +

بیہقی وغیرہ ابی عمران جونی سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے شام کی طرف لشکر روانہ کیا۔ اور اسکا سردار یزید بن ابی سفیان کو کیا۔ اور جاتے وقت اُنہیں فرمایا۔ کہ میں تمہیں دس باتوں کی وصیت کرتا ہوں عورت لڑکے اور بوڑھے پھوس کو قتل نہ کریو۔ اور نہ ہی کسی میوہ دار درخت کو کاٹیو اور نہ کسی آبادی کو خراب کریو۔ اور کھانے کے سوا کسی اونٹ یا بکری کو بے فائدہ ذبح نہ کیجیو۔ اور نہ کھجور کے درخت کو جڑھ سے اکھاڑیو۔ اور نہ ہی اسے جلائیو۔ اور نہ اسراف کیجیو۔ اور نہ ہی بخل ظاہر کریو۔

احمد ابوداؤد اور نسائی۔ ابوبرزہ اسلمی سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ حضرت صدیق

اکبر رضی اللہ عنہ ایک شخص پر نہایت سخت خفا ہوئے۔ تو میں نے عرض کیا۔ یا خلیفہ رسول اللہ اسے قتل کر دیجئے۔ آپ نے فرمایا۔ تجھے خرابی ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص ایسا نہیں کر سکتا۔

اسیف رحمۃ اللہ علیہ کتاب الفتوح میں اپنے شیوخ سے نقل کرتے ہیں۔ کہ مہاجر بن امیہ کے پاس جو یمامہ کا حاکم تھا۔ دو گویہ عورتیں لائی گئیں۔ ان سے ایک نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو اور سب و شتم آمیز گیت گایا تھا۔ تو اس کا ہاتھ قطع کر دیا گیا تھا۔ اور سامنے کے چاروں دانت اکھیڑ دیئے گئے۔ اور دوسری نے مسلمانوں کی ہجو میں گیت گائے تھے۔ اس لیے اس کے بھی دانت اکھیڑ دیئے گئے۔ اور ہاتھ قطع کر دیا گیا۔ اس کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اسکی طرف خط لکھا۔ کہ مجھے تیرا فیصلہ جو تو نے اس عورت کے حق میں کیا تھا جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دی ہیں۔ پہونچا ہے۔ اگر مجھے معلوم ہونے سے پہلے تم فیصلہ نہ کر لیتے۔ تو تمہیں حکم کرتا۔ کہ اسے قتل کر دو۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام کی بے ادبی کی حد ایسی نہیں جو اوروں کی حد کے برابر ہو۔ جو شخص مسلمان ہو کر ایسی بے ادبی کا مرتکب ہو۔ تو وہ مرتد اور غدار ہے۔ اور جس نے مسلمانوں کی ہجو کی تھی اگر وہ مسلمان ہے۔ تو اسے تادیب کے لیے سزا دینی کافی تھی۔ مثلہ نہیں کرنا چاہئے تھا۔ اور اگر وہ عورت ذمیہ تھی۔ تو جب شرک جیسی بڑی چیز سے چشم پوشی کرتے ہو تو اس سے بھی چشم پوشی ہی کرنی چاہیئے تھی۔ آئندہ کے لیے ایسی باتوں میں احتیاط اور نرمی اختیار کرنا چاہیئے۔ اور مثلہ سے بچنا چاہیئے۔ کیونکہ وہ گناہ ہے۔ اور نفرت دلانے والی بات ہے۔ مگر قتل میں یہ باتیں نہیں۔

مالک اور دارقطنی صفیہ بنت ابو عبید سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک شخص نے ایک کنواری لڑکی سے زنا کیا۔ اور پھر اقرار بھی کر لیا۔ تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اسے سو درے لگوا کر جلاوطن کر کے فدک کی طرف بھیجدیا۔

ابو یعلی محمد بن حاطب سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک چور لایا گیا جس کے چاروں ہاتھ اور پاؤں کاٹے گئے تھے۔ آپ نے اسے دیکھکر فرمایا۔ کہ اب میں تیرے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کے سوا اور کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا۔ آپ نے تیرے قتل کا حکم صادر فرمایا۔ اور آپ مجھ سے بدرجہا دانا تھے۔ پھر آپ نے اس کے قتل کا حکم دیدیا۔

مالک رحمتہ اللہ۔ قاسم بن محمد سے روایت کرتے ہیں۔ کہ اہل یمن سے ایک شخص جسکا ایک ہاتھ اور ایک پاؤں کٹا ہوا تھا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہاں مہمان ہوا۔ اور شکایت کی۔ کہ حاکم یمن نے مجھ پر ظلم کیا ہے۔ رات کو اس شخص نے اسقدر نوافل پڑھے۔ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے دل میں کہا۔ کہ میری رات تو اس چور کی رات جیسی بھی نہیں ہے۔ تھوڑا ہی وقت گذرا تھا۔ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حرم محترم اسماء بنت عمیس کا ایک زیور کھویا گیا۔ گھروالوں کے ساتھ وہ ہاتھ کٹا شخص بھی زیور تلاش کرنے میں مشغول تھا۔ اور کہتا جاتا تھا۔ اے اللہ جس شخص نے ایسے شریف لوگوں کے گھر میں چوری کی ہے۔ اسے پکڑ۔ تلاش کرتے کرتے وہ زیور سنار کے پاس سے ملا۔ اور اس نے کہا۔ کہ اسی ہاتھ کٹے شخص نے میرے پاس بھیجا ہے۔ پھر شاید اس نے خود اقرار کر لیا۔ یا گواہوں نے گواہی دی۔ تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اسکا بایاں ہاتھ کاٹنے کا حکم صادر فرمایا۔ پھر فرمایا کہ بخدا اس نے اپنے آپ کو جو بد دعا دی ہے۔ وہ مجھے اس کے چوری کرنے سے گراں معلوم ہوئی ہے +

دار قطنی ۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایک ڈھال چرانے کے بدلے جس کی قیمت پانچ درہم تھی ہاتھ قطع کیا تھا +

ابو نعیم حلیہ میں ابو صالح سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں اہل یمن آئے۔ تو وہ قرآن مجید کو سنکر رونے لگے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ پہلے ہم بھی ایسے ہی رقیق القلب تھے۔ مگر اب ہمارے دل سخت ہو گئے ہیں۔ ابو نعیم کہتے ہیں۔ کہ سخت ہونے سے مراد یہ ہے۔ کہ اللہ تعالے کی معرفت سے مطمئن ہو گئے ہیں +

بخاری رح ابن عمر رضہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آپ کے اہل بیت میں انتظار کیا کرو +

ابو عبید رضہ غریب میں روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ جو شخص شروع اسلام میں فتنے شروع ہونے سے پہلے مر گیا۔ اس کے لئے خوشخبری ہے +

ائمہ اربعہ اور مالک رحمہ نے قبیصہ سے روایت کی ہے۔ کہ ایک عورت کسی میت کی دادی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور اپنے حصۂ میراث کی بابت پوچھا تو آپ نے فرمایا۔ قرآن مجید میں تمہارا کوئی حصہ مقرر نہیں۔ اور نہ ہی حدیث نبوی میں تیرا حصہ پاتا ہوں۔ پھر کسی وقت آنا تاکہ میں اور لوگوں سے بھی مشورہ کر لوں۔ پھر آپ نے صحابہ رضہ سے پوچھا۔ تو مغیرہ بن شعبہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ دادی کو چھٹا حصہ دلوایا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اس وقت کوئی اور بھی تمہارے ساتھ موجود تھا۔ اسپر محمد بن مسلمہ اُٹھے۔ اور کہا یہ سچ کہتے ہیں۔ پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس عورت کو چھٹا حصہ دلوا دیا +

مالک رحہ اور دارقطنی۔ قاسم بن محمدؒ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ کسی میت کی ایک دادی اور ایک نانی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اپنا حصہ میراث طلب کیا۔ تو آپ نے دادی کو حصہ دلوایا۔ اسپر عبدالرحمن بن سہل انصاری نے جو اہل بدر سے تھے۔ عرض کیا۔ کہ اے خلیفہ رسول اللہ! آپ نے اسکو حصہ دلوایا ہے۔ کہ اگر وہ مر جاتی۔ تو میت اُسکی وارث ہی نہ ہوتی۔ آپ نے وہ حصہ دونوں میں تقسیم کر دیا +

عبدالرزاق اپنی تصنیف میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رفاعہ کی بیوی نے طلاق لیکر عبدالرحمن بن زبیر سے نکاح کر لیا تھا۔ لیکن وہ بھی اُسے خوش نہ کر سکے۔ اور اس نے پھر رفاعہ کے پاس جانا چاہا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ یہ بات نہیں ہو سکتی۔ جب تک کہ وہ تم سے جماع نہ کرے (اسقدر حدیث صحیح بخاری میں بھی موجود ہے) مگر عبدالرزاق نے اس کے بعد یہ بھی زیادہ کیا ہے۔ کہ پھر وہ عورت انہیں کے پاس رہی۔ اور کچھ مدت کے بعد پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت شریف میں حاضر ہوئی۔ اور عرض کیا۔ کہ عبدالرحمن بن زبیر نے مجھ سے جماع کیا ہے۔ مگر پھر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے زوج اول کی طرف رجوع کرنے سے منع فرمایا۔ اور فرمایا۔ کہ شاید عبدالرحمن بن زبیر نے اُسے رفاعہ کی طرف بھیجنے پر مصالحت کر لی ہو۔ اور اس طرح اس کا دوسری دفعہ نکاح نہ ہو سکے۔ پھر یہ عورت حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہا کے عہد خلافت میں دونوں صاحبوں کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ مگر آپ نے اُسے رفاعہ کی طرف رجوع کرنے سے منع کیا +

بیہقی عقبہ بن عامر سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ عمرو بن عاص اور شرجیل بن حسنہ نے مجھے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں شام کے بطریق بنان کا سر دیکر روانہ کیا۔ جب میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہؤا۔ تو آپ نے اس بات کو مکروہ سمجھا۔ تو میں نے عرض کیا۔ اَے خلیفہ رسول اللہ! وہ بھی (یعنی عیسائی) ہمارے ساتھ ایسا ہی کیا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اُنہیں اہل فارس اور اہل روم کی اقتدا، نہیں کرنی چاہیئے۔ (کسی کے قتل کی بابت) صرف خبر دیدینی یا خط لکھ دینا ہی کافی ہے +

بخاری رح قیس بن ابی حازم سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ احمس کی ایک عورت کے پاس آئے۔ جسے زینب کہتے تھے۔ آپ نے دیکھا۔ کہ وہ بات چیت نہیں کرتی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ یہ گفتگو کیوں نہیں کرتی لوگوں نے کہا۔ کہ اُس نے چپ رہنے کا عزم بالجزم کرلیا ہے۔ آپ نے اُسے فرمایا کہ بات چیت کرو چپ نہ رہو۔ کیونکہ یہ ناجائز ہے۔ اور جاہلیت کی رسم ہے۔ یہ سُنکر وہ بولنے لگی۔ اور کہا۔ کہ آپ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ کہ میں مہاجرین سے ایک شخص ہوں۔ اُس نے کہا مہاجرین کون ہیں؟ آپ نے فرمایا قریش سے۔ پھر اُس نے کہا۔ کہ قریش کے کس گروہ سے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تو تو بڑی باتونی نکلی۔ میں ابوبکر رضہ ہوں۔ اُس نے کہا۔ کہ ہم اس امر صالح (یعنی اسلام پر) جو جاہلیت کے بعد ظاہر ہؤا ہے۔ کس طرح ثابت قدم رہ سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ جب تک تمہارے امام اسپر ثابت قدم رہیں تم بھی اسوقت تک ثابت قدم رہ سکتے ہو۔ اُس نے کہا۔ امام کون ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ کہ آخر تمہاری قوم میں رئیس واشراف نہیں ہیں جو تم پر حکم کرتے ہیں۔ اُس نے کہا۔ کہ ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ پس وہی لوگ امام ہیں +

بخاری رح عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا۔ جو مزدوری کیا کرتا تھا۔ اور اسی کی مزدوری سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ روٹی کھایا کرتے تھے۔ ایک دن وہ غلام کوئی چیز لایا۔ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اُسے کھایا۔ تو اُس غلام نے کہا۔ آپ جانتے تھے۔ یہ کیا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ یہ مال کیسا تھا؟ اُس نے عرض کیا۔ کہ میں نے زمانۂ جاہلیت میں ایک شخص کو کہانت سے بات بتائی تھی۔ اور میں کہانت سے اچھی طرح واقف نہیں تھا۔ بلکہ اٹکل پچو سے میں نے فریب دینے کی خاطر

اُسے کچھ تبلا دیا تھا - اب وہ شخص مجھے ملا - اور اُس نے یہ چیز مجھے دی جس سے آپ نے کچھ کھایا ہے - یہ سُن کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اُنگلی اپنے مُنہ میں ڈال کر قے کر دی +

احمد رح زہد میں ابن سیرین سے روائیت کرتے ہیں - کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سوا، مجھے ایسا اور کوئی شخص معلوم نہیں جس نے کھانا کھانے کے بعد اُسے قے کر کے باہر نکال دیا ہو - اس کے بعد اُنہوں نے مذکورہ بالا قصّہ کو بیان کیا +

نسائی اسلم سے روائیت کرتے ہیں - کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے - تو اس وقت آپ اپنی زبان پکڑے ہوئے تھے اور کہ رہے تھے - کہ اسی نے مجھے مصیبت میں ڈالا ہے +

ابو عبید، غریب میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں - کہ آپ عبدالرحمٰن بن عوف کے پاس سے گذرے - اور وہ اپنے ایک ہمسایہ سے لڑ رہے تھے - آپ نے یہ دیکھ کر فرمایا - کہ ہمسایہ سے نہ لڑو - کیونکہ یہ باتیں باقی رہ جائینگی - اور لوگ تمہارے پاس سے چلے جائینگے +

ابن عساکر موسٰے بن عقبہ سے روائیت کرتے ہیں - کہ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خطبہ پڑھتے - تو فرمایا کرتے تھے :- اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَحْمَدُہٗ وَاَسْتَعِیْنُہٗ وَاَسْئَلُہُ الْکَرَامَۃَ فِیْمَا بَعْدَ الْمَوْتِ فَاِنَّہٗ قَدْ دَنَا اَجَلِیْ وَاَجَلُکُمْ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا وَّ سِرَاجًا مُّنِیْرًا لِیُنْذِرَ مَنْ کَانَ حَیًّا وَّیَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَی الْکَافِرِیْنَ ۝ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ یَّعْصِہِمَا فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِیْنًا ۝ اُوْصِیْکُمْ بِتَقْوَی اللّٰہِ وَالْاِعْتِصَامِ بِاَمْرِ اللّٰہِ الَّذِیْ شَرَعَ لَکُمْ وَھَدَاکُمْ بِہٖ فَاِنَّ جَوَامِعَ ھُدَی الْاِسْلَامِ بَعْدَ کَلِمَۃِ الْاِخْلَاصِ السَّمْعُ وَالطَّاعَۃُ لِمَنْ وَلَّاہُ اللّٰہُ اَمْرَکُمْ فَاِنَّہٗ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَاُولِی الْاَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّھْیِ عَنِ الْمُنْکَرِ فَقَدْ اَفْلَحَ وَاَدَّی الَّذِیْ عَلَیْہِ مِنَ الْحَقِّ وَاِیَّاکُمْ وَ اِتِّبَاعَ الْھَوٰی فَقَدْ اَفْلَحَ مَنْ حَفِظَ مِنَ الْھَوٰی وَالطَّمَعِ وَالْغَضَبِ وَ

إِيَّاكُمْ وَالْفَخْرَ وَمَا فَخْرُ مَنْ خُلِقَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ إِلَى التُّرَابِ يَعُودُ ثُمَّ يَأْكُلُهُ الدُّودُ ثُمَّ هُوَ الْيَوْمَ حَيٌّ وَغَدًا مَيِّتٌ فَاعْمَلُوا يَوْمًا بِيَوْمٍ وَ سَاعَةً بِسَاعَةٍ وَتَوَقَّوْا دُعَاءَ الْمَظْلُومِ وَعُدُّوا أَنْفُسَكُمْ فِي الْمَوْتَى وَ اصْبِرُوا فَإِنَّ الْعَمَلَ كُلَّهُ بِالصَّبْرِ وَاحْذَرُوا وَالْحَذَرُ يَنْفَعُ وَاعْمَلُوا وَ الْعَمَلُ يُقْبَلُ وَاحْذَرُوا مَا حَذَّرَكُمُ اللّٰهُ مِنْ عَذَابِهِ وَسَارِعُوا فِيمَا وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مِنْ رَحْمَتِهِ وَافْهَمُوا وَتَفَهَّمُوا وَاتَّقُوا وَتَوَقَّوْا فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَيَّنَ لَكُمْ مَا أَهْلَكَ بِهِ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ وَمَا نَجَّى بِهِ مَنْ نَجَا قَبْلَكُمْ قَدْ بَيَّنَ لَكُمْ فِي كِتَابِهِ حَلَالَهُ وَحَرَامَهُ وَمَا يُحِبُّ مِنَ الْأَعْمَالِ وَمَا يَكْرَهُ فَإِنِّي لَا آلُوكُمْ وَنَفْسِي نُصْحًا وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ مَا أَخْلَصْتُمْ لِلّٰهِ مِنْ أَعْمَالِكُمْ فَرَبَّكُمْ أَطَعْتُمْ وَحَظَّكُمْ حَفِظْتُمْ وَاغْتَبَطْتُمْ وَمَا تَطَوَّعْتُمْ بِهِ لِدِينِكُمْ وَاجْعَلُوهُ نَوَافِلَ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ تَسْتَوْفُوا لِسَلَفِكُمْ وَتُعْطَوْا جَزَاءَكُمْ حِينَ فَقْرِكُمْ وَحَاجَتِكُمْ إِلَيْهَا ثُمَّ تَفَكَّرُوا عِبَادَ اللّٰهِ فِي إِخْوَانِكُمْ وَصَحَابَتِكُمُ الَّذِينَ مَضَوْا قَدْ وَرَدُوا عَلَى مَا قَدَّمُوا فَأَقَامُوا عَلَيْهِ وَحَلُّوا فِي الشَّقَاءِ وَالسَّعَادَةِ فِيمَا بَعْدَ الْمَوْتِ إِنَّ اللّٰهَ لَيْسَ لَهُ شَرِيكٌ وَلَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَحَدٍ مِنْ خَلْقِهِ نَسَبٌ يُعْطِيهِ بِهِ خَيْرًا وَلَا يَصْرِفُ عَنْهُ سُوءًا إِلَّا بِطَاعَتِهِ وَاتِّبَاعِ أَمْرِهِ فَإِنَّهُ لَا خَيْرَ فِي خَيْرٍ بَعْدَهُ النَّارُ وَلَا شَرَّ فِي شَرٍّ بَعْدَهُ الْجَنَّةُ أَقُولُ قَوْلِي هٰذَا وَ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِي وَلَكُمْ وَصَلُّوا عَلَى نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

ترجمہ ہر طرح کی تعریف خدا تعالےٰ کے لیے ہی ہے۔ میں خدا تعالےٰ کی ہی تعریف

کرتا ہوں۔ اور اسی سے مدد مانگتا ہوں۔ اور مرنے کے بعد اسی سے بزرگی طلب کرتا ہوں
کیونکہ میری اور تمہاری موت قریب آ گئی ہے۔ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں۔ کہ خدا تعالےٰ
کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے بندے اور رسول ہیں
جنکو خدا تعالےٰ نے حق دیکر بشارت دینے والا اور ڈرانے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے
تاکہ زندہ آدمیوں کو ڈرائیں۔ اور کافروں پر اتمام حجت ہو۔ جس نے اللہ تعالےٰ اور اس
کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کی۔ تو وہ راہ یاب ہو گیا۔ اور جس نے اُن کی نافرمانی
کی۔ تو وہ کھُلے طور سے گمراہ ہو گیا۔ میں تمہیں خدا سے ڈرنے اور اللہ تعالےٰ کے اس امر
کے ساتھ جسکو اُس نے تمہارے لئے مقرر کیا ہے۔ اور اس سے تمہیں ہدایت دی ہے
چنگل مارنے کی وصیت کرتا ہوں۔ کیونکہ کلمہ اخلاص کے بعد اسلام کی ہدائت کی جامع بات
خدا تعالےٰ کے حاکم کردہ شخص کی فرمانبرداری کرنا ہے۔ کیونکہ جو شخص اللہ اور اُن حاکموں
کی جو نیکی کا حکم کرتے اور برائی سے روکتے ہیں فرمانبرداری کرے۔ تو اُس نے خلاصی پالی۔
اور اپنا حق ادا کر دیا۔ تمہیں چاہئے کہ خواہشات نفسانی کی پیروی سے بچتے رہو۔ کیونکہ جو شخص
خواہشات اور طمع و غضب سے بچتا رہا۔ اس نے خلاصی پالی۔ تمہیں فخر سے بھی بچتے رہنا
چاہئے۔ اور وہ شخص فخر کر ہی کیا سکتا ہے۔ جو مٹی سے پیدا ہوا ہے۔ اور پھر مٹی میں ہی
جائیگا۔ اور وہاں اُسے کیڑے کھائینگے۔ آج وہ زندہ ہے۔ مگر کل وہ مُردہ ہوگا۔
اِس لئے تمہیں چاہئے۔ کہ ہر دن اور ہر وقت عمل کرتے رہو۔ اور مظلوم کی دعا سے
بچتے رہو۔ اور اپنے آپ کو مُردوں سے شمار کرو۔ اور صبر اختیار کرو۔ کیونکہ سب کام صبر
سے ہی انجام پاتے ہیں۔ اور خوف کرتے رہو۔ کیونکہ خوف نفع دیتا ہے۔ اور اعمال نیک
کرتے رہو۔ کیونکہ وہ قبول ہوتے ہیں۔ اور جس چیز کے عذاب سے تمہیں خدا نے ڈرایا
ہے۔ اُس سے ڈرتے رہو۔ اور جس چیز کے کرنے سے خدا تعالےٰ نے تمہیں ثواب
کا وعدہ فرمایا ہے۔ اُس کے کرنے میں جلدی کرو۔ اور لوگوں کو سمجھاؤ۔ اور خود بھی سمجھو
اور خدا تعالےٰ سے ڈرو۔ اور گناہوں سے بچو۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے وہ بات تمہیں
کھول کر بتا دی ہے۔ جس کے باعث پہلے لوگ ہلاک ہوئے۔ اور اس بات کو بھی بیان کر دیا
ہے جس کے باعث ان کو نجات ملی۔ قرآن مجید میں اس نے تمہارے لئے حلال و
حرام چیزیں بیان کر دی ہیں۔ اور وہ اعمال بھی بیان کئے ہیں۔ جو اُسے پسند ہیں۔
یا ناپسند ہیں۔ میں اپنے آپ کو اور تم کو نصیحت کرنے میں کوتاہی نہیں کرتا۔ خدا ہی
سے مدد چاہی گئی ہے۔ اور گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت خدا تعالےٰ سے

ہی ہے۔ تمہیں معلوم رہے۔ کہ تم نے اپنے رب کے لئے عمل خالص نہیں کئے
تمہیں چاہیئے کہ اپنے رب کی تابعداری کرو۔ اور اپنے نصیبہ کی حفاظت کرو۔ اور
اعمال نیک میں رشک کرو۔ اور جو کچھ تم نے اپنے دین کے لئے بطور نوافل ادا کیا
ہے۔ اُسے اپنی آخرت کے لئے ذخیرہ کرو۔ اپنے سلف کا حق پوری طرح ادا کرو۔
اور ان کو بدلہ دو۔ وہ تمہیں اس وقت جب کہ تم اُن کی طرف محتاج ہو گے بدلہ دینگے
اے بندگانِ خدا! اپنے بھائیوں اور ان کے دوستوں میں جو گذر گئے ہیں۔ غور کرو۔ کہ وہ
اس چیز سے جا ملے ہیں جسکو انہوں نے آگے بھیجا تھا۔ اور اسپر قائم رہے تھے۔
اور اب وہ موت کے بعد دوزخ میں یا بہشت میں نازل ہیں۔ اللہ تعالےٰ کا کوئی
شریک نہیں ہے۔ اور خلقت میں سے کسی شخص اور اوس کے درمیان نسبت نہیں
ہے۔ کہ اس کے ذریعہ سے وہ اسے بھلائی دیوے۔ اور برائی کو روک لے۔ یہ بات
صرف اس کی اطاعت اور اتباع امر سے حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ اس بھلائی
میں کوئی خوبی نہیں۔ جس کے بعد آگ ہو۔ اور اُس برائی میں کوئی برائی نہیں جس کے
بعد جنت ہو۔ یہ بات کہکر اب میں اللہ تعالےٰ سے اپنے اور تمہارے لئے بخشش
طلب کرتا ہوں۔ اب تم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور سلام بھیجو +

حاکم اور بیہقی عبد اللہ بن حکیم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت صدیق اکبر رضی
اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ سنایا۔ تو پہلے خدا تعالےٰ کی حمد و ثنا کی اور پھر فرمایا:۔

اُوصِیکُمْ بِتَقْوَی اللّٰہِ وَاَنْ تُثْنُوْا عَلَیْہِ بِمَا ھُوَ لَہٗ اَھْلٌ وَاَنْ تَخْلِطُوا
الرَّغْبَۃَ بِالرَّھْبَۃِ فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اَثْنٰی عَلٰی زَکَرِیَّا وَاَھْلِبَیْتِہٖ فَقَالَ اِنَّھُمْ
کَانُوْا یُسَارِعُوْنَ فِی الْخَیْرَاتِ وَیَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَھَبًا وَّکَانُوْا لَنَا
خَاشِعِیْنَ ثُمَّ اعْلَمُوْا عِبَادَ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ قَدِ ارْتَھَنَ بِحَقِّہٖ اَنْفُسَکُمْ
وَاَخَذَ عَلٰی ذٰلِکَ مَوَاثِیْقَکُمْ وَاشْتَرٰی مِنْکُمُ الْقَلِیْلَ الْفَانِیَ بِالْکَثِیْرِ
الْبَاقِیْ وَھٰذَا کِتَابُ اللّٰہِ فِیْکُمْ لَا یَطْفَأُ نُوْرُہٗ وَلَا تَنْقَضِیْ عَجَائِبُہٗ
فَاسْتَضِیْئُوْا بِنُوْرِہٖ وَانْتَصِحُوْا کِتَابَہٗ وَاسْتَضِیْئُوْا مِنْہُ لِیَوْمِ الظُّلْمَۃِ
فَاِنَّہٗ اِنَّمَا خَلَقَکُمْ لِعِبَادَتِہٖ وَوَکَّلَ بِکُمْ کِرَامًا کَاتِبِیْنَ یَعْلَمُوْنَ مَا

تفعلون ۔ ثم اعلموا عباد اللہ انکم تغدون و تروحون فی اجلٍ
قد غیب عنکم علمہ فان استطعتم ان تنقضی الاجال وانتم
فی عمل اللہ فافعلوا ولن تستطیعوا ذلک الا باذن اللہ سابقوا فی اجالکم
قبل ان تنقضی اجالکم فتردکم الی اسوء اعمالکم فان قوما جعلوا
اجالھم لغیرھم و نسوا انفسھم فانھاکم ان تکونوا امثالھم
فالوحا الوحا ثم النجا النجا فان وراءکم طالبا حثیثا امرہ سریع ۔

(ترجمہ) میں تمہیں وصیت کرتا ہوں۔ کہ اللہ سے ڈرو ۔ اور اس کے لائق اس کی حمد و ثنا کرو ۔ اور رغبت اور خوف کو آپس میں ملاؤ ۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے زکریا علیہ السلام اور ان کی زوجہ کی صفت بیان کی ہے ۔ اور فرمایا ہے ۔ کہ وہ نیک کاموں میں جلدی کیا کرتے تھے ۔ اور ہم سے رجاء و خوف سے دُعاء بھی کیا کرتے تھے ۔ اور وہ ہمارے نہایت درجہ کے تابعدار تھے ۔ اے بندگانِ خدا تمہیں معلوم رہے ۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے حق کے عوض تمہاری جانوں کو گرو رکھ لیا ہے ۔ اور اس بات پر تم سے عہد و پیمان لے لئے ہیں ۔ اور تم سے تھوڑی سی اور فانی چیز کو ایک بہت بڑی اور باقی چیز کے بدلے خرید لیا ہے ۔ یہ اللہ تعالےٰ کی کتاب تمہارے درمیان موجود ہے ۔ جس کا نور کبھی نہیں بجھیگا ۔ اور اُس کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہونگے ۔ پس تم اس کے نور سے روشنی حاصل کرو ۔ اور اس سے نصیحت حاصل کرو ۔ اور اس سے اپنے آپ کو منور کر کے یوم ظلمت کے لئے تیار ہو جاؤ ۔ خدا تعالےٰ نے تمہیں اپنی عبادت کے لئے ہی پیدا کیا ہے ۔ اور کرام کاتبین تم پر مامور کئے ہیں جو کچھ تم کرتے ہو ۔ وہ اسے جانتے ہیں ۔ اے بندگانِ خدا ! جان لو ۔ کہ تم ایک ایسی مدت میں صبح و شام کرتے ہو جس کے انتہاء کا علم تم سے پوشیدہ ہے ۔ اگر تم سے یہ ہو سکتا ہے ۔ کہ تمہاری عمریں ایسے حال میں ختم ہوں ۔ کہ تم اللہ کے عمل میں مشغول ہو ۔ تو یہ بات کرو ۔ مگر یہ بات تم خدا کے حکم کے بغیر نہیں کر سکتے عمروں کے ختم ہونے سے پہلے نیک اعمال میں سبقت کرو ۔ تاکہ وہ تمہیں بُرے اعمال کی طرف نہ لے جائیں ۔ کیونکہ بعض لوگوں نے اپنی عمروں کو غیروں کے لئے بنایا اور اپنی جانوں کو بھول گئے ۔ پس میں تمہیں روکتا ہوں ۔ کہ تم نے ان کی روش اختیار

نہ کرتی - پس جلدی کرو جلدی کرو - اور نجات طلب کرو نجات طلب کرو - کیونکہ تمہارے پیچھے ایک جلد طلب کرنے والا لگا ہُوا ہے جسکا حکم بہت تیز ہے

ابن ابی الدنیا اور احمد زہد میں اور ابو نعیم حلیہ میں یحیی بن ابی کثیر سے روایت کرتے ہیں کرتے ہیں - کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خطبے میں فرمایا کرتے تھے :- اَیْنَ

اَلْوُضَاۃُ الْحَسَنَۃُ وُجُوْھُھُمْ الْمُعْجَبُوْنَ بِشَبَابِھِمْ اَیْنَ الْمُلُوْکُ الَّذِیْنَ بَنَوُا الْمَدَآئِنَ وَحَصَّنُوْھَا اَیْنَ الَّذِیْنَ کَانُوْا یُعْطُوْنَ الْغَلَبَۃَ فِیْ مَوَاطِنِ الْحَرْبِ قَدْ تَضَعْضَعَ اَرْکَانُھُمْ حِیْنَ اَفْنٰی بِھِ الدُّھُوْرُ وَاَصْبَحُوْا فِیْ ظُلُمَاتِ الْقُبُوْرِ اَلْوَحَا اَلْوَحَا اَلنَّجَا اَلنَّجَا ؕ

ترجمہ :- وہ خوبصورت لوگ کہاں ہیں جن کی خوبصورتی سے لوگ تعجب کیا کرتے تھے وہ بادشاہ کہاں ہیں جنہوں نے شہر بنائے - اور اُنہیں مضبوط کیا - وہ لوگ کہاں ہیں جو میدان جنگ میں غالب رہتے تھے - زمانہ نے جب اُنہیں فنا کیا - تو ان کے ارکان نیست و نابود ہو گئے - اور وہ قبر کے اندھیرے میں جا پڑے پس جلدی کرو جلدی کرو - اور نجات طلب کرو - نجات طلب کرو ؕ

احمد زہد میں روائیت کرتے ہیں - کہ سلمان رضؓ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا - کہ مجھے کوئی نصیحت کیجئے آپ نے فرمایا - اے سلمان ! اللہ سے ڈرتا رہا کر - اور جان لے - کہ عنقریب ہی فتوح ہونگی - میں نہیں جانتا - کہ ان سے تیرا حصّہ کتنا ہوگا - کیا وہ جو تو اپنے پیٹ میں پالیگا - یا اُسے اپنی پیٹھ پر ڈال لیگا - جان لے - کہ جو شخص پانچوں وقت نماز ادا کرے - تو وہ اللہ تعالےٰ کے ذمّے میں صبح کرتا ہے - اور اسی کے ذمّے میں شام کرتا ہے - پس تم خدا تعالےٰ کے اہل ذمہ سے کسی کو قتل نہ کرنا - (اور اگر کرو گے ، تو اللہ تعالےٰ کا ذمّہ توڑو گے - اور خدا تعالےٰ اس کے عوض تمہیں آگ میں اوندھا کر کے ڈالیگا ؕ

مروی ہے - کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا - کہ دیندار اور صالح لوگ یکے بعد دیگرے مرتے جائینگے - حتّٰی کہ دُنیا میں ایسے لوگ رہ جائینگے - جو کھجوروں یا جو کے پس خوردہ کی طرح ہونگے - اللہ تعالےٰ ان کی پرواہ نہیں کریگا -

سعید بن منصور اپنی سنن میں معاویہ بن قرہ سے روائیت کرتے ہیں - کہ حضرت صدیق

اکبر رضی اللہ عنہ اپنی دعا میں فرمایا کرتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ خَیْرَ عُمُرِیْ اٰخِرَہٗ وَخَیْرَ عَمَلِیْ خَوَاتِمَہٗ وَخَیْرَ اَیَّامِیْ یَوْمَ لِقَائِکَ (ترجمہ) اے اللہ میری عمر کا بہتر حصہ آخر عمر کو بنا۔ اور میرے عملوں سے بہتر ان سے آخری عمل کو کر۔ اور میرے دنوں سے بہتر دن اپنے دیدار کا دن بنا +

احمد رح زوائد الزہد میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنی دعا میں یہ الفاظ فرمایا کرتے تھے:۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الَّذِیْ ھُوَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ عَاقِبَۃِ الْاَمْرِ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ اٰخِرَ مَا تُعْطِیْنِیْ الْخَیْرَ رِضْوَانَکَ وَالدَّرَجَاتِ الْعُلٰی مِنْ جَنَّاتِ النَّعِیْمِ (ترجمہ) اے اللہ میں تجھ سے اس چیز کا سوال کرتا ہوں جو آخرت میں میرے لئے بہتر ہو۔ اے اللہ بھلائی اور نیکی سے جو آخری چیز مجھے عطا کرے۔ وہ تیری خوشنودی ہو۔ اور جنات نعیم کے بلند درجے ہوں۔ ۱۲

عرفجہ سے مروی ہے۔ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ جو شخص رو سکتا ہے۔ تو اسے چاہئیے کہ رو لے۔ ورنہ ایک دن وہ رولایا جائیگا +

عزرہ سے مروی ہے۔ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ عورتوں کو دو باتوں نے ہلاک کیا۔ سونے اور زعفران نے +

مسلم بن یسار سے مروی ہے۔ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ مسلمان کو ہر بات کا اجر ملتا ہے۔ حتٰی کہ رنج میں بھی اور جوتی کا تسمہ ٹوٹ جانے کے رنج سے بھی۔ اور مال کے گم ہو جانے کے رنج سے بھی۔ اگرچہ وہ بعد ازاں اس مال کو اپنی بغل ہی میں موجود پائے +

میمون بن مہران سے مروی ہے۔ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک بڑے پروں والا کوا شکار کر کے لایا گیا۔ تو آپ نے اسے الٹ کر فرمایا۔ کہ جو جانور شکار کیا جاتا ہے۔ یا جو درخت کاٹا جاتا ہے۔ اس کا باعث یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ تسبیح سے رک جاتا ہے +

بخاری رح ادب میں اور عبداللہ بن احمد زوائد الزہد میں صنابجی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ ایک مسلمان کی اپنے دوسرے مسلمان بھائی کے حق میں محض للہ دعا کرنی بہت جلد مستجاب ہوتی ہے

عبداللہ بن احمد زوائد الزہد میں عبید بن عمیر سے اور وہ لبید شاعر سے روایت

کرتے ہیں۔ کہ اُس نے یعنی لبید نے، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ شعر پڑھا۔ ؎ الا کل شیء ما خلا اللہ باطل[1] آپ نے فرمایا تو نے سچ کہا ہے۔ پھر اُس نے دوسرا مصرعہ یوں پڑھا ؎ وکل نعیم لا محالۃ زائل[2] آپ نے فرمایا کہ یہ تم نے جھوٹ کہا ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے ہاں جو نعمتیں ہیں وہ کبھی زائل نہیں ہونگی۔ جب لبید وہاں سے چلا گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ شاعر بسا اوقات ایسی بات بھی کہہ دیتے ہیں۔ جو دانائی کی ہوتی ہے +

فصل

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے وہ کلمات جن سے آپ کی شدتِ خوفِ الٰہی ظاہر ہوتی ہے

ابو احمد حاکم معاذ بن جبل سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ایک باغ میں تشریف لے گئے۔ تو وہاں آپ نے ایک چڑیا کو سایہ میں بیٹھے ہوئے دیکھ کر حسرت سے ایک آہ کھینچ کر فرمایا۔ اے جانور تجھے مبارک ہو۔ کہ درختوں کے پھل کھاتا ہے۔ اور اُن کے سایہ میں آرام لیتا ہے۔ اور تجھ سے کسی بات کا حساب نہ ہوگا۔ کاش کہ ابو بکر تیرے جیسا ہوتا +

ابن عساکر اصمعی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی کوئی شخص مدح کرتا۔ تو آپ فرماتے۔ اے اللہ! تو مجھ سے میرے نفس کا اچھی طرح واقف ہے۔ اور میں ان لوگوں سے اپنے نفس کا اچھی طرح واقف ہوں۔ اے اللہ! جیسا ان کا میرے بارے میں خیال ہے اس سے بہتر مجھے بنا دے۔ اور میرے وہ گناہ بخشدے جنہیں یہ لوگ نہیں جانتے۔ اور ان کی بات سے مجھے گرفت نہ کرنا +

احمد رح زوائد الزہد میں ابی عمران جونی سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں۔ کہ مومن پہلو کا ایک بال

[1] اللہ تعالےٰ کے سوا ہر چیز باطل ہے [2] اور ہر ایک نعمت لا محالہ زائل ہو جائے گی

ہی ہوتا ۔

احمد رح زوائد الزہد میں مجاہد رح سے روایت کرتے ہیں ۔ کہ جب ابن زبیر رضی اللہ عنہ نماز میں کھڑے ہوتے ۔ تو خوف الٰہی کے مارے ستون کی طرح بے حس و حرکت ہو جاتے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا بھی یہی حال تھا ۔

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ۔ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ۔ بخدا میں اس بات کو پسند کرتا ہوں ۔ کہ میں درخت ہوتا ۔ جسے جانور کھا لیتے ہیں ۔ یا لوگ اُسے کاٹ ڈالتے ہیں ۔

قتادہ سے مروی ہے ۔ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے ۔ کاش کہ میں گھاس پات ہوتا ۔ اور جانور مجھے کھا لیتے ۔

ضمرہ بن حبیب سے مروی ہے ۔ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ایک صاحبزادے وفات کے وقت بار بار سرہانے کی طرف دیکھتے تھے ۔ جب وہ وفات پا گئے ۔ تو لوگوں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا ۔ کہ ہم نے آپ کے صاحبزادے کو بار بار اس سرہانے کی طرف نظر کرتے دیکھا ہے ۔ اور جب سرہانے کو اٹھا کر دیکھا گیا ۔ تو اس کے نیچے شاید پانچ یا چھ دینار تھے ۔ یہ سُنکر آپ نے حیرت اور تعجب سے اپنا ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارا ۔ اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن پڑھتے ہوئے فرمایا ۔ اے فلانے میں نہیں سمجھتا ۔ کہ تم کو اس میں عذر کی کوئی گنجائش مل سکے ۔

ثابت بنانی ۔ سے مروی ہے ۔ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس شعر کو بطور مثال پڑھا کرتے تھے ۔ شعر

لَا تَزَالُ تَنۡعیٰ حَبِیۡبًا حَتّٰی تَکُوۡنَہٗ ۔۔۔ وَقَدۡ یَرۡجُو الۡفَتٰی الرَّجَاءَ یَمُوۡتُ دُوۡنَہٗ

(ترجمہ) تجھے ہمیشہ کسی نہ کسی دوست کی خبر مرگ دی جاتی ہے ۔ حتیٰ کہ تو خود کسی دن وہ خبر ہو جائیگا ۔ یعنی تو بھی مر جائیگا ۔ اور تیری خبر دوسروں کو ملیگی ۔ آدمی کبھی ایسی امید بھی کرتا ہے ۔ کہ اس امید کے حصول سے پہلے ہی مر جاتا ہے

ابن سعد ابن سیرین سے روایت کرتے ہیں ۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بڑھکر کوئی شخص نہیں تھا ۔ جو نامعلوم بات کے بتانے میں آپ جیسا احتیاط کرتا ہو ۔ اور آپ کے بعد پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بڑھکر اس صفت والا شخص کوئی نہیں تھا ۔ چنانچہ ایک دفعہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک معاملہ پیش ہوا ۔ تو آپ کو اسکا فیصلہ نہ ہی قرآن مجید

نہیں ملا اور نہ حدیث شریف میں۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ میں اپنی رائے سے فیصلہ کرتا ہوں اگر درست ہوا۔ تو یہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ہے۔ اور اگر اسمیں غلطی واقع ہوئی۔ تو مجھ سے ہے۔ اور میں خدا تعالےٰ سے مغفرت مانگتا ہوں ؛

فصل

خواب کی تعبیروں میں جو کچھ آپ نے فرمایا

سعید بن منصور سعید بن مسیّب سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خواب دیکھا۔ کہ گویا تین چاند آپ کے گھر میں آ پڑے ہیں۔ پھر اُسے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے جو سب سے بڑھکر معبّر تھے بیان کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اگر یہ خواب سچا ہے تو تمہارے گھر میں تمام دُنیا سے بہتر تین آدمی دفن ہونگے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی۔ تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ یہ لے تیرے چاندوں میں سب سے بہتر چاند آگیا ؛

عمر بن شرحبیل سے مروی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا۔ کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے۔ کہ میں کالی بکریوں کو ہانک رہا ہوں۔ پھر میں نے سفید کو ہانکنا شروع کیا۔ اور وہ اسقدر بڑھیں کہ کالی بکریاں ان میں معلوم بھی نہیں ہوتی تھیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! وہ سیاہ بکریاں عرب ہیں جو کثرت سے اسلام لائینگے۔ اور سفید بکریوں سے عجم مراد ہیں جو اس کثرت سے ایمان لائینگے۔ کہ ان کی کثرت کے باعث عرب ان میں دکھائی بھی نہیں دینگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ مجھے صبح کو فرشتے نے بھی یہی تعبیر بتلائی ہے

ابن ابی لیلیٰ سے مروی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا کہ میں نے خواب دیکھا ہے۔ کہ میں ایک کنوئیں سے پانی نکال رہا ہوں۔ اتنے میں میرے پاس کالی بکریاں آئیں۔ اور پھر سُرخ و سپید بکریاں آگئیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ کہ ذرا توقف فرمائیے میں اسکی تعبیر بیان کرتا ہوں۔ پھر آپ نے مذکورہ بالا تعبیر بیان کی ؛

ابن سعد۔ محمد بن سیرین سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس اُمت میں سب سے بڑھکر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تعبیر دان تھے

ابن سعد۔ ابن شہاب سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خواب دیکھا۔ اور اُسے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے اسطرح بیان فرمایا۔ کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں نے اور تم نے ایک سیڑھی میں ایک دوسرے سے پیشدستی چاہی ہے۔ لیکن میں ڈھائی درجے آگے گذر گیا ہوں۔ آپ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ آپ کو اللہ تعالےٰ نے اپنی مغفرت ورحمت کی طرف اُٹھالیگا۔ اور میں آپ کے بعد ڈھائی سال تک زندہ رہونگا +

عبدالرزاق اپنی تصنیف میں ابی قلابہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک شخص نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا۔ کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے۔ کہ میں خون کے رنگ کا پیشاب کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تم اپنی عورت سے حالت حیض میں ہمبستر ہوتے ہو گے۔ اس سے توبہ کرو۔ پھر کبھی ایسا نہ کرنا +

فائدہ۔ بیہقی دلائل میں عبداللہ بن بریدہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن عاص کو ایک لشکر کا امیر بنا کر بھیجا جس میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے۔ جب میدانِ جنگ میں پہونچے۔ تو عمرو بن عاص نے لوگوں کو آگ جلانے سے منع کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس بات سے آشفتہ ہوئے۔ اور چاہا کہ اُن کو سختی سے پوچھیں۔ مگر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ کو روک دیا۔ اور کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں لڑائی کے فنون سے واقف ہونے کی وجہ سے امیر بنایا ہے۔ اور اب یہ اُن کی رائے ہے۔ اس پر عمل کرنا چاہئیے +

بیہقی ابی معشر سے اور وہ اپنے بعض مشائخ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں جو معمولی درجے کے شخص کو لوگوں پر امیر بنا دیا کرتا ہوں۔ حالانکہ اس سے افضل موجود ہوتے ہیں۔ تو اسکا یہ باعث ہے۔ کہ وہ شخص فنونِ جنگ اور اس کے داؤ پیچ سے خوب واقف ہوتا ہے +

فصل

حنیفہ بن خیاط اور احمد بن حنبل اور ابن عساکر یزید بن اصم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ کہ میں بڑا ہوں یا تم۔

آپ نے عرض کیا۔ کہ آپ مجھ سے بڑے اور بزرگ ہیں۔ اور میں عمر میں آپ سے بڑا ہوں۔ (یہ حدیث مرسل اور غریب ہے) اگر یہ صحیح ہو۔ تو اس سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اعلیٰ درجہ کی ذکاوت اور ذہانت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کا پتہ ملتا ہے مگر مشہور یہ ہے۔ کہ یہ جواب حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے دیا تھا۔ اسعید بن یربوع نے بھی یہی جواب دیا تھا۔ اس حدیث کو طبرانی نے روائت کیا ہے کہ اور لفظ اس کے یہ ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا۔ کہ ہم دونوں سے کون بڑا ہے تو انہوں نے عرض کیا۔ کہ آپ مجھ سے بڑے اور افضل ہیں اور میں عمر میں بڑا ہوں +

ابو نعیم سے مروی ہے۔ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا۔ اے خلیفہ رسول اللہ! آپ اہل بدر کو عامل کیوں متقرر نہیں فرماتے؟ آپ نے فرمایا مجھے ان کا مرتبہ تو معلوم ہے۔ مگر میں نہیں چاہتا کہ دُنیا کی میل سے میں اُنہیں ناپاک کروں +

احمد زوائد الزہد میں اسمٰعیل بن محمد سے روائت کرتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں کچھ مال تقسیم کیا۔ تو سب کو یکساں دیا۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے کہ آپ اہل بدر اور دوسرے لوگوں کو یکساں بناتے ہیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ دنیاوی مال تو قوت لایموت کے لئے ہوتا ہے اسلئے یہ جسقدر بہت سے شخصوں کو ملے۔ اتنا ہی بہتر ہے۔ اور اُن کی بزرگی اُن کے اجروں میں ہے +

فصل

احمد زوائد الزہد میں ابو بکر بن حفص سے روائت کرتے ہیں کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ گرمیوں میں روزے رکھا کرتے تھے۔ اور سردیوں میں افطار فرمایا کرتے تھے

ابن سعد۔ حیان سائغ سے روائت کرتے ہیں۔ کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نقش خاتم اَلْقَادِرُ اللّٰهُ تھا +

فائدہ۔ طبرانی موسیٰ بن عقبہ سے روائت کرتے ہیں کہ ہمیں کوئی ایسے چار شخص معلوم نہیں جو ایک ہی نسل سے ہوں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے مستفیض ہوئے۔ سوائے ان چار کے۔ ابو قحافہ۔ ابو بکر رضہ۔ عبد الرحمٰن بن ابی بکر اور عتیق بن عبد الرحمٰن جنکا نام محمد تھا +

ابن مندہ اور ابن عساکر روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ کہ مہاجرین میں سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے والد کے سوا کسی کا باپ ایمان نہیں لایا +

فائدہ۔ ابن سعد اور بزار بسند حسن۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے سب سے سن رسیدہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور سہیل بن عمرو بن بیضاء تھے +

فائدہ۔ بیہقی دلائل میں روایت کرتے ہیں کہ اسماء بنت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ فتح مکہ کے دن ابو قحافہ رضی اللہ عنہ کی لڑکی باہر نکلیں۔ تو انہیں سوار ملے۔ اور ان میں سے کسی نے چاندی کا طوق جو ان کے گلے میں تھا۔ اتار لیا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے۔ تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا۔ کہ میں تمہیں اللہ تعالےٰ اور اسلام کی قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ کہ میری بہن کے طوق کا حال کسی کو معلوم ہے۔ مگر بخدا کسی نے ابھی جواب نہ دیا۔ پھر آپ نے دوسری بار بھی اسی طرح کہا۔ مگر کسی نے جواب نہ دیا۔ پھر آپ نے اپنی بہن سے کہا۔ کہ اپنے طوق پر صبر کر۔ کیونکہ آج کل لوگوں میں امانت باقی نہیں رہی +

فائدہ۔ حافظ ذہبی نے ایک جگہ تمام ان لوگوں کا ذکر کیا ہے جو اپنے اپنے زمانے میں کسی خاص فن میں یگانۂ روزگار ہوئے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نسب میں فرد تھے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ امر خدا میں قوی ہونے میں فرد تھے۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ حیا میں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ قضا میں۔ اُبی بن کعب قرأت میں۔ زید بن ثابت فرائض میں۔ ابوعبیدہ بن جراح امانت میں۔ ابن عباس تفسیر میں۔ ابوذر صدق لہجہ میں۔ خالد بن ولید شجاعت میں۔ حسن بصری وعظ میں۔ وہب بن منبہ قصہ گوئی میں۔ ابن سیرین تعبیر میں۔ نافع قرأت میں۔ ابوحنیفہ فقہ میں۔ ابن اسحاق مغازی میں یعنی غزوں کے حالات یاد رکھنے میں۔ مقاتل تاویل میں۔ کلبی قصص قرآن میں۔ خلیل عروض میں۔ فضیل بن عیاض عبادت میں۔ سیبویہ نحو میں۔ مالک علم میں۔ شافعی فقہ حدیث میں۔ ابو عبیدہ غریب میں۔ علی بن مدینی علل میں۔ یحییٰ بن معین علم اسماء الرجال میں۔ ابو تمام شعر میں۔ احمد بن حنبل سنت میں۔ بخاری حدیث پرکھنے میں

جنید تصوف میں - محمد بن نصر مروزی اختلاف میں - جبائی اعتزال میں - اشعری علم کلام میں - محمد بن زکریا رازی طب میں - ابو معشر نجوم میں - ابراہیم کرمانی تعبیر میں - ابن نباتہ خطب میں - ابو الفرج اصفہانی محاضرہ میں - ابو القاسم طبرانی عوالی میں - ابن حزم ظاہر میں - ابو الحسن بکری کذب میں - حریری مقامات میں - ابن مندہ سفر کی فراخی میں - متنبی شعر گوئی میں - موصلی گلنے میں - صولی شطرنج میں - خطیب بغدادی تیز پڑھنے میں - علی بن ہلال خط میں - عطا اسلمی خوف میں - قاضی فاضل انشاء میں - اصمعی نوادر میں - اشعب طمع میں - معبد غنا میں - ابن سینا فلسفہ میں +

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

امیر المؤمنین ابو حفص قرشی عمر بن خطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن ریاح بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی ۶ نبوی ہجری میں بعمر ۲۷ سال مشرف باسلام ہوئے - ذہبی اور نووی کہتے ہیں - کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ عام الفیل کے تیرہ سال بعد پیدا ہوئے - آپ اشراف قریش سے تھے - زمانہ جاہلیت میں سفارت آپ کے ہی متعلق تھی - جب قریش کے اپنے درمیان یا ان کے اور دوسروں کے درمیان لڑائی ہوتی - تو سفیر بنا کر وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ہی بھیجا کرتے تھے - اور جب کبھی تفاخر نسب کے اظہار کی ہوتی - تو بھی آپ ہی کو روانہ کیا جاتا - آپ چالیس مردوں اور گیارہ عورتوں کے بعد مشرف باسلام ہوئے - بعض کہتے ہیں کہ ۳۹ مردوں اور ۲۳ عورتوں کے بعد ایمان لائے ہیں - اور بعض ۴۵ مردوں اور گیارہ عورتوں کے بعد بتلاتے ہیں - جب آپ اسلام لائے - تو مکہ میں اسلام ظاہر ہو گیا - اور مسلمان بہت خوش ہوئے - آپ سابقین اولین اور عشرہ مبشرہ اور خلفائے راشدین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خسروں سے ہیں - اور صحابہ رض کے علماء و زہاد سے شمار ہوتے ہیں - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پانچسو انتالیس حدیثیں آپ نے روائت کی ہیں - آپ سے حضرت عثمان بن عفان رض - حضرت علی رض - حضرت طلحہ رض - سعد رض ابن عوف رض - ابن مسعود رض - ابوذر رض - عمرو بن عبسہ - آپ کے بیٹے عبد اللہ ابن عباس ابن زبیر رض - انس رض - ابوہریرہ رض - عمرو بن عاص رض - ابو موسیٰ اشعری رض - براء بن عازب رض - ابو سعید خدری رض وغیرہ روائت کرتے ہیں - اب میں آپ کے حالات

بطور خلاصہ چند ایک فصلوں میں بیان کرتا ہوں +

فصل

وہ اخبار جو آپکے اسلام لانے میں وارد ہیں۔

ترمذی۔ ابن عمر رضؓ سے روائیت ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمر بن خطاب اور ابوجہل بن ہشام میں سے جو تجھے محبوب ہے اُسے مسلمان کر کے اِسلام کو غلبہ عطا فرما۔ (اس حدیث شریف کو طبرانی نے ابن مسعود رضؓ اور انس رضؓ سے روائیت کیا ہے)

حاکم ابن عباس رضؓ سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اے اللہ تعالٰی خاصکر عمر بن خطاب رضؓ کو مسلمان کر کے اسلام کو عزت دے۔ (طبرانی نے اسے اوسط میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے اور کبیر میں ثوبان سے روائیت کیا ہے)

احمد رحؒ روائیت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعرض کرنے کی خاطر نکلا۔ مگر میں نے دیکھا۔ کہ آپ مجھ سے پہلے ہی مسجد میں جا پہونچے ہیں۔ میں جاکر آپ کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ آپ نے سورۂ الحاقہ پڑھنی شروع کی۔ تو میں قرآن شریف کی عبارت کی فصاحت سے تعجب کرتا تھا۔ اور دل میں سوچتا تھا۔ کہ یہ شخص شاعر ہے۔ جیسا کہ قریش کہتے تھے مگر جب آپ نے آیت اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ پڑھی۔ تو میرے دل میں اسلام کی پوری عظمت بیٹھ گئی +

ابن ابی شیبہ جابر رضؓ سے روائیت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام کی طرف مائل ہونے کا باعث اس طرح ہے جیسا کہ اُنہوں نے خود بیان کیا ہے۔ کہ ایک رات میری ہمشیرہ کو درد زہ شروع ہُوا۔ تو میں اپنے گھر سے نکل کر کعبہ کے پردوں میں جا داخل ہُوا۔ تھوڑی دیر کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور خانہ کعبہ کی مغربی جانب سے داخل ہوئے۔ آپ پر پشم کی ایک موٹی سی چادر تھی۔ پھر آپ نے نماز پڑھی۔ اس میں ایسے کلمات پڑھے جنہیں ایں

نے کبھی نہیں سُنا تھا۔ پھر آپ باہر تشریف لائے۔ تو میں آپ کے پیچھے ہو لیا۔ آپ نے پیچھے مڑکر فرمایا۔ کون ہے؟ میں نے عرض کیا۔ عمر۔ آپ نے فرمایا۔ اے عمر تم رات دن کسی وقت میرا پیچھا بھی چھوڑتے ہو۔ یا نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ میں آپ کی بددعاء سے ڈر گیا۔ اور میں نے کہا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔ آپ نے فرمایا۔ اے عمر رضؓ اِسے پوشیدہ رکھ۔ میں نے عرض کیا۔ کہ مجھے اُس خدا کی قسم ہے۔ جس نے آپ کو حق دیکر بھیجا ہے۔ میں تو اُسے ظاہر کرونگا۔ جیسے کہ شرک ظاہر کیا کرتا تھا۔

ابن سعد۔ ابویعلیٰ۔ حاکم اور بیہقی دلائل النبوت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تلوار گلے میں ڈالے ہوئے گھر سے نکلے۔ راستے میں بنی زہرہ کا ایک شخص آپ کو ملا۔ اور کہا۔ اے عمر! کہاں جاتے ہو؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کرنے جاتا ہوں۔ اُس نے کہا ان کو قتل کرکے بنی ہاشم اور بنی زہرہ سے کیسے بچ سکو گے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تم بھی بے دین ہو گئے ہو۔ اس شخص نے کہا۔ کہ میں اس سے بھی عجیب بات تمہیں بتاتا ہوں۔ کہ تمہاری بہن اور بہنوئی نے بھی اپنا دین چھوڑ کر اسلام قبول کر لیا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ بات سُنکر اپنے بہنوئی اور بہن کے پاس آئے۔ اسوقت ان کے پاس جناب رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے۔ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز سنتے ہی چھپ گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آکر کہا۔ کہ یہ گُن گُن کی آواز کیسی آرہی تھی؟ (اور اسوقت سورۂ طٰہٰ پڑھ رہے تھے) ان دونوں نے کہا۔ کہ کچھ نہیں۔ ہم تو صرف باتیں کر رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے سُنا ہے۔ کہ تم نے اپنا دین ترک کر دیا ہے۔ اسپر ان کے بہنوئی نے کہا۔ اے عمر! اگر حق دوسرے دین میں ہی ہو۔ تو پھر کیا کریں۔ یہ سُنکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسپر جھپٹے۔ اور اُنہیں بُری طرح زدوکوب کی۔ اور جب اُن کی بہن اپنے خاوند کی حمایت کے لئے آگے بڑھی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُنہیں بھی ایک ایسا دھپڑ رسید کیا جس سے اُنکا چہرہ لہو لہان ہو گیا۔ آپ کی بہن اس سے بہت خفا ہوئیں۔ اور کہا۔ کہ اے عمر تو ہمیں مارتا ہے۔ اگرچہ حق تمہارے دین کے سوا اور دین میں بھی ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ خدا کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں۔ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اچھا وہ کتاب تو مجھے دکھاؤ۔ جسے تم

پڑھ رہے تھے۔ تاکہ میں بھی پڑھوں۔ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ لکھ پڑھ سکتے تھے) آپ کی بہن نے کہا۔ کہ تم ناپاک ہو۔ اور اسے صرف وہی لوگ چھو سکتے ہیں جو پاک ہوں اسلئے چاہئے۔ کہ پہلے وضو یا غسل کر لو۔ اسپر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر وضو کیا۔ اور پھر کتاب کو لیکر طٰہٰ سے پڑھنا شروع کیا۔ جب آیت اِنَّنِیْ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ پر پہونچے۔ تو آپ نے کہا۔ کہ مجھے بتاؤ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں۔ جب جناب رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ بات سُنی۔ تو وہ جھٹ نکل آئے۔ اور کہا اے عمر رضؓ خوش ہو میں امید کرتا ہوں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا، تمہارے حق میں قبول ہوئی ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعرات کو دعا، فرمائی تھی۔ کہ اے اللہ تعالے اسلام کو عمر بن خطاب یا عمرو بن ہشام کے مسلمان ہونے سے غلبہ عطا، فرما۔ اور اسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس گھر میں تھے۔ جو صفا کے نیچے ہے۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس گھر کی طرف چلے۔ اس کے دروازے پر اسوقت حمزہ رضؓ طلحہ اور کئی لوگ تھے۔ حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آرہے ہیں۔ اگر خدا تعالے کو انکی بہتری منظور ہوئی۔ تو اسلام لے آئینگے۔ ورنہ ہم آسانی سے انہیں قتل کر دینگے۔ اسوقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اندر بیٹھے تھے۔ اور آپ پر وحی نازل ہو رہی تھی جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر سے باہر نکلکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اُن کے کپڑوں اور تلوار سمیت پکڑ کر فرمایا۔ اے عمر رضؓ تم اس وقت تک باز نہیں آؤ گے۔ جب تک خدا تعالے تم پر بھی ولید بن مغیرہ جیسی رسوائی اور عذاب نازل کرے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سُنکر پڑھا اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّکَ عَبْدُ اللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ ٭

بزار طبرانی اور ابو نعیم حلیہ میں اور بیہقی دلائل میں اسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دن فرمایا۔ کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ دشمنی رکھتا تھا۔ ایک دن کا ذکر ہے۔ کہ میں گرمی کے دنوں میں دوپہر کے وقت مکہ کے بعض رستوں میں جا رہا تھا۔ کہ مجھے ایک شخص ملا۔ اور اس نے کہا۔ ابن خطاب تو اپنے آپ کو ایسا اور ایسا خیال کرتا ہے۔ حالانکہ یہ امر یعنی اسلام تمہارے گھر میں بھی داخل ہو گیا ہے۔ میں نے کہا۔ کیسے؟ اُس نے کہا۔ تمہاری بہن مسلمان ہو گئی ہے۔ یہ سُنکر میں غصہ سے بھرا ہُوا واپس لوٹا۔ اور اپنی ہمشیرہ کا دروازہ جا کھٹکھٹایا۔

اندر سے آواز آئی۔ کہ کون ہے؟ میں نے کہا عمرؓ۔ یہ سُنکر سب لوگ جلدی سے چھپ گئے۔ اور اسوقت وہ صحیفہ پڑھ رہے تھے۔ مگر جلدی میں اُسے وہیں بھول گئے۔ پھر میری بہن نے اُٹھ کر دروازہ کھولا۔ تو میں نے کہا۔ کہ اپنی جان کی دشمن تو بے دین ہوگئی ہے۔ یہ کہکر میں نے اُس کے سر میں لکڑی جو میرے ہاتھ میں تھی۔ ماری۔ اُس سے خون بہ پڑا۔ اور وہ رو پڑی۔ اور کہا۔ اے ابن خطاب جو چاہے کر میں نے تو اسلام قبول کر لیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ پھر میں آگے بڑھکر تخت پوش پر جو بیٹھا۔ اور اس صحیفہ کو دیکھ کر میں نے کہا کہ یہ کیا ہے؟ مجھے دکھاؤ میری ہمشیرہ نے کہا۔ کہ تم اسے چھونے کے لائق نہیں۔ کیونکہ تم کبھی جنابت سے نہاتے نہیں۔ اور اس کتاب کو پاک شخص ہی ہاتھ لگا سکتا ہے۔ میں اُسے بار بار کہتا رہا۔ کہ مجھے دکھاؤ۔ حتی کہ اُس نے مجھے دیدیا۔ جب میں نے اُسے کھولا۔ تو اُس میں لکھا تھا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ جب میں نے خدا تعالے کے اسماء سے ایک اسم کو دیکھا۔ تو ڈر گیا۔ اور اس ورق کو میں نے رکھ دیا۔ پھر جب مجھے ہوش آیا۔ تو میں نے اُس صحیفہ کو لیکر پھر پڑھنا شروع کیا۔ تو اس میں لکھا ہوا تھا۔ سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یہ پڑھکر میں پھر ڈر گیا۔ اس کے بعد پھر میں نے اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ تک پڑھا۔ پھر میں نے کہا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یہ سُنکر سب لوگ جو چھپے ہوئے تھے نکل آئے۔ اور زور سے تکبیر کہی۔ اور کہنے لگے۔ کہ مبارک ہو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بروز دوشنبہ دعا فرمائی تھی۔ کہ اے اللہ تعالے! ابوجہل بن ہشام اور عمر بن خطاب دونوں سے جو شخص تجھے محبوب ہے۔ اُسے مسلمان کر کے اسلام کو غلبہ عطا فرما۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت شریف میں لے چلو۔ اسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صفاء کے پاس ایک مکان میں تشریف رکھتے تھے۔ پس میں وہاں سے نکل کر اس مکان کیطرف گیا۔ اور دروازے پر دستک دی۔ اندر سے آواز آئی کون ہے؟ میں نے کہا۔ ابن خطاب۔ لوگ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میری سختی کو جانتے تھے۔ اسلئے کسی نے دروازہ کھولنے کی جرأت نہ کی۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دروازہ کھول دو۔ لوگوں نے دروازہ کھول دیا۔ اور دو شخص مجھے بازؤں سے پکڑ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت شریف میں لے آئے۔ آپ نے فرمایا کہ انہیں چھوڑ دو۔ اُنہوں نے چھوڑ دیا۔ تو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے کپڑے پکڑ کر اپنی طرف کھینچکر فرمایا۔ اے ابن خطاب! اسلام لے آؤ۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اے اللہ! اسے ہدایت دے پھر میں نے کلمۂ شہادت پڑھا۔ تو مسلمانوں نے اس زور سے تکبیر کہی۔ کہ تمام مکہ کے کوچوں میں سُنی گئی۔ اسوقت تک مسلمان پوشیدہ رہتے تھے۔ جب میں نے دیکھا کہ مسلمان مار کھاتے اور مارتے ہیں اور مجھے کوئی کچھ نہیں کہتا۔ تو میں سیدھا اپنے ماموں ابوجہل بن ہشام کے گھر آیا۔ جو شرفاءِ قریش سے تھا۔ میں نے دروازے پر دستک دی تو اُس نے کہا کون ہے؟ میں نے کہا ابن خطاب۔ اور میں نے اسلام قبول کرلیا ہے اُس نے اندر ہی سے کہا کہ ایسا نہ کرنا۔ یہ کہکر دروازہ بند کرلیا۔ میں نے کہا اس حرکت سے کیا فائدہ؟ وہاں سے لوٹ کر عظمائے قریش سے ایک شخص کے پاس گیا۔ اور جاکر اُسے آواز دی۔ جب وہ باہر نکلا۔ تو اُس سے بھی میں نے وہی گفتگو کی۔ اور اُس نے وہی جواب دیا۔ جو میرے ماموں نے دیا تھا۔ اور پھر گھر میں داخل ہوکر دروازہ بند کرلیا میں نے کہا کہ یہ کیسی حرکت ہے؟ مسلمانوں کو تو تم مارتے ہو۔ اور مجھے کچھ نہیں کہتے۔ ایک شخص نے کہا کہ کیا تم یہ بات چاہتے ہو۔ کہ تمہارا اسلام ظاہر ہو؟ میں نے کہا ہاں۔ اُس نے کہا کہ جب خانہ کعبہ میں لوگ جمع ہوں۔ تو وہاں جاکر فلاں شخص کو کہدینا کہ میں مسلمان ہوگیا ہوں۔ کیونکہ وہ شخص کبھی کسی راز کو نہیں چھپاتا۔ جب لوگ خانہ کعبہ میں جمع ہوئے۔ تو میں نے اس شخص کو کہدیا۔ کہ میں مسلمان ہوگیا ہوں۔ اُس نے کہا۔ کیا بات واقعی ٹھیک ہے۔ میں نے کہا۔ ہاں۔ یہ سُنکر اُس نے نہایت بلند آواز سے کہدیا۔ کہ ابن خطاب مسلمان ہوگیا ہے۔ یہ سُنکر سب لوگ مجھ پر ٹوٹ پڑے۔ میں اُنہیں مارتا تھا۔ اور وہ مجھے مارتے تھے۔ میرے ماموں نے لوگوں کو دیکھکر کہا۔ کہ کیا معاملہ ہے؟ کسی نے کہا۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہوگئے ہیں۔ اس خانہ کعبہ کی مغربی دیوار پر کھڑے ہوکر اپنی آستین سے اشارہ کیا۔ اور کہا۔ کہ میں نے اپنے ہمشیرہ زادے کو پناہ دی ہے۔ یہ سُنکر لوگ مجھ سے ہٹ گئے۔ لیکن مسلمانوں کو مار کھاتے اور مارتے ہوئے دیکھکر میں دل میں کُڑھتا تھا۔ اسلئے میں نے اپنے ماموں کے پاس آیا۔ اور کہا کہ میں تیری پناہ تجھے واپس کرتا ہوں پھر میں مارتا اور مار کھاتا رہا۔ حتّٰی کہ اللہ تعالےٰ نے اسلام کو عزت دی +

ابو نعیم دلائل میں اور ابن عساکر ابن عباس رضہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ کہ آپ کا لقب فاروق کیسے پڑگیا۔ آپ نے فرمایا

کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ مجھ سے تین روز پہلے مسلمان ہوئے تھے۔ میں مسجد کی طرف گیا۔ تو دیکھا۔ کہ ابوجہل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دے رہا ہے۔ لوگوں نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو خبر کی۔ تو آپ اپنی کمان پکڑ کر مسجد میں قریش کے اُس مجمع کی طرف آئے جس میں ابوجہل تھا۔ اور اپنی کمان ٹیک کر ابوجہل کے مقابل کھڑے ہو گئے۔ ابوجہل نے آپ کے چہرے سے آثارِ غضب دیکھکر کہا۔ اے ابو عمارہ تمہارا کیا حال ہے۔ آپ نے یہ سُنکر اُسے کمان ماری جس سے اسکی پیٹھ سے لہو نکل آیا۔ قریش نے یہ دیکھکر کہ کہیں معاملہ بڑھ نہ جائے یہ معاملہ رفع دفع کرا دیا۔ اُسدن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارقم بن ابی ارقم مخزومی کے مکان میں چھپے ہوئے تھے۔ پس حضرت حمزہ وہاں جاکر مشرف باسلام ہوئے۔ اس واقعہ کے تین دن بعد میں گھر سے نکلا۔ تو راستے میں ایک مخزومی شخص مجھے ملا۔ میں نے اُسے کہا۔ کہ تو نے اپنے آبا و اجداد کے دین کو چھوڑ کر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا دین کیوں قبول کر لیا ہے؟ ۔ اُس نے کہا۔ کہ اگر میں نے ایسا کیا ہے تو اسے ایک ایسے شخص نے بھی کیا ہے جسپر تمہارا حق بہت زیادہ ہے۔ میں نے کہا وہ کون ہے؟ اُس نے کہا تیری بہن اور تیرا بہنوئی۔ یہ سُنکر میں اُن کے گھر کی طرف روانہ ہؤا۔ وہاں مجھے کچھ گنگنانے کی سی آواز آئی۔ میں نے اندر جاکر پوچھا۔ کہ یہ کیا بات ہے؟ غرض اسی طرح بات بڑھ گئی۔ اور میں نے اپنے بہنوئی کا سر پکڑ کر ایسا مارا کہ خون نکل آیا۔ اسپر میری بہن نے اٹھکر مجھے سر سے پکڑ لیا۔ اور کہا کہ یہ امر تیری منشاء کے برخلاف ہؤا ہے۔ جس وقت میں نے خون بہتا دیکھا۔ تو مجھے بھی شرم آگئی۔ اور میں بیٹھ گیا۔ اور کہا کہ اچھا مجھے وہ کتاب دکھاؤ۔ میری ہمشیرہ نے کہا۔ کہ اسے پاک لوگ ہی ہاتھ لگا سکتے ہیں۔ پس میں نے غسل کیا۔ تو انہوں نے مجھے وہ صحیفہ دیا۔ جس میں لکھا تھا۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ میں نے کہا۔ یہ اسما۔ تو نہایت پاکیزہ اور مبارک ہیں۔ اس کے بعد لکھا تھا۔ طٰہٰ مَا اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰی تا آیت لَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی یہ آیت پڑھکر میرے دل میں اُسکی عظمت بیٹھ گئی۔ اور میں نے کہا کہ کیا اسی سے قریش بھاگتے ہیں۔ پھر میں اسلام لے آیا۔ اور کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کس جگہ تشریف رکھتے ہیں۔ میری ہمشیرہ نے کہا۔ کہ آپ اسوقت ارقم کے گھر تشریف فرما ہیں۔ میں وہاں سے نکل ارقم کے گھر آیا۔ اور دروازے پر دستک دی۔ میری آواز سُنکر لوگ جمع ہو گئے۔ تو حضرت حمزہ رضؓ

نے کہا۔ کیا معاملہ ہے؟ انہوں نے کہا عمر رضہ دروازے پر کھڑے ہیں۔ آپ نے کہا عمر رضہ ہیں! اچھا دروازے کو کھول دو۔ اگر وہ سیدھی طرح آئے۔ تو فبہا۔ ورنہ انہیں قتل کر دیا جائیگا۔ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سُنی۔ آپ باہر تشریف لے آئے۔ اور میں نے فوراً کلمہ شہادت پڑھا۔ یہ دیکھکر گھر والوں نے اس زور سے تکبیر کہی۔ کہ سب اہل مکہ نے سُنی۔ پھر میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ کیوں نہیں۔ میں نے عرض کیا۔ کہ پھر پوشیدہ کیوں رہیں۔ پھر ہم دو صفیں بناکر نکلے۔ ایک صف کے آگے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ تھے۔ اور دوسری صف کے آگے میں تھا۔ ہم اسی طرح مسجد میں داخل ہوئے۔ جب قریش نے مجھے اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔ تو انہیں نہائیت صدمہ پہونچا۔ اسدن سے رسول اللہ علیہ وسلم نے میرا نام فاروق رکھا۔ کیونکہ اسلام ظاہر ہوگیا۔ اور حق اور باطل میں فرق ہوگیا۔

ابن سعد۔ ذکوان سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا لقب فاروق کس نے رکھا تھا؟ آپ نے فرمایا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے۔

ابن ماجہ اور حاکم ابن عباس رضہ سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہوئے۔ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے۔ اور عرض کیا۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اہل آسمان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مشرف باسلام ہونے کی مبارک باد دیتے ہیں۔

بزار اور حاکم ابن عباس سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہوئے۔ تو مشرکوں نے کہا۔ کہ آج ہماری قوم آدھی رہ گئی ہے اور اسی روز یہ آئیت نازل ہوئی۔ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ جب سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہوئے۔ اُس وقت سے ہم باعزت ہی رہے ہیں۔

ابن سعد اور طبرانی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مسلمان ہونا گویا اسلام کے لئے فتح تھی۔ اور آپ کا ہجرت کرنا

بھی اسلام کی نصرت تھی۔ اور آپ کا امام یعنی خلیفہ ہونا گویا رحمت تھا۔ حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے پہلے ہم خانہ کعبہ میں نماز نہیں پڑھ سکتے تھے۔ مگر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے۔ تو مشرکوں سے لڑے۔ حتیٰ کہ اُنہوں نے ہمیں خانہ کعبہ میں جا کر نماز پڑھنے دی ✦

ابن سعد اور حاکم۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے۔ تو اسلام ایک آگے بڑھنے والے شخص کی طرح تھا۔ جو ساعت بساعت آگے بڑھتا جاتا ہے۔ اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ قتل ہوئے تو اسلام ایک پیٹھ پھیرنے والے شخص کی طرح تھا۔ جو ہر ساعت دور ہی ہوتا جاتا ہے

طبرانی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ پہلے پہل جس نے اسلام کو ظاہر کیا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے۔ (اس کے اسناد صحیح ہیں) اور ابن سعد صہیب سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے۔ تو اسلام ظاہر ہو گیا۔ اور علانیہ اس کی طرف دعوت کی گئی۔ اور خانہ کعبہ کے گرد ہم حلقہ بنا کر بیٹھے۔ اور طواف کیا۔ اور جو شخص ہم پر سختی کیا کرتا تھا اس سے ہم نے بدلہ لیا۔ اور جیسی بات کوئی ہم سے کہتا۔ ہم بھی اُس کا ویسا ہی جواب دیتے ✦

ابن سعد۔ اسلم سے (جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا آزاد کردہ غلام تھا) روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بعمر ۲۶ سال ۶ ذی الحجہ ۶ھ نبوی مشرف باسلام ہوئے ✦

فصل

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہجرت

ابن عساکر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے سوا ہر ایک شخص نے چھپ کر اور پوشیدہ ہی ہجرت کی ہے۔ کیونکہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہجرت کا ارادہ کیا۔ تو تلوار کو گلے میں ڈالا۔ اور کمان کو کندھے کے ساتھ لٹکایا۔ اور ترکش سے تیروں کو نکال کر ہاتھ میں پکڑا

پھر آپ خانہ کعبہ میں آئے - اور اسوقت وہاں اشراف قریش بیٹھے ہوئے تھے - آپ نے سات بار طواف کیا - اور مقام ابراہیم میں دو رکعت نماز پڑھی - پھر قریش کے گروہ کے پاس آئے - اور ہر ایک کو مخاطب کر کے کہا - کہ خدا کرے - یہ منہ کالے ہوں - جو شخص یہ چاہتا ہے - کہ اسکی ماں اسے گم کرے اور اسکی اولا یتیم ہو - اور اسکی عورت بے شوہر ہو جائے - تو اسے چاہئے کہ اس میدان میں آئے - مگر کوئی شخص بھی آپ کے پیچھے نہ گیا +

ابن عساکر - برار رضی اللہ عنہ سے روائیت ہیں - کہ پہلے پہل جو مہاجرین سے ہمارے پاس آیا مصعب بن عمیر تھے - ان کے بعد ابن ام کتوم آئے - اور بعدازاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے - ہم نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کئے - آپ نے فرمایا - کہ آپ حضرت صدیق اکبر عنہ کے ہمراہ پیچھے تشریف لاتے ہیں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تشریف لائے

نووی کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تمام جنگوں میں شریک رہے ہیں - اور آپ ان لوگوں سے ہیں - جو جنگ احد میں ثابت قدم رہے +

فصل

احادیث جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں وارد ہیں اور یہ اُنکے علاوہ ہیں جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حال میں آچکی ہیں -

بخاری اور مُسلم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائیت کرتے ہیں - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - کہ میں نے خواب میں اپنے آپ کو جنت میں دیکھا - تو وہاں ایک عورت ایک محل کے پاس وضو کر رہی تھی - میں نے پوچھا - کہ یہ محل کس کا ہے ؟ کہنے لگے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا - پھر میں نے تمہاری غیرت یاد کی - اور لوٹ آیا - (اندر داخل نہ ہوا) حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ سُنکر رو پڑے - اور عرض کیا - کہ میں آپ سے غیرت کر سکتا ہوں +

بخاری اور مسلم ابن عمر رضؓ سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ایک دن خواب میں میں نے دودھ پیا۔ اور اسکا اثر میرے ناخنوں سے ظاہر ہونے لگا۔ پھر میں نے اپنا بچا ہوا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیا۔ صحابہ رضؓ نے عرض کیا۔ کہ آپ نے اس کی کیا تعبیر نکالی ہے؟ آپ نے فرمایا اس سے مراد علم ہے +

بخاری اور مسلم۔ ابوسعید خدری سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا۔ کہ میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ لوگ مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں۔ اور اُن پر کُرتے ہیں جن سے بعض کے کُرتے سینوں تک پہونچتے ہیں اور بعضوں کے اس سے اوپر تک یا نیچے تک۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایسے حال میں میرے سامنے پیش ہوئے۔ کہ اُن کا کُرتہ بہت لمبا تھا۔ حتٰی کہ وہ اُسے زمین پر گھسیٹتے جاتے تھے۔ صحابہ رضؓ نے عرض کیا۔ کہ آپ نے اس کی کیا تعبیر نکالی ہے آپ نے فرمایا۔ دین +

بخاری اور مسلم حضرت سعد وقاص رضی اللہ عنہ سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَے ابن خطاب! مجھے اس خدا کی قسم ہے۔ جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ کہ جس راستے سے تم چلو گے شیطان اُس راستے سے کبھی نہیں گذریگا +

بخاری حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ پہلی امتوں کے لوگ ملہم من اللہ ہوا کرتے تھے۔ اور اگر میری اُمت میں کوئی ایسا ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں +

ترمذی ابن عمر رضؓ سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان اور دل پر حق جاری کیا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ جب کوئی معاملہ درپیش ہوتا۔ اور دوسرے لوگ اپنی رائے ظاہر کرتے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی اپنی رائے ظاہر کرتے تو قرآن مجید حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے موافق ہی اُترتا تھا +

ترمذی اور حاکم عقبہ بن عامر سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میرے بعد نبی ہوتا۔ تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہوتے (طبرانی نے اس حدیث کو ابوسعید خدری اور عصمۃ بن مالک سے روائیت کیا ہے۔ اور ابن عساکر نے اسے ابن عمر سے روائیت کیا ہے)

ترمذی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں دیکھتا ہوں۔ کہ شیاطین جن و انس حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھاگے جاتے ہیں +

ابن ماجہ اور حاکم ابی بن کعب سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ سب سے پہلے خدا تعالےٰ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مصافحہ کرے گا۔ اور سب سے پہلے انہیں کو سلام کرے گا۔ اور سب سے پہلے ان کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کریگا +

ابن ماجہ اور حاکم ابوذر سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے سچ کو حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی زبان پر رکھ دیا ہے۔ کہ وہ ہمیشہ سچ ہی کہتے ہیں +

احمد و بزار حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی زبان اور دل پر سچ کو رکھ دیا ہے۔ اور ابن عساکر نے اسے ابوہریرہ اور صعب بن جثامہ سے روایت کیا ہے +

بزار قدامہ بن مظعون سے اور وہ اپنے چچا عثمان بن مظعون سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا۔ کہ ان کے سبب فتنے بند ہو جائینگے۔ اور جب تک یہ زندہ رہینگے تب تک تمہارے اور فتنوں کے درمیان ایک سخت دروازہ بند ہوگا +

طبرانی اوسط میں ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے۔ اور عرض کیا۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سلام کے بعد خبر دیدیجئے کہ انکا غصہ غلبہ اور عزت ہے۔ اور انکی رضا حکم ہے

ابن عساکر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ شیطان حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ڈرتا ہے +

ابن عساکر ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ آسمان میں کوئی فرشتہ ایسا نہیں۔ جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عزت نہیں کرتا۔ اور زمین میں کوئی شیطان نہیں ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نہیں ڈرتا +

طبرانی اوسط میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول

اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - کہ اللہ تعالےٰ نے تمام اہل عرفہ پر عموماً اور حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ پر خصوصاً فخر کیا ہے - (طبرانی نے کبیر میں اسی حدیث کو ابن عباس سے روایت کیا ہے)

طبرانی اور دیلمی فضل بن عباس سے رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - کہ میرے بعد حق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوگا جہاں کہیں کہ وہ ہوں +

بخاری اور مسلم ابن عمر اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - کہ میں نے خواب میں ایک کنواں دیکھا - جس پر ایک ڈول پڑا تھا - میں نے اس سے کئی ایک ڈول کھینچے - پھر وہ ڈول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لیا - اور ایک یا دو ڈول کھینچے - اور اُن کے کھینچنے میں کچھ سستی سی تھی - پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے - اور پانی کو کھینچنا شروع کیا - تو وہ ڈول ایک بڑا چرس بن گیا - اور میں نے لوگوں میں سے کسی شخص کو قوی نہیں دیکھا - جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرح ڈول کھینچتا ہو - حتیٰ کہ سب لوگ سیراب ہو گئے - اور انہوں نے اپنے اونٹ بٹھانے کی جگہیں مقرر کر لیں +

نووی تہذیب میں لکھتے ہیں - کہ یہ خلافت حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے زمانے میں کثرت فتوح کی طرف اشارہ ہے +

طبرانی سدیسہ سے روایت کرتے ہیں - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے ہیں تب سے جس وقت شیطان انہیں ملتا ہے تو منہ کے بل گر پڑتا ہے - (دارقطنی نے اس حدیث کو سدیسہ سے اور انہوں نے حضرت حفصہ رضہ سے روایت کیا ہے)

طبرانی ابی بن کعب سے روایت کرتے ہیں - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - جس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بغض رکھا - گویا اُس نے مجھ سے بُغض رکھا اور جس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دوست رکھا اُس نے مجھے ہی دوست رکھا - اور اللہ تعالےٰ عرفہ کی رات لوگوں پر عموماً اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر خصوصاً فخر کرتا ہے اور اللہ تعالےٰ نے ہر ایک نبی کی اُمت میں ایک ملہم من اللہ پیدا کیا ہے - اور اگر میری اُمت میں کوئی ایسا شخص ہے تو وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہے صحابہ رضہ نے عرض کیا کہ محدث کسے کہتے ہیں - آپ نے فرمایا جس کی زبان سے ملائکہ باتیں

کو بس - (اسناد اس کے حسن ہیں)

فصل

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نسبت صحابہ و سلف صالحین کے اقوال

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا - کہ پردۂ زمین پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بڑھکر مجھے کوئی شخص عزیز نہیں - (اسے ابن عساکر نے روائیت کیا ہے)

کہتے ہیں کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے مرض الموت میں پوچھا گیا - کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے امیر بنانے کی نسبت جب تم سے سوال ہوگا - تو آپ کیا جواب دینگے؟ آپ نے فرمایا - کہ میں کہدونگا - کہ میں نے ان سب سے بہتر کو ان پر حاکم بنایا ہے (اسے ابن سعد نے روائیت کیا ہے)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا - کہ جب صالحین کا مذکور ہو - تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فراموش نہ کرو - ہم بعید نہیں سمجھتے - کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر سکینہ بولتا ہے - (طبرانی نے اسے اوسط میں روائیت کیا ہے)

ابن عمر رضہ کہتے ہیں - کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بڑھکر ہم نے کسی شخص کو ذہین اور سخی نہیں دیکھا - (ابن سعد رضہ نے اسے روائیت کیا ہے)

ابن مسعود کہتے ہیں - کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا علم ترازو کے ایک پلڑے میں اور باقی لوگوں کا علم دوسرے پلڑے میں رکھا جائے - تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا علم سب سے بڑھکر رہے - اور لوگ خیال کرتے تھے - کہ ۹ حصہ علم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو عطا ہوا ہے (طبرانی نے کبیر میں اور حاکم نے اسے روائیت کیا ہے)

حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں - کہ تمام لوگوں کے علم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی گود میں پوشیدہ ہوجاتے تھے - اور انہی سے مروی ہے - کہ میں سوائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کسی شخص کو نہیں جانتا جسے خداوند تعالےٰ کے کام میں کسی ملامت گر کی ملامت اثر نہ کرے -

ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر ہوا - تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے

کہا۔ کہ آپ بڑے ذکی اور تیز فہم تھے +

معاویہ رضہ کہتے ہیں۔ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نہ دُنیا کی خواہش کی۔ اور نہ دُنیا نے اُن کی خواہش کی۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دُنیا نے تو خواہش کی۔ مگر اُنہوں نے اُس کی خواہش نہیں کی۔ لیکن ہم اس میں بے حد مبتلا و مشغول ہیں۔ (زبیر بن بکار نے اسے موفقیات میں روایت کیا ہے)

جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایسے حال میں آئے جبکہ اُنہیں کفنایا گیا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ خدا تعالےٰ کی تم پر رحمت ہو۔ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص جو اپنا نامہ اعمال لیکر خدا تعالےٰ کو ملا ہو اس کفنائے ہوئے شخص سے زیادہ محبوب نہیں ہے (اِسے حاکم نے روائیت کیا ہے)

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ جب صالحین کا مذکور ہو۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فراموش نہ کرو۔ کیونکہ وہ ہم سب سے کتاب اللہ کے زیادہ واقف اور دین کی زیادہ سمجھ رکھنے والے تھے (طبرانی اور حاکم نے اِسے روایت کیا ہے)

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بابت سوال کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ وہ تو سراپا بھلائی تھے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بابت پوچھا گیا۔ تو فرمایا۔ کہ وہ ایک بیدار اور دانا جانور کی طرح تھے۔ جو اپنے ہر راستے میں جال لگا ہوُا دیکھتا ہے۔ کہ اس میں پھنس جائیگا۔ (یعنی نہائیت بیدار مغز تھے) پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بابت پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ آپ پختگی قصد۔ ہوشیاری۔ علم اور دلیری سے بھرے ہوئے تھے (طیوریات میں اسے روائیت کیا ہے)

طبرانی عمیر بن ربیعہ سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کعب بن احبار رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ کہ توریت میں میری صفت کیسی لکھی ہے اُنہوں نے کہا۔ کہ آپ کی صفت میں لکھا ہے۔ کہ وہ ایک لوہے کا سینگ ہونگے۔ آپ نے کہا۔ کہ لوہے کے سینگ سے کیا مراد ہے؟ اُنہوں نے کہا۔ کہ اس سے مراد ایک نہائیت سخت اور بارعب امیر ہے۔ جو خدا تعالےٰ کے معاملہ میں کسی ملامت گر کی ملامت قبول نہیں کریگا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ پھر کیا ہوگا؟ اُنہوں نے کہا۔ کہ آپ کے بعد ایک خلیفہ ہوگا جسے ایک باغی گروہ قتل کر یگا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ پھر کیا ہوگا؟ اُنہوں نے کہا کہ پھر بلا و فتنے نمودار ہونگے +

احمد۔ بزار اور طبرانی ابن مسعود رضؓ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں پر بسبب چار چیزوں کے فضیلت دیئے گئے ہیں۔ ایک تو یہ کہ انہوں نے بدر کے روز قیدیوں کے قتل کا حکم کیا۔ تو خدا تعالےٰ نے بھی یہ آیت نازل فرمائی لَوْلَا كِتَابٌ مِّنَ اللَّهِ سَبَقَ تا آیت۔ اور دوسری بات جسکی وجہ سے آپ کو فضیلت ہے۔ وہ آپ کا پردے کا حکم کرنا ہے۔ اور آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو کہا۔ کہ پردہ کریں۔ اسپر زینب رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ اے ابن خطاب تم ہمیں حکم کرتے ہو۔ حالانکہ وحی ہمارے گھر میں اترتی ہے۔ پس اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ فَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا[۱] تا آیت۔ اور تیسری بات جس سے حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ فضیلت دیئے گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا ہے۔ جو آپ کے حق میں قبول ہوئی۔ چنانچہ آپ نے فرمایا تھا۔ کہ اے اللہ تعالےٰ دین اسلام کو حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ کے اسلام لانے سے قوی کر۔ اور چوتھی بات جس سے اُن کی فضیلت ہوئی۔ وہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے بیعت کرنے کا اجتہاد تھا۔ چنانچہ سب سے پہلے آپ نے ہی بیعت کی تھی +

ابن عساکر۔ مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ہم باتیں کیا کرتے تھے۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ کی خلافت میں شیاطین مقید ہیں۔ اور جب آپ فوت ہوئے۔ تو شیاطین رہا ہو گئے +

سالم بن عبداللہ سے مروی ہے۔ کہ ابو موسےٰ کے پاس مدت تک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خبر خیریت نہ پہونچی۔ تو انہوں نے ایک کاہنہ عورت کے پاس آکر آپ کی بابت پوچھا۔ تو اُس نے کہا۔ کہ آپ ٹھیر جائیے۔ کہ میں اپنے شیطان سے دریافت کروں۔ جب شیطان آیا۔ تو اُس نے آکر کہا۔ کہ میں نے آپ کو پشم کی چادر اوڑھے ہوئے اور صدقہ کے اونٹوں کو قطران ملتے ہوئے دیکھا ہے۔ اور آپ ایسے شخص ہیں۔ کہ شیطان اُن کو دیکھتے ہی منہ کے بل گر پڑتے ہیں۔ اور فرشتہ اُن کے سامنے رہتا ہے۔ اور روح القدس اُنکی زبان سے بولتا ہے +

[۱] جب تم ان سے کوئی چیز مانگو۔ تو پردے کے پیچھے کھڑے ہو کر مانگا کرو۔ ۱۲

فصل

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ کہ جو شخص یہ خیال کرتا ہے۔ کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے حضرت علی رضی اللہ عنہ خلافت کے زیادہ مستحق تھے۔ تو اس نے گویا حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما اور تمام مہاجرین و انصار کو گنہگار اور خاطی ٹھیرایا۔

شریک کہتے ہیں۔ کہ جس شخص میں ذرا بھی خیر اور بھلائی ہو۔ وہ کبھی بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما پر مقدم نہیں کر سکتا +

ابو اسامہ کہتے ہیں۔ کہ کیا تم جانتے ہو۔ کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کون تھے؟ وہ اسلام کے باپ اور ماں تھے +

امام جعفر صادق فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو بھلائی سے یاد نہ کرے۔ میں اس سے بیزار ہوں +

فصل

موافقات حضرت عمر رضی اللہ عنہ جنہیں بعض علماء نے بیس سے زائد ذکر کیا ہے

ابن مردویہ مجاہد سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جو رائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہوتی۔ قرآن مجید بھی اسی طرح نازل ہوتا تھا +

ابن عساکر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ قرآن مجید میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے سے کئی ایک رائیں ہیں +

ابن عمر مرفوعاً روایت کرتے ہیں۔ کہ اگر لوگوں نے جب کبھی کسی بات میں اپنی رائے ظاہر کی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اس معاملہ میں اپنی رائے ظاہر کی۔ تو قرآن مجید حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے مطابق ہی نازل ہوا +

بخاری اور مسلم حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے تین

باتوں میں اپنے رب سے موافقت کی ہے۔ ایک تو یہ کہ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! اگر ہم مقام ابراہیم کو جائے نماز بنائیں۔ تو کیا اچھا ہو۔ تو اس پر یہ آئت نازل ہوئی۔ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى ۔ دوسری یہ کہ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! آپ کے ازواج مطہرات کے پاس نیک و بد آتے رہتے ہیں۔ اگر آپ انہیں پردہ کا حکم دیں۔ تو کیا اچھا ہو۔ اسپر آئت حجاب (پردہ) نازل ہوئی۔ تیسری بات یہ کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات نے آپ کو غیرت دلانے کی خاطر اتفاق کیا۔ تو میں نے کہا عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ ۔ اسپر بعینہ یہی آئت نازل ہوئی ٭

مسلم حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روائت کرتے ہیں۔ کہ میں نے اپنے رب سے تین باتوں میں موافقت کی ہے۔ حجاب میں۔ اور بدر کے قیدیوں کے بارے میں اور مقام ابراہیم میں۔ پس اس حدیث سے ایک چوتھی بات بھی معلوم ہوئی (یعنی قیدیان جنگ بدر کا معاملہ)

نووی تہذیب میں لکھتے ہیں۔ کہ قرآن مجید جنگ بدر کے اسیروں۔ پردے مقام ابراہیم اور تحریم خمر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے موافق نازل ہوا ہے۔ پس اس حدیث سے ایک پانچویں بات (یعنی تحریم خمر) معلوم ہوئی۔ اور حدیث اس کی سنن اور مستدرک حاکم میں اس طرح مذکور ہے۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دعا کی۔ کہ اے اللہ! شراب کے بارے میں ہمیں کوئی کافی شافی حکم عطا فرما۔ اسپر شراب کی تحریم نازل ہوئی ٭

ابن ابی حاتم اپنی تفسیر میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے رب سے چار باتوں میں موافقت کی ہے۔ جب آئت وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ الخ نازل ہوئی۔ تو میں نے کہا فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۔ پس یہی آئت نازل ہوئی۔ اس حدیث سے چھٹی بات ثابت ہوئی۔ یہ حدیث کئی اور طریقوں سے ابن عباس سے مروی ہے۔ جنکو میں نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے۔ پھر میں نے ابو عبداللہ شیبانی کی کتاب فضائل امامین میں لکھا دیکھا۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے رب سے اکیس باتوں میں موافقت کی ہے۔ اور اس نے یہ چھ جگہیں ذکر کر کے عبداللہ بن ابی کا قصہ ذکر کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث صحیح میں اس طرح آئی ہے۔ کہ جب عبداللہ بن

ابی مرگیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنازہ پڑھانے کے لئے بلایا گیا۔ تو آپ جانے کے لئے تیار ہو گئے۔ مگر میں نے آپ کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اللہ تعالیٰ کے ایسے دشمن پر جنازہ پڑھنے کے لئے تشریف لے جاتے ہیں جو ایسے ایسے کلمات کہا کرتا تھا۔ بخدا! مجھے اس بات کو کچھ تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا۔ کہ آیت وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا الآیۃ (یعنی جب کبھی منافقوں سے کوئی مرجاوے۔ تو اس پر نماز جنازہ نہ پڑھا کرو)۔

(۸) آیت يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ الخ

(۹) آیت يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ تا آخر آیت میں کہتا ہوں کہ یہ آیت اور مائدہ والی ایک ہی بات ہے۔ اور تینوں حدیث سابق میں آچکی ہیں

(۱۰) جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم کے لئے دعائے مغفرت زیادہ مانگنی شروع کی۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ کہ ان کے لئے دعا مانگنی یا نہ مانگنی برابر ہے۔ اس پر آیت سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ تا آخر آیت نازل ہوئی (اس حدیث کو طبرانی نے ابن عباس سے روایت کیا ہے)

(۱۱) جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر کے لئے چلنے میں مشورہ کیا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ کہ بیشک باہر نکلنا چاہئے۔ اس پر آیت كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ تا آخر نازل ہوئی۔

(۱۲) جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضو سے قصہ افک میں مشورہ کیا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! آپ کا عقد کس نے کیا تھا؟ آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ نے۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ کہ پھر کیا آپ کو خیال ہے کہ خدا تعالےٰ نے کسی چیز کے عیب کو آپ پر پوشیدہ رکھا ہو۔ خداوند تعالےٰ پاک ہے۔ یہ تو ایک بہتان عظیم ہے۔ پس اسی طرح آیت نازل ہوئی۔

(۱۳) روزوں کا قصہ کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رات کو بیدار ہو کر اپنی بیوی سے مجامعت کی اور یہ بات شروع اسلام میں حرام تھی۔ تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ تا آخر آیت (احمد نے اسے سند میں روایت کیا ہے)

(۱۴) آیت وَمَنْ کَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِیْلَ تا آخر آیت میں کہتا ہوں۔ کہ ابن جریر وغیرہ نے اسے کئی طریقوں سے روایت کیا ہے۔ اور ان سب سے زیادہ موافقت عمر رضؓ وہ قریب ہے جسے ابن ابی حاتم نے عبدالرحمٰن بن ابولیلی سے روایت کیا ہے کہ ایک یہودی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ملا۔ اور کہا۔ کہ جبرائیل جسکا ذکر تمہارا پیغمبر کرتا ہے۔ ہمارا دشمن ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ مَنْ کَانَ عَدُوًّا لِّلّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَرُسُلِہٖ وَجِبْرِیْلَ وَمِیْکَالَ فَاِنَّ اللّٰہَ عَدُوٌّ لِّلْکٰفِرِیْنَ ۝ (یعنی جو شخص اللہ اور اس کے فرشتوں اور رسول اور جبرئیل اور میکائیل کا دشمن ہو۔ تو کیا ڈر ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ خود کافروں کا دشمن ہے) پس یہی آیت بعینہٖ نازل ہوئی ۔

(۱۵) آیت فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ تا آخر آیت میں کہتا ہوں کہ اسکا قصہ ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے ابی الاسود سے اس طرح روایت کیا ہے۔ کہ دو شخص اپنا جھگڑا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے۔ آپ نے فیصلہ کر دیا جس کے خلاف فیصلہ ہوا تھا۔ اُس نے کہا۔ کہ چلو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس چلیں۔ یہ کہکر وہ دونوں اُن کے پاس آئے۔ تو دوسرے شخص نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے حق میں فیصلہ کر دیا تھا۔ لیکن اُس نے مجھے کہا۔ کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس چلتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دوسرے شخص سے کہا۔ کہ کیا یہ بات ٹھیک ہے۔ اُس نے کہا۔ ہاں۔ اسپر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یہیں ٹھیرو۔ میں ابھی آتا ہوں۔ پس تھوڑی دیر کے بعد آپ تلوار لئے ہوئے باہر آئے۔ اور اس شخص کو قتل کر دیا۔ جس نے کہا تھا کہ چلو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس چلیں۔ دوسرا شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس آگیا۔ اور عرض کیا۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے میرے ساتھی کو قتل کر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا مجھے خیال نہیں تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک مومن کے قتل کرنے پر جرأت کرینگے اسپر یہ آیت نازل ہوئی فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ تا آخر آیت پس اس شخص کا خون رائگاں گیا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ بری ہو گئے۔ اس حدیث کا ایک اور شاہد بھی ہے جسے میں نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے)

(۱۶) گھر میں داخل ہوتے وقت اذن لینا۔ اور اسکا قصہ اس طرح ہے۔ کہ ایک دفعہ آپ سوئے ہوئے تھے۔ کہ آپ کا غلام بے دھڑک اندر چلا آیا۔ تو آپ نے

دعاء کی۔ کہ اللہ تعالےٰ بے اذن داخل ہونے کو حرام کر دے۔ اس پر آیت استیذان نازل ہوئی +

(۱۷) یہودیوں کے بارے میں آپ کا کہنا۔ کہ یہ سرگردان اور بھٹکے ہوئے لوگ ہیں

(۱۸) آپ کا قول ثُلَّۃٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ وَ ثُلَّۃٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ ۔ میں کہتا ہوں کہ اسکا قصّہ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں جابر بن عبداللہ سے روایت کیا ہے۔ جو اسباب النزول میں مذکور ہے۔

(۱۹) آیت الشیخ والشیخۃ اذا زنیا کا منسوخ التلاوت ہونا۔

(۲۰) احد کے دن آپ کا ابو سفیان کے قول اَفِی الْقَوْمِ فُلَانٌ (کیا فلاں آدمی تم میں ہے) کے جواب میں لَا نُجِیْبُہٗ کہ فرمانا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا اس بات میں موافقت کرنا۔ میں کہتا ہوں۔ کہ اس کا قصّہ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔ اور کہا ہے۔ کہ اس کے ساتھ وہ بات بھی ملانی چاہیئے۔ جسے عثمان بن سعید دارمی نے اپنی کتاب (الرد علے الجہمیۃ) میں ابن شہاب کی سند سے سالم عبداللہ سے روایت کیا ہے۔ کہ کعب احبار رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ کہا۔ کہ بادشاہِ زمین پر بادشاہِ آسمان (یعنی خدا تعالےٰ سے) ہلاکت اور خرابی نازل ہوتی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے یہ سُنکر فرمایا۔ مگر جس نے اپنے نفس سے حساب لیا۔ اور اسے قابو میں رکھا۔ کعب احبار رضؓ نے کہا۔ بخدا! توریت میں اس کے آگے یہی عبارت ہے۔ جو آپ نے کہی۔ اسپر حضرت عمر رضی اللہ عنہ شکرانہ کے لئے سجدے میں گر پڑے"

اس کے بعد میں نے ابن عدی کی کتاب (الکامل) میں دیکھا ہے۔ کہ عبداللہ بن نافع اپنے باپ سے اور وہ ابن عمر رضؓ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان کے وقت کہا کرتے تھے۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ۔ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا۔ کہ اس کے بعد کہا کرو۔ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللہِ۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس طرح حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہیں اسی طرح کہا کرو +

فصل

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی کرامات

بیہقی اور ابو نعیم دلائل النبوت میں اور لالکائی شرح السنۃ میں اور دیر عاقولی اپنے فوائد میں اور ابن الاعرابی کرامات الاولیاء میں اور خطیب رواۃ مالک میں نافع سے اور وہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر روانہ کیا۔ اور اس کا سردار ایک شخص کو بنایا۔ جس کا نام ساریہ تھا۔ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ خطبہ پڑھتے ہوئے آواز دینے لگے۔ اے ساریہ پہاڑ کو لازم پکڑ۔ آپ نے اس فقرہ کو تین دفعہ فرمایا۔ کچھ دنوں کے بعد اس لشکر سے ایک ایلچی آیا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے حال پوچھا۔ تو اس نے کہا۔ اے امیر المؤمنین! پہلے ہمیں شکست ہو گئی تھی۔ اس اثناء میں ہم نے تین مرتبہ ایک آواز سنی۔ کہ اے ساریہ پہاڑ کو لازم پکڑ۔ یہ سنکر ہم نے پہاڑ کو اپنے پیچھے کیا۔ تو اللہ تعالےٰ نے دشمنوں کو شکست دی۔

راوی کہتا ہے۔ کہ لوگوں نے عرض کیا۔ کہ آپ نے ہی اُسدن یہ آواز کی تھی (یہ پہاڑ جس کے نزدیک ساریہ تھا موضع نہاوند میں ارض عجم میں واقع ہے) ابن حجر اصابہ فی معرفۃ الصحابہ میں لکھتے ہیں۔ کہ اسکی اسناد حسن ہے)

ابن مردویہ بسند میمون بن مہران ابن عمر رضہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک دن بروز جمعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خطبہ پڑھ رہے تھے۔ کہ یکایک آپ نے خطبہ میں فرمایا یَا سَارِیَۃُ الْجَبَلَ مَنِ اسْتَرْعَی الذِّئْبَ ظَلَمَ (یعنی اے ساریہ پہاڑ کو پشت و پناہ بنا۔ جس نے بھیڑیئے کو چرواہا بنایا۔ تو اس نے ظلم کیا) لوگ آپ کا یہ کلام سنکر ایک دوسرے کا مُنہ تکنے لگے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا۔ کہ جو کچھ آپ نے فرمایا ہے۔ وہ عنقریب ہی ظاہر اور معلوم ہو جائے گا۔ جب آپ خطبہ سے فارغ ہوئے۔ تو لوگوں نے آپ کو اس کی بابت پوچھا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اسوقت میرے دل میں القا ہوا تھا۔ کہ کافروں نے ہمارے بھائی مسلمانوں کو شکست دی ہے۔ اور وہ ایک پہاڑ کے پاس سے گذر رہے ہیں اور وہ پہاڑ اس طرح پر ہے۔ کہ اگر وہ اس پہاڑ کو اپنی پشت و پناہ بنا کر لڑیں۔ تو

تو دشمن اُن سے ایک ہی طرف سے لڑ سکتے ہیں۔ اور اگر وہ اسطرح نہ کرینگے۔ تو دشمن اُنہیں ہلاک کر دینگے۔ یہ معاملہ دیکھکر میرے منہ سے بے اختیار وہ بات نکلی۔ جسے تم کہتے ہو۔ کہ ہم نے سُنا ہے۔

ابن عمر کہتے ہیں۔ کہ ایک مہینے کے بعد جب قاصد خوشخبری لے کر آیا۔ تو اُس نے بیان کیا۔ کہ ہم نے فلاں روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز کو سُنا تھا۔ اور ہم نے اس کے مطابق پہاڑ کو اپنے پیچھے کر لیا۔ تو اللہ تعالےٰ نے ہمیں فتح دی۔

ابو نعیم دلائل میں عمرو بن حارث سے روائت کرتے ہیں۔ کہ ایک دن جمعہ کے روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ خطبہ پڑھ رہے تھے۔ کہ یکایک آپ نے خطبہ چھوڑ دیا۔ اور دو یا تین دفعہ فرمایا "یَا سَارِیَۃُ الْجَبَلُ" اس کے بعد پھر آپ خطبہ پڑھنے لگے۔ اِسپر بعض حاضرین کہنے لگے۔ کہ شائد آپ کو جنون ہو گیا ہے۔ فراغتِ نماز کے بعد عبدالرحمٰن بن عوف جو آپ سے ذرا بے تکلف تھے۔ آپ کے پاس آئے۔ اور کہا۔ کہ آپ نے آج لوگوں کو اپنی بابت گفتگو کرنے کا موقع دیا ہے۔ کہ آپ نے خطبہ پڑھتے ہوئے یہ کہدیا "یَا سَارِیَۃُ الْجَبَلُ" یہ کیا معاملہ تھا؟ آپ نے فرمایا۔ کہ یہ بات میں نے اختیاراً نہیں کہی۔ بلکہ جب میں نے دیکھا۔ کہ مسلمان ایک پہاڑ کے پاس لڑ رہے ہیں۔ اور دشمن اُنہیں گھیرے ہوئے ہے۔ تو بے اختیار میرے منہ سے نکل گیا۔ اے ساریہ! پہاڑ کو پشت کی طرف کرو۔

راوی کہتا ہے۔ کہ اس معاملہ کے بعد ساریہ کے پاس سے قاصد خط لیکر آیا۔ تو اُس میں لکھا تھا۔ کہ کافروں سے ہماری لڑائی جمعہ کے دن ہوئی۔ ہم ان سے لڑتے رہے۔ جب جمعہ کا وقت ہوا۔ تو ہم نے دو دفعہ یہ آواز سُنی "یَا سَارِیَۃُ الْجَبَلُ"۔ اسپر ہم پہاڑ کے ساتھ مل گئے۔ اور اپنے دشمن پر غالب رہے۔ حتّٰی کہ اللہ تعالےٰ نے اُنہیں شکست دی۔" (اس پر بھی بعض نے کہا۔ کہ یہ بناوٹی بات ہے)

ابو القاسم بن بشران فوائد میں بسند موسےٰ بن عقبہ نافع سے اور وہ ابن عمر سے روائت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے فرمایا۔ کہ تمہارا کیا نام ہے؟ اُس نے کہا جمرہ۔ آپ نے پوچھا۔ کہ کس کے بیٹے ہو؟ اس نے عرض کیا شہاب کا۔ پھر آپ نے پوچھا۔ کہ کس قبیلے سے ہو؟ اُس نے کہا حُرقہ سے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تمہارا وطن کونسا ہے؟ اُس نے عرض کیا حرہ۔ حضرت عمر رضی

اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ جلدی سے اپنے اہل کے پاس جا۔ کہ وہ جل گئے ہیں۔ جب وہ گیا۔ تو دیکھا۔ کہ واقعی سب جل گئے ہیں (اس حدیث کو امام مالک رحمہ نے موطا میں یحییٰ بن سعید سے روائیت کیا ہے۔ اور ابن درید نے اُسے اخبار مشہورہ میں اور ابن کلبی نے جامع میں روائیت کیا ہے)

ابو الشیخ کتاب العصمت میں ابو الطیب سے اور وہ علی بن داؤد سے اور وہ عبداللہ بن صالح سے اور وہ ابن لہیعہ سے اور وہ قیس بن حجاج سے اور وہ اپنے شیخ سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ جب مصر فتح ہوا۔ تو عمرو بن عاص رضہ کے پاس وہاں کے لوگوں نے آکر عرض کیا۔ کہ اے امیر! ہمارے اس دریائے نیل کی ایک عادت ہے جس کے بغیر یہ جاری نہیں ہوتا۔ آپ نے فرمایا۔ وہ کیا؟ وہ کہنے لگے۔ کہ جب ماہ حال کی گیارہ راتیں گذر جاتی ہیں۔ تو ہم ایک کنواری اور اکلوتی لڑکی کو اس کے والدین کو راضی کر کے لے لیتے ہیں۔ اور اسے نہائیت ہی نفیس اور عمدہ کپڑے اور زیور پہنا کر دریائے نیل میں ڈال دیتے ہیں۔ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ یہ بات اسلام میں کبھی نہیں ہوگی۔ کیونکہ اسلام جاہلیت کی رسوم بد کو مٹاتا ہے۔ لوگ یہ بات سنکر اس بات سے باز رہے۔ مگر نیل کا پانی بہت کم ہو گیا۔ اور لوگوں نے پھر اس رسم کو پورا کرنے کا ارادہ کیا۔ جب عمرو بن عاص نے یہ بات دیکھی۔ تو انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اس تمام قصے کو ایک خط میں لکھ کر روانہ کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا جواب لکھا کہ آپ نے بہت خوب کیا۔ جو اس رسم قبیح سے انہیں روک دیا۔ اسلام بیشک جاہلیت کی رسوم بد کو مٹاتا ہے۔ میں نے اپنے خط میں ایک رقعہ لکھا ہے۔ اُسے نیل میں ڈال دینا۔ جب عمرو بن عاص کے پاس وہ خط پہونچا۔ تو انہوں نے اس چھوٹے سے خط کو جو اس میں تھا کھول کر پڑھا۔ تو اس میں لکھا تھا۔ کہ یہ خط خدا تعالےٰ کے بندے عمر امیر المؤمنین سے نیل مصر کی طرف ہے۔ اما بعد۔ اے نیل! اگر تو اس سے پہلے خود بخود جاری تھا تو اب جاری نہ ہو۔ اور اگر اس سے پہلے تو خدا تعالےٰ کے حکم سے جاری تھا۔ تو اب میں خدائے قہار سے سوال کرتا ہوں۔ کہ تمہیں جاری کرے عمرو بن عاص نے اس خط کو طلوع صلیب سے ایک دن پیشتر نیل میں ڈال دیا۔ جب صبح ہوئی۔ تو دیکھا۔ کہ ایک ہی رات میں نیل سولہ سولہ گز چڑھ آیا ہے۔ اس دن سے وہ بُری رسم مصر سے جاتی رہی ٭

ابن عساکر طارق بن شہاب سے روائیت کرتے ہیں کہ جب کوئی شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بات کرتا۔ اور اس میں کچھ جھوٹ بیان کرنے لگتا۔ تو آپ اُسے فرماتے۔ کہ بات کو بند کر۔ پھر وہ کوئی اور بات کہنی شروع کرتا۔ تو آپ فرماتے۔ کہ اس سے بھی خاموش رہو۔ تو وہ شخص کہتا۔ کہ جب میں آپ سے سچ کہنے لگتا ہوں تو آپ فرماتے ہیں کہ خاموش رہو۔

ابن عساکر حسن رضہ سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ اگر کوئی شخص جھوٹی بات کو پہچان سکتا تھا۔ تو وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے۔

بیہقی دلائل میں ابی ہدبہ حمصی سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خبر ملی۔ کہ اہل عراق نے اپنے امیر کو سنگسار کیا ہے۔ یہ سُنکر آپ نہائیت غضبناک ہوئے۔ اور دو رکعت نماز پڑھی۔ مگر اس میں آپ کو سہو ہو گیا۔ سلام کے بعد آپ نے دعا کی۔ کہ اے اللہ ان لوگوں نے مجھ پر کام ملتبس کر دیا ہے۔ تو ان پر کام مشتبہ کر دے۔ اور جلدی ہی انپر ایک ثقفی غلام کو حاکم بنا جو انپر جاہلیت کا سا حکم کرے۔ نہ ان کے محسن سے نیکی قبول کرے۔ اور نہ بُرے کو معاف کرے میں کہتا ہوں۔ کہ اس غلام سے آپ کا اشارہ حجاج کیطرف تھا۔ ابن لہیعہ کہتے ہیں کہ اسوقت تک حجاج کا ابھی نام و نشان بھی نہ تھا۔

فصل

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سیرت و خصلت

ابن سعد احنف بن قیس سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گھر کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ اتنے میں ایک لونڈی وہاں سے گذری۔ لوگوں نے کہا۔ کہ یہ امیر المومنین کی لونڈی ہوگی۔ اسپر آپ نے فرمایا۔ کہ امیر المومنین کی کوئی لونڈی نہیں۔ اور نہ اس کے لئے لونڈی حلال ہی ہے۔ یہ تو خدا تعالےٰ کا مال ہے۔ ہم نے عرض کیا۔ کہ پھر امیر المومنین کے لئے خدا کے مال سے کیا حلال ہے؟ آپ نے فرمایا۔ کہ عمر رضی اللہ عنہ کے لئے اللہ کے مال سے صرف دو پوشاکیں ایک سردی کی اور ایک گرمی کی۔ اور حج و عمرہ کرنے کے لئے خرچ

اور اپنی اور اپنے عیال کی ایک قریش کے متوسط شخص جیسی خوراک حصول ہے۔ اور میرا رتبہ صرف مسلمانوں کے ایک معمولی شخص کا سا ہے +

خزیمہ بن ثابت کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کسی کو حاکم بناکر بھیجتے تو آپ اس سے یہ شرط لکھوا لیتے۔ کہ وہ شخص کبھی ترکی گھوڑے پر سوار نہ ہو۔ اور میدہ کی روٹی نہ کھائے۔ اور باریک کپڑا نہ پہنے۔ اور اہل حاجت کے لئے اپنا دروازہ بند نہ کرے اگر ان میں سے کوئی بات کریگا۔ تو اُسے سزا ملیگی +

عکرمہ بن خالد وغیرہ کہتے ہیں۔ کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہ، عبداللہ رضی اللہ عنہ وغیرہما نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا۔ کہ اگر آپ اچھا کھانا کھائیں تو آپ میں عبادت کرنے کی طاقت اور قوت پیدا ہو جائے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ کیا سب لوگوں کی یہی رائے ہے؟ اُنہوں نے عرض کیا۔ کہ ہاں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میں نے تمہاری خیر خواہی معلوم کرلی ہے۔ مگر میں نے اپنے دونوں صاحبوں کو ایک ایسے شاہراہ پر پایا ہے۔ کہ اگر میں ان کے راستے کو چھوڑ دوں۔ تو منزل پر میں اُن کے پاس نہیں پہونچ سکونگا عکرمہ کہتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ قحط پڑا۔ تو آپ نے اس سال گھی اور گوشت مطلقاً نہیں کھایا +

ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں۔ کہ عقبہ بن فرقد نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے آپ کے طعام کے بارے میں گفتگو کی۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ نہائت افسوس ہے۔ کہ میں اس زندگانی دنیا کو اچھا کھاکر اور مزے اُٹھاکر گذار دوں +

حسن کہتے ہیں۔ کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے عاصم رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ وہ اُسوقت گوشت کھا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ یہ کیا چیز ہے؟ اُنہوں نے عرض کیا۔ کہ آج گوشت کھانے کو بہت دل چاہتا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ کیا جس چیز کی تمہیں خواہش ہوگی۔ کھالیا کروگے۔ یہ تھوڑا اسراف ہے۔ کہ آدمی جو دل چاہے کھالے۔

اسلم کہتے ہیں۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ ایک دفعہ تازہ مچھلی کھانے کو میرا دل چاہا۔ تو یرفا نے اپنی اونٹنی پر پالان رکھا۔ اور آمد و رفت میں آٹھ میل سفر کرکے ایک ۵ اصاع کی زنبیل خرید لایا۔ اور اونٹنی جو پسینہ میں تر بتر تھی۔ اُسے نہلا بھی لایا۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ پہلے میں اونٹنی کو دیکھ لوں۔ پس آپ نے اونٹنی کو دیکھا۔ اور فرمایا۔ کہ اس کے

کانوں کے نیچے کا پسینہ دھونا بھول گئے ہو۔ (افسوس کہ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حرص میں اس بے زبان کو تکلیف ہوئی۔ بخدا میں اس مچھلی سے کچھ بھی نہیں کھاؤنگا۔

قتادہ کہتے ہیں۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہونے کی حالت میں ایک پشم کا جبہ پہنا کرتے تھے جس میں بعض چمڑے کے پیوند لگے ہوتے تھے۔ اور آپ دِرہ کو کندھے پر ڈالے ہوئے بازاروں میں چکر لگایا کرتے تھے۔ اور لوگوں کو تادیب دیا کرتے ۔ اور راستے میں اگر پھٹے پڑے کپڑے یا کھجوروں کی گٹھلیاں ملتیں۔ تو انہیں اٹھا لیتے۔ اور لوگوں کے گھروں میں ڈال دیتے۔ تاکہ انہیں کام میں لائیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قمیص میں صرف کندھوں کے درمیان چار پیوند لگے ہوئے دیکھے ہیں۔

ابو عثمان نہدی کہتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے تہ بند میں چمڑے کے پیوند لگے ہوئے دیکھے ہیں۔

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ کہتے ہیں۔ کہ میں نے ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیا۔ تو آپ نے اپنے لئے نہ کوئی خیمہ لگایا۔ اور نہ سائبان کھڑا کیا بلکہ چادر یا چمڑے کی ادھوڑی درخت پر ڈال کر سایہ کر لیتے۔ اور اس کے نیچے تشریف رکھتے۔

عبداللہ بن عیسیٰ کہتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے چہرۂ مبارک میں رونے کے باعث دو لکیریں پڑی ہوئی دیکھی ہیں۔

حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب تلاوت قرآن مجید میں کسی آیت عذاب کو پڑھتے تو مارے خوف کے ایسے گرتے۔ کہ کئی روز تک لوگ عیادت کو آیا کرتے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ میں ایک باغ میں گیا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور میرے درمیان ایک دیوار حائل تھی۔ اور آپ کہہ رہے تھے۔ اے عمر بن خطاب امیر المؤمنین واہ بخدا اے ابن خطاب تو اللہ سے ڈر۔ ورنہ تجھے خدا تعالےٰ عذاب کرے گا۔

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ کہتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے زمین سے ایک تنکا اٹھایا۔ اور فرمایا۔ کاش کہ میں یہ تنکا ہوتا۔ کاش کہ میں کچھ بھی نہ ہوتا۔ کاش کہ میری ماں مجھے نہ جنتی۔

عبیداللہ بن عمر بن حفص کہتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے کندھے پر مشک اٹھائی۔ تو لوگوں نے آپ سے اس کی وجہ دریافت کی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میرا نفس مجھے اچھا لگا تھا۔ اسلئے میں نے چاہا کہ اُسے ذلیل کروں ۔

محمد بن سیرین کہتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خسر آپ کے پاس آئے۔ اور کہا کہ بیت المال سے مجھے کچھ دیجئے۔ آپ نے انہیں جھڑک دیا اور کہا۔ کہ کیا آپ یہ چاہتے ہیں۔ کہ اللہ تعالے کے سامنے میں بادشاہ خائن بنکر ملوں۔ پھر آپ نے اپنے ذاتی مال سے انہیں دس ہزار درہم دیئے۔ شعبی کہتے ہیں۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بحالت خلافت بھی تجارت کیا کرتے تھے ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ عام الرمادہ میں روغن زیتون کھانے کے باعث ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پیٹ بولا۔ یعنی گڑگڑ کرنے لگا۔ اور آپ نے اس سال اپنے آپ پر گھی حرام کیا ہوا تھا۔ تو آپ نے پیٹ کو انگلی سے دبا کر کہا۔ کہ جب تک قحط دور ہو کر لوگ آسودہ نہ ہو جائیں۔ ہمارے پاس تیرے کھانے کے لئے اور کچھ نہیں ہے ۔

سفیان بن عینیہ کہتے ہیں۔ کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ مجھے محبوب وہ شخص ہے جو میرے عیوب پر مجھے مطلع کرے ۔

اسلم کہتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔ کہ آپ گھوڑے کا ایک کان اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ہوتا۔ اور دوسرے ہاتھ سے اپنا کان پکڑا ہوا ہوتا۔ اور پھر گھوڑے پر سوار ہوتے ۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ میں نے بسا اوقات دیکھا ہے۔ کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ غضبناک ہوتے۔ تو اس وقت اگر کوئی شخص آپ کے پاس اللہ کا ذکر کرتا۔ یا خوف دلاتا۔ یا قرآن مجید کی کوئی آیت پڑھتا۔ تو آپ کا غصہ فرو ہو جاتا۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اسلم سے پوچھا۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کیسے ہیں؟ انہوں نے کہا۔ کہ آپ سب لوگوں سے بہتر ہیں۔ مگر جب آپ خفا ہوں۔ تو پھر غضب ہو جاتا ہے۔ بلال رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ اگر تم بحالت غضب ان کے پاس موجود ہو۔ تو قرآن مجید کی آیت پڑھ دیا کرو۔ اس سے ان کا غصہ فرو ہو جاتا ہے ۔

احوص بن حکیم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے مرغن پکا ہوا گوشت لایا گیا۔ تو آپ اُس کے کھانے سے انکار کر دیا۔ اور فرمایا۔ کہ

ان دونوں سے ہر ایک سالن ہے +
ابن سعد حسن سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ سب سے آسان بات جو میں کسی قوم کی اصلاح کے لیئے کرسکتا ہوں یہ ہے۔ کہ میں اُن کے حاکم کو بدل دوں +

فصل

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حُلیہ

ابن سعد اور حاکم زر سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ وہ عید کے دن اہل مدینہ کیساتھ باہر نکلے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو برہنہ پا چلتے دیکھا۔ آپ ایک سن رسیدہ شخص اصلع۔ رنگ گندم گون۔ قد کے لمبے سب لوگوں سے سر نکالتے ہوئے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ جیسے آپ سوار ہیں

واقدی رح کہتے ہیں۔ کہ یہ بات ہمارے نزدیک ثابت نہیں۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ گندم گوں تھے۔ شاید راوی نے آپ کو عام الرمادہ میں دیکھا ہوگا جبکہ روغن زیتون کھانے کے باعث آپ کا رنگ متغیر ہوگیا تھا +

ابن سعد رحمتہ اللہ علیہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ اُنہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حُلیہ بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ آپ کا رنگ گورا تھا جس پر سُرخی غالب تھی۔ قد لمبا تھا۔ اور سر کے بال اڑے ہوئے تھے۔ اور سن رسیدہ تھے +

عبید بن عمیر سے مروی ہے۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سب لوگوں سے قد میں دراز نظر آیا کرتے تھے۔

سلمہ بن اکوع سے مروی ہے۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ دونوں ہاتھوں سے ایک جیسا کام کرسکتے تھے

ابن عساکر ابو رجا عطاردی سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہت لمبے جسیم۔ اصلع۔ سُرخی لئے ہوئے گورے تھے۔ آپ کے دونوں رخسارے پچکے ہوئے تھے۔ مونچھیں بڑی بڑی تھیں۔ اور اُن کے سرے سُرخ تھے

ابن عساکر اپنی تاریخ میں بسند روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام ختمہ تھا۔ جو ہشام بن مغیرہ کی بیٹی اور ابوجہل بن ہشام کی بہن تھیں۔ اس رشتہ سے ابوجہل آپ کا ماموں تھا۔

فصل

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت

آپ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی حیات میں ہی جمادی الاخری ۱۳ سنہ ھ میں خلیفہ ہوئے۔

زہری کہتے ہیں۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات کے روز یعنی سہ شنبہ جمادی الاخری کی ۲۲ تاریخ کو خلیفہ ہوئے (اسے حاکم نے روایت کیا ہے)

اور آپ نے امر خلافت نہایت اچھی طرح سنبھالا۔ آپ کے زمانۂ خلافت میں بےشمار فتوحات ہوئیں۔ چنانچہ ۱۴ سنہ ھ میں دمشق از روئے صلح و غلبہ فتح ہوا۔ اور حمص و بعلبک صلح سے فتح ہوئے۔ اور بصرہ اور ابلہ از روئے غلبہ فتح ہوئے اسی سال آپ نے لوگوں کو جمع کر کے تراویح کو جماعت کے ساتھ پڑھنے کا حکم دیا (عسکری نے اوائل میں اسے روایت کیا ہے)

۱۵ سنہ ہجری میں اردن جنگ سے فتح ہوا۔ اور طبریہ صلح سے۔ اس سال جنگ یرموک اور قادسیہ ہوا۔

ابن جریر لکھتے ہیں۔ کہ اس سال میں سعد نے کوفے کو بسایا۔ اور اسی سال میں آپ نے جاگیریں مقرر کیں۔ اور دفتر و رجسٹر بنوائے۔ اور جو صحابہ سابق فی الایمان تھے انہیں عطیہ عطا فرمائے۔

۱۶ سنہ ہجری میں اہواز و مدائن فتح ہوئے۔ اور سعد رضی اللہ عنہ نے ایوان کسریٰ میں جمعہ پڑھایا۔ اور یہ پہلا جمعہ تھا۔ جو عراق میں پڑھا گیا۔ اور یہ واقعہ صفر میں ہوا۔ جنگ جلولاء بھی اسی سن میں ہوا جس میں یزدجرد کسریٰ کو شکست ہوئی۔ اور وہ ری کی طرف بھاگ گیا۔ اسی سال میں تکریت فتح ہوا۔ اور اسی سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیت المقدس میں تشریف لے گئے۔ جس پر وہ فتح ہو گیا۔ اور جابیہ میں آپ نے خطبہ پڑھا۔ جو

مشہور ہے - اسی سال تنسرین ازروئے غلبہ فتح - اور حلب - انطاکیہ اور منبج صلح سے فتح ہوئے - اور سروج غلبہ سے فتح ہوا - اسی سال قرقیسیاء صلح سے فتح ہوا - اور ربیع الاول میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی کو وسعت دی - اور اسی سال حجاز میں قحط پڑا عام رمادہ اسی کو کہتے ہیں - اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پانی مانگا۔

ابن سعد نیار اسلمی سے روایت کرتے ہیں - کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز استسقاء پڑھنے کے لئے باہر نکلے - تو آپ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر مبارک تھی +

ابن عون سے مروی ہے - کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر بلند کیا - اور کہا - اے اللہ! ہم تیرے نبی (صلے اللہ علیہ وسلم) کے چچا کو وسیلہ لائے ہیں خشک سالی کو ہم سے دور کر اور باران رحمت بھیج - ابھی آپ یہ دعا مانگ کر آپ وہاں سے واپس بھی نہ ہوئے تھے حتیٰ کہ بارش شروع ہوئی - اور لگاتار کئی دن تک ہوتی رہی - اسی سال اہواز صلح سے فتح ہوا +

۱۸ سنہ ہجری میں نیشاپور صلح سے اور حلوان غلبہ سے فتح ہوا - اور اسی سال طاعون عمواس پڑا - اور اسی سال رہا، شمیساط، غلبہ سے اور حران نصیبین اور کئی اور ایک جزیرے غلبہ یا صلح سے فتح ہوئے - اور موصل اور اس کے مضافات غلبہ سے فتح ہوئے +

۱۹ سنہ ہجری میں قیساریہ غلبہ سے فتح ہوا - اور ۲۰ سنہ ہجری میں مصر غلبہ سے فتح ہوا - اور بعض کہتے ہیں - کہ مصر سب کا سب صلح سے اور اسکندریہ غلبہ سے فتح ہوا - علی بن رباح کہتے ہیں - کہ مغرب سب کا سب غلبہ سے فتح ہوا - اسی سال میں تستر فتح ہوا - اور اسی سال قیصر بادشاہ روم مرا - اور اسی سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہودیوں کو خیبر اور نجران سے جلا وطن کر دیا - اور خیبر اور وادی قریٰ کو تقسیم کر دیا +

۲۱ سنہ ہجری میں اسکندریہ غلبۃً فتح ہوا - اور اسی سال نہاوند فتح ہوا جس کے بعد عجمیوں کا زور گھٹ گیا - اور کوئی بڑا شہر ان کے پاس نہ رہا +

۲۲ سنہ ہجری میں آذربائیجان غلبہ یا صلح سے فتح ہوا - اور اسی سال دینور ماسبذان - ہمدان - طرابلس غرب - رے - عسکر - قومس غلبۃً فتح ہوئے +

۲۳ سنہ ہجری میں کرمان - سجستان - مکران - اصفہان وغیرہ فتح ہوئے - اور اسی سال کے آخر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حج سے آکر شہید ہوگئے +

سعید بن مسیب کہتے ہیں - کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ منیٰ سے جدا ہوئے تو آپ نے ابطح میں اونٹ کو بٹھایا - اور پھر چت لیٹ گئے - اور اپنے دونوں ہاتھوں کو آسمان کیطرف اُٹھا کر کہا - اے اللہ! اب میری عمر بڑی ہوگئی ہے - اور میرے قویٰ ضعیف ہوگئے ہیں - اور میری رغبت منتشر ہوگئی ہے - اسلئے ضائع ہونے اور عقل میں فتور آنے سے پہلے مجھے اپنی طرف اُٹھالے - چنانچہ ذوالحجہ ختم بھی نہ ہونے پایا تھا - کہ آپ شہید ہوگئے - (حاکم نے اسے روایت کیا ہے)

ابو صالح سمان سے مروی ہے - کہ کعب احبار نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا - کہ مجھے تورات سے ایسا معلوم ہوتا ہے - کہ آپ شہید ہونگے - آپ نے فرمایا کہ جزیرہ عرب میں رہ کر میں کس طرح شہادت کی نعمت عظمیٰ حاصل کر سکتا ہوں

اسلم کہتے ہیں - کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دعا فرمائی تھی - کہ اے اللہ تعالےٰ! مجھے اپنے راہ میں شہادت عطا فرما - اور اپنے نبی کے شہر ہی میں مجھے موت نصیب فرما - (بخاری نے اسے روایت کیا ہے) +

معدان بن ابو طلحہ سے مروی ہے - کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا - تو فرمایا - کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے - کہ مُرغ نے مجھے ایک یا دو ٹھونگیں ماری ہیں - اور اس کی تعبیر میں نے یہ نکالی ہے - کہ میری موت کا زمانہ قریب آگیا ہے - لوگ مجھے کہتے ہیں - کہ خلیفہ بناؤ - لیکن خدا تعالےٰ اپنے دین اور خلافت کو ضائع نہیں کرے گا - اگر مجھے موت نے کچھ مہلت دی بھی - تو بھی خلافت ان چھ شخصوں کے مشورے سے ہوگی - جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پاتے وقت راضی تھے - (حاکم نے اسے روایت کیا ہے)

زہری کہتے ہیں - کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کسی بالغ لڑکے کو مدینہ میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دیا کرتے تھے - حتیٰ کہ مغیرہ بن شعبہ حاکم کوفہ نے آپ کو لکھا کہ میرے پاس ایک نہایت کاریگر لڑکا ہے - آپ اسے مدینہ میں آنے کا اذن دیجئے - وہ بہت سے کام جانتا ہے جس سے لوگوں کو فائدہ پہونچیگا - کیونکہ وہ لوہار - نقاش اور بڑھئی ہے - اسپر آپ نے اسے مدینہ کی طرف روانہ کرنے کا اذن دیدیا - مغیرہ رضی اللہ عنہ نے اسپر سو درہم ماہوار ٹیکس لگایا - اس نے آکے

ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے زیادتی ٹیکس کی شکایت کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمہارا ٹیکس زیادہ تو نہیں ہے۔ وہ یہ جواب سُنکر غصہ میں بھرا ہوا چلا گیا۔ کچھ روز کے بعد اُسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بلا کر کہا۔ کہ تھوڑے دنوں کی بات ہے۔ کہ میں نے سُنا تھا۔ تم کہتے تھے۔ کہ میں ایسی چکی بنا سکتا ہوں۔ جو ہوا سے چلے۔ اُس نے ترشروئی سے جواب دیا۔ کہ میں آپ کے لئے ایسی چکی تیار کرونگا۔ جسکا لوگ مُدت تک ذکر کیا کرینگے۔ جب وہ چلا گیا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا۔ کہ یہ لڑکا مجھے قتل کی دھمکی دے گیا ہے۔ گھر جاکر اسی لڑکے ابو لؤلؤ نے دو دھارا خنجر بنایا جس کا قبضہ بیچ میں تھا۔ اور اندھیرے میں جاکر مسجد کے ایک گوشہ میں چھپ رہا۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز کے لئے بیدار کرتے ہوئے اس کے پاس پہونچے۔ تو اس نے آپ پر تین وار کئے (ابن سعد نے اسے روائیت کیا ہے)

عمرو بن میمون انصاری کہتے ہیں۔ کہ ابو لؤلؤ نے جو مغیرہ کا غلام تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایک خنجر سے جس کے دو پھل تھے زخمی کیا۔ اور آپ کے ساتھ ۱۲ اور شخصوں کو بھی زخمی کیا۔ جن سے چھ شخص مر گئے۔ اسپر اہل عراق سے ایک شخص نے اپنا کپڑا اس پر ڈال کر اسے پکڑ لیا۔ جب ابو لؤلؤ نے دیکھا۔ کہ اب پکڑا گیا۔ تو اس نے خودکشی کرلی +

ابو رافع کہتے ہیں۔ کہ ابو لؤلؤ مغیرہ رضی اللہ عنہ کا غلام تھا۔ اور وہ چکیاں بنایا کرتا تھا۔ اور مغیرہ رضہ اس سے ہر روز چار درہم لیا کرتے تھے۔ ایک دن وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ اور کہا اے امیر المؤمنین مغیرہ رضہ مجھ پر بہت سختی کرتے ہیں۔ اور پھر اس نے اپنا قصہ کہ سُنایا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ اپنے مالک سے اچھی طرح سلوک کرو۔ اور آپ کی نیت یہ تھی کہ مغیرہ رضہ سے اس کی بابت گفتگو کرینگے۔ مگر یہ بات سُنکر وہ خفا ہوا۔ اور کہا۔ کہ آپ میرے سوا سب لوگوں کے ساتھ عدل کرتے ہیں"۔ اور اسی وقت آپ کے قتل کا ارادہ کر لیا۔ اور ایک تیز خنجر بنا کر اسے زہر آلود کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قاعدہ تھا۔ کہ تکبیر کے پہلے آپ فرمایا کرتے تھے۔ کہ صفیں سیدھی کرلو۔ وہ غلام بھی ایک روز صف میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے برابر کھڑا ہو گیا۔ اور آپ کے کندھے اور کوکھ پر زخم لگائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ گر پڑے۔ پھر اس نے تیرہ اور

آدمیوں کو زخمی کیا جن سے چھ مر گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لوگ اٹھا کر گھر لے آئے۔ چونکہ سورج طلوع ہونے کے قریب تھا۔ اسلئے عبد الرحمن بن عوف نے نہایت چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھکر لوگوں کو نماز پڑھائی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نبیذ پلائی گئی۔ مگر وہ آپ کے زخموں سے باہر نکل گئی۔ پھر آپ کو دودھ پلایا گیا۔ مگر وہ بھی زخم سے باہر نکل گیا۔ لوگوں نے آپ کی تسلی کے لئے کہا۔ کہ آپ کچھ خوف نہ کیجئے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اگر قتل ہونے کے خوف کی بابت کہتے ہو۔ تو میں تو قتل ہو ہی چکا ہوں۔ اسپر لوگ آپ کی تعریف کرنے لگے کہ آپ ایسے تھے۔ اور ایسے تھے۔ آپ نے فرمایا بخدا میری آرزو تھی کہ میں دُنیا سے ایسی حالت میں جاؤں۔ کہ نہ میں نے کسی سے لینا ہو اور نہ کسی کا دینا ہو۔ سو الحمد للہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شرف صحبت نے مجھے اس بات سے بچائے ہی رکھا ہے۔ ابن عباس رضہ آپ کی تعریفیں کرنے لگے۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ اگر زمین کے پہاڑوں جتنا میرے پاس سونا ہوتا تو قیامت کے دن کے ہول سے بچنے کے لئے میں اس تمام سونے کو راہِ خدا میں خرچ کر دیتا۔ اور میں نے خلافت کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ۔ حضرت طلحہ رضہ حضرت زبیر رضہ اور حضرت عبد الرحمن بن عوف اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے مشورے پر چھوڑا ہے اور پھر آپ نے ان چھ شخصوں کو تین دن کی مہلت دی۔ (حاکم نے اسے روایت کیا ہے)

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ ابو لؤلؤ مجوسی تھا۔ عمرو بن میمون کہتے ہیں۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا الحمد للہ خدا تعالےٰ نے میری موت کسی مسلمانی کے دعویدار شخص کے ہاتھ سے نہیں کی۔ پھر آپ نے اپنے بیٹے عبد اللہ کو کہا۔ کہ شمار کر میرے سر پر کتنا قرض ہے؟ انہوں نے حساب کر کے قریباً چھیاسی ہزار بتایا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ اگر آل عمر رضہ کا مال اسے پورا کر دے۔ تو اس سے ادا کر دینا۔ ورنہ بنی عدی سے مانگ لینا۔ اگر اس سے بھی پورا نہ ہو۔ تو قریش سے لیکر پورا کرنا۔ اور اب اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں جاکر عرض کرو کہ عمر رضہ اپنے دونوں صاحبوں کے ساتھ دفن ہونے کا اذن چاہتا ہے۔ عبد اللہ آپ کی خدمت میں گئے۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ وہ مکان تو میں نے اپنے لئے رکھا ہوا تھا۔ مگر آج میں اپنے آپ پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ترجیح دیتی ہوں۔ یہ جواب سُنکر عبد اللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے۔ اور عرض کیا۔ کہ انہوں نے اجازت دیدی ہے۔ آپ نے فرمایا شکر

ہے اللہ تعالےٰ کا۔ کہ یہ آرزو بھی پوری ہوئی۔ پھر لوگوں نے عرض کیا۔ کہ اے امیر المومنین کوئی وصیت کیجئے۔ اور کسی کو خلیفہ مقرر فرمائیے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ خلافت کے لئے میں ان چھ شخصوں سے کسی کو زیادہ مستحق نہیں سمجھتا۔ کہ جن سے انتقال فرماتے وقت تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راضی رہے۔ پھر آپ نے ان چھ شخصوں کا نام لیا۔ پھر فرمایا۔ کہ عبد اللہ میرا بیٹا ان لوگوں کے ساتھ رہیگا۔ مگر اسے اس معاملہ سے کوئی تعلق نہیں۔ اگر خلافت سعد کو ملے۔ تو وہ اس کے مستحق ہیں۔ اور اگر نہ ملے تو جو شخص امیر ہو ان سے اچھا سلوک کرے۔ کیونکہ میں نے انہیں کسی خیانت یا عاجزی کیواسطے معزول نہیں کیا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ کہ جو شخص میرے بعد خلیفہ ہو۔ میں اُسے اللہ تعالےٰ سے ڈرنے اور مہاجرین و انصار اور اہل مُلک کے ساتھ بھلائی کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ پھر اسی قسم کی اور وصیتیں بھی آپ نے کیں۔ جب آپ نے وفات پائی۔ تو ہم سب لوگ آپ کا جنازہ لیکر چلے۔ تو عبد اللہ رضی اللہ عنہ آپ کے بیٹے نے سلام کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا۔ کہ عمر اذن چاہتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ انہیں لے آؤ۔ پس لوگوں نے آپ کو آپ کے دونوں صاحبوں کے ساتھ دفن کردیا جب آپ کے دفن کرنے سے فارغ ہوکر لوگ واپس آئے۔ تو وہ چھ شخص ایک جگہ جمع ہوئے۔ تو عبد الرحمٰن بن عوف نے کہا۔ کہ اپنے سے تین آدمیوں کو اس کام کے لئے منتخب کرو۔ اس پر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ میں نے اپنی طرف سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وکیل مقرر کیا۔ اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عبد الرحمٰن کو اور طلحہ رضہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو۔ پس یہ تینوں شخص علیحدہ ہوئے۔ تو عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ میں تو خلیفہ بننا پسند نہیں کرتا۔ اور تم دونوں سے جو شخص خلافت سے بری ہوگا۔ وہی امیر ہوگا۔ اور امر خلافت اور انتظام سلطنت ہم اسی کے سپرد کرینگے۔ اور اُسے افضل اُمت اور اصلاح اُمت پر حریص ہونا ضروری ہے۔ اس پر حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما خاموش ہو رہے۔ عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ یہ انتخاب کا کام میرے سپرد کردو۔ بخدا میں تم میں سے افضل کو منتخب کرنے میں کوتاہی نہیں کرونگا۔ دونوں صاحبوں نے اس بات پر اتفاق کیا۔ تو عبد الرحمٰن رضہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک طرف لیجا کر کہا۔ کہ آپ پہلے اسلام لائے ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ قریبی بھی ہیں۔ اور ان باتوں کو آپ بھی جانتے ہیں۔ اگر میں تمہیں امیر بناؤں۔ تو اللہ تعالےٰ سے ڈرنا۔ اور عدل کرنا۔ اور اگر میں کسی اور کو تم پر امیر

بناؤں۔ تو اس کی اطاعت کرنا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ مجھے یہ بات منظور ہے پھر عبدالرحمن نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو الگ لیجاکر اُن سے بھی یہی عہد و پیمان لئے اور جب دونوں سے عہد لے چکے۔ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت کرلی۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی بیعت کرلی +

مسند احمد رح میں مروی ہے۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ اگر میرے مرتے وقت تک ابوعبیدہ بن جراح زندہ رہے۔ تو میں انہیں خلیفہ بناؤنگا۔ اور اگر خدا تعالےٰ مجھ سے اُنکی بابت پوچھیگا۔ تو کہدونگا۔ کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے سُنا ہے۔ کہ ہر نبی کا ایک امین ہوتا ہے۔ اور میرا امین ابوعبیدہ بن جراح ہے۔ اور اگر میرے مرتے وقت تک ابوعبیدہ انتقال کر گئے ہوں۔ تو میں معاذ بن جبل کو خلیفہ بناؤنگا۔ اور اگر خدا تعالےٰ سوال کریگا۔ کہ تم نے انہیں کیوں خلیفہ بنایا؟ تو میں کہدونگا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سُنا ہے۔ کہ فرماتے تھے۔ "معاذ بن جبل قیامت کے دن بوجہ بزرگی علماء کے گروہ سے اُٹھائے جائینگے" یہ دونوں صاحب آپ کی خلافت میں ہی فوت ہو گئے تھے +

مسند احمد رح میں ابورافع سے مروی ہے۔ کہ وفات کے وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے خلیفہ بنانے کے واسطے کہا گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ اپنے ہمنشینوں سے کئی ایک کو اسپر حریص دیکھتا ہوں۔ مگر اگر اس وقت سالم مولاء ابوحذیفہ اور ابوعبیدہ بن جراح ہوتا۔ تو یہ امر میں ان میں سے کسی ایک کے سپرد کرتا۔ اور مجھے اسپر بھروسہ بھی ہوتا +

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ۲۶ ذی الحج بروز چہارشنبہ زخم آئے تھے۔ اور بروز یکشنبہ محرم کی چاند دکھائی دینے کی رات دفن ہوئے۔ اسوقت آپ کی عمر تریسٹھ ۶۳ برس کی تھی۔ اور بعض کہتے ہیں کہ چھیاسٹھ ۶۶ برس کی تھی۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اکسٹھ برس کی تھی۔ اور بعض ساٹھ کی بتلاتے ہیں۔ اور واقدی نے اسے ہی ٹھیک قرار دیا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ انسٹھ برس کی تھی۔ اور بعض چوّن اور پچپن برس کی بتلاتے ہیں۔ صہیب نے آپ کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھائی۔

تہذیب مزنی میں لکھا ہے۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی کا نقش تھا۔ کَفیٰ بِالْمَوْتِ وَاعِظًا (موت ہی واعظ کافی ہے)

طبرانی طارق بن شہاب سے روایت کرتے ہیں کہ ام ایمن رضی اللہ عنہا نے حضرت

عمر رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے کے دن کہا - کہ آج اسلام کمزور ہو گیا +

طبرانی عبد الرحمٰن بن یسار سے روایت کرتے ہیں - کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی موت پر حاضر ہوا تو دیکھا - کہ سورج کو گہن لگ گیا تھا (راوی اس کے سب ثقہ ہیں +

فصل

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اولیات

عسکری کہتے ہیں - کہ سب سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ہی امیر المؤمنین کہا گیا ہے - اور سب سے پہلے آپ نے ہی ہجری تاریخ مقرر کی - اور بیت المال بھی سب سے پہلے آپ نے ہی مقرر کیا - اور قیام رمضان یعنی نماز تراویح کو جماعت سے پڑھنا آپنے ہی مقرر کیا - اور رات کو پاسبانوں کی طرح سب سے پہلے آپ ہی پھرے ہیں - اور ہجو کہنے پر سب سے پہلے حد آپ نے ہی مقرر کی - اور شراب نوشی پر اسّی ۸۰ درے لگوائے - اور سب سے پہلے متعہ آپنے ہی حرام کیا - اور آپ نے ہی سب سے پہلے ام الولد کی بیع کو منع فرمایا - جنازے میں چار تکبیریں کہنے پر لوگوں کو آپ نے ہی متفق کیا - دفتر پہلے آپ نے ہی مقرر کئے اور زمین کی پیمائش کی - اور مصر سے بحر ایلہ کے راستے سے مدینہ میں آپ نے ہی سب سے پہلے غلہ منگوایا - اور مسئلہ عول میراث میں آپ نے ہی زائد کیا - اور گھوڑوں کی زکوٰۃ سب سے پہلے آپ نے ہی لی - اور خطبہ اَطَالَ اللہُ بَقَاءَکَ اور اَیَّدَکَ اللہُ (جو آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کہے تھے) سب سے پہلے آپ نے ہی کہے (یہاں تک عسکری کا بیان ہے)

نووی تہذیب میں لکھتے ہیں - کہ سب سے پہلے درہ آپ نے ہی ایجاد کیا - اور اسی طرح ابن سعد نے طبقات میں ذکر کیا ہے - اور بیان کیا ہے - کہ آپ کے بعد مثال کے طور پر لوگ کہا کرتے تھے - کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا درہ تمہاری تلواروں سے زیادہ مہیب تھا - سب سے پہلے شہروں میں قاضی آپ نے ہی مقرر کئے - اور سب سے پہلے شہر آپ نے ہی بسائے - چنانچہ کوفہ - بصرہ - جزیرہ - شام اور موصل آپ کے ہی آباد کردہ ہیں +

ابن عساکر - اسمٰعیل بن زیاد سے روایت کرتے ہیں - کہ ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ماہ رمضان میں مسجدوں کے پاس سے گذرے - تو آپ نے ان میں روشنی اور

قندیلوں کو جلتے ہوئے دیکھکر فرمایا - کہ جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہماری مساجد کو روشن کیا ہے - اُسی طرح خدا تعالےٰ اُنکی قبر کو روشن کرے +

فصل

عسکری اوائل میں اور طبرانی کبیر میں اور حاکم مستدرک میں بسندِ ابن شہاب روایت کرتے ہیں کہ عمر بن عبد العزیز نے ابو بکر بن سلیمان بن ابی حثمہ سے پوچھا - کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے عہد میں کیوں مِن خلیفۃ رسول اللہ لکھا جاتا تھا - اور پھر پہلے حضرت عمر رضی اللہ مِن خلیفۃ ابی بکر رضہ لکھا کرتے تھے - تو مِن امیر المؤمنین کس کے عہد سے لکھا جانے لگا - اُنہوں نے عرض کیا - کہ مجھے شفاء نے جو مہاجرات سے تھی بات سنائی ہے - کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنے خطوط وغیرہ میں مِن خلیفۃ رسول اللہ لکھا کرتے تھے - حتیٰ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عامل عراق کی طرف خط لکھا - کہ میرے پاس عراق کے دو ہوشیار شخص روانہ کرو تاکہ میں اُن سے عراق اور اہل عراق کا حال پوچھوں - اسپر اُنہوں نے آپ کی خدمت میں لبید بن ربیعہ اور عدی بن حاتم کو روانہ کیا - جب وہ دونو مدینہ میں آئے - اور مسجد نبوی میں داخل ہوئے - تو وہاں اُنہوں نے عمرو بن عاص کو بیٹھے ہوئے دیکھا - تو اُنہیں کہا - کہ ہمیں امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لے چلئے - عمرو بن عاص نے کہا - کہ بخدا تم نے آپ کا خوب لقب رکھا ہے عمرو بن عاص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے - اور کہا السّلام علیک یا امیر المؤمنین ! آپ نے فرمایا - کہ تمہیں یہ نام کس طرح معلوم ہوا - بتاؤ - کہ کس سے سیکھا ہے ؟ اُنہوں نے سب قصّہ کہ سُنایا - اور عرض کیا - کہ آپ امیر ہیں - اور ہم مومن ہیں - اُسدن سے خط و کتابت میں یہی لکھا جانے لگا +

نووی تہذیب میں لکھتے ہیں - کہ آپ کا یہ نام عدی بن حاتم اور لبید بن ربیعہ نے رکھا تھا - جب کہ وہ دونوں بطور قاصد کے آپکے پاس عراق سے آئے تھے -

اور بعض کہتے ہیں - کہ یہ نام آپ کا مغیرہ بن شعبہ نے رکھا تھا - اور بعض کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا - کہ تم مومن ہو اور میں تمہارا امیر ہوں - اسی دن سے آپ کو امیر المؤمنین کہنے لگے - اور اس سے پہلے خلیفہ خلیفہ رسول اللہ کہا کرتے تھے - پس اس کے بعد اس لمبی عبارت کو چھوڑ دیا +

ابن عساکر معاویہ بن قرّہ سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ حضرت صدّیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عہد میں (من ابی بکر خلیفۂ رسول اللہ) خط وکتابت میں لکھا جاتا تھا۔ اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے۔ تو لوگ خلیفۂ خلیفۂ رسول اللہ کہنے لگے۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ یہ عبارت بہت لمبی ہے لوگوں نے عرض کیا۔ کہ ہم نے آپ کو اپنا امیر بنایا ہے۔ تو آپ ہمارے امیر ہوئے آپ نے فرمایا بیشک۔ اور تم مؤمنین ہو اور میں تمہارا امیر ہوں۔ پس اُسدن سے آپ کو امیر المؤمنین کہنے لگے ✦

بخاری اپنی تاریخ میں ابن مسیب سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ تاریخ پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہی مقرر کی۔ اور یہ واقعہ آپ کی خلافت سے ۲½ سال گذرنے کے بعد ہوا۔ پس آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مشورے سے اسوقت ۱۶ھ ہجری مقرر کیا ✦

سلفی طیوریات میں بسند صحیح ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سوانح عمری لکھوانے کا ارادہ کیا تھا۔ اور اس کے واسطے برابر ایک مہینہ تک استخارہ کیا۔ ایک دن لکھوانے کا عزم بھی کر لیا۔ مگر پھر فرمایا کہ مجھے ان لوگوں کی بات یاد آئی ہے جو تم سے پہلے تھے۔ اُنہوں نے کتابیں لکھیں اور پھر اُنپر ایسے متوجہ ہوئے۔ کہ کتاب اللہ کو ہی چھوڑ دیا ہے ✦

ابن سعد۔ شداد سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ خلیفہ ہونے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پہلی بات جو منبر پر کھڑے ہو کر کہی۔ وہ یہ تھی۔ اے اللہ تعالےٰ میں سخت ہوں۔ مجھے نرم کر دے۔ اور میں ضعیف ہوں۔ مجھے قوی کر دے۔ اور میں بخیل ہوں مجھے سخی بنا دے ✦

ابن سعد۔ اور سعید بن منصور وغیرہما روائیت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ میں نے اللہ تعالےٰ کے مال کے لئے اپنے آپ کو بمنزلہ والی یتیم کے سمجھا ہوا ہے۔ اگر میں فراخ دست ہو جاتا ہوں۔ تو خدا کے مال سے باز رہتا ہوں۔ اور اگر محتاج ہو جاتا ہوں۔ تو اس سے کھا لیتا ہوں۔ اور پھر جب فراخدست ہو جاتا ہوں۔ تو اُسے ادا کر دیتا ہوں ✦

ابن سعد ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روائیت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب تنگدست ہو جاتے۔ تو صاحب بیت المال سے آکر قرض لے جاتے۔ اور

بسا اوقات آپ تنگدست ہو جاتے۔ تو صاحب بیت المال آپ سے تقاضا کیا کرتا تھا۔ اور آپ کو عدم ادائگی کا الزام لگایا کرتا تھا۔ اس پر آپ کئی بار حیلہ وحوالہ کیا کرتے تھے۔ اور اکثر ادا کیا کرتے تھے۔

ابن سعد براء بن معرور سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے۔ اور آپ کو کچھ بیماری کی شکایت تھی۔ لوگوں نے اس بیماری کے لئے شہد کو مفید بتلایا۔ اور اس وقت بیت المال میں شہد کا ایک کپا بھرا پڑا تھا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ اگر تم اذن دو۔ تو اس میں سے لے لوں۔ ورنہ وہ شہد مجھ پر حرام ہے۔ لوگوں نے آپ کو اذن دیدیا ٭

ابن سعد سالم بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اونٹ کے زخم کو اپنے ہاتھ سے دھوتے۔ اور صاف کرتے۔ اور فرماتے۔ مجھے خوف ہے۔ کہ تمہاری اس تکلیف کے بارے میں قیامت کے روز مجھ سے پرسش نہ ہو ٭

ابن سعد۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ لوگوں کو کسی بُری بات سے منع فرمانا چاہتے۔ تو ان کے پاس آکر فرماتے۔ کہ میں کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا۔ جو میری منع کردہ بات کا مرتکب ہوا ہوگا۔ اور میں نے اُسے دُگنی سزا نہ دی ہو ٭

طرق عدیدہ سے مروی ہے۔ کہ ایک رات حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ گشت کرتے ہوئے مدینہ شریف میں پھر رہے تھے۔ (اور یہ اکثر آپ کا دستور تھا) تو آپ کا گذر ایک عورت کے پاس سے ہوا۔ جو دروازہ بند کر کے یہ اشعار پڑھ رہی تھی۔ شعر

تَطَاوَلَ ھٰذَا اللَّیْلُ تَسْرِیْ کَوَاکِبُہٗ ۔۔۔ وَاَرَّقَنِیْ اَنْ لَّا ضَجِیْعَ اُلَاعِبُہٗ

فَوَاللّٰہِ لَوْلَا اللّٰہُ تُخْشٰی عَوَاقِبُہٗ ۔۔۔ لَزُعْزِعَ مِنْ ھٰذَا السَّرِیْرِ جَوَانِبُہٗ

وَلٰکِنَّنِیْ اَخْشٰی رَقِیْبًا مُّوَکَّلًا ۔۔۔ بِاَنْفُسِنَا لَا یَفْتُرُ الدَّھْرَ کَاتِبُہٗ

مَخَافَۃَ رَبِّیْ وَالْحَیَاءُ یَصُدُّنِیْ ۔۔۔ وَاُکْرِمُ بَعْلِیْ اَنْ تُنَالَ مَرَاکِبُہٗ

ترجمہ :- (۱) آج کی رات لمبی ہو گئی ہے۔ اور اس کے ستارے سیر کر رہے ہیں۔ اور مجھے اس امر نے بیدار کر دیا ہے کہ میرے ساتھ کوئی ہمخواب نہیں ہے جس کے

ساتھ میں کھیلوں ٭

(۲) بخدا اگر خدائے تعالےٰ کے عذاب کا خوف نہ ہوتا۔ تو اس پلنگ کی چولیں ہلائی جاتیں۔

(۳) لیکن مجھے اپنے نفس کے نگہبان کا خوف ہے جس کا لکھنے والا ایک ساعت بھی سستی نہیں کرتا ٭

(۴) اور خدا تعالےٰ کا خوف اور حیا مجھے مانع ہوتا ہے۔ اور میرا خاوند اس بات سے بزرگ ہے کہ کوئی شخص اسکی عورت کا قصد کرے ٭

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب یہ اشعار سنے۔ تو آپ نے اپنے عمالِ جنگ کو لکھ بھیجا۔ کہ کوئی شخص چار ماہ سے زیادہ عرصہ تک میدان جنگ میں نہ روکا جائے ٭

ابن سعد زادان سے اور وہ سلمان سے روایت کرتے ہیں۔ کہ انہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا۔ کہ میں بادشاہ ہوں۔ یا خلیفہ؟ تو سلمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ کہ اگر آپ کسی مسلمان کے ایک درہم یا کم وبیش مال کو بیجا صرف کریں۔ تو آپ بادشاہ ہیں۔ خلیفہ نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ یہ بات سُن کر رو پڑے ٭

ابن سعد سفیان بن ابی العوجار سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ایک دفعہ فرمایا۔ میں نہیں جانتا کہ میں خلیفہ ہوں۔ یا بادشاہ۔ اگر میں بادشاہ ہوں۔ تو یہ ایک بہت خطرناک بات ہے۔ کسی نے حاضرین سے عرض کیا اے امیر المؤمنین! بادشاہ اور خلیفہ میں فرق ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ کیا فرق ہے؟ اُس نے عرض کیا۔ کہ خلیفہ تو واجبی مال ہی لیتا ہے۔ اور اسے واجبی جگہ پر ہی صرف کرتا ہے۔ اور آپ خدا تعالےٰ کے فضل سے ایسے ہی ہیں۔ اور بادشاہ ظلم سے لوگوں کے مال لے لیتا ہے۔ اور دوسروں کو دیتا ہے۔" آپ یہ سنکر خاموش ہو رہے ٭

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار ہوئے۔ اتفاق سے آپ کی ران کھُل گئی۔ تو نجران کے یہودیوں نے آپ کی ران پر ایک سیاہ داغ دیکھکر کہا۔ کہ ہماری کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ یہی شخص ہمیں جلاوطن کریگا ٭

سعد جاری سے مروی ہے۔ کہ کعب احبار نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا۔ کہ ہم کتاب میں آپ کو ایسا شخص پاتے ہیں۔ کہ آپ دوزخ کے دروازے پر کھڑے

لوگوں کو اس میں گرنے سے منع کر رہے ہو۔ جب آپ وفات پا جائینگے۔ تو تا قیامت لوگ دوزخ میں داخل ہوتے رہینگے ✦

ابن معشر سے مروی ہے۔ کہ ہمارے اشیاخ روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ فرمایا۔ کہ یہ امر یعنی خلافت سوائے اس شخص کے جس میں جبر نہ ہو۔ اور ایسی نرمی کے جس میں سستی نہ ہو۔ درست اور ٹھیک نہیں ہو سکتا ✦

ابن ابی شیبہ حکم بن عمیر سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا۔ کہ جب تک لشکر یا سریہ حدود اسلام میں داخل نہ ہو جائے۔ تب تک کوئی سردار لشکر یا سریہ کسی شخص کو حد شرعی نہ لگائے۔ تاکہ غیرت شیطانی اسے برانگیختہ کر کے اسے کفار کے ساتھ نہ ملا دے ✦

ابن حاتم اپنی تفسیر میں شعبی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ قیصر روم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھا۔ کہ میرے ایلچی جو آپ کے پاس سے آئے ہیں۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ آپ کی طرف ایک درخت ہے۔ جس کی شکل و صورت درخت کی سی نہیں ہوتی۔ وہ زمین میں سے جب اُگتا ہے۔ تو گورخر کے کان کی طرح ہوتا ہے۔ پھر وہ پھٹتا ہے تو موتی کی طرح ہو جاتا ہے۔ پھر سبز ہو جاتا ہے۔ اور اس کا رنگ سبز زمرد کا سا ہو جاتا ہے۔ پھر وہ سرخ یاقوت کی طرح ہو جاتا ہے۔ پھر وہ پکتا ہے۔ تو فالودہ کی طرح لذیذ میٹھا اور نرم ہوتا ہے۔ اور جب وہ پھل خشک ہو جاتا ہے۔ تو شکم کا بچاؤ۔ اور مسافر کا زاد راہ بنتا ہے۔ پس اگر میرے ایلچیوں نے سچ کہا ہے۔ تو میری دانست میں یہ جنت کے درختوں سے ہے۔ اس کے جواب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لکھا :۔

خدا تعالے کے بندے عمر رضہ امیر المومنین کی طرف سے قیصر روم کی طرف :۔

تیرے ایلچیوں نے سچ کہا ہے۔ یہ درخت ہماری طرف ہوتا ہے۔ اور یہی وہ درخت ہے جسے اللہ تعالے نے مریم علیہا السلام کے واسطے پیدا کیا تھا۔ جب کہ انہوں نے اپنے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جنا۔ پس تو اللہ تعالے سے ڈر۔ اور خدا تعالے کو چھوڑ کر عیسیٰ علیہ السلام کو خدا نہ مان۔ کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کی مثال حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کی سی ہے۔ کہ خدا تعالے نے انہیں مٹی سے پیدا کیا۔ اور کہا ہو جا۔ تو وہ ہو گئے ✦

ابن سعد رضی اللہ عنہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ایکدفعہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عاملوں کو حکم بھیجا۔ کہ اپنے اپنے مالوں کی فہرست لکھ بھیجو ان میں سے سعد بن وقاص بھی تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ نے ہر ایک کے مال سے آدھا آدھا لے لیا (اور داخل بیت المال کیا)۔

شعبی روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب کسی شخص کو عامل مقرر فرماتے۔ تو اس کے مال کی فہرست لکھوا لیتے۔

ابو امامہ بن سہل بن حنیف سے مروی ہے۔ کہ خلیفہ ہونے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہت مدت تک بیت المال سے اپنے خرچ کے لئے کچھ نہیں لیا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ آپ تنگدست ہو گئے۔ تو آپ نے سب صحابہ رضی اللہ عنہم کو جمع کر کے ان سے مشورہ کیا۔ اور فرمایا۔ کہ میں امر خلافت میں مشغول رہتا ہوں مجھ کو اس سے کیا لینا چاہئے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ دن رات کی روٹی کا خرچ لینے لگے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ حج کیا۔ تو آپ نے اس حج میں ۱۶ دینار خرچ کئے۔ تو آپ نے فرمایا۔ اے عبداللہ! ہم نے اس مال میں اسراف کیا۔

عبدالرزاق قتادہ اور شعبی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک عورت نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ کہ میرا خاوند تمام رات نماز پڑھتا رہتا ہے۔ اور دن کو روزہ رکھتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ یہ تو تم نے اپنے خاوند کی بہت اچھی تعریف کی ہے۔ اس پر کعب بن سوار نے عرض کیا۔ کہ اس عورت نے تو اپنے خاوند کی شکایت کی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ وہ کیسے؟ کعب نے عرض کیا۔ کہ اس بات سے اسکا مطلب یہ ہے۔ کہ اس کا خاوند حقوق زوجیت کو پورا نہیں کرتا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ جب تم نے اس کی غرض کو سمجھ لیا۔ تو فیصلہ بھی خود ہی کر دو۔ انہوں نے عرض کیا۔ کہ اے امیر المؤمنین خدا تعالےٰ نے مرد کے لئے چار عورتیں حلال کی ہیں۔ تو اس عورت کے لئے ہر چوتھے دن کے بعد ایک دن اور ہر چوتھی رات کے بعد ایک رات چاہئے۔

ابن جریج کہتے ہیں۔ کہ مجھے ایک صادق شخص نے خبر دی ہے۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک رات مدینہ منورہ میں پھر رہے تھے۔ کہ اچانک آپ کے کان میں ایک عورت کی آواز پڑی۔ جو یہ شعر پڑھ رہی تھی شعر

تطاول هذا الليل واسود جانبه ... وارقني ان لا خليل الاعبه

فلو لا حذار الله لا شيء مثله ... لزعزع من هذا السرير جوانبه

ترجمہ:۔ (۱) یہ رات لمبی ہوگئی ہے۔ اور نہایت سیاہ ہے۔ اور مجھے اس بات نے بیدار کر دیا ہے۔ کہ میرے پاس کوئی دوست نہیں جس سے میں کھیلوں (۲) اگر اس خدا تعالےٰ کا جس کی مثل کوئی چیز نہیں خوف نہ ہوتا۔ تو اس پلنگ کی چولیں ہلائی جاتیں +

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُس عورت سے پوچھا۔ کہ تجھے کیا ہوگیا ہے۔ اس نے عرض کیا۔ کہ میرا خاوند کئی مہینوں سے باہر جنگ میں گیا ہوا ہے۔ اور اب اُس کا شوق مجھ پر غالب ہوا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ تو نے کہیں ارادہ بد تو نہیں کر لیا۔ اُس نے کہا معاذ اللہ۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اچھا اپنے آپ کو سنبھالے رہو۔ کل اسکو بلانے کے لئے قاصد روانہ کیا جائیگا۔ پس صبح آپ نے اُس کی طرف قاصد روانہ کر دیا۔ پھر آپ (اپنے حرم محترم) حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے۔ اور فرمایا۔ کہ آج مجھے ایک مشکل درپیش ہے۔ اسے حل کر دو۔ یہ تبلاؤ۔ کہ عورت مرد کے بغیر کتنی مدت اپنے آپ کو روک سکتی ہے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے یہ سُنکر شرم کے مارے سر نیچے ڈال لیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ احق بات سے شرم نہیں کرتا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے ہاتھ کے اشارے سے تبلایا۔ کہ تین یا چار مہینے۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے تمام عمال کو لکھ بھیجا۔ کہ کوئی لشکر چار ماہ سے زیادہ باہر نہ رکھا جائے +

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے۔ کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اپنی بیویوں کی شکایت کی۔ تو آپ نے فرمایا۔ بھائی مجھے کیا کہتے ہو؟ ہماری خود یہی حالت ہے۔ اگر میں کسی کام کے لئے باہر جاتا ہوں۔ تو کہا جاتا ہے۔ کہ تم فلاں قبیلے کی عورتوں کی دیدبازی کرنے کے لئے جاتے ہو۔ اس پر عبداللہ بن مسعود نے کہا کہ آپ کو معلوم نہیں۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت سارہ کے خلق کی خدا تعالےٰ سے شکایت کی۔ تو جواب ملا۔ کہ عورتیں پسلی کی ہڈی سے پیدا کی گئیں ہیں۔ جب تک ان کے دین میں کوئی خرابی نہ ہو۔ ان سے جس طرح سے

ہو سکے۔ بنا رہنا چاہئے *

عکرمہ بن خالد سے مروی ہے۔ کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرزند ارجمند بالوں کو شانہ وغیرہ کرکے اور نئے کپڑے پہن کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے اسے اتنے دُرّے لگائے۔ کہ وہ رو پڑے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا (آپ کے حرم محترم) نے پوچھا۔ کہ آپ نے اسے کس قصور پر سزا دی؟ آپ نے فرمایا۔ میں نے دیکھا کہ اسے اس کے نفس نے غرور میں ڈالا تھا۔ اسلئے میں نے چاہا۔ کہ اسے سبک کردوں *

معمر لیث بن ابی سلیم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ (فیصلہ کرنے والے کو) حکم اور ابوالحکم نہ کہا کرو۔ کیونکہ حکم خدا تعالےٰ ہی ہے اور راستے کو سکہ بھی نہ کہا کرو *

بیہقی شعب الایمان میں ضحاک سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ فرمایا۔ کاش! کہ میں کنارۂ سڑک پر ایک درخت ہوتا۔ اور اونٹ مجھے کھاکر چبا لیتا۔ اور پھر مینگنی کرکے نکال دیتا۔ مگر میں انسان نہ ہوتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کاش! کہ میں دُنبہ ہوتا۔ اور لوگ مجھے نہایت موٹا کرتے۔ پھر اپنے عزیز و اقرباء کی خاطر مجھے ذبح کرتے۔ اور کچھ گوشت کو بھونتے اور کچھ حصہ کے کوفتے بناتے۔ پھر مجھے کھا لیتے۔ مگر میں انسان نہ بنا ہوتا *

ابن عساکر ابوالبختری سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے خطبہ پڑھ رہے تھے۔ کہ حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میرے باپ کے منبر سے اُتر جاؤ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ بیشک یہ تمہارے باپ کا منبر ہے۔ مگر اس شخص کے باپ کا نہیں جس نے تمہیں یہ بات کہنے پر آمادہ کیا ہے۔ اسپر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ بخدا اسے کسی نے سکھلایا نہیں۔ اور پھر حسین رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوکر کہا۔ او بے وفا! میں تجھے سزا دونگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ بھائی سزا کیوں دوگے۔ اس نے اچھی بات کہی ہے (اسناد اس حدیث کے صحیح ہیں)

خطیب رواۃ میں مالک سے بسند روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مسئلہ دینی میں اس طرح لڑا کرتے تھے۔ کہ دیکھنے والا خیال کرتا تھا۔ کہ پھر کبھی ان میں صلح نہ ہوگی۔ مگر جب ایک دوسرے سے

جُدا ہوتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ کبھی اُن میں لڑائی ہوئی ہی نہیں +

ابن سعد حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ پہلا خطبہ جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پڑھا۔ اس میں خدا تعالےٰ کی حمد و ثناء کے بعد کہا۔ کہ میں تمہارے ساتھ اور تم میرے ساتھ مبتلا کئے گئے ہو۔ اور اپنے دونوں بزرگواروں کے بعد اب میں تم میں پیدا ہؤا ہوں۔ جو لوگ ہمارے پاس ہیں اُنہیں تو ہم بنفسِ نفیس ملینگے۔ اور جو ہم سے غائب ہیں۔ اُن پر ہم کسی اہلِ قوت اور امانت کو حاکم بنائینگے۔ جو شخص نیکی کریگا۔ ہم اس کے ساتھ بھلائی میں زیادتی کرینگے۔ اور جو شخص برائی کریگا۔ اُسے سزا دینگے۔ اب دعا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ تمہیں اور ہمیں بخشے +

جبیر بن حویرث سے مروی ہے۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دفتر مدون کرنے میں مسلمانوں سے مشورہ کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ آپ ہر سال کی آمد لوگوں پر تقسیم کر دیا کیجئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ میری رائے میں لوگوں پر تقسیم کرنے کے لئے بہت سے مال کی ضرورت ہے۔ اسلئے اگر لوگوں کا شمار اور حساب نہ ہوگا تو یہ معلوم نہ ہوگا۔ کہ کس کو ملا ہے۔ اور کس کو نہیں۔ اور مجھے خوف ہے۔ کہ اس طرح یہ کام ملتبس ہو جائیگا۔ ولید بن ہشام بن مغیرہ نے عرض کیا۔ کہ اَے امیر المؤمنین! میں نے شام میں دیکھا ہے۔ کہ وہاں کے بادشاہوں نے دفتر بنائے ہوئے ہیں۔ اور باقاعدہ افواج رکھی ہوئی ہیں۔ پس آپ نے اس کے کہنے کے موافق عقیل بن ابی طالب مخرمہ بن نوفل اور جبیر بن مطعم کو بلایا۔ (یہ تینوں شخص نسّاب قریش سے تھے) اور کہا۔ کہ لوگوں کے ناموں کو درجہ بدرجہ لکھو۔ پس انہوں نے بہ ترتیب خلافت پہلے بنی ہاشم کو لکھا۔ پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان کی قوم کو۔ اور پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور آپ کی قوم کو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھکر فرمایا۔ کہ پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبیوں سے شروع کرو۔ جو آپ کے زیادہ قریبی ہو۔ اُسے پہلے لکھو۔ اور جو اس سے دور ہو۔ اس کو دور لکھو۔ حتی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اسی جگہ رکھو جس جگہ اُسے اللہ تعالےٰ نے رکھا ہے +

سعید بن مسیب سے مروی ہے۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دفتر ماہ محرم ۲۰ھ ہجری میں مدون کیا۔

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حذیفہ رضؓ کیطرف لکھا۔ کہ لوگوں کے وظائف اور تنخواہیں دیدو۔ اُنہوں نے جواب میں لکھا کہ تنخواہیں

وغیرہ سب دیدی ہیں - اور بہت سا مال باقی بچ رہا ہے - حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لکھا - کہ وہ غنیمت ہے - جو خدا تعالیٰ نے اُنہیں عطا کی ہے - وہ نہ عمر رضہ کے لئے ہے - اور نہ آلِ عمر کے لئے - اسے انہیں میں تقسیم کر دو ۔

ابن سعد جبیر بن مطعم سے روایت کرتے ہیں - کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کوہ عرفہ پر کھڑے تھے - کہ یکایک ایک شخص کی آواز آئی - جو کہ رہا تھا - یا خلیفہ! یا خلیفہ! ایک اور شخص نے اس کی آواز کو سُنا - اور عرب چونکہ آواز وغیرہ سے فال لیا کرتے ہیں اسلئے اُس شخص نے آواز دینے والے کو کہا - کہ خدا تیرے تالو کو پھاڑ دے - تجھے کیا ہو گیا ہے - میں نے آگے بڑھ کر اس دوسرے شخص کو روکا - پھر دوسرے دن میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ جمرہ عقبہ پھینک رہا تھا - کہ دُور سے ایک کنکر آئی - جس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سر پر خفیف سا زخم ہو گیا - میں اسطرف کو گیا جس طرف سے وہ کنکر آئی تھی - تو میں نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ بخدا اس بات کو سمجھ لے - کہ اس سال کے بعد کبھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسجگہ پر کھڑے نہ ہونگے ۔

جبیر رضہ کہتے ہیں - کہ جب میں نے غور سے دیکھا - تو یہ وہی شخص تھا - جو کل چلایا تھا - اور اُس کی یہ بات سُنکر مجھے بہت گراں ہوئی ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے - کہ آخری حج جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے امہات المؤمنین کو ساتھ لیکر کیا - اس میں جب ہم عرفہ سے نکلے - تو میں محصب کے پاس سے گذری - تو میں نے ایک سوار شخص کو دیکھا - جو دوسرے سے کہ رہا تھا - کہ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کس جگہ تھے - اس نے کہا اسی جگہ تھے اس پر اُس نے اپنی اونٹنی کو بٹھا دیا - اور پھر بلند آواز سے یہ شعر پڑھے :- شعر

عَلَيْكَ سَلَامٌ مِنْ اِمَامٍ وَبَارَكَتْ	يَدُ اللّٰهِ فِيْ ذَاكَ الْاَدِيْمِ الْمُمَزَّقِ (۱)
فَمَنْ يَسْعَ اَوْ يَرْكَبْ جَنَاحَيْ نَعَامَةٍ	لِيُدْرِكَ مَا قَدَّمْتَ بِالْاَمْسِ يُسْبَقِ (۲)
قَضَيْتَ اُمُوْرًا ثُمَّ غَادَرْتَ بَعْدَهَا	بَوَائِقَ فِيْ اَكْمَامِهَا لَمْ تُفَتَّقِ

ترجمہ اشعار (۱) اے امام تجھ پر سلام ہو - اور خدا تعالیٰ کا ہاتھ اس پارہ پارہ کردہ چمڑے میں برکت عطا کرے ۔

(۲) جو شخص آپ جیسے اعمال حسنہ حاصل کرنے کے لئے دوڑے - یا شتر مرغ کے

بازوؤں پر سوار ہو جائے۔ تو وہ مسبوق ہی ہوگا۔ اور آپ ہی سابق رہینگے +

(۳۱) آپ نے کئی امور کا فیصلہ کیا۔ اور ہلاکتوں کو ان کے غلاف میں ہی بند کر دیا جو شگفتہ نہیں ہوئے +

اس کے بعد اس سوار نے حرکت ہی کی۔ اور نہ معلوم کہ وہ کون تھا۔ ہم نے کہا کہ شاید یہ جن ہوگا۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس حج سے واپس ہوئے۔ تو خنجر سے شہید کر دیئے گئے +

عبدالرحمٰن بن ابزیٰ سے مروی ہے۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ خلافت اہل بدر میں رہیگی۔ جب تک کہ ان میں سے کوئی رہیگا۔ اور پھر اہل اُحد میں رہیگی۔ اور اس میں ان مسلمانوں اور ان کی اولاد کا کوئی حصہ نہیں۔ جو فتح مکہ کے دن ایمان لائے +

شعبی سے مروی ہے۔ کہ ایک شخص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا۔ کہ آپ اپنے بیٹے عبداللہ کو خلیفہ کیوں نہیں بناتے؟ آپ نے فرمایا۔ کہ خدا تجھے غارت کرے۔ میں نے کبھی خدا تعالےٰ سے یہ بات نہیں چاہی۔ کیا میں اس شخص کو خلیفہ بناؤں جسے اپنی عورت کو طلاق دینے کا طریقہ بھی نہیں آتا +

شداد بن اوس کعب سے روایت کرتے ہیں۔ کہ بنی اسرائیل میں ایک بادشاہ تھا۔ جب کبھی ہم اس کا ذکر کرتے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بھی ذکر کیا کرتے تھے۔ اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تذکرہ ہوتا۔ تو اس کا بھی تذکرہ ہوتا۔ اس بادشاہ کے عہد میں ایک نبی بھی تھا۔ پس اللہ تعالےٰ نے اس نبی کو وحی بھیجی۔ کہ اس بادشاہ کو کہدو۔ کہ جو عہد اور وصیت کرنی ہے۔ کر لو۔ کیونکہ تین دن کے بعد تم مر جاؤ گے۔ نبی علیہ السلام نے بادشاہ کو اس وحی سے آگاہ کیا۔ جب تیسرا روز ہوا۔ تو وہ بادشاہ اپنے تخت اور دیوار کے درمیان سجدے میں گر پڑا۔ اور کہا۔ اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میں حکم کرنے میں عدل کیا کرتا تھا۔ اور اختلاف امور کے وقت تیری ہدایت کی تابعداری کیا کرتا تھا۔ اور میں ایسی ایسی باتیں کیا کرتا تھا۔ تو میری عمر اسقدر بڑھاوے۔ کہ میرا لڑکا بڑا ہو جاوے۔ اور لڑکی پرورش پالے۔ پس اللہ تعالےٰ نے اس پیغمبر کی طرف وحی کی کہ اس بادشاہ نے ایسی ایسی باتیں کہی ہیں۔ اور اس نے سچ کہا ہے۔ میں نے اس کی عمر ۱۵ برس زیادہ کی۔ اس میں اس کا لڑکا بڑا ہو جائیگا۔ اور اس کی لڑکی پرورش پائیگی

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خنجر مار گیا۔ تو کعب نے کہا۔ کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے بقاء کی دعاء کریں۔ تو خدا تعالےٰ انہیں اور عمر عطاء فرمائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب یہ بات پہونچی۔ تو آپ نے فرمایا۔ اے اللہ! مجھے بغیر عاجز اور بالامت ہونے کے دنیا سے اٹھالے +

سلیمان بن یسار سے مروی ہے۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات پر جنوں نے نوحہ کیا +

اور حاکم مالک بن دینار سے روایت کرتے ہیں کہ جس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔ تو جبل تبالہ سے یہ آواز سنی گئی۔ شعر:-

لِيَبْكِ عَلَى الْإِسْلَامِ مَنْ كَانَ بَاكِيًا ۔۔۔ فَقَدْ أَوْشَكُوا صَرْعَى وَمَا قَدُمَ الْعَهْدُ

وَأَدْبَرَتِ الدُّنْيَا وَأَدْبَرَ خَيْرُهَا ۔۔۔ وَقَدْ مَلَّهَا مَنْ كَانَ يُوقِنُ بِالْوَعْدِ

ترجمہ:۔ جو شخص اسلام پر رونا چاہے۔ اُسے چاہیے کہ رولے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کو زیادہ زمانہ نہیں گذرا۔ مگر قریب ہے کہ سب لوگ مقتول و مصروع ہو جائیں +

دُنیا بھی چلی گئی۔ اور اسکا بہترین شخص بھی چلا گیا۔ اور جو شخص وعدے کیا کرتا تھا دُنیا نے اُسکو ملول کر دیا ہے +

ابن ابی الدنیا یحییٰ بن ابی راشد بصری سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے لڑکے کو وصیت کی۔ کہ میرے کفن میں میانہ روی اختیار کرنا۔ کیونکہ اگر اللہ تعالےٰ کے پاس میری بھلائی ہوگی۔ تو وہ مجھے اس سے عمدہ لباس عطا کریگا۔ اور اگر میں ایسا نہ ہوا۔ تو وہ بھی مجھ سے چھین لیگا۔ اور میری قبر میں بھی میانہ روی اختیار کرنا۔ کیونکہ اگر میں خدا تعالےٰ کے نزدیک زیادہ کشادہ جگہ کا مستحق ہوں۔ تو جہانتک میری نظر کام کرتی ہے۔ خدا تعالےٰ اُسے وہاں تک فراخ کردیگا۔ اور اگر میں اس لائق نہیں۔ تو وہ اسے اسقدر تنگ کر دیگا۔ کہ میری پسلیاں ایک طرف سے دوسری جانب چلی جائینگی۔ کوئی عورت میرے جنازے کے ساتھ نہ نکلے۔ جو صفات مجھ میں نہیں ہیں۔ اُن سے مجھے یاد نہ کرنا۔ کیونکہ خدا تعالےٰ بہتر جانتا ہے۔ جب جنازے کے لئے باہر نکلو۔ تو جلد ہی چلنا۔ کیونکہ اگر میرے لئے خدا تعالےٰ کے پاس بھلائی ہے۔ تو تم مجھے نہایت اچھی چیز کیطرف

بیچارے ہو گے۔ اور اگر میں اس کے برعکس ہوں۔ تو اپنے کندھوں سے ایک بُری چیز کا بوجھ پھینک دو گے ✦

فصل

ابن عساکر سے مروی ہے۔ کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کے ایک سال کے بعد اللہ تعالےٰ سے سوال کیا۔ کہ اُنہیں مجھے خواب میں دکھلا۔ پس میں نے دیکھا۔ کہ آپ پیشانی سے پسینہ پونچھ رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ کہ اے امیر المؤمنین! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ کا کیا حال ہے؟ آپ نے فرمایا۔ کہ اس وقت میں نے حساب وکتاب سے فراغت پائی ہے۔ اور اگر خدا تعالےٰ کا فضل وکرم نہ ہوتا تو قریب تھا کہ عمر رضی اللہ عنہ کی عزت منہدم ہو جاتی ✦

ابن عساکر نے زید بن اسلم سے روائیت کی ہے۔ کہ عبداللہ بن عمرو بن عاص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا۔ اور پوچھا۔ کہ خدا تعالےٰ نے آپ سے کیسا معاملہ کیا؟ آپ نے فرمایا۔ کہ مجھے فوت ہوئے کتنا عرصہ ہوا؟ عبداللہ نے کہا۔ کہ قریباً بارہ سال ہو گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ابھی میں نے حساب سے خلاصی پائی ہے۔

ابن سعد سالم بن عبداللہ بن عمر رضؓ سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ انصار سے ایک شخص کہتا تھا۔ کہ میں نے اللہ تعالےٰ سے دعاء کی۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مجھے خواب میں دکھلا۔ تو میں نے دس سال وفات کے بعد آپ کو دیکھا۔ کہ آپ پیشانی سے عرق پونچھ رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ اے امیر المومنین! کیا حال ہے؟ آپ نے فرمایا۔ کہ اب میں فارغ ہُوا ہوں۔ اور اگر خدا کا فضل وکرم نہ ہوتا۔ تو ہلاک ہو جاتا ✦

حاکم شعبی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ان اشعار سے مرثیہ پڑھا شعر

عَيْنُ جُودِي بِعَبْرَةٍ وَنَحِيْبٍ ۔۔۔ وَلَا تَمَلِّي عَلَى الْاِمَامِ النَّجِيْبِ

فَجَعَتْنِی الْمَنُوْنُ بِالْفَارِسِ الْمُعْلَمِ یَوْمَ الْهِیَاجِ وَ التَّانِیْبِ
عِصْمَۃُ الدِّیْنِ وَالْمُعِیْنُ عَلَی الدَّهْرِ وَغَیْثُ الْمَلْهُوْفِ وَالْمَکْرُوْبِ
قُلْ لِاَهْلِ الضَّرَّاءِ وَالْبُؤْسِ مُوْتُوْا اِذْ سَقَتْنَا الْمَنُوْنُ کَاْسَ شُعُوْبِ

ترجمہ:- اے آنکھ اس امام کی یاد میں جو دینی کاموں میں سخت گیر تھا - آٹھ آٹھ آنسو رو - اور تھک نہ جا ✦

مجھے حوادث زمانہ نے ایک شہسوار کو تکلیف پہونچا کر دردمند کیا ہے جس پر لڑائی اور سرزنش کے دن دلیر اور بہادری کا نشا ہوتا تھا ✦

وہ دین کا مددگار اور مصائبِ زمانہ کے برخلاف مدد کرنے والا اور مصیبت زدہ کے لئے ابر باراں تھا ✦

تکلیف اور مصیبت زدوں کو کہدو - کہ مر جاؤ - کیونکہ حوادث نے ہمیں موت کا پیالہ پلا دیا ہے ✦

فصل

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں مندرجہ ذیل اعلامِ اُمّت فوت ہوئے:-

عتبہ بن غزوان - علاء بن حضرمی - قیس بن سکن - ابو قحافہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے والد بزرگوار - سعد بن عبادہ - سہیل بن عمرو - ابن ام مکتوم مؤذن - عیاش بن ربیعہ - عبدالرحمٰن - زبیر بن عوام کے بھائی - قیس بن ابی صعصعہ جو اُن شخصوں سے تھے جنہوں نے قرآن جمع کیا - نوفل بن حارث بن عبدالمطلب - اور اُن کے بھائی ابو سفیان - ماریہ قبطیہ سید ابراہیم رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ - ابو عبیدہ بن جراح - معاذ بن جبل - یزید بن ابی سفیان شرحبیل بن حسنہ - فضل بن عباس - ابو جندل بن سہیل - ابو مالک اشعری - صفوان بن معطل - ابی بن کعب - بلال مؤذن - اسید بن حضیر - براء بن مالک حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بھائی - اُم المومنین زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش - عیاض بن غنم - ابو الہیثم بن تیہان - خالد بن ولید - جارود سید بنی عبدالقیس - نعمان بن مقرن - قتادہ

بن نعمان - اقرع بن جابس - سودہ بنت زمعہ - عویم بن ساعدہ - غیلان ثقفی ابو محجن ثقفی - ان کے علاوہ اور بھی کئی صحابہ تھے - رضی اللہ عنہم اجمعین +

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

حضرت عثمان بن عفان بن ابو العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب القرشی الاموی - کنیت آپ کی ابو عمرو ابو عبداللہ - اور ابو لیلی ہے - آپ عام الفیل کے بعد چھ سال پیدا ہوئے - اور ابتدا میں ہی اسلام لائے - آپ ان لوگوں سے ہیں جنہیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اسلام کی دعوت کی - آپ نے دو ہجرتیں کیں - پہلی حبشہ کی طرف اور دوسری مدینہ منورہ کی طرف - حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نبوت کے پہلے آپ کا نکاح ہوا - جنہوں نے غزوۂ بدر میں انتقال فرمایا - اور انہیں کی تیمار داری کے باعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اذن سے آپ جنگِ بدر میں شریک نہیں ہوئے - لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو حصہ عطا کیا - اور اجر دیا - اسی لئے آپ بدریوں میں شمار ہوتے ہیں - جس وقت جنگِ بدر میں مسلمانوں کی فتح کی خبر مدینہ منورہ میں پہونچی ہے - اسوقت حضرت رقیہ کو لوگوں نے دفن کیا تھا اس کے بعد رسول اللہ علیہ وسلم نے اپنی دوسری لڑکی حضرت ام کلثوم سے آپ کا نکاح کر دیا - اور وہ ۹ سنہ ہجری میں فوت ہوئیں -

علماء لکھتے ہیں - کہ آپ کے سوا کوئی اور ایسا شخص نہیں ہوا جس نے پیغمبر کی دو لڑکیوں سے نکاح کیا ہو - اور اسی لئے آپ کو ذوالنورین کہتے ہیں آپ سابقین اولین اور اول المہاجرین اور عشرہ مبشرہ سے ہیں - اور ان چھ شخصوں سے ہیں جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات شریف تک خوش رہے - نیز آپ ان صحابہ سے شمار ہوتے ہیں - بلکہ ابن اشباد کہتے ہیں - کہ خلفاء سے قرآن آپ نے اور ماموں نے ہی جمع کیا ہے +

ابن سعد کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ ذات الرقاع اور غطفان میں تشریف لے گئے - تو مدینہ منورہ میں آپ کو ہی خلیفہ مقرر فرما گئے تھے ایک سو چھیالیس حدیثیں آپ سے مروی ہیں - اور زید بن خالد جہنی - ابن زبیر - سائب

بن یزید - انس بن مالک - زید بن ثابت - سلمہ بن اکوع - ابو امامہ باہلی - ابن عباس ابن عمر - عبد اللہ بن مغفل - ابو قتادہ - ابو ہریرہ وغیرہم صحابی اور تابعی آپ سے روایت کرتے ہیں +

ابن سعد عبد الرحمٰن بن حاطب سے روایت کرتے ہیں - کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی کو نہیں دیکھا - کہ وہ ایسی خوش اسلوبی اور پورے طور سے حدیث بیان کرتا ہو جیسے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ - لیکن آپ روایت کرنے سے بہت ڈرا کرتے تھے +

محمد بن سیرین سے مروی ہے - کہ مناسک حج کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ جانتے تھے - اور ان کے بعد ابن عمر رضی اللہ عنہ

بیہقی اپنی سنن میں عبد اللہ بن عمر بن ابان جعفی سے روایت کرتے ہیں - کہ ایک دن میرے ماموں حسین جعفی نے کہا - کہ کیا تمہیں معلوم ہے - کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین کیوں کہتے ہیں - میں نے کہا - مجھے تو معلوم نہیں - انہوں نے کہا - کہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لیکر اس وقت تک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سوا کسی شخص کے نکاح میں پیغمبر کی دو بیٹیاں نہیں آئیں - اسی لئے انہیں ذُوالنُّورَیْن کہتے ہیں +

ابو نعیم حسن رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں - کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ذُوالنُّورَیْن اسلئے کہتے ہیں - کہ آپ کے سوائے ہمیں کوئی ایسا شخص معلوم نہیں جس کے گھر پیغمبر کی دو بیٹیاں ہوں +

خیثمہ فضائل صحابہ میں اور ابن عساکر روایت کرتے ہیں - کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بابت پوچھا گیا - تو آپ نے فرمایا - کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایسے شخص ہیں جنہیں ملاء اعلےٰ بھی ذُوالنُّورَیْن کہتے ہیں - اور آپ کے نکاح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو صاحبزادیاں تھیں +

مالینی بسند ضعیف سہل بن سعد سے روایت کرتے ہیں - کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ذُوالنُّورَیْن اسلئے کہتے ہیں - کہ وہ جنت کی ایک منزل سے دوسری منزل کی طرف منتقل ہوتے رہتے ہیں - جاہلیت میں آپ کی کنیت ابو عمرو تھی اسلام میں جب حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سے عبد اللہ پیدا ہوئے - تو آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہوئی - حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام اروی تھا - جو کریز بن ربیعہ

بن حبیب بن عبد شمس کی بیٹی تھیں - اور ان کی والدہ (یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نانی) بیضا بنت عبد المطلب بن ہاشم تھیں - اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد ماجد کے ساتھ توأم پیدا ہوئی تھیں - اس لحاظ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی والدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن ہوتی ہیں - ابن اسحاق کہتے ہیں - کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور زید بن حارثہ کے بعد سب سے پہلے آپ ہی مشرف باسلام ہوئے ہیں +

ابن عساکر کئی طریقوں سے روایت کرتے ہیں - کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ میانہ قد تھے - نہ چھوٹے اور نہ لمبے - نہایت خوبصورت تھے - رنگ سُرخی مائل گورا تھا - چہرے پر چیچک کے داغ تھے - ڈاڑھی گھنی تھی - جوڑ بڑے بڑے اور سینہ فراخ تھا - پنڈلیاں گوشت سے پُر تھیں - بازو لمبے تھے - اور اُن پر بال تھے سر کے بال گھنگرالے تھے - اور اصلع تھے - دانت بہت ہی خوبصورت تھے - آپ کی کنپٹیوں کے بال کانوں سے نیچے لٹکتے تھے - زرد خضاب لگایا کرتے تھے دانتوں کو سونے کی تار سے باندھا ہوا تھا +

ابن عساکر عبد اللہ بن حزم مازنی سے روایت کرتے ہیں - کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بڑھکر کسی مرد و عورت کو خوبصورت نہیں دیکھا +

ابن عساکر اسامہ بن زید سے روایت کرتے ہیں - کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بڑا پیالہ گوشت سے بھرا ہوا دے کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر بھیجا - جب میں آپ کے گھر میں داخل ہوا - تو حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا بھی وہاں بیٹھی ہوئی تھیں - پس میں کبھی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے چہرے کی طرف دیکھتا - اور کبھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے چہرے کیطرف نظر کرتا - جب میں واپس آیا - تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم ان دونوں کے پاس گئے تھے - میں نے عرض کیا - ہاں - یا رسول اللہ - آپ نے فرمایا - ان سے زیادہ خوبصورت میاں بیوی کبھی تم نے دیکھے ہیں - میں نے عرض کیا - یا رسول اللہ نہیں +

ابن سعد محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی سے روایت کرتے ہیں - کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اسلام لائے - تو آپ کے چچا حکم بن ابو العاص بن امیہ نے آپ کو پکڑ کر مضبوط رسی سے جکڑ دیا - اور کہا کہ کیا تم اپنے آبائی دین سے

پھر کر نئے دین کی طرف جاتے ہو۔ بخدا میں تمہیں اسوقت تک نہیں چھوڑونگا جب تک کہ تم اس دین پر ہو۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ بخدا میں اسے ہرگز نہیں چھوڑوں گا۔ جب حکم نے آپکا یہ استقلال دیکھا۔ تو آپ کو چھوڑ دیا۔

ابو یعلیٰ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مسلمانوں سے پہلے پہل جس نے اپنے اہل وعیال کو ساتھ لے کر ہجرت کی۔ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ خدا تعالےٰ ان کیساتھ ہے۔ بیشک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت لوط علیہ السّلام کے بعد پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنے اہل کو ساتھ لیکر ہجرت کی۔

ابن عدی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی صاحبزادی امّ کلثوم رضی اللہ عنہا کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے عقد کر دیا۔ تو آپ نے انہیں فرمایا۔ کہ تیرا خاوند تیرے دادے ابراہیم علیہ السّلام اور تیرے باپ محمد صلعم سے سب سے زیادہ مشابہ ہے۔

ابن عدی اور ابن عساکر ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام سے بہت مشابہ پاتے ہیں۔

فصل

ماتقدم کے سوا اور حدیثیں جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں وارد ہیں:-

بخاری اور مسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام کپڑے سمیٹ لئے۔ اور فرمایا۔ میں اُس شخص سے کیوں حیا نہ کروں۔ جس سے کہ فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔

بخاری ابو عبدالرحمٰن سلمی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب حضرت عثمان رضی

اللہ عنہ محصور ہوئے۔ تو آپ نے اوپر سے جھانک کر فرمایا۔ کہ میں صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کو قسم دلا کر پوچھتا ہوں۔ کہ کیا تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ کہ جو شخص جیش عسرت کو روانہ کرے گا اسے جنت ملے گی۔ تو میں نے ہی انہیں روانہ کیا۔ پھر کیا تم اس بات کو نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو شخص بیر رومہ کو لے کر وقف کر دے اسے جنت ملیگی۔ پس میں نے اسے مول لے کر وقف کر دیا۔ اس پر سب اصحاب نے آپ کی تصدیق کی +

ترمذی عبدالرحمن جناب سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایسے حال میں آیا۔ کہ آپ جیش العسرۃ کے لئے لوگوں کو برانگیختہ کر رہے تھے۔ پس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میں سو اونٹ مع پالان وغیرہ سامان کے دیتا ہوں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اس لشکر کی روانگی کے لئے ترغیب دلائی۔ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ! میں مع پالان وغیرہ کے دو سو اونٹ دیتا ہوں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اس جیش کے لئے ترغیب دلائی۔ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ! میں مع پالان وغیرہ کے تین سو اونٹ دیتا ہوں۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اُتر آئے۔ اور آپ فرماتے تھے۔ کہ اگر اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کوئی نفلی عبادت نہ بھی کریں۔ تو انہیں یہی کافی ہے +

ترمذی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور حاکم عبدالرحمن بن سمرہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جیش العسرۃ بھیجنا چاہا۔ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار دینار لا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن میں ڈالدیا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دیناروں کو اُلٹتے تھے اور فرماتے تھے۔ کہ آج کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کوئی لغزش ہوگی۔ تو وہ انہیں ضرر نہ دیگی۔ آپ نے یہ بات دو دفعہ فرمائی +

ترمذی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت رضوان کا حکم دیا۔ تو اس وقت حضرت عثمان رضی

اللہ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی جانب سے اہل مکہ کی طرف بطور ایلچی گئے ہوئے تھے۔ جب لوگوں نے بیعت کی۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کے کام گئے ہوئے ہیں۔ یہ کہکر آپ نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر رکھا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے ان سب کے ہاتھوں سے بہتر تھا۔

ترمذی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روائت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنہ کا ذکر کیا۔ اور فرمایا۔ کہ اس میں یہ (یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) مظلوم قتل ہونگے۔

ترمذی۔ حاکم اور ابن ماجہ مرہ بن کعب سے روائت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ عنقریب ہی ایک فتنہ برپا ہوگا۔ اتنے میں ایک شخص چادر اپنے گرد لپیٹے ہوئے پاس سے گذرا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ یہ شخص اسدن حق پر ہوگا۔ مرہ بن کعب کہتے ہیں۔ کہ میں لپک کر اس شخص کی طرف بڑھا۔ تو وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔ پھر میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھکر عرض کیا۔ کہ یہ شخص۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔

ترمذی اور حاکم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روائت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے عثمان (رضی اللہ عنہ) اللہ تعالیٰ تمہیں ایک قمیص پہنائیگا۔ پس اگر منافق اس کے اتارنے کا قصد کریں تو اسے نہ اتارنا۔ حتیٰ کہ تم مجھ سے ملو۔

ترمذی روائت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے محصور ہونے کے دن فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک عہد کیا ہوا ہے۔ اور میں اسپر صابر و ثابت ہوں۔

حاکم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میرے تمام اصحابوں سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مجھ سے بہت مشابہ ہیں۔

طبرانی عصمۃ بن مالک سے روائت کرتے ہیں۔ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھی۔ فوت ہوئی

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نکاح کر دو میرے پاس اگر تیسری لڑکی ہوتی - تو اسکا بھی اُن سے نکاح کر دیتا - اور میں نے اپنی لڑکیوں کا ان سے نکاح بذریعہ وحی کیا ہے ٭

ابن عساکر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روائیت کرتے ہیں - کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سُنا ہے - کہ اگر میری ۴۰ بیٹیاں بھی ہوتیں - تو میں ایک ایک کر کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے نکاح کر دیتا - حتیٰ کہ کوئی بھی باقی نہ رہتی ٭

ابن عساکر زید بن ثابت سے روائیت کرتے ہیں - کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - کہ ایک دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گذرے اور اسوقت میرے پاس ایک فرشتہ تھا - تو اس نے کہا - کہ یہ شخص شہید ہوگا - انکی قوم انہیں قتل کرے گی - اور میں ان سے حیا کرتا ہوں ٭

ابو یعلیٰ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روائیت کرتے ہیں - کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا - کہ فرشتے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے حیا کرتے ہیں جیسے کہ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے حیا کرتے ہیں ٭

ابن عساکر حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روائیت کرتے ہیں - کہ ان کے پاس حیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ذکر ہوا - تو آپ نے فرمایا - کہ اگر آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ گھر میں ہوتے - اور کوٹھڑی کا دروازہ بھی بند ہوتا - اور کپڑے اتار کر آپ نہانا چاہتے - تو بوجہ حیا کے پیٹھ سیدی نہ کرتے ٭

فصل

خلافت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دفن کرنے کے تین رات بعد آپ سے بعیت کی گئی - مروی ہے - کہ لوگ ان ایام میں حضرت عبدالرحمن بن عوف کے پاس جمع ہوتے - اور مشورے اور سرگوشیاں کرتے - مگر جو صاحب رائے شخص آپ سے خلوت میں بات کرتا - وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ہی افضل بتاتا - جب

عبدالرحمن بیعت کے لئے بیٹھے۔ تو آپ نے خدا تعالےٰ کی حمد و ثنا کے بعد کہا۔ کہ میں نے لوگوں کو دیکھا ہے۔ کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سوا کسی کے خلیفہ بننے کو پسند نہیں کرتے۔ (ابن عساکر مسور بن مخرمہ سے اسے روایت کیا ہے)

اور ایک روایت میں یوں ہے۔ کہ انہوں نے حمد و ثناء کے بعد کہا۔ اے علی رضؓ میں نے لوگوں کے حالات میں نظر کی ہے۔ تو وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بڑھکر کسی کو خلافت کے لائق نہیں بتاتے۔ اسلئے تم نے اپنے واسطے کوئی کارروائی نہ کرنا۔ پھر انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا۔ اور کہا۔ کہ ہم آپ سے خدا۔ اس کے رسول اور دونوں خلیفوں کے طریقے پر آپ سے بیعت کرتے ہیں۔ یہ کہکر آپ سے بیعت کر لی۔ اس کے بعد مہاجرین و انصار نے بیعت کی +

ابن سعد حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مرنے سے ایک گھڑی پیشتر ابوطلحہ انصاری کو بلایا۔ اور فرمایا۔ کہ انصار سے پچاس شخصوں کو لے کر اصحاب شوریٰ کے ساتھ رہنا۔ مجھے خیال ہے کہ وہ عنقریب ہی ایک گھر میں جمع ہونگے۔ تم اپنے پچاس آدمیوں کو ساتھ لیکر دروازے پر کھڑے رہنا۔ اور جب تک وہ کسی کو امیر نہ مقرر کر لیں کسی کو اندر نہ جانے دینا۔ اور نہ ہی بغیر امیر مقرر کئے تیسرا دن گذرنے دینا۔

مسند احمد رح میں ابووائل سے روایت ہے۔ کہ میں نے عبدالرحمن بن عوف کو کہا۔ کہ تم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کیسے بیعت کر لی۔ تو آپ نے کہا۔ کہ اسمیں میرا قصور نہیں ہے۔ کیونکہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا تھا۔ کہ میں آپ سے کتاب اللہ یسنت رسول اور سیرۃ ابوبکر رضؓ و عمر رضؓ پر بیعت کرتا ہوں۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ جہاں تک میری طاقت میں ہے۔ پھر میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر یہ بات پیش کی۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ میں اس بات پر راضی ہوں +

مروی ہے۔ کہ حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو علیحدہ لے جاکر کہا۔ کہ اگر میں آپ سے بیعت نہ کروں۔ تو آپ مجھے کس سے بیعت کرنے کا مشورہ دیتے ہیں۔ آپ نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پھر انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو الگ لیجاکر پوچھا۔ کہ اگر میں آپ سے بیعت نہ کروں۔ تو آپ مجھے کس سے بیعت کرنے کا مشورہ دیتے ہیں

انہوں نے کہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ۔ پھر انہوں نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو بلایا ۔ اور کہا ۔ کہ اگر میں تم سے بیعت نہ کروں ۔ تو تم مجھے کس سے بیعت کرنے کا مشورہ دیتے ہو ۔ تو انہوں نے کہا ۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ۔ یا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ۔ پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو بلایا ۔ اور کہا ۔ کہ مجھے کس سے بیعت کرنے کا مشورہ دیتے ہو ۔ کیونکہ میں اور تم تو خلافت چاہتے ہی نہیں ۔ انہوں نے کہا ۔ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ۔ اس کے بعد عبدالرحمن نے دیگر معزز شخصوں سے پوچھا ۔ تو ان سے اکثر کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر ہی راضی پایا +

ابن سعد اور حاکم ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں ۔ کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہمارے امیر مقرر کیئے گئے ۔ تو ہم نے انکی تابعداری اور راہبر بنانے میں کوتاہی اور کمی نہیں کی ۔ آپ کی خلافت کے سال اول ۲۴ھ ہجری میں ملک ری فتح ہوا ۔ جو پہلے بھی فتح ہوا تھا ۔ مگر پھر ہاتھ سے نکل گیا تھا ۔ اور اسی سال لوگوں کو کثرت سے نکسیریں جاری ہوئیں ۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بھی نکسیر جاری ہوئی ۔ حتیٰ کہ آپ حج کے لیئے نہ جا سکے ۔ اور مایوس ہو کر وصیت بھی کر دی اس سال کو سنتہ الرعاف (یعنی نکسیر کا سال) کہتے ہیں ۔ اسی سال میں روم کے بہت سے قلعے فتح ہوئے ۔ اور اسی سال میں مغیرہ کو معزول کر کے سعد بن ابی وقاص کو آپ نے کوفہ کا حاکم بنایا ۔

۲۵ھ ہجری میں آپ نے سعد کو کوفہ سے معزول کر کے ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو جو والدہ کی طرف سے آپ کے بھائی تھے ۔ وہاں کا حاکم مقرر کیا ۔ اور اسی سے سب سے پہلا الزام حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر قائم کیا گیا ۔ کیونکہ آپ نے اپنے اقرباء کو حاکم بنانا اختیار کیا ۔ کہتے ہیں ۔ کہ ولید نے ایک دن حالت نشہ میں صبح کی چار رکعتیں پڑھا دیں ۔ اور پھر لوگوں کیطرف متوجہ ہو کر کہا ۔ کہ کیا اور پڑھا دوں +

۲۶ھ ہجری میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کئی ایک مکان خرید کر مسجد حرام کو وسعت دی ۔ اور اسی سال سابور فتح ہوا +

۲۷ھ ہجری میں معاویہ رضی اللہ عنہ نے سمندر کے راستے سے قبرس پر حملہ کیا ۔ اس لشکر میں عبادہ بن صامت اور ان کی بیوی ام حرام بنت ملحان بھی ساتھ تھی ۔ جو اس جگہ اپنے گھوڑے سے گر کر انتقال کر گئیں ۔ اور

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس لشکر کی پہلے ہی خبر دی تھی۔ اور اُن کے لئے دُعا کی تھی۔ کہ خدا کرے۔ تم بھی اس لشکر سے ہو۔ آخر انہیں قبرس میں ہی دفن کیا گیا۔ اور اسی سال ارجان اور دارابجرد فتح ہوئے۔ اور اسی سال میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عمرو بن عاص کو مصر سے معزول کیا اور ان کی جگہ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو وہاں کا حاکم بنایا۔ اور انہوں نے وہاں جاکر افریقہ پر حملہ کیا۔ اور تمام ملک کو فتح کرلیا۔ اور اس فتح سے ہر سپاہی کو ایک ہزار دینار اور بقولے تین ہزار دینار غنیمت حصہ میں آئی۔ اس کے بعد اسی سال اندلس فتح ہوا ؂

لطیفہ۔ معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بار بار اصرار کیا کرتے تھے۔ کہ سمندر کے راستے قبرس پر حملہ کیا جائے۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عمرو بن عاص کی طرف لکھا۔ کہ سمندر اور اس کی سواری کا حال لکھو۔ اُنہوں نے اس کے جواب میں لکھا۔ کہ میں دیکھتا ہوں۔ کہ ایک بڑی مخلوق پر چھوٹی مخلوق سوار ہوتی ہے۔ اگر وہ بڑی مخلوق کھڑی ہو جائے تو دل دھڑکنے لگتے ہیں۔ اور اگر حرکت کرے۔ تو عقلیں خوف کھاتی ہیں۔ اسمیں عقلیں کم ہوتی ہیں۔ اور گناہ بہت ہوتے ہیں۔ لوگ اسمیں اس طرح نظر آتے ہیں جیسے کیڑا لکڑی پر سوار ہوتا ہے۔ اگر لکڑی ذرا کسی طرف جھکتی ہے۔ تو وہ غرق ہو جاتا ہے۔ اور اگر نجات پا جائے۔ تو مارے خوشی کے چمک اٹھتا ہے۔" جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس خط کو پڑھا۔ تو معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا کہ بخدا میں مسلمانوں کو کبھی ایسی خوفناک چیز میں سوار نہیں کرونگا۔ ابن جریر کہتے ہیں۔ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں اہل قبرس سے لڑے۔ اور انہوں نے جزیہ دینے پر صلح کرلی ؂

۲۹ سنہ ہجری میں اصطخر اور فسا وغیرہ غلبتہً فتح ہوئے۔ اسی سال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی کو وسعت دی۔ اور اسے نقش و نگار کردہ پتھروں سے بنوایا۔ اور ستون ایک ایک پتھر کے ہی بنوائے۔ اور چھت ساگوان کی لکڑی سے بنوایا۔ اور مسجد کا طول ۱۶۰ گز (یعنی ہاتھ) اور عرض ۱۵۰ گز (یعنی ہاتھ) رکھا ؂

۳۰ سنہ ہجری میں جور اور خراسان کے بہت سے شہر فتح ہوئے۔ اور

نیشاپور صلح سے یا غلبہ سے اور طوس اور سرخس دونوں صلح سے اور اسی طرح مرو اور بیہق بھی فتح ہوئے - جب یہ سب مُلک فتح ہوئے - تو خراج بڑھ گیا - اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس ہر طرف سے اتنا مال آنے لگا کہ خزانے بنانے پڑے اور آپ نے دل کھولکر لوگوں کو روپیہ دیا - حتیٰ کہ ہر شخص کے حصے میں ایک لاکھ بدرہ آیا - اور ہر ایک بدرہ میں چار ہزار اوقیہ ہوتے تھے *

۳۵ھ ہجری میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے - زہری کہتے ہیں - کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بارہ سال خلافت کی ہے - پہلے چھ سال تک تو لوگوں کو آپ سے کسی قسم کی شکائیت نہیں ہوئی - بلکہ قریش آپ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی اچھا سمجھتے تھے - کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مزاج میں ذرا سختی تھی - اور جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے - تو آپ نے ان سے نرمی اختیار کی - مگر پھر آپ نے قریش کے امر میں سستی کی - اور اپنی خلافت کے پچھلے چھ سالوں میں اپنے اعزا و اقرباء کو حاکم بنانا شروع کیا - چنانچہ مروان کو افریقہ کا خمس معاف کر دیا - اور اپنے اقرباء کو مال دینا شروع کیا - اور اسکی تاویل میں فرمایا - کہ میں صلہ رحمی کرتا ہوں - جس کا اللہ تعالےٰ نے حکم فرمایا ہے - اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے اگرچہ اپنا یہ حق نہیں لیا تھا - مگر میں اسے لیکر اپنے اقرباء میں تقسیم کرتا ہوں مگر لوگوں نے اس بات کو بُرا منایا - (ابن سعد نے اِسے روائیت کیا ہے)

ابن عساکر ایک اور وجہ سے ابن زہری سے روائیت کرتے ہیں - کہ انہوں نے سعید بن مسیب سے پوچھا کہ کیا آپ مجھے بتلا سکتے ہیں - کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کیسے شہید ہوئے تھے - اور لوگوں اور انکا کیا معاملہ تھا؟ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے انہیں کیوں چھوڑ دیا تھا؟ انہوں نے کہا - کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مظلوم قتل ہوئے - اور جس نے انہیں قتل کیا تھا وہ ظالم تھا - اور جس نے آپ کو چھوڑ دیا - (یعنے مدد نہ کی) وہ معذور تھا - میں نے کہا - کہ یہ بات کسطرح ہوئی؟ انہوں نے کہا - کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے - تو صحابہؓ سے ایک جماعت نے آپ کی خلافت کو مکروہ سمجھا - کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنی قوم کو دوست رکھتے تھے - اور آپ نے بارہ سال تک خلافت کی - اور اس میں اکثر بنی اُمیہ کو ہی حاکم مقرر کرتے تھے - جو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے فیضیاب نہ تھے - اور جب ان سے کوئی ایسا کام سرزد ہو جاتا - جسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے

اصحاب ناپسند کرتے۔ تو آپ صحابہ رضہ کو رضامند کر لیتے۔ اور اس امیر کو معزول نفرماتے جب آپ اپنی خلافت کے پچھلے چھ سالوں میں اپنے چچازاد بھائیوں کو حاکم بنانے لگے۔ اور ساتھ ہی انکو خدا سے ڈرنے کا حکم بھی کیا۔ پس عبداللہ بن ابی سرح کو مصر کا حاکم مقرر کیا۔ اور وہ چند سال تک وہاں رہا۔ تو اہل اس کے ظلم کی شکائیت لیکر آپکے پاس حاضر ہوئے۔ اور اس سے پیشتر عبداللہ بن مسعود۔ ابوذر اور عمار بن یاسر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے درمیان کچھ رنجش تھی۔ اسلئے بنو ہذیل اور بنو زہرہ ابن مسعود کے باعث اور بنو غفار اور ان کے ہم عہد ابوذر کے باعث اور بنو مخزوم عمار بن یاسر کے باعث حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کشیدہ خاطر تھے۔ ایسے حال میں اہل مصر ابن سرح کی شکائیت لیکر آئے۔ تو آپ نے ابن سرح کی طرف ایک خط لکھا جس میں اسے دھمکایا۔ لیکن ابن سرح نے ان باتوں کو تسلیم کرنے سے انکار کیا۔ جن سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے روکا تھا۔ اور جو لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تھے۔ انکو مارا اور قتل کیا۔ اسپر اہل مصر سے سات سو آدمی مدینہ منورہ میں آئے۔ اور ابن سرح کے ظلم کی تمام صحابہ رضہ سے شکائیت کی۔ پس طلحہ بن عبیداللہ کھڑے ہوئے۔ اور اس معاملہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے سختی سے گفتگو کی۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہلا بھیجا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضہ آپ سے اس شخص کے معزول کرنے کی درخواست کرتے ہیں۔ مگر آپ انکار کرتے ہیں۔ حالانکہ اس نے مصریوں کے کئی آدمی قتل کر دیئے ہیں آپ کو چاہئے۔ کہ اپنے عامل سے انہیں انصاف دیجئے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی آپ کے پاس آئے۔ اور کہا۔ کہ وہ ابن سرح کی جگہ دوسرا آدمی چاہتے ہیں۔ اور انہوں نے اسپر خون کا دعویٰ بھی کیا ہے۔ آپ اُسے معزول کر دیجئے۔ اور انکا فیصلہ کیجئے۔ پس اگر اس کے ذمے جرم ثابت ہو جائے۔ تو اس سے بدلہ لیجئے اسپر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ تم اپنے لئے کسی شخص کو پسند کر لو۔ میں اس کی جگہ اُسے حاکم بنا دونگا۔ لوگوں نے محمد بن ابی بکر کو پیش کیا۔ اور کہا۔ کہ انہیں وہاں کا حاکم بنا دیجئے۔ پس آپ نے انکی تقرری کا حکم لکھدیا۔ جب محمد بن ابی بکر رضہ مصر کو روانہ ہوئے۔ تو ان کے ساتھ کئی مہاجر و انصار بھی ساتھ ہوئے۔ تاکہ ابن سرح اور اہل مصر کے معاملہ پر غور کریں۔ جب یہ لوگ مدینہ منورہ سے تین دن کے فاصلے پر پہونچے۔ تو انہیں ایک حبشی غلام ملا۔ جو اپنے اونٹ کو اس تیزی سے

چلا رہا تھا۔ گویا وہ کسی کی تلاش میں ہے۔ یا کوئی اور شخص پیچھے اُس کی تلاش میں آتا ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضہ نے اُس سے پوچھا۔ کہ تمہارا کیا حال ہے
اور کیا معاملہ ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ تم بھاگ آئے ہو۔ یا کسی کو طلب کر رہے
ہو۔ اُس نے کہا میں امیر المومنین کا غلام ہوں۔ مجھے انہوں نے عامل مصر کیطرف
بھیجا ہے۔ ایک شخص نے کہا۔ کہ مصر کے حاکم تو یہ ہیں۔ اُس نے کہا کہ میں انہیں
نہیں چاہتا۔ پھر لوگوں نے اُس کی خبر محمد بن ابی بکر کو پہونچائی۔ انہوں نے اس
کے پیچھے ایک آدمی دوڑایا۔ وہ اسے پکڑ کر لے آیا۔ تو اس سے پوچھا۔ کہ تو کون
ہے۔ تو وہ کبھی کہتا۔ کہ میں امیر المومنین کا غلام ہوں۔ اور کبھی کہتا۔ کہ میں مروان
کا غلام ہوں۔ حتیٰ کہ ایک شخص نے پہچانا۔ کہ یہ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
کا غلام ہے۔ پھر محمد بن ابو بکر نے پوچھا۔ کہ تم کس کی طرف بھیجے گئے ہو۔ اس
نے کہا۔ کہ عامل مصر کی طرف۔ پھر اس سے پوچھا۔ کہ کس واسطے بھیجے گئے ہو۔
اس نے کہا۔ ایک پیغام دیکر۔ پھر اس سے پوچھا۔ کہ تمہارے پاس کوئی خط ہے۔
اس نے کہا۔ کہ نہیں۔ پھر اس کی تلاشی لی گئی۔ تو اس کے پاس سے کوئی خط نہ
نکلا۔ لیکن اس کے پاس ایک مشکیزہ تھا۔ جو خشک ہو گیا ہوا تھا۔ اور اس میں کوئی
چیز کھڑ کھڑ کرتی تھی۔ جب اسے نکالنا چاہا۔ تو وہ نہ نکلی۔ پھر اسکو پھاڑا گیا۔ تو
اس میں سے ایک خط نکلا۔ جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے ابن سرح
کیطرف لکھا ہوا تھا۔ محمد بن ابی بکر نے سب مہاجرین و انصار کو جو آپ کے
ساتھ تھے۔ جمع کیا۔ اور پھر ان کے سامنے اس خط کو کھولا۔ تو اس میں لکھا تھا
کہ جب تیرے پاس محمد اور فلاں فلاں شخص آئے۔ تو کسی حیلہ سے انہیں قتل کر دے
اور اُن کی تقرری کے فرمان کو باطل سمجھ۔ اور اپنی ملازمت پر برقرار رہو۔ حتیٰ کہ میں
تمہیں کوئی ہدائیت اس کے بارے میں بھیجوں۔ اور جو شخص تیرے ظلم کی شکایت
میری طرف لے کر آنا چاہتا ہو۔ اُسے قید کر دے۔ اور اس بارے میں میری طرف
سے عنقریب ہی تیرے پاس ہدائیت آئیگی۔ یہ خط پڑھکر سب لوگ دنگ رہ گئے
اور مدینے کی طرف واپسی کا پختہ ارادہ کر لیا۔ محمد بن ابی بکر نے اس خط پر اپنے ہمراہیوں
میں سے چند ایک معززوں کی مہریں لگوالیں۔ اور پھر وہ خط ان میں سے ایک شخص
کے حوالے کر دیا۔ جب یہ لوگ مدینہ منورہ میں پہونچے۔ تو انہوں نے طلحہ زبیر
علی۔ سعد وغیرہ رضی اللہ عنہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو جمع کیا۔ اور اُن

کے روبرو خط کھولا - اور وہ معاملہ ان سے مِن وعَن بیان کر دیا۔ جسے سُنکر سب لوگوں کو غصہ آیا۔ اور چونکہ ابن مسعود - ابو ذر اور عمار ابن یاسر کے باعث حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کشیدہ خاطر رہتے تھے - اُن کی آتش غضب اور بھی تیز ہوئی - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ تو اس خط کے پڑھنے سے آزردہ خاطر اور غمگین ہو کر اپنے اپنے گھروں کی طرف چلے گئے - اور لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کر لیا۔ محمد بن ابی بکر نے اپنے قبیلہ بنی تیم وغیرہ کو بھی وہاں لا کھڑا کیا۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ معاملہ دیکھا - تو آپ نے طلحہ - زبیر - سعد اور عمار وغیرہ سب بدری صحابہ کو بلوایا - اور سب ملکر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے - اور خط غلام اور اونٹ ساتھ لیا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ سے پوچھا۔ کیا یہ غلام آپ کا ہے؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ہاں۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ کیا یہ اونٹ آپ کا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ یہ خط آپ نے لکھا ہے؟ آپ نے خدا تعالے کی قسم کھا کر کہا۔ کہ نہ میں نے اس خط کو لکھا ہے۔ اور نہ ہی لکھنے کا حکم کیا ہے - اور نہ مجھے اسکا علم ہے - حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ مُہر تو آپ کی ہے؟ آپ نے کہا۔ ہاں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے - کہ آپ کا غلام - آپ کا اونٹ اور خط جس پر آپ کی مُہر ہو۔ سلیکر جائے - اور آپ کو خبر نہ ہو۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قسم اُٹھا کر کہا کہ نہ میں نے اس خط کو لکھا ہے۔ اور نہ اس کے لکھنے کا حکم کیا ہے۔ اور نہ ہی اس غلام کو مصر کی طرف روانہ کیا ہے۔ بعد ازاں پہچانا گیا۔ کہ خط مروان کا ہے - اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں لوگوں کو شک ہوا تو انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا۔ کہ مروان کو ہمارے حوالے کر دیجئے - مگر آپ نے مروان کے حوالے کرنے سے انکار کیا۔ (مروان اسوقت آپ کے گھر میں موجود تھا) آخر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب وہاں سے خفا ہو کر نکلے - اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں انہوں نے شک کیا - مگر وہ جانتے تھے۔ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جھوٹی قسم نہیں کھاتے - لیکن بعض لوگوں نے کہا۔ کہ جب تک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مروان کو ہمارے حوالے نہ کر دیں - وہ شک سے بری نہیں ہو سکتے - ہم مروان سے دریافت کرینگے - اور اس خط کا حال پوچھینگے - کہ کس طرح وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے ایک صحابی کو بغیر حق کے قتل کا حکم دیتا ہے۔ اگر ثابت ہوگیا۔ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس خط کو لکھا ہے۔ تو ہم انہیں معزول کر دینگے۔ اور اگر مروان نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے لکھا ہے۔ تو ہم مروان کے معاملہ میں غور کرینگے۔ پس لوگ بلوے پر جم گئے۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مروان کو حوالہ کرنے سے انکار کر دیا۔ جب لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کر لیا۔ اور پانی اندر جانا بند کر دیا۔ تو آپ نے اوپر سے لوگوں کی طرف دیکھا۔ اور فرمایا۔ کہ کیا تم میں حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ انہوں نے کہا۔ نہیں۔ پھر آپ نے پوچھا۔ کہ کیا تم میں حضرت سعد رضؓ ہیں لوگوں نے کہا نہیں۔ پھر آپ نے تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد فرمایا۔ کہ کیا کوئی ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس بات کی خبر پہونچائے۔ اور وہ ہمیں پانی پلائیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جب یہ خبر پہونچی۔ تو آپ نے تین مشکیں پانی سے بھری ہوئی اندر بھجوا دیں مگر یہ پانی اسوقت آپ کو نہ مل سکا جب تک کہ بنی ہاشم اور بنو امیہ کے گھر والوں کو زخم نہ پہونچ گیا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ خبر بھی پہونچ گئی کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کا ارادہ کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ہم تو ان سے صرف مروان کو طلب کرتے ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کو تو نہیں چاہتے۔ پھر آپ نے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو فرمایا کہ اپنی تلواریں لیکر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دروازے پر کھڑے رہو۔ اور کسی کو اندر نہ آنے دو۔ اور زبیر اور طلحہ اور دیگر کئی صحابہ نے بھی اپنے لڑکوں کو بھیجا۔ کہ وہ کسی کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر میں نہ داخل ہونے دیں۔ اور ان سے مروان کے حوالہ کر دینے کی بابت کہیں۔ جب محمد بن ابی بکر نے دیکھا۔ کہ لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر تیر چلانے شروع کئے ہیں۔ حتیٰ کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ بھی خون میں تر بتر ہیں۔ اور مروان کو بھی اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے تیر لگا۔ اور محمد بن طلحہ بھی خون میں رنگین ہیں۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے غلام قنبر بھی زخمی ہیں۔ تو انہیں فکر پیدا ہوا کہ حسنین رضی اللہ عنہما کا حال دیکھ کر بنو ہاشم غضبناک نہ ہو جائیں۔ اور ایک اور فتنہ اٹھ کھڑا ہو۔ اسلئے انہوں نے دو شخصوں کا ہاتھ پکڑا۔ اور کہا۔ کہ اگر بنو ہاشم نے آکر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے چہرے پر خون دیکھ لیا۔ تو وہ لوگوں کو آکر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ہٹا دینگے۔ اور ہمارا ارادہ باطل ہو جائیگا۔ اسلئے مناسب ہے کہ ہم تینوں شخص دیوار پھاند کر اندر چلے جائیں۔ اور پوشیدہ طور سے انہیں قتل

کر دیں - یہ صلاح کر کے محمد بن ابی بکر اور ان کے دونوں ساتھی انصاری کے گھر سے کود کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تک جا پہونچے - اور کسی کو بھی اُن کے پہونچنے کی خبر نہ ہوئی - کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ کے سب لوگ کوٹھے پر تھے - اور صرف آپ اور آپ کی بیوی آپ کے پاس تھی - محمد بن ابی بکر نے اپنے دونوں ساتھیوں کو کہا - کہ تم یہاں ہی ٹھیرو - کیونکہ آپ کے پاس آپ کی بیوی ہے - میں پہلے جا کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پکڑتا ہوں - جب میں اذن دوں - تو آ جانا - اور اُنہیں قتل کر دینا - پس محمد بن ابی بکر اندر گئے - اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ڈاڑھی سے پکڑ لیا - حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اُنہیں کہا - کہ اگر تمہارے والد اس فعل کو دیکھتے - تو اسے بُرا مناتے - یہ سُنکر محمد بن ابی بکر نے آپ کی ڈاڑھی چھوڑ دی - پھر ان کے دونوں ساتھیوں نے اندر آ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر ڈالا - اور جس راستے سے آئے تھے - اسی راستے سے بھاگ گئے - حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیوی چیخنے لگیں - مگر شور و غوغا کے باعث اُن کی آواز کسی نے نہ سُنی - آخر اُنہوں نے کوٹھے پر چڑھکر پکارا - کہ امیر المؤمنین قتل کئے گئے ہیں - لوگ یہ بات سنکر اندر گئے - دیکھا تو واقعی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مذبوح پڑے ہیں - جب یہ خبر حضرت علی - طلحہ - زبیر - سعد اور مدینہ کے باقی لوگوں کو پہونچی - تو وہ سراسیمہ ہو کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر پر آئے - دیکھا - تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ واقعی شہید پڑے ہیں - یہ دیکھکر انہوں نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا - پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹوں سے پوچھا - کہ تمہارے دروازے پر موجود ہوتے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کون قتل کر گیا - یہ کہکر حسن رضی اللہ عنہ کو وھپڑ مارا - اور حسین رضی اللہ عنہ کے سینے میں مُکا مارا - اور محمد بن طلحہ اور عبد اللہ بن زبیر کو گالیاں دیں - اور سخت غُصے ہو کر آپ اپنے مکان پر تشریف لے آئے - لوگ دوڑتے ہوئے آپ کے پاس آئے - کہ ہاتھ بڑھائیے - ہم آپ سے بیعت کریں - کیونکہ کسی امیر کا ہونا ضروری ہے - آپ نے فرمایا - کہ خلیفہ انتخاب کرنا تمہارا کام نہیں ہے - بلکہ یہ اہل بدر کا کام ہے - جس پر وہ راضی ہونگے - وہی خلیفہ ہوگا - پھر سب اہل بدر نے آ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا - کہ اب آپ سے زیادہ خلافت کا کوئی حقدار نہیں - اپنا ہاتھ بڑھائیے - کہ ہم آپ سے بیعت کریں - پھر سب نے آپ سے بیعت کی - اور مروان اور اسکا لڑکا بھاگ گیا - پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حرم محترم کے پاس تشریف لے گئے - اور اُن

سے دریافت کیا۔ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کس نے قتل کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں۔ اتنا ہی جانتی ہوں۔ کہ دو شخص یہاں آئے تھے۔ جنہیں میں نہیں پہچانتی۔ اور ان کے ساتھ محمد بن ابی بکر بھی تھا۔ پھر انہوں نے سارا حال کہ سُنایا۔ یہہ سُنکر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابی بکر کو بُلایا۔ اور جو کچھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حرم محترم نے کہا تھا۔ اس کی بابت اس سے پوچھا۔ تو محمد بن ابی بکر نے کہا۔ کہ انہوں نے سچ کہا ہے۔ میں بیشک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کے ارادے سے اُن کے گھر میں داخل ہُوا تھا۔ مگر جب انہوں نے میرا باپ مجھے یاد دلایا۔ تو میں فوراً الگ ہو گیا۔ اور میں اللہ تعالٰے سے توبہ کرتا ہوں۔ بخدا نہ میں نے انہیں قتل کیا ہے۔ اور نہ انہیں پکڑا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حرم محترم نے کہا۔ کہ یہ سچ کہتے ہیں۔ مگر ان دونوں شخصوں کو تو انہوں نے ہی اندر داخل کیا تھا +

ابن عساکر۔ کنانہ مولی صفیہ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اہل مصر سے ایک شخص نے قتل کیا تھا۔ جس کی آنکھیں کرنجی اور رنگ سُرخ تھا۔ اور اسے حمار کہتے تھے +

احمد رضہ روایت کرتے ہیں۔ کہ مغیرہ بن شعبی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس محصور ہونے کی حالت میں گئے۔ اور عرض کیا۔ کہ آپ لوگوں کے امام ہیں۔ اور اب آپ پر یہ مصیبت نازل ہوئی ہے۔ میں آپ کو تین باتیں بتاتا ہوں۔ ان میں سے کسی ایک کو اختیار کر لیجئے۔ یا تو آپ ان سے باہر نکلکر جنگ کیجئے۔ کیونکہ آپ کے پاس سامان اور لشکر ہے۔ اور آپ حق پر بھی ہیں۔ اور وہ باطل پر۔ اور یا اپنے مکان سے دوسری طرف دروازہ نکال کر سوار ہو کر مکہ پہونچ جائیے۔ کیونکہ حرم میں وہ آپ کو قتل کرینگے ہی نہیں۔ اور یا شام کی طرف تشریف لے جائیے۔ کیونکہ وہاں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں جو آپ کے رشتہ دار ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ میں باہر نکلکر ان سے نہیں لڑونگا۔ کیونکہ میں نہیں چاہتا۔ کہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خلفاء سے ہو کر خونریزی کراؤں۔ اور نہ بھاگ کر مکے میں ہی جا سکتا ہوں کیونکہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے۔ کہ فرماتے تھے۔ قریش سے ایک شخص حرم مکہ میں ظلم کریگا۔ اسپر تمام دُنیا سے آدھا عذاب ہوگا۔ پس نہیں چاہتا کہ میں وہی شخص ہوں۔ اور نہ شام کی طرف میں اس لئے نہیں جا سکتا۔ کہ میں نہیں چاہتا کہ اپنے دار ہجرت اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہمسائیگی کو چھوڑ دوں +

ابن عساکر ابو ثور فہمی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے محصور ہونے کی حالت میں ان کے پاس گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ میں نے اپنے پروردگار کے پاس دس خصلتیں پوشیدہ رکھی ہوئی ہیں۔ اوّل یہ کہ میں تین شخصوں کے اسلام لانے کے بعد اسلام لایا ہوں۔

دوم یہ کہ پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اپنی ایک صاحبزادی کا نکاح کر دیا۔

سوم یہ کہ جب وہ فوت ہو گئیں۔ تو دوسری سے نکاح کر دیا۔

چہارم یہ کہ میں کبھی گایا نہیں۔

پنجم یہ کہ میں نے کبھی برائی کی آرزو نہیں کی۔

ششم یہ کہ جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی ہے۔ کبھی اپنا دایاں ہاتھ اپنی شرمگاہ پر نہیں رکھا۔

ہفتم۔ جب سے میں مشرف باسلام ہوا ہوں۔ کوئی جمعہ ایسا نہیں گذرا جسمیں میں نے ایک غلام آزاد نہ کیا ہو۔ اور اگر اسوقت پاس نہ ہوتا۔ تو بعد ازاں آزاد کرتا۔

ہشتم۔ میں نے جاہلیت اور اسلام میں کبھی زنا نہیں کیا۔

نہم۔ میں نے جاہلیت اور اسلام میں کبھی چوری نہیں کی۔

دہم۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کے موافق قرآن مجید کو جمع کیا ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت ایام تشریق میں ۳۵ھ ہجری میں ہوئی۔ اور بقولے بروز جمعہ ۱۸ ذی الحج کو شہید ہوئے۔ اور ہفتہ کی رات کو مغرب وعشاء کے درمیان بقیع میں بمقام حش وکوکب دفن ہوئے۔ کہتے ہیں۔ کہ سب سے اوّل آپ ہی اسجگہ دفن ہوئے ہیں۔

اور بعض کہتے ہیں۔ کہ آپ چہارشنبہ کو شہید ہوئے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ بتاریخ ۲۴ ذی الحج بروز دوشنبہ شہید ہوئے۔ اور عمر آپ کی اسوقت ۸۲ برس کی تھی۔ اور بعض کہتے ہیں کہ ۸۱ برس کی تھی۔ اور بقولے ۸۴ برس اور بقولے ۸۶ برس اور بقولے ۸۸ و ۸۹ یا ۹۰ برس کی تھی۔

قتادہ رضی کہتے ہیں۔ کہ زبیر نے آپ پر نماز جنازہ پڑھی۔ اور انہیں دفن کیا۔ کیونکہ آپ نے انہیں اسی طرح وصیت کی تھی۔

ابن عدی۔ ابن عساکر حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روائیت کرتے ہیں کہ جب تک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ زندہ رہے۔ اللہ تعالےٰ کی تلوار بھی میان میں رہی۔ مگر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہوئے۔ تو وہ تلوار پھر ایسی میان سے نکلی۔ کہ تاقیامت کبھی میان میں نہ جائے گی

ابن عساکر یزید بن حبیب سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ عام لوگ جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر بلوا کیا تھا۔ اُن سے بہت سے دیوانے ہو گئے تھے +

حذیفہ سے مروی ہے۔ کہ سب سے پہلا فتنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت ہے۔ اور سب سے آخری فتنہ خروجِ دجال ہوگا۔ اور قسم ہے اس خدا تعالےٰ کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ کہ جس شخص کے دل میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کی ذرا سی بھی خوشی ہوگی۔ اگر وہ زمانۂ دجال میں ہوگا۔ تو اُسکا متبع ہو جائیگا ورنہ قبر میں اُس پر ایمان لائیگا +

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ اگر لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا مطالبہ کرتے۔ تو آسمان سے اُن پر پتھر برستے +

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہوئے ہیں۔ اسوقت حضرت علی رضی اللہ عنہ مدینہ سے باہر اپنی کسی زمین میں گئے ہوئے تھے۔ جب آپ نے یہ خبر سُنی۔ تو آپ نے فرمایا۔ الٰہی تو جانتا ہے۔ کہ نہ میں اسواقعہ سے خوش ہوں۔ اور نہ میں نے اس میں مدد دی ہے

حاکم رحمہ اللہ تعالےٰ قیس بن عبادہ سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو میں نے سُنا ہے۔ کہ جنگ جمل کے روز فرما رہے تھے۔ "اے اللہ! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون سے بری ہوں۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے روز میری عقل اُڑ گئی تھی۔ اور میں اپنے آپ کو نہ پہچانتا تھا۔ اور جب لوگ میرے پاس بیعت کرنے کے لئے آئے۔ تو میں نے کہا۔ کہ بخدا مجھے شرم آتی ہے۔ کہ میں ایسی قوم سے بیعت لوں جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کیا ہے۔ اور مجھے خدا تعالےٰ سے شرم آتی ہے۔ کہ میں ایسی حالت میں بیعت کیا جاؤں۔ کہ ابھی تک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ دفن بھی نہ کئے گئے ہوں۔ یہ سُنکر لوگ چلے گئے۔ جب پھر واپس آئے۔ تو انہوں نے مجھے بیعت کے لئے کہا۔ تو میں نے کہا۔ اے اللہ! میں اس چیز سے ڈرتا ہوں۔ جس چیز

میں پیش کیا جاتا ہوں۔ آخر انہوں نے مجبور کیا۔ تو میں نے ان سے بیعت لی۔ پھر انہوں نے مجھے امیرالمومنین کہہ کر پکارا۔ تو گویا ان کی بات نے میرے دل میں چھید کر دیا۔ اور میں نے کہا۔ اے اللہ! اگر میں نے کچھ کیا ہے۔ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مجھ سے بدلہ لے لے۔ تاکہ تو راضی ہو جائے +

ابن عساکر۔ ابو خلدہ حنفی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو۔ کہتے سنا ہے۔ کہ فرما رہے تھے۔ کہ بنی امیہ خیال کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کرایا ہے۔ مگر میں اس خدائے واحد کی جس کے سوا، کوئی معبود نہیں قسم اٹھا کر کہتا ہوں۔ کہ نہ میں نے انہیں قتل کیا ہے۔ اور نہ اس میں مدد دی ہے بلکہ میں نے لوگوں کو منع کیا تھا۔ مگر انہوں نے میرا کہا نہ مانا

سمرہ سے مروی ہے۔ کہ اسلام ایک مضبوط قلعہ میں تھا۔ مگر لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر کے اس میں رخنہ ڈالدیا ہے۔ جو تا قیامت بند نہ ہوگا۔ اور اہل مدینہ میں خلافت چلی آتی تھی۔ مگر انہوں نے اسے باہر نکالدیا۔ اب پھر کبھی نہیں واپس نہیں آئیگی۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے۔ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل سے ہی فرشتوں کے ابلق گھوڑے جنگوں سے مفقود ہوئے۔ اور ہلالوں کی رویت میں اختلاف بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل سے شروع ہوا ہے۔ اور افق کی سُرخی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ہی شروع ہوئی ہے +

عبدالرزاق اپنی کتاب میں حمید بن ہلال سے روایت کرتے ہیں۔ کہ عبداللہ بن سلام حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے محاصرہ کرنے والوں کے پاس آتے۔ اور کہتے۔ کہ انہیں قتل نہ کرو۔ بخدا جو شخص تم سے انکو قتل کریگا۔ وہ کوڑھی ہو جائیگا۔ اور اس کا ہاتھ وغیرہ کوئی نہ رہیگا۔ اور اب تک تو اللہ کی تلوار میان میں ہے۔ اور اگر تم نے انہیں قتل کر دیا۔ تو اللہ تعالےٰ اس تلوار کو میان سے اس طرح کھینچیگا۔ کہ پھر کبھی میان میں نہیں کریگا۔ اور یہ خوب سمجھ لو۔ کہ ایک نبی کے بدلے ستر ہزار اور ایک خلیفہ کے بدلے ۳۵ ہزار شخص قتل ہوتے ہیں۔ اور پھر کہیں ان لوگوں میں اتفاق ہوتا ہے +

ابن عساکر عبدالرحمن بن مہدی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ دو خصلتیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ میں ایسی تھیں۔ جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ

عنہ میں بھی نہیں تھیں - ایک تو شہادت کے وقت تک صبر کرنا - دوسرے ایک مصحف پر تمام لوگوں کو جمع کر دینا +

حاکم شعبی سے روایت کرتے ہیں - کہ کعب بن احبار رضی اللہ عنہ کے مرثیہ سے بہتر اور کسی نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مرثیہ نہیں کہا - چنانچہ وہ فرماتے ہیں :-

فَکَفَّ یَدَیْہِ ثُمَّ اَغْلَقَ بَابَہٗ ۔۔۔ وَاَیْقَنَ اَنَّ اللّٰہَ لَیْسَ بِغَافِلٖ

وَقَالَ لِاَھْلِ الدَّارِ لَا تَقْتُلُوْھُمْ ۔۔۔ عَفَا اللّٰہُ عَنْ کُلِّ امْرَاٍ لَمْ یُقَاتِلٖ

فَکَیْفَ رَاَیْتَ اللّٰہَ صَبَّ عَلَیْھِمْ ۔۔۔ اَلْعَدَاوَۃَ وَالْبَغْضَاءَ بَعْدَ التَّوَاصُلٖ

وَکَیْفَ رَاَیْتَ الْخَیْرَ اَدْبَرَ بَعْدَہٗ ۔۔۔ عَنِ النَّاسِ اِدْبَارَ الرِّیَاحِ الْجَوَافِلٖ

ترجمہ :- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کشت وخون سے اپنے دونوں ہاتھ روک لئے اور اپنے گھر کے دروازے کو بند کر لیا - اور یقین کر لیا - کہ خدا تعالےٰ ہمارے اور اُن کے حال سے غافل نہیں +

اور اپنے گھر والوں سے فرمایا - کہ بلوا کرنے والوں سے جنگ نہ کرنا - کیونکہ خدا تعالےٰ جنگ نہ کرنے والوں کو معاف کر دیا کرتا ہے +

(کعب بن احبار کہتے ہیں کہ) اے مخاطب دیکھ - پھر خدا تعالےٰ نے قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کے دِل میں کسطرح عداوت و بغض ڈالا - بعد اس کے کہ وہ آپس میں ملے جُلے تھے +

اور پھر آپ کی شہادت کے بعد لوگوں سے بھلائی کیسے دور ہو گئی جیسے کہ تیز چلنے والا ہوا چلتی ہے +

فصل

ابن سعد موسےٰ بن طلحہ سے روایت کرتے ہیں - کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے - کہ آپ جمعہ کے دن گھر سے نِکلتے - اور آپ پر دو زرد رنگ کے کپڑے ہوتے - اور آپ منبر پر بیٹھ جاتے - اور مؤذن اذان دیتا - اور

آپ ابھی تک لوگوں کو غلہ کے نرخ اور ان کی خیریت اور مریضوں کے حالات سے ہی پوچھتے ہوتے +

عبداللہ رومی سے مروی ہے۔ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ رات کے وقت خود وضو کیا کرتے تھے۔لوگوں نے عرض کیا۔ کہ آپ اپنے کسی خدمتگار کو کیوں نہیں بلا لیا کرتے۔آپ نے فرمایا۔ کہ اب رات کو بھی وہ آرام نہ کریں:۔

ابن عساکر عمر بن عثمان بن عفان رضہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی کا نقش تھا اٰمنتُ باِلّذی خلق فسوّیٰ +

ابو نعیم دلائل میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جہجاہ غفاری نے ایک روز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے عصا لیکر جسکو پکڑے ہوئے آپ خطبہ پڑھ رہے تھے۔ اپنے زانو پر رکھ کر توڑ دیا۔ ابھی ایک سال بھی نہ گذرا تھا۔ کہ خدا کے حکم سے اُس کے پاؤں میں گوشت خورہ ہو گیا +

فصل

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اولیات

عسکری اوائل میں لکھتے ہیں۔ کہ جاگیریں پہلے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ہی مقرر کیں۔ اور چراگاہیں رکھنے کا دستور بھی سب سے پہلے آپ نے ہی جاری کیا۔ تکبیر میں سب سے پہلے آپ نے اپنی آواز کو پست کیا۔ اور سب سے پہلے خلوق سے آپنے ہی مسجد کو لیپا۔ اور جمعہ میں پہلی اذان آپ نے ہی مقرر کی۔ اور مؤذنوں کی تنخواہیں آپ نے ہی مقرر کیں۔ اور آپ ہی پہلے وہ شخص ہیں جو خطبہ پڑھتے پڑھتے رُک گئے۔ اور فرمایا۔ کہ اے لوگو! پہلے سوار ہونا مشکل ہوتا ہے۔ آج کے بعد بھی پھر کئی دن آئینگے۔ اگر میں زندہ رہا۔ تو تمہیں نہایت اچھی طرح سے خطبہ سنایا کرونگا۔ ہمارا خاندان خطیب نہیں رہا۔ اور اللہ تعالےٰ بہتر جانتا ہے۔ جیسے کہ ہم ہیں (ابن سعد نے اسے روایت کیا ہے)۔ عید میں نماز سے پہلے خطبہ آپ نے ہی مقدم کیا۔ اور سب سے پہلے آپ نے ہی لوگوں کو خود زکوٰۃ نکالنے کا حکم کیا۔ اور آپ ہی سب سے پہلے اپنی والدہ کی زندگی میں خلیفہ ہوئے۔ اور کوتوال سب سے پہلے آپ نے ہی مقرر کئے

سب سے پہلے مسجد میں مقصورہ آپ نے ہی بنوایا۔ تاکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سا معاملہ واقعہ نہ ہو۔ یہاں تک عسکری کا بیان ہے۔ سب سے پہلے آپ کے عہد خلافت میں ہی بعض لوگوں نے بعض کو خطاوار ٹھیرایا ہے۔ اور آپ پر نکتہ چینی کی۔ اس سے پہلے لوگ صرف فقہ میں اختلاف کیا کرتے تھے۔ ایک دوسرے کو کوئی بُرا نہ کہا کرتا تھا۔ میں کہتا ہوں۔ کہ سب سے پہلے آپ نے ہی اپنے اہل وعیال کو لیکر ہجرت کی۔ اور ایک قرأت پر لوگوں کو متفق کیا۔

ابن عساکر۔ حکیم بن حنیف سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ کے عہد خلافت جب دنیاوی مال بہت بڑھ گیا۔ تو پہلی بری بات یہ پیدا ہوئی۔ کہ بےفکروں نے کبوتربازی اور غلیل اندازی شروع کی۔ اسلئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کے روکنے کے لئے اپنی خلافت کے آٹھویں برس بنی لیث سے ایک شخص کو مقرر کیا۔ جس نے کبوتروں کے پر کتر ڈالے۔ اور غلیلیں توڑ دیں۔

فصل

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مندرجہ ذیل اعلام اُمت فوت ہوئے:-

سراقہ بن مالک بن جعشم۔ جبار بن صخر۔ حاطب بن ابی بلتعہ۔ عیاض بن زہیر۔ ابو اسید ساعدی۔ اوس بن صامت۔ حرث بن نوفل۔ عبداللہ بن حذافہ زید بن خارجہ جو مرنے کے بعد بھی بولتا رہا تھا۔ لبید شاعر۔ مسیب والد سعید۔ معاذ بن عمرو بن جموح۔ معبد بن عباس۔ معیقیب بن ابی فاطمہ دوسی۔ ابولبابہ بن عبدالمنذر۔ نعیم بن مسعود اشجعی۔ ان کے علاوہ اور بھی کئی صحابہ فوت ہوئے۔ اور غیر صحابہ سے حطیہ شاعر اور ابوذریب شاعر ہذلی فوت ہوئے۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور ابوطالب کا نام عبدمناف تھا۔ اور وہ بیٹے تھے عبدالمطلب کے اور ان کا نام شیبہ تھا۔ اور وہ بیٹے تھے ہاشم کے

اوران کا نام عمر تھا۔ اور وہ بیٹے تھے عبد مناف کے۔ اوران کا نام مغیرہ تھا اور وہ بیٹے تھے قصیٰ کے۔ اور انکا نام زید تھا۔ اور وہ بیٹے تھے مرہ بن کعب بن لوی ابن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ کے۔ کنیت آپ کی ابوالحسن اور ابوتراب ہے۔ اور یہ کنیت آپ کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی تھی۔ آپ کی والدہ کا نام فاطمہ بنت اسد بن ہاشم تھا۔ یہ پہلی ہاشمیہ ہیں جنہوں نے ایک ہاشمی کو جنا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ شروع میں ہی مشرف باسلام ہوئے۔ اور ہجرت کی۔ آپ عشرۂ مبشرہ سے ہیں۔ اور از روئے مواخات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی تھے۔ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے خاوند اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے داماد تھے۔ سب سے پہلے اسلام لانے والوں سے تھے۔ اور علمائے ربانیین اور شجعانِ مشہورین اور زہاد مذکورین اور خطبائے معروفین سے شمار ہوتے ہیں۔ اوران لوگوں سے ہیں جنہوں نے قرآن مجید کو جمع کیا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ ان کی خدمت میں ابو اسود دئلی اور عبدالرحمن سلمیٰ اور عبدالرحمن ابی لیلےٰ نے پیش کیا تھا۔ آپ بنی ہاشم کے پہلے خلیفے ہیں۔ اور آپ ہی ابوالسبطین ہیں۔ آپ شروع میں ہی مشرف باسلام ہوئے۔ بلکہ ابن عباس۔ انس زید بن ارقم سلمان فارسی اور کئی علماء نے کہا ہے کہ آپ سب سے پہلے اسلام لائے۔ اور بعض نے اسپر اجماع بھی نقل کیا ہے۔

ابویعلیٰ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوشنبہ کے روز مبعوث ہوئے۔ اور میں سہ شنبہ کو ایمان لایا۔ اس وقت آپ کی عمر دس برس کی تھی۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ ۹ برس کی تھی۔ اور بعض کہتے ہیں کہ ۸ کی تھی اور بعض اس سے بھی کم بتاتے ہیں

حسن بن زید بن حسن کہتے ہیں۔ کہ آپ نے ابتدائے عمر سے ہی کبھی بت نہیں پوجے (ابن سعد نے اسے روایت کیا ہے)

جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینہ شریف کو ہجرت کی۔ تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا۔ کہ تم یہاں چند دن تک رہ کر میرے پاس جو لوگوں کی امانتیں اور وصایا وغیرہ ہیں۔ وہ اُن کو پہونچا کر اپنے اہل وعیال کو لے کر آجانا۔ پس آپ نے ایسا ہی کیا۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر و احد وغیرہ تمام جنگوں میں شریک رہے ہیں۔ سوائے غزوہ تبوک کے کیونکہ اس جنگ میں آنحضرت

صلے اللہ علیہ وسلم آپ کو مدینہ شریف میں اپنا خلیفہ بنا کر چھوڑ گئے تھے۔ تمام جنگوں میں آپ کی شجاعت کے آثار مشہور ہیں۔ اور کئی جگہوں میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کو جھنڈا عطا فرمایا۔

سعید بن مسیب کہتے ہیں۔ کہ جنگ احد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سولہ زخم کھائے تھے۔

صحیحین میں مذکور ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جنگ خیبر میں آپ کو جھنڈا عطا کر کے فرمایا۔ کہ فتح انہی کے ہاتھ پر ہوگی۔

لڑائیوں میں آپ کے آثار شجاعت واحوال مشہور ہیں۔ آپ بدن کے دُہرے اور اصلع تھے۔ قد میانہ تھا۔ مگر پستی کی طرف مائل تھا۔ پیٹ بڑا تھا۔ اور ڈاڑھی بہت ہی بڑی تھی۔ کندھوں کے درمیانی حصہ پر گوشت تھا۔ اور رانیں بھی پُر گوشت تھیں رنگ گہرا گندمی تھا۔

جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں۔ کہ جنگ خیبر میں آپ نے اپنی پیٹھ پر دروازہ اُٹھا لیا تھا۔ اور مسلمانوں نے اس پر سے گذر کر قلعہ کو فتح کر لیا۔ اس کے بعد جب وہ اس دروازے کو اُٹھانے لگے۔ تو چالیس آدمیوں سے بھی نہ اُٹھایا گیا (ابن عساکر اس کے راوی ہیں)

ابن اسحاق مغازی میں اور ابن عساکر ابو رافع سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قلعہ خیبر کا دروازہ اُٹھا کر ڈھال بنا لیا۔ اور آپ اسی سے لڑتے رہے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالےٰ نے وہ قلعہ فتح کر دیا۔ جب آپ نے وہ دروازہ اپنے ہاتھ سے پھینکا۔ تو ہم سے ۸ شخصوں نے اسے پلٹنے کا قصد کیا۔ مگر وہ نہ پلٹ سکا۔

امام بخاری رح ادب میں سہل بن سعد سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سب ناموں سے پیارا نام ابو تراب تھا۔ اور اس اسم کے ساتھ پکارا جانے سے آپ بہت خوش ہوتے تھے۔ اور ابو تراب آپ کا نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی رکھا تھا۔ اور یہ اسطرح کہ ایک دن آپ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ناخوش ہو کر باہر نکل آئے۔ اور مسجد کی ایک دیوار کے ساتھ لگ کر سو گئے۔ اتنے میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جو پیٹھ پر مٹی لگی ہوئی تھی اُسے اپنے دست مبارک سے جھاڑنے لگے۔ اور فرمایا۔ کہ اے ابا تراب اُٹھ۔

آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پانچسو چھیاسی ۵۸۶ حدیثیں روایت کی ہیں

اور آپ سے آپ کے تینوں بیٹوں حسن رضؓ حسین رضؓ محمد بن حنفیہ اور ابن مسعود۔ ابن عمر ابن عباس۔ ابن زبیر۔ ابوموسیٰ۔ ابوسعید۔ زید بن ارقم۔ جابر بن عبداللہ۔ ابوامامہ ابوہریرہ وغیرہ کئی صحابہ اور تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین روایت کرتے ہیں۔

فصل

وہ احادیث جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں وارد ہیں

امام احمد بن حنبل رحمۃ فرماتے ہیں۔ کہ جتنی احادیث حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں وارد ہیں۔ کسی کی فضیلت میں وارد نہیں۔ (حاکم نے اسے روایت کیا ہے)

بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور مسلم رحمۃ اللہ علیہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو غزوہ تبوک میں خلیفہ بنایا۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ کہ آپ مجھے عورتوں اور بچوں پر خلیفہ بناتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو۔ کہ میں تمہیں اسی طرح چھوڑے جاتا ہوں۔ جیسے موسےٰ علیہ السلام ہارون علیہ السلام کو چھوڑ گئے تھے۔ ہاں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ (اس حدیث کو احمد اور بزار نے ابوسعید خدری اور طبرانی نے اسماء بنت قیس اور اُم سلمہ اور حبشی بن جنادہ اور ابن عمر اور ابن عباس اور جابر بن سمرہ اور براء بن عازب اور زید بن ارقم سے روایت کیا ہے)

بخاری اور مسلم سہل بن سعد سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جنگ خیبر کے دن فرمایا۔ کہ میں کل ایسے شخص کو جھنڈا دونگا۔ جس کے ہاتھ پر خدا تعالےٰ اسے فتح کریگا۔ وہ شخص اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ اور رسول اس کو دوست رکھتے ہیں۔ رات کو لوگ اسی بات میں غور و خوض کرتے رہے۔ کہ دیکھئے کل جھنڈا کس کو عطا ہوتا ہے صبح اُٹھکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ حضرت علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟ صحابہ رضؓ نے عرض کیا۔ کہ انکی آنکھیں دُکھتی ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ انہیں میرے

پاس بلاؤ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی آنکھوں میں تھوک دیا۔ اور آپ کے لئے دعاء کی۔ تو آپ کی آنکھیں بالکل اچھی ہوگئیں۔ گویا کہ انہیں کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔ پھر آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو جھنڈا عطاء فرمایا۔ اسی حدیث کو طبرانی نے ابن عمر رضہ اور علی ابن ابی لیلیٰ۔ عمران بن حصین سے اور بزار نے ابن عباس رضہ سے روایت کیا ہے۔

مسلم رحمتہ اللہ علیہ۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب آئیت ندع ابناءنا وابناءکم نازل ہوئی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی۔ فاطمہ۔ حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا۔ اور فرمایا۔ اے اللہ یہ میرے اہل ہیں +

ترمذی ابی سریحہ اور زید بن ارقم سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص کا میں دوست ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی اس کے دوست ہیں۔ امام احمد رحمتہ اللہ علیہ نے اسی حدیث کو حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ ابو ایوب انصاری۔ زید بن ارقم اور عمر اور ذومی سے روائیت کیا ہے۔ اور ابو یعلی نے حضرت ابوہریرہ سے اور طبرانی نے ابن عمر اور مالک بن حویرث اور حبشی بن جنادہ سے روائیت کیا ہے اور جریر نے سعد بن ابی وقاص۔ اور ابوسعید خدری۔ انس رضہ۔ بزار رضہ۔ ابن عباس رضہ عمارہ اور بریدہ سے روائیت کیا ہے۔ اور ان میں سے بعض روائیتوں میں یہ لفظ زائد ہیں۔ کہ اے اللہ جو شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دوستی رکھے۔ تو اس سے دوستی رکھ۔ اور جو ان سے دشمنی رکھے۔ تو اس سے دشمنی رکھ +

احمد۔ ابو الطفیل سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ایک کشادہ جگہ میں جمع کیا۔ اور کہا۔ کہ میں ہر اس مسلمان کو قسم دیکر پوچھتا ہوں۔ جو غدیر خم کے روز وہاں تھا۔ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے تھے۔ تو آپ نے کیا فرمایا تھا۔ اس پر تیس شخصوں نے کھڑے ہو کر کہا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس دن فرمایا تھا۔ کہ جس کا میں دوست ہوں علی رضہ بھی اسکا دوست ہے۔ اے اللہ جو علی رضہ کو دوست رکھے۔ تو بھی اسے دوست رکھ۔ اور جو اسے دشمن رکھے تو بھی اسے دشمن سمجھ +

ترمذی اور حاکم بریدہ سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ مجھے اللہ تعالےٰ نے حکم دیا ہے۔ کہ چار شخصوں کو دوست رکھوں۔ اور

یہ بھی بتلایا ہے۔ کہ میں انہیں دوست رکھتا ہوں۔ صحابہ رضؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! ان کے نام لیجئے۔ آپ نے فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ ان سے ہی ہیں +

ترمذی۔ نسائی اور ابن ماجہ حبشی بن جنادہ سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ حضرت علی رضؓ مجھ سے ہے اور میں حضرت علی رضؓ سے ہوں (یہ کمال قرابت کیطرف اشارہ ہے)

ترمذی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کے درمیان عقد مواخات کر دیا تھا۔ (یعنی ایک کو دوسرے کا بھائی بنا دیا تھا) تو حضرت علی رضی اللہ عنہ باچشم تر خدمت نبوی میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ! آپ نے اپنے سب صحابہ میں عقد مواخات کر دیا ہے مگر مجھے کسی کا بھائی نہیں بنایا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو +

مسلم رحمتہ اللہ علیہ روائیت کرتے ہیں۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قسم ہے اُس خُدا کی جس نے دانہ کو پھاڑا ہے۔ اور جان کو پیدا کیا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت کی ہے۔ کہ جو مومن ہوگا۔ وہ مجھ سے محبت رکھیگا۔ اور جو منافق ہوگا وہ ہی مجھ سے بغض رکھیگا +

ترمذی ابو سعید خدری سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ہم منافقین کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بغض سے پہچانا کرتے تھے۔ (یعنی جو شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتا تھا۔ اُسے ہم منافق سمجھتے تھے) (اسے بزار اور طبرانی نے اوسط میں جابر بن عبداللہ سے روائیت کیا ہے)

ترمذی اور حاکم حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں علم کا شہر ہوں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کا دروازہ ہیں (یہ حدیث حسن ہے۔ صحیح نہیں ہے۔ جیسا کہ حاکم نے اسے کہا ہے۔ اور موضوع بھی نہیں ہے۔ جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے۔ جن سے ابن جوزی اور نووی بھی ہیں۔ اور میں نے اُسکا حال (التعقیبات علے الموضوعات) میں لکھا ہے)

حاکم حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف بھیجا۔ تو میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! آپ نے مجھے ان لوگوں

کی طرف بھیجا ہے۔ حالانکہ میں ابھی نوعمر ہوں۔ مجھے معلوم بھی نہیں۔ کہ قضا کیا ہوتی ہے۔ یہ سُنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سینے پر ہاتھ پھیرا۔ اور فرمایا۔ اے اللہ! اس کے دل کو راہ راست دکھا دے۔ اور اس کی زبان کو ثابت رکھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ بخدا اس کے بعد کبھی دو شخصوں کے درمیان فیصلہ کرنے میں مجھے شک نہیں ہوا۔

ابن سعد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ لوگوں نے آپ سے دریافت کیا۔ کیا باعث ہے۔ کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب صحابہ سے زیادہ حدیثیں روائیت کی ہیں۔ آپ نے جواب دیا۔ کہ جب کبھی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کرتا تھا۔ تو آپ مجھے بتلایا کرتے تھے۔ اور جب میں چپ کر جاتا تو آپ خود مجھ سے دریافت فرمالیا کرتے تھے (کہ کچھ پوچھنا تو نہیں)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہم سب سے اچھا فیصلہ کرتے ہیں۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ ہم آپس میں باتیں کیا کرتے تھے۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مدینہ بھر میں سب سے اچھا فیصلہ کرنا جانتے ہیں +

ابن سعد ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ جب کوئی معتبر شخص ہمیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فتوے بتاتا۔ تو پھر ہم اس سے تجاوز نہ کیا کرتے تھے (یعنی اسے ہی ہم تسلیم کر لیا کرتے تھے)

سعید بن مسیب سے مروی ہے۔ کہ جب کوئی مشکل کام درپیش ہوتا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ موجود نہ ہوتے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ گھبرا کر خدا کی پناہ مانگا کرتے تھے +

سعید بن مسیب سے مروی ہے۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سوا صحابہ میں سے کسی کو یہ کہنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ کہ مجھ سے جو کچھ چاہو۔ پوچھو +

ابن عساکر ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ اہل مدینہ میں سب سے بڑھکر قاضی اور علم فرائض جاننے والے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں +

ابن عساکر روائیت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر ہوا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ موجودہ لوگوں میں آپ سب سے بڑھکر

واقف بالسنّت ہیں +

مسروق کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کا علم حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ رضی پر ختم ہوگیا ہے +

عبداللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ کہتے ہیں۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ علم میں نہایت پختہ اور مضبوط تھے۔ اور اپنے قبیلے میں نہایت معزز تھے۔ سب سے پہلے اسلام لائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد تھے۔ اور سنّت نبوی کی سمجھ۔ دلیری اور بخشش میں مشہور تھے +

طبرانی اوسط میں بسند ضعیف جابر بن عبداللہ سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ لوگ مختلف درختوں سے ہیں۔ اور میں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک ہی درخت سے ہیں +

طبرانی ابن ابی حاتم سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جہاں کہیں یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کلام اللہ میں آیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے امیر و شریف ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پر اللہ تعالےٰ نے کئی جگہ عتاب فرمایا ہے۔ لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ہر جگہ ذکر خیر سے ہی یاد کیا ہے +

ابن عساکر۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جتنی آیات حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہیں۔ اتنی آیات کسی کے حق میں نازل نہیں ہوئی ہیں +

ابن عساکر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں تین سو آیات نازل ہوئی ہیں +

بزار۔ سعد سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ کہ میرے اور تمہارے سواء کسی کو جائز نہیں۔ کہ اس مسجد میں جنبی ہو +

طبرانی اور حاکم اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غضبناک ہوتے۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سوا کسی کو آپ سے گفتگو کرنے کی جرأت نہ ہوتی +

طبرانی اور حاکم ابن مسعود رضہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھنا بھی عبادت ہے۔ اسناد اسکی حسن ہے)

طبرانی اور حاکم نے اس حدیث کو عمران بن حصین سے بھی روایت کیا ہے۔ اور ابن عساکر نے اسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ معاذ بن جبل رضہ حضرت انس رضہ۔ ثوبان۔ جابر بن عبداللہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے)

طبرانی اوسط میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ میں اٹھارہ صفات ایسی ہیں۔ جو اس امت کے اور شخص میں نہیں ہیں +

ابو یعلیٰ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ میں تین خصلتیں ایسی ہیں۔ کہ اگر مجھ میں ان سے ایک خصلت بھی ہوتی۔ تو تمام دُنیا و مافیہا سے بہتر تھی۔ لوگوں نے عرض کیا۔ کہ وہ تین خصلتیں کونسی ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی فاطمہ کا آپ سے نکاح کر دیا۔ اور ان دونوں کو مسجد میں رہنے دیا جو مسجد میں اسے جائز ہے مجھے جائز نہیں۔ اور جنگ خیبر میں آپ کو جھنڈا عطا کیا۔ احمد نے بسندِ صحیح ابن عمر رضہ سے بھی ایسا ہی روایت کیا ہے +

احمد اور ابو یعلیٰ بسند صحیح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے چہرے کو پونچھا ہے۔ اور خیبر کے دن میری آنکھوں میں تھوکا ہے۔ اُسدن سے نہ میری آنکھ دُکھی ہے۔ اور نہ درد سر ہُوا ہے +

ابو یعلیٰ اور بزار حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تکلیف دی اُس نے گویا مجھے ہی تکلیف دی +

طبرانی بسندِ صحیح حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دوست رکھا۔ اُس نے گویا مجھے دوست رکھا۔ اور جس نے مجھے دوست رکھا اُس نے

اللہ تعالیٰ کو دوست رکھا۔ اور جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھا۔ تو گویا اُس نے مجھ سے بغض رکھا۔ اور جس نے مجھ سے بغض رکھا۔ اُس نے اللہ تعالےٰ سے بغض رکھا ✦

احمد اور حاکم حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیں۔ اُس نے گویا مجھے گالیاں دیں ✦

احمد اور حاکم بسندِ صحیح ابوسعید خدری سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ کہ تم قرآن مجید کے معنے بیان کرنے میں فرقِ اسلام سے لڑو گے۔ جیسا کہ میں ان لوگوں سے لڑا ہوں۔ جو قرآن کے نازل ہونے کے منکر تھے ✦

بزار۔ ابو یعلیٰ اور حاکم حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ ایک دن مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بُلا کر فرمایا۔ کہ تیری مثال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سی ہے۔ کہ یہودیوں نے ان سے ایسی دشمنی کی کہ ان کی والدہ پر بہتان باندھا اور نصاریٰ نے ان سے اِسدرجہ محبت کی۔ کہ ان کو ایسے مرتبے پر پہونچا دیا۔ جس کے وہ لائق نہ تھے۔

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ آگاہ ہو جاؤ۔ کہ میرے بارے میں دو شخص ہلاک ہونگے۔ ایک تو اسدرجہ محبت رکھنے والا۔ جو ایسی باتیں ثابت کریگا جو مجھ میں نہیں۔ اور دوسرا اسدرجہ کا بغض رکھنے والا جو بُرا کہتے کہتے مجھ پر بہتان باندھنے لگے ✦

طبرانی اوسط اور صغیر میں حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روائیت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا ہے۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ قرآن کے ساتھ ہونگے۔ اور قرآن شریف حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوگا۔ اور یہ دونوں جُدا نہ ہونگے۔ حتیٰ کہ حوضِ کوثر پر مجھے آملینگے ✦

احمد اور حاکم بسندِ صحیح عمار بن یاسر سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ کہ دو شخص بہت ہی بدبخت ہیں ایک تو احمر جس نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی کونچیں کاٹیں۔ اور دوسرا وہ شخص جو اے علی رض تیرے سر پر تلوار مار کر داڑھی کو خون سے رنگ دیگا۔ یہ

حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ صہیب اور جابر بن سمرہ وغیرہم سے بھی مروی ہے۔ حاکم بسند صحیح الاسعیب۔ خاری سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شکایت کی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابطور خطیب کھڑے ہوکر فرمایا۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شکایت نہ کیا کرو۔ کیونکہ وہ اللہ تعالےٰ کے معاملہ میں بہت سخت ہیں۔

فصل

ابن سعد سے مروی ہے۔ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دوسرے روز تمام صحابہ نے مدینہ منورہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیعت کی۔ مگر طلحہ رضؓ اور زبیر رضؓ نے بطیب خاطر بیعت نہیں کی۔ بلکہ مکروہ سمجھتے ہوئے بیعت کی۔ اور پھر مکہ سے باہر نکلے۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ساتھ لیکر بصرہ کو روانہ ہوئے۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا مطالبہ کیا۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس بات کی خبر پہونچی۔ تو آپ عراق کی طرف نکلے۔ اور جمادی الاخری ۳۶ھ ہجری میں بصرہ کے پاس طلحہ رضؓ زبیر رضؓ اور حضرت عائشہ رضؓ اور حضرت علی رضؓ کے درمیان جنگ جمل ہوا۔ جس میں طلحہ رضؓ۔ زبیر رضؓ وغیرہما تیرہ ہزار آدمی شہید ہوئے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ۱۵ روز بصرہ میں قیام فرمایا۔ اور پھر کوفہ میں تشریف لے آئے۔ پھر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے شام کے لوگوں کو ساتھ لیکر حضرت علی رضی اللہ عنہ پر خروج کیا۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ خبر ملی۔ تو آپ بھی مقابلے کے لئے روانہ ہوئے۔ اور دونوں لشکر صفر ۳۷ھ ہجری میں مقام صفین میں صف آرا ہوئے۔ کئی روز تک جنگ و جدال ہونے کے بعد عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی چالاکی سے اہل شام نے قرآن مجید اپنے نیزوں پر بلند کئے۔ یہ دیکھکر لوگوں نے لڑائی سے ہاتھ اٹھا لئے۔ اور صلح کے لئے دو حاکم مقرر کئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوموسےٰ اشعری کو اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو حکم مقرر کیا۔ اور اس بات پر عہدنامہ لکھا گیا۔ کہ شروع سال میں مقام اذرح میں جمع ہوں۔ اور جس امر میں امت کی اصلاح ہو۔ اسمیں غور کریں۔ بعد ازاں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ کی طرف اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے شام کو مراجعت کی۔ اس معاملہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر اور بہت سے لوگ علیحدہ ہوئے

سے بہت سے لوگ علیحدہ ہوگئے - اور کہنے لگے لَا حُکْمَ اِلَّا لِلّٰہِ پھر انہوں نے حروراد میں لشکر جمع کیا - تو حضرت علی رضی اللہ عنہ انکی گوشمالی کے لئے ابن عباس کو لشکر دیکر روانہ کیا - جنہوں نے ان سے جنگ اور مناظرہ کیا - جس سے ان میں سے بہت سے لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کیطرف واپس آ گئے - اور کچھ اسی رائے پر قائم رہے - اور نہروان کی طرف جاکر رہزنی کرنے لگے - حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی انکی گوشمالی کے لئے تشریف لے گئے - اور انہیں قتل کرڈالا - اور انہیں میں ذوالثدیہ بھی مارا گیا (جس کے خروج کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی) یہ واقعہ ۳۸ھ ہجری میں ہوا +

شعبان ۳۸ھ ہجری میں لوگ حسب قرارداد مقام اذرح میں جمع ہوئے - اور سعد بن ابی وقاص - ابن عمر وغیرہ اصحابہ بھی تشریف لائے - پہلے ابو موسیٰ اشعری نے عمرو بن عاص کے قریب میں آکر اس طرح کی تقریر کی جس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو معزول کردیا - بعد ازاں عمرو بن عاص نے تقریر کی - اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو برقرار رکھا - اور اس سے بیعت کرلی - اسپر لوگ دو گروہ ہوگئے - اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں لوگوں کو اختلاف ہوا - حتیٰ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ افسوس سے اپنی انگلیاں کاٹتے تھے - اور فرماتے تھے - افسوس ہے - کہ میری نافرمانی کی جائے - اور معاویہ رضی اللہ عنہ کی اطاعت کی جائے - ادھر خوارج سے تین شخص عبدالرحمٰن بن ملجم مرادی - برک بن عبداللہ تمیمی - اور عمرو بن بکیر تمیمی مکہ میں جمع ہوئے - اور عہد کیا - کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ - معاویہ بن سفیان اور عمرو بن عاص کو قتل کرکے اس جھگڑے کا فیصلہ پاک کرو - ابن ملجم نے کہا - کہ میں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قتل کا کفیل ہوتا ہوں - اور برک نے کہا - میں معاویہ رضی اللہ عنہ کا - اور عمرو بن بکیر نے کہا - کہ میں عمرو بن عاص کے قتل کا متکفل ہوتا ہوں - پھر انہوں نے عہد کیا - کہ یہ معاملہ ایک ہی رات میں یعنے گیارہویں یا سترہویں رمضان کی رات کو طے ہو جائے - یہ منصوبہ باندھکر ہر ایک اس شہر کی طرف روانہ ہوا جس میں اسکا مقتول موجود تھا - چنانچہ ابن ملجم کوفہ میں پہونچکر اپنے دوست خارجیوں سے جاملا - جب ۴۰ھ ہجری ۱۷ رمضان جمعرات کو حضرت علی رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے - تو آپ نے اپنے بیٹے حسن رضی اللہ عنہ کو کہا - کہ آج رات میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں میں نے دیکھا - اور عرض کیا - کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے آپکی امت سے بہت تکلیف پہونچی ہے تو آپ نے فرمایا - کہ خدا تعالےٰ سے انکے لئے بددعا مانگو - میں نے دعا مانگی - کہ اے

اللہ تعالیٰ مجھے ان کے عوض اچھے لوگ عطا فرمائے اور انکو میرے عوض برا حاکم عطا کرے۔ آپ یہ باتیں کر ہی رہے تھے۔ کہ ابن نباح مؤذن حاضر ہوا۔ اور نماز صبح کے لئے آپ کو بلایا۔ آپ اپنے مکان سے لوگوں کو نماز کے لئے پکارتے ہوئے نکلے۔ راستے میں ابن ملجم ملا۔ اور اس نے ایسی تلوار ماری جو آپ کی پیشانی کو چیرتی ہوئی کن پٹی تک چلی گئی۔ لوگوں نے ہر طرف سے دوڑ کر ابن ملجم کو پکڑ لیا۔ اس واقعہ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ جمعہ اور ہفتہ دو دن زندہ رہے۔ اور اتوار کی رات کو فوت ہوئے۔ حضرت حسن اور حضرت حسین اور عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم نے آپ کو غسل دیا۔ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور رات کو ہی دار الامارۃ کوفہ میں دفن کر دیئے گئے۔ پھر ابن ملجم کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر ایک ٹوکرے میں رکھ کر اسے جلا دیا گیا۔ یہ سب کچھ ابن سعد نے بیان کیا ہے۔ اور سچ تو یہ ہے۔ کہ ان واقعات کے خلاصہ کرنے میں انہوں نے نہائیت خوش اسلوبی سے کام لیا ہے۔ اور دوسرے مؤرخوں کیطرح ان پر اعتراض کی گنجائش نہیں۔ اور اس مقام کے لائق بھی ایسا ہی بیان ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جب میرے اصحاب کا تذکرہ ہو۔ تو خاموش رہا کرو۔ (یعنی انپر اعتراض نہ کیا کرو) نیز فرمایا ہے۔ کہ میرے اصحاب کے لئے قتل ہو جانا ہی کافی ہے +

حاکم نے مستدرک میں سدی سے روایت کیا ہے۔ کہ عبد الرحمن بن ملجم مرادی خارجیہ سے ایک عورت پر عاشق تھا جسکا نام قطام تھا۔ جب اس سے نکاح کیا۔ تو اس کا مہر تین ہزار درہم اور قتل حضرت علی رضی اللہ عنہ مقرر ہوا۔ اس واقعہ کو فرزدق شاعر نے یوں نظم کیا ہے۔ شعر

فَلَمْ اَرَ مَهْرًا سَاقَهُ ذُوْ سَمَاحَةٍ — كَمَهْرِ قَطَامٍ بَيِّنٌ غَيْرُ مُعْجَمٍ
ثَلٰثَةِ آلَافٍ وَعَبْدٍ وَقَيْنَةٍ — وَضَرْبُ عَلِيٍّ بِالْحُسَامِ الْمُصَمَّمِ
فَلَا مَهْرَ اَغْلٰى مِنْ عَلِيٍّ وَاِنْ غَلَا — وَلَا فَتْكَ اِلَّا دُوْنَ فَتْكِ ابْنِ مُلْجَمٍ

ترجمہ:۔ مجھے معلوم نہیں کہ کسی جوانمرد نے ایسا مہر مقرر کیا ہو جیسا کہ قطام کا مہر بیّن تھا۔ اور مجمل نہیں تھا۔ یعنی تین ہزار درہم اور ایک غلام اور ایک سرود گو لونڈی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شمشیر براں سے قتل کر دینا۔ پس کوئی اگرچہ کتنا ہی گراں ہو۔ مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے گراں نہ ہوگا۔ اور ابن ملجم کی دلیری یا ناگاہ قتل کرنے

سے کسی کی دلیری زیادہ نہ ہوگی +

ابوبکر بن عیاش کہتے ہیں۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی قبر کو پوشیدہ کر دیا گیا تھا۔ تا خوارج اُسے کھود نہ لیں +

شریک کہتے ہیں۔ کہ بعد ازاں حسن رضی اللہ عنہ نے آپ کی لاش کو لے جا کر مدینہ میں دفن کر دیا تھا +

مبرد محمد بن حبیب سے نقل کرتے ہیں۔ کہ سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی ایک قبر سے دوسری قبر میں تحویل کئے گئے ہیں +

ابن عساکر سعید بن عبد العزیز سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔ تو آپ کی لاش کو مدینہ شریف لے جانے لگے۔ تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کو دفن کریں۔ مگر اثنائے راہ میں جس پر کہ آپ کا جنازہ تھا۔ بھاگ گیا۔ اور پتا ہی نہ چلا۔ کہ کہاں گیا۔ اِسی لئے اہلِ عراق کہتے ہیں۔ کہ آپ بادلوں میں رہتے ہیں۔

"بعض لوگوں کا بیان ہے کہ وہ اونٹ بھاگ کر بلاد طے میں چلا گیا۔ اُنھوں نے آپ کو وہیں دفن کر دیا"

جس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے ہیں۔ اسوقت آپ کی عمر ۶۳ برس کی تھی۔ بعض ۶۴ کی اور بعض ۶۵ و ۵۷ و ۵۸ کی بتاتے ہیں۔ آپ کی انیس لونڈیاں تھیں +

فصل

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اخبار۔ قضایا اور کلمات کا مختصر بیان

سعد بن منصور اپنی سنن میں فزارہ سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ میرا دشمن بھی دینی معاملات میں مجھ سے استفتا کرتا ہے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے خنثی مشکل کی بابت پوچھ بھیجا ہے۔ تو میں نے جواب لکھ دیا ہے۔ کہ اس کی پیشاب گاہ کو دیکھکر حکم میراث جاری کیا جائیگا (ہشیم نے مغیرہ سے اور اس نے شعبی سے بھی ایسا ہی روائیت کیا ہے)

ابن عساکر حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ بصرہ میں تشریف لائے۔ تو ابن کوا اور قیس بن عباد نے آپ سے پوچھا۔ کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت کی بابت آپ کو کوئی وصیت کی تھی۔ اس معاملہ میں آپ سے بڑھ کر کون ثقہ ہوگا۔ جس سے ہم دریافت کریں۔ آپ نے فرمایا یہ جو لوگ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت کی بابت مجھے وصیت کی تھی۔ یہ تو غلط ہے۔ جب میں نے سب سے پہلے آپ کی تصدیق کی۔ تو آپ پر بہتان کیوں باندھوں۔ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کوئی وصیت کی ہوتی۔ تو حضرت صدیق اکبر اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کو کیوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ممبر پر کھڑا ہونے دیتا۔ بلکہ انکو اپنے ہاتھ سے نہ قتل کر دیتا۔ خواہ میرا ساتھ دینے والا ایک بھی نہ ہوتا۔ اصل بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوراً قتل نہیں کئے گئے۔ اور نہ ہی آپ اچانک وفات پا گئے۔ بلکہ آپ کئی روز تک بیمار رہے۔ ہر روز مؤذن حاضر ہو کر نماز کے لئے اذن چاہتا۔ تو آپ فرما دیتے۔ کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حالانکہ آپ میرے مرتبہ اور مکان کو بھی جانتے تھے۔ آپ کی ازواج مطہرات سے ایک (یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) نے آپ کو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی امامت کے ارادے سے باز رکھنا بھی چاہا تھا۔ مگر آپ نے انکار کر دیا۔ اور غصہ ہو کر فرمایا۔ کہ تم تو حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے کی سی عورتیں ہو۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو لے جاؤ۔ وہی نماز پڑھائینگے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا۔ تو ہم نے اپنے معاملہ میں غور کیا۔ اور اس شخص کو اپنی دنیا کے واسطے قبول کر لیا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے دین کے واسطے منتخب فرمایا تھا۔ چونکہ نماز اصل دین ہے۔ اور آپ دین کے امیر اور اس کے قائم رکھنے والے تھے پس ہم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی۔ اور وہ اس کے لائق بھی تھے۔ اور اسی لئے ہم میں سے کسی نے بھی انکی خلافت میں اختلاف نہیں کیا۔ اور نہ کسی نے کسی کو نقصان پہونچانے کا ارادہ ہی کیا۔ اور نہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کوئی شخص بیزار ہی ہوا۔ اسی بنا پر میں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا حق ادا کیا۔ اور ان کی اطاعت کی اور لشکر میں شامل ہو کر انکی طرف سے لڑتا رہا۔ جو کچھ آپ مجھے دیتے تھے میں لے لیتا تھا۔ اور جہاں کہیں بھی مجھے لڑنے کا حکم دیتے تھے۔ لڑتا تھا۔ اور ان کے حکم سے حدود شروع لگاتا تھا۔ جب انکا انتقال ہوا! تو عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے۔ اور وہ بھی

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے قدم بقدم چلے۔ اس لئے ہم نے ان سے بیعت کر لی اور کسی نے بھی اختلاف نہیں کیا۔ اور نہ کسی نے کسی کو ضرر پہونچانے کا ارادہ ہی کیا۔ اور نہ ہی کوئی شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیزار ہی ہوا پس میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بھی حق ادا کیا۔ اور انکی اطاعت کی اور لشکر میں شامل ہو کر ان کیطرف سے لڑتا رہا۔ جو کچھ وہ مجھے دیدیتے۔ لے لیتا۔ اور جہاں لڑنے بھیجتے۔ چلا جاتا۔ اور ان کے سامنے اپنے دِرّہ کے ساتھ حدودِ شرعی جاری کرتا۔ جب انہوں نے انتقال فرمایا۔ تو میں نے اپنی قرابت سبقت فی الاسلام اور فضیلت میں غور کیا۔ تو خیال ہوا۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجھے خلیفہ بنانے سے تجاوز نہ کرینگے۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس خیال سے کہ ان کے بعد خلیفہ جو گناہ کریگا انہیں قبر میں اسکی نسبت پرسش ہوگی۔ اپنے آپ اور اپنے بیٹے کو اس سے نکال لیا۔ اور اگر آپ بخشش و عوض کے اصول پر چلتے۔ تو اپنے بیٹے کو خلیفہ بناتے۔ مگر آپ نے خلافت کو قریش کے چھ شخصوں کے سپرد کیا جن سے ایک میں بھی ہوں۔ جب یہ لوگ انتخاب کے لئے جمع ہوئے۔ تو مجھے خیال تھا۔ کہ وہ مجھ سے تجاوز نہ کرینگے۔ پس عبدالرحمٰن بن عوف نے ہم سے اس بات پر وعدے لئے۔ کہ جس کو اللہ تعالےٰ خلیفہ بنائے۔ ہم اس کی اطاعت کرینگے۔ پھر انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی۔ تو میں نے اپنے معاملہ میں غور کیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ میری بیعت پر اطاعت غالب آگئی ہے۔ اور وعدہ جو لیا گیا تھا۔ وہ غیر کی اطاعت کے لئے لیا گیا تھا پس ہم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی۔ اور میں نے اُن کا بھی حق ادا کیا۔ اور اُنکی اطاعت کی۔ اور لشکر میں شامل ہو کر لڑتا رہا۔ جو کچھ وہ مجھے دیتے تھے۔ لے لیتا تھا۔ اور جہاں لڑنے کے لئے بھیجتے۔ چلا جاتا۔ اور انکے سامنے اپنے دِرّے میں حدودِ شرعی جاری کیا کرتا تھا۔ جب وہ بھی شہید ہوئے۔ تو میں نے خیال کیا۔ کہ وہ دو خلیفے جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمایا تھا۔ گذر گئے۔ اور جن کی اطاعت کا وعدہ لیا گیا تھا شہید ہوئے۔ تو اہل حرمین اور ان دونوں شہروں کے لوگوں نے مجھ سے بیعت کر لی۔ مگر درمیان میں ایک ایسا شخص کود پڑا۔ جو نہ میرے جیسا ہے۔ اور نہ اس کی قرابت میری قرابت جیسی ہے۔ اور نہ میرے جیسی سبقت فی الاسلام اس کے لئے ہے۔ بلکہ میں اس سے خلافت کا زیادہ حقدار ہوں۔

ابو نعیم دلائل میں جعفر بن محمد سے۔ اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں

کہ ایک دفعہ دو شخصوں کا فیصلہ کرنے کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک دیوار کے نیچے بیٹھے۔ایک شخص نے عرض کیا۔کہ دیوار گرا چاہتی ہے۔آپ نے جواب دیا کہ تم اپنا کام کرو۔ خدا تعالےٰ میری حفاظت کرنے والا کافی ہے۔ پھر آپ نے ان دونوں اشخصوں کا فیصلہ کر دیا۔اور جب آپ وہاں سے اُٹھے۔تو دیوار گر پڑی +

طیوریات میں بسند جعفر بن محمد مذکور ہے۔کہ ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا۔کہ آپ خطبہ میں فرمایا کرتے ہیں۔کہ الٰہی ہمیں ویسی ہی صلاحیت عطا فرما۔جیسی خلفائے راشدین کو عطا فرمائی تھی۔" تو وہ خلفائے راشدین کون ہیں؛ یہ سُنکر آپ آنکھوں میں آنسو بھر لائے۔اور فرمایا۔وہ میرے دونوں دوست حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔جو امام الہدےٰ اور شیخ الاسلام تھے۔اور قریش میں سے ایسے دو شخص تھے جنکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں نے پیروی کی۔جس نے ان کی پیروی کی۔اس نے نجات پائی۔اور جو اُن کے قدم بقدم چلا۔اس نے راہِ راست پالیا۔اور جس نے ان دونوں سے تمسک کیا۔وہ اللہ تعالےٰ کے گروہ سے ہے +

عبدالرزاق حجر مدری سے روایت کرتے ہیں۔کہ تیرا کیسا حال ہوگا جب تجھ سے کہا جائیگا۔کہ مجھ پر لعنت بھیج۔میں نے عرض کیا۔کہ کیا ایسی بات ہوگی۔آپ نے فرمایا ہاں۔میں نے عرض کیا کہ میں ایسی حالت میں کیا کروں۔آپ نے فرمایا۔کہ مجھ پر ظاہر طور سے لعنت کر دینا۔مگر دراصل مجھ سے بیزار نہ ہونا۔حجر مدری کہتے ہیں۔کہ چنانچہ ایسا ہی ہُوا۔کہ حجاج کے بھائی محمد بن یوسف نے جو یمن کا امیر تھا۔مجھے کہا۔کہ علی رضی اللہ عنہ پر لعنت بھیج۔میں نے کہا۔کہ امیر نے مجھے علی رضی اللہ عنہ پر لعنت بھیجنے کو کہا ہے پس[1] خدا تعالےٰ کی اسپر لعنت ہو۔تم اسپر لعنت بھیجو۔میری اس بات کے راز کو سوائے ایک شخص کے اور کسی نے نہ سمجھا +

طبرانی اوسط میں اور ابو نعیم دلائل میں زاذان سے روایت کرتے ہیں۔کہ ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک بات سُنائی۔تو ایک شخص کی آپ کی تکذیب کی۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔کہ اگر تو جھوٹا ہے تو میں تجھ پر بد دُعا کرتا ہوں۔اُس نے

[1] اس عبارت میں اسکا مرجع علی اور امیر دونوں ہو سکتے ہیں۔لوگوں نے اسکا مرجع علی سمجھا۔مگر قائل کی مراد امیر تھا۔اور اس باریکی پر سوائے ایک شخص کے اور کوئی مطلع نہیں ہوا۔۱۲ مترجم

کہا۔ کیجئے۔ پس آپ نے بددعا کی۔ تو وہ ابھی وہاں سے اُٹھنے نہ پایا تھا۔ کہ اندھا ہوگیا +

زر بن حبیش سے مروی ہے۔ کہ دو آدمی کھانا کھانے بیٹھے۔ ایک کے پاس پانچ روٹیاں تھیں۔ اور دوسرے کے پاس تین تھیں۔ جب انہوں نے کھانا شروع کیا۔ تو پاس سے ایک آدمی گذرا۔ اور سلام کیا۔ انہوں نے اُسے بھی کھانے میں شریک کر لیا اور تینوں شخص آٹھ روٹیوں کے کھانے میں شریک رہے۔ جب کھا چکے۔ تو اُس تیسرے شخص نے انہیں آٹھ درہم دیدیئے۔ اور کہا۔ کہ کھانا جو میں نے کھایا ہے اس کے عوض میں یہ قبول کیجئے۔ اب ان دونوں کا آپس میں جھگڑا ہوا۔ پانچ روٹیوں والے نے کہا کہ میں پانچ لیتا ہوں۔ اور تم تین لو۔ مگر تین روٹیوں والے نے کہا۔ کہ میں تو نصف سے کم پر راضی نہیں ہونگا۔ آخرکار وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام قصہ سُنایا۔ آپ نے تین روٹیوں والے سے کہا۔ کہ جو کچھ تیرے دوست نے تجھ پر پیش کیا ہے۔ اُسے قبول کرلے۔ کیونکہ اس کی روٹیاں تیری روٹیوں سے زائد تھیں۔ اُس نے عرض کیا۔ بخدا میں اسوقت تک راضی نہیں ہونگا۔ جب تک کہ حق طور سے فیصلہ نہ کیا جائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ اگر حق پوچھتا ہے۔ تو تجھے ایک درہم ملتا ہے۔ اور تیرے ہمراہی کے حصے میں سات درہم آتے ہیں۔ اس شخص نے عرض کیا۔ کہ سبحان اللہ! آپ بھی عجیب فیصلہ کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ واقعی یہی بات ہے۔ اس نے عرض کیا۔ کہ اچھا یہ بات مجھے سمجھا تو دیجئے۔ تاکہ میں اُسے مان لوں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ آٹھ روٹیوں کے ۲۴ ٹکڑے ہوتے ہیں۔ اور تم تین شخص ہو۔ اور یہ تو معلوم ہی نہیں۔ کہ تم سے کس نے زیادہ کھایا ہے۔ اور کس نے کم۔ اس لئے برابر ہی فرض کیا جائیگا۔ اور اس لحاظ سے تم نے ۲۴ سے ۸ ٹکڑے کھائے اور تمہاری روٹیوں کے ٹکڑے بنتے تھے ۹۔ تو گویا تمہاری روٹیوں سے اس شخص نے ایک ٹکڑا کھایا۔ اور تمہارے ہمراہی نے بھی آٹھ ٹکڑے کھائے۔ اور اس کی روٹیوں کے ٹکڑے بنتے تھے ۱۵۔ تو گویا اس کی روٹیوں سے اس شخص نے سات ٹکڑے کھائے۔ اس لئے تمہیں ایک ٹکڑے کے بدلے ایک درہم ملجائیگا۔ اور اوسکو سات درہم ملجائینگے۔ اس شخص نے کہا۔ کہ اب میں راضی ہوگیا ہوں +

ابن ابی شیبہ عطاء سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص حاضر کیا گیا۔ اور دو شخصوں نے گواہی دی۔ کہ اس نے چوری کی ہے۔

آپ ایک اور مقدمہ میں مشغول ہو گئے۔ اور جھوٹے گواہوں کو ڈرایا۔ اور فرمایا۔ کہ اگر جھوٹے گواہ میرے سامنے پیش ہونگے۔ تو میں انہیں سخت سزا دونگا۔ پھر آپ نے ان دونوں گواہوں کو طلب کیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ وہ فرار ہو گئے ہیں۔ اس لئے اس شخص کو چھوڑ دیا گیا +

عبدالرزاق روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آیا۔ اور کہا۔ کہ فلاں شخص کہتا ہے۔ کہ خواب میں اس نے میری والدہ سے زنا کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ دھوپ میں کھڑا کر کے اس کے سایہ کو کوڑے لگا دو +

ابن عساکر بسند جعفر بن محمد روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مہر پر کھدا ہوا تھا۔ نِعْمَ الْقَادِرُ اللہُ۔ مگر عمرو بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ آپ کا نقش خاتم (اَلْمُلْکُ لِلّٰہِ) تھا۔

مدائنی روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ میں آئے۔ تو حکمائے عرب سے ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا۔ کہ اے امیرالمؤمنین آپ نے تو خلافت کو زینت دی ہے۔ مگر اُس نے آپ کو زینت نہیں دی۔ اور آپ نے تو اسکا مرتبہ بلند کیا ہے۔ لیکن اس نے آپ کا مرتبہ بلند نہیں کیا۔ اور وہ آپ کے احتیاج کی نسبت آپ کی طرف بہت محتاج تھی +

مجمع سے روایت ہے۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قاعدہ تھا۔ کہ بیت المال میں جھاڑو دیتے۔ اور پھر وہاں نماز پڑھتے۔ اس خیال سے کہ یہ قیامت کے روز گواہی دے۔ کہ مسلمانوں سے روک کر انہوں نے اس میں روپیہ جمع نہیں رکھا +

ابوالقاسم زجاجی اپنے امالی میں بسندہ ابوالاسود دئلی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک روز میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو میں نے دیکھا کہ آپ سر جھکائے متفکر سے بیٹھے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ اے امیرالمؤمنین آپ متفکر کیوں بیٹھے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ کہ میں نے تمہارے اس شہر میں لوگوں کو اعراب میں غلطی کرتے سنا ہے۔ اسلئے میں چاہتا ہوں۔ کہ اصول عربیت میں کوئی کتاب وضع کر دوں۔ میں نے عرض کیا۔ کہ اگر آپ ایسا کرینگے۔ تو گویا آپ ہم کو زندہ کرینگے اور یہ لغت یعنی عربی ہم میں ہمیشہ باقی رہیگی۔ پھر میں تین روز کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے میری طرف ایک کاغذ پھینکا۔ جس میں لکھا ہوا تھا:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ کلام کی تین قسمیں ہیں۔ اسم۔ فعل۔ حرف۔ اسم وہ ہے جو مسمی سے

خبر دے۔ اور فعل وہ ہے جو حرکتِ مسمی ظاہر کرے۔ اور حرف وہ ہے جو ایسے معنے سے خبر دے جو نہ اسم میں پائے جاتے ہیں۔ اور نہ فعل ہیں" پھر آپ نے فرمایا کہ تتبع کر کے اسمیں اور باتیں زائد کرو۔ پھر فرمایا۔ اے ابوالاسود چیزوں کی تین قسمیں ہیں۔ ظاہر مضمر۔ اور تیسری وہ جو نہ ظاہر ہے۔ اور نہ مضمر۔ اور علماء کی فضیلت اسی چیز کے معلوم کرنے سے ظاہر ہوتی ہے۔ جو نہ ظاہر ہے۔ اور نہ مضمر۔

ابوالاسود کہتے ہیں۔ کہ اس کے بعد پھر میں کئی ایک اشیاء جمع کر کے آپ کی خدمت میں پیش کیں۔ منجملہ ان کے حروف النصب بھی تھے۔ اور ان سے میں نے اِنَّ۔ اَنَّ لَیْتَ۔ لَعَلَّ اور کَاَنَّ ہی ذکر کئے تھے۔ اور لٰکِنَّ کو ذکر نہیں کیا تھا۔ تو آپ نے دیکھکر فرمایا۔ کہ لٰکِنَّ کو تم نے کیوں نہیں لکھا۔ میں نے عرض کیا۔ کہ میں اسے حروف ناصبہ سے خیال نہیں کرتا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ نہیں۔ وہ تو حروف ناصبہ سے ہے۔ اسے ان میں لکھ لو +

ابن عساکر ربیعہ بن ناجد سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے لوگو! ایسے بنجاؤ۔ جیسے کہ جانوروں میں شہد کی مکھی ہے۔ کہ سب پرندے اُسے ضعیف و کمزور سمجھتے ہیں۔ لیکن اگر اُنہیں اس چیز کی خوبی معلوم ہوتی۔ جو اُس کے پیٹ میں ہے۔ تو وہ اُسے ایسا نہ سمجھتے۔ لوگوں سے اپنی زبان اور جسموں کے ساتھ ملا جلا کرو۔ مگر اپنے اعمال و دل اُن سے علیحدہ رکھا کرو۔ کیونکہ ہر شخص کو وہی ملیگا جو اس نے کمایا ہوگا۔ اور قیامت کے ساتھ اُنہی لوگوں کے ساتھ ہوگا۔ جنہیں وہ دوست رکھتا تھا +

مروی ہے۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ نے فرمایا۔ کہ نیک کام کرنے کی بجائے اس کے قبول کا زیادہ اہتمام کیا کرو۔ کیونکہ عمل تقوٰے کے باعث ہی قبول ہوا کرتا ہے پس بغیر خلوص کے عمل کیسے قبول ہو +

یحیٰی بن جعدہ سے مروی ہے۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اے اہل قرآن قرآن مجید پر عمل بھی کیا کرو۔ کیونکہ عالم وہی ہوتا ہے۔ جو عمل بھی کرے۔ اور اس کا عمل علم کے موافق ہو۔ عنقریب ہی ایسے لوگ پیدا ہونگے۔ کہ علم ان کے گلوں کے نیچے نہ اتریگا۔ ان کا باطن ظاہر سے خلاف ہوگا۔ اور ان کا عمل علم سے مختلف ہوگا۔ حلقے باندھکر بیٹھینگے۔ اور ایک دوسرے پر فخر و مباہات کرینگے۔ حتٰی کہ اگر ان کا ہمنشین دوسرے کے پاس بیٹھیگا۔ تو اسپر خفا ہونگے۔ اور

اسے چھوڑ دینگے ایسے لوگوں کے اعمال خدا تک نہیں پہونچینگے +

مروی ہے۔ کہ آپ نے ایک دفعہ فرمایا۔ کہ توفیق بہت اچھا راہبر ہے۔ اور خوش خلق ہونا سب سے بہتر ہم نشین ہے۔ اور عقل بہت اچھا دوست ہے۔ اور ادب سب سے عمدہ میراث ہے۔ اور وحشت غرور سے بھی بری ہے +

حارث سے مروی ہے۔ کہ ایک شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ اور عرض کیا۔ مجھے تقدیر کی بابت خبر دیجئے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ یہ اندھیرا راستہ ہے۔ اسمیں نہ چل۔ پھر اس شخص نے وہی عرض کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ وہ بحر عمیق ہے۔ اس میں داخل نہ ہو۔ پھر اس نے وہی سوال کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ وہ اللہ تعالےٰ کا ایک راز ہے جو تجھ پر پوشیدہ ہے۔ اسکی تفتیش نہ کر۔ پھر اس شخص نے وہی سوال کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ اچھا یہ تو بتاؤ۔ کہ خدا تعالےٰ نے تمہیں اپنی مرضی کے مطابق پیدا کیا ہے۔ یا تیری مرضی کے مطابق اس نے عرض کیا۔ کہ اپنی مرضی کے مطابق۔ آپ نے فرمایا۔ کہ پھر جب چاہے۔ وہ تجھے استعمال کرلے۔ تیرا اسمیں کیا چارہ ہے +

مروی ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ ہر رنج و مصیبت کی نہایت ہوا کرتی ہے اسلئے ضروری ہے۔ ہر صاحب مصیبت اس نہایت تک پہونچے۔ تو عاقل کو چاہئے۔ کہ جب مصیبت میں گرفتار ہو۔ تو اس سے غافل ہو جائے۔ (یعنی اس کے دفع میں کوئی حیلہ نہ کرے) حتیٰ کہ اسکی مدت ختم ہو جائے۔ کیونکہ اس کی مدت کے پہلے اس کے دفع کرنے کے لئے حیلہ جوئی کرنا رنج میں زیادتی کرتا ہے +

مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا۔ کہ سخاوت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ جو بغیر سوال کے ہو۔ اور جو مانگنے کے بعد ہو۔ وہ تو بخشش ہے +

مروی ہے۔ کہ ایک شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ کی مدح نہایت مبالغہ سے کی۔ (اور اس سے پیشتر اس شخص نے آپ کی شان میں کچھ برے کلمات کہے تھے) آپ نے فرمایا۔ کہ جسقدر تم میری صفت بیان کر رہے ہو میں ویسا نہیں۔ البتہ جو مرتبہ میرا تمہارے دل میں ہے۔ اس سے بڑا ہوں +

مروی ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ گناہ کا بدلہ عبادت کی سستی رزق کی تنگی اور لذات کا کم ہو جانا ہے۔ نیز فرمایا۔ کہ اگر حلال چیز سے شہوت آئے۔ تو فوراً ہی وہ کم ہو جاتی ہے +

علی بن ربیعہ سے مروی ہے۔ کہ ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا۔ کہ

خدا تعالے آپ کو ثابت رکھے۔ (اور وہ شخص دل میں آپ سے دشمنی رکھتا تھا) آپ نے فرمایا۔ ہاں خدا تعالے مجھے ثابت رکھے۔ مگر تیرے سینے پر +

شعبی کہتے ہیں۔ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی شعر کہا کرتے تھے۔ اور حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما بھی۔ مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ ان تینوں سے بڑھکر شاعر تھے +

نبیط اشجعی کہتے ہیں۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ یہ شعر پڑھے شعر

إِذَا اشْتَمَلَتْ عَلَى الْيَأْسِ الْقُلُوبُ ... وَضَاقَ لِمَا بِهِ الصَّدْرُ الرَّحِيبُ

وَاَوْطَنَتِ الْمَكَارِهُ وَاطْمَأَنَّتْ ... وَاَرْسَتْ فِي اَمَاكِنِهَا الْكُرُوبُ

وَلَمْ تَرَ لِانْكِشَافِ الضُّرِّ وَجْهًا ... وَلَا اَغْنٰى بِحِيْلَتِهِ الْاَرِيْبُ

اَتَاكَ عَلٰى قُنُوْطٍ مِنْكَ غَوْثٌ ... يَمُنُّ بِهِ اللَّطِيْفُ الْمُسْتَجِيْبُ

وَكُلُّ الْحَادِثَاتِ اِذَا تَنَاهَتْ ... فَمَوْصُوْلٌ بِهَا فَرَجٌ قَرِيْبُ

ترجمہ: - جب دل نا امیدی پر مشتمل ہوں - اور سینے باوجود وسعت کے تنگ ہو جائیں اور حوادث و مصائب اقامت اختیار کریں - اور سختیاں اپنی جگہوں میں جم جائیں - اور خلاصی کی کوئی وجہ نظر نہ آئے - اور حیلہ دانا کو کوئی فائدہ نہ دے - تو اس نا امیدی کی کی حالت میں تیرے پاس خدائے دانا دعار قبول کرنے والے کی مہربانی سے کوئی نہ کوئی فریادرس پہونچ جائیگا - جب حوادث زمانہ انتہار کو پہونچ جاتے ہیں - تو ان کے پیچھے جلدی ہی کشائش آجاتی ہے +

شعبی سے مروی ہے - کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو صحبتِ بد سے ڈرانے کے لئے فرمایا - شعر

وَلَا تَصْحَبْ اَخَا الْجَهْلِ وَاِيَّاكَ وَاِيَّاهُ ... فَكَمْ مِنْ جَاهِلٍ اَرْدٰى حَلِيْمًا حِيْنَ اٰخَاهُ

يُقَاسُ الْمَرْءُ بِالْمَرْءِ اِذَا مَا هُوَ مَاشَاهُ ... وَلِلشَّيْءِ مِنَ الشَّيْءِ مَقَايِيْسُ وَاَشْبَاهُ

قِيَاسُ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ اِذَا مَا هُوَ حَاذَاهُ ... وَلِلْقَلْبِ عَلَى الْقَلْبِ دَلِيْلٌ حِيْنَ يَلْقَاهُ

ترجمہ: - جاہل کے پاس نہ بیٹھ - اور اس سے بچتا ہو - کیونکہ بہت سے جاہل ایسے ہیں

کہ جب کسی دانا نے ان سے بھائی چارہ کیا۔ تو انہوں نے اسے ہلاک کر دیا۔ آدمی اپنے ساتھ چلنے والے پر ہی قیاس کیا جاتا ہے۔ اور قاعدہ کی بات ہے۔ کہ ایک شئے کو دوسری شے سے مشابہت ہوا ہی کرتی ہے۔ جیسے کہ جب جوتی کے ایک پاؤں کو دوسرے کے ساتھ رکھا جاتا ہے۔ تو وہ برابر ہو جاتے ہیں۔ اور دلوں کو دلوں سے راہ ہوا ہی کرتے ہیں ؛

مبرد کہتے ہیں۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تلوار پر یہ شعر کندہ تھے:۔ شعر

لِلنَّاسِ حِرْصٌ عَلَى الدُّنْيَا بِتَبْذِيرٍ ۔۔۔ وَصَفْوُهَا لَكَ مَمْزُوجٌ بِتَكْدِيرٍ

لَمْ يُرْزَقُوهَا بِعَقْلٍ حِينَ مَا رُزِقُوا ۔۔۔ لٰكِنَّهُمْ رُزِقُوهَا بِالْمَقَادِيرِ

كَمْ مِنْ أَدِيبٍ لَبِيبٍ لَا تُسَاعِدُهُ ۔۔۔ وَمَائِقٍ نَالَ دُنْيَاهُ بِتَقْصِيرِ

لَوْ كَانَ عَنْ قُوَّةٍ أَوْ عَنْ مُغَالَبَةٍ ۔۔۔ طَارَ الْبُزَاةُ بِأَرْزَاقِ الْعَصَافِيرِ

ترجمہ:۔ لوگ دنیا کے مال و متاع خرچ کرنے پر بہت حریص ہوتے ہیں۔ حالانکہ دنیا کی خوشی کدورت کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔ دنیا کا مال لوگوں کو عقل سے نہیں ملا۔ (یعنی ایسا نہیں ہوا۔ کہ جس میں عقل زائد ہو۔ اسے مال بھی زیادہ ملے) بلکہ دنیا کا مال انہیں تقدیر کے موافق ملا ہے۔ بہت سے ایسے دانا ہیں۔ کہ دنیا ان کی مدد ہی نہیں کرتی اور بہت سے ایسے احمق ہیں کہ بغیر کے مشقت کے انہیں مال ملتا ہے۔ اگر رزق قوت و غلبہ سے حاصل ہوا کرتا۔ تو باز چڑیوں کا رزق چھین لے جایا کرتے ؛

حمزہ بن حبیب زیات سے مروی ہے۔ کہ ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ شعر پڑھ رہے تھے:۔ شعر

لَا تُفْشِ سِرَّكَ إِلَّا إِلَيْكَ ۔۔۔ فَإِنَّ لِكُلِّ نَصِيحٍ نَصِيحًا

فَإِنِّي رَأَيْتُ غُوَاةَ الرِّجَالِ ۔۔۔ لَا يَتْرُكُونَ أَدِيمًا صَحِيحًا

ترجمہ:۔ راز کسی دوسرے شخص کو نہ بتایا کر۔ کیونکہ ہر ناصح کا ایک ناصح ہوتا ہے۔ مگر گمراہ آدمیوں کو میں نے دیکھا ہے۔ کہ وہ کسی کو بے عیب لگائے نہیں چھوڑتے ؛

عقبہ بن ابی الصہباء سے مروی ہے۔ کہ جب ابن ملجم نے آپ کو زخم پہونچایا۔ تو

حضرت حسن رضی اللہ عنہ روتے ہوئے آپ کے پاس آئے۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اے بیٹا! آٹھ باتیں مجھ سے یاد رکھنا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ اے والد مہربان وہ کونسی ہیں۔ آپ نے فرمایا سب سے بڑی تونگری عقل ہے اور سب سے زیادہ مفلسی حماقت ہے۔ اور سب سے بڑی وحشت تکبر ہے۔ اور سب سے بڑا کرم حسن خلق ہے۔ اور دوسری چار یہ ہیں۔ احمقوں کے ساتھ نہ بیٹھنا۔ کیونکہ وہ چاہتا تو ہے۔ کہ تمہیں نفع پہونچائے۔ مگر نقصان پہونچاتا ہے۔ جھوٹے شخص کی ہمنشینی سے بھی پرہیز کیا کرو۔ کیونکہ وہ قریب کو تجھ سے بعید کر دیتا ہے۔ اور بعید کو قریب کر دیتا ہے بخیل سے بھی دور بھاگنا۔ کیونکہ وہ تم سے وہ چیز بس چھڑا دیگا۔ جنکی تمہیں سخت حاجت ہے بدکار کی صحبت سے دور بھاگنا۔ کیونکہ وہ تمہیں کوڑیوں کے بدلے بیچ ڈالیگا +

ابن عساکر سے مروی ہے۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک یہودی آیا۔ اور کہا۔ کہ ہمارا خدا کیسا ہوا تھا۔ یہ بات سنکر آپ کا چہرہ غضب سے سرخ ہو گیا۔ اور فرمایا۔ کہ کیا کوئی ایسا زمانہ بھی گذرا ہے۔ کہ وہ نہیں تھا۔ بلکہ وہ تو ہر ایک چیز سے پہلے بلا کیفیت موجود تھا۔ اس کی ابتداء و انتہاء نہیں۔ اسکی غایت اور نہایت کے ورے ہی سب غایات ختم ہو جاتی ہیں۔ اور وہ ہر غایت کی غایت ہے آپ کا یہ کلام سنکر یہودی مسلمان ہو گیا +

دراج اپنی جزء مشہور میں بسند مجہول میسرہ سے اور وہ قاضی شریح سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ جنگ صفین کے لئے تشریف لے جانے لگے تو آپ کی زرہ گم ہو گئی۔ جب آپ لڑائی سے کوفہ میں واپس آئے۔ وہ زرہ ایک یہودی کے پاس دیکھی۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ یہ زرہ تو میری ہے۔ نہ میں نے اسے بیچا ہے۔ اور نہ ہبہ کیا (تمہارے پاس کسطرح آگئی) یہودی نے کہا۔ کہ یہ تو میری زرہ ہے۔ اور میرے قبضہ میں ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ ہم قاضی کے پاس چلتے ہیں۔ یہ کہکر آپ قاضی شریح کے پاس تشریف لے گئے۔ اور اس کے پاس جاکر بیٹھ گئے۔ اور فرمایا کہ اگر میرا فریق ثانی یہودی نہ ہوتا۔ تو میں اُسکے ساتھ برابر کھڑا ہوتا۔ لیکن میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ کہ یہودیوں کو ذلیل و حقیر سمجھا کرو۔ کیونکہ خدا تعالےٰ نے بھی انہیں ذلیل و حقیر سمجھا ہے۔ شریح نے عرض کیا۔ کہ اے امیر المؤمنین اپنا دعوےٰ پیش کیجئے۔ آپ نے فرمایا۔ میرا دعوےٰ یہ ہے۔ کہ یہ زرہ جو یہودی کے ہاتھ میں ہے میری ہے۔ نہ میں نے اسے بیچا ہے۔ اور نہ ہبہ کیا ہے۔ شریح نے یہودی سے کہا۔ کہ تم کیا

کہتے ہو۔ اُس نے کہا۔ کہ یہ زرہ میری ہے۔ اور میرے قبضہ میں ہے۔ شریح نے کہا اے امیر المؤمنین: آپ کا کوئی گواہ ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں میرا غلام قنبر اور میرا بیٹا حسن اس بات کی گواہی دینگے۔ کہ یہ زرہ میری ہے۔ شریح نے کہا بیٹے کی گواہی باپ کے لئے جائز نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ کیا جنتی شخص کی گواہی بھی قبول نہیں ہو سکتی۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے۔ کہ حسن و حسین جوانان جنت کے سردار ہونگے۔ یہودی نے کہا۔ کہ امیر المؤمنین مجھے اپنے قاضی کے پاس لائے تھے۔ اور اس نے ان کے برخلاف فیصلہ کیا۔ اب میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ یہ دین حق ہے۔ زرہ بیشک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہے۔ اور میں اب بطیب خاطر مسلمان ہوتا ہوں۔

فصل

تفسیر قرآن مجید میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کلام

تفسیر قرآن شریف میں آپ کا کلام بہت سا ہے جسے ہم نے پوری طرح اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے۔ (یہاں مختصر طور سے بیان کرتے ہیں)

ابن سعد روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ قرآن مجید کی کوئی آیت ایسی نہیں۔ کہ مجھے اس کا شان نزول اور مقام نزول اور نیز یہ کہ وہ کس کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ معلوم نہ ہو۔ خدا تعالےٰ نے مجھے قلب عاقل اور زبان ناطق عطا فرمائی ہے۔

ابن سعد وغیرہ ابی الطفیل سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ قرآن شریف کی نسبت جس کسی کو کچھ پوچھنا ہو۔ پوچھ لے کیونکہ مجھے ایک ایک آیت کی نسبت معلوم ہے۔ کہ وہ رات کے وقت نازل ہوئی۔ یا دن کے وقت۔ پہاڑ پر نازل ہوئی۔ یا میدان میں۔

ابن ابی داؤد محمد بن سیرین سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے میں دیر کی۔ تو ایک دن حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ سے ملکر پوچھا۔ کہ کیا آپ میری امارت کو بُرا سمجھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ بات

یہ ہے۔ کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ میں نماز کے سوا کبھی چادر نہ اوڑھوں گا۔ جتنی کہ قرآن جمع کر لوں۔ لوگوں کا خیال ہے۔ کہ آپ نے قرآن مجید۔ اسی ترتیب سے جمع کیا تھا جس طرح نازل ہوا تھا۔ محمد بن سیرین کہتے ہیں۔ کہ اگر وہ قرآن مجید ہم تک پہنچتا۔ تو وہ علم کا بہت بڑا ذخیرہ ہوتا ؛

فصل

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مختصر کلمات حکمت

آپ نے فرمایا۔ ہوشیاری اور چالاکی سوء ظن کا نام ہے۔ (یعنی چالاک و ہوشیار وہی ہوتا ہے جو کسی پر بھروسا نہ کرے۔ بلکہ ہر ایک پر بدگمان ہی رہے) شیخ ابن حبان نے اسے روائیت کیا ہے)

ایک دفعہ آپ نے فرمایا۔ کہ قریبی وہی ہے جسے دوستی قریب کرے۔ اگرچہ وہ بعید النسب ہی ہو۔ اور بعید وہ ہے جسے عداوت دور کرے۔ اگرچہ وہ قریب النسب ہی ہو۔ جسم میں سب سے زیادہ قربت ہاتھ کو ہے۔ لیکن جب وہ فاسد ہو جاتا ہے۔ تو قطع کیا جاتا ہے۔ اور قطع کرنے کے بعد اسے داغ دیا جاتا ہے۔ (ابونعیم نے اسے روائیت کیا ہے)

آپ نے فرمایا۔ پانچ باتیں مجھ سے یاد رکھو۔ گناہ کے سوا اور کسی بات سے نہ ڈرو۔ خدا تعالےٰ کے سوا کسی سے امید نہ رکھو۔ جو چیز نہ آتی ہو۔ اس کے پوچھنے میں شرم نہ کرو۔ عالم کو چاہئے۔ کہ جب اس سے ایسی بات پوچھی جائے۔ جو اُسے نہ آتی ہو۔ تو کہہ دیوے۔ اللہ اعلم یعنی خدا تعالےٰ بہتر جانتا ہے۔ صبر و ایمان میں وہی نسبت ہے جو سر کو جسم سے ہے (یعنی صبر ایمان کا سر ہے) جب صبر جاتا رہتا ہے تو ایمان بھی چلا جاتا ہے۔ جیسا کہ جب سر اُتر جاتا ہے۔ تو جسم بھی جاتا رہتا ہے (ابن منصور نے اپنی سنن میں اسے روائیت کیا ہے)

ایک بار آپ نے فرمایا۔ کہ کامل فقیہ وہی ہوتا ہے۔ جو لوگوں کو رحمت خدا سے ناامید نہ کرے۔ اور گناہوں کی رخصت نہ دیوے۔ اور نہ ہی انکو خدا تعالےٰ کے عذاب سے بیخوف کر دے۔ قرآن مجید سے اعراض کر کے کسی اور کی طرف نہ جائے جس

عبادت کا آدمی کو علم نہ ہو۔ اسمیں بھلائی نہیں ہوتی۔ اور نہ اس سے علم وفہم ہی بڑھتا ہے اس قرأت کا بھی فائدہ نہیں جس میں غور و فکر نہ ہو (ابو ضریس نے اسے فضائل قرآن میں روائیت کیا ہے)

آپ نے فرمایا۔ کہ نہائیت لذیذ اور عمدہ بات میرے نزدیک یہ ہے۔ کہ جب مجھ سے ایسی بات پوچھی جائے۔ جو مجھے نہ آتی ہو۔ تو اس کے جواب میں کہدوں اَللّٰہُ اَعْلَمُ (ابن عساکر نے اسے روایت کیا ہے۔)

آپ نے فرمایا۔ کہ جو شخص چاہتا ہے کہ اپنے نفس اور لوگوں کے درمیان انصاف کرے۔ تو اسے لوگوں کے لئے بھی وہی بات پسند کرنی چاہئے۔ جسے وہ اپنے نفس کے لئے پسند کرتا ہے (ابن عساکر اس کے راوی ہیں)

آپ نے فرمایا۔ کہ سات باتیں شیطان کی طرف سے ہوتی ہیں۔ غصہ کی شدت عطاس وجمائی کی شدت۔ قے۔ نکسیر۔ بول و براز اور ذکر خدا کے وقت نیند کا آنا +

آپ نے فرمایا۔ کہ انار کو اس کی نیلی سی جھلّی کے ساتھ ہی کھایا کرو۔ کیونکہ وہ مقوی معدہ ہے (عبداللہ بن احمد نے اسے زوائد المسند میں روائیت کیا ہے +

آپ نے فرمایا تیرا عالم پر پڑھنا اور تجھ پر عالم کا پڑھنا برابر ہے (حاکم نے اپنی تاریخ میں اسے روائیت کیا ہے)

ایک دفعہ آپ نے فرمایا۔ کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئیگا۔ جس میں مومن شخص لونڈیوں سے بھی زیادہ ذلیل ہوگا۔ (سعید بن منصور نے اسے روائیت کیا ہے)

ابو الاسود دئلی نے باشعار ذیل حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مرثیہ کہا ہے۔ شعر

اَلَا یَا عَیْنُ وَیْحَکِ اَسْعِدِیْنَا ۔ اَلَا تَبْکِیْ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَا

وَتَبْکِیْ اُمُّ کُلْثُوْمٍ عَلَیْہِ ۔ بِعَبْرَتِھَا وَقَدْ رَأَتِ الْیَقِیْنَا

اَلَا قُلْ لِلْخَوَارِجِ حَیْثُ کَانُوْا ۔ فَلَا قَرَّتْ عُیُوْنُ الْحَاسِدِیْنَا

اَفِیْ شَھْرِ الصِّیَامِ فَجَعْتُمُوْنَا ۔ بِخَیْرِ النَّاسِ طُرًّا اَجْمَعِیْنَا

قَتَلْتُمْ خَیْرَ مَنْ رَکِبَ الْمَطَایَا ۔ وَذَلَّلَھَا وَمَنْ رَکِبَ السَّفِیْنَا

وَمَنْ لَبِسَ النِّعَالَ وَمَنْ حَذَاھَا ۔ وَمَنْ قَرَأَ الْمَثَانِیْ وَالْمُبِیْنَا

وَكُلُّ مَنَاقِبِ الْخَيْرَاتِ فِيهِ	وَحُبُّ رَسُولِ رَبِّ الْعَالَمِينَا

لَقَدْ عَلِمَتْ قُرَيْشٌ حَيْثُ كَانَتْ	بِأَنَّكَ خَيْرُهُمْ حَسَبًا وَدِينَا

إِذَا اسْتَقْبَلْتَ وَجْهَ أَبِي حُسَيْنٍ	رَأَيْتَ الْبَدْرَ فَوْقَ النَّاظِرِينَا

وَكُنَّا قَبْلَ مَقْتَلِهِ بِخَيْرٍ	نَرَى مَوْلَى رَسُولِ اللّٰهِ فِينَا

يُقِيمُ الْحَقَّ لَا يَرْتَابُ فِيهِ	وَيَعْدِلُ فِي الْعِدَى وَالْأَقْرَبِينَا

وَلَيْسَ بِكَاتِمٍ عِلْمًا لَدَيْهِ	وَلَمْ يَخْلُقْ مِنَ الْمُتَكَبِّرِينَا

كَأَنَّ النَّاسَ إِذْ فَقَدُوا عَلِيًّا	نَعَامٌ حَارَ فِي بَلَدٍ سِنِينَا

فَلَا تَشْمَتْ مُعٰوِيَةُ بْنُ صَخْرٍ	فَإِنَّ بَقِيَّةَ الْخُلَفَاءِ فِينَا

ترجمہ: اے آنکھ تجھے خرابی ہو۔کیا تو ہماری مدد نہ کریگی۔ اور امیر المؤمنین پر نہ روئیگی حالانکہ اُمّ کلثوم انپر روتی اور اپنے آنسو بہاتی ہیں۔ اور انہوں نے یقین یعنی موت کو دیکھ لیا۔ اے مخاطب! خارجی جہاں کہیں ہوں انکو کہدے کہ (خدا کرے) ہمارے حاسدوں کی آنکھیں کبھی ٹھنڈی نہ ہوں۔ او کمبختو!! کیا تم نے ماہ رمضان میں ایسے شخص کو شہید کرکے جو سب لوگوں سے بہتر تھا ہمیں تکلیف پہونچائی تھی۔ تم نے ایسے شخص کو قتل کردیا ہے جو تمام ان لوگوں سے جو کشتیوں یا گھوڑوں وغیرہ پر سوار ہوئے بہتر تھا۔ اور تمام ان لوگوں سے بہتر تھا جنہوں نے جوتا پہنایا۔ یا مثانی و مبین کو پڑھا۔ تمام خوبیاں ان میں موجود تھیں اور وہ رسول ربّ العالمین کے دوست تھے۔ قریش جہاں کہیں ہوں انہیں معلوم رہے کہ آپ ان سب سے حسب و دین میں بہتر تھے۔ اے مخاطب جب تو ابو حسین (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ) کے سامنے آئے۔ تو دیکھتا۔ کہ گویا ناظرین پر ماہِ کامل نکل آیا ہے ہم ان کے شہید ہونے سے پہلے بہت خوش تھے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست کو اپنے درمیان دیکھتے تھے۔ آپ حق کو قائم کرتے تھے۔ اور اس میں ذرا بھی شک نہ کرتے تھے۔ اور دشمنوں اور اقربا میں ایک جیسا عدل کیا کرتے تھے۔ آپ اپنے علم کو کبھی نہ چھپاتے تھے۔ اور نہ ہی آپ متکبروں سے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گم کرکے ایسے ہوگئے ہیں جیسے شتر مرغ قحط سالی میں میدان میں مارا مارا پھرتا ہے۔ امیر معاویہ رضؓ کو

خوش نہیں ہونا چاہئے۔ کیونکہ خلفاء کا بقیہ (یعنی حضرت حسن رضی اللہ عنہ) اب بھی ہم میں موجود ہیں +

فصل

مندرجۂ ذیل اعلامِ امت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں فوت یا شہید ہوئے :-

حذیفہ بن یمان - زبیر بن عوام - طلحہ - زید بن صوحان - سلمان فارسی - ہند بن ابی ہالہ اویس قرنی - خباب بن ارت - عمار بن یاسر - سہل بن حنیف - تمیم الداری - خوات بن جبیر شرجیل بن سمط - ابو میسرہ بدری - صفوان بن عسال - عمرو بن عنبسہ - ہشام بن حکیم - ابو رافع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام - وغیرہم رضی اللہ عنہم اجمعین +

حضرت حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما

حضرت حسن بن علی بن ابی طالب ابو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوہتے اور جگر گوشہ اور بموافق حدیث سب سے آخری خلیفہ تھے +

ابن سعد عمران بن سلیمان سے روائت کرتے ہیں۔ کہ حسن وحسین اہلِ جنت کے اسماء سے ہیں۔ جاہلیت میں عرب میں کسی شخص کا یہ نام نہیں رکھا گیا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نصف رمضان ۳ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ کئی احادیث آپ سے مروی ہیں۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا۔ اور آپ کے بیٹے حسن۔ اور ابو حوراء۔ ربیعہ بن شیبان شعبی اور ابو الوائل وغیرہم بہت سے تابعین نے آپ سے روائت کی ہے۔ آپ صورت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بہت مشابہ تھے آپ کا نام حسن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی رکھا تھا۔ اور ساتویں دن عقیقہ کر کے بال اتروائے تھے۔ اور حکم کیا تھا۔ کہ ان بالوں کے عوض چاندی صدقہ کی جائے۔ آپ اہل کساء سے پانچویں ہیں +

عسکری کہتے ہیں کہ جاہلیت میں یہ نام کسی کو معلوم نہیں تھا۔ مفضل کہتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے حسن وحسین دونوں نام پوشیدہ رکھے تھے حتیٰ کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دوہنوں کے نام رکھے ۔

بخاری حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں ۔ کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے بڑھکر کوئی شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشابہ نہ تھا ۔

بخاری رح اور مسلم رح براء سے روایت کرتے ہیں ۔ کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ۔ کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو کندھے پر اٹھائے ہوئے تھے ۔ اور فرما رہے تھے ۔ اے اللہ میں اسے دوست رکھتا ہوں ۔ تو بھی اسے دوست رکھ ۔

بخاری رح حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں ۔ کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف رکھتے تھے ۔ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ آپ کے پہلو میں بیٹھے تھے ۔ تو آپ کبھی لوگوں کی طرف نظر کرتے ۔ اور کبھی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف ۔ اور فرماتے ۔ کہ یہ میرا بیٹا سردار ہے ۔ امید ہے کہ مسلمانوں کے دو گروہوں میں مصالحت کرائیگا ۔

بخاری ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں ۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن و حضرت حسین رضی اللہ عنہما سے فرمایا ۔ کہ دنیا میں یہ دونوں میرے پھول ہیں ۔

ترمذی اور حاکم ابو سعید خدری سے روایت کرتے ہیں ۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ حسن و حسین رضی اللہ عنہما جوانان جنت کے سردار ہونگے ۔

ترمذی ۔ اسامہ بن زید سے روایت کرتے ہیں ۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ۔ کہ آپ نے حضرت حسن و حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو کندھے پر اٹھایا ہوا تھا اور فرما رہے تھے ۔ اے اللہ تعالے یہ میرے بیٹے اور نواسے ہیں ۔ میں ان سے محبت رکھتا ہوں ۔ تو بھی ان سے محبت رکھ ۔ اور نیز اُن سے محبت رکھ جو ان کو دوست رکھیں ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ۔ کہ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ۔ کہ اپنے اہل بیت سے آپ کو سب سے زیادہ کون پیارا ہے ۔ آپ نے فرمایا حسن و حسین رضی اللہ عنہما ۔

حاکم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں ۔ کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو کندھے پر اٹھائے ہوئے تشریف لا رہے تھے ۔ راستے میں ایک شخص ملا اس نے دیکھکر کہا ۔ میاں لڑکے تمہیں کیا اچھی سواری ملی ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ سوار بھی تو اچھا ہے +

ابن سعد عبداللہ بن زبیر سے روایت کرتے ہیں۔ کہ اہل بیت میں سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صورت میں بہت ملتے جلتے تھے۔ اور وہی آپ کو سب سے پیارے تھے۔ میں نے دیکھا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں ہوتے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ آکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کندھے یا پیٹھ پر بیٹھ جاتے۔ تو آپ اُنہیں نہ اُتارا کرتے۔ حتیٰ کہ وہ خود ہی خوشی سے اُتر جاتے۔ اور کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں ہوتے۔ تو آپ اپنے پاؤں کو کشادہ کر دیتے حتیٰ کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ ایک طرف سے دوسری طرف نکل جاتے۔

ابن سعد ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے لئے اپنی زبان مبارک باہر نکالا کرتے۔ اور زبان کی سرخی دیکھکر خوش ہوا کرتے تھے +

حاکم زہیر بن ارقم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک دن حضرت حسن رضی اللہ عنہ خطبہ پڑھ رہے تھے۔ کہ قبیلہ ازدشنوۃ سے ایک شخص کھڑا ہوا۔ اور کہا۔ کہ میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (حضرت حسن رضی اللہ عنہ کیطرف اشارہ کر کے) آپ کو گود میں لئے ہوئے فرما رہے تھے۔ کہ جو شخص یہاں ہے وہ دوسروں کو پہونچا دے۔ کہ جو شخص مجھے دوست رکھتا ہے۔ وہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بھی دوست رکھے۔ اگر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل مقصود نہ ہوتی۔ تو میں اس بات کو بیان نہ کرتا +

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے مناقب بہت ہیں۔ آپ نہایت حلیم صاحب وقار وحشمت اور نہایت سخی تھے۔ فتنہ وخونریزی سے آپ کو سخت نفرت تھی۔ شادیاں آپ بہت کیا کرتے تھے۔ اور سخاوت کا یہ حال تھا۔ کہ ایک ایک شخص کو ہی لاکھ درہم عطا فرما دیا کرتے تھے +

حاکم عبداللہ بن عبید بن عمیر سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے پچیس حج پاپیادہ کئے۔ حالانکہ اعلےٰ درجے کی تیز رفتار اونٹنیاں آپ کے ساتھ ہوا کرتیں +

ابن سعد عمیر بن اسحٰق سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ ہی ایسے شخص تھے۔ کہ جب آپ کلام کرتے۔ تو میں چاہتا تھا۔ کہ آپ خاموش نہ ہوں کبھی کوئی فحش کلمہ میں نے آپ کی زبان سے نہیں سُنا۔ مگر ایک مرتبہ کہ آپ کے اور عمرو بن عثمان

کے درمیان زمین کا کچھ تنازع تھا۔ آپ نے ایک امر پیش کیا۔ مگر عمرو اس سے راضی نہ ہوئے۔ تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ ہمارے پاس تو بجز اس کے کچھ نہیں جس سے تمہاری ناک خاک آلودہ ہو (یعنی یہی کچھ ہے اگرچہ تمہاری خلاف مرضی ہے) بس یہی ایک سخت سے سخت فحش کلمہ میں نے آپ کی زبان سے سُنا تھا +

ابن سعد۔ عمیر بن اسحٰق سے روایت کرتے ہیں کہ مروان ہمارا حاکم تھا۔ اور وہ ہر جمعہ میں منبر پر کھڑا ہو کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیا کرتا تھا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سُنتے رہتے۔ مگر کبھی جواب نہ دیتے۔ ایک دن مروان نے آپ کے پاس ایک آدمی بھیجا اور کہلا بھیجا۔ کہ علی پر اور تجھ پر ...... تمہاری مثال خچر کی سی ہے۔ کہ جب اس سے پوچھا جائے۔ کہ تمہارا باپ کون تھا۔ تو وہ کہتی ہے میری ماں گھوڑی تھی۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو کہا۔ کہ جا کر اُسے کہدے۔ کہ میں تجھے گالیاں دیکر تیرے نامہ اعمال سے کوئی چیز نہیں کم کرتا۔ میرا تیرا فیصلہ خدا کے سامنے ہوگا۔ اگر تو سچا ہے۔ تو خدا تجھے جزائے خیر دے۔ اور اگر تو جھوٹا ہے۔ تو خدا تعالیٰ سب سے سخت عذاب دینے والا ہے +

ابن سعد رزیق بن سوار سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور مروان کے درمیان کچھ گفتگو ہوئی۔ تو مروان نے آپ سے درشتی کے ساتھ کلام کیا۔ مگر آپ خاموش رہے۔ پھر مروان نے دائیں ہاتھ سے ناک صاف کیا۔ تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تجھے خرابی ہو۔ تو اتنا بھی نہیں جانتا۔ کہ دایاں ہاتھ منہ کے لئے ہے۔ اور بایاں ناپاکیوں کے دُور کرنے کے لئے۔ تجھ پر اُف ہے۔ مروان یہ سُنکر بالکل خاموش ہوگیا +

ابن سعد اشعث بن سوار سے اور وہ ایک اور شخص سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک شخص آکر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھ گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ آپ ایسے وقت میں یہاں آکر بیٹھے ہیں۔ کہ ہم اُٹھنے لگے ہیں۔ کیا آپ اجازت دیتے ہیں۔

ابن سعد علی بن زید بن جدعان سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے دو دفعہ اپنا سارا مال راہِ خدا میں بانٹ دیا۔ اور تین مرتبہ نصف نصف مال خیرات کیا۔ حتیٰ کہ ایک جوتا رکھ لیا۔ اور ایک دیدیا۔ اور ایک موزہ رکھ لیا۔ اور ایک دیدیا +

ابن سعد علی بن حسن سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ عورتوں کو بہت طلاق دیا کرتے تھے۔ اور جس عورت کو آپ طلاق دیتے۔ وہ آپ کو نہایت دوست رکھتی ہوتی۔ چنانچہ آپ نے نوّے عورتوں سے نکاح کیا +

ابن سعد جعفر بن محمد سے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت

حسن رضی اللہ عنہ اِدھر عورتوں سے نکاح کرتے - اور اُدھر طلاق دیدیتے - آپ کی اس عادت سے یہانتک اندیشہ ہُوا - کہ قبائل کی آپس میں عداوت ہی نہ پڑ جائے +

ابن سعد جعفر بن محمد سے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں - کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا - اے اہل کوفہ! حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے لڑکیوں کا نکاح نہ کیا کرو - کیونکہ وہ طلاق بہت دیا کرتے ہیں - اسپر ہمدان کے ایک شخص نے اُٹھ کر کہا - بخدا ہم تو ان سے نکاح کردیا کرینگے - ان کی مرضی ہے جس کو چاہیں رکھیں - اور جسکو چاہیں طلاق دیں +

ابن سعد عبداللہ بن حسن سے روایت کرتے ہیں - کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ بہت عورتوں سے نکاح کیا کرتے تھے - اور ایسی عورتیں بہت کم ہُوا کرتی تھیں - کہ آپ ان سے نکاح کریں - اور وہ آپ پر عاشق اور فریفتہ نہ ہو جائیں +

ابن عساکر جویریہ بن اسماء سے روایت کرتے ہیں - کہ جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ فوت ہوئے - تو مروان آپ کے جنازے میں رو پڑا - حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے کہا - کہ اب تو روتا ہے - اور اُن کی زندگی میں انہیں گالیاں دیا کرتا تھا - مروان نے پہاڑ کی طرف اشارہ کرکے کہا - کہ میں اس سے بھی زیادہ حلیم اور بُردبار شخص کو کہا کرتا تھا +

ابن عساکر مبرد سے روایت کرتے ہیں - کہ لوگوں نے حضرت بن علی رضی اللہ عنہما سے کہا - کہ ابوذر کہتے ہیں - کہ غنٰی سے فقر اور تندرستی سے بیماری مجھے بہت پسند ہے - آپ نے فرمایا - کہ خدا تعالٰے ابوذر پر رحم کرے - انکا خیال اچھا ہے - مگر میں تو کہتا ہوں - کہ جو شخص اللہ کے اختیار پر بھروسہ کرے - تو اسے اس بات کی تمنا کی ضرورت ہی نہیں ہے - کہ وہ اللہ تعالٰے کی پسند کردہ حالت کے سوا کسی اور حالت میں ہے - اور خدا تعالٰے کی رضا پر ٹھیرنے کی یہی حد ہے [1] +

حضرت حسن رضی اللہ عنہ اپنے والد رضہ کی شہادت کے بعد از روئے بیعت اہل کوفہ خلیفہ ہوئے - اور چھ مہینے اور چند روز تک خلیفہ رہے - لیکن حکم خدا میں چارہ نہیں - امیر معاویہ آپ کے پاس پہونچے - تو آپ نے ان شرائط پر خلافت انہیں سپرد کردی - کہ

---

[1] بعینہ یہی مضمون حافظ شیرازی نے یوں ادا کیا ہے :-

بدُرد و صاف تُرا حکم نیست دم درکش ۔۔۔ کہ ہرچہ ساقیٔ ما ریخت عین الطاف است

اُن کے بعد خلافت آپ کو ملے - اور اہل مدینہ وحجاز وعراق کے پاس جو کچھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے وقت سے چلا آتا ہے - ان سے کچھ نہ لیا جائیگا - اور آپ کے قرض ادا کر دیئے جائینگے - معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ سب شرطیں مان لیں - اور آپس میں صلح ہو گئی - اور اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ پشینگوئی ثابت ہو گئی - کہ آپ نے فرمایا تھا - "یہ میرا بیٹا مسلمانوں کے دو گروہوں میں صُلح کرائیگا" +

بلاشبہ آپ کے منصب خلافت کو جو سب منصبوں سے بڑا ہوتا ہے - چھوڑ دینے سے یہ دلیل لی ہے کہ کسی وظیفہ اور منصب سے دست بردار ہونا جائز ہے - آپ نے ماہ ربیع الاول ۴۱ھ ہجری میں خلافت کو چھوڑا - اور بعض ربیع الآخر اور بعض جمادی الاولٰے میں بتلاتے ہیں - آپ کے دوست آپ کو عار المسلمین کہا کرتے تھے - تو آپ جواب میں فرمایا کرتے تھے - کہ عار آگ سے بہتر ہے - ایک دفعہ ایک شخص نے آپ سے کہا - اے مُسلمانوں کو ذلیل کرنے والے السلام علیکم - آپ نے فرمایا - میں نے مومنوں کو ذلیل تو نہیں کیا - بلکہ مجھے یہ بات ناپسند ہوئی - کہ مُلک کی خاطر تمہیں قتل کراؤں" خلافت سے دست بردار ہونے کے بعد آپ مدینہ منورہ میں تشریف لے گئے - اور وہیں اقامت اختیار کی +

حاکم جبیر بن نصیر سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے عرض کیا - کہ میں نے سُنا ہے - آپ پھر خلافت کا ارادہ کرتے ہیں - آپ نے فرمایا - کہ جب تمام اہل عرب کے سر میرے ہاتھ میں تھے - جس سے چاہتا لڑا دیتا - اور جس سے چاہتا صُلح کرلیتا - اُس وقت میں نے محض خوشنودیٔ خدا تعالےٰ اور اس خیال سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمت کا ناحق خون نہ ہو - خلافت چھوڑ دی - اور اب اہلِ حجاز کی غمگینی دور کرنے کے لئے میں اسے کیوں قبول کرنے لگا +

حضرت حسن رضی اللہ عنہ مدینہ میں مسموم فوت ہوئے - آپ کی زوجہ جعدہ بنت اشعث بن قیس نے آپ کو زہر دیدیا تھا - جسے یزید بن معاویہ نے پوشیدہ طور سے کہلا بھیجا تھا کہ انہیں زہر دیدو - پھر میں تم سے نکاح کرلونگا - جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو اُس نے یزید سے ایفاءِ وعدہ طلب کیا - اُس نے کہلا بھیجا - کہ جب میں یہ نہ دیکھ سکا کہ تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے نکاح میں رہے - تو بھلا میں تجھے اپنے واسطے کیسے پسند کرتا ہوں" - آپ کی شہادت ۴۹ھ ہجری اور بقولے ربیع الاول ۵۰ھ ہجری اور بقولے ۵۱ھ ہجری میں ہوئی - حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے ہزار ہا چاہا - کہ آپ یہ بتلائیں کہ

آپ کو کس نے زہر دیا ہے۔ مگر آپ نے نہ بتلایا۔ اور فرمایا۔ کہ جس پر میرا شبہ ہے۔ اگر وہ قاتل ہے۔ تو خدا تعالےٰ سخت انتقام لینے والا ہے۔ ورنہ میرے واسطے کوئی دوسرا کیوں قتل کیا جائے ؟

ابن سعد عمران بن عبداللہ بن طلحہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک روز حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا۔ کہ میری دونوں آنکھوں کے درمیان قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ لکھا ہوا ہے۔ یہ خواب سنکر اہل بیت خوش ہوئے۔ اور اس خواب کو سعید بن مسیب سے بیان کیا۔ اس نے کہا کہ اگر آپ کا یہ خواب سچا ہے۔ تو آپ کی عمر بہت ہی کم باقی رہ گئی ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ آپ چند دنوں کے بعد شہید ہوئے ؟

بیہقی اور ابن عساکر بسند ابی المنذر اور ہشام بن محمد روایت کرتے ہیں کہ امیر معویہ رضؓ سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بطور وظیفہ ایک لاکھ درہم سالانہ ملا کرتا تھا۔ ایک سال امیر معویہ رضؓ نے وہ وظیفہ نہ بھیجا۔ تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا ہاتھ بہت تنگ ہو گیا۔ ایک روز آپ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی یاد دہانی کی خاطر خط لکھنے کے لیے قلم دوات منگائی مگر آپ پھر رک گئے۔ رات کو آپ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ اور پوچھا کہ اے حسن رضؓ کیسا حال ہے۔ آپ نے عرض کیا۔ کہ اچھا ہوں۔ اور پھر میں نے اپنی تنگدستی کی شکایت کی۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ تم نے آج اس خاطر قلم دوات منگوائی تھی۔ کہ اپنے ہی جیسی مخلوق سے مدد مانگو۔ میں نے عرض کیا۔ ہاں یا رسول اللہ۔ پھر میں اور کیا کرتا۔ آپ نے فرمایا یہ دعا پڑھا کرو :-

اَللّٰهُمَّ اقْذِفْ فِيْ قَلْبِيْ رَجَاءَكَ وَاقْطَعْ رَجَائِيْ عَمَّنْ سِوَاكَ حَتّٰى لَا اَرْجُوْ اَحَدًا غَيْرَكَ اَللّٰهُمَّ وَمَا ضَعُفَتْ عَنْهُ قُوَّتِيْ وَقَصُرَ عَنْهُ عَمَلِيْ وَلَمْ تَنْتَهِ اِلَيْهِ رَغْبَتِيْ وَلَمْ تَبْلُغْهُ مَسْاَلَتِيْ وَلَمْ يَجْرِ عَلٰى لِسَانِيْ مِمَّا اَعْطَيْتَ اَحَدًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ مِنَ الْيَقِيْنِ فَخُصَّنِيْ بِهٖ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ٥

ترجمہ :- اے اللہ! میرے دل میں اپنی امید ڈال دے۔ اور اپنے ماسوا سے میری امید قطع کر دے۔ حتیٰ کہ تیرے سوا مجھے کسی کی امید نہ رہے۔ اے اللہ! جو تو نے اولین و آخرین کو دیا ہے اس سے میری قوت ضعیف نہیں ہوتی۔ اور نہ میرا عمل اس سے

کوتاہ ہوا ہے - اور نہ میری رغبت انتہا کو پہونچی ہے - اور نہ میرا سوال اس تک پہونچا ہے - اور نہ وہ میری زبان پر جاری ہوا ہے - پس اے اللہ وہ مجھے بھی عطا کر ؛

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں - کہ مجھے یہ دعا پڑھتے ہوئے ایک ہفتہ بھی نہیں گذرا تھا - کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے میرے پاس ۱۵ لاکھ درہم بھیجدیئے - میں نے کہا شکر ہے - اس خدا کا جو اپنے یاد کرنے والے کو کبھی نہیں بھولتا - اور جو اس سے دعاء کرتا ہے - اسکو مایوس نہیں کرتا - اس کے بعد پھر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا - آپ نے فرمایا - حسن رض کیسا حال ہے ؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اچھا ہے - پھر میں نے سارا قصہ کہ سنایا - آپ نے فرمایا ہاں بیٹا - جو شخص اپنے خالق سے مانگتا ہے - اور مخلوق سے امید نہیں رکھتا - اُسپر خدا کا فضل ایسا ہی ہوتا ہے ؛

طیوریات میں سلیم بن عیسٰے سے جو کوفہ کے قاری تھے مروی ہے - کہ جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا - تو آپ رونے لگے - حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے کہا - کہ آپ روتے کیوں ہیں ؟ آپ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس جاتے ہیں - جو آپ کے والد ہیں - اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاتے ہو - آپ کی والدہ ہیں - اور قاسم وطاہر کے پاس جاتے ہو - جو آپ کے ماموں ہیں - اور حمزہ وجعفر کے پاس جاتے ہو - جو آپ کے چچا ہیں - یہ سُنکر حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کہا - کہ اے بھائی! میں اب اللہ تعالٰے کے ایسے امر میں داخل ہو رہا ہوں جس میں اس سے پہلے کبھی داخل نہیں ہوا - اور میں اس وقت خدا تعالٰے کی ایسی مخلوق دیکھ رہا ہوں - جسے میں نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا ؛

ابن عبدالبر کہتے ہیں - کہ کئی طرق سے مروی ہے - کہ جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا - تو آپ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے کہا - اے بھائی تیرے باپ نے خلافت کا ارادہ کیا تھا - مگر خدا تعالٰے نے ان سے پھیر کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیدی - ان کے بعد پھر انہوں نے ارادہ کیا - مگر وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مل گئی - پھر ان کے بعد انہیں یقین تھا کہ وہ اُنہیں ملیگی - مگر وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ملی - جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے - تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیعت کی گئی - مگر تلواریں میانوں سے نکل آئیں - اور یہ معاملہ طے نہ ہوا - اب میں اچھی طرح جانتا ہوں - کہ خدا تعالٰے ہم میں نبوت وخلافت کو جمع نہیں کریگا - اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سفہاءِ کوفہ تمہیں یہاں سے ضرور نکالینگے - میں نے اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس بات کی خواہش

ظاہر کی تھی۔ کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دفن کیا جاؤں۔ اور انہوں نے اسوقت مان لیا تھا۔ مگر اب مجھے خیال ہے۔ کہ لوگ یہ بات نہ مانینگے پس اگر وہ نہ مانیں تو اصرار نہ کرنا۔ جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ فوت ہوئے۔ تو حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ مجھے یہ بات بسر و چشم منظور ہے۔ لیکن مروان مانع آیا۔ اسپر حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے ہمراہیوں نے ہتھیار لگا لئے۔ مگر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو روک دیا۔ اور آپ کو اپنی والدہ کے پہلو میں جنت البقیع میں دفن کر دیا ✦

امیر معاویہ رضؓ بن ابو سفیان رضؓ

معاویہ بن ابو سفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی اموی ابو عبد الرحمن۔ یہ اور ان کے والد فتح مکہ کے روز ایمان لائے۔ جنگ حنین میں شامل ہوئے مؤلفۃ القلوب میں سے تھے۔ مگر بعد میں نہایت پکے مسلمان ہو گئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منشیوں میں سے ہیں۔ ایک سو تریسٹھ حدیثیں آپ سے مروی ہیں۔ جنکو ابن عباس رضؓ۔ ابن عمر رضؓ۔ ابن زبیر رضؓ۔ ابو الدرداءؓ۔ جریر بجلی۔ نعمان بن بشیر ابن مسیب۔ حمید بن عبد الرحمن وغیرہم نے روایت کیا ہے ✦

آپ ہوشیاری اور حلم میں مشہور تھے۔ آپ کی فضیلت میں بہت سی حدیثیں وارد ہیں مگر بہت کم ثابت ہوئی ہیں ✦

ترمذی رحؒ عبد الرحمن بن ابی عمیر صحابی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں فرمایا۔ اے اللہ اسے ہدایت کنندہ اور ہدایت یافتہ بنا دے ✦

احمد رحؒ اپنی مسند میں عرباض بن ساریہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا۔ کہ اے اللہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو کتاب و حساب سکھا۔ اور اسے عذاب سے محفوظ رکھ ✦

ابن ابی شیبہ مصنف میں اور طبرانی کبیر میں عبد الملک بن عمیر سے روایت کرتے ہیں کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ جب سے مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے معاویہ جب تو بادشاہ ہو۔ تو لوگوں سے اچھی طرح سلوک کرنا۔ اس وقت سے

مجھے خلافت کا طمع رہا ہے +

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ قد کے لمبے - خوبصورت اور مہیب شخص تھے - اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ انہیں کسرئ عرب کہا کرتے تھے +

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے - کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت کو مکروہ نہ سمجھو - کیونکہ جب یہ تمہارے سروں سے اٹھ جائینگے - تو دیکھو گے - کہ کتنے سر جسموں سے جدا کیئے جاتے ہیں +

مقبری کہتے ہیں - کہ تم ہرقل اور کسرٰی کی ہوشیاری اور زیرکی کو تو یاد کرتے ہو - مگر معاویہ رضی اللہ عنہ کو چھوڑ جاتے ہو - حالانکہ وہ ہم میں ضرب المثل تھے +

ابن ابی الدنیا اور ابوبکر بن عاصم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حلم میں ایک علیحدہ کتاب تصنیف کی ہے +

ابن عون کہتے ہیں - کہ ایک شخص حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہہ رہا تھا - کہ اے معاویہ ہمارے ساتھ اچھی طرح برتاؤ کر - ورنہ ہم تمہیں سیدھا کر دینگے - آپ نے کہا - کہ کس چیز سے سیدھا کرو گے ؟ اس نے کہا لکڑی سے - آپ نے کہا - کہ ہاں بھائی میں اسوقت سیدھا ہو جاؤنگا +

قبیصہ بن جابر کہتے ہیں - کہ میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس مدت تک رہا ہوں پس میں آپ سے بڑھکر حلیم - عاقل اور متواضع کوئی شخص نہیں دیکھا +

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے شام کی طرف لشکر روانہ کیا تو امیر معاویہ رض بھی اپنے بھائی یزید بن ابی سفیان کے ہمراہ گئے - اور جب یزید مر گئے - تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو دمشق کا حاکم مقرر کر دیا - پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی انہیں برقرار رکھا - اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں تمام شام پر حاکم بنا دیا - اس لحاظ سے وہ بیس[20] برس شام کے امیر رہے ہیں - اور بیس[20] برس ہی خلیفہ رہے ہیں +

کعب احبار کہتے ہیں - کہ جتنی مدت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حاکم رہے ہیں اتنی مدت اس امت سے کوئی شخص حاکم نہیں رہا -

ذہبی کہتے ہیں - کہ کعب احبار رضی اللہ عنہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہونے سے پہلے ہی وفات پا گئے تھے - لیکن کعب احبار نے جو کچھ کہا ہے ٹھیک کہا ہے - کیونکہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بیس[20] برس تک اسطرح خلافت کی ہے - کہ کوئی انکا مخالف

کھڑا نہیں ہوا۔ برخلاف ان کے مابعد کے خلفاء کے کہ ان کی مخالفت اکثر لوگوں نے کی اور کئی شہر ان کے تصرّف سے نکل گئے +

پہلے بیان ہو چکا ہے۔ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر خروج کیا تھا۔ اور بعد ازاں حضرت حسن رضی اللہ عنہ پر۔ اور اسی لئے حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت چھوڑ دی تھی۔ تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ربیع الآخر یا جمادی الاولیٰ ۴۱ھ ہجری سے مستقل خلیفہ ہوئے۔ اسی لئے اسے عام جماعت کہتے ہیں کیونکہ اس میں اُمّت کا ایک خلیفہ پر اتفاق ہو گیا۔ اسی سال میں معاویہ رضہ نے مروان بن حکم کو مدینہ کا حاکم مقرر کیا +

۴۳ھ ہجری میں رُخج وغیرہ بلاد سجستان اور ودان برقہ۔ کلواذی وغیرہ شہر فتح ہوئے۔ اور اسی سال میں امیر معاویہ رضہ نے اپنے بھائی زیاد کو حاکم بنایا۔ اور یہ پہلی بات ہے جس میں انہوں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حکم فی الاسلام کی مخالفت کی۔ (ثعالبی وغیرہ نے اِسے ذکر کیا ہے)

۴۵ھ ہجری میں قیقان فتح ہوا +

۵۰ھ ہجری میں قوہستان غلبۃً فتح ہوا۔ اور اس سال امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اہل شام کو بلا کر ان سے اپنے بعد اپنے بیٹے یزید کے لئے بیعت لی۔ اور آپ ہی پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنی حیات میں اپنے بیٹے کے لئے بیعت لی۔ اس کے بعد انہوں نے مدینہ میں مروان کو لکھا۔ کہ وہاں کے لوگوں سے بھی بیعت لے۔ چنانچہ مروان نے خطبہ پڑھا۔ اور کہا۔ کہ امیر المومنین معاویہ رضہ نے حکم بھیجا ہے کہ میں ان کے بیٹے یزید کے لئے سنت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما پر بیعت لوں۔ اس پر عبد الرحمٰن بن ابوبکر صدیق نے کھڑے ہو کر فرمایا یہ نہ کہو۔ بلکہ کہو کہ سنّت کسریٰ اور قیصر پر کیونکہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے خلافت کو اپنے بیٹوں یا اپنے خاندان کے لئے خاص نہیں کیا +

۵۱ھ ہجری میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حج کیا۔ اور وہاں بھی اپنے بیٹے یزید کے لئے بیعت لی۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کو بلا کر کہا۔ کہ اے ابن عمر رضہ تم مجھ سے کہا کرتے تھے۔ کہ میں نہیں پسند کرتا کہ ایسی رات گذاروں جس میں مجھ پر کوئی امیر نہ ہو۔ اور اب مجھے خوف ہے۔ کہ تم ہی اس معاملہ میں مسلمانوں کے امن میں خلل ڈالنے اور اُن میں فساد کرنے والے ہو"۔ ابن عمر رضہ نے خدا تعالےٰ کی حمد

ثنا کے بعد کہا۔ کہ تم سے پہلے بھی خلیفہ گذرے ہیں اور اُن کے بیٹے بھی تھے۔ اور تیرا بیٹا اُن کے بیٹوں سے اچھا بھی نہیں۔ لیکن اُنہوں نے تمہاری طرح اپنے بیٹوں کو خلیفہ مقرر نہیں کیا۔ بلکہ خلافت کو مسلمانوں کے مشورے پر چھوڑا جسے وہ اچھا سمجھیں خلیفہ بنالیں۔ اور یہ جو تم کہتے ہو۔ کہ تم مسلمانوں میں فساد ڈالوگے۔ سو میں تو مسلمانوں سے ایک شخص ہوں۔ جب وہ سب کسی امر پر اتفاق کر لینگے۔ تو مجھے بھی اُن سے اتفاق کرنا پڑیگا۔ آپ کی یہ بات سُنکر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خدا آپ پر رحم کرے (یعنی آپ نے اچھی بات کہی) اتنا کہکر ابن عمر رضی اللہ عنہ چلے آئے۔ پھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن بن ابوبکر کو بُلایا۔ جب وہ آئے تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے بھی وہی باتیں کرنے لگے۔ تو عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی نے ان کے کلام کو قطع کر کے کہا۔ کہ شائد تم یہ خیال کرتے ہو۔ کہ ہم نے تمہارے بیٹے کے معاملے میں تمہیں اپنا وکیل کر دیا ہے۔ بخدا ہم ہرگز ایسا نہیں کرینگے۔ ہم امر خلافت کو مسلمانوں کے مشورے پر چھوڑ دینگے۔ یا قریب ہے تجھے اس سے علیحدہ کر دینگے۔ اس کے بعد عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اے اللہ! جو کچھ میں چاہتا ہوں اس میں میری مدد فرما۔ پھر کہا۔ کہ ذرا سختی کو کام میں نہ لاؤ۔ اور نرمی اختیار کرو۔ اور اہل شام تک اس بات کو نہ پہونچانا۔ کیونکہ مجھے خوف ہے کہ تمہیں میرے جانے سے پہلے ان سے کچھ ضرر نہ پہونچے۔ جب آج شام کو میں اُنہیں خبر دیدوں کہ تم نے بیعت کر لی ہے تو پھر جو کچھ چاہے کرنا۔" اس کے بعد امیر معاویہ رضی نے ابن زبیر کو بُلایا۔ اور کہا اے ابن زبیر تو تو مکار لومڑی کی طرح ہے۔ جب کبھی وہ ایک سوراخ سے نکلتی ہے دوسری میں جا گھستی ہے۔ تم نے ان دونوں آدمیوں (یعنی ابن عمر اور ابن ابوبکر) کے کانوں میں کچھ پھونک دیا ہے۔ اور اُن کی رائے کے خلاف اُنہیں آمادہ کر دیا ہے ابن زبیر نے کہا۔ کہ اگر تم ایسے ہی خلافت سے بیزار ہو گئے ہو۔ تو اسے چھوڑ دو۔ اور اپنے بیٹے کو لاؤ۔ ہم اس سے بیعت کر لیتے ہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ تمہاری بیعت بھی رکھیں۔ اور اس سے بھی بیعت کر لیں۔ تو کس کی اطاعت کریں۔ اور کس کی اطاعت نہ کریں۔ ایک وقت میں دو بیعتیں نہیں ہو سکتیں۔ یہ کہکر وہ چلے آئے۔ پھر امیر معاویہ رضی منبر پر چڑھے۔ اور خدا کی حمد و ثنا کے بعد کہا کہ لوگ بالکل جھوٹ کہتے ہیں۔ کہ ابن عمر اور ابن ابی بکر اور ابن زبیر نے یزید کی بیعت نہیں کی۔ حالانکہ انہوں نے بیعت

کرلی ہے۔اہل شام نے کہا کہ جب تک وہ سب کے سامنے بیعت نہ کریں تب تک ہم راضی نہیں۔ ورنہ ہم ان تینوں کو قتل کردینگے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا سبحان اللہ لوگ قریش کی شان میں کسقدر جلدی گستاخی کرتے ہیں۔ خبردار آج کے بعد کوئی شخص ایسا کلمہ زبان پر نہ لائے۔ یہ کہکر آپ منبر سے اُتر آئے پس لوگوں میں مشہور ہوگیا۔ کہ ابن عمر۔ ابن ابی بکر اور ابن زبیر نے بیعت کرلی ہے۔ مگر وہ کہتے تھے۔ کہ بخدا ہم نے نہیں کی۔ مگر لوگ کہتے تھے۔ کہ نہیں تم نے بیعت کرلی ہے۔ پھر امیر معاویہ رضہ شام کو واپس چلے گئے۔

ابن منکدر سے مروی ہے۔ کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے یزید سے بیعت کرتے وقت کہا۔ کہ اگر اچھا ہوگا تو ہم راضی ہونگے۔ اور اگر بُرا ہوگا۔ تو صبر کرینگے۔

خرائطی ہواتف میں حمید بن وہب سے روایت کرتے ہیں کہ ہند بنت عقبہ بن ربیعہ فاکہ بن مغیرہ کے عقد میں تھی۔ جو جوانانِ قریش سے تھا۔ اور اس نے ایک بیت الضیافت بنا رکھا تھا جس میں لوگ بغیر اذن کے آیا جایا کرتے تھے۔ ایک دن وہ مکان خالی تھا۔ اور فاکہ اور ہند دونوں اس میں تھے۔ قضا سے فاکہ کسی کام کے لئے باہر گیا۔ تو اس کے بعد ایک شخص جو ہر روز وہاں آیا جایا کرتا تھا۔ اندر داخل ہوا۔ مگر ایک عورت کو وہاں دیکھکر اُلٹے پاؤں واپس چلا گیا۔ جاتے وقت اسے فاکہ نے دیکھ لیا اپنی عورت کو آکر کہنے لگا۔ کہ یہ شخص کون تھا۔ اُس نے کہا میں نے تو نہیں دیکھا۔ اور میں تو تمہارے آگاہ کرنے سے خبردار ہوئی ہوں۔ اُس نے کہا۔ کہ جا اپنے گھر چلی جا۔ اس واقعہ کا لوگوں میں چرچا ہوا۔ تو ہند کے باپ نے ایک روز اسے علیحدہ لے جاکر پوچھا۔ اے بیٹی! تمہارے معاملہ میں لوگ بہت کچھ گفت و شنید کرتے ہیں۔ تو مجھے اصلی واقعہ بتادے۔ اگر وہ شخص یعنی تیرا خاوند سچا ہوگا۔ تو میں کسی آدمی کو کہکر اُسے پوشیدہ طور سے قتل کرادونگا۔ اور اگر وہ جھوٹا ہے۔ تو ہم یمن کے کاہنوں کے پاس جاکر اس سے فیصلہ کرینگے۔ اسپر ہند نے زمانۂ جاہلیت کی تمام قسمیں کھاکر کہا۔ کہ اس نے مجھ پر یہ بہتان باندھا ہے۔ پھر عتبہ نے فاکہ سے کہا۔ کہ تم نے میری بیٹی پر نہایت سخت بہتان باندھا ہے۔ چلو یمن کے بعض کاہنوں سے اسکا فیصلہ کرالیں۔ پس فاکہ اپنے قبیلہ بنی مخزوم کے کئی ایک آدمی ساتھ لیکر اور عتبہ بنی عبد مناف کے بہت سے شخص ساتھ لے کر چلے ان کے ساتھ ہند اور اسکی اور کئی سہیلیاں تھیں۔ جب یہ لوگ بلاد یمن کے قریب گئے تو ہند کا حال دگرگوں ہوگیا۔ اور اس کا رنگ متغیر ہوگیا۔ اس کے باپ نے کہا میں دیکھتا

ہوں کہ تیرا حال متغیر ہوا جاتا ہے۔ اور اس کا کوئی سبب ضرور ہے۔ اُس نے کہا۔ کہ اے میرے باپ یہ حال دگرگوں ہونا کسی برائی کے باعث نہیں۔ بلکہ میں دیکھتی ہوں۔ کہ تم اس معاملہ کو ایک ہم جیسے آدمی کے پاس لئے جاتے ہو۔ جنکی باتیں کبھی سچی ہوتی ہیں۔ اور کبھی جھوٹی۔ اس لئے میں ڈرتی ہوں۔ کہ وہ مجھ پر کہیں ایسا نشان نہ لگا دے۔ جو میرے لئے عرب بھر میں ننگ و عار بن جائے۔ عتبہ نے کہا۔ کہ تمہارا معاملہ پیش کرنے سے پہلے میں اُسے آزماؤنگا۔ پھر اُس نے اپنے گھوڑے کو اس طرح کی آواز دی۔ کہ اس نے اپنا ذکر باہر نکال لیا۔ اور اس نے اس کے سوراخ میں گیہوں کا دانہ رکھ دیا۔ اور بعد از اں اسے باندھ دیا۔ جب صبح کے وقت کاہن کے پاس گئے۔ تو اُس نے ان کی بڑی خاطر و تواضع کی۔ اور ان کے لئے بکرے وغیرہ ذبح کئے۔ جب وہ روٹی کھانے سے فارغ ہوئے۔ تو عتبہ نے کہا۔ کہ ہم تیرے پاس ایک کام کے لئے آئے ہیں۔ لیکن اس سے پہلے میں نے تیری آزمائش کے لئے ایک چیز پوشیدہ کی ہے۔ بتا وہ کیا ہے۔ اس نے کہا۔ کہ گھوڑے کے ذکر کے سوراخ میں گندم کا دانہ پوشیدہ کیا ہے۔ عتبہ نے کہا کہ تو نے سچ کہا ہے۔ اب ان عورتوں کا حال دیکھ۔ پس وہ کاہن ایک ایک کے پاس جاتا اور کہتا۔ کہ کھڑی ہو جا۔ جب ہند کے پاس گیا۔ تو اس کے کندھوں پر دھپڑ مار کر کہنے لگا۔ کہ کھڑی ہو جا۔ نہ ہی تجھ سے کوئی بدی سرزد ہوئی ہے۔ اور نہ ہی تو زانیہ ہے۔ تجھ سے ایک بادشاہ پیدا ہوگا۔ جس کا نام معاویہ ہوگا۔ فاکہ نے یہ سنکر ہند کا ہاتھ پکڑ لیا۔ مگر ہند نے اُسکا ہاتھ جھٹک دیا۔ اور کہا۔ جا دور ہو۔ اگر کوئی ایسا بادشاہ میرے بطن سے پیدا ہونے والا ہے۔ تو تیرے نطفہ سے نہ ہوگا۔ اس کے بعد ابوسفیان رض نے اس سے شادی کرلی۔ اور امیر معاویہ رض پیدا ہوئے ؛

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ماہ رجب سنہ ۶۰ ہجری میں انتقال کیا۔ اور باب جابیہ اور باب صغیر کے درمیان مدفون ہوئے۔ کہتے ہیں۔ کہ آپ کی عمر ۷۷ سال کی ہوئی۔ ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ بال اور ناخن تھے۔ مرتے وقت وصیت کی تھی۔ کہ یہ دونوں چیزیں میری آنکھوں اور منہ میں رکھ دینا۔ اور مجھے خدا تعالےٰ کے حوالہ کر دینا ؛

فصل

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعض مختصر حالات

ابن ابی شیبہ سعید بن جمہان سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے سفینہ سے پوچھا کہ بنی امیہ کا خیال ہے۔ کہ وہ خلیفہ ہیں۔ اُس نے کہا کہ بنو زرقا۔ جھوٹ کہتے ہیں۔ وہ تو بادشاہ ہیں۔ اور بادشاہ بھی سخت ترین۔ اور سب سے پہلے بادشاہ معاویہ رضی اللہ عنہ تھے ✦

بیہقی اور ابن عساکر ابراہیم بن سوید ارمنی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے امام احمد بن حنبل سے پوچھا۔ کہ خلفاء کون تھے۔ آپ نے فرمایا۔ حضرت ابوبکر۔ حضرت عمر حضرت عثمان۔ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہم۔ میں نے عرض کیا۔ کہ امیر معاویہ رضہ آپ نے فرمایا۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عہد میں علی رضہ سے بڑھکر کوئی خلافت کا مستحق نہیں تھا ✦

سلفی طیوریات میں عبداللہ بن احمد بن حنبل سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے اپنے والد سے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بابت پوچھا۔ تو آپ نے کہا کہ اصل بات یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دشمن بہت تھے۔ انہوں نے بہتیر اتلاش کیا۔ کہ آپ میں کوئی عیب نکلے۔ مگر نہ نکلا۔ تو وہ ایسے شخص کے پاس آئے جس نے آپ سے جنگ وجدل کیا۔ اور انہوں نے اُسے اپنی نسبت بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ زیادہ حیلہ گر پایا ✦

ابن عساکر عبدالملک بن عمیر سے روایت کرتے ہیں کہ جاریہ بن قدامہ سعدی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ تو انہوں نے پوچھا۔ کہ تم کون ہو؟ انہوں نے کہا۔ کہ جاریہ بن قدامہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ تم کیا بن سکتے ہو۔ تمہاری مثال تو ایک حقیر شہد کی مکھی کی سی ہے۔ جاریہ بن قدامہ نے کہا۔ کہ تم نے تو مجھے ایک ایسی چیز کے ساتھ تشبیہ دی ہے جس کا ڈنگ زہر آلود اور آب دہن میٹھا ہوتا ہے۔ مگر معاویہ تو کتیا کو کہتے ہیں جو دوسرے کتوں کو بھونکاتی ہے۔ اور امیہ امة کی تصغیر ہے ✦

فضل بن سوید سے مروی ہے۔ کہ جاریہ بن قدامہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے

تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ تم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو کر کوشش کر رہے ہو۔ اور ایسی آگ بھڑکا رہے ہو جس سے عرب کے گاؤں جل جائیں۔ اور سخت خونریزی ہو۔ جاریہ نے کہا۔ اے معاویہ رضؓ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر نہ کر۔ کیونکہ جب سے ہم نے ان کے ساتھ دوستی کی ہے۔ اسدن سے کبھی ان سے دشمنی نہیں کی۔ اور جس روز سے ہم نے اُن کی خیر خواہی پر کمر باندھی ہے کبھی اُن سے فریب نہیں کیا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اے جاریہ! تجھ پر افسوس ہے کہ تو اپنے گھر والوں کی نظروں میں کیسا ذلیل تھا۔ کہ انہوں نے تیرا نام جاریہ (لونڈی) رکھ دیا۔ اس نے کہا۔ اے معاویہ تو بھی اپنے اہل کی نظروں میں کسقدر ذلیل تھا۔ کہ انہوں نے تیرا نام معاویہ رکھ دیا۔ معاویہ رضؓ نے کہا خدا کرے تیری ماں نہ ہو اس نے کہا مجھے ماں نے جنا ہی نہیں۔ ہمارے ہاتھوں میں ابھی تک ان تلواروں کے قبضے ہیں جن سے ہم نے صفین میں تیرے ساتھ لڑائی کی تھی۔ معاویہ رضؓ نے کہا۔ کہ تو مجھے دھمکاتا ہے۔ جاریہ نے کہا۔ کہ تم ہم پر زبردستی اور غلبہ سے حاکم نہیں بنے ہو۔ بلکہ تم نے ہم سے عہد و پیمان کئے تھے۔ اور ہم نے ملک تمہارے حوالہ کر دیا تھا اگر تم انہیں پورا کرو گے۔ تو ہم بھی پورا کرینگے۔ اور اگر تم کسی اور بات کی طرف رغبت کرو گے تو یہ جان لو۔ کہ میں نے اپنے پیچھے ایسے مددگار چھوڑے ہیں جنکی زرہیں سخت اور زبانیں تیز ہیں۔ پس اگر تم نے ذرا بھی عہد شکنی کی۔ تو ہم بھی تمہارے ساتھ مکر و فریب کی چال چلیں گے۔ معاویہ رضؓ نے کہا۔ خدا کرے تیرے جیسے اور لوگ پیدا ہی نہ ہوں۔

ابو الطفیل عامر بن واثلہ صحابی سے مروی ہے۔ کہ وہ معاویہ رضؓ کے پاس آئے تو معاویہ رضؓ نے انہیں کہا۔ کہ تم عثمان رضؓ کے قاتلین سے نہیں ہو۔ انہوں نے کہا نہیں۔ بلکہ میں ان لوگوں سے ہوں۔ جو آپ کی شہادت کے وقت موجود تھے۔ مگر انہوں نے آپ کی مدد نہیں کی۔ معاویہ رضؓ نے کہا۔ کہ تمہیں اُن کی مدد سے کس بات نے روکا تھا۔ انہوں نے کہا۔ کہ مہاجرین و انصار نے بھی تو آپ کی مدد نہیں کی۔ معاویہ رضؓ نے کہا۔ کہ اُنہیں لازم تو تھا۔ کہ آپ کی مدد تو کرتے۔ انہوں نے کہا اے امیر المومنین آپ نے اور اہل شام نے کیوں ان کی مدد نہ کی۔ آپ نے کہا۔ کہ کیا آپکے خون کا مطالبہ کرنا مدد نہیں ہے۔ یہ سنکر ابو الطفیل ہنس پڑا۔ اور کہا کہ آپ کا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا حال ایسا ہے۔ جیسا کہ شاعر نے کہا ہے

شعر

لَا اُلْفِيَنَّكَ بَعْدَ الْمَوْتِ تَنْدُبُنِيْ وَفِيْ حَيَاتِيْ مَا زَوَّدْتَنِيْ زَادِيْ

(ترجمہ) تجھے چاہئے۔ کہ موت کے بعد مجھ پر نہ روئے۔ کیونکہ زندگی میں مجھے خرچ دینا جو تجھ پر واجب تھا۔ تو نے نہ دیا +

شعبی کہتے ہیں۔ کہ سب سے پہلے امیر معاویہ رضہ نے ہی بیٹھ کر خطبہ سُنایا۔ اور یہ بات بہ سبب موٹا ہو جانے اور پیٹ کے بڑھ جانے کے ہوئی۔ (ابن ابی شیبہ نے اِسے روائیت کیا ہے)

زہری کہتے ہیں۔ کہ نماز عید سے پہلے خُطبہ پڑھنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ہی ایجاد کیا۔ (عبدالرزاق نے اسے روایت کیا ہے)

سعید بن مسیّب کہتے ہیں۔ کہ سب سے پہلے عید کی اذان امیر معاویہ رضہ نے ہی مقرر کی۔ (ابن ابی شیبہ نے اسے روائیت کیا ہے)

سعید بن مسیّب کہتے ہیں۔ کہ آپ نے ہی پہلے تکبیر میں کمی کی۔ عسکری نے اوائل میں اسے روائیت کیا ہے۔ اور بیان کیا ہے۔ سب سے پہلے ہرکارے آپ نے ہی مقرر کئے۔ اور اپنی خدمت کے لئے خصیوں کو آپ نے ہی ملازم رکھا۔ سب سے پہلے آپ سے ہی رعیت کو نفرت ہوئی۔ سب سے پہلے السلام علیک یا امیر المؤمنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ الصلوٰۃ یرحمک اللہ آپ کو ہی کہا گیا۔ مُہر لگانے کا طریقہ سب سے پہلے آپ نے ہی ایجاد کیا۔ اور یہ کام عبداللہ بن اوس غسانی کے سپرد تھا۔ اور اس مہر پر کندہ تھا (لِکلِ عملِ ثواب) یعنی ہر کام کا ثواب ہوتا ہے۔ اور یہ طریقہ خلفائے عباسیین میں بھی آخر وقت تک رہا۔ اور اس طریقہ کے ایجاد کی وجہ یہ ہوئی۔ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو ایک لاکھ درہم انعام دینے کا حکم لکھ دیا۔ اُس نے اُس کاغذ کو کھول کر ایک لاکھ کی جگہ دو لاکھ بنا لئے جب حساب معاویہ رضی اللہ عنہ کے روبرو پیش ہُوا۔ تو انہوں نے اس شخص کی خیانت کو معلوم کر کے مُہر لگانے کا طریقہ ایجاد کیا۔ سب سے پہلے مسجد میں حُجرہ آپ نے ہی بنوایا۔ اور سب سے پہلے کعبہ کے غلاف اتارنے کا آپ نے ہی حُکم دیا۔ اس سے پہلے غلاف تُو بر تُو چڑھائے جاتے تھے +

زبیر بکار موفقیات میں روائیت کرتے ہیں۔ کہ زہری سے اُن کے بھائی نے پوچھا کہ سب سے پہلے بیعت لیتے وقت قسم دینے کا طریقہ کس نے جاری کیا۔ انہوں نے کہا۔ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے وقت سے۔ کہ انہوں نے بیعت لیتے وقت خدا کی قسم دلائی تھی۔ اور جب عبدالملک بن مروان خلیفہ ہُوا۔ تو اس نے طلاق اور آزادیٔ غلام کی قسم دلائی +

عسکری کتاب الاوائل میں سلیمان بن عبداللہ بن معمر سے روایت کرتے ہیں۔ کہ امیر معاویہ جب مکہ یا مدینہ میں آئے۔ تو مسجد میں آکر اس حلقہ میں بیٹھ گئے جسمیں ابن عمر۔ ابن عباس اور عبدالرحمن بن ابی بکر بیٹھے ہوئے تھے۔ اور تو سب لوگ امیر معاویہ کیطرف متوجہ ہو گئے مگر ابن عباس رضؓ نے منہ پھیر لیا۔ تو معاویہ رضؓ نے کہا۔ کہ میں اس اعراض کرنے والے اور اس کے چچازاد بھائی سے خلافت کا زیادہ مستحق ہوں۔ ابن عباس نے کہا۔ کہ یہ کیوں کر کیا تم سب سے پہلے اسلام لائے۔ یا سب سے پہلے تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی۔ یا تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قریبی ہو۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ نہیں بلکہ میں بلحاظ اپنے چچازاد بھائی کے مقتول ہونے کے زیادہ لائق ہوں۔ ابن عباس رضؓ نے کہا۔ کہ پھر تو یہ یعنی ابن ابوبکر اس کے زیادہ لائق ہے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں ان کے والد نے تو اپنی موت سے انتقال فرمایا تھا۔ ابن عباس رضؓ نے کہا۔ کہ پھر ابن عمر اس کے زیادہ لائق ہیں۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ان کے والد بزرگوار تو ایک کافر کے ہاتھ سے قتل ہوئے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ اس سے تمہاری دلیل ہی باطل ہوتی ہے۔ کیونکہ تمہارے چچازاد بھائی کو تو مسلمانوں نے ہی قتل کر دیا تھا۔

عبداللہ بن محمد بن عقیل کہتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ امیر معاویہ مدینہ میں آئے۔ تو راستے میں انہیں ابو قتادہ انصاری ملے۔ انہیں دیکھ کر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اے انصار کے گروہ تمہارے سوا مجھے سب لوگ ملتے ہیں۔ انہوں نے کہا ہمارے پاس سواریاں نہیں رہیں۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ وہ پانی لانے والے تمہارے اونٹ کہاں گئے؟ انہوں نے کہا۔ وہ سب جنگ بدر میں تمہارے اور تمہارے باپ کا تعاقب کرتے کرتے مر گئے۔ پھر ابو قتادہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے بعد ایک ایسا زمانہ آئیگا جسمیں حقداروں پر غیر حقداروں کو ترجیح دی جائیگی معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا پھر اس زمانے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تمہیں کیا کرنے کا ارشاد فرمایا۔ انہوں نے کہا۔ کہ ہمیں صبر کرنے کا حکم فرمایا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا پس تم صبر کرو۔ جب یہ بات عبدالرحمن بن حسان بن ثابت کو پہونچی۔ تو انہوں نے کہا:-

أَلَا أَبْلِغْ مُعَاوِيَةَ بْنَ حَرْبٍ ۔۔۔ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ بِنَا كَلَامِي
فَإِنَّا صَابِرُونَ وَمُنْظِرُوكُمْ ۔۔۔ إِلَى يَوْمِ التَّغَابُنِ وَالْخِصَامِ

(ترجمہ) اے مخاطب امیر المؤمنین معاویہ بن حرب کو میری طرف سے یہ بات بطور پیغام پہونچادے۔ کہ ہم قیامت تک صبر کرتے اور تمہیں مہلت دیتے ہیں (اس کے بعد جو کچھ ہوگا معلوم ہو جائیگا) +

ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر جبلہ بن سحیم سے روائت کرتے ہیں۔ کہ میں معاویہ بن ابی سفیان کے پاس ان کے خلیفہ ہونے کے زمانہ میں گیا۔ تو دیکھا۔ کہ ایک چھوٹا سا لڑکا ان کی گردن میں رسی ڈالے ہوئے انہیں کھینچ رہا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ کہ آپ یہ کیا کر رہے ہیں اُنھوں نے کہا۔ کہ اے بندۂ نفس تمہیں معلوم نہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جس شخص کا کوئی بچہ ہو۔ تو اسے چاہیئے۔ کہ اس کی خاطر وہ بھی بچہ بنجاوے (ابن عساکر کہتے ہیں۔ کہ حدیث بہت ہی غریب ہے)

ابن ابی شیبہ شعبی سے روائت کرتے ہیں۔ کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس قریش کا ایک جوان آیا۔ اور نہائت سختی سے کلام کرنے لگا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے میرے بھتیجے اس بات سے باز آجا۔ کیونکہ بادشاہ کا غصّہ لڑکے کا سا اور اس کی گرفت شیر کی طرح ہوتی ہے +

شعبی روائت کرتے ہیں۔ کہ زیاد نے ایک شخص کو خراج لینے پہ متعین کیا۔ اور اس سے خراج میں کچھ کمی آگئی۔ تو وہ اس کے عذاب سے ڈر کر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس چلا گیا۔ اس پر زیاد نے اُن کی طرف لکھا۔ کہ یہ میرے اس نوکر کی گستاخی ہے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں لکھا۔ کہ نہ مجھے ہی یہ بات لائق ہے۔ اور نہ تجھے کہ لوگوں کو ایک ڈنڈے سے ہی ہانکیں۔ اور سب سے نرمی سے برتاؤ کر کے انہیں گناہ کرنے پر دلیر کردیں۔ نہ ہی یہ چاہیئے۔ کہ سب سے سختی کر کے انہیں مہلکات میں گرفتار کردیں بلکہ تمہیں سختی کرنی چاہئے۔ اور مجھے نرمی اور آسانی سے کام لینا چاہئے +

شعبی کہتے ہیں۔ کہ میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو کہتے سُنا۔ کہ جس قوم میں تفرقہ پڑا اسی میں اہل باطل اہل حق پر غالب آگئے۔ مگر یہ اُمت اس بات سے بچی رہی +

طیوریات میں سلیمان مخزومی سے مروی ہے۔ کہ ایک دن معاویہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو اپنے پاس آنے کا اذن عام دیا۔ جب سب لوگ آگئے۔ تو آپ نے کہا۔ کہ مجھے اہل عرب سے کسی شخص کے ایسے تین شعر سناؤ۔ کہ ان سے ہر شعر مستقل معنے رکھتا ہو۔ دوسرے پر موقوف نہ ہو۔ سب لوگ خاموش ہوگئے۔ تھوڑی دیر بعد عبداللہ بن زبیر آئے۔ تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ یہ شخص عرب بھر میں سب سے فصیح اور علامہ ہے

پھر کہا۔ اے ابوخبیب (ابن زبیر کی کنیت ہے) انہوں نے کہا۔ کیا بات ہے؟ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ مجھے عرب کے کسی آدمی کے تین شعر سناؤ۔ جو قائم بالمعنی ہوں انہوں نے کہا۔ کہ تین لاکھ لیکر سناؤنگا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ بیشک ہم دیدینگے انہوں نے کہا۔ کہ اچھا آپ مختار ہیں۔ لیجئے سنئے۔ پھر یہ شعر پڑھا:۔ شعر

بَلَوْتُ النَّاسَ قَرْنًا بَعْدَ قَرْنٍ فَلَمْ اَرَ غَيْرَ خَتَّالٍ وَّقَالٍ[1]

معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ تم نے ٹھیک کہا ہے۔ دوسرا شعر سناؤ۔ انہوں نے یہ شعر پڑھا:۔ شعر

وَلَمْ اَرَ فِي الْخُطُوْبِ اَشَدَّ وَقْعًا وَاَصْعَبَ مِنْ مُّعَادَاتِ الرِّجَالِ[2]

آپ نے کہا ٹھیک ہے۔ تیسرا سناؤ۔ انہوں نے یہ شعر پڑھا:۔ شعر

وَذُقْتُ مَرَارَةَ الْاَشْيَاءِ طُرًّا فَمَا طَعْمٌ اَمَرُّ مِنَ السُّؤَالِ[3]

معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ تم نے بہت ٹھیک کہا ہے۔ پھر تین لاکھ درہم آپ کو دیدیئے

بخاری اور نسائی۔ ابن ابی حاتم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب کہ مروان معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے حجاز کا حاکم تھا۔ تو اس نے ایک روز مدینہ میں خطبہ پڑھا۔ اور کہا۔ کہ امیر المؤمنین نے ایک اچھی رائے سوچی ہے۔ کہ اپنے بیٹے کو خلیفہ بنائیں۔ کیونکہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما نے بھی تو خلیفہ بنایا تھا۔ اور ایک روایت میں ہے۔ کہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے طریقے کے موافق۔ اسپر عبدالرحمن بن ابی بکر نے کھڑے ہوکر کہا۔ کہ یہ نہ کہو۔ بلکہ کہو۔ کہ ہرقل و قیصر کے طریقے کے موافق۔ کیونکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خلافت کو اپنی اولاد کے لئے خاص نہیں کیا۔ اور نہ کسی اپنے اور رشتہ کے لئے ہی مقرر کیا۔ اور معاویہ رضی اللہ عنہ یہ کام شفقت پدری کے باعث کر رہے ہیں۔ مروان نے کہا۔ کیا تم وہی شخص نہیں ہو۔ جنہوں نے اپنے والدین کو اُف کہا تھا۔ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ کیا تم ابن اللعین نہیں ہو۔ تمہارے باپ پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ مروان جھوٹ

---

[1] میں نے لوگوں کو ہر زمانے میں آزمایا ہے۔ مگر سوائے دھوکہ باز اور دشمن کے میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ ۱۲

[2] اور حوادث زمانہ سے میں نے نہایت سخت اور شدید لوگوں کی دشمنی سے کسی واقعہ کو نہیں دیکھا۔

[3] میں نے تمام کڑوی چیزوں کو چکھا ہے۔ مگر سوال سے زیادہ کڑوی چیز کوئی نہیں دیکھی۔

کہتا ہے۔ کیونکہ قرآن مجید کی آئیت وَلَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ الخ عبد الرحمٰن رضہ کے حق میں نازل نہیں ہوئی۔ بلکہ وہ تو فلاں شخص کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مروان کے والد کو لعنت کی تھی۔ اور اُسوقت مروان اُسکی صلب میں تھا۔ تو مروان کو کہو کہ وہ اللہ کی لعنت سے فیض حاصل کرے +

ابن ابی شیبہ اپنی مصنّف میں عروہ سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ معاویہ رضہ نے فرمایا کہ حلم تجربہ سے حاصل ہؤا کرتا ہے +

ابن عساکر شعبی سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ عاقلان عرب چار ہیں۔ اوّل معاویہ رضہ۔ دوم عمرو بن عاص۔ سوم مغیرہ بن شعبہ۔ چہارم زیاد۔ معاویہ رضہ تو حلم و تحمّل کے باعث۔ اور عمرو بن عاص مشکلات کو حل کرنے کے باعث۔ اور مغیرہ بن شعبہ اچانک پیش آجانے والے کاموں کو درست کرنے کے باعث۔ اور زیاد چھوٹے بڑے کے ساتھ یکساں پیش آنے میں۔ نیز ان سے ہی مروی ہے۔ کہ عرب سے قاضی بھی چار ہوئے ہیں۔ اور زیرک اور چالاک بھی چار شخص ہی ہوئے ہیں۔ قاضی تو حضرت عمر رضہ۔ حضرت علی رضہ۔ ابن مسعود رضہ اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ تھے۔ اور زیرک و چالاک معاویہ رضہ۔ عمرو بن عاص رضہ۔ مغیرہ رضہ اور زیاد تھے +

قبیصہ بن جابر سے مروی ہے۔ کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ قاری اور فقیہہ کسی شخص کو نہیں دیکھا۔ اور طلحہ بن عبید اللہ سے بڑھکر بن مانگے دینے والا کسی کو نہیں دیکھا۔ اور معاویہ رضی اللہ عنہ جیسا حلیم اور ہوشیار کسی کو نہیں دیکھا۔ اور مغیرہ بن شعبہ تو ایسے ہیں۔ کہ اگر کسی شہر کے آٹھ دروازے ہوں۔ اور ان میں سے کسی ایک سے بھی سوائے مکر کے کوئی شخص نہ نکل سکتا ہو۔ مگر یہ سب دروازوں سے نکل آئینگے +

ابن عساکر حمید بن ہلال سے روایت کرتے ہیں۔ کہ عقیل بن ابی طالب نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا۔ کہ میں محتاج اور فقیر ہوں۔ مجھے کچھ دیجیئے۔ آپ نے کہا۔ کہ صبر کرو۔ جب مسلمانوں کے ساتھ مال غنیمت سے مجھے حصہ ملیگا۔ تو تمہیں دونگا۔ مگر انہوں نے اصرار کیا۔ کہ ابھی دیجیئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو کہا۔ کہ انہیں بازار میں لے جاؤ۔ اور کہو۔ کہ دُکانوں کے قفل توڑ کر جو کچھ انکیں ہے۔ لے لو۔ انہوں نے کہا۔ کہ آپ مجھے چور بناتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ تم مجھے ہی چور بناتے ہو۔ کہ مسلمانوں کا مال لے کر تمہیں دیدوں۔ انہوں نے

کہا۔ کہ میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جاتا ہوں۔ آپ نے کہا۔ کہ بڑے شوق سے جاؤ۔ پھر وہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ تو انہوں نے آپ کو ایک لاکھ درہم دیدیا۔ اور کہا۔ کہ منبر پر کھڑے ہو کر جو کچھ تمہارے بھائی علی رضی اللہ عنہ نے اور جو کچھ میں نے تم کو دیا ہے۔ اسکا اعلان کردو۔ انہوں نے منبر پر کھڑے ہو کر خدا کی حمد و ثناء کے بعد کہا۔ کہ اے لوگو! میں تمہیں ایک امر کی خبر دیتا ہوں۔ کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایسی چیز مانگی تھی جو اُن کے دین کو مضر تھی۔ پس انہوں نے اپنے دین کو زیادہ عزیز رکھا۔ اور اسی بات کا میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا۔ لیکن انہوں نے مجھے اپنے دین سے عزیز سمجھا +

ابن عساکر جعفر بن محمد سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ عقیل رضہ معاویہ رضہ کے پاس آئے تو معاویہ رضہ نے کہا کہ یہ عقیل ہیں اور ان کا چچا ابولہب ہے۔ عقیل رضہ نے کہا۔ کہ یہ معاویہ ہے۔ اور اسکی پھوپھی حمالۃ الحطب ہے +

ابن عساکر اوزاعی سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ خریم بن فاتک امیر معاویہ رضہ کے پاس اپنے تہ بند کو اُٹھائے چلے آتے تھے۔ اور ان کی پنڈلیاں بہت خوبصورت تھیں۔ معاویہ رضہ نے اُنہیں دیکھ کر کہا۔ کاش کہ یہ پنڈلیاں کسی عورت کی ہوتیں۔ خریم نے کہا۔ ہاں بیشک آپ کی سرینوں میں ہونی چاہیئے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد میں مندرجہ ذیل اعلامِ اُمّت فوت ہوئے صفوان بن امیہ۔ حضرت حفصہ رضہ۔ حضرت اُمّ حبیبہ رضہ۔ حضرت صفیہ رضہ حضرت میمونہ رضہ۔ حضرت سودہ رضہ۔ حضرت جویریہ رضہ۔ اور حضرت عائشہ رضہ لبید شاعر۔ عثمان بن طلحہ حجبی۔ عمرو بن عاص۔ عبداللہ بن سلام۔ محمد بن سلمہ۔ ابو موسےٰ اشعری۔ زید بن ثابت۔ ابوبکرہ۔ کعب بن مالک۔ مغیرہ بن شعبہ۔ جریر بجلی۔ ابو ایوب انصاری۔ عمران بن حصین۔ سعید بن زید۔ ابو قتادہ انصاری۔ فضالہ بن عبید عبدالرحمٰن بن ابوبکر۔ جبیر بن مطعم۔ اسامہ بن زید۔ ثوبان۔ عمرو بن حزم۔ حسان بن ثابت۔ حکیم بن حزام۔ سعد بن ابی وقاص۔ ابوالیسر۔ قثم بن عباس۔ انکے بھائی عبیداللہ۔ عقبہ بن عامر۔ ابوہریرہ۔ انہوں نے ۵۹ھ میں وفات پائی۔ وہ اکثر خدا تعالےٰ سے دُعا کیا کرتے تھے۔ کہ اے اللہ میں تجھ سے ۶۰ھ اور لونڈوں کی امارت سے پناہ مانگتا ہوں چنانچہ ان کی یہ دعا قبول ہوئی۔ ان کے علاوہ اور بہت سے لوگ فوت ہوئے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین +

یزید بن معاویہؓ ابو خالد اموی

یزید بن معاویہ رضہ ۴۵ھ یا ۴۶ھ ہجری میں پیدا ہؤا - نہایت موٹا تازہ آدمی تھا - بدن پر بال بہت تھے - اس کی والدہ میسون بنت بجدل کلبیہ تھی - احادیث اس نے اپنے والد سے روائیت کی ہیں - اور اس سے اس کے بیٹے خالد اور عبدالملک بن مروان نے روائیت کی ہے - اس کے والد نے اپنی زندگی میں ہی اسے اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا - اور لوگوں نے اِس بات کو بُرا سمجھا تھا - جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے +

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں - کہ دو شخصوں نے لوگوں کا کام بگاڑ رہا ہے - ایک تو عمرو بن عاص نے کہ انہوں نے جنگ صفین میں معاویہ رضہ کو مشورہ دیا - کہ قرآن مجید نیزوں پر بلند کئے جائیں - اور اس مکر سے صُلح ہو گئی -

(ابن قراء کہتے ہیں - کہ اس بات سے انہوں نے خارجیوں کو مضبوط کر دیا - جو قیامت تک باقی رہیں گے)

اور دوسرے مغیرہ بن شعبہ نے کہ وہ معاویہ رضہ کی طرف سے کوفہ کے عامل تھے تو معاویہ رضہ نے انہیں لکھا - کہ جب میرا خط پڑھو - اسی وقت سے اپنے آپ کو معزول سمجھو - جب انہوں نے حکومت سے دست بردار ہونے میں دیر کی - اور جب امیر معاویہ رضہ کے پاس پہنچے - تو انہوں نے پوچھا - کہ تم نے اتنی دیر کیوں لگا دی - انہوں نے کہا کہ میں ایک خاص کام کی تیاری کر رہا تھا - معاویہ رضہ نے کہا - کہ وہ کیا - انہوں نے کہا - کہ آپ کے بعد آپ کے بیٹے یزید کے لئے بیعت لے رہا تھا - معاویہ رضہ نے کہا - کیا تم اس کام کو انجام دیدیا - انہوں نے کہا ہاں - امیر معاویہ رضہ نے یہ سُنکر کہا - کہ جاؤ تم اپنے کام پر بحال ہو - جب وہاں سے رخصت ہو کر آئے - تو لوگوں نے پوچھا - کہ کیسے گذری - انہوں نے کہا - کہ میں نے معاویہ رضہ کے پاؤں ایسی گمراہی کی رکاب میں رکھدیئے ہیں - کہ تا قیامت اسمیں رہیں گے - حسن بصری کہتے ہیں - کہ یہی وجہ ہے - کہ باپ کے بعد بیٹا سلطنت کا حقدار ہونے لگا - ورنہ قیامت تک مسلمانوں میں مشورہ قائم رہتا +

ابن سیرین کہتے ہیں کہ عمرو بن حزم، معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے - اور کہا - کہ میں تمہیں خوفِ خدا دلاتا ہوں - کہ اُمت محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں کسی کو خلیفہ

معاویہ رضؓ نے کہا۔ کہ آپ نے بہت اچھا کیا۔ کہ مجھے نصیحت کی۔ اور اپنی رائے بتلا دی۔ اب میرا لڑکا اور دوسرے خلفاء کے لڑکے ہیں۔ اور میرا لڑکا ان سے زیادہ حقدار ہے +

عطیہ بن قیس کہتے ہیں۔ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک دن خطبہ پڑھا تو دعا کی کہ اے اللہ! اگر میں یزید کو اس کی لیاقت کی وجہ سے ولیعہد کرتا ہوں۔ تو مجھ کو میری امید میں کامیاب کر۔ اور اگر میں محض شفقتِ پدری کے باعث اس بات پر مائل ہوا ہوں۔ اور حقیقت میں قابلِ خلافت نہیں۔ تو تخت نشین ہونے سے پہلے پہلے اس کی جان قبض کرے۔ جب معاویہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے۔ تو اہل شام نے یزید سے بیعت کر لی۔ اور پھر اس نے اہلِ مدینہ کیطرف کسی شخص کو بھیجا۔ تاکہ ان سے بیعت لے۔ مگر حضرت حسین اور ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے بیعت کرنے سے انکار کیا اور وہ دونوں اسی رات کو مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے تو نہ یزید کی بیعت کی۔ اور نہ اپنی بیعت کے لئے کسی کو ترغیب دی۔ مگر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے ہی کوفہ کے لوگ بلا رہے تھے مگر آپ انکار کرتے رہے۔ اب جو لوگوں نے یزید سے بیعت کی۔ تو آپ کبھی اپنی پہلی موجودہ حالت پر ہی رہنے کا قصد کرتے۔ اور کبھی اہل کوفہ کی طرف جانے کا ارادہ کرتے۔ آپ اسی ششش و پنج میں تھے۔ کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے آپ کو اہلِ کوفہ کے پاس چلنے کا مشورہ دیا۔ مگر ابن عباس رضی اللہ عنہ کہنے لگے۔ کہ آپ یہاں سے نہ جائیے۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ آپ یہاں سے نہ جائیے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا اور آخرت میں سے کسی کو پسند کرنے کا اختیار دیا گیا تھا۔ تو آپ نے آخرت کو ہی پسند فرمایا تھا۔ اور آپ چونکہ ان کے لختِ جگر ہیں۔ اسلئے دنیا آپ کو نہیں مل سکیگی۔ پھر ابن عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے معانقہ کیا۔ اور رو کر وداع کیا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے۔ کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے ہماری بات نہ مانی۔ اور اہل کوفہ کی طرف نکل کھڑے ہوئے۔ حالانکہ انکو اپنے والد اور اپنے بھائی کے معاملے میں کوفہ والوں کا تجربہ ہو چکا تھا۔ جابر بن عبداللہ۔ ابو سعید اور ابو واقد لیثی وغیرہم نے بھی آپ کو سمجھایا۔ مگر آپ نے کسی کی بات نہ مانی۔ اور کوفہ کی طرف جانے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ جاتے وقت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ مجھے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ اپنے حرموں اور بچوں کے سامنے شہید کر دیئے جاؤ گے

جیسے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل کر دیئے گئے تھے - یہ کہکر ابن عباس رو پڑے اور کہا - کہ تم نے تو زبیر کی آنکھوں کو ٹھنڈا کیا ہے - ادھر سے جب ابن زبیر سامنے آئے - تو ابن عباس نے کہا - کہ لو بھائی تمہاری مراد پوری ہوئی حضرت حسین رضی اللہ عنہ چلنے کو تیار ہیں - اور ہمیں اور حجاز کو چھوڑے جاتے ہیں - پھر انہوں نے یہ شعر پڑھا :- ؎

يَا لَكِ مِنْ قُنْبُرَةٍ بِمَعْمَرِ   خَلَا لَكِ الْبَرُّ فَبِيضِي وَاصْفِرِي

نَقِّرِي مَا شِئْتِ اَنْ تَنْقِرِي

غرض حضرت حسین رضی اللہ عنہ اہل عراق کے لکھنے کے موافق دس ذی الحجہ کو اپنے اہل کا ایک گروہ ساتھ لے کر جس میں ۸۲ مرد اور عورتیں اور بچے تھے - کوفہ کو روانہ ہوئے ادھر یزید نے عراق کے حاکم عبید اللہ بن زیاد کو آپ سے جنگ کرنے کا حکم دیا - تو اُس نے عمر بن سعد بن ابی وقاص کی زیر کمان چار ہزار لشکر روانہ کیا - پس اہل کوفہ نے جس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ دغا کی تھی - اسی طرح آپ کا ساتھ بھی چھوڑ دیا - اور جب دشمنوں نے ہر طرف سے غلبہ کر لیا - تو آپ نے صلح کرنے یا واپس چلا جانے یا یزید کے پاس چلکر بیعت کرنے کو کہا - مگر انہوں نے نہ مانا - اور آپ کو شہید کر دیا - اور آپ کا سر مبارک ایک طشت میں رکھکر ابن زیاد کے سامنے پیش کیا گیا - خدا آپ کے قاتل ابن زیاد اور یزید پر لعنت کرے - آپ کی شہادت کربلا میں عاشوراء کے روز ہوئی - جس کا قصہ بہت لمبا ہے - اور اس کے سننے کا کوئی دل متحمل نہیں ہو سکتا - اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ - آپ کے ساتھ آپ کے اہل بیت سے ۱۶ آدمی شہید ہوئے - آپ کے شہید ہونے کے بعد سات دن تک دیواروں پر دھوپ کا رنگ زعفرانی معلوم ہوتا تھا - تارے ایک دوسرے پر ٹوٹ ٹوٹ کر گرتے تھے - سورج کو گہن لگ گیا تھا - آپ کے قتل کے چھ مہینے بعد تک آسمان کے کنارے سُرخ رہے - اور وہ سُرخی برابر آجتک موجود ہے - حالانکہ قتل حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے پہلے اسکا نام ونشان بھی نہ تھا - کہتے ہیں - کہ اُسدن بیت المقدس میں جو پتھر اُٹھایا جاتا تھا - اُس کے نیچے سے تازہ خون نکلتا تھا - اور لشکر مخالف میں جتنا کسم تھا سب راکھ ہو گیا -

؎ اے معمر کے چنڈول تیرے لئے میدان خالی ہو گیا ہے - پس جس جگہ چاہے انڈے دے اور چہچہا - اور جہاں چاہے دانہ چگ ۱۲

ان ظالموں نے اپنے لشکر میں ایک اونٹ ذبح کیا۔ تو اُس کے گوشت سے آگ کے شعلے نکلتے تھے۔ جب انہوں نے اُسے پکایا۔ تو وہ کوئلے کی طرح سیاہ ہو گیا +

ایک شخص نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی نسبت کوئی کلمہ گستاخی کا کہا۔ تو خدا تعالےٰ نے آسمان سے ستارے اُسپر پھینکے جن سے اُس کی آنکھیں جاتی رہیں +

ثعالبی کہتے ہیں۔ کہ کئی راویوں نے عبدالملک بن عمیر لیثی سے روائت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا۔ میں نے اسی امارت کوفہ کے محل میں حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا سر ایک ڈھال پر رکھا ہوا عبیداللہ بن زیاد کے سامنے دیکھا ہے۔ اور پھر اُس میں عبیداللہ بن زیاد کا سر مختار بن ابی عبید کے سامنے دیکھا ہے۔ اور پھر مختار کے سر کو مصعب بن زبیر کے سامنے دیکھا ہے۔ اور پھر مصعب کے سر کو عبدالملک کے سامنے دیکھا ہے۔ عبدالملک کو یہ بات لوگوں نے سنائی۔ تو اس محل کو منحوس سمجھ کر چھوڑ دیا +

ترمذی سلمی رضہ سے روائت کرتے ہیں۔ کہ میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی۔ تو دیکھا کہ آپ رو رہی ہیں۔ میں نے کہا۔ کہ آپ کیوں روتی ہیں؟ تو اُنہوں نے فرمایا۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے کہ آپ کی ریش اور سر مبارک خاک آلودہ تھا۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا یہ حال کیسا دیکھتی ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میں ابھی قتل حسین رضہ کا واقعہ دیکھنے گیا تھا +

بیہقی دلائل میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روائت کرتے ہیں۔ کہ میں نے دوپہر کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ کہ آپ کے بال منتشر اور خاک آلود ہو رہے ہیں۔ اور ایک شیشہ ہاتھ میں ہے جس میں خون بھرا ہوا ہے میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ یہ کیسی حالت ہے؟ آپ نے فرمایا۔ کہ یہ حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کا خون ہے جسے میں آج تمام دن اکٹھا کرتا رہا ہوں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ میں نے اُس دن کو یاد رکھا۔ اور بعد میں معلوم ہوا۔ کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اسی روز قتل ہوئے تھے +

ابو نعیم دلائل میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روائت کرتے ہیں۔ کہ

میں نے جنوں کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر روتے اور نوحہ کرتے سُنا ہے +
ثعلب اپنے امالی میں ابو جناب کلبی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں کربلا میں آیا۔ تو اشراف عرب سے ایک شخص سے میں نے پوچھا۔ کہ میں نے سُنا ہے۔ کہ تم جنات کا نوحہ سُنتے رہے ہو۔ اس نے جواب دیا۔ کہ یہ بات تو تمہیں ہر شخص جو تمہیں ملیگا بتا دیگا۔ میں نے کہا۔ کہ تم نے جو کچھ سُنا ہے۔ وہ مجھے بتاؤ۔ اس نے کہا میں نے تو یہ شعر سُنے ہیں :- شعر

مَسَحَ الرَّسُوْلُ جَبِیْنَہٗ فَلَہٗ بَرِیْقٌ فِی الْخُدُوْدِ
اَبَوَاہُ مِنْ عُلْیَا قُرَیْشٍ وَجَدُّہٗ خَیْرُ الْجُدُوْدِ

جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائی شہید ہوئے۔ تو ابن زیاد نے ان کے سر یزید کی طرف روانہ کئے۔ تو وہ پہلے تو ان کے قتل سے خوش ہوا مگر جب سب مسلمان اس کی اس حرکت سے خفا ہوئے۔ تو بھی شرمندہ اور پشیمان ہوا۔ اور حق بات یہ ہے۔ کہ لوگوں کا اس سے ناراض ہونا بجا تھا +

ابو یعلیٰ اپنی مسند میں بسند ضعیف ابو عبیدہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری اُمت ہمیشہ عدل و انصاف پر قائم رہیگی حتیٰ کہ بنی امیہ سے ایک شخص یزید نامی اسمیں رخنہ ڈالیگا +

رُویانی نے اپنی مسند میں ابو الدرداء سے روایت کی ہے۔ کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے۔ کہ سب سے پہلے بنی امیہ کا ایک شخص یزید نامی میری سنت کو بدلیگا۔

نوفل بن ابو الفرات کہتے ہیں۔ کہ عمر بن عبد العزیز کے پاس میں بیٹھا تھا۔ کہ ایک شخص نے یزید کا ذکر کیا۔ اور کہا۔ کہ امیر المومنین یزید بن معاویہ نے یوں کہا ہے۔ عمر بن عبد العزیز نے کہا۔ کہ تو نے اُسے امیر المومنین کہا ہے۔ پھر اُسے بیس[۲۰] کوڑے لگانے کا حکم کیا ہے +

سنہ ۶۳ ہجری میں یزید کو خبر ملی۔ کہ اہل مدینہ نے اُس کی بیعت فسخ کر دی ہے

---

۵۱ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے چہرۂ مبارک پر ہاتھ پھیرا ہے۔ اسی سبب سے ان کے رخسارے چمک رہے ہیں۔ ان کے والدین قریش کے اعلیٰ خاندان سے ہیں۔ اور ان کے نانے بہترین خلقت ہیں + ۲

اور اُس سے باغی ہو گئے ہیں + اُس نے فوراً ایک جرار لشکر ان سے لڑنے کیلئے روانہ کیا۔ اور کہا۔ کہ ان سے لڑنے کے بعد مکہ میں جا کر ابن زبیر رضہ سے جنگ کریں۔ چنانچہ مدینہ کے باب طیبہ پر جنگ حرہ ہؤا۔ اور جنگ بھی کیسے ہؤا۔ کہ حسن بصری رح ایک دفعہ اُسکا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ کوئی شخص ایسا نہ تھا۔ جو اس لشکر کے گزند سے محفوظ رہا ہو۔ بہت سے صحابہ اور دیگر لوگ اس جنگ میں قتل ہوئے۔ مدینہ منورہ کو لوٹا گیا۔ اور ایک ہزار لڑکیوں کا ازالہ بکارت کیا گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔ حالانکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ جس نے اہل مدینہ کو خوف زدہ کیا۔ اللہ تعالےٰ اوسکو خوف زدہ کرے گا۔ اور اوسپر اللہ تعالےٰ اور اُس کے تمام فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہوگی (مُسلم نے اسے روائیت کیا ہے)

اہلِ مدینہ کے بعیت فسخ کرنے کا یہ سبب ہؤا۔ کہ یزید نے گناہوں میں بہت ہی زیادتی شروع کر دی تھی۔ چنانچہ واقدی بسند عبداللہ بن حنظلہ بن غسیل روائیت کرتے ہیں۔ کہ ہم نے اسوقت تک یزید کی بعیت نہیں فسخ کی حتیٰ کہ ہمیں یقین نہ ہو گیا۔ کہ آسمان سے پتھر برسیں گے۔ یہاں تک نوبت پہونچی تھی۔ کہ لوگ ماؤں بیٹیوں اور بہنوں سے نکاح کرتے تھے۔ اور شراب پیتے تھے۔ اور نماز چھوڑ بیٹھے تھے +

ذہبی کہتے ہیں۔ کہ جب یزید اہل مدینہ کے ساتھ اس بدی سے پیش آیا (اور شراب وغیرہ برے کام تو وہ پہلے ہی کرتا تھا) تو لوگ اوس سے بہت ہی برافروختہ ہوئے۔ اور سب کے سب اوس کے برخلاف اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور خدا نے اُس عمر میں برکت نہ دی۔ جب لشکر حرہ ابن زبیر رضہ سے لڑنے کے لئے مکہ کو روانہ ہؤا۔ تو راستے میں سپہ سالار لشکر مر گیا۔ تو اس کی جگہ یزید نے اور امیر بنایا۔ آخر ٦٤ھ ہجری ماہ صفر میں انہوں نے مکہ کا محاصرہ کر لیا۔ اور ابن زبیر رضہ سے جنگ شروع ہو گیا۔ اور منجنیق مارنے لگے۔ اور اُن کی آگ کے شعلوں سے کعبہ کے پردے چھت اور اس دنبہ کے سینگ جل گئے جو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا فدیہ بنا کر بھیجا گیا تھا۔ اور اس زمانہ سے چھت میں لٹکے چلے آتے تھے۔ اسی سال نصف ماہ ربیع الاوّل میں خدا تعالےٰ نے یزید کو ہلاک کیا۔ اور یہ خبر مکہ میں عین حالت میں پہونچی۔ پس ابن زبیر رضہ نے فوراً پکار دیا۔ کہ اے اہل شام تمہارا

گمراہ کنندہ مرگیا - یہ سُنکر وہ سب بھاگے - اور لوگوں نے انکا تعاقب کر کے انہیں خوب ذلیل وخوار کیا - اس کے بعد ابن زبیرؓ نے لوگوں سے بیعت لے لی - اور خلیفہ ہوئے اور اہلِ شام نے معاویہ بن یزید سے بیعت کی - مگر وہ دیر تک خلیفہ نہیں رہا - جیسا کہ ہم عنقریب ہی بیان کرینگے - یزید شعر کہا کرتا تھا - چنانچہ ذیل کے شعر اُسی کے ہیں شعر

اٰبَ ھٰذَا الْھَمُّ فَاکْتَنَعَا ۔ وَاَمَرَّ النَّوْمَ فَامْتَنَعَا
رَاعِیًا لِلنَّجْمِ اَرْقُبُہٗ ۔ فَاِذَا مَا کَوْکَبٌ طَلَعَا
حَامَ حَتّٰی اَنَّنِیْ لَا اَرٰی ۔ اَنَّہٗ بِالْغَوْرِ قَدْ وَقَعَا
وَلَھَا بِالْمَاطِرُوْنَ اِذَا ۔ اَکَلَ النَّمْلُ الَّذِیْ جَمَعَا
نُزْھَۃٌ حَتّٰی اِذَا بَلَغَتْ ۔ نَزَلَتْ مِنْ جِلَّقٍ بِیَعَا
فِیْ قِبَابٍ وَسْطَ دَسْکَرَۃٍ ۔ حَوْلَھَا الزَّیْتُوْنُ قَدْ یَنَعَا

ابن عساکر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں - کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا - کہ تم میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایسے ہونگے - جیسا کہ لوہے کا سینگ ہوتا ہے - اور پھر حضرت عثمان بن عفان ذوالنورین مظلوم قتل ہونگے - اور اُنہیں دُگنا اجر ملیگا - معاویہ رضہ اور اُنکا بیٹا دونوں ارض مقدس یعنی شام کے بادشاہ ہونگے - اور سفاح - سلام - منصور - جابر - مہدی - امین - اور امیر الغضب سب کے سب بنی کعب بن لوئی سے ہونگے - اور ایسے صالح بادشاہ ہونگے - کہ اُن کی مثال نہ ملیگی -

ذہبی کہتے ہیں - کہ یہ حدیث ابن عمر رضہ سے کئی طریقوں سے مروی ہے - مگر کسی نے اسے مرفوع نہیں کہا +

۱؎ قبیلہ سہم واپس آیا - اور مجتمع ہوگیا - اور نیند کو اُس نے مجھ سے باز رکھا - وہ قبیلہ ستارہ کا منتظر تھا - اور میں اسکا انتظار کر رہا تھا - حتّٰی کہ جب ستارہ چڑھا - تو وہ قبیلہ واپس ہؤا - حتّٰی کہ میں دیکھتا ہوں - کہ وہ زمین یمن میں جا اُترا ہے - یہ قبیلہ موضع ماطرون میں جاکر سیر کرتا ہے - جبکہ چیونٹی اپنے ذخیرہ کو کاہل کر لیتی ہے - اور جب یہ قبیلہ موضع جلق کے گرجوں میں جا پہونچا - تو وہ گاؤں کے درمیانی گنبد میں جا اُترا جس کے اردگرد زیتون کے درخت اُگے ہوئے ہیں - ۱۲

واقدی ابوجعفر باقر سے روایت کرتے ہیں۔ کہ سب سے پہلے یزید بن معاویہ نے ہی کعبہ پر دیبائے رومی کا پردہ ڈالا +

یزید کے عہد میں مندرجہ ذیل اعلامِ اُمّت فوت ہوئے۔ (ان میں شہیدانِ کربلا اور شہیدانِ مدینہ شامل نہیں ہیں)

اُمّ المومنین حضرت اُم سلمہ۔ خالد بن عرفطہ۔ جرہد اسلمی۔ جابر بن عتیک۔ بریدہ بن خصیب۔ مسلمہ بن مخلد۔ علقمہ بن قیس نخعی فقیہ۔ مسروق۔ مسور بن مخرمہ وغیرہم رضی اللہ عنہم۔ جنگ حرہ میں انصار و قریش سے ۳۰۶ شخص شہید ہوئے +

معاویہ بن یزید

معاویہ بن یزید بن معاویہؓ۔ کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی۔ ابو یزید بھی اُسے کہتے تھے۔ اور ابولیلیٰ بھی کہا کرتے تھے۔ اپنے باپ کے بعد ربیع الاول سنہ ۶۴ ہجری میں خلیفہ ہوا۔ نہایت صالح اور نیک بخت تھا۔ جب خلیفہ ہوا۔ اسوقت بیمار تھا۔ اور آخر اسی بیماری سے مر گیا۔ نہ وہ کسی دن تخت پر بیٹھا۔ اور نہ اُس نے کوئی کام کیا۔ اور نہ ہی لوگوں کو اُس نے کوئی نماز پڑھائی۔ کُل چالیس دن خلیفہ رہا۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ وہ دو ماہ خلیفہ رہا۔ اور بعض کے نزدیک تین ماہ تک۔ اور ۲۱ یا ۲۰ برس کی عمر میں فوت ہو گیا۔ بوقتِ نزع اُس سے کہا گیا۔ کہ آپ کسی کو خلیفہ کیوں نہیں مقرر کر جاتے۔ کہنے لگا۔ کہ میں نے خلافت کی حلاوت چکھی نہیں۔ اِس لیے اس کی تلخی برداشت نہیں کر سکتا +

عبداللہ بن زبیرؓ

عبداللہ بن زبیر بن عوام بن خویلد بن اسد بن عبد العزّیٰ بن قصی اسدی۔ کنیت آپ کی ابوبکر تھی۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ ابو خبیب تھی۔ خود بھی صحابی تھے۔ اور باپ بھی صحابی اور والد ان کے عشرہ مبشرہ سے تھے۔ والدہ آپ کی اسماء بنت حضرت ابوبکر صدیق ہیں۔ ان کی دادی صفیہ رضؓ تھیں۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں۔ آپ بیس ماہ بعد از ہجرت مدینہ شریف میں پیدا ہوئے۔ ہجرت کے بعد مہاجرین کے ہاں سب سے پہلے جو بچہ پیدا ہوا۔ وہ آپ ہی ہیں۔ مسلمانوں میں انکی پیدائش کی بڑی خوشی

ہوئی تھی۔ کیونکہ یہودی کہا کرتے تھے۔ کہ ہم نے مسلمانوں پر جادو کر دیا ہے۔ اب ان کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (تبرگاً وتیمناً) ایک کھجور کو چبا کر ان کو چبایا۔ اور ان کا نام عبد اللہ اور ان کے نانا صدیق اکبر کے نام پر کنیت ابوبکر مقرر فرمائی۔ آپ کثیر الصوم۔ قائم اللیل۔ صلہ رحمی کرنے والے۔ اور اعلیٰ درجہ کے شجاع تھے۔ راتوں کے تین حصے کر رکھے تھے۔ ایک رات صبح تک نماز پڑھتے رہتے۔ ایک رات صبح تک رکوع ہی میں رہتے۔ اور ایک رات صبح تک سجدہ میں ہی رہتے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ نے تینتیس حدیثیں روایت کی ہیں۔ ان سے ان کے بھائی عروہ نے اور ابن ابی ملیکہ۔ عباس بن سہل۔ ثابت البنانی عطاء۔ عبیدہ سلمانی وغیرہ لوگوں نے روائیت کی ہے۔ یہ ان لوگوں سے تھے جنہوں نے یزید کی بیعت سے انکار کیا۔ اور مکہ معظمہ تشریف لے آئے۔ نہ اپنی بیعت کے لئے کسی کو کہا۔ اور نہ کسی کی بیعت کی۔ اسلئے یزید ان پر بہت خفا تھا۔ جب یزید مر گیا۔ تو لوگوں نے ان سے بیعت کر لی۔ اور اہلِ حجاز۔ یمن۔ عراق اور خراسان نے اُن کی اطاعت کر لی +

کعبہ کی عمارت کو آپ نے نئے سرے سے تعمیر کیا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ کے موافق دو دروازے بنائے۔ اور اپنی خالہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خواہش معلوم کر کے حجر کی طرف چھ گز زمین آگئیں اور زائد کر دی + صرف اہل شام ومصر نے آپ سے بیعت نہیں کی۔ کیونکہ انہوں نے معاویہ بن یزید سے بیعت کی تھی۔ لیکن اس کے مرنے کے بعد ان لوگوں نے بھی آپ سے بیعت کر لی۔ پھر مروان بن حکم بغاوت کر کے شام اور مصر پر غلبہ کر لیا۔ اور تا وفات انپر قابض رہا۔ اور مرتے وقت اپنے بیٹے عبد الملک کو ولیعہد کر گیا۔

ذہبی رحمتہ اللہ علیہ نے بالکل ٹھیک کہا ہے۔ کہ ابن مروان خلفاء سے شمار نہیں ہو سکتا۔ بلکہ وہ باغی تھا۔ کہ جس نے ابن زبیر رضہ سے سرکشی کی۔ اور نہ ہی اسکا اپنے بیٹے کو ولیعہد کرنا صحیح ہے۔ ہاں عبد الملک کی خلافت عبد اللہ بن زبیر رضہ کے مقتول ہونے کے بعد درست ہوئی ہے +

عبد اللہ بن زبیر رضہ مکہ پر برابر خلیفہ رہے۔ حتیٰ کہ عبد الملک نے غلبہ پایا۔ اور آپ کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے حجاج کو چالیس ہزار سوار دیکر بھیجا۔ اُس نے برابر ایک ماہ تک مکہ کا محاصرہ رکھا۔ اور منجنیق لگا پتھر پھینکتا رہا۔ ابن زبیر رضہ کے

دوست فرہمراہی آپ سے علیحدہ ہو گئے - اور پوشیدہ حجاج سے جا ملے - پس ابن زبیرؓ کو حجاج نے پکڑ کر ۷۳ھ سنہ ہجری ۱۰ جمادی الاولےٰ یا آخرہ کو سُولی پر چڑھا دیا +

ابن عساکر محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر رضہ سے روائیت کرتے ہیں - کہ جس روز حجاج نے مکہ شریف پر منجنیق لگائی ہے - اس روز میں کوہ ابوقبیس پر کھڑا تھا - کہ میرے دیکھتے منجنیق سے ایک بڑا شعلہ نکلا - اور گدھے کی طرح گھوما - اور قریبًا پچاس اہل منجنیق کو جُھلس کر رکھ کر دیا +

عبداللہ بن زبیر رضہ اپنے زمانہ میں قریش کے شاہسوار تھے - اور آپ کے اکثر جنگی واقعات زبان زد تھے -

ابو یعلیٰ اپنی مسند میں ابن زبیر رضہ سے روائیت کرتے ہیں - کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز پچھنے لگوائے - اور جب فارغ ہوئے - تو فرمایا - اے عبداللہ! جاؤ - اس خون کو ایسی جگہ گرا آؤ - کہ تمہیں کوئی نہ دیکھے - انھوں نے الگ ہو کر اس خون کو پی لیا - اور جب واپس آئے - تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - کہ وہ خون کیا کیا - انہوں نے عرض کیا - کہ میں نے اُسے نہائیت ہی پوشیدہ جگہ میں رکھدیا ہے - آپ نے فرمایا - معلوم ہوتا ہے - کہ تم نے پی لیا ہے - انھوں نے عرض کیا - ہاں یا رسول اللہ! میں نے ایسا ہی کیا ہے - آپ نے فرمایا - کہ لوگوں کو تجھ سے خرابی پہونچیگی - اور تجھے لوگوں سے نقصان پہونچیگا - لوگ کہا کرتے تھے - کہ ان کی قوت اِسی خون کی وجہ سے تھی +

نوف بکالی کہتے ہیں - کہ میں کتب سابقہ میں ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو فارس الخلفاء (یعنی خلیفوں کے شاہسوار) لکھا دیکھتا ہوں +

عمرو بن دینار کہتے ہیں - کہ ابن زبیر رضہ سے بڑھکر خشوع وخضوع کے ساتھ نماز پڑھنے والا میں نے کسی کو نہیں دیکھا - آپ خانہ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے - اور منجنیق کے پتھر آپ کے کپڑوں سے آ آ کر لگتے تھے - لیکن آپ آنکھ اٹھا کر بھی اُن کی طرف نہ دیکھتے +

مجاہد کہتے ہیں - کہ جس عبادت سے سب لوگ عاجز آ جاتے تھے - ابن زبیر اُسے بھی ادا کر دیا کرتے تھے - چنانچہ ایک دفعہ اتنا پانی آیا - کہ اس سے خانہ کعبہ چھپ گیا - تو آپ تیر کر طواف کرتے رہے +

عثمان بن طلحہ کہتے ہیں - کہ تین باتوں یعنی شجاعت - عبادت اور بلاغت میں ابن زبیر

رضی اللہ عنہ بے مثل تھے۔ آواز ایسی بلند تھی۔ کہ پہاڑوں کے ساتھ جاکر ٹکرایا کرتی تھی*
ابن عساکر عروہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ نابغہ جعدی نے عبداللہ بن زبیر کو یہ شعر سنائے۔ شعر

حَکَیْتَ لَنَا الصِّدِّیْقَ لَمَّا وَلِیْتَنَا ؎۱ وَعُثْمَانَ وَالْفَارُوْقَ فَارْتَاحَ مُعْدِمُ

وَسَوَّیْتَ بَیْنَ النَّاسِ فِی الْحَقِّ فَاسْتَوٰی فَعَادَ صَبَاحًا حَالِکُ اللَّوْنِ اَسْحَمُ

ہشام بن عروہ اور خبیب سے مروی ہے۔ کہ پہلے پہل جس نے خانہ کعبہ پر دیبائے رومی کا پردہ ڈالا۔ وہ عبداللہ بن زبیر ہی تھے۔ اس سے پہلے خانہ کعبہ پر ٹاٹ اور چمڑے کا پردہ ہوا کرتا تھا*

عمرو بن قیس سے مروی ہے۔ کہ ابن زبیر رضہ کے ایک سو غلام تھے۔ جن سے ہر ایک غلام علیحدہ علیحدہ زبان میں گفتگو کیا کرتا تھا۔ اور ابن زبیر رضہ ہر ایک سے اسی کی زبان میں گفتگو کیا کرتے تھے۔ اور جب میں آپ کے دنیاوی کاروبار دیکھتا۔ تو سمجھتا تھا۔ کہ ان کو کبھی خدا یاد آتا ہی نہ ہوگا۔ اور جب آپ کے دینی امور کو دیکھتا۔ تو خیال کرتا تھا کہ دنیا کا کوئی کام یہ کرتے ہی نہ ہونگے*

ہشام بن عروہ سے مروی ہے۔ کہ میرے چچا عبداللہ بن زبیر رضہ نے سب سے پہلے جو لفظ زبان سے نکالا۔ وہ سیف تھا۔ اور اسے ایسا ورد زبان کیا۔ کہ کبھی نہ بھلاتے آپ کے والد ماجد نے بطور پیشگوئی کہا۔ کہ اے بیٹے تمہیں اس تلوار سے مدت دراز تک کام پڑتا رہیگا*

ابو عبیدہ سے مروی ہے۔ کہ عبداللہ بن زبیر اسدی عبداللہ بن زبیر بن عوام کے پاس آئے۔ اور کہا کہ آپ فلاں سلسلہ سے میرے رشتہ دار ہیں۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ہاں بیشک یہ بات صحیح ہے۔ مگر اگر تم غور سے سوچو۔ تو سب لوگ ایک ہی ماں اور باپ کے بیٹے ہیں۔ اس نے کہا۔ اے امیر المومنین میرا خرچ ختم ہوگیا ہے۔

؎۱ جب سے کہ تم ہم پر حاکم ہوئے ہو (تو تم نے ایسا عدل و انصاف کیا ہے) کہ حضرت ابوبکر صدیق۔ اور حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے مشابہ ہوگئے ہو۔ پس تنگدست مفلس نے راحت پالی ہے۔ اور آپ نے تمام خلقت کو حق میں برابر رکھا ہے۔ پس حق روشن ہوگیا ہے بعد اس کے نہایت سخت سیاہ تھا* ۱۲

آپ نے کہا۔ کہ میں تمہارے نفقہ کا ضامن تو نہیں ہوا تھا۔ بہتر یہ ہے۔ کہ تم اپنے گھر چلے جاؤ۔ اُس نے کہا۔ اے امیر المومنین میری اونٹنی تھک گئی ہے۔ اور اس کے پاؤں میں سوراخ ہو گئے ہیں۔ آپ نے کہا کہ اپنی اونٹنی کو آہستہ آہستہ کسی مرغزار میں لے جا۔ اور چرنے کے لئے اُسے چھوڑ دے۔ اور اُسے نمدہ پہنا دے۔ اور عصر و مغرب کے وقت لے کر اسے چلا کر۔ اُس نے کہا۔ اے امیر المومنین میں آپ سے کچھ انعام لینے آیا تھا۔ صلاح و مشورہ پوچھنے تو نہیں آیا تھا۔ اِس اونٹنی پر لعنت ہے جس نے مجھے یہاں تک پہونچایا۔ ابن زبیر رضہ نے کہا۔ کہ اس اونٹ کے سوار پر بھی تو لعنت کہو۔ پس اسدی یہ اشعار پڑھتا ہوا وہاں سے نکلا:۔ شعر

أَرَى الْحَاجَاتِ عِنْدَ أَبِي خُبَيْبٍ ... نَكِدْنَ وَلَا أُمَيَّةَ فِي الْبِلَادِ

مِنَ الْأَعْيَاصِ أَوْ مِنْ آلِ حَرْبٍ ... أَغَرَّ كَغُرَّةِ الْفَرَسِ الْجَوَادِ

وَقُلْتُ لِصُحْبَتِي أَدْنُوا رِكَابِي ... أُفَارِقُ بَطْنَ مَكَّةَ فِي سَوَادِ

وَمَا لِي حِيْنَ أَقْطَعُ ذَاتَ عِرْقٍ ... إِلَى ابْنِ الْكَاهِلِيَّةِ مِنْ مَعَادِ

عبد الرزاق زہری سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی جناب میں کبھی کسی دشمن کا سر پیش نہیں کیا گیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک سر پیش کیا گیا تھا۔ مگر آپ ناخوش ہوئے تھے۔ پہلے پہل عبد اللہ بن زبیر کے سامنے ہی دشمن کا سر کاٹ کر پیش کیا گیا۔ اُنہیں کے زمانے میں مختار کاذب نے نبوت کا دعوےٰ کر کے خروج کیا تھا۔ عبد اللہ بن زبیر نے ۶۷ھ ہجری میں اس لعین سے جدال و قتال کر کے اُسے قتل کر ڈالا تھا +

ے۱ میں جانتا تھا۔ کہ ابو خبیب کے ہاں میری حاجات پوری ہو جائیں گی۔ جب کہ امیہ۔ اعیاص اور آل حرب سے کوئی بھی موجود نہیں۔ جو نہایت ہی شریف تھے۔ اور میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ کہ میری اونٹنیاں لاؤ۔ کہ میں اندھیرے ہی میں بطن مکہ سے جدا ہو جاؤں۔ کیونکہ ذات عرق کی مسافت طے کر کے ابن کاہلیہ کے پاس جانے سے مجھے اچھا انجام نہیں ملیگا ۱۲ منہ

۱۲ ۱۲ ۱۲

حسب ذیل مشاہیر اُمت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے عہد میں فوت ہوئے:۔
اسید بن ظہیر ۔ عبداللہ بن عمرو بن عاص ۔ نعمان بن بشیر ۔ سلیمان بن سرد ۔ جابر بن سمرہ ۔ زید بن ارقم ۔ عدی بن حاتم ۔ ابن عباس ۔ ابو واقد لیثی ۔ زید بن خالد جہنی ۔ ابوالاسود دئلی ۔ و دیگر حضرات رضی اللہ عنہم اجمعین +

عبدالملک بن مروان

عبدالملک بن مروان بن حکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبدشمس بن عبدمناف بن قصی بن کلاب ۔ کنیت ابوالولید تھی ۔ ۲۶ ہجری میں پیدا ہوا ۔ اور عبداللہ بن زبیر کی خلافت میں بحیات اپنے باپ کے ولیعہد ہوا ۔ اس لحاظ سے اُس کی خلافت صحیح نہیں ہوئی ۔ اور یہ مصر و شام پر غالب رہا ۔ پھر عراق پر بھی غالب ہوگیا اور ۷۳ ہجری میں ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو شہید کر کے تمام ملکوں پر متصرف ہوگیا اور اسی روز سے اُس کی خلافت صحیح ہوئی ۔ اسی سال حجاج نے کعبہ شریف کو منہدم کر کے اس صورت میں بنا دیا جیسے کہ آج ہے ۔ اور اسی حجاج کے اشارے سے ایک شخص نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو ایک زہر میں بجھے ہوئے حربہ سے زخمی کیا جس سے آپ بیمار ہو کر ۷۴ ہجری میں فوت ہوئے ۔ اس کے بعد حجاج نے مدینہ میں جا کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے باقی ماندہ صحابہ کو ذلیل و خوار کیا ۔ چنانچہ حضرت انس رضہ ۔ جابر بن عبداللہ رضہ اور سہل بن ساعدی رضہ کی مشکیں کسوالیں ۔ اور ان کی سخت توہین کی ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ +

۷۵ ہجری میں عبدالملک نے لوگوں کے ساتھ حج کیا ۔ اور حجاج کو عراق کا حاکم بنا کر روانہ کیا +

۷۷ ہجری میں ہرقلہ فتح ہوا ۔ اور عبدالعزیز بن مروان نے جامع مصر کو مسمار کر کے چاروں طرف سے اُسکو وسیع کیا +

۸۲ ہجری میں مصیصہ کا قلعہ سنان فتح ہوا ۔ اور مغرب میں جنگ ارمینیہ وصنہاجہ ہوا +

۸۳ ہجری میں حجاج نے شہر واسط کی بنیاد ڈالی +

۸۴ ہجری میں مصیصہ اور اودیہ فتح ہوا +

۸۵ھ ہجری میں عبدالعزیز بن ابی حاتم بن نعمان باہلی نے شہر اردبیل اور شہر بردعہ کو بسایا +

۸۶ھ ہجری میں قلعہ نولق اور قلعہ اخرم فتح ہوا۔ اسی سال طاعون فتیات پھیلی اور طاعون فتیات اسے اس لئے کہتے ہیں۔ کہ یہ پہلے عورتوں سے شروع ہوئی تھی۔ اسی سال خلیفہ عبدالملک ۱۷ بچے چھوڑ کر شوال میں فوت ہوا +

احمد بن عبداللہ عجلی کہتے ہیں۔ کہ عبدالملک کے منہ سے بدبو آیا کرتی تھی۔ اور چھ ماہہ تھا +

ابن سعد کہتے ہیں۔ کہ خلیفہ ہونے سے پہلے عبدالملک نہایت عابد و زاہد تھا۔

یحییٰ غسانی کہتے ہیں۔ کہ عبدالملک بن مروان اُم الدرداء کے پاس اکثر بیٹھا کرتا تھا تو ایک دن انہوں نے دریافت کیا۔ کہ امیرالمؤمنین مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ تم قربانی اور عبادت کے بعد شراب پیتے ہو۔ وہ کہنے لگا۔ ہاں سچ۔ میں اس خون کو پیا ہی کرتا ہوں +

نافع کہتے ہیں کہ میں نے مدینہ میں کوئی جوان عبدالملک بن مروان سے بڑھکر چالاک فقیہ عابد اور واقف قرآن نہیں دیکھا +

ابوالزناد کہتے ہیں۔ کہ سعید بن مسیب۔ عبدالملک بن مروان۔ عروہ بن زبیر اور قبیصہ بن ذویب فقہائے مدینہ سے شمار ہوتے تھے +

ابن عمر رض فرمایا کرتے تھے۔ کہ اور لوگ تو بیٹے جنتے ہیں۔ مگر مروان نے باپ کو جنا ہے۔

عبادہ بن لبنی نے حضرت ابن عمر رض سے پوچھا۔ کہ آپ لوگ تو بوڑھے ہو گئے ہیں۔ اور آپ کے بعد ہم کس سے مسائل دریافت کیا کرینگے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ مروان کا بیٹا فقیہ ہے۔ اس سے پوچھ لیا کرنا۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام سحیم کہتے ہیں۔ کہ عبدالملک لڑکا ہی تھا کہ ایک روز وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا۔ تو انہوں نے فرمایا۔ کہ یہ کبھی عرب کا بادشاہ ہوگا +

عبیدہ بن رباح غسانی کہتے ہیں۔ کہ ام الدرداء نے عبدالملک بن مروان کو ایک دن کہا۔ کہ میں پہلے ہی سمجھتی تھی۔ کہ تم ضرور بادشاہ ہو گے۔ عبدالملک نے پوچھا کہ وہ کس طرح۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ میں نے تم سے زیادہ اچھا بات سننے والا۔ اور نہ بات سننے والا دیکھا +

شعبی کہتے ہیں۔ کہ میں جس شخص کے پاس بیٹھا۔ اس سے میں نے اپنے آپ کو بڑا ہی سمجھا۔ مگر عبدالملک بن مروان سے میں نے جس بات میں گفتگو کی۔ وہ مجھ سے بڑھ گیا۔ اور جس شعر میں اس سے مباحثہ کیا۔ وہ مجھ سے سبقت ہی لے گیا +

ذہبی کہتے ہیں۔ کہ عبدالملک نے عثمان رضہ۔ ابی ہریرہ رضہ۔ ابوسعید رضہ ام سلمہ رضہ۔ بریرہ رضہ ابن عمر رضہ اور معاویہ رضہ سے احادیث سنی۔ اور اس سے عروہ۔ خالد بن معدان۔ رجا بن حیوۃ۔ زہری۔ یونس بن میسرہ۔ ربیعہ بن یزید اسمٰعیل بن عبید اللہ۔ جریر بن عثمان وغیرہم نے روایت کی +

بکر بن عبداللہ مزنی کہتے ہیں۔ کہ ایک یوسف نام یہودی مسلمان ہوا۔ اور وہ کتب سابقہ کو اچھی طرح سے پڑھا ہوا تھا۔ ایک دن وہ مروان کے گھر کے پاس سے گذرا۔ تو کہنے لگا۔ کہ امتِ محمدیہ کو اس گھر والوں سے بہت سختی پہونچیگی میں نے اس سے پوچھا۔ کہ یہ سختی کب تک پہونچیگی۔ اس نے کہا۔ کہ جب تک سیاہ جھنڈے والے خراسان سے نہ آ جائینگے۔ یہ شخص عبدالملک بن مروان کا بڑا دوست تھا ایک دن اس کے شانوں پر ہاتھ مار کر کہنے لگا۔ کہ جب تو بادشاہ ہو جائے۔ تو امتِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے معاملہ میں خدا سے ڈر کر کام کرنا۔ عبدالملک نے کہا۔ کہ چھوڑو بھی۔ میں کہاں اور بادشاہت کہاں۔ اس نے کہا۔ کہ پھر میں تمہیں کہتا ہوں۔ کہ ان کے معاملہ میں خدا سے ڈرنا۔ جب یزید نے اہل مکہ پر اپنی فوج بھیجی۔ تو عبدالملک نے کہا۔ خدا نہ کرے۔ کہ میں کبھی حرم محترم پر فوجکشی کروں۔ یوسف نے اس کے شانوں پر ہاتھ مار کر کہا۔ کہ گھبرا نہیں۔ تیرا لشکر جو ان پر آئے گا۔ وہ اس سے بھی زیادہ سخت ہوگا +

یحیٰی غسانی کہتے ہیں۔ کہ جب مسلم بن عقبہ مدینہ میں اترا۔ تو میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں آ کر عبدالملک کے پاس بیٹھ گیا۔ تو عبدالملک نے مجھ سے کہا۔ کہ تو بھی اس لشکر سے ہے؟ میں نے کہا۔ ہاں۔ اس نے کہا۔ کہ تیرا خانہ خراب ہو۔ تو نہیں جانتا۔ کہ تو ایسے شخص کے برخلاف ہتھیار اٹھاتا ہے جو ظہورِ اسلام کے بعد سب سے پہلے پیدا ہوا۔ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور ذات النطاقین کا بیٹا ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اسے حاکم بنایا تھا۔ اگر تو دن کے وقت اس کے پاس جائے۔ تو اسے روزہ دار پائیگا اور اگر رات کے وقت اس کے پاس جائے۔ تو اسے نماز پڑھتے ہی دیکھے گا۔

اگر سب لوگ اس کے قتل پر اتفاق کرلیں۔ تو خدا اُن تمام کو اوندھے منہ دوزخ میں ڈالیگا۔ یحییٰ غسانی کہتے ہیں۔ کہ جب عبدالملک خلیفہ ہوا۔ تو اس نے اُسی شخص پر لشکر بھیجا۔ اور قتل کر ڈالا +

ابن ابی عائشہ کہتے ہیں۔ کہ عبدالملک جب خلیفہ ہوا ہے۔ اسوقت قرآن مجید اس کے سامنے تھا۔ اُسے بند کر کے کہنے لگا۔ کہ بس اب تیرا زمانہ ہو چکا +

مالک رحمۃ اللہ کہتے ہیں۔ کہ میں نے یحییٰ بن سعید سے سُنا ہے۔ کہ سب سے پہلے ظہر و عصر کے درمیانی وقت میں عبدالملک ہی نماز پڑھتا رہا ہے۔ چنانچہ جب امام ظہر کی نماز پڑھ لیتا۔ تو جوان اشخاص کھڑے ہو کر عصر تک نماز پڑھتے رہتے سعید بن مسیب سے کسی نے کہا۔ کہ کاش ہم بھی ان لوگوں کی طرح نماز پڑھتے رہتے۔ وہ کہنے لگے۔ کہ کثرت صوم و صلوٰۃ کا نام عبادت نہیں ہے۔ بلکہ عبادت نام ہے اللہ تعالےٰ کے امر میں غور کرنے اور محارم سے بچنے کا +

مصعب بن عبداللہ کہتے ہیں۔ کہ اسلام میں سب سے پہلے عبدالملک کا نام ہی عبدالملک رکھا گیا۔ اور یحییٰ ابن بکیر کہتے ہیں۔ کہ میں نے مالک رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے سُنا ہے۔ کہ سب سے پہلے عبدالملک نے ہی دینار بنوائے۔ اور اُن پر قرآن مجید کی آیات لکھیں +

مصعب کہتے ہیں۔ کہ عبدالملک نے دیناروں کی ایک طرف قُل ہو اللہ احد لکھا۔ اور دوسری طرف لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ لکھا تھا۔ اور اس کے گرداگرد ایک چاندی کا حلقہ تھا جس میں لکھا ہوا تھا "ضرب شہر فلاں" اور اس حلقہ کے باہر لکھا تھا "مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ اَرْسَلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ"

عسکری اوائل میں بسندہ روایت کرتے ہیں۔ کہ سب سے پہلے عبدالملک نے ہی خطوط کے شروع میں قُل ہو اللہ احد۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک مع تاریخ کے لکھا۔ اسپر بادشاہ روم نے اُس کی طرف لکھا۔ کہ تم نے جو اپنے خطوط کے شروع میں اپنے پیغمبر کا ذکر کرنا شروع کر دیا ہے۔ اسے چھوڑ دو ورنہ ہمارے دینار تمہارے پاس نہیں آیا کرینگے۔ عبدالملک پر یہ بات بہت گراں گذری۔ اُس نے خالد بن یزید بن معاویہ کو بُلا کر اُس سے مشورہ کیا۔ تو اُس نے کہا کہ اُن کے دینار آپ بند کر دیجئے۔ اور خود اپنے دینار جاری کیجئے۔ جن پر اللہ اور رسول کا ذکر ہو۔ اور اپنے خطوط کی پیشانی جسے وہ بُرا سمجھتے ہیں بدستور رہنے

دیکھئے پس اس مشورے کے موافق ۷۵ھ ہجری میں اس نے اپنے دینار ایجاد کئے*
عسکری لکھتے ہیں۔ کہ سب سے پہلا خلیفہ جس نے بخل کیا۔ عبدالملک تھا۔ اسی لئے اُسے رشح الحجارہ کہا کرتے تھے۔ اور گندہ دہنی کے باعث ابوالذبان کہلاتا تھا اسلام میں سب سے پہلے اسی نے غدر کیا۔ خلفاء کے سامنے کلام کرنے سے لوگوں کو اسی نے منع کیا۔ اور امر بالمعروف سے بھی سب سے پہلے اسی نے منع کیا*
عسکری بسندہ ابن کلبی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ عمرو بن سعید بن عاص نے مروان کو اپنے بیٹے کے بعد ولی عہد بنایا تھا۔ مگر عبدالملک نے اُس کے بیٹے کو قتل کر دیا۔ اور یہ قتل پہلا غدر تھا جو اسلام میں ظاہر ہوا۔ اسپر بعض نے یہ شعر کہے:۔

يَا قَوْمِ لَا تَغْلِبُوا عَنْ رَائِكُمْ فَلَقَدْ ... جَرَّبْتُمُ الْغَدْرَ مِنْ أَبْنَاءِ مَرْوَانَا
أَمْسَوْا وَقَدْ قَتَلُوا عَمْرًا وَمَا رَشَدُوا ... يَدْعُونَ غَدْرًا بِعَهْدِ اللّٰهِ كَيْسَانَا
وَيَقْتُلُونَ الرِّجَالَ الْبُزْلَ صَاحِبَةً ... لِكَيْ يُوَلُّوا أُمُورَ النَّاسِ وِلْدَانَا
تَلَاعَبُوا بِكِتَابِ اللّٰهِ فَاتَّخَذُوا ... هَوَاهُمْ فِي مَعَاصِي اللّٰهِ قُرْبَانَا

عسکری بسندہ (جسمیں کہ کریمی آتا ہے۔ اور وہ متہم بالکذب ہے) روایت کرتے ہیں۔ کہ عبداللہ بن زبیر رضہ کے قتل کے بعد عبدالملک نے مدینہ میں ۷۵ھ ہجری میں خطبہ پڑھا۔ تو خدا تعالےٰ کی حمد و ثناء کے بعد کہا۔ کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کیطرح ضعیف خلیفہ نہیں ہوں۔ اور نہ معاویہ رضہ کی طرح ناز و نعمت کا اثر دکھانے والا ہوں۔ اور نہ یزید کی طرح ضعیف الرای ہوں۔ مجھ سے پہلے خلفاء اس مال سے کھایا کرتے تھے مجھے تو تلوار کے سوا اور کوئی دوا آتی نہیں۔ حتی کہ تمہارے نیزے میری مدد کے لئے کھڑے ہو جائیں۔ تم ہمیں مہاجرین جیسے عمل کرنے کی تکلیف دیتے ہو۔ اور خود ان جیسے عمل کرتے نہیں۔ جب تک کہ تلوار ہمارے تمہارے درمیان فیصلہ نہ کردے۔ تمہاری

۱؎ اے لوگو! اپنی راؤں پر نہ چلو۔ کیونکہ مروان کے بیٹوں کا غدر تم نے دیکھ لیا۔ دیکھو عمرو کو انہوں نے قتل کر دیا۔ اور یہ کام اچھا نہیں کیا۔ کہ اللہ تعالےٰ کے عہد کو توڑ دیا۔ انہوں نے کتاب اللہ کو کھیل بنا لیا ہے۔ اور اپنی خواہشات نفسانی کو قربانی بنا لیا ہے۔ ۱۲ ۱۲ ۱۲

تکلیف بڑھتی ہی رہیگی - یہ عمرو بن سعید جس کی قرابت اور مرتبہ تمہیں معلوم ہے - اس نے اپنے سر سے کہا - کہ ایسا ہوگا - ہم نے اپنی تلواروں سے کہا - نہیں یوں ہوگا ہم تمہاری ہر بات کو برداشت کر لینگے - مگر امیر کے ساتھ لڑنا برداشت نہیں کریں گے جس تلوار کو میں نے عمرو بن سعید کی گردن پر رکھا تھا - وہ میرے پاس موجود ہے - اب جو شخص اس جیسا کام کریگا - اس کی گردن پر بھی میں وہی تلوار رکھونگا - آج کے بعد تم سے جس شخص نے مجھے خدا سے ڈرانے کے لئے کہا - اُسے قتل کر دونگا - یہ کہکر منبر سے اُتر آیا +

عسکری کہتے ہیں - کہ اُس نے ہی سب سے پہلے منبر پر اپنے ہاتھ بلند کئے اور اس نے ہی سب سے پہلے دفتر فارسی سے عربی میں نقل کئے - میں کہتا ہوں - کہ یہانتک اس کی دس اولیات پوری ہوئیں - جن سے کہ پانچ مذموم ہیں +

ابن ابی شیبہ بسندہ محمد بن سیرین سے روائیت کرتے ہیں - کہ عید الفطر اور عید الاضحی میں مروانیوں نے ہی اذان دلوائی - خواہ عبد الملک ہو - یا اس کی اولاد سے کوئی اور +

عبد الرزاق ابن جریج سے روائیت کرتے ہیں - کہ مجھے بہت لوگوں نے بیان کیا ہے - کہ سب سے پہلے عبد الملک نے ہی کعبہ پر دیباج کے پردے لٹکائے اور تمام فقہاء نے سُنکر یہ کہا - کہ واقعی کعبہ شریف کے لئے اس سے بڑھکر اور کوئی پردہ نہیں ہو سکتا +

یوسف بن ماجشون کہتے ہیں - کہ جب عبد الملک فیصلہ کرنے کے لئے بیٹھتا - تو غلام برہنہ تلواریں لئے اس کے سر پر کھڑے رہتے +

اصمعی کہتے ہیں - کہ عبد الملک سے کسی نے پوچھا - کہ اے امیر المؤمنین آپ کو اتنی جلدی بڑھاپا کیوں آگیا - تو کہنے لگا - کہ بڑھاپا کیسے نہ آئے - حالانکہ میں ہر جمعہ میں لوگوں پر اپنی عقل خرچ کرتا ہوں +

محمد بن حرب زیادی کہتے ہیں - کہ عبد الملک سے پوچھا گیا - کہ سب لوگوں سے افضل کون ہے ؟ اُس نے کہا جس نے باوجود بلندی کے تواضع کی - اور باوجود قدرت کے زہد اختیار کیا - اور قوت کے ہوتے انصاف کیا +

ابن عائشہ کہتے ہیں - کہ جب کوئی شخص باہر سے عبد الملک کے پاس آتا - تو عبد الملک اس سے کہدیا کرتا تھا - کہ چار باتوں سے مجھے معاف رکھنا - اور اُن کے

بعد جو کچھ چاہے کہنا - ایک تو مجھ سے جھوٹ نہ بولنا - کیونکہ جھوٹے کی کوئی رائے نہیں ہوتی - دوسرے یہ کہ جو کچھ میں نہ پوچھوں اُسکا جواب نہ دینا - کیونکہ میرا خیال اسی بات میں ہوگا - جو میں تم سے پوچھوں گا - تیسرا میری مدح میں مبالغہ نہ کرنا - کیونکہ میری نسبت میں اپنے آپ سے اچھی طرح واقف ہوں - چوتھا یہ کہ رعیت پر مجھے برانگیختہ نہ کرنا کیونکہ مجھے اُن کے ساتھ نرمی کرنے کی زیادہ ضرورت ہے +

مدائنی کہتے ہیں - کہ جب عبدالملک کو اپنی موت کا یقین ہوگیا - تو کہنے لگا کاش کہ میں پیدائش سے لیکر آج تک حمال رہتا - پھر اپنے بیٹوں کو بُلا کر خوف خدا کی وصیت کی - اور تفرقہ اور اختلاف سے ڈرایا - اور کہا اچھی ماں کے بیٹے بننا - اور لڑائی میں جوانمردوں کا سا کام کرنا - اور نیکی میں نشان و علامت (یعنی ضرب المثل) بننے کی کوشش کرنا - کیونکہ لڑائی آدمی کی مقررہ موت کو پہلے نہیں لے آتی - اور احسان سے ہمیشہ تک ذکرِ خیر باقی رہتا ہے - مصیبت میں خندہ پیشانی رہا کرو - اور سختی میں نرمی اختیار کیا کرو - اور ایسے ہوجاؤ - جیسا کہ ابن عبدالاعلیٰ شیبانی نے کہا ہے شعر

اِنَّ الْقِدَاحَ اِذَا اجْتَمَعْنَ فَرَامَهَا [1]	بِالْكَسْرِ ذُوْ حَنَقٍ وَبَطْشٍ اَيِّدٍ
عَزَّتْ عَلَيْهِ فَلَمْ تُكَسَّرْ وَاِنْ هِيَ بُدِّدَتْ	فَالْكَسْرُ وَالتَّوْهِيْنُ لِلْمُتَبَدِّدِ +

اے ولید جس معاملہ میں میں تجھے خلیفہ کرتا ہوں - اُس میں خدا تعالےٰ کا خوف کرنا - اور حجاج کی عزت کرنا - کیونکہ اُسی نے تمہیں منبروں پر چڑھنے کے مرتبے پر پہونچایا ہے - اس کو اپنا داہنا ہاتھ اور تلوار سمجھنا - وہ تجھے دشمنوں سے پناہ میں رکھے گا - اس کے حق میں کسی کا قول نہ سُننا - بہ نسبت اس کی تو اس کا زیادہ محتاج ہے - جب میں مرجاؤں تو لوگوں سے بیعت لے لینا اور جو شخص انکار کرے اُسے قتل کردینا +

کہتے ہیں - کہ جب عبدالملک قریب المرگ ہُوا - تو اُسکا لڑکا ولید اُس کے پاس آیا - تو عبدالملک نے یہ شعر پڑھا: - شعر

---

[1] جب کہ تیر جمع ہوجائیں - اور بڑا غصہ والا اور حملہ آور شخص اُن کے توڑنے کا قصد کرے تو وہ تیر بوجہ ہیئت اجتماعی کے سب نہیں ٹوٹینگے - اور اگر منفرق ہو جائیں - تو منتفرق کی ذلت اور شکستگی سہل ہوتی ہے + ۱۲ مترجم

كَمْ عَائِدٍ رَجُلًا وَلَيْسَ يَعُوْدُهُ ۔ اِلَّا لِيَعْلَمَ هَلْ يَرَاهُ يَمُوْتُ

یہ سُنکر ولید رو پڑا۔ تو عبدالملک نے کہا۔ کہ لڑکیوں کی طرح رونے سے کیا فائدہ۔ جب میں مرجاؤں۔ تو تیار ہو جا۔ اور جرأت ظاہر کر۔ اور تلوار اپنے کندھے پر رکھ لے اور جو شخص ذرا بھی سر اٹھائے۔ اُسے قتل کر دے۔ اور جو خاموش رہے۔ اُسے چھوڑ دے۔ وہ اپنی بیماری آپہی مرجائیگا +

مَیں کہتا ہوں۔ کہ اگر عبدالملک کے گناہوں سے صرف حجاج کو مسلمانوں اور صحابہ پر والی اور حاکم بنانا ہی ہوتا۔ کہ جس نے اُن کی توہین و ذلت اور قتل و ضرب کا کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا تھا۔ اور بیشمار صحابہ اور اکابر تابعین کو تہ تیغ کیا تھا۔ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ وغیرہ صحابیوں کی مُشکیں کسوائی تھیں۔ تو بھی اس بات کیلئے کافی تھا۔ کہ خدا تعالےٰ اُسے کبھی نہ بخشے +

عبدالملک شعر بھی کہا کرتا تھا۔ ذیل کے اشعار اسی کے ہیں :۔ شعر

لَعَمْرِیْ لَقَدْ عُمِّرْتُ فِی الدَّهْرِ بُرْهَةً ؎۲ ۔ وَدَانَتْ لِیَ الدُّنْيَا بِوَقْعِ الْبَوَاتِرِ

فَاَضْحَى الَّذِیْ قَدْ كَانَ مِمَّا يَسُرُّنِیْ ۔ كَلَمْحٍ مَضٰى فِی الْمُزْمِنَاتِ الْغَوَابِرِ

فَيَا لَيْتَنِیْ لَمْ اَعْنَ فِی الْمُلْكِ سَاعَةً ۔ وَلَمْ اَلْهُ فِی اللَّذَّاتِ عَيْشَ نَوَاضِرِ

وَكُنْتُ كَذِیْ طِمْرَيْنِ عَاشَ بِبُلْغَةٍ ۔ مِنَ الدَّهْرِ حَتّٰى زَارَ ضَنْكَ الْمَقَابِرِ

؎۱ بہت سے بیمار پرسی کرنے والے بظاہر تو بیمار پرسی کرتے ہیں۔ مگر غرض اُن کی یہ بات معلوم کرنا ہوتی ہے۔ کہ مریض کس وقت مرتا ہے ۱۲ ۱۲

؎۲ مجھے اپنی عُمر کی قسم ہے۔ کہ مُدت دراز تک میں دُنیا میں جیا ہوں۔ اور دنیا شمشیر بُراں لیکر میرے قریب ہوئی ہے۔ (یعنی میں ہمیشہ لڑتا رہا ہوں) پس وہ چیز جو مجھے اچھی معلوم ہوتی تھی۔ اس طرح گذر گئی ہے۔ جیسے کہ زمانہ سابقہ کا ایک لمحہ گذر جاتا ہے کاش کہ میں سلطنت میں غلبہ اور ظلم نہ کرتا۔ اور اپنی زندگانی کو عیش و عشرت میں بسر نہ کرتا۔ اور میں اس درویش کی طرح رہتا۔ جو قوت لایموت پر زندگی بسر کرتا ہے حتی کہ قبر میں جا پڑتا + ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

ابن عساکر اپنی تاریخ میں ابراہیم بن عدی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے دیکھا ہے۔ کہ عبدالملک بن مروان پر ایک ہی رات میں چار سخت واقعات پیش ہوئے۔ مگر وہ ذرا بھی نہ گھبرایا۔ اوّل عبداللہ بن زیاد کا قتل۔ اور دوسرا حبیش بن دلجہ کا قتل حجاز میں۔ تیسرا اُس کے اور شاہ روم کے درمیان جھگڑا شروع ہو جانا چوتھے عمرو بن سعید کا دمشق میں بغاوت کرنا۔

اصمعی کہتے ہیں کہ چار شخصوں نے نیک اور بیہودگی کے کاموں میں کبھی خطا نہیں کی۔ یعنی شعبی۔ عبدالملک بن مروان۔ حجاج بن یوسف اور ابن تریہ نے۔

سلفی طیوریات میں ذکر کرتے ہیں۔ کہ عبدالملک بن مروان ایک روز باہر نکلا تو راستے میں اُسے ایک عورت ملی۔ اور کہنے لگی۔ کہ اے امیرالمؤمنین۔ عبدالملک نے کہا۔ کیا بات ہے؟ وہ کہنے لگی۔ کہ میرا بھائی چھ سو دینار چھوڑ کر مر گیا ہے۔ اور اُس کی میراث سے مجھے صرف ایک دینار دیا جاتا ہے۔ اور کہتے ہیں۔ کہ یہی تیرا حصہ ہے۔ عبدالملک کو اس بات کی سمجھ نہ آئی۔ تو شعبی سے پوچھا۔ انہوں نے کہا۔ کہ اسکا اتنا ہی حصہ ہے۔ کیونکہ متوفی دو بیٹیاں چھوڑ مرا ہے۔ ان کو دو تہائی یعنی چار سو دینار ملیں گے۔ ایک اُس کی ماں بھی ہے۔ جس کو چھٹا حصہ یعنی سو دینار ملجائیں گے۔ اس کی ایک زوجہ بھی ہے۔ جس کو آٹھواں حصہ یعنی ۷۵ دینار ملیں گے اس کے بارہ[۱۲] بھائی بھی ہیں جنہیں چوبیس[۲۴] دینار ملیں گے۔ اور باقی ماندہ ایک دینار اِسکو ملے گا۔

ابن شاقسیم بسندہ خالد بن محمد قاسم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ عبدالملک بن مروان نے ایک دن کہا۔ جو شخص لذتِ نفس کے لئے لونڈی خریدنی چاہے۔ تو مُلکِ بربر کی خریدے۔ اور اگر اولاد کے واسطے خریدنی چاہے۔ تو فارسی خریدے۔ اور اگر خدمت کے لئے خریدنی چاہے۔ تو رومی خریدے۔

ابو عبیدہ کہتے ہیں۔ کہ جب اخطل نے عبدالملک کو اپنا قصیدہ سنایا جس کا ایک شعر یہ ہے شعر

شُمُسُ العَدَاوَةِ حَتّٰى يُسْتَقَادَ لَهُم [۱] وَاَعْظَمُ النَّاسِ اَحْلَامًا اِذَا قَدَرُوْا

---

[۱] جب تک رعایا کے لئے فائدہ حاصل نہ کرے تب تک وہ شدید العداوۃ رہتا ہے۔ اور جب وہ دشمنوں پر غالب ہو جاتا ہیں تو ازحد حلیم و بردبار ہو جاتا ہے ۱۲

تو اُس نے کہا۔ اے غلام اسکا ہاتھ پکڑ کر لے جا۔ اور جتنا مال یہ اُٹھا سکے اتنا اسے دیدے پھر کہنے لگا۔ کہ ہر قوم میں ایک شاعر ہوا کرتا ہے۔ اور بنی امیہ کا شاعر اخطل ہے +

اصمعی کہتے ہیں۔ کہ ایک روز اخطل عبدالملک کے پاس آیا۔ تو اُس نے کہا۔ کہ کچھ مستی کا حال تو بیان کر۔ اخطل کہنے لگا۔ کہ ابتدا میں لذت ہوتی ہے۔ اور انتہا میں درد۔ اور اس کے درمیان ایک ایسی گھڑی ہوتی ہے جسکا لطف میں بیان ہی نہیں کر سکتا۔ عبدالملک نے کہا۔ کچھ تو بیان کر۔ اخطل نے کہا۔ کہ اسوقت اے امیرالمومنین آپ کا ملک میرے جوتے کے تسمے سے بھی ذلیل ہوتا ہے۔ پھر اُس نے یہ شعر پڑھے

شعر

اِذَا مَا نَدِيْمِيْ عَلَّنِيْ ثُمَّ عَلَّنِيْ ثَلٰثَ زُجَاجَاتٍ لَهُنَّ هَدِيْرٌ[1]

خَرَجْتُ اَجُرُّ الذَّيْلَ مِنِّيْ كَاَنَّنِيْ عَلَيْكَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَمِيْرٌ

ثعالبی کہتے ہیں۔ کہ عبدالملک کہا کرتا تھا "میں رمضان میں ہی پیدا ہوا ہوں۔ اور رمضان میں ہی میں نے دودھ چھوڑا ہے۔ اور رمضان میں ہی میں نے قرآن مجید ختم کیا ہے۔ اور رمضان میں ہی میں بالغ ہوا ہوں۔ اور رمضان میں ہی میں خلیفہ ہوا ہوں اب مجھے ڈر ہے۔ کہ کہیں رمضان میں ہی نہ مر جاؤں"۔ لیکن جب رمضان گذر گیا اور اُسے اطمینان ہو گیا۔ تو وہ شوال میں مر گیا۔

عبدالملک کے زمانہ میں حسب ذیل مشاہیر اُمت فوت ہوئے:۔

ابن عمر۔ اسماء بنت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ۔ ابوسعید بن معلی۔ ابوسعید خدری رافع بن خدیج۔ سلمہ بن اکوع۔ عرباض بن ساریہ۔ جابر بن عبداللہ۔ عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب۔ سائب بن یزید۔ اسلم مولی عمر۔ ابوادریس خولانی۔ شریح قاضی ابان بن عثمان بن عفان۔ اعشی شاعر۔ ایوب بن قریہ (جو فصاحت میں ضرب المثل تھا) خالد بن یزید بن معاویہ۔ زر بن حبیش۔ روسان بن سلمہ بن محبق۔ سوید بن غفلہ ابو وائل طارق بن شہاب۔ محمد بن حنیفہ۔ عبداللہ بن شداد بن الہاد۔ ابوعبیدہ بن عبداللہ بن مسعود۔ عمرو بن حریث۔ عمر بن سلمہ جرمی و دیگر حضرات رحمہم اللہ علیہم اجمعین

---

[1] جب کہ میرا دوست پے در پے تین بھرے ہوئے پیالے شراب کے مجھے پلائے۔ تو میں اپنا دامن کھینچتا ہوا اسطرح نکلتا ہوں۔ گویا کہ امیرالمومنین کا بھی امیر ہوں" مترجم

ولید بن عبد الملک

ولید بن عبد الملک نام۔ اور کنیت ابو العباس تھی۔ شعبی کہتے ہیں۔ کہ چونکہ یہ ناز ونعمت میں پلا تھا۔ اسلئے ان پڑھ رہا۔ روح بن زنباع کہتے ہیں۔ کہ میں ایک دن عبد الملک کے پاس گیا۔ تو وہ کچھ غمگین سا بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے کہا۔ امیر المومنین کیا باعث ہے کہنے لگا۔ میں سوچ رہا ہوں۔ کہ عرب کا حاکم کسے بناؤں۔ میں نے کہا ولید سے اچھا کون ہوسکتا ہے؟ کہنے لگا بات تو ٹھیک ہے۔ مگر اسکو نحو نہیں آتی۔ (اور صحیح کلام ہی نہیں کرسکتا) ولید نے بھی یہ بات سن لی۔ اسی وقت سب نحویوں کو جمع کیا۔ اور لگاتار چھ مہینے تک ان سے پڑھتا رہا۔ مگر پھر بھی ویسا ہی جاہل کا جاہل رہا۔ اسپر عبد الملک نے کہا۔ کہ خیر اس نے ہمارا عذر تو دور کر دیا +

ابو الزناد کہتے ہیں۔ کہ ولید اعراب میں بہت غلطیاں کیا کرتا تھا۔ چنانچہ ایک دن مسجد نبوی میں منبر پر کھڑا خطبہ پڑھ رہا تھا۔ کہ کہنے لگا یا اَہلُ المدینۃ (یعنی اہل کی لام پر پیش پڑھا۔ حالانکہ نحوی قاعدے سے اسپر فتح آنی چاہیئے)

ابو عکرمہ ضبی کہتے ہیں۔ کہ ایک روز ولید نے برسر منبر کھڑے ہو کر پڑھا یالیتہا کانت القاضیہ۔ اور منبر کے نیچے عمر بن عبد العزیز اور سلیمان بن عبد الملک دونوں بیٹھے ہوئے تھے۔ سلیمان نے کہا وددتہا واللہ

ولید بڑا جبار اور ظالم تھا۔ چنانچہ ابو نعیم حلیہ میں ابن شوذب سے روایت کرتے ہیں کہ عمر بن عبد العزیز کہا کرتے تھے۔ کہ ولید نے شام کی حجاج نے عراق کی عثمان بن حبارہ نے حجاز کی اور قرہ بن شریک نے مصر کی زمین کو ظلم سے بھر دیا +

ابن ابی حاتم اپنی تفسیر میں ابراہیم بن زرعہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک روز ولید نے کہا۔ کہ کیا خلیفہ کا بھی حساب ہوگا۔ میں نے کہا۔ اے امیر المومنین اللہ کے ہاں آپ کا مرتبہ بڑا ہے۔ یا داؤد علیہ السلام کا۔ کہنے لگا۔ کہ ان کے لئے تو اللہ تعالےٰ نے نبوت اور خلافت کو جمع کیا تھا۔ اور پھر انہیں قرآن مجید میں بھلائی کا وعدہ بھی ان سے کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے۔ یا داؤد الخ ولید باوجود کہ ایسا تھا۔ مگر اس نے اپنے زمانے میں جہاد کو جاری کیا۔ اور بہت سے ملک اس کے عہد میں فتح ہوئے۔ یتیموں کا ختنہ کرا دیا کرتا تھا۔ اور ان کے پڑھانے کے لئے معلم مقرر کر دیتا تھا۔ اپاہجوں کے لئے خدمتگار مقرر کر دیا کرتا تھا۔ نابینوں کے لئے ایسے

شخص مقرر کر دیئے تھے۔ جو انہیں جہاں وہ چاہتے۔ لئے پھرتے تھے۔ مسجد نبوی کو وسیع کر کے از سر نو تعمیر کیا۔ فقیہوں۔ ضعیفوں اور فقیروں کی تنخواہیں مقرر کر دیں۔ اور کہدیا کہ اب وہ کسی شخص سے سوال نہ کریں۔ اور تمام باتوں کے ضابطے مقرر کر دیئے تھے +

ابن ابی عیلہ کہا کرتے تھے۔ کہ خدا تعالےٰ ولید پر رحم کرے۔ اس جیسا بادشاہ کہاں ہوگا؟۔ اس نے ہند و اندلس کو فتح کیا۔ اور مسجد دمشق کو بنوایا فقرائ بیت المقدس میں چاندی کے پیالے تقسیم کئے +

ولید اپنے باپ کی زندگی میں ہی شوال ۸۶ھ ہجری میں خلیفہ ہوا۔ اور ۸۷ھ میں جامع دمشق کی تعمیر شروع کی۔ اور مسجد نبوی کی توسیع و تعمیر کے لئے احکام جاری کئے۔ اسی سال بیکند۔ بخارا۔ سردانیہ۔ مطمورہ۔ قمیقم اور بحیرۃ الفرسان غلبتہً فتح ہوئے۔ اور اسی سال میں عمر بن عبد العزیز نے بحالت امارت مدینہ لوگوں کے ساتھ حج کیا۔ اور قربانی کے روز غلطی سے ٹھیر گئے۔ جس کا انہیں نہایت رنج ہوا +

۸۸ھ ہجری میں جرثومہ۔ طوانہ فتح ہوئے +

۸۹ھ ہجری میں جزیرہ منورقہ اور میورقہ فتح ہوئے +

۹۱ھ ہجری میں نسف۔ کش۔ مدائن اور بحر آذربیجان سے کئی ایک قلعے فتح ہوئے +

۹۲ھ ہجری میں اقلیم اندلس تمامہا فتح ہوئی۔ اور علاوہ ازیں شہر اربابیل اور قرطبہ فتح ہوئے۔

۹۳ھ ہجری میں دیبل وغیرہ فتح ہوئے۔ اور بعد ازاں کرخ۔ برہم۔ باجہ۔ بیضاء۔ خوارزم۔ سمرقند اور سعد فتح ہوئے +

۹۴ھ ہجری میں کابل۔ فرغانہ۔ شاش۔ سندرہ وغیرہا فتح ہوئے۔

۹۵ھ ہجری میں موقان۔ مدینۃ الباب فتح ہوئے +

۹۶ھ ہجری میں طوس وغیرہ فتح ہوئے۔ اور اسی سال میں خلیفہ ولید نصف جمادی الاخرےٰ میں بعمر اکاون سال فوت ہوا +

ذہبی کہتے ہیں۔ کہ ولید کے عہد میں جہاد جاری رہا۔ اور ایسی فتوحات عظیمہ ہوئیں جیسے حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ کے عہد میں ہوئیں تھیں +

عمر بن عبدالعزیز کہتے ہیں۔ کہ جب میں نے ولید کو لحد میں رکھا۔ تو وہ بار بار اپنے پاؤں زمین پر مارتا تھا +

ولید کہا کرتا تھا۔ کہ اگر قرآن مجید میں افعال قوم لوط کا ذکر نہ ہوتا۔ تو مجھے گمان ہی ہوتا۔ کہ لوگ ایسا بھی کیا کرتے ہیں +

ولید کے عہد میں مندرجہ ذیل اعلام اُمت فوت ہوئے۔

عتبہ بن عبدالسلمی۔ مقدام بن معدی کرب۔ عبد بن بشر مازنی۔ عبداللہ بن ابی اوفی۔ ابوالعالیہ۔ جابر بن زید۔ انس بن مالک۔ سہل بن سعد۔ سائب بن یزید سائب بن خلاد۔ خبیب بن عبداللہ بن زبیر۔ بلال بن ابی الدرداء سعید بن مسیب ابوسلمہ بن عبدالرحمن۔ ابوبکر بن عبدالرحمن۔ سعید بن جبیر جو شہید ہوئے تھے۔ اور آپ کو حجاج علیہ اللعنتہ نے قتل کردیا تھا۔ ابراہیم نخعی۔ مطرف۔ ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوف۔ حجاج شاعر و دیگر حضرات رضوان اللہ علیہم اجمعین +

سُلیمان بن عبدالملک

سُلیمان بن عبدالملک نام تھا۔ ابو ایوب کنیت تھی۔ شاہان بنی امیہ میں سے سب سے اچھا بادشاہ ہوا ہے۔ اس کے باپ نے ہی ولید کے بعد اسے ولیعہد مقرر کیا تھا۔ سنہ ۹۶ ہجری میں خلیفہ ہوا۔ اُس نے اپنے باپ اور عبدالرحمن بن ہبیرہ سے احادیث روایت کی ہیں۔ اور اس سے اس کے بیٹے عبدالواحد اور زہری نے روایت کی ہے۔ نہایت فصیح و بلیغ۔ عدل کا حریص اور جہاد کا شایق تھا۔ اسکی محاسن کے متعلق اتنا ہی کہدینا کافی ہے۔ کہ عمر و بن عبدالعزیز جیسا آدمی اُس کا وزیر تھا۔ اور اسی کے مشورے پر چلا کرتا تھا۔ حجاج کے عاملوں کو موقوف کردیا تھا۔ اور عراق کے قید خانوں میں جتنے شخص قید تھے۔ انہیں رہا کردیا تھا۔ بنو امیہ سب کے سب نماز میں تاخیر کیا کرتے تھے۔ مگر عبدالملک نے نماز کو اول وقت میں پڑھانا شروع کیا +

ابن سیرین رحمتہ اللہ علیہ کہا کرتے تھے۔ کہ خدا سلیمان پر رحم کرے۔ کہ اُس نے اپنی خلافت کی ابتداء نماز کو ٹھیک وقت میں پڑھنے سے کی۔ اور اسکا خاتمہ عمر بن عبدالعزیز جیسے شخصکو خلیفہ بنانے میں کیا +

سلیمان راگ گانے سے منع کیا کرتا تھا۔ اور ان لوگوں سے تھا۔ جو بہت کھانے میں مشہور تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ ایک ہی وقت ستر انار اور ایک چھ مہینے کا بکری کا بچہ اور چھ مرغ اور کئی سیر کشمش کھا گیا +

یحییٰ غسانی کہتے ہیں۔ کہ سلیمان نے ایک دن آئینہ دیکھا۔ تو اپنی جوانی اور حسن وجمال کو دیکھکر بہت خوش ہوا۔ اور کہنے لگا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نبی تھے۔ اور ابو بکرؓ صدیق تھے۔ اور عمرؓ فاروق تھے۔ اور عثمان رضؓ حیادار تھے۔ اور معاویہ رضؓ حلیم تھے۔ اور یزید صابر تھا۔ اور عبد الملک سیاست کرنے والا تھا۔ اور ولید ظالم تھا۔ اور میں بادشاہ جوان ہوں۔ اس بات کو ابھی ایک مہینہ بھی نہیں گذرا تھا۔ کہ مر گیا۔ وفات اُس کی بروز جمعہ ۱۰ ار ماہ صفر ۹۹ھ ہجری میں ہوئی +

اِس کے عہدِ خلافت میں جرجان۔ حصن الحدید۔ سردا۔ شقا۔ طبرستان۔ اور شہر سقالبیہ فتح ہوئے۔ اور مشاہیر ائمت سے قیس بن ابی حازم۔ محمود بن لبید۔ حسن بن حسین بن علی۔ کریب مولے ابن عباس۔ عبد الرحمٰن بن اسود نخعی و دیگر حضرات نے انتقال کیا +

عبد الرحمٰن بن حسان کنانی کہتے ہیں۔ کہ سلیمان بمقام دابق جہاد کرتا ہوا فوت ہوا۔ جب بیمار ہوا۔ تو رجاء بن حیوۃ کو کہنے لگا۔ کہ میرے بعد خلیفہ ہونا چاہئے۔ کیا میں اپنے بیٹے کو خلیفہ کر جاؤں۔ وہ کہنے لگا۔ کہ آپ کا بیٹا تو یہاں موجود نہیں سلیمان نے کہا۔ کہ اپنے دوسرے بیٹے کو خلیفہ کر جاؤں۔ رجاء بن حیوۃ کہنے لگے کہ وہ تو ابھی چھوٹا ہے۔ سلیمان نے کہا۔ کہ پھر کسے خلیفہ مقرر کروں۔ رجاء نے کہا کہ میرے نزدیک تو عمر بن عبد العزیز کو خلیفہ کرنا چاہئے۔ سلیمان نے کہا۔ کہ مجھے خوف ہے۔ کہ میرے بھائی اس بات سے راضی نہیں ہونگے۔ رجاء نے کہا۔ کہ اسطرح کیجئے۔ کہ آپ عمر بن عبد العزیز کو خلیفہ بنایئے۔ اور وصیت کر دیجئے۔ کہ ان کے بعد یزید بن عبد الملک خلیفہ ہو۔ اور اس مضمون کا ایک وصیت نامہ لکھکر اسپر مُہر لگا دیجئے۔ اور لوگوں سے کہئے۔ کہ جو شخص اسمیں ہو۔ اُس کی بیعت کرو۔ سلیمان نے کہا۔ کہ یہ بات تم نے خوب سوچی ہے۔ پھر قلم دوات منگا کر وصیت نامہ لکھا۔ اور رجاء کو دیکر کہا۔ کہ باہر جا کر اس شخص کے لئے بیعت لے لو جس کا نام اس میں لکھا ہے۔ انھوں نے باہر نکل کر کہا۔ کہ امیر المؤمنین کہتے ہیں۔ کہ جس کا نام اسمیں ہے۔ اس سے بیعت کر لو۔ لوگوں نے کہا

کہ وہ کون ہے ؟ رجاء نے کہا۔ کہ اسپر مُہر لگی ہوئی ہے۔ اسکا نام امیرالمؤمنین کے انتقال کے بعد ہی معلوم ہوگا۔ لوگوں نے کہا۔ کہ ہم نہیں بیعت کرتے۔ رجاء نے آکر سلیمان کو اس بات کی اطلاع دی۔ اُس نے کہا۔ کہ کوتوال اور سپاہیوں کو بلالو۔ اور لوگوں سے بیعت لے لو۔ جو شخص انکار کرے۔ اُس کی گردن اُڑا دو۔ یہ بات سُنکر لوگوں نے بیعت کرلی۔ رجاء کہتے ہیں۔ کہ جب میں واپس آرہا تھا۔ تو ہشام نے مجھ سے کہا۔ کہ تم امیرالمؤمنین کے بڑے مقرب ہو۔ یہ تو بتاؤ۔ کہ امیرالمؤمنین نے یہ کیا کام کیا ہے ؟ مجھے خوف ہے۔ کہ کہیں انہوں نے مجھے محروم ہی نہ رکھا ہو۔ اگر ایسی ہی بات ہے۔ تو مجھے بتلا دو۔ حتیٰ کہ اسکا کچھ بند وبست کیا جائے۔ میں نے کہا۔ کہ امیرالمؤمنین نے اس امر کو پوشیدہ رکھنے کو کہا ہے۔ میں تمہیں کیسے بتلا دوں۔ پھر میں عمر بن عبدالعزیز سے ملا۔ تو انہوں نے مجھ سے کہا۔ اے رجاء میرے دل میں سلیمان سے بہت ہی خوف ہے۔ کہیں خلافت میرے حوالہ ہی نہ کی ہو۔ حالانکہ میں اس کے بار گراں اُٹھانے کے قابل ہی نہیں۔ اسلیئے مجھے بتا دو۔ تاکہ میں اسکا کچھ چارہ کروں۔ میں نے کہا۔ کہ امیرالمؤمنین نے مجھے اس امر کے پوشیدہ رکھنے کو کہا ہے۔ میں اسے کیسے بتا سکتا ہوں۔ غرضیکہ جب سلیمان کے انتقال کے بعد وہ وصیت نامہ کھولا گیا۔ تو اس میں عمر بن عبدالعزیز کا نام لکھا تھا۔ یہ دیکھکر عبدالملک کے بیٹوں کے چہروں پر ہوائیاں اُڑنے لگیں۔ مگر جب اس کے پیچھے یزید بن عبدالملک کا نام سُنا۔ تو کچھ تسلی ہوئی۔ اور امر خلافت عمر بن عبدالعزیز کے سپرد کردیا۔ عمر بن عبدالعزیز وہیں بیٹھے کے بیٹھے رہ گئے۔ آخر لوگوں نے ان کے بازو پکڑ کر منبر پر لا بٹھایا۔ وہاں بھی وہ دیر تک خاموش بیٹھے رہے۔ رجاء نے لوگوں کو کہا۔ کہ تم بیعت کے لئے کیوں نہیں اُٹھتے ہو۔ اسپر لوگ بیعت کے لئے آگے بڑھے اور عمر بن عبدالعزیز نے اپنا ہاتھ بڑھایا۔ پھر کھڑے ہوکر پہلے خدا تعالےٰ کی حمد و ثنا کی۔ اور پھر کہا۔ اے لوگو! میں قاضی نہیں ہوں۔ بلکہ میں تو احکام جاری کرنے والا ہوں اور نہ میں کسی چیز کا ایجاد کرنے والا ہوں۔ بلکہ میں تو سلف صالحین کے تابع ہوں اگر تمہارے اردگرد کے لوگوں نے میری بیعت منظور کرلی۔ تو میں تمہارا والی اور حاکم ہوں۔ اور اگر انہوں نے انکار کیا۔ تو پھر میں تمہارا حاکم نہیں۔ یہ کہکر آپ منبر پر سے اُتر آئے۔ پھر داروغہ اصطبل نے خاص شاہی سواری کا گھوڑا پیش کیا۔ تو آپ نے کہا۔ کہ یہ کیا ہے ؟ اُس نے عرض کیا۔ کہ یہ شاہی گھوڑا ہے۔ آپ نے

فرمایا۔ کہ مجھے اِس کی حاجت نہیں۔ میرا اپنا ہی گھوڑا لے آؤ۔ پھر آپ اُس پر سوار ہو کر اپنے گھر تشریف لے آئے۔ اور دوات و قلم منگوا کر عمّال بیرو سجات کے نام خط لکھے۔ رجاء کہتے ہیں۔ کہ مجھے خیال تھا۔ کہ یہ خلافت کو سنبھال نہ سکیں گے۔ مگر جب میں نے انکی تحریر دیکھی۔ تو مجھے اُن کے قوی ہونے کا یقین ہو گیا۔

مروی ہے۔ کہ مروان بن عبد الملک اور سلیمان بن عبد الملک کے درمیان کچھ رنجش ہو گئی تھی۔ یہانتک کہ سلیمان نے اُسے سخت الفاظ کہے۔ مروان اسکا جواب دیا ہی چاہتا تھا۔ کہ عمر بن عبد العزیز نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھدیا۔ اور کہا۔ کہ میں تجھے خدا کی قسم دلا کر کہتا ہوں۔ کہ جواب نہ دینا۔ کیونکہ وہ تیرا بڑا بھائی اور تیرا بادشاہ ہے۔ مروان یہ سنکر چپ کر رہا۔ اور عمر بن عبد العزیز سے کہا۔ کہ بخدا تم نے مجھے قتل کر دیا۔ میرے اندر کی آگ کو تم نے زیادہ کر دیا۔ چنانچہ وہ اسی شب کو مر گیا۔

ابن ابی الدنیا زیاد بن عثمان سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب سلیمان کا بیٹا ایوب مر گیا۔ تو میں اُن کے پاس گیا۔ اور کہا۔ اے امیر المومنین عبد الرحمن بن ابی بکر فرمایا کرتے تھے۔ کہ جس شخص کی آرزو ہو۔ کہ میرا نام تا قیامت زندہ رہے۔ اُسے چاہئے۔ کہ اپنے آپ کو مصائب میں ڈالے۔ (یعنی نیک نامی بغیر مشقت کے حاصل نہیں ہوتی)

عُمر بن عبد العزیز

عمر بن عبد العزیز بن مروان نام اور کنیت ابو حفص تھی۔ نہایت ہی نیک اور صالح خلیفہ ہوئے ہیں۔ حتّٰی کہ خلفائے راشدین سے پانچواں آپ کو شمار کرتے ہیں سفیان ثوری کہا کرتے تھے۔ کہ خلفائے راشدین پانچ ہوئے ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور عمر بن عبد العزیز رہ۔ (ابو داؤد نے اسے اپنی سنن میں روایت کیا ہے)

عمر بن عبد العزیز سنہ ۶۱ ہجری یا سنہ ۶۳ ہجری میں مصر کے شہر حلوان میں پیدا ہوئے۔ ان دنوں ان کے والد مصر کے حاکم تھے۔ آپ کی والدہ ام عاصم بنت عاصم بن عمر بن خطاب تھیں۔ بچپن میں گھوڑے نے اُن کے لات ماری تھی۔ جس کا داغ ان کے چہرے پر تھا۔ ان کے والد ان کے چہرے سے خون پونچھتے جاتے تھے

اور کہتے تھے۔ کہ اگر تو بنی امیہ کا داغدار ہے۔ تو سعادت مند ہے (ابن عساکر نے اسے روایت کیا ہے۔)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ میری اولاد سے ایک شخص ہوگا جس کے چہرے پر داغ ہوگا۔ وہ زمین کو عدل سے پُر کر دے گا۔ (ترمذی نے اپنی تاریخ میں اسے روایت کیا ہے)

ابن سعد روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کاش! کہ میں اپنے اس داغدار بیٹے کا زمانہ پاتا۔ جو دُنیا کو عدل سے اسطرح بھر دیگا جیسے کہ وہ اس سے پہلے ظلم سے بھری ہوگی۔

ابن عمر رضہ سے مروی ہے۔ کہ ہم کہا کرتے تھے۔ کہ دُنیا اسوقت تک ختم نہ ہوگی جب تک آل عمر رضہ سے ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے عمل کرنے والا پیدا نہ ہولے۔ بلال بن عبداللہ بن عمر رضہ کے چہرے میں بھی نشان تھا۔ اسلئے لوگ خیال کرتے تھے۔ کہ شاید حضرت عمر کی بشارت کے مصداق یہی ہونگے۔ حتیٰ کہ عمر بن عبدالعزیز پیدا ہوئے *

عمر بن عبدالعزیز نے اپنے والد۔ انس رض۔ عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب۔ ابن قارض۔ یوسف بن عبداللہ بن سلام۔ عامر بن سعد۔ سعید بن مسیّب۔ عروہ بن زبیر۔ ابوبکر بن عبدالرحمٰن اور ربیع بن سمرہ وغیرہم سے روایت کی ہے۔ اور ان سے زہری۔ محمد بن منکدر۔ یحییٰ بن سعید انصاری۔ مسلمہ بن عبدالملک۔ رجاء بن حیوٰۃ وغیرہم بہت سے اشخاص نے روایت کی ہے *

عمر بن عبدالعزیز نے قرآن مجید چھوٹی عمر میں ہی یاد کر لیا تھا۔ پھر پڑھنے کے لئے ان کے والد نے انہیں مدینہ بھیجدیا تھا۔ اور وہاں آپ عبیداللہ بن عبداللہ کے پاس آتے جاتے رہے۔ اور ان سے پڑھتے رہے۔ اور جب اُن کے والد فوت ہوگئے۔ تو عبدالملک نے انہیں دمشق میں بلالیا۔ اور اپنی بیٹی فاطمہ کے ساتھ اُنکا عقد کر دیا۔ خلیفہ ہونے سے پہلے بھی آپ نہایت صالح تھے۔ مگر ذرا ناز و نعمت میں رہنے کو پسند کیا کرتے تھے۔ اور آپ کے حاسد ان میں یہی عیب نکالا کرتے تھے۔ کہ یہ ناز و نعمت کو بہت پسند کرتے ہیں۔ اور متکبرانہ چال سے چلتے ہیں *

جب ولید خلیفہ ہوا۔ تو اس نے عمر بن عبدالعزیز کو مدینہ کا حاکم بنا دیا۔ چنانچہ

آپ وہاں ۸۶ھ ہجری سے ۹۳ھ ہجری تک حاکم رہے - پھر معزول کر دیئے گئے تو شام میں چلے آئے - پھر ولید کی یہ خواہش ہوئی - کہ اپنے بھائی سلیمان کو ولیعہدی سے معزول کر کے اپنے بیٹے کو ولیعہد بنائے - اس معاملہ میں بہت سے اشراف نے اس کی طوعًا وکرہًا اطاعت کی - لیکن عمر بن عبد العزیز نے اس بات کو نہ مانا - اور کہا - کہ سلیمان کی بیعت ہماری گردنوں میں ہے - ولید نے یہ سُنکر کہا - کہ ان کے گرد دیوار چُن دو - مگر پھر کسی کی سفارش سے رہا ہو گئے - سلیمان نے ان کے اس احسان کو یاد رکھا - اور اپنے بعد ان کے لئے خلافت کی وصیت کر دی +

زید بن اسلم انس رضؓ سے روائیت کرتے ہیں - کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد میں نے کسی امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھی - کہ جس کی نماز اس جوان یعنی عمر بن عبد العزیز کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے ساتھ زیادہ مشابہ ہو - زید بن اسلم کہتے ہیں - کہ عمر بن عبد العزیز رکوع وسجود پوری طرح ادا کیا کرتے تھے - اور قیام وقعود میں زیادہ دیر نہ کیا کرتے تھے - (بیہقی وغیرہ نے اسے روایت کیا ہے)

محمد بن علی بن حسین رضؓ سے کسی نے عمر بن عبد العزیز کی بابت پوچھا - تو انہوں نے فرمایا - کہ وہ بنی امیہ کے نجیب ہیں - اور قیامت کے دن وہ بصورت اُمت واحدہ اٹھینگے +

میمون بن مہران کہتے ہیں - کہ عمر بن عبد العزیز کے ساتھ علماء اسطرح رہا کرتے تھے - جیسا کہ اُستادوں کے ساتھ شاگرد ہوتے ہیں +

ابو نعیم بسند صحیح ریاح بن علیدہ سے روایت کرتے ہیں - کہ عمر بن عبد العزیز ایک دن نماز پڑھنے کے لئے آئے - تو ایک بوڑھا شخص آپ کے ہاتھ پر ٹیکا دیئے چلا آ رہا تھا - میں نے اپنے دل میں کہا - کہ یہ بڈھا سٹھیا گیا ہے - جب آپ نے نماز پڑھ لی - تو میں نے ملکر عرض کیا - یا امیر المومنین یہ بڈھا کون تھا؟ جو آپ کے ہاتھ پر ٹیکا دیئے چلا آ رہا تھا - آپ نے فرمایا - اے ریاح تو نے اسے دیکھا ہے - میں نے عرض کیا - کہ ہاں - آپ نے فرمایا - کہ تم صالح آدمی ہو (اسلئے بتائے دیتا ہوں) کہ وہ میرے بھائی خضر تھے - مجھے بتا گئے ہیں - کہ عنقریب ہی تم اس امت کے حاکم ہو گے - اور اس میں عدل کرو گے +

ابو نعیم ابی ہاشم سے روایت کرتے ہیں - کہ ایک شخص عمر بن عبد العزیز کے پاس آیا - اور کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے -

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالے عنہ آپ کے دائیں جانب تھے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ بائیں طرف تھے۔ اور آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھے تھے۔ اسی اثنا میں دو شخص جھگڑتے ہوئے آئے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے عمر بن عبدالعزیز جب تو خلیفہ ہو۔ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے طریقے پر چلنا۔ عمر بن عبدالعزیز نے اس شخص سے کہا۔ کہ خلیفہ کہو۔ کیا تم نے یہ خواب دیکھا ہے۔ اس شخص نے حلف اٹھا کر کہا۔ کہ ہاں۔ یہ سُنکر عمر بن عبدالعزیز رو پڑے +

پہلے بیان ہو چکا ہے۔ کہ عمر بن عبدالعزیز ماہ صفر ۹۹؁ ہجری میں خلیفہ ہوئے مدت خلافت سوافق خلافت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کل دو سال پانچ ماہ ہوئی۔ اس زمانہ میں آپ نے زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیا۔ اور بہت سے اچھے طریقے جاری کئے +

کہتے ہیں۔ کہ جب خلیفہ سلیمان کا وصیت نامہ کھول کر پڑھا گیا۔ تو آپ بیٹھے کے بیٹھے ہی رہ گئے۔ اور فرمانے لگے۔ کہ واللہ میں نے کبھی اس امر کے لئے دعا نہیں کی۔ پھر داروغہ اصطبل خاص شاہی گھوڑا لیکر حاضر ہوا۔ تو آپ نے اسپر سوار ہونے سے انکار کر دیا۔ اور فرمایا۔ کہ میرا اپنا خچر ہی لے آؤ +

حکم بن عمر کہتے ہیں۔ کہ جب داروغہ اصطبل گھوڑوں کی خوراک کے لئے خرچ وغیرہ مانگنے عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں اسوقت وہیں موجود تھا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ان سب گھوڑوں کو شام کے شہروں میں لے جاؤ اور جس قیمت پر بک سکیں بیچکر قیمت اُن کی بیت المال میں جمع کر دو۔ میرے لئے میرا خچر ہی کافی ہے +

عمر بن قیس کہتے ہیں۔ کہ جب عمر بن عبدالعزیز سلیمان کے جنازے سے واپس تشریف لائے۔ تو آپ کے آزاد کردہ غلام نے عرض کیا۔ کہ آپ غمگین کیوں نظر آتے ہیں؟ آپ نے فرمایا جو شخص حاکم ہو۔ غم اس کے لئے لازم ہے کیونکہ میں چاہتا ہوں۔ کہ ہر حقدار کا حق میں اُسے پہونچا دوں۔ اور اسکے طلب وکتابت کی نوبت ہی نہ پہونچے +

عمر بن مہاجر وغیرہ سے مروی ہے۔ کہ عمر بن عبدالعزیز جب خلیفہ ہوئے تو کھڑے ہو کر پہلے خدا تعالے کی حمد و ثنا کی۔ پھر فرمایا۔ اے لوگو! قرآن مجید

کے لیے۔ کوئی کتاب نہیں ہے۔ اور محمد نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں میں قاضی نہیں ہوں (کہ جس کا حکم لوگوں کو ماننا ضروری ہوتا ہے) بلکہ میں تو احکام جاری کرنے والا ہوں۔ اور نہ میں کوئی نئی چیز اختراع کرنے والا ہوں۔ بلکہ میں تو متبع ہوں۔ اور نہ میں تم سے کسی شخص سے بہتر ہوں۔ بلکہ تمہاری نسبت مجھ پر زیادہ بوجھ ہے۔ جو شخص ظالم بادشاہ سے بھاگ جائے۔ وہ ظالم اور نافرمان نہیں۔ اور نہ ہی خدا تعالےٰ کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی طاعت واجب ہی ہے ✦

زہری سے روایت ہے۔ کہ عمر بن عبد العزیز نے سالم بن عبد اللہ سے پوچھ بھیجا۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صدقات کے متعلق کیا روش تھی۔ انہوں نے اسکا جواب لکھ بھیجا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی لکھ بھیجا۔ کہ اگر تم ایسا ہی عمل کروگے۔ جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ میں کیا کرتے تھے۔ تو خدا تعالےٰ کے ہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی زیادہ مرتبہ پاؤ گے ✦

حماد سے مروی ہے۔ کہ جب عمر بن عبد العزیز خلیفہ ہوئے۔ تو رو پڑے اور کہنے لگے۔ کہ مجھے بڑا ہی خوف لگا ہوا ہے۔ حماد نے کہا۔ یہ تو بتلائیے۔ کہ آپ کو درہم و دینار سے کتنی محبت ہے؟ عمر بن عبد العزیز نے کہا۔ کہ بالکل نہیں حماد نے کہا۔ کہ پھر آپ کیوں گھبراتے ہیں۔ خدا تعالےٰ آپ کی مدد کرے گا ✦

مغیرہ کہتے ہیں۔ کہ جب آپ خلیفہ ہوئے۔ تو آپ نے بنی مروان کو جمع کیا۔ اور فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس باغ فدک تھا۔ جس کی آمدنی سے آپ بنو ہاشم کے بچوں کی خبر گیری کیا کرتے تھے۔ اور ان کی بیواؤں کے نکاح کر دیا کرتے تھے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس باغ کو آپ سے مانگا۔ تو آپ نے اُس کے دینے سے انکار کر دیا۔ اور پھر وہ حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی زندگی میں اسی طرح رہا۔ لیکن پھر مروان نے اسے اپنی جاگیر میں داخل کر لیا۔ اور اب وہ مجھے ورثہ میں پہونچا ہے۔ مگر میں دیکھتا ہوں۔ کہ جس چیز کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی کو دینے سے انکار کر دیا۔ وہ مجھ پر کیسے حلال ہو گئی۔ اب تم گواہ رہو۔ کہ میں نے اسکو اسی حالت میں چھوڑ دیا ہے۔ جیسے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ باسعادت میں تھا ✦

لیث رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ کہ جب حضرت عمر بن عبد العزیز خلیفہ ہوئے

تو آپ نے اپنے خویش و اقرباء کے پاس جو جاگیریں تھیں ضبط کر لیں۔ اور اُنھیں مالِ ظلم قرار دیا +

اسماء بن عبید کہتے ہیں۔ کہ عنبسہ بن سعید بن عاص۔ عمر بن عبد العزیز کے پاس آئے۔ اور کہا اے امیر المومنین! آپ سے پہلے خلفاء ہمیں انعام دیا کرتے تھے مگر آپ نے روک دیئے۔ میں عیالدار ہوں۔ اور ایک جاگیر بھی میرے پاس ہے کیا آپ اذن دیتے ہیں۔ کہ میں اس سے اسقدر لیا کروں۔ جو میرے عیال کو کافی ہو عمر بن عبد العزیز نے فرمایا۔ کہ تم سے اچھا وہی شخص ہے۔ جو اپنی مشقت اور تکلیف سے ہمیں بچالے۔ پھر فرمایا۔ کہ تم موت کو اکثر یاد کیا کرو۔ کیونکہ اگر تم سختی میں ہوگے۔ تو خوش عیش ہو جاؤگے۔ اور اگر فراخی میں ہوگے۔ تو اس سے تنگ عیش ہو جاؤگے +

فرات بن سائب کہتے ہیں۔ کہ عمر بن عبد العزیز نے اپنی بیوی فاطمہ بنت عبد الملک کو کہا۔ کہ دو باتوں میں سے کسی ایک کو اختیار کر لو۔ یا تو وہ بے مثل اور قیمتی جوہر جو تمہارے والد نے تمہیں دیا تھا۔ بیت المال میں دیدو۔ یا مجھے اذن دو۔ کہ میں تم سے علیحدہ ہو جاؤں۔ کیونکہ مجھے یہ بات ناپسند ہے۔ کہ میں تم اور وہ ہیرا تینوں ایک گھر میں رہیں۔ انھوں نے کہا۔ کہ میں آپ کو ہی اختیار کرتی ہوں۔ اور وہ کیا چیز ہے۔ اس سے دُگنی مالیت کی چیز بھی آپ کے لئے چھوڑنے کو تیار ہوں۔ پھر اس جواہر کو بیت المال میں بھیجدیا۔ جب عمر بن عبد العزیز کے بعد یزید بن عبد الملک خلیفہ ہؤا۔ تو اس نے آپ کی بیوی سے کہا۔ کہ اگر تم چاہو۔ تو میں وہ ہیرا پھر تمہیں دیدوں۔ انھوں نے کہا۔ کہ میں نے اسے اُن کی زندگی میں خوشی حوالہ کر دیا تھا۔ اب اُن کی موت کے بعد اُسے لیکر میں کیا کرونگی +

عبد العزیز کہتے ہیں۔ کہ خلیفہ عمر بن عبد العزیز کے بعض عاملوں نے اُن کی طرف لکھا۔ کہ ہمارا شہر خراب ہو گیا ہے۔ اگر امیر المومنین کچھ مال ہمیں عطا کریں۔ تو ہم اُس کی اصلاح کر لیں۔ آپ نے اُس کے جواب میں لکھا۔ کہ جب تو میرا یہ خط پڑھے۔ تو اس شہر کے گرد عدل کی دیوار کھینچ۔ اور ظلم سے اُس کے رستوں کو پاک و صاف کر۔ کیونکہ یہی اُسکی مرمت ہے۔ والسلام +

ابراہیم سکونی کہتے ہیں۔ کہ عمر بن عبد العزیز فرمایا کرتے تھے۔ کہ جب سے مجھے یہ معلوم ہؤا ہے۔ کہ جھوٹ بولنا بُرا ہے۔ اُسدن سے میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا +

قیس بن جبیر کہتے ہیں۔ کہ عمر بن عبد العزیز کی مثال بنو امیہ میں مومن آلِ فرعون جیسی ہے ٭

میمون بن مہران کہتے ہیں۔ کہ جس طرح اللہ تعالٰے ایک نبی کے بعد دوسرے نبی بھیجنے کا عہد کرتا تھا۔ اسی طرح عمر بن عبد العزیز کا بھی عہد کیا تھا ٭

وہب بن منبہ کہتے ہیں۔ کہ اگر اس اُمت میں کوئی مہدی ہو سکتا ہے۔ تو وہ عمر بن عبد العزیز ہی ہے ٭

محمد بن فضالہ کہتے ہیں۔ کہ عبد اللہ بن عمر بن عبد العزیز ایک راہب کے پاس سے گذرے۔ جو ایک جزیرے میں رہا کرتا تھا۔ اُنہیں دیکھکر وہ اُن کے پاس آ گیا۔ حالانکہ وہ کسی کے پاس نہیں آیا کرتا تھا۔ پھر اُن سے کہنے لگا۔ کہ تم جانتے ہو۔ میں تمہارے پاس کیوں آیا ہوں۔ انہوں نے کہا بخدا مجھے تو معلوم نہیں۔ اُس نے کہا۔ کہ محض اس خاطر کہ تم ایک امام عادل کے بیٹے ہو۔ اور ہم انہیں آئمہ عادلین میں ایسا پاتے ہیں۔ جیسا کہ اشہر حرام میں رجب ہے۔ (مطلب اس کا یہ ہے۔ کہ جیسے تین اشہر حرام پے در پے آتے ہیں۔ اسی طرح حضرت ابو بکر۔ حضرت عمر۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہم بھی پے در پے خلیفہ ہوئے۔ اور جیسے رجب اکیلا آتا ہے۔ ایسا ہی عمر بن عبد العزیز بھی ان کے بعد تن تنہا خلیفہ ہوئے)

حسن قصاب کہتے ہیں۔ کہ میں نے عمر بن عبد العزیز کی خلافت میں دیکھا۔ کہ بھیڑیے بکریوں کے ساتھ جنگل میں پھر رہے ہیں۔ میں نے کہا۔ کہ سبحان اللہ یہ عجیب بات ہے۔ کہ بھیڑیا بکریوں کو ضرر نہیں پہونچاتا۔ چرواہے نے میری یہ بات سُنکر کہا۔ کہ جب سر کی اصلاح ہو جائے۔ تو بدن بھی تندرست ہو جاتا ہے

مالک بن دینار کہتے ہیں۔ کہ جب عمر بن عبد العزیز خلیفہ ہوئے۔ تو چرواہے تعجب سے پوچھنے لگے۔ کہ اب کون نیک بخت خلیفہ ہوا ہے۔ کہ بھیڑیے ہماری بکریوں کو نقصان نہیں پہونچاتے ٭

موسیٰ بن اعین کہتے ہیں۔ کہ ہم خلافت عمر بن عبد العزیز میں شہر کرمان کے پاس بکریاں چرایا کرتے تھے۔ اور وہیں بھیڑیے بھی پھرا کرتے تھے۔ ایک رات بھیڑیا بکری کو اُٹھا لے گیا۔ میں نے کہا۔ کہ آج شاید خلیفہ صالح مر گیا۔ تحقیق کے بعد معلوم ہوا۔ کہ واقعی اسی رات عمر بن عبد العزیز رح کا انتقال ہوا تھا ٭

ولید بن مسلم کہتے ہیں۔ کہ ایک شخص باشندۂ خراسان نے خواب میں دیکھا۔ کہ ایک شخص اُسے کہتا ہے۔ کہ جب بنی امیہ کا ایک داغدار آدمی خلیفہ ہو۔ تو جا کر اُس کی بیعت کر لینا۔ کیونکہ وہ امام عادل ہوگا۔ وہ شخص ہر خلیفہ کا حلیہ پوچھتا رہا۔ حتیٰ کہ جب عمر بن عبد العزیز خلیفہ ہوئے۔ تو اس نے متواتر تین رات خواب میں دیکھا۔ کہ وہی شخص اسے کہتا ہے۔ کہ جا اب بیعت کر لے۔ اس پر اُس نے بیعت کر لی +

حبیب بن ہند اسلمی کہتے ہیں۔ کہ سعید بن مسیب نے مجھے کہا۔ کہ خلیفہ تین ہی ہیں حضرت ابوبکر رض حضرت عمر رض اور حضرت عمر بن عبد العزیز میں نے کہا۔ کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو تو ہم جانتے ہیں۔ لیکن عمر بن عبد العزیز کون ہے؟ انہوں نے کہا۔ کہ تم زندہ رہے۔ تو معلوم کر لوگے۔ اور اگر مر گئے تو خیر۔ (میں کہتا ہوں۔ کہ ابن مسیب حضرت عمر بن عبد العزیز کی خلافت کے پہلے ہی وفات پا گئے تھے +)

ابن عون کہتے ہیں۔ کہ ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے طلاء (شراب کی ایک قسم ہے) کی بابت پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ امام الہدیٰ یعنی عمر بن عبد العزیز نے اس کے پینے سے منع فرمایا ہے +

حسن کہتے ہیں۔ کہ اگر کوئی مہدی ہوگا۔ تو وہ عمر بن عبد العزیز ہی ہیں۔ ورنہ عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کے سواء اور کوئی مہدی نہ ہوگا +

مالک بن دینار کہتے ہیں۔ کہ لوگ مجھے زاہد کہتے ہیں۔ حالانکہ زاہد عمر بن عبد العزیز تھے۔ کہ جن کے پاس دُنیا آئی۔ مگر انہوں نے اسے ترک کر دیا +

یونس بن ابی شیب کہتے ہیں۔ کہ میں نے قبل از خلافت عمر بن عبد العزیز کو دیکھا۔ کہ اُن کے پاجامے کا نیفہ فربہی کے باعث ان کے پیٹ میں گھسا جاتا تھا۔ لیکن خلافت کے بعد یہ کیفیت ہو گئی تھی۔ کہ بے تکلف اُن کی پسلیوں کی ہڈیاں شمار کی جا سکتی تھیں +

عمر بن عبد العزیز کے صاحبزادے کہتے ہیں۔ کہ مجھ سے ابوجعفر منصور نے پوچھا کہ جب تمہارے والد خلیفہ ہوئے ہیں۔ تو اُن کی آمدنی کیا تھی۔ میں نے کہا کہ چالیس ہزار دینار۔ پھر اُس نے پوچھا۔ کہ جب انہوں نے انتقال کیا ہے۔ اُس وقت کیا آمدنی تھی؟ میں نے کہا۔ کہ کُل چار سو دینار۔ اور اگر کچھ اور زندہ رہتے۔ تو اس سے بھی کم ہو جاتی +

مسلمہ بن عبدالملک کہتے ہیں۔ کہ میں عمر بن عبدالعزیز کی عیادت کے لئے گیا تو دیکھا۔ کہ آپ ایک میلا کُرتا پہنے ہوئے ہیں۔ میں نے آپ کی زوجہ محترمہ فاطمہ بنت عبدالملک سے کہا۔ کہ تم ان کا کُرتا دھو کیوں نہیں دیتیں۔ انہوں نے کہا۔ کہ اِن کے پاس اس کے سوا، اور کوئی کُرتا ہی نہیں۔ کہ اِسے اُتار کر اُس کو پہن لیں +

ابو امیہ خصی غلام عمر بن عبدالعزیز کہتے ہیں۔ کہ ایک روز میں نے اپنے آقا کے حرم کی خدمت میں شکائیت کی۔ کہ مسور کی دال کھاتے کھاتے ناک میں دم آگیا ہے۔ انہوں نے کہا۔ کہ تمہارے آقا امیر المؤمنین کا بھی روز کا کھانا یہی ہے

ابو امیہ ہی کہتے ہیں۔ کہ ایک روز عمر بن عبدالعزیز حمام میں داخل ہوئے۔ تو آپ نے اپنے موئے زہار کو اپنے ہاتھ سے دُور کیا۔ اور جب آپ قریب المرگ ہوئے۔ تو مجھے ایک دینار دیکر اہل دیر کے پاس بھیجا۔ کہ ان سے کہدو۔ کہ اگر تم مجھے میری قبر کی زمین بیع کردو۔ تو بہتر ہو۔ ورنہ میں اپنی قبر کسی اور جگہ کھدوا لوں۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ اگر ہمیں یہ خوف نہ ہوتا۔ کہ وہ کسی اور جگہ قبر کھدوا لینگے۔ تو ہم یہ بات کبھی بھی منظور نہ کرتے +

عون بن معمر کہتے ہیں۔ کہ عمر بن عبدالعزیز نے ایک روز اپنے حرم محترم سے کہا۔ کہ تمہارے پاس کچھ درہم ہیں۔ کہ میں انکا انگور لیکر کھاؤں۔ انہوں نے کہا کہ میرے پاس تو کوڑی بھی نہیں۔ تم امیر المؤمنین ہو۔ کیا تمہارے پاس اتنا بھی نہیں کہ انگور لیکر کھالو۔ آپ نے فرمایا۔ کہ انگوروں کی تمنا دل میں لے جانا بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ کل کو دوزخ کی زنجیروں میں جکڑے جائیں +

آپ کی زوجہ محترمہ فاطمہ فرماتی ہیں۔ کہ جب سے آپ خلیفہ ہوئے۔ اسوقت سے لیکر مرتے دم تک مجھے معلوم نہیں۔ کہ آپ کو جنابت یا احتلام کے باعث نہانے کی ضرورت ہوئی ہو +

سہل بن صدقہ کہتے ہیں۔ کہ جب عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوئے۔ تو آپ کے گھر سے رونے کی آواز آئی۔ لوگوں نے تحقیق کیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ آپ نے اپنی لونڈیوں سے فرمادیا ہے کہ میرے سر پر ایک ایسا بوجھ آپڑا ہے جس میں ہروقت مشغول رہتا ہوں۔ اسلئے تمہیں اختیار ہے۔ جو آزاد ہونا چاہے۔ میں اُسے آزاد کردیتا ہوں اور جو میرے پاس رہنا چاہے۔ میں اُسے اپنے پاس رکھ لیتا ہوں۔ اگرچہ مجھے تم سے

کسی کی بھی حاجت نہیں ہے۔ یہ سُنکر لونڈیاں رو رہی ہیں +

آپ کی زوجہ محترمہ فاطمہ فرماتی ہیں۔ کہ جب آپ گھر میں تشریف لاتے۔ تو نماز پڑھنے کی جگہ میں اپنے آپ کو ڈالدیتے۔ اور روتے رہتے۔ اور دعا کرتے رہتے۔ اور اسی حالت میں سو جاتے۔ پھر کچھ دیر بعد بیدار ہو کر اسی طرح رونے لگتے

ولید بن ابی السائب کہتے ہیں۔ کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھکر خدا سے ڈرنے والا کوئی شخص نہیں دیکھا +

سعید بن سوید کہتے ہیں۔ کہ عمر بن عبدالعزیز جمعہ کی نماز پڑھانے کے لئے آئے۔ تو دیکھا۔ کہ اُن کے کُرتے میں سامنے اور پیچھے پیوند لگے ہوئے ہیں۔ ایک شخص نے کہا۔ امیر المومنین! خدا تعالےٰ نے آپ کو سب کچھ عطا فرمایا ہے پھر آپ کپڑے کیوں نہیں بنواتے۔ یہ بات سُنکر آپ بہت دیر تک سر جُھکائے کھڑے رہے۔ پھر فرمایا۔ کہ بحالت تونگری میانہ روی اور بحالت قدرت عفو بہت بڑی چیز ہے +

میمون بن مہران کہتے ہیں۔ کہ ایک دن عمر بن العزیز فرما رہے تھے۔ کہ اگر میں پچاس برس بھی تم میں رہوں۔ تو مراتب عدل کو تکمیل پر نہیں پہونچا سکتا۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ تمہارے دلوں سے طمع دُنیاوی کو نکال ڈالوں۔ مگر تمہارے دل اس بات کے متحمل نہ ہو سکینگے +

ابراہیم بن میسرہ کہتے ہیں۔ کہ میں نے ایک روز طاؤس سے کہا۔ کہ عمر بن عبدالعزیز مہدی ہیں۔ اس نے کہا۔ کہ وہ بیشک مہدی ہیں۔ لیکن فرق صرف اسقدر ہے۔ کہ ابھی تک اُن سے عدل پایۂ تکمیل کو نہیں پہونچا۔

عمر بن اسد کہتے ہیں۔ کہ عمر بن عبدالعزیز کے عہد خلافت میں لوگوں کے غنا کا یہ حال تھا۔ کہ کوئی شخص ہمارے پاس بہت سا مال لیکر آتا۔ اور کہتا۔ کہ جہاں تمہاری مرضی ہو۔ اسے خرچ کرو۔ تو تھوڑی دیر کے بعد وہ مال اُسے واپس لے جانا پڑتا۔ (کیونکہ کسی کو ضرورت نہ تھی)

جویریہ کہتے ہیں۔ کہ ہم فاطمہ بنت علیؓ بن ابی طالب کے پاس گئے۔ تو انہوں نے عمر بن عبدالعزیز کی بہت تعریف کی۔ اور فرمایا۔ کہ اگر وہ زندہ رہتے۔ تو ہمیں کسی چیز کی ضرورت نہ رہتی +

عطا بن رباح کہتے ہیں۔ کہ آپ کی حرم محترم فرماتی ہیں۔ کہ بیعت لینے کے بعد

جب آپ گھر میں تشریف لائے۔ اور اپنے جائے نماز پر بیٹھے۔ تو میں نے دیکھا۔ کہ آپ کی ڈاڑھی آنسوؤں سے تر تھی۔ میں نے حیران ہو کر پوچھا۔ کہ خیریت تو ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اُمت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے تمام کاموں کا بوجھ میری گردن پر ڈال دیا گیا ہے۔ اب میں فقیر۔ بھوکے۔ مریض۔ مظلوم۔ مسافر۔ قیدی۔ بچے۔ بوڑھے کم حیثیت عیالدار وغیرہم کی حالت میں فکر کر رہا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ قیامت کے روز ان کی نسبت مجھ سے سوال کریگا۔ اور میں ڈرتا ہوں کہ مجھ سے جواب نہ بن آئیگا اب اسی فکر میں رو رہا ہوں +

اوزاعی کہتے ہیں۔ کہ عمر بن عبدالعزیز اپنے مکان مع اشراف بنی امیہ کے بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ تم چاہتے ہو۔ کہ میں تمہیں کسی لشکر کا مالک کر دوں۔ ایک شخص نے کہا۔ کہ آپ ہم پر وہ بات پیش ہی کیوں کرتے ہیں جسے آپ پورا کرنا نہیں چاہتے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ کیا تم میرے اس فرش کو دیکھتے ہو۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ کہ یہ بلا و فنا میں گرفتار ہونے والا ہے۔ لیکن میں یہ نہیں چاہتا۔ کہ تمہارے پاؤں سے یہ ناپاک ہو۔ پس میں کسطرح تمہیں اپنے دین اور مسلمانوں کے اغراض کا مالک کر دوں۔ تمہاری حالت بہت ہی افسوسناک ہے انہوں نے کہا۔ کہ کیا ہم آپ کے قریبی نہیں۔ کیا آپ پر ہمارا حق نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میرے نزدیک اس معاملہ میں ایک ادنیٰ سا مسلمان اور تم برابر ہو +

حمید کہتے ہیں۔ کہ حسن نے میری معرفت ایک خط عمر بن عبدالعزیز کو لکھا۔ اور اپنی حاجات اور کثرت عیال کی شکائیت کی آپ نے انہیں انعام دینے کا حکم صادر فرمایا +

اوزاعی کہتے ہیں۔ کہ جب عمر بن عبدالعزیز کسی شخص کو سزا دینی چاہتے۔ تو پہلے احتیاطاً تین روز تک اُسے قید رکھتے۔ تا کہ غصہ اور جلدی میں اُسے سزا نہ دے بیٹھیں +

جویریہ بن اسماء کہتے ہیں۔ کہ عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا۔ کہ میرا نفس بڑا حریص ہے۔ جب میں نے اُس کی خواہش کے مطابق اسے کچھ دیا۔ تو اُس نے اس سے زیادہ کی ہی خواہش کی۔ اور جب میں نے اسکو دُنیا کی سب سے بہتر چیز (یعنی خلافت) دی۔ تو اُس نے اس سے بھی برتر چیز یعنی جنت کی خواہش کی +

عمرو بن مہاجر کہتے ہیں۔ کہ عمر بن عبدالعزیز کا روزانہ خرچ دو درہم تھا۔ یوسف

بن یعقوب کاہلی کہتے ہیں - کہ عمرو بن عبدالعزیز رات کو پوستین پہنا کرتے تھے - اور آپ کا چراغدان تین لکڑیوں کا تھا - اور اسپر مٹی رکھی ہوئی تھی +

عطار خراسانی کہتے ہیں - کہ ایک دن عمر بن عبدالعزیز نے اپنے غلام کو کہا - کہ پانی گرم کر لاؤ - وہ جا کر شاہی باورچیخانہ سے گرم کر لایا - آپ کو معلوم ہوا - تو ایک درہم کی لکڑیاں باورچی خانہ میں بھجوادیں +

عمرو بن مہاجر کہتے ہیں - کہ جب تک عمر بن عبدالعزیز سلطنت کے کاروبار میں مشغول رہتے - اسوقت تک آپ کے سامنے لمپ جلایا جاتا - اور جب فارغ ہو جاتے - تو اسے بجھا کر اپنا مٹی کا چراغ جلا لیتے +

حکم بن عمر کہتے ہیں - کہ خلیفہ کے لئے تین سو نگہبان اور تین سو کوتوال مقرر تھے جب عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوئے - تو آپ نے اُنہیں کہا - کہ میری حفاظت کے لئے قضاو قدر اور موت ہی کافی ہے - تمہاری ضرورت نہیں - ہاں اگر تم میں سے کوئی میرے پاس رہنا چاہے - تو اُسے دس دینار تنخواہ ملیگی - اور اگر نہ رہنا چاہے - تو اپنے اہل و عیال میں چلا جائے +

عمر بن مہاجر کہتے ہیں - کہ ایک دن عمر بن عبدالعزیز کو سیب کھانے کی خواہش ہوئی - تو آپ کے اہل بیت سے کسی نے ہدیۃً آپ کو ایک سیب بھیجا - آپ نے اُسے لیکر کہا - کہ اس کی خوشبو کیسی عمدہ ہے - اور کیسا خوبصورت ہے - اے غلام ہمیں پہونچ گیا - اور ہم نے اُسے نہایت پسند کیا - میں نے عرض کیا - اے امیر المومنین یہ تو آپ کے چچازاد بھائی اور قریبی نے بھیجا ہے - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہدیہ کو لے لیا کرتے تھے - آپ نے فرمایا - کہ تم نہیں جانتے - کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تو ہدیہ تھا - مگر ہمارے لئے رشوت ہے +

ابراہیم بن میسرہ کہتے ہیں - کہ عمر بن عبدالعزیز نے سوائے ایک شخص کے جس نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخانہ الفاظ کہے تھے - کبھی کسی کو دُرّے نہیں لگوائے - اور اسے بھی فقط تین دُرّے لگوائے تھے +

اوزاعی کہتے ہیں - کہ جب عمر بن عبدالعزیز نے اپنے اہل بیت کی خاص تنخواہیں بند کر دیں - تو انہوں نے اس امر کی شکائت کی - تو آپ نے فرمایا - کہ میرا مال بہت کم ہے اسمیں اتنی گنجائش نہیں - اور یہ دوسرا مال جو ہے اسمیں تمہارا اتنا ہی حق ہے - جتنا کہ کسی دور دراز شہر میں رہنے والے کا ہے +

ابو عمر کہتے ہیں۔ کہ عمر بن عبد العزیز نے حجاج کے کئی ایک احکام جو نہایت سخت تھے۔ منسوخ کر دیئے۔

یحیٰی غسانی کہتے ہیں۔ کہ جب عمر بن عبد العزیز نے مجھے موصل کا حاکم کیا تو میں نے وہاں جا کر دیکھا۔ کہ چوری اور نقب زنی وہاں اور سب ملکوں سے زیادہ ہوتی ہے میں نے آپ کو اس معاملہ کی اطلاع لکھی۔ اور پوچھا۔ لوگوں کو محض ظن تہمت کے بھروسہ پر سزا دیا کروں۔ یا شہادت پر فیصلہ کیا کروں۔ تو آپ نے اسکا جواب لکھا کہ سنت کے مطابق ہر مقدمہ میں شہادت پر فیصلہ کیا کرو۔ کیونکہ اگر ان کی حق اصلاح نہ کریگا۔ تو خدا تعالےٰ بھی اُن کی اصلاح نہ کرے گا۔ یحییٰ کہتے ہیں۔ کہ میں نے ایسا ہی کیا۔ تو اس کی برکت سے موصل میں چوری کم کم ہوتی تھی۔

رجاء بن حیوۃ کہتے ہیں۔ کہ ایک رات میں عمر بن عبد العزیز کے ہاں مہماں تھا۔ کہ چراغ گل ہو گیا۔ اور وہیں آپ کا غلام بھی سو رہا تھا۔ میں نے کہا۔ کہ اسے بیدار نہ کر دوں۔ آپ نے فرمایا نہ۔ پھر میں نے کہا۔ کہ میں خود اُٹھکر چراغ جلا دیتا ہوں آپ نے فرمایا۔ کہ مہمان کو تکلیف دینا خلافِ مروت ہے۔ پھر آپ نے خود اُٹھ کر تیل کا کوزہ اُٹھایا۔ اور چراغ میں تیل ڈالکر اسے روشن کیا۔ اور پھر اپنی جگہ پر آ بیٹھے۔ اور فرمایا۔ کہ جب میں اُٹھ کر لمپ جلانے گیا تھا۔ اسوقت بھی عمر بن عبد العزیز تھا۔ اور اب بھی وہی ہوں۔ نیز آپ فرمایا کرتے تھے۔ کہ کثرتِ گفتگو سے مجھے فخر روکتا ہے

مکحول کہتے ہیں۔ کہ اگر میں حلف اُٹھا کر کہدوں۔ کہ میں نے عمر بن عبد العزیز سے بڑھکر اللہ تعالےٰ سے ڈرنے والا شخص کوئی نہیں دیکھا۔ تو میں حانث نہیں ہونگا

سعید بن عروبہ کہتے ہیں۔ کہ عمر بن عبد العزیز جب موت کو یاد کرتے۔ تو آپ کے جوڑ کانپنے لگتے تھے۔

عطاء کہتے ہیں۔ کہ عمر بن عبد العزیز ہر رات فقہاء کو جمع کرتے۔ اور وہ موت و قیامت کا ذکر کرتے۔ اور پھر سب اسقدر روتے۔ کہ گویا ان کے سامنے کوئی جنازہ رکھا ہوا ہے۔

عبید اللہ بن عیزار کہتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ شام میں مٹی کے منبر پر کھڑے ہو کر عمر بن عبد العزیز نے ہمیں خطبہ سُنایا۔ اور کہا۔ اے لوگو! اپنے باطنوں کی اصلاح کرو۔ تمہارا ظاہر بھی درست ہو جائیگا۔ اور اپنی آخرت کے لئے عمل کرو۔ دُنیا تمہیں کافی ہو جائیگی۔ جان لو۔ کہ موت سب کو آنے والی ہے۔

والسلام علیکم +

وہیب بن ورد کہتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ بنو مروان عمر بن عبدالعزیز کے دروازے پر جمع ہوئے۔ اور آپ کے بیٹے عبدالملک کو کہنے لگے۔ کہ تیرے باپ نے ہمیں مال و دولت سے محروم کر رکھا ہے۔ انہوں نے اپنے والد کو جاکر خبر کی۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ انہیں کہدو۔ کہ میرا باپ کہتا ہے۔ کہ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے عذابِ قیامت سے خوف آتا ہے +

اوزاعی کہتے ہیں۔ کہ عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا۔ کہ سلف صالحین کے قول پر عمل کیا کرو۔ کیونکہ وہ تم سے زیادہ اچھے اور زیادہ جاننے والے تھے +

اوزاعی کہتے ہیں۔ کہ جریر شاعر دیر تک عمر بن عبدالعزیز کے دروازے پر مقیم رہے اور آپ نے اُن کی طرف توجہ نہ کی۔ تو انہوں نے عون بن عبداللہ کیطرف جو عمر بن عبدالعزیز کے خاص مصاحب تھے۔ یہ شعر لکھے شعر

لہ
يَا أَيُّهَا الْقَارِئُ الْمُرْخِي عِمَامَتَهُ　　هٰذَا زَمَانُكَ إِنِّي قَدْ مَضَى زَمَنِي

أَبْلِغْ خَلِيفَتَنَا إِنْ كُنْتَ لَاقِيَهُ　　إِنِّي لَدَى الْبَابِ كَالْمَصْفُودِ فِي قَرَنِ

جویریہ بن اسماء کہتے ہیں۔ کہ جب عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوئے۔ تو بلال ابن ابی بردہ نے آکر آپ کو مبارک باد دی۔ اور کہا۔ کہ پہلے لوگوں کو خلافت نے زینت دی تھی۔ مگر آپ نے اسے زینت دی تھی۔ اور آپ ایسے ہی ہیں۔ جیسے کہ مالک بن اسماء نے کہا ہے:۔ شعر

ےلہ
وَتَزِيدِينَ طَيِّبَ الطِّيبِ طِيبًا　　إِنْ تَمَسِّيهِ أَيْنَ مِثْلُكِ أَيْنَا

وَإِذَا الدُّرُّ زَانَ حُسْنَ وُجُوهٍ　　كَانَ لِلدُّرِّ حُسْنُ وَجْهِكِ زَيْنَا

لہ اے قاری جو اپنے عمامہ کو لٹکائے ہوئے ہے۔ یہ تیرے تقرب کا زمانہ ہے۔ اور ہمارا زمانہ گذر گیا ہے۔ اگر تو ہمارے خلیفہ سے ملے۔ تو اُسے کہدینا۔ کہ میں تمہارے دروازے پر قیدی کی طرح کھڑا ہوں + ۱۲

ےلہ اگر تو کسی کو ہاتھ سے چھوئے۔ تو اُس کی خوشبو کو زیادہ کردیتی ہے۔ پس تیرے جیسا کون ہو سکتا ہے۔ موتی اگرچہ خوبصورتی زیادہ کرتا ہے۔ لیکن تمہارے چہرے سے موتی کو زینت ہوتی ہے ۱۲ ۱۲ ۱۲

جویرنہ کہتے ہیں۔ کہ جب عبدالملک بن عمر بن عبدالعزیز فوت ہوئے۔ تو عمر اُن کی تعریف کرنے لگے۔ مسلمہ نے کہا۔ امیرالمؤمنین! اگر وہ زندہ رہتے۔ تو کیا آپ اُن کو ولیعہد بنا دیتے۔ آپ نے فرمایا۔ ہرگز نہیں۔ مسلمہ نے کہا۔ کہ پھر آپ اُن کی اسقدر تعریف کیوں کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میں اس بات کو دیکھتا ہوں۔ کہ میں بحیثیت بیٹا ہونے کے ہی اسے اچھا سمجھتا ہوں۔ یا وہ واقعی اچھا تھا۔ اور دوسرے بھی اُسے پسند کرتے تھے۔

غسان قبیلہ ازد کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک شخص نے عمر بن عبدالعزیز کو کہا۔ کہ مجھے کوئی وصیت کیجئے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میں تجھے وصیت کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ سے ڈرتا رہو۔ اور اسے سب چیزوں سے اختیار کر۔ کہ اس سے تیری سختی دُور ہو جائے گی۔ اور اسکا اچھا عوض تجھے ملیگا۔

ابو عمر کہتے ہیں۔ کہ اسامہ بن زید کی صاحبزادی عمر بن عبدالعزیز کے پاس آئیں۔ تو آپ اُن کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور اُنہیں لاکر اپنی جگہ پر بٹھالیا اور خود اُن کے سامنے بیٹھ گئے۔ اور اُن کی ہر ایک حاجت کو پورا کر دیا۔

حجاج بن عنبسہ کہتے ہیں۔ کہ ایک دن بنو مروان نے جمع ہو کر کہا۔ کہ چلو آج بذریعہ مزاح امیرالمؤمنین کو اپنی طرف متوجہ کریں۔ یہ منصوبہ باندھکر وہ سب آپ کے پاس آئے۔ اور ایک شخص نے مزاحاً کوئی بات کہی۔ اور جب عمر بن عبدالعزیز نے اُس کی طرف دیکھا۔ تو دوسرے نے بھی اُسکی بات کی تاکید کی۔ اسپر آپ نے کہا کہ کیا تم ایسی ذلیل باتوں کے لئے جمع ہوئے۔ کہ جو کینہ پیدا کرتی ہیں۔ جب کبھی جمع ہوا کرو۔ تو قرآن مجید میں غور و بحث کیا کرو۔ اور اگر اس سے تجاوز کرو۔ تو سنت رسولؐ میں فکر کیا کرو۔ اور اگر اس سے بھی تجاوز کرو۔ تو معانی حدیث میں غور کیا کرو۔

ایاس بن معاویہ بن قرہ کہتے ہیں۔ کہ عمر بن عبدالعزیز کی مثال ایک اعلےٰ درجہ کے صناع شخص کی سی ہے۔ کہ جس کے پاس اوزار نہ ہوں۔ یعنی انکا کوئی معاون موجود نہیں ہے۔ جو انکا ہاتھ بٹائے۔

عمر بن حفص کہتے ہیں۔ کہ مجھے عمر بن عبدالعزیز نے کہا۔ کہ جب تم کبھی کسی مسلمان شخص سے کوئی بات سنو۔ تو جب تک اسے بھلائی پر حمل کرنے کی طاقت و محل ہو۔ اُسے کسی برائی پر حمل نہ کیا کرو۔

یحیےٰ غسانی کہتے ہیں۔ کہ عمر بن عبدالعزیز سلیمان بن عبدالملک کو خارجیوں

کے قتل کرنے سے منع کیا کرتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے۔ کہ جب تک وہ توبہ نہ کریں تب تک انہیں قید میں رکھئے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ ایک خارجی سلیمان کے پاس لایا گیا۔ تو اس سے پوچھا۔ کہ بھائی اب کیا حال ہے؟ اس نے کہا۔ اے فاسق ابن فاسق میں کیا کہوں۔ سلیمان نے کہا۔ کہ عمر بن عبد العزیز کو بلاؤ۔ جب وہ آئے تو کہنے لگا۔ کہ سنو یہ کیا کہتا ہے۔ خارجی نے پھر وہی الفاظ کہے۔ تو سلیمان نے عمر بن عبد العزیز سے پوچھا۔ اب بتاؤ اس کے ساتھ کیا کیا جائے۔ آپ خاموش ہو رہے سلیمان نے کہا۔ کہ میں تمہیں قسم دلا کر پوچھتا ہوں۔ کہ بتاؤ اب کیا کیا جائے۔ آپ نے کہا۔ کہ میری رائے تو یہی ہے۔ کہ جیسی اس نے مجھے گالی دی ہے۔ ویسے ہی آپ بھی اسے گالی دے لیں۔ سلیمان نے کہا۔ یہ تو نہیں ہو سکتا۔ پھر اس کے قتل کا حکم دیا۔ عمر بن عبد العزیز وہاں سے چلے آئے۔ پیچھے سے آپ کو خالد کوتوال بھی آ ملا۔ اور کہنے لگا۔ کہ آپ نے تو عجیب ہی رائے دی تھی۔ کہ جیسی اس نے دی ویسی گالی ہی امیر المومنین بھی اسے دے۔ مجھے تو امید تھی۔ کہ امیر المومنین آپ کے قتل کا بھی حکم دینگے عمر بن عبد العزیز نے کہا۔ کہ اگر وہ حکم دیتے۔ تو تم مجھے قتل کر دیتے۔ وہ کہنے لگا۔ کہ کیوں نہیں؟ جب عمر بن عبد العزیز خلیفہ ہوئے۔ اور خالد اپنے مرتبے پر آکر کھڑا ہو گیا تو آپ نے فرمایا۔ اے خالد یہ تلوار رکھدو۔ اور پھر فرمایا۔ اے خدا میں نے خالد کو تیری رضامندی کے لئے برخاست کیا ہے۔ تو اسے کبھی مرتبہ پر نہ پہونچانا۔ پھر عمرو بن مہاجر انصاری کو بلا کر کہا۔ کہ اے عمرو تم جانتے ہو۔ کہ میرا تم سے کوئی رشتہ و قرابت نہیں صرف قرابت اسلام ہے۔ لیکن میں نے سنا ہے۔ کہ تم اکثر تلاوت قرآن کرتے رہتے ہو۔ اور میں نے تمہیں ایسی جگہ نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ جہاں تمہارا خیال تھا۔ کہ مجھے کوئی نہیں دیکھیگا۔ اور تم قبیلہ انصار سے ہو۔ اسلئے یہ تلوار اٹھا لیجئے۔ میں نے اپنا کوتوال تمہیں مقرر کیا۔

شعیب کہتے ہیں۔ کہ ایک روز عبد الملک بن عمر بن عبد العزیز نے اپنے والد سے پوچھا۔ کہ اے امیر المومنین جب قیامت کے دن آپ کو یہ سوال ہوگا۔ کہ تم نے بدعت کی بیخکنی اور سنت کا احیاء کیوں نہیں کیا۔ تو آپ کیا جواب دینگے۔ آپ نے فرمایا۔ اے بیٹے خدا تمہیں جزائے خیر دے۔ اس زمانہ کے لوگ موافق بدعت اور خلاف سنت کام کرنے پر تل گئے ہیں۔ اگر میں ان کی مخالفت کروں۔ تو خونریزی کا اندیشہ ہے۔ اور مجھے دنیا کا زوال اس بات سے بہت آسان ہے۔ کہ ایک چلو

بھر خون بھی بہایا جائے۔ کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو۔ کہ تمہارا باپ ہر روز بدعتوں کو مٹانے اور سُنت کو جاری کرنے میں کوشش کرتا رہتا ہے +

معمر کہتے ہیں۔ کہ عمر بن عبد العزیز فرمایا کرتے۔ کہ جو شخص لڑائی۔ جھگڑے۔ غُصے اور طمع سے بچا رہا وہ فلاح پا گیا +

ارطاة بن منذر کہتے ہیں۔ کہ عمر بن عبد العزیز سے کہا گیا۔ کہ اگر آپ اپنے لئے کوئی محافظ مقرر کرلیں۔ اور کھانے پینے میں احتیاط رکھیں۔ تو بہتر ہو۔ آپ نے فرمایا کہ اے اللہ اگر میں قیامت کے سوا کسی اور چیز سے ڈرتا ہوں۔ تو مجھے اس خوف سے امن میں نہ رکھنا۔

عدی بن فضل کہتے ہیں۔ کہ ایک دن عمر بن عبد العزیز خطبہ میں فرما رہے تھے اے لوگو! اللہ تعالےٰ سے ڈرو۔ اور طلب رزق میں مارے مارے نہ پھرو۔ کیونکہ اگر تم سے کسی کا رزق پہاڑ کی چوٹی پر یا زمین کے نیچے دبا ہوا ہوگا۔ تو وہ اُسے پہونچکر رہیگا +

ازہر کہتے ہیں۔ کہ میں نے بچشم خود دیکھا ہے۔ کہ عمر بن عبد العزیز خطبہ پڑھ رہے تھے۔ اور آپ کی قمیص میں کئی جگہ پیوند لگے ہوئے تھے +

عبداللہ بن علاء کہتے ہیں۔ کہ عمر بن عبد العزیز ہر جمعہ میں ایک ہی خطبہ پڑھا کرتے تھے۔ اور اس کے پہلے یہ سات کلمے کہا کرتے تھے :۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ غَوٰی ۱۲ ۱۲

ان کے بعد آپ لوگوں کو اللہ تعالےٰ سے ڈرنے کی وصیت کرتے۔ اور جو کچھ کہنا ہوتا۔ کہتے۔ اور خطبے کے اخیر میں یہ آیات پڑھتے۔ یَا عِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا الخ

حاجب بن خلیفہ برجمی کہتے ہیں۔ کہ میں ایک دفعہ عمر بن عبد العزیز کے خُطبے

پڑھتے ہوئے آیا۔ تو آپ فرما رہے تھے۔ اے لوگو! جو کچھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دونوں اصحاب (یعنی حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما) کا طریقہ تھا۔ ہم اسی کے ساتھ تمسک کرینگے۔ اور ان کے سوا جو کسی کا طریقہ ہو اسے مؤخر کرینگے (مذکورہ بالا سب روایات کو ابونعیم نے حلیہ میں روایت کیا ہے)

ابن عساکر ابراہیم بن ابی عبلہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ہم عید کے روز عمر بن عبدالعزیز کے پاس آئے۔ تو دیکھا۔ کہ لوگ آ کر آپ کو سلام کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ خدا تعالےٰ ہم سے اور آپ سے قبول فرمائے۔ آپ انہی الفاظ سے انہیں جواب دیتے جاتے تھے۔ اور ذرا بھی کشیدہ خاطر نہیں ہوتے تھے۔ (میں کہتا ہوں۔ کہ عید نئے سال یا مہینے کی مبارک باد کے لئے یہ نہایت اچھا طریقہ ہے)

جویرہ کہتے ہیں۔ کہ عمر بن عبدالعزیز نے عمرو بن قیس سکونی کو صائفہ کا حاکم مقرر کیا۔ اور بھیجتے وقت ان سے فرمایا۔ کہ وہاں کے نیک لوگوں کی بات سننا۔ اور بروں سے تجاوز کرنا۔ اور ان کے آگے بڑھنے والوں سے ہونا۔ کہ قتل کئے جاؤ گے۔ اور نہ اُن کے پیچھے رہنے والوں سے ہونا۔ کہ بزدل ہو جاؤ گے۔ بلکہ اُن کے وسط میں رہنا جہاں سے سب لوگ تمہیں دیکھیں۔ اور تمہاری آواز سن سکیں +

سائب بن محمد سے مروی ہے۔ کہ جراح بن عبداللہ نے عمر بن عبدالعزیز کی طرف لکھا۔ کہ خراسان کے لوگ بہت بُرے ہیں۔ اب وہ تلوار اور درے کے سوا ٹھیک نہیں ہو سکتے۔ اگر آپ کی مرضی ہو۔ تو مجھے اس امر کی اجازت دیں۔ آپ نے اس کے جواب میں لکھا۔ مجھے تمہارا خط ملا۔ تم نے جو یہ لکھا ہے۔ کہ اہل خراسان سوائے تلوار اور درے کے درست نہیں ہو سکتے غلط ہے۔ بلکہ اُن کی اصلاح عدل و حق کر سکتا ہے۔ یہ دونوں باتیں انمیں پھیلاؤ۔ والسلام +

امیہ بن زید قرشی سے مروی ہے۔ کہ جب عمر بن عبدالعزیز مجھ سے خط لکھوانے لگتے۔ تو پہلے دعا کرتے۔ کہ اے اللہ تعالےٰ میں اپنی زبان کے شر سے پناہ مانگتا ہوں +

صالح بن جبیر سے مروی ہے۔ کہ کبھی ایسا اتفاق ہوتا۔ کہ میں کوئی بات کہتا۔ تو عمر بن عبدالعزیز مجھ سے خفا ہو جاتے۔ تو پھر میں دل میں کہتا۔ کہ کتب سابقہ میں لکھا ہے کہ جوان بادشاہ کے غصّے سے ڈرنا چاہئے۔ اسلئے آپ سے نرمی سے باتیں کرتا۔ اور جب غصہ فرو ہو جاتا۔ تو مجھے فرماتے۔ کہ اے صالح حالت غصہ میں ہم سے بات

چسبت کرنے میں خوف نہ کیا کرو جب کہ وہ حق ہو +

عبد الحکیم بن محمد مخزومی سے مروی ہے۔ کہ جریر بن خطفی عمر بن عبد العزیز کے پاس آیا۔ تو اُس نے کچھ شعر و اشعار سنانے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہا۔ آپ نے اُسے منع کر دیا۔ اس نے کہا۔ کہ میں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر سنانے کے لئے حاضر ہوتا ہوں۔ یہ سُنکر آپ نے اُسے بلوا لیا۔ تو اس نے یہ شعر پڑھے شعر

اِنَّ الَّذِی ابْتَعَثَ النَّبِیَّ مُحَمَّداً ¹ جَعَلَ الْخِلَافَۃَ لِلْاَمِیْرِ الْعَادِلِ

رَدَّ الْمَظَالِمَ حَقَّھَا بِیَقِیْنِھَا ² عَنْ جَوْرِھَا وَاَقَامَ مَیْلَ الْمَائِلِ

اِنِّیْ لَاَرْجُوْ مِنْكَ خَیْراً عَاجِلًا ³ وَالنَّفْسُ مُغْرَمَۃٌ بِحُبِّ الْعَاجِلِ

آپ نے یہ اشعار سُنکر کہا۔ کہ کتاب اللہ میں تمہارا کوئی حق نہیں ہے۔ اس نے عرض کیا۔ یا امیر المؤمنین یہ بات تو ٹھیک ہے۔ مگر میں ابن السبیل ہوں۔ یہ سُنکر آپ نے اسے اپنے خاص مال سے ۵۰ دینار انعام دیا +

طیبوریات میں ہے۔ کہ حریز بن عثمان رجی مع اپنے والد کے عمر بن عبد العزیز کے پاس آیا۔ تو آپ نے اُن سے اُن کے بیٹے کا حال پوچھا۔ اور پھر فرمایا۔ کہ اُسے فقہ اکبر سکھاؤ۔ انہوں نے پوچھا۔ کہ فقہ اکبر سے کیا مراد ہے۔ آپ نے فرمایا قناعت کرنا۔ اور کسی کو تکلیف نہ دینا +

ابن ابی حاتم اپنی تفسیر میں محمد بن کعب قرظی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ عمر بن عبد العزیز نے مجھے بُلا کر پوچھا۔ کہ عدل کی تعریف بیان کرو۔ میں نے کہا بہت خوب آپ نے ایک بہت بڑی بات پوچھی۔ عدل یہ ہے کہ چھوٹوں سے باپ کی طرح اور

سلہ (۱) جس ذات نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا ہے۔ اس نے خلافت امیر عادل کے ہاتھ میں دی ہے۔

(۲) اُس امیر نے مظالم وجور کو بحق خلافت یقیناً دُور کر دیا ہے۔ اور کجرو کی کجی کو سیدھا کر دیا ہے +

(۳) میں تجھ سے ایسا انعام چاہتا ہوں۔ جو جلدی ملجائے۔ کیونکہ انسان کا نفس جلدی ملجانیوالی چیز پر مائل و فریفتہ ہوا کرتا ہے ۱۲ مترجم

بڑوں سے بیٹوں کی طرح اور اپنے جلیسوں کے ساتھ بھائیوں کیطرح - اور اسی طرح عورتوں سے سلوک کرنا - اور لوگوں کو اُن کے گناہ اور جسموں کے موافق سزا دینا - اپنے غُصہ کے سبب کسی کو ایک دِرہ تک نہ لگانا - بس ان باتوں کا نام عدل ہے +

عبدالرزاق زہری سے روائیت کرتے ہیں - کہ عمر بن عبدالعزیز ہر اُس چیز کے کھانے سے وضو کیا کرتے تھے - جو آگ سے پکی ہوتی - حتٰی کہ شکر کھانے سے بھی وضو کیا کرتے تھے +

وہیب سے مروی ہے - کہ عمر بن عبدالعزیز فرمایا کرتے - کہ جو شخص بات چیت کرنے کو اپنے اعمال سے خیال کرے - اُس کی گفتگو کم ہو جاتی ہے -

ذہبی کہتے ہیں - کہ عمر بن عبدالعزیز کی خلافت میں غیلان نامی ایک شخص نے قدر کا انکار کر دیا - آپ نے اُسے بُلا کر توبہ کرنے کا حکم دیا - اُس نے کہا - کہ میں گمراہ تھا - آپ نے مجھے ہدائیت کی - آپ نے فرمایا - اَے اللہ تعالےٰ ! اگر یہ سچا ہے - تو خیر - ورنہ اس کے ہاتھ پیر کاٹ کر اسے سولی پر چڑھا - چنانچہ آپ کی یہ دُعا قبول ہوئی - اور ہشام بن عبدالملک کی خلافت میں پھر اُس نے وہی عقیدہ پھیلانا شروع کیا - تو خلیفہ نے اُس کے ہاتھ پاؤں کٹوا کر دمشق میں اُسے سُولی پر چڑھایا +

مروی ہے - کہ بنو اُمیّہ خطبہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں بے ادبی کیا کرتے مگر جب عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوئے - تو آپ نے اس بات کو بند کر دیا - اور اپنے تمام نائبوں کے نام حُکم لکھ بھیجا - کہ ان خلاف ادب الفاظ کی بجائے یہ آئیت پڑھی جایا کرے اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ الخ پس اس آئیت کا پڑھنا اب تک خُطبوں میں جاری ہے +

قالی اپنے امالی میں لکھتے ہیں - کہ احمد بن عبید سے مروی ہے - کہ عمر بن عبدالعزیز نے اپنی خلافت سے پہلے یہ اشعار کہے تھے :-

اشعار

اَنِہِ[1] الْفُؤادَ عَنِ الصِّبَا   وَعَنِ انْقِیَادٍ لِلْھَوٰے

[1] اپنے دِل کو فریفتگی سے منع کر - اور خواہشات نفسانی کی تابعداری سے اسے روک +

فلعمر ربک ان فی | شیب المفارق والجلا
لک واعظا لو کنت | تتعظ اتعاظ ذوی النھی
حتی متی لا ترعوی | والی متی والی متی
ما بعد ان سمیت کھلا | واستلبت اسم الفتی
بلی الشباب وانت ان | عمرت رھنا للبلا
وکفی بذالک زاجرا | للمرء عن غی کفی

فائدہ - ثعالبی لطائف المعارف میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت عمر بن خطاب رضؓ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ مروان بن حکم اور حضرت عمر بن عبد العزیز اصلع تھے۔ ان حضرات کے بعد کوئی خلیفہ اصلع نہیں ہوا۔

فائدہ زبیر بن بکار کہتے ہیں۔ کہ ایک شاعر نے فاطمہ بنت عبد الملک زوجہ عمر بن عبد العزیز کی شان میں کہا :-

شعر

بنت الخلیفۃ والخلیفۃ جدھا[۲]
اخت الخلائف والخلیفۃ زوجھا

---

[۱] خدا کی قسم ہے۔ اگر تو صاحب عقل و ہوش کیطرح نصیحت قبول کرے۔ تو بیشک تیرے لئے بڑھاپے اور سر کی صفائی میں واعظ خیر خواہ موجود ہے۔ تو کب تک باز نہ آئیگا۔ اور کب تک باز نہ آئیگا۔ جب تو بوڑھا ہو جائیگا۔ اور جوان کا نام تجھ سے چھین لیا جائیگا۔ تو جوانی پھر واپس نہیں آئیگی۔ اور تو اگرچہ بہت عرصہ تک زندہ رہے۔ پھر بھی مصیبت میں پھنسا رہیگا۔ آدمی کے لئے یہی تغیر و تبدل کافی ہے۔ اور یہ لہو ولعب کی فرصت نہیں دیتا۔ ۱۲ مترجم

[۲] وہ خلیفہ کی بیٹی ہے۔ اور اسکا دادا بھی خلیفہ ہے۔ اور وہ خلیفوں کی بہن ہے اور اسکا خاوند بھی خلیفہ ہے ۱۲ مترجم

عمر بن عبدالعزیز کی وفات و مرض کا ذکر

ایوب کہتے ہیں۔ کہ عمر بن عبدالعزیز سے کہا گیا۔ کہ آپ مدینہ میں ہوتے۔ اور وہیں انتقال ہوتا۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مزار مبارک کے قریب جو جگہ چوتھی قبر کی خالی ہے۔ وہاں آپ کو دفن کیا جاتا۔

آپ نے فرمایا۔ کہ عذاب دوزخ کے سوا، اگر خدا اور سب عذاب مجھ پر ڈال دیتا تو مجھے اس بات سے زیادہ پسند ہے۔ کہ میں اپنے آپ کو اس جگہ کے لائق سمجھوں +

ولید بن ہشام کہتے ہیں۔ کہ عمر بن عبدالعزیز سے بیماری کی حالت میں کہا گیا۔ کہ آپ دوا کیوں نہیں کرتے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ جس وقت مجھے زہر پلایا گیا تھا۔ اس وقت اگر کوئی مجھ سے اتنا بھی کہتا۔ کہ میں اپنے کان کو ہاتھ لگانے یا فلاں خوشبو سونگھنے سے اچھا ہو جاؤنگا۔ تو بھی ایسا نہ کرتا +

عبید بن حسان کہتے ہیں۔ کہ جب آپ قریب المرگ ہوئے۔ تو آپ نے فرمایا کہ میرے پاس سے چلے جاؤ۔ چنانچہ سب لوگ اٹھ گئے۔ اور مسلمہ اور فاطمہ دونوں دروازے میں بیٹھ گئے۔ تو انہوں نے سُنا۔ کہ آپ نے فرمایا۔ مرحبا ہے۔ ان صورتوں کے لئے جو نہ انسانوں کی ہیں۔ اور نہ جنّوں کی۔ پھر یہ آیت پڑھی۔ تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ الخ اس کے بعد پھر آواز نہ آئی۔ جب اندر جاکر دیکھا۔ تو آپ کی روح پرواز کر گئی تھی +

ہشام کہتے ہیں۔ کہ جب عمر بن عبدالعزیز کی خبر مرگ پہونچی۔ تو حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ آج دُنیا کا سب سے بہتر آدمی اُٹھ گیا +

خالد ربعی کہتے ہیں۔ کہ ہم توریت میں لکھا دیکھتے۔ کہ عمر بن عبدالعزیز پر زمین و آسمان چالیس دن تک روئیں گے +

یوسف بن ماہک کہتے ہیں۔ کہ جب ہم عمر بن عبدالعزیز کی قبر کی مٹی برابر کر رہے تھے۔ کہ ایک کاغذ آسمان سے گرا جس میں لکھا تھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خدا کی طرف سے عمر بن عبدالعزیز کو دوزخ کی آگ سے نجات دی گئی ہے +

قتادہ کہتے ہیں۔ کہ عمر بن عبدالعزیز نے اپنے مابعد کے خلیفہ کی طرف اس طرح خط لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خدا کے بندے عمر سے یزید بن عبدالملک کی طرف۔

تم پر سلام ہو۔ میں اس خدا کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں یہ خط تمہیں نہائیت ہی تکلیف کی حالت میں لکھ رہا ہوں۔ میں جانتا ہوں۔ کہ مجھ سے میرے زمانۂ حکومت کی بابت سوال ہونے والا ہے۔ اور سوال بھی وہ کرے گا۔ جو دنیا و آخرت کا مالک ہے۔ میں اس سے اپنی کوئی بات پوشیدہ نہیں رکھ سکتا۔ اگر وہ مجھ سے راضی ہوگیا۔ تو میں ہمیشہ کی رسوائی سے فلاح پاؤنگا۔ اور اگر خفا ہوا۔ تو میں تباہ ہو جاؤں گا۔ میں اس خدائے واحد سے دعا کرتا ہوں۔ کہ اپنے فضل و کرم سے مجھے آگ سے بچائے۔ اور خوش ہو کر مجھے جنت نصیب کرے۔ تمہیں لازم ہے۔ کہ خدا تعالےٰ سے ڈرتے رہو۔ اور رعیت کی رعائیت کرو۔ کیونکہ تم بھی میرے بعد تھوڑا عرصہ ہی زندہ رہوگے۔ والسلام۔ (ان سب روایات کو ابونعیم نے حلیہ میں روایت کیا ہے)

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ دیر سمعان میں جو مضافات حمص سے ہے بتاریخ ۲۰ یا ۲۵ رجب ۱۰۱ھ ہجری بعمر ۳۹ سال ۶ ماہ فوت ہوئے۔ آپ کو بنو امیہ نے زہر دلوا دیا تھا۔ کیونکہ آپ نے اُن پر سختی کی تھی۔ اور جو کچھ انہوں نے بذریعہ غصب جمع کیا تھا۔ وہ سب کچھ اُن سے چھین لیا تھا۔ چونکہ آپ نے اپنی حفاظت کرنی بالکل چھوڑ دی تھی۔ اس لئے انہوں نے آپ کو آسانی سے زہر پلوا دیا +

مجاہد کہتے ہیں۔ کہ ایک دن عمر بن عبدالعزیز نے مجھ سے پوچھا۔ کہ لوگ میری بابت کیا کہتے ہیں۔ میں نے کہا۔ کہ وہ تو کہتے ہیں۔ کہ آپ مسحور ہیں۔ آپ نے فرمایا مجھ پر جادو تو نہیں کیا گیا۔ اور اس وقت کو بخوبی جانتا ہوں جس میں مجھے زہر پلایا گیا تھا۔ پھر آپ نے اپنے غلام کو بلایا۔ اور فرمایا۔ کہ افسوس تمہیں مجھے زہر پلانے پہ کس چیز نے برانگیختہ کیا۔ اس نے کہا۔ کہ ایک ہزار دینار دیئے گئے ہیں۔ اور آزادی کا وعدہ کیا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اُن دیناروں کو لاؤ۔ جب وہ لایا۔ تو آپ نے انہیں بیت المال میں رکھوا دیا۔ اور اس غلام سے کہدیا۔ کہ یہاں سے ایسی جگہ بھاگ جا جہاں تجھے کوئی نہ دیکھے +

آپ کے عہد خلافت میں حسب ذیل علماء فوت ہوئے:-

ابو امامہ بن سہل بن حنیف۔ خارجہ بن زید بن ثابت۔ سالم بن ابی جعد۔ بسر بن سعید۔ ابو عثمان نہدی۔ ابو الضحیٰ +

یزید بن عبد الملک بن مروان

یزید بن عبد الملک بن مروان بن حکم ابو خالد اموی دمشقی ۷۱ سنہ ہجری میں پیدا ہوُا۔ اور عمر بن عبد العزیز کے بعد اپنے بھائی سلیمان کی وصیت کے موافق خلیفہ ہوُا۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے +

عبد الرحمٰن بن یزید بن اسلم کہتے ہیں۔ کہ جب یزید خلیفہ ہوُا۔ تو اُس نے کہا کہ عمر بن عبد العزیز کے قدم بقدم چلو۔ لیکن چند روز کے بعد چالیس سفید ریش لوگوں نے شہادت دی۔ کہ خلیفۂ وقت جو چاہے کرے۔ نہ اُس سے حساب لیا جائیگا۔ اور نہ اوس کو عذاب ہوگا +

ابن ماجشون کہتے ہیں۔ کہ جب عمر بن عبد العزیز فوت ہوئے۔ تو یزید نے کہا کہ عمر سے بڑھکر اللہ تعالے کا محتاج ہوں۔ پھر وہ چالیس روز تک اُن کے قدم بقدم چلا۔ لیکن پھر اس طریقے کو چھوڑ دیا +

سلیم بن بشیر کہتے ہیں۔ کہ عمر بن عبد العزیز نے وفات سے ذرا پہلے یزید بن عبد الملک کی طرف خط لکھا۔ کہ:۔ سلام علیک۔ امّا بعد۔ جو میرا حال ہے۔ میں ہی جانتا ہوں پس تو امّتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں خدا تعالے سے ڈرنا۔ کیونکہ تو دُنیا کو اس شخص کے حوالہ کرے گا۔ جو تیری تعریف نہ کرے گا۔ اور ایسے شخص کے پاس جائیگا جو تیرا عذر قبول نہ کریگا۔ والسلام

۱۰۲ سنہ ہجری میں یزید بن مہلب خلیفہ سے باغی ہو گیا۔ تو اُس کی سرکوبی کے لئے مسلمہ بن عبد الملک بن مروان کو مقرر کیا جس نے یزید کو شکست دی۔ اور اُسے قتل کیا۔ یہ جنگ موضع عقیر میں ہوُا۔ جو کربلا کے قریب ہے۔ کلبی کہتے ہیں۔ کہ میں لوگوں سے سُنا کرتا تھا۔ کہ بنو امیہ نے کربلا میں دین کو اور عقیر میں کرم کو ذبح کر ڈالا۔

یزید ماہ شعبان ۱۰۵ سنہ ہجری میں فوت ہوُا۔ اُس کے عہد خلافت میں حسبِ ذیل علماء فوت ہوئے:۔

ضحاک بن مزاحم۔ عدی بن ارطاۃ۔ ابو المتوکل ناجی۔ عطا بن یسار۔ مجاہد یحیی بن وثاب۔ خالد بن معدان۔ شعبی جو عالم عراق تھے۔ عبد الرحمٰن بن حسان بن ثابت

ابو قلابہ جرمی - ابو بردہ بن ابو موسیٰ اشعری - وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ +

ہشام بن عبدالملک

ہشام بن عبدالملک ابوالولید سنہ ۷۰ و ۸۰ ہجری کے درمیان پیدا ہوا - اور اپنے بھائی یزید کی وصیت کے موافق خلیفہ ہوا +

مصعب الزبیر کہتے ہیں - کہ عبدالملک نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا - کہ میں نے محراب میں چار مرتبہ پیشاب کیا ہے - صبح کو سعید بن مسیب سے اس کی تعبیر پوچھی تو انہوں نے کہا - کہ آپ کی اولاد سے چار بیٹے بادشاہ ہونگے - چنانچہ ہشام اُن میں سے آخری تھا +

ہشام نہایت دانا اور زیرک تھا - بیت المال میں اسوقت تک مال داخل نہ کیا کرتا تھا - جب تک چالیس شخص حلفیہ نہ کہدیا کرتے تھے کہ یہ مال اپنے حق سے لیا ہے - اور ہر ایک صاحب حق کا حق ادا بھی کر دیا ہے +

اصمعی کہتے ہیں - کہ ایک دفعہ ایک شخص نے ہشام سے گفتگو کی - تو انہوں نے کہا - کہ بھائی اب اپنے خلیفہ کی بات بھی تو سُن لو - اور ایک دفعہ ہشام ایک شخص پر خفا ہوا - تو کہا - کہ میرا دل چاہتا ہے - کہ تمہیں کوڑا لگاؤں +

سحبل بن محمد کہتے ہیں - کہ میں نے ہشام سے بڑھکر خونریزی کو مکروہ سمجھنے والا خلیفوں میں سے کسی کو نہیں دیکھا +

ہشام کہا کرتا تھا - کہ دُنیا کی تمام لذات مجھے حاصل ہیں - مگر ایک ایسا بھائی کہ میرے اور اُس کے درمیان جو سختی ہو اُسے رفع کر دیتا - نہیں ملا +

شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں - کہ جب ہشام نے قنسرین میں ایک مکان بنوایا - اور چاہا کہ میں اس مکان میں ایک دن اس طرح رہوں - کہ مجھے کوئی فکر نہ ہو ابھی آدھا دن گذرا تھا - کہ اس کے پاس کسی سرحد سے ایک خون میں رنگا ہوا پر آیا اُس نے دیکھکر کہ افسوس عمر میں ایک دن بھی ایسا نہ ملا

کہتے ہیں - کہ یہ ایک شعر ہشام کا ہے - اور اس کے شعر نہیں ملے : شعر

إِذَا أَنْتَ لَمْ تَعْصِ الْهَوَىٰ قَادَكَ الْهَوَىٰ
إِلَىٰ بَعْضِ مَا فِيهِ عَلَيْكَ مَقَالُ

ترجمہ اگر تو خواہش نفسانی کی نافرمانی نہ کرے۔ تو وہ تجھے ایسے امور کیطرف کھینچکر لے جائے گی۔ جس میں لوگوں کو تجھ پر گفتگو کا موقعہ ملجائیگا +

ہشام نے ماہ ربیع الآخر ۱۲۵ھ ہجری میں انتقال کیا +

۱۰۷ھ ہجری میں قیصریہ فتح ہوئے اور ۱۰۸ھ ہجری میں حنجرہ فتح ہوا۔ اور ۱۱۲ھ ہجری میں حرسنہ جو جزیرہ مالٹا میں ہے۔ فتح ہوا۔ حسب ذیل علماء اس کے عہد میں فوت ہوئے :۔

سالم بن عبداللہ بن عمر۔ طاؤس۔ سلیمان بن یسار۔ عکرمہ مولیٰ ابن عباس۔ قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضہ۔ کثیر غرہ شاعر۔ محمد بن کعب قرظی۔ حسن بصری۔ محمد بن سیرین۔ ابوالطفیل عامر بن واثلہ صحابی۔ جریر۔ فرزدق۔ عطیہ عوفی معاویہ بن قرہ۔ مکحول۔ عطاء بن ابی رباح۔ ابوجعفر باقر۔ وہب بن منبہ۔ سکینہ بنت حسین اعرج۔ قتادہ۔ نافع مولیٰ ابن عمر۔ ابن عامر۔ ابن شہاب زہری وغیرہم رحمہم اللہ تعالےٰ

ابن عساکر ابراہیم بن ابی عیلہ سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ ہشام نے چاہا۔ کہ مجھے خراج مصر کی تولیت پر مقرر کرنا چاہا۔ مگر میں نے انکار کیا۔ تو وہ اس بات سے نہائیت غصہ ہوا۔ اور تیز تیز نظروں سے میری طرف دیکھنے لگا۔ اور اور کہا۔ کہ اس عہدہ کو منظور کرلو۔ ورنہ زبردستی تمہیں منظور کرنا پڑیگا۔ میں یہ سنکر خاموش ہو رہا جب اسکا غصہ فرو ہوا۔ تو میں نے کہا۔ اے امیرالمؤمنین! اگر اجازت ہو تو میں کچھ عرض کروں۔ کہنے لگا۔ ہاں کہو۔ میں نے کہا۔ کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا الخ جب اس انکار سے خدا ان سے ناخوش نہیں ہوا۔ تو آپ میرے انکار سے کیوں ناراض ہوتے ہیں۔ یہ سنکر خلیفہ ہنس پڑا۔ اور مجھے معاف کردیا +

خالد بن صفوان سے مروی ہے۔ کہ میں ہشام بن عبدالملک کے پاس بطور مہمان آیا۔ تو مجھ سے کہا۔ ابن صفوان! کوئی بات سناؤ۔ میں نے کہا۔ کہ ایکدفعہ ایک بادشاہ سیر کرتا ہوا قصر خورنق میں جا نکلا۔ اور اپنے ہمراہیوں سے پوچھا۔ کہ یہ قصر کس کا ہے؟ انہوں نے عرض کیا۔ کہ آپ کا۔ پھر اس نے کہا۔ کہ جو کچھ میرے پاس ہے کبھی کسی اور کے پاس بھی تم نے دیکھا ہے۔ ایک تجربہ کار اور دانا شخص بھی ساتھ تھا۔ اس نے کہا۔ جب آپ نے ایک بات پوچھی ہے۔ کیا آپ اس کے جواب دینے کا اذن دیتے ہیں۔ بادشاہ نے کہا۔ ہاں۔ اس شخص نے کہا۔ کہ کیا

جو کچھ سامان آپ کے پاس ہے ہمیشہ آپ کے پاس رہیگا۔ یا یہ بطور میراث آپ کو ملا ہے۔ اور آپ کے بعد اسی طرح کسی دوسرے کو ملیگا۔ بادشاہ نے جواب دیا کہ بیشک مجھے بطور میراث ہی ملا ہے۔ اور میرے بعد کسی اور کو ملیگا۔ اس شخص نے کہا۔ کہ پھر آپ ایسی چیز پر کیا غرور کرتے ہیں۔ جو آپ کے پاس تھوڑا سا زمانہ رہیگی۔ اور پھر ہمیشہ کے لئے چلی جائے گی۔ پھر آپ سے اسکا حساب ہوگا۔ بادشاہ اس کی یہ بات سُنکر کانپ گیا۔ اور کہا۔ کہ پھر کیا کرنا چاہئے۔ اور کس طرف بھاگنا چاہئے۔ اُس شخص نے کہا۔ کہ پھر دو باتیں ہیں۔ یا تو آپ اللہ کی تابعداری کریں اور اُس کی رضامندی کے موافق لوگوں میں حکم کریں۔ نہیں تو تخت و تاج کو چھوڑ کر پھٹے پرانے کپڑے پہن لیں۔ اور خدا تعالے کی عبادت کریں۔ بادشاہ نے کہا۔ کہ آج کی رات مجھے سوچ لینے دو۔ جب صبح ہوئی۔ تو بادشاہ اُس شخص کے پاس آیا۔ اور کہا۔ کہ میں نے اس پہاڑ اور میدانوں کو عبادت کے لئے بہتر سمجھا ہے۔ اور ٹاٹ کا لباس پہن لیا ہے۔ پس اگر تو میرا رفیق ہے۔ تو میری مخالفت نہ کر۔ بلکہ میرے ساتھ چل۔ یہ کہکر دونوں پہاڑ پر جا رہے۔ اور آخر وہیں فوت ہوئے اسی میں عدی بن زید بن حمار نے یہ اشعار کہے ہیں :-

شعر

أَيُّهَا الشَّامِتُ الْمُعَيِّرُ بِالدَّهْرِ　　أَأَنْتَ الْمُبَرَّأُ الْمَوْفُوْرُ

أَمْ لَدَيْكَ الْعَهْدُ الْوَثِيْقُ مِنَ الْأَيَّامِ بَلْ أَنْتَ جَاهِلٌ مَغْرُوْرُ

مَنْ رَأَيْتَ الْمَنُوْنَ خَلَّدْنَ أَمْ مَنْ　　ذَا عَلَيْهِ مِنْ أَنْ يُضَامَ خَفِيْرُ

أَيْنَ كِسْرَى كِسْرَى الْمُلُوْكِ أَبُوْ　　سَاسَانَ أَمْ أَيْنَ قَبْلَهُ سَابُوْرُ

وَبَنُو الْأَصْفَرِ الْكِرَامِ مُلُوْكِ　　الرُّوْمِ لَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ مَذْكُوْرُ

وَأَخُو الْحَضْرِ إِذْ بَنَاهُ وَإِذْ دِجْلَةُ　　تُجْبَى إِلَيْهِ وَالْخَابُوْرُ

شَادَهُ مَرْمَرًا وَجَلَّلَهُ كِلْسًا　　فَلِلطَّيْرِ فِيْ ذُرَاهُ وُكُوْرُ

لَمْ يَهَبْهُ رَيْبُ الْمَنُوْنِ فَبَادَ　　الْمُلْكُ عَنْهُ فَبَابُهُ مَهْجُوْرُ

وَتَذَكَّرْ رَبَّ الْخَوَرْنَقِ إِذَا شَرَفَ يَوْمًا وَلِلْهُدٰى تَذْكِيرٌ

سَرَّ مَالُهُ وَكَثْرَةُ مَا يَمْلِكُ وَالْبَحْرُ مُعْرِضٌ وَالسَّدِيرُ

فَارْعَوٰى قَلْبُهُ وَقَالَ وَمَا غِبْطَةُ حَيٍّ إِلَى الْمَمَاتِ يَصِيرُ

ثُمَّ بَعْدَ الْفَلَاحِ وَالْمُلْكِ وَالْأُمَّةِ وَارَتْهُمْ هُنَاكَ الْقُبُورُ

ثُمَّ صَارُوا كَأَنَّهُمْ وَرَقٌ جَفَّ فَأَلْوَتْ بِهِ الصَّبَا وَالدَّبُورُ

(ترجمہ (۱) اسے دشمنوں کی مصیبت سے خوش ہونے والے۔ زمانے کو عیب لگانے والے کیا تو عیب سے بری اور کامل ہے +

(۲) کیا تو نے زمانے سے مضبوط عہد لکھوالیا ہے۔ تُو تو جاہل اور مغرور ہے +

(۳) حوادث زمانہ کس کے لیے ہمیشہ رہے ہیں۔ اور اگر نگاہیاں پر ظلم کیا جائے تو اسکا کون ضامن ہے ؛

(۴) شاہنشاہِ کسریٰ ابوساسان کہاں ہے۔ اور سابور کہاں گیا +

(۵) بنوالاصفر روم کے بادشاہ کہاں ہیں۔ اُن میں سے کوئی بھی ایسا نہیں رہا جس کا ذکر کیا جائے +

(۶) حضر کو بنانے والا کہاں ہے۔ جس کے پاس دجلہ بہتا تھا۔ اور خابور کے نبانیوالا کہاں گیا +

(۷) جسے سنگ مرمر سے تعمیر کیا تھا۔ اور اس کے اوپر ایک کلس بنوایا تھا۔ اور اب جانوروں نے اس میں گھونسلے بنائے ہوئے ہیں +

(۸) حوادثِ زمانہ نے اُسے نہ چھوڑا۔ اور اسکا ملک جاتا رہا۔ اور اُس کے دروازے پر کوئی آتا جاتا نہیں +

(۹ و ۱۰) محل خورنق کے بنانے والوں کو یاد کر جسے کثرتِ مال و دولت نے مغرور کیا تھا۔ اور اس محل کے پاس سمندر دریائے سدیر بہتا تھا +

(۱۱) مگر پھر اسکا دل ٹھیر گیا۔ اور کہنے لگا۔ کہ جس شخص نے مرنا ہو۔ وہ کیا خوشی کر سکتا ہے +

(۱۲) پھر باوجود ملک و دولت اور نوکروں کے قبروں نے انہیں اپنے دامن میں

چھپا لیا +

(۱۳۱) پھر وہ اس طرح ہو گئے جیسے کہ خشک پتا ہوتا ہے ۔ اور اُسے ہوا اِدھر اُدھر اُڑائے پھرتی ہے +)

یہ اشعار سُنکر ہشام رو پڑا حتیٰ کہ اُسکی ڈاڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی ۔ اور اُس نے اپنی لڑکیوں کو حکم دیا ۔ کہ میرا بستر الپیٹ دو ۔ اور کئی روز تک محل سے باہر نہ نکلا ۔ ارکان دولت اور نوکر چاکر خالد بن صفوان کے پاس آئے ۔ اور کہا ۔ کہ تم نے کیا کیا ۔ کہ امیر المؤمنین کے آرام میں خلل انداز ہوئے ۔ اُس نے کہا ۔ کہ مجھ سے دور ہو جاؤ ۔ کیونکہ میں نے اللہ تعالےٰ سے عہد کیا ہوا ہے ۔ کہ جب کسی بادشاہ کے پاس جاؤنگا تو اوس کو یادِ خدا کی طرف متوجہ کرونگا +

ولید بن یزید بن عبد الملک

ولید بن یزید بن عبد الملک بن مروان بن حکم خلیفہ فاسق ابو العباس ۹۰ سنہ ہجری میں پیدا ہوا ۔ اپنے باپ کے مرتے وقت کم عمر تھا ۔ اس لئے خلیفہ نہیں بنایا گیا ۔ بلکہ اس کے باپ نے اپنے بھائی ہشام کو خلیفہ بنایا ۔ اور اس کے بعد اُسے ولی عہد بنایا ۔ اور جب ہشام نے وفات پائی ۔ تو ولید ربیع الآخر ۱۲۵ سنہ ہجری میں خلیفہ ہوا ۔ نہایت فاسق و فاجر ۔ شراب نوش ۔ اور منہیات کا مرتکب تھا ۔ حتیٰ کہ حج کا ارادہ اس قصد سے کیا ۔ کہ کعبہ کی چھت پر بیٹھکر شراب پیئے ۔ لوگ جو اُس کے فسق و فجور سے پہلے ہی تنگ آئے ہوئے تھے ۔ اُس کے اس ارادے سے اور بھی برافروختہ ہوئے ۔ اور جمادی الاخریٰ ۱۲۶ سنہ ہجری میں اُسے قتل کر ڈالا +

کہتے ہیں ۔ کہ جب وہ محاصرہ میں ہو گیا ۔ تو کہنے لگا ۔ کہ تم مجھ پر یہ ظلم کیوں کرتے ہو ۔ کیا میں نے تمہارے عطیات میں ترقی نہیں کی ۔ کیا میں نے تم سے سختیاں نہیں اُٹھا دیں ۔ کیا تمہارے غربا کی خبر گیری نہیں کی ۔ لوگوں نے کہا ۔ کہ یہ سب کچھ صحیح ہے ۔ مگر ہم تو تمہیں مے نوشی ۔ محرمات سے نکاح کرنے اور حرام چیزوں کے حلال کرنے کے جرم میں قتل کرتے ہیں +

قتل کرنے کے بعد اُسکا سر یزید ناقص کے پاس بھیجا گیا ۔ اور اس کے سامنے

اُسے نیزے پر لٹکایا گیا۔ تو اُس کے بھائی سلیمان بن یزید نے اُسے دیکھکر کہا۔ کہ اس کے ساتھ ایسا ہی چاہئے تھا۔ کیونکہ یہ نہایت فاسق و فاجر اور شرابی تھا۔ اور مجھے بھی اپنے ساتھ ہم پیالہ و نوالہ کرنا چاہتا تھا۔

معافی جریری کہتے ہیں۔ کہ میں نے ولید کے کچھ حالات قلمبند کئے تھے۔ اس کے تمام اشعار۔ حماقت۔ سبکسری اور الحاد و کفر کا مجموعہ تھے۔

ذہبی کہتے ہیں کہ ولید کا کفر و زندقہ تو ثابت نہیں ہوتا۔ ہاں وہ مے نوشی اور لواطت میں مشہور ہو گیا تھا۔ اس لئے لوگوں نے اُسے قتل کیا۔

مہدی کے پاس ایک دفعہ ولید کا ذکر ہوا۔ تو کسی نے کہا۔ کہ وہ تو زندیق تھا۔ مہدی نے کہا۔ چپ رہو۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ اللہ تعالےٰ کا خلیفہ ہو کر زندیق ہو جائے۔

مروان بن ابی حفصہ کہتے ہیں۔ کہ ولید نہایت خوبصورت اور اعلےٰ درجے کا شاعر تھا۔

ابو زناد کہتے ہیں۔ کہ زہری ہمیشہ ہشام کے پاس ولید کی شکایت کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے۔ کہ اسکو ولیعہد کرنا کسی طرح جائز نہیں۔ بلکہ اس سے خلع کرنا چاہئے۔ لیکن ہشام یہ نہ کر سکا۔ اگر زہری خلافت ولید تک زندہ رہتے۔ تو ان پر سخت ظلم کیا جاتا۔ (مگر وہ اُس کی خلافت سے پہلے ہی فوت ہو گئے تھے)

ضحاک بن عثمان کہتے ہیں۔ کہ ہشام نے ولید کے خُلع کا ارادہ کیا تھا۔ اور چاہتا تھا۔ کہ اپنے لڑکے کو ولی عہد بنائے۔ اسپر ولید نے یہ نظم لکھکر اُسے بھیجی:۔

نظم

كَفَرْتَ يَدًا مِنْ مُنْعِمٍ لَوْ شَكَرْتَهَا جَزَاكَ بِهِ الرَّحْمٰنُ بِالْفَضْلِ وَالْمَنِّ

رَأَيْتُكَ تَبْنِيْ جَاهِدًا فِيْ قَطِيْعَتِيْ وَلَوْ كُنْتَ ذَا حَزْمٍ لَهَدَمْتَ مَا تَبْنِيْ

أَرَاكَ عَلَى الْبَاقِيْنَ تَجْنِيْ ضَغِيْنَةً فَيَا وَيْحَهُمْ إِنْ مِتَّ مِنْ شَرِّ مَا تَجْنِيْ

كَأَنِّيْ بِهِمْ يَوْمًا وَأَكْثَرُ قِيْلِهِمْ أَلَا لَيْتَ أَنَّا حِيْنَ يَا لَيْتَ لَا تُغْنِيْ

ترجمہ۔ تو نے اپنے منعم کے احسان کی ناشکری کی ہے۔ اگر تو اسکا شکر کرتا۔ تو خدا تعالےٰ تجھے اُس کے بدلے میں بزرگی عطا فرماتا۔

(۲) میں دیکھ رہا ہوں۔ کہ میری جاگیر میں تو مکان بنانے کی کوشش کر رہا ہے۔ اگر تو ہوشیار ہوتا۔ تو اسے منہدم کرتا +

(۳) میں دیکھتا ہوں۔ کہ تو باقیماندوں پر کینہ کشی کرتا ہے۔ افسوس کہ جب تو مرجائیگا۔ تو اس کینہ سے انپر خرابی آئیگی +

(۴) مجھے گویا ان کا وہ دن نظر آرہا ہے۔ جب کہ وہ اس بات کو بار بار کہینگے کہ کاش میں حاکم نہ بنایا جاتا +

حماد الروائیۃ کہتے ہیں۔ کہ ایک دن ولید کے پاس دو نجومی آئے۔ اور کہا کہ ہم نے بموجب حکم آپ کا زائچہ دیکھا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ سات سال تک اور زندہ رہینگے۔ حماد کہتے ہیں۔ کہ میں نے چاہا۔ کہ ولید دھوکے ہی میں نہ رہے تو اچھا ہے۔ اسلئے میں نے کہا۔ کہ یہ جھوٹ کہتے ہیں۔ مجھے بھی کئی طرح کے علوم آتے ہیں۔ جن سے معلوم ہوا ہے۔ کہ آپ چالیس سال تک زندہ رہینگے۔ ولید نے تھوڑی دیر تامل کرنے کے بعد کہا۔ کہ ان دونوں کے قول سے مجھے کچھ فکر پیدا نہیں ہوا۔ اور تمہاری بات سے کچھ خوشی نہیں ہوئی۔ کیونکہ میں نہ تو مال کو اس شخص کی طرح جمع کرتا ہوں۔ جسے ہمیشہ زندہ رہنے کی امید ہو۔ اور نہ ہی اُس شخص کی طرح خرچ کرتا ہوں۔ جسے کل ہی مرجانے کی امید ہو +

امام احمد اپنی مسند میں ایک حدیث روایت کرتے ہیں۔ کہ اس اُمت میں ایک شخص ولید نامی ہوگا۔ اور اپنی قوم کے لئے فرعون سے بھی بڑھکر ہوگا +

ابن فضل اللہ نے مالک میں لکھا ہے۔ کہ ولید بن یزید۔ جبّار۔ کینہ ور جس ہانڈی میں کھائے۔ اسی میں چھید کرنے والا۔ جھوٹے وعدے کرنے والا۔ اس زمانے کا فرعون۔ اپنے زمانے کو معائب سے بھرنے والا۔ فاسق و فاجر۔ قاتل۔ سفاک۔ قرآن مجید کو تیروں اور فسق سے چھید کرنے والا تھا۔ اور گناہوں میں نہائیت بیباک تھا +

صولی سعید بن سلیم سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ ابن میادہ نے ولید بن یزید کو اپنا وہ قصیدہ سنایا جس میں کہتا ہے +

فَضَلْتُمْ قُرَیْشَ غَیْرَ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَغَیْرَ بَنِیْ مَرْوَانَ اَھْلِ الْفَضَائِلِ

ترجمہ۔ آل محمد کے اور بنی مروان اہل فضائل کے سوا تم تمام قریش سے افضل ہو

ولید نے اس شعر کو سُنکر کہا۔ کہ میں دیکھتا ہوں۔ تم نے آل محمد کو ہم پر مقدم کر دیا ہے ابن میادہ نے کہا۔ کہ ہاں اس کے سوا اور کوئی بات جائز نہیں۔ اسی ابن میادہ نے اپنے ایک طویل قصیدے میں جو ولید بن کہا ہے۔ لکھا ہے:۔

شعر

وَاِنِّی عَلٰی رَغْمِ الْعُدَاۃِ لِقَائِلُہٗ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ھَمَمْتُ بِقَوْلٍ صَادِقٍ اَنْ اَقُوْلَہٗ[۱]

شَدِیْدًا بِاَعْبَاءِ الْخِلَافَۃِ کَاھِلُہٗ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ رَاَیْتُ الْوَلِیْدَ بْنَ الْیَزِیْدِ مُبَارَکًا

یزید الناقص ابوخالد بن ولید

یزید ناقص ابوخالد بن ولید بن عبدالملک۔ چونکہ اُس نے لشکر کی تنخواہیں کم کردی تھیں۔ اسلئے یزید ناقص کے لقب سے ملقب ہوا۔ اپنے چچازاد بھائی ولید کو قتل کر کے خلیفہ بنا۔ اُس کی والدہ شاہفرند بنت فیروز یزد جرد تھی۔ اور فیروز کی والدہ شیرویہ بن کسریٰ کی بیٹی تھی۔ اور شیرویہ کی والدہ ترکوں کے بادشاہ خاقان کی بیٹی تھی۔ اور فیروز کی دادی قیصر روم کی بیٹی تھی۔ اسی لئے یزید نے بطور فخر یہ شعر کہا ہے:۔

شعر

وَقَیْصَرُ جَدِّیْ وَجَدِّیْ خَاقَانُ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ اَنَا ابْنُ کِسْرٰی وَاَبِیْ مَرْوَانُ[۲]

ثعالبی کہتے ہیں۔ کہ یزید ناقص ملک وخلافت دونوں کے لحاظ سے عراقی تھا۔ جب یزید نے ولید کو قتل کیا۔

جب یزید نے ولید کو قتل کیا۔ تو منبر پر کھڑے ہو کر کہا۔ واللہ میں مغرور نہیں ہوں۔

---

[۱] میں نے ایک سچی بات کہنے کا قصد کر لیا ہے۔ میں اسکو کہہ ہی دونگا۔ اگرچہ دشمن اس سے راضی نہ ہی ہوں۔ اور وہ بات یہ ہے۔ کہ ولید بن یزید کو میں نے بابرکت دیکھا ہے۔ خلافت کے بوجھ کو اُٹھانے کے لائق اس کے کندھے نہایت سخت ہیں ۱۲

[۲] میں کسریٰ کا بیٹا اور مروان کا باپ ہوں۔ قیصر روم میرا دادا اور خاقان میرا نانا ہے ۱۲ مترجم

اور نہ دُنیا کی مجھے حرص ہے۔ نہ ملک کی خواہش۔ اگر خدا تعالےٰ مجھ پر رحم نہ کرے۔ تو میں سخت گنہگار ہوں۔ میں نے خلافت کا قصد محض خدمتِ دین اور قرآن شریف اور سُنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف لوگوں کو بلانے کے لئے کیا ہے۔ کیونکہ ہدایت کے نشان مِٹ گئے ہیں۔ اور اہلِ تقویٰ کے نُور بجھ گئے ہیں۔ اور ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں جو بدعات اور ہوائے نفسانی کی پیروی کرتے ہیں۔ جب میں نے ایسا حال دیکھا۔ تو مجھے تُم پر رحم آیا۔ کہ ایسا نہ ہو۔ کہ کثرتِ ذنوب اور قساوتِ قلبی سے تم پر اندھیرا چھا جائے جس کا دُور کرنا مشکل ہو جائے۔ اور ولید سب کو اپنا ہم پیالہ وہم نوالہ ہی نہ بنالے۔ پس میں نے اللہ تعالےٰ سے اس معاملہ میں استخارہ کیا۔ اور احباب واعزہ کو اس میں مدد کے لئے بُلایا۔ تو اللہ تعالےٰ نے اس بلا سے ہمیں آرام دیا۔ یہ خدا کی ہی بادشاہت ہے کسی کو بھی سوائے خدا کے قوت و قدرت نہیں۔ اے لوگو! میں تمہارے اوپر اسلئے حاکم بنایا گیا ہوں۔ کہ تمہاری ایک اینٹ اور ایک پتھر بھی ضائع نہ ہونے دوں۔ میں کسی شہر سے بھی مال نہ لونگا۔ حتّٰی کہ سرحدی رخنہ بندی نہ ہو جائے۔ اور مصالحہ امور نہ سوچ لوں۔ اور سرحد کو مضبوط نہ کر دوں۔ اگر اس کے بعد مال بچ رہا۔ تو وہ اس شہر کی صلاح وفلاح میں خرچ کردونگا۔ اور تم سب اس میں برابر حصہ دار ہوگے۔ اگر تم ان باتوں پر مجھ سے بیعت کرنا چاہتے ہو۔ تو میں تمہارا ضامن ہونگا۔ اور اگر میں ان باتوں سے ذرا بھی مائل ہو جاؤں۔ تو تمہارے لئے بیعت نہیں۔ اور اگر مجھ سے بہتر اور قوی تر کسی شخص کو دیکھتے ہو۔ تو سب سے پہلے میں اُس کی بیعت کرتا ہوں۔ اب میں تمہارے اور اپنے لئے خدا تعالےٰ سے بخشش طلب کرتا ہوں +

عثمان بن ابی عاتکہ کہتے ہیں۔ کہ سب سے پہلے یزید بن ولید ہی ہتھیار لگا کر عید پڑھنے کے لئے نِکلا۔ چنانچہ اُس دن قلعہ کے دروازے سے لیکر مسجد کے دروازے تک دو رویہ ہتھیار بند سوار کھڑے ہوتے تھے۔ تب یزید کی سواری نکلتی تھی +

ابو عثمان لیثی کہتے ہیں۔ کہ یزید ناقص نے کہا۔ اے بنی امیہ: خبردار گانے بجانے کے پاس بھی نہ پھٹکنا۔ کہ یہ حیاء کو کم کرتا ہے۔ اور شہوت کو زیادہ کرتا ہے۔ اور مروت کو کم کرتا ہے۔ اور یہ خمر کے قائمقام ہے۔ اور بدمستوں کے سے کام کرواتا ہے۔ اگر تم نہ رہ سکو۔ تو اسمیں عورتوں کو نہ آنے دیا کرو۔ کیونکہ غنا زنا کی طرف بلایا کرتا ہے +

ابن عبدالحکم کہتے ہیں۔ کہ میں نے شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے سُنا ہے۔ کہ جب ولید بن یزید خلیفہ ہوا۔ تو اُس نے عقیدۂ قدریہ کی اشاعت کی۔ اور لوگوں کو اسپر مستحکم کر دیا

اور انہیں اپنا مقرب بنایا +
یزید کو زیادہ سلطنت کرنا نصیب نہیں ہوا۔ بلکہ اسی سال ۷۔ ذی الحج کو فوت ہوا۔ اور صرف چھ ماہ خلافت کی عمر اس کی اسوقت ۳۵ برس یا ۴۶ برس کی تھی۔ کہتے ہیں۔ کہ یہ طاعون سے مرا تھا +

ابراہیم بن ولید بن عبد الملک

ابراہیم بن ولید بن عبد الملک نام تھا۔ اور کنیت ابو اسحاق تھی۔ اپنے بھائی یزید ناقص کے مرنے کے بعد خلیفہ ہوا۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ اُسے یزید نے ولی عہد بنایا تھا۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ نہیں +

یزد بن سنان کہتے ہیں۔ کہ میں یزید بن ولید کے پاس ایسے حال میں آیا۔ کہ وہ قریب المرگ تھا۔ اتنے میں قطن بھی وہاں آپہونچے۔ اور کہا۔ کہ میں ان سب لوگوں کیطرف سے جو آپ کے دروازے کے باہر ہیں۔ ایلچی بنکر آیا ہوں۔ وہ سب خدا کے لئے یہ پوچھ رہے ہیں۔ کہ آپ نے اپنے بھائی ابراہیم کو کیوں خلیفہ بنایا ہے۔ یہ سُنکر یزید خفا ہوا۔ اور کہا کہ میں نے کب ابراہیم کو خلیفہ بنایا ہے۔ پھر کہا۔ اے ابو العلماء تمہاری رائے میں کس کو خلیفہ بنانا چاہئیے۔ انہوں نے کہا۔ کہ آپ اس میں دخل ہی نہ دیجئے۔ اس کے بعد اُسے غش آگیا۔ اور ایسا خیال ہوا۔ کہ مرگیا ہے۔ قطن نے وہیں بیٹھکر یزید کی زبان سے ایک جعلی وصیت نامہ لکھا۔ اور لوگوں کو بلاکر اس پر گواہ بنالیا۔ اور حقیقت یہ ہے۔ کہ یزید نے کوئی بھی وصیت نہیں کی +

ابراہیم صرف ستر روز تک خلیفہ رہا۔ اس کے بعد لوگوں نے مروان بن محمد کی بیعت کرلی۔ اور ابراہیم بھاگ گیا۔ مگر پھر آکر اُس نے خلافت سے دست برداری کی۔ اور اسے مروان کے حوالہ کیا۔ اور اُس کی بیعت کرلی +

ابراہیم ۱۳۲ھ ہجری تک زندہ رہا۔ اور آخر واقعہ سفاح میں بنی امیہ کے ساتھ یہ بھی قتل ہوا۔ ابن عساکر اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں۔ کہ ابراہیم نے زہری سے احادیث سُنیں۔ اور اپنے چچا ہشام سے روایت کی۔ اور اس سے اس کے بیٹے یعقوب نے روایت کی۔ اُس کی ماں ام ولد تھی۔ اور ماں کی طرف سے یہ مروان حمار کا بھائی تھا۔ اس نے بروز دوشنبہ ۲۴ صفر ۱۲۷ھ ہجری میں سلطنت چھوڑی +

مدائنی کہتے ہیں۔ کہ ابراہیم کا عجیب واقعہ ہے۔ بعض تو کہتے ہیں۔ کہ وہ ولیعہد تھا۔ اور بعض اس سے انکار کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک شاعر نے اُس کی بابت کہا ہے

شعر

نُبَایِعُ اِبْرَاهِیْمَ فِیْ كُلِّ جُمْعَةٍ اَلَا اِنَّ اَمْرًا اَنْتَ وَالِیْهِ ضَائِعٌ

کہتے ہیں۔ کہ ابراہیم کی انگوٹھی کا نقش ثِقْ بِاللہِ تھا +

مروان الحمار

مروان حمار ابو عبدالملک بن محمد بن مروان بن حکم خلفائے بنی امیہ کا آخری خلیفہ ہے۔ لقب اسکا جعدی تھا۔ کیونکہ یہ جعد بن درہم کا شاگرد تھا۔ اسلئے اسی طرف منسوب ہوا۔

حمار کے ساتھ ملقب ہونے کی دو وجہیں بتلائی گئی ہیں۔ اوّل تو یہ کہ دشمنوں کے مقابلہ کرنے میں اس کے گھوڑے کا خوگیر کبھی پسینہ سے نہیں سوکھا۔ بلکہ مدتوں ان کے ساتھ مقابلہ کرتا رہا۔ عرب میں مثل مشہور ہے۔ کہ فلاں شخص گدھے سے بھی زیادہ صابر ہے۔ چونکہ یہ سختی جنگ پر صبر کرتا رہا۔ اسلئے اس لقب سے ملقب ہوا۔ دوسری وجہ یہ بتلائی گئی ہے۔ کہ اہل عرب کا دستور تھا۔ کہ ہر صدی کے بعد وارث خاندان میں سے ایک کا نام حمار رکھدیا کرتے تھے۔ چونکہ اس زمانہ میں بنو امیہ کی سلطنت کو سو برس گذر چکے تھے۔ اس لئے اس کا لقب حمار رکھ دیا گیا +

مروان ۷۲ھ ہجری میں جزیرہ میں جہاں اسکا باپ امیر تھا۔ پیدا ہوا۔ اُسکی ماں ام ولد تھی۔ خلیفہ ہونے سے پہلے ولایات جلیلہ کا حاکم رہا۔ ۱۰۵ھ ہجری میں قونیہ کو فتح کیا۔ شاہسواری۔ مردانگی۔ ہوشیاری اور سختی اٹھانے میں مشہور تھا + جب ولید قتل ہوا۔ تو اسوقت یہ آرمینیہ میں تھا۔ اُس نے اسوقت اکثر مسلمانوں سے بیعت لی۔ اور جب اُسے یزید کے مرنے کی خبر ملی۔ تو اپنے خزانوں کا منہ کھول

سلہ ابراہیم کی ہر جمعہ میں بیعت کی جاتی ہے۔ جس امر کا تو والی ہوگا۔ وہ درست نہیں رہ سکتا۔ بلکہ وہ ضائع ہوجائے گا + ۱۲ مترجم

دیا - اور لوگوں کو بے انتہا عطیے دیئے - اور ابراہیم کو شکست دیکر خود خلیفہ بن بیٹھا - ۱۲۷ھ ہجری ماہ صفر میں لوگوں نے اس سے بیعت کی - اور سب سے پہلے جو کام کیا - وہ یہ تھا - کہ یزید ناقص کی لاش کو اس جرم میں کہ اُس نے خلیفہ ولید کو قتل کرایا تھا - قبر سے نکلوا کر سولی پر چڑھا دیا - چونکہ ہر طرف سے دشمن اُس پر چڑھ آئے - اِسلئے چین سے تخت پر نہ بیٹھا - حتی کہ ۱۳۲ھ ہجری میں بنو عباس نے بسرکردگی عبداللہ بن علی (جو سفاح کا چچا تھا) اسپر چڑھائی کی - اور موصل کے قریب دونوں لشکروں میں مٹ بھیڑ ہوئی جسمیں مروان کو شکست ہوئی - اور وہ شام کی طرف بھاگ آیا مگر عبداللہ نے اسکا تعاقب کیا - اِسلئے مروان وہاں سے بھاگ کر مصر چلا گیا - مگر وہاں بھی عبداللہ کے بھائی صالح نے اُسکا تعاقب کیا - اور قریہ بوصیر کے قریب انمیں لڑائی ہوئی جس میں مروان قتل ہوا - یہ واقعہ ماہ ذی الحجہ میں ہوا -

مروان حمار کے عہد خلافت میں حسب ذیل علماء فوت ہوئے :-

سدی الکبیر - مالک بن دینار - عاصم بن ابی النجود - یزید بن ابی حبیب - شیبہ بن نصاح - محمد بن منکدر - ابو جعفر یزید بن قعقاع - ابو ایوب سختیانی - ابو زناد - ہمام بن منبہ - واصل بن عطاء معتزلی -

صولی - محمد بن صالح سے روائیت کرتے ہیں - کہ جب مروان حمار قتل ہوا - تو اس کے سر کو عبداللہ بن علی کی طرف روانہ کیا گیا - اُس نے اُسے دیکھکر علیحدہ رکھوا دیا - تو ایک بلی آکر اُس کی زبان کھانے لگی - اسپر عبداللہ نے کہا کہ اگر ہم تمام عمر میں یہی عجیب بات دیکھتے - کہ مروان کی زبان کھا رہی ہے - تو کافی تھا (یعنی یہ نہایت ہی عجیب بات ہے) *

سلطنتِ عبّاسیاں

خلیفہ سفّاح

ابو العباس سفّاح عبد اللہ بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب بن ہاشم عباسیوں کا پہلا خلیفہ ہے۔ ۱۰۸ھ ہجری یا ۱۰۴ھ ہجری میں بلقاء کے مقام حمیمہ میں پیدا ہوا۔ اور وہیں پرورش پائی۔ کوفہ میں اس سے بیعت کی گئی۔ اس کی والدہ رائطہ حارثیہ تھی۔ اپنے بھائی ابراہیم بن محمد سے روایت کرتے ہیں اور ان سے اُن کے چچا عیسےٰ بن علی نے روایت کی ہے۔ اپنے بھائی منصور سے چھوٹا تھا۔

احمد رحمہ مسند میں ابو سعید خدری سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ آخیر زمانے میں جب کہ فتنے ظاہر ہونگے میرے اہل بیت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا۔ جس کو سفاح کہیں گے۔ وہ لوگوں کو تھیا بھر بھر کر عطاء کرے گا۔

عبید اللہ عیشی کہتے ہیں۔ کہ میرے والد کہتے تھے۔ کہ میں نے علماء سے سُنا ہے۔ کہ وہ کہتے تھے۔ کہ بخدا اب سلطنت بنی عباس کو مل گئی ہے۔ اور زمین بھر میں ان سے بڑھکر کوئی قاری قرآن اور عابد و زاہد نہیں۔

ابن جریر طبری کہتے ہیں۔ کہ جس روز سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا عباس رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ کہ آخر خلافت تمہاری اولاد میں آجائیگی۔ اُسی وقت سے بنو عباس خلافت کے امیدوار چلے آتے تھے۔

رشید بن کریب کہتے ہیں۔ کہ ابو ہاشم عبد اللہ بن محمد بن حنیفہ شام کی طرف گئے۔ تو راستے میں اُنہیں محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس ملے۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ اے میرے چچیرے بھائی مجھے ایک بات معلوم ہوئی ہے۔ اور میں چاہتا ہوں کہ آپ کو بتلادوں۔ مگر وہ کسی اور کو نہ بتلانا۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ یہ سلطنت جس کی

خواہش کر رہے ہیں آخر نہیں ہی ملیگی محمد بن علی نے کہا۔ کہ یہ بات آپ نے مجھے تو بتلادی مگر کسی اور کو نہ بتلائیگا ✦

مدائنی کئی لوگوں سے روایت کرتے ہیں۔ کہ امام محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے فرمایا۔ کہ ہمیں تین اوقات میں سلطنت کی امید تھی۔ ایک تو یزید بن معاویہ کے مرنے کے بعد۔ اور دوسرے سو سال گذرنے کے بعد۔ اور تیسرے افریقہ کی بدنظمی کے بعد اور یقین تھا۔ کہ ان اوقات میں لوگ ہمیں بلائیں گے۔ اور مشرق سے ہمارے مددگار پہنچینگے جب یزید بن سلم افریقہ میں قتل ہوا۔ تو محمد نے ایک شخص کو خراسان بھیجکر کہلا بھیجا۔ کہ تم لوگ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کرو۔ لیکن کسی کا نام نہ لیا۔ پھر ابومسلم خراسانی وغیرہ کو خط دیکر وہاں کے امراء کیطرف بھیجا۔ تو انہوں نے اس بات کو مان لیا۔ لیکن یہ بات ابھی پختہ نہ ہونے پائی تھی۔ کہ امام محمد نے انتقال کیا۔ اور اپنے بیٹے ابراہیم کو ولیعہد مقرر کر گئے۔ جب مروان کو اس بات کی اطلاع ملی تو اُس نے ابراہیم کو قید کر دیا۔ اور بعد ازاں قتل کر دیا۔ ان کے بعد اُن کے بھائی عبداللہ سفاح سے لوگوں نے بتاریخ ۱۳ ربیع الاول ۱۳۲ ہجری میں کوفہ میں بعیت کی۔ انہوں نے وہاں لوگوں کو جمعہ کی نماز پڑھائی۔ اور خطبہ میں فرمایا۔ کہ سب تعریفوں کے لائق وہ خدا تعالٰے ہی ہے جس نے اسلام کو اپنا دین انتخاب فرمایا۔ اور اس کو شرف و عظمت عطا فرمائی۔ اور اسے ہمارے لئے پسند کیا۔ اور ہم کو اس کی تائید کی توفیق دی۔ اور ہم کو اسکا اہل اور اسکا قلعہ بنایا۔ اور اس سے مکروہات کو دور کرنے کی طاقت عطا کی۔ اس کے بعد آیات قرآنی سے اپنی قرابت ثابت کی۔ اور پھر کہا۔ کہ جب اللہ تعالٰے نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس بُلا لیا۔ تو امر خلافت کے صحابہ کرام متولی ہوئے۔ اور ان کے بعد بنو حرب و بنو مروان اُٹھ کھڑے ہوئے اور ظلم پر کمر باندھی۔ اور فتنے برپا کئے۔ اور اللہ تعالٰے نے ایک وقت معین تک انہیں مُہلت دی۔ مگر انہوں نے خدا تعالٰے کو خشمگین کیا۔ تو خدا نے ہمارے ہاتھوں سے اُن سے انتقام لیا۔ اور ہمارا حق ہمیں واپس دیا۔ تاکہ ہم ان لوگوں کی مدد کریں۔ جو اُن کے زمانہ میں ضعیف ہو چکے تھے۔ جس بات کو خدا تعالٰے نے ہمارے خاندان سے شروع کیا۔ اوس کو ہمارے خاندان میں ہی ختم کر دیا۔ ہم اہل بیت کی توفیق خدا سے ہی ہے۔ اے اہل کوفہ تم لوگ ہماری محبت کا محل اور ہماری مودت کی منزل ہو اب تم اس سے پھرو نہیں۔ اور ظالموں کے ظلم کے باعث اس سے

باز نہ رہو۔ کیونکہ تم ہمارے ساتھ سب لوگوں سے اچھا برتاؤ کرنے والے اور ہمارے نزدیک سب سے زیادہ عزیز ہو۔ میں نے تمہارے عطیات میں سو سو کی ترقی کردی ہے۔ پس تم تیار ہو جاؤ۔ میں وہ سفاح ہوں۔ جو نیکوں کو مباح کرنے والا اور دشمنوں کو ہلاک کرنے والا ہوں۔

عیسیٰ بن علی کہا کرتے تھے۔ کہ جب انہوں نے حمیمہ سے نکل کر کوفہ کو جانے کا قصد کیا۔ تو چودہ نہائیت دلیر اور باہمت مرد اُن کی حمائیت کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ جب مروان کو سفاح کی بیعت کی خبر پہونچی۔ تو وہ بھی مقابلہ کے لئے نکلا مگر آخر قتل ہوا۔ اور اُس کے ساتھ بنو اُمیہ کے بے تعداد آدمی قتل کئے گئے۔ اور سفاح مغرب اقصیٰ تک سب ممالک پر قابض ہو گیا +

ذہبی کہتے ہیں۔ کہ سفاح کی خلافت میں اتفاق کا شیرازہ بکھر گیا۔ اور تفرقہ پڑ گیا۔ چنانچہ طاہرت اور طبنہ سے لیکر بلاد سوڈان تک کا تمام علاقہ اس کے قبضہ سے نکل گیا۔ اور اندلس بھی اس کے زیر حکومت نہ رہا۔ جو شخص غالب ہوتا تھا۔ وہ ان ممالک پر قابض ہو جاتا تھا +

سفاح نے بماہ ذی الحج ۱۳۶ھ ہجری میں چیچک سے انتقال کیا۔ اور اپنے بھائی ابو جعفر کو ولیعہد مقرر کیا تھا۔ ۱۳۴ھ ہجری میں اس نے انبار کو اپنا دار الخلافہ بنایا تھا +

صَولی کہتے ہیں۔ کہ سفاح کہا کرتا تھا جبکہ قدرت بڑھ جاتی ہے۔ تو شہوت کم ہو جاتی ہے۔ نیز کہا کرتا تھا۔ کہ سب سے کمینے لوگ وہ ہیں۔ جو بخل کو احتیاط اور حلم کو ذلت تصور کرتے ہیں۔ نیز کہا کرتا تھا۔ کہ جب حلم مفسد ٹھیرے۔ تو عفو معجزہ ہو گی۔ صبر ہر حال میں بہتر ہے۔ مگر اسوقت تک کہ جب تک دین میں کوئی نقصان واقع نہ ہو۔ اور بادشاہ کو شکست نہ کر دے۔ آہستگی ہر حال میں بہتر ہے۔ مگر جب فرصت ملے اسوقت نہیں چاہیئے +

صَولی کہتے ہیں۔ کہ سفاح نہائیت ہی سخی تھا۔ جب کسی سے وعدہ کر لیتا۔ تو تو اس کے خلاف کبھی نہ کرتا۔ اور جب تک اُسے ادا نہ کر لیتا۔ اپنی جگہ سے نہ ہلتا +

ایک دفعہ عبداللہ بن حسن نے سفاح سے کہا۔ کہ میں نے لاکھ درہم سُن ہی رکھے ہیں۔ کبھی دیکھے نہیں۔ سفاح نے اسی وقت لاکھ درہم منگوا کر اُن کے سامنے رکھوا

دیئے۔ اور حکم دیا۔ جاؤ۔ انہیں اپنے گھر لے جاؤ +

سفاح کا نقش خاتم "الثقة عبداللہ وبہ یومن" تھا۔ اشعار ان کے مشہور نہیں ہیں +

سعید بن مسلم باہلی کہتے ہیں۔ کہ عبداللہ بن حسن ایک دفعہ سفاح کے پاس آئے اور اسوقت مجلس بنی ہاشم۔ شیعوں اور امرا سے پُر تھی۔ اور سفاح کے ہاتھ میں قرآن مجید تھا۔ انہوں نے آکر کہا۔ کہ اے امیر المومنین! جو کچھ قرآن شریف میں خدا تعالےٰ نے ہمارا حق مقرر کیا ہے ہمیں دلوایئے۔ سفاح نے کہا۔ کہ آپ کے پڑدادا حضرت علی مجھ سے بدرجہا بہتر اور عادل تھے۔ تو انہوں نے اپنے بیٹوں حسن و حسین آپ کے دادوں کو جو سب سے بہتر تھے۔ تھوڑا سا دیا تھا۔ اسلئے لازم ہے۔ کہ میں بھی آپ کو اتنا ہی دوں۔ زیادہ کے آپ حقدار نہیں ہیں۔ وہ یہ جواب سنکر چلے گئے۔ اور کوئی جواب نہ دیا۔ لوگ سفاح کی اس حاضر جوابی سے حیران رہ گئے +

مؤرخین کا قول ہے۔ کہ دولت بنی عباس میں اسلام کا شیرازہ بکھر گیا۔ اور عربوں کا نام دفتر سے خارج ہوگیا۔ اور انکی بجائے ترکوں کو رکھا گیا۔ حتٰی کہ وہ دیلم پر قابض ہوگئے۔ اور ان کی ایک عظیم الشان سلطنت بن گئی۔ اور ممالک کئی حصوں میں تقسیم ہوگئے۔ اور ہر حصہ میں الگ بادشاہ مقرر ہوگیا۔ جو لوگوں پر قہر و ظلم کرتا تھا +

سفاح خونریزی میں بہت جلدی کیا کرتا تھا۔ اور یہی حال اس کے عمال کا تھا لیکن باوجود اس کے نہایت سخی تھا۔ اس کے عہد خلافت میں حسب ذیل علماء فوت ہوئے +

زید بن اسلم۔ عبداللہ بن ابی بکر بن حزم۔ ربیعۃ الرای فقیہ اہل مدینہ۔ عبدالملک بن عمیر۔ یحیی بن ابی اسحاق حضرمی۔ عبدالحمید کاتب مشہور جو بوصیر میں مروان کے ساتھ ہی قتل کیا گیا۔ منصور بن معتمر۔ ہمام بن منبہ +

منصور ابوجعفر عبداللہ

منصور ابوجعفر عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس اس کی والدہ سلامہ بربریہ ام ولد تھی۔ یہ سنہ ۹۵ ہجری میں پیدا ہوا۔ اور اپنے دادا کو دیکھا۔ لیکن اس سے

روایت نہیں کی۔ بلکہ روایت اپنے باپ او عطار بن یسار سے کی۔ اور اس سے اس کے بیٹے مہدی نے روایت کی۔ اس کے بھائی کی وفات کے بعد اس سے بیعت کی گئی۔ بنی عباس کے سب خلفاء میں سے ازروئے ہیبت ۔شجاعت۔ ہوشیاری۔ رائے اور دبدبے کے لحاظ سے بڑھا ہوا تھا۔ مال جمع کرنے کا بڑا اشتیاق تھا اور کھیل کود کے پاس بھی نہ پھٹکتا تھا۔ کامل العقل اور ادب وفقہ میں اعلےٰ مرتبہ رکھتا تھا۔ سینکڑوں کو قتل کر کے اپنا تسلط جمایا۔ اس نے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو عہدہ قضات انکار کرنے پر پٹوایا تھا۔ پھر انہیں قید کر دیا۔ جس کے چند روز بعد ہی آپ کا انتقال ہو گیا۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ چونکہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر خروج کرنے کا فتوےٰ دیدیا تھا۔ اِس لئے اُس نے انہیں زہر دلوا دیا +

منصور نہایت فصیح وبلیغ اور پرگو شخص تھا۔ امارت کو پسند کرتا تھا۔ اور نہایت حریص وبخیل تھا۔ چونکہ اپنے ملازموں سے پائی پیسہ تک کا حساب لے لیا کرتا۔ اِسلئے اسے ابو الدوانیق کہتے تھے +

خطیب ضحاک سے اور ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ہم ہیں سے ہی سفاح ہوگا۔ اور ہم میں سے ہی منصور ومہدی ہوگا۔ (ذہبی کہتے ہیں۔ کہ یہ حدیث منکر ومنقطع ہے)

خطیب وابن عساکر وغیرہما سعید بن جبیر سے اور وہ ابن عباس رضہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ہم سے ہی سفاح اور ہم سے ہی منصور اور ہم سے ہی مہدی ہوگا۔ اسناد اسکی ٹھیک ہیں +

ابن عساکر بسند اسحاق بن ابی اسرائیل ابو سعید خدری سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے۔ کہ ہم سے قائم ہوگا۔ اور ہم سے ہی منصور اور ہم سے ہی سفاح اور ہم سے ہی مہدی ہوگا۔ اور قائم تو بغیر خونریزی کے نکلیہ ہو جائے گا۔ اور منصور کی رائے کبھی رد نہ کی جائیگی۔ اور سفاح خونریزی بھی کرے گا۔ اور سخاوت بھی کرے گا۔ اور مہدی زمین کو اسی طرح عدل سے پُر کردے گا۔ جیسے کہ وہ پہلے ظلم سے پُر ہوگی +

منصور سے روایت ہے۔ کہ میں نے ایک رات خواب دیکھا۔ کہ گویا میں حرم میں ہوں۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کعبہ میں تشریف رکھتے ہیں۔

ہوا اسکا دروازہ کھلاہٹ ہو گیا۔ ایک شخص نے آواز دی۔ کہ عبداللہ کہاں ہیں آپ میرا بھائی ابوالعباس کھڑا ہوا۔ اور سیڑھی پر چڑھکر اندر داخل ہوا۔ تھوڑی دیر کے بعد باہر نکلا۔ تو اس کے پاس ایک نیزہ تھا جس کے ساتھ سیاہ پھریرا تھا۔ جو تقریباً چار ہاتھ لمبا تھا۔ اس کے بعد آواز آئی۔ کہ عبداللہ کہاں ہے۔ پس میں سیڑھی پر چڑھکر اندر گیا۔ تو دیکھا۔ کہ وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہیں مجھ سے آپ نے وعدہ لیا۔ اور اپنی امت کے لئے وصیت فرمائی۔ اور میرے سر پر عمامہ باندھا جس کے تیئیس ۲۳ پیچ میرے سر پر آئے۔ اور پھر فرمایا۔ کہ اسے خلفاء کے باپ یہ لیکر جا +

منصور شروع ۱۳۷ھ ہجری میں تخت خلافت پر بیٹھا۔ اور سب سے پہلے ابومسلم خراسانی کو جس نے لوگوں کو بنو عباس کی بیعت پر مائل کیا تھا۔ اور اُن کی سلطنت کی بنیاد ڈالی تھی۔ قتل کرادیا +

سنہ ۱۳۹ ہجری میں عبدالرحمٰن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک بن مروان اموی اندلس پر قابض ہو گیا۔ اور اس کے بعد اس کی اولاد قریباً چار سو برس تک وہاں آباد رہی۔ یہ عبدالرحمٰن اہل علم و عمل سے تھا۔ اور والدہ اس کی بربریہ تھی + ابو مظفر ابیوردی کہتے ہیں۔ کہ لوگ کہا کرتے تھے۔ کہ بربریوں کے دونوں بیٹے یعنی منصور اور عبدالرحمٰن بن معاویہ دُنیا کے مالک ہوئے ہیں +

سنہ ۱۴۰ ہجری میں منصور نے شہر بغداد کی بنا ڈالی +

سنہ ۱۴۱ ہجری میں فرقہ راوندیہ ظاہر ہوا۔ یہ لوگ تناسخ کے قائل تھے۔ پس منصور نے انکو قتل کیا۔ اور اسی سال طبرستان فتح ہوا +

ذہبی لکھتے ہیں۔ کہ سنہ ۱۴۳ ہجری میں علمائے اسلام نے تدوین علم حدیث وفقہ و تفسیر شروع کی۔ چنانچہ ابن جریج نے مکہ میں۔ اور مالک نے موطا مدینہ میں۔ اوزاعی نے شام میں۔ ابن عروبہ۔ حماد بن سلمہ وغیرہما نے بصرہ میں۔ معمر نے یمن میں۔ سفیان ثوری نے کوفہ میں حدیث میں تصنیفیں کیں۔ اور ابن اسحاق نے مغازی۔ اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ پر کتابیں تصنیف کیں۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد ہشیم۔ لیث۔ ابن لہیعہ۔ ابن مبارک۔ ابو یوسف۔ ابن وہب نے تصنیفیں کیں۔ اور تدوین علم کی کثرت ہوں۔ اور کتب عربیہ۔ لغت۔ تاریخ

رجال، سیر وغیرہ میں بے بہا کتابیں لکھی گئیں - اس سے پہلے علما حفظ پڑھا کرتے تھے - یا مختلف لوگوں کے پاس غیر مرتبہ نسخہ تھے - جن سے تعلیم دیا کرتے تھے

۱۴۵ھ ہجری میں محمد اور ابراہیم نے جو عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب کے بیٹے تھے منصور پر خروج کیا - منصور نے ان کو اور ان کے ساتھ بہت سے سیدوں کو قتل کر دیا (انا للہ وانا الیہ راجعون) یہی پہلا شخص ہے جس نے عباسیوں اور علویوں کے درمیان فتنہ و فساد ڈالا - حالانکہ اس سے پہلے ایک ہی کچھ شمار ہوتے تھے - منصور نے ان علماء کو بھی سخت تکلیفیں دیں جو ان دونوں کے ساتھ تھے - یا جنہوں نے اس کے مقابلہ کا فتویٰ دیدیا تھا - ان ہی میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ - عبدالحمید بن جعفر اور ابن عجلان شامل تھے - اور جن لوگوں نے محمد کے ساتھ ہو کر منصور کا مقابلہ کرنے کا حکم دیا تھا - ان میں سے مالک بن انس بھی تھے - جب ان سے کہا گیا - کہ ہماری گردنوں میں منصور کی بیعت ہے - ہم کس طرح اسکا مقابلہ کریں - تو آپ نے فرمایا - کہ تم سے زبردستی بیعت لی گئی تھی - اور مجبور کردہ پر یمین لازم نہیں آتی -

۱۴۶ھ ہجری میں جنگ قبرس ہوا +

۱۴۷ھ ہجری میں منصور نے اپنے چچا عیسیٰ بن موسیٰ کو ولیعہدی سے معزول کر دیا - حالانکہ سفاح نے اس کو منصور کے بعد ولیعہد مقرر کیا تھا - عیسیٰ بن موسیٰ ہی نے منصور کی طرف سے محمد اور ابراہیم کا مقابلہ کر کے ان پر فتح پائی تھی - لیکن منصور نے اس خدمت کے عوض اسے معزول کر کے اپنے بیٹے مہدی کو ولیعہد بنایا +

۱۴۸ھ ہجری میں تمام ممالک پر منصور کا قبضہ ہو گیا - اور اس کی ہیبت لوگوں کے دلوں میں بیٹھ گئی - اور جزیرہ اندلس کے سوا اور کوئی ملک اس کے قبضہ سے خارج نہ رہا - کیونکہ وہاں عبدالرحمٰن بن معاویہ اموی کا قبضہ ہو چکا تھا - ہاں امیر المومنین کا لقب اس نے اختیار نہیں کیا - بلکہ صرف لفظ امیر پر ہی اکتفا کیا +

۱۴۹ھ ہجری میں بغداد کی تعمیر مکمل ہو گئی +

۱۵۰ھ ہجری میں سپاہ خراسان نے باہارت استاد سیس بغاوت کی اور خراسان کے بڑے حصہ پر قابض و متصرف ہو گئی - اور سخت فتنہ و فساد برپا کیا

منصور کو بڑا فکر پیدا ہوا۔ اور اس نے تین ہزار جوان بسرکردگی اجثم مروزی ان کے مقابلہ کے لئے بھیجے۔ مگر اجثم قتل ہوا۔ اور اُس کا لشکر تہ تیغ کیا گیا۔ اسپر منصور نے حازم بن خزیمہ کی زیر کمان کثیر التعداد فوج روانہ کی۔ اور فریقین میں نہایت سخت لڑائی ہوئی۔ کہتے ہیں۔ کہ اس جنگ میں طرفین کے ستّر ہزار آدمی قتل ہوئے۔ آخر استادسیس کو شکست ہوئی۔ اور اس نے بھاگ کر پہاڑوں میں پناہ لی۔ دوسرے سال امیر حازم کے حکم سے سب قیدیوں کو قتل کر دیا گیا۔ جو چودہ ہزار تھے۔ اور پھر استادسیس کا مدت تک محاصرہ رکھا۔ آخر تنگ آکر اُس نے خود اپنے آپ کو حوالہ کر دیا۔ انہوں نے اُسے قید کر لیا۔ اور اس کے لشکر کو جو قریباً تیس ہزار تھا۔ رہا کر دیا۔

سنہ ۱۵۱ ہجری میں شہر رصافہ کی تعمیر ہوئی *

سنہ ۱۵۳ ہجری میں منصور نے حکم جاری کیا۔ کہ سب لوگ لمبی ٹوپیاں پہنا کریں یہ ٹوپیاں بانس کی تیلیوں اور نیوں سے بنائی جاتی تھیں۔ اور حبشی اونہیں اوڑھا کرتے تھے۔ امیر ابو دلامہ نے یہ شعر کہے:۔ شعر

وَكُنَّا نُرَجِّي مِنْ إِمَامٍ زِيَادَةً [لہ] ... فَزَادَ الْإِمَامُ الْمُصْطَفَى فِي الْقَلَانِسِ

تَرَاهَا عَلَى هَامِ الرِّجَالِ كَأَنَّهَا ... دِنَانُ يَهُودٍ جُلِّلَتْ بِالْبَرَانِسِ

سنہ ۱۵۸ ہجری میں منصور نے اپنے نائب مکہ کو حکم بھیجا۔ کہ سفیان ثوری اور عباد بن کثیر کو قید کر کے بھیجدو۔ اسپر وہ قید کر دیئے گئے۔ لوگوں کو سخت اندیشہ ہوا۔ کہ کہیں منصور اُنہیں قتل ہی نہ کر دے۔ اسی اثنا میں حج کا موقعہ آگیا۔ اور خداتعالےٰ نے اُسے مکہ میں صحیح و سالم نہ پہونچایا۔ بلکہ مریض ہو کر پہونچا۔ اور مرض اسہال سے ذی الحجہ میں مر گیا۔ اور حجون اور بیر میمون کے درمیان دفن ہوا۔ سلم خاسر نے خوب کہا ہے:۔ شعر

لہ ہمیں تو خلیفہ سے جو امام وقت ہے۔ کسی اور بات کی زیادتی کی امید تھی۔ مگر اُس نے زیادتی یہ کی۔ کہ ٹوپیاں پہنا کر۔ وہ لوگوں کے سروں پر ایسی دکھائی دیتی ہیں۔ جیسے کہ یہودیوں کے مٹکے ہوتے ہیں۔ اور ان پر بارانی کوٹ پہنا یا گیا ہے۔ ۱۲

ف۱
تَقفل الحَجِيجُ وخلفوا ابن مُحَمّدٍ   رَهْنًا بمَلَّة فِي الضَّرِيحِ المُلْحد
شَهِدُ وا المَنَاسِكَ كُلَّهَا وَاِمَامُهُمْ   تَحْتَ الصَّفَائِحِ مُحرِماً لَمْ يَشْهد

ابن عساکر بسند روایت کرتے ہیں۔ کہ قبل از خلافت جب منصور طلب علم میں اِدھر اُدھر پھرا کرتا تھا۔ تو ایک روز وہ ایک منزل پر اُترا۔ تو چوکیدار نے اُس سے دو درہم محصول کے مانگے۔ منصور نے کہا۔ کہ میں بنی ہاشم سے ہوں مجھے معاف کر دے۔ مگر اُس نے نہ مانا۔ منصور نے کہا۔ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا کی اولاد سے ہوں۔ اُس نے پھر بھی نہ سُنا۔ منصور نے کہا مجھے معاف کر دے۔ میں قرآن شریف کا حافظ ہوں۔ اُس نے پھر بھی نہ مانا۔ اور کہا کہ دو درہم لاؤ۔ منصور نے کہا مجھے معاف کر دو۔ میں علم فقہ اور فرائض پڑھا ہوں۔ اُس نے پھر بھی نہ مانا۔ آخر جب اُس نے تنگ کیا۔ تو اُس نے دو درہم دیدیئے۔ اور اسی روز سے مال جمع کرنے اور اس کے لئے کوشش کرنے کا ارادہ کر لیا۔ حتیٰ کہ اسکا لقب ابو الدوانیق پڑ گیا +

ربیع بن یوسف حاجب سے مروی ہے کہ منصور کہا کرتا تھا۔ خلیفے چار ہی ہوئے ہیں۔ حضرت ابوبکر۔ حضرت عمر۔ حضرت عثمان۔ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہم۔ اور بادشاہ بھی چار ہی ہوئے ہیں۔ معاویہ رضی اللہ عنہ۔ عبد الملک۔ ہشام اور میں +

مالک بن انس سے مروی ہے۔ کہ میں ابوجعفر منصور کے پاس آیا۔ تو اُس نے مجھ سے پوچھا۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کون شخص افضل ہے میں نے کہا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔ منصور نے کہا۔ کہ تم نے سچ کہا۔ میری بھی یہی رائے ہے +

اسمٰعیل فہری سے مروی ہے۔ کہ عرفہ کے روز منصور نے خطبہ میں کہا کہ

ف۱ حاجی واپس آ گئے۔ اور ابن محمد یعنے اپنے امام کو قبر میں جو مکہ معظمہ میں واقعہ ہے۔ رہن کر آئے۔ اِس کے رفیقوں نے حج کے تمام احکام پورے کئے۔ اور اس کو حالت احرام میں پتھروں کی سلوں کے نیچے دفن کر آئے۔ ۱۲

لوگو! خدا تعالےٰ نے مجھے اپنی زمین کا بادشاہ بنایا ہے۔ تاکہ اُسکی توفیق وہدایت سے رعایا پروری کروں۔ خدا تعالےٰ نے مجھے اپنے مال کا حافظ ونگہبان بنایاہے۔ تاکہ اسے اس کے ارادہ اور حکم کے موافق خرچ کروں۔ اور خدا تعالےٰ نے مجھے اپنے مال پر بمنزلہ قفل بنایا ہے جب چاہتا ہے۔ تمہارے عطار کے لئے اُسے کھول دیتاہے۔ اور جب چاہتا ہے۔ اُسے بند کر دیتا ہے۔ پس اے لوگو! خدا تعالےٰ کیطرف مائل ہو جاؤ۔ اور ایسے بزرگ دن میں جس میں کہ اپنے فضل وکرم کا اظہار کر کے فرمایا۔ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا خدا تعالےٰ سے سوال کرو۔ کہ خدا تعالےٰ مجھے تمہارے ساتھ نیکی اور احسان کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور عدل کے ساتھ میرے ہاتھ سے تمہیں عطیات دلوائے۔ وہی دعا سُننے والا۔ اور قبول کرنے والا ہے۔

صولی نے بھی بعینہٖ یہی خطبہ درج کیا ہے۔ مگر اس کے شروع میں اس کا سبب یہ بیان کیاہے۔ کہ منصور پر لوگ بخل کی تہمت لگاتے تھے۔ اور خطبے کے آخر میں لکھاہے۔ کہ اس کے بعد بعض لوگوں نے کہا۔ کہ امیرالمؤمنین نے مال نہ خرچ کرنے کو خدا کے حوالہ کر دیا۔

اصمعی وغیرہ سے مروی ہے۔ کہ منصور ایک دن منبر پر چڑھا۔ اور ابھی یہی الفاظ کہے تھے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَحْمَدُهٗ وَ اَسْتَعِيْنُهٗ وَ اُوْمِنُ بِهٖ وَ اَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا۔ اے امیرالمؤمنین ذکر خدا کے ساتھ یہ بھی بتاؤ۔ کہ تم کون ہو منصور نے کہا۔ مرحبا۔ تم نے خوب کہا۔ اور ایک بڑی بات سے مجھے ڈرایا میں خدا تعالےٰ کی پناہ چاہتا ہوں۔ اِس بات سے کہ ان لوگوں سے بنوں۔ کہ جب ان سے کہا جائے۔ کہ خدا تعالےٰ سے ڈرو۔ تو اور بھی منہیات پر جسارت کرنے لگتے ہیں۔ پند وموعظت ہم ہی سے شروع ہوئی ہے۔ اور ہم ہی سے نکلی ہے۔ اور اے فلانے تم نے جو مجھے نصیحت کی ہے۔ تو محض خدا تعالےٰ کی خوشنودی کے لئے نہیں کی۔ بلکہ اِس لئے کہ تمہیں لوگ شاباش دیں۔ اور کہیں۔ کہ یہ شخص بادشاہوں کو بھی نصیحت کرنے سے نہیں رُکتا۔ اور اگر وہ اُسے سزا دیں۔ تو صبر کرتاہے۔ پس ایسے ناصح پر نہایت افسوس ہے۔ جاؤ۔ اب میں نے تمہیں معاف کیا۔ اے لوگو! تم ایسے اشخاص سے پرہیز کیا کرو۔ اس کے بعد منصور

نے اپنا خطبہ وہیں سے شروع کیا جہاں سے چھوڑا تھا۔ جیسے کہ وہ لکھا ہوا پڑھ رہا تھا
کئی طرق سے مروی ہے۔ کہ منصور نے اپنے بیٹے مہدی کو کہا۔ اے اباعبداللہ
خلیفہ کے لئے تقویٰ لازمی ہے۔ اور بادشاہ کے لئے طاعت۔ اور رعیت کے لئے
عدل۔ سب سے بہتر وہ شخص ہے۔ جو باوجود قدرت عفو کرے۔ اور بیوقوف ترین
وہ شخص ہے جو اپنے سے کمزور پر ظلم کرے۔ جب تک کسی معاملہ میں اچھی طرح سے
غور نہ کر لیا ہو۔ اسمیں حکم نہیں دینا چاہئے۔ کیونکہ غور و فکر ایک طرح کا آئینہ ہے۔
جس میں حسن و قبح نظر آجاتا ہے۔ اے میرے بیٹے ہمیشہ نعمت کا شکر کرنا۔ اور
مقدرت میں عفو کرنا۔ اور تالیف قلوب کے ساتھ اطاعت کی امید رکھنا۔ فتحیابی
کے بعد تواضع و رحمت اختیار کرنا +

مبارک بن فضالہ سے مروی ہے۔ کہ ہم منصور کے پاس بیٹھے ہوئے تھے
کہ اس نے ایک شخص کو بلایا۔ اور پھر تلوار منگوائی۔ میں نے عرض کیا۔ اے امیرالمومنین
حسن رضی اللہ عنہ سے میں نے سنا ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
قیامت کے روز منادی کی جائے گی۔ کہ جن لوگوں کا کوئی اجر خدا تعالےٰ کے اوپر
ہو۔ وہ کھڑے ہو جائیں۔ کوئی شخص کھڑا نہ ہوگا۔ مگر وہ جس نے کسی کو عفو کیا ہو۔ یہ
سُنکر منصور نے اُسے چھوڑ دیا +

اصمعی کہتے ہیں۔ کہ سزایابی کے لئے ایک شخص منصور کے پاس لایا گیا۔ تو اس
نے کہا اے امیرالمومنین انتقام لینا عدل ہے۔ اور تجاوز کرنا فضل ہے۔ اور ہم
امیرالمومنین کو خدا تعالےٰ کی پناہ میں دیتے ہیں۔ کہ وہ اپنے لئے ان سے کم حصہ اختیار
کرے۔ منصور نے یہ سُنکر اُسے چھوڑ دیا +

اصمعی کہتے ہیں۔ کہ شام میں منصور ایک اعرابی سے ملا۔ تو اس سے کہنے لگا۔ کہ
شکر کرو۔ اللہ تعالےٰ نے ہم اہل بیت کو حاکم بناکر تم سے طاعون کو دُور کر دیا۔
اعرابی نے جواب دیا۔ کہ طاعون اور تمہاری ولایت دونوں قبیح چیزیں ہیں۔ اور خدا
تعالےٰ نے ہم پر کبھی دو قبیح باتیں جمع نہیں کیں +

محمد بن منصور بغدادی سے مروی ہے۔ کہ ایک زاہد منصور کے پاس آیا۔ اور کہا
کہ خدا تعالےٰ نے تمام دُنیا آپ کو عطا کی ہے۔ اس سے کچھ حصہ خرچ کر کے اپنی
آسائش بھی خرید لے۔ اُس رات کو یاد کیا کر جبکہ تو قبر میں جائیگا۔ اور ایسی رات
تُو نے کبھی نہ دیکھی ہوگی۔ اور وہ ایسی رات ہوگی۔ نہ کوئی دن آئیگا اور نہ رات۔ منصور

یہ بات سُنکر خاموش ہوگیا۔ اور اسکو انعام دینے کا حُکم دیا۔ اُس نے کہا۔ کہ اگر مجھے آپ کے مال کی حاجت ہوتی۔ تو تمہیں نصیحت نہ کرتا +

عبداللہ بن سلام بن حرب سے مروی ہے۔ کہ منصور نے عمرو بن عبید کو بلا بھیجا۔ جب وہ اُس کے پاس آئے۔ تو انہیں انعام دینے کا حکم دیا۔ لیکن انہوں نے لینے سے انکار کر دیا۔ منصور نے کہا۔ کہ بخدا آپ کو یہ قبول کرنا پڑے گا۔ انھوں نے کہا بخدا میں اِسے قبول نہیں کرونگا۔ مہدی نے کہا۔ کہ اب تو امیر المؤمنین نے قسم کھائی ہے۔ اب ضرور لے لیجیے۔ انہوں نے کہا۔ کہ میری نسبت امیر المؤمنین کو قسم کا کفارہ دینا زیادہ آسان ہے۔ منصور نے کہا۔ کہ کوئی حاجت ہو۔ تو بیان کیجیے۔ انہوں نے کہا۔ کہ صرف اتنی حاجت ہے۔ کہ جب تک میں خود نہ آؤں۔ مجھے بلایا نہ کرو۔ اور جب تک میں مانگا نہ کروں۔ دیا نہ کرو۔ پھر منصور نے کہا۔ کہ آپ کو معلوم ہے۔ کہ میں نے اسے یعنی مہدی کو اپنا ولیعہد بنایا ہے۔ انہوں نے کہا۔ جب یہ خلیفہ ہوگا۔ تو تم اور باتوں میں مشغول ہوگے +

عبداللہ بن صالح سے مروی ہے۔ کہ منصور نے بصرہ کے قاضی سوار بن عبداللہ کیطرف لکھا۔ کہ فلاں زمین کا مقدمہ جسمیں فلاں تاجر اور فلاں فوجی افسر جھگڑ رہے ہیں وہ زمین فوجی افسر کو دلوائیے۔ قاضی نے لکھا۔ کہ میرے نزدیک یہ ثابت ہوا ہے۔ کہ وہ زمین تاجر کی ہے۔ اِسلیے جب تک اس کے برخلاف کوئی گواہ نہ ہو۔ میں اس سے کیسے چھین سکتا ہوں۔ منصور نے پھر لکھا۔ کہ وہ زمین ضرور اس فوجی افسر کو دلوائیے قاضی نے جواب میں لکھا۔ کہ بخدا میں کسی طرح اسے تاجر سے نہیں لے سکتا۔ جب یہ جواب منصور کے پاس پہونچا۔ تو کہنے لگا۔ بخدا میں نے زمین کو عدل سے بھر دیا ہے۔ حتّٰی کہ میرے قاضی بھی مجھ سے حق بات میں اختلاف کرتے ہیں +

مروی ہے۔ کہ منصور سے کسی نے قاضی سوار کی شکایت کی۔ اُس نے اُسے بُلا بھیجا۔ جب وہ منصور کے پاس آ بیٹھے۔ تو اسے چھینک آئی۔ قاضی نے یرحمک اللہ نہ کہا۔ منصور نے کہا۔ کہ تم نے یرحمک اللہ کیوں نہیں کہا۔ قاضی نے کہا کہ آپ نے الحمد للہ نہیں کہا۔ منصور نے کہا۔ کہ میں نے دل میں کہ لیا تھا۔ قاضی نے کہا۔ کہ میں نے بھی یرحمک اللہ دل میں کہ لیا تھا۔ منصور نے کہا۔ کہ آپ اپنے مرتبہ پر بحال رہیے۔ جب خلافِ حق میں آپ نے مجھ سے موافقت نہیں کی۔ تو اور کسی سے کب ہوگی +

نمیر مدنی سے مروی ہے۔ کہ ایک دفعہ منصور مدینہ میں آیا۔ اسوقت محمد بن عمران طلحی وہاں کے قاضی تھے۔ اور میں انکا منشی تھا۔ چند شتر بانوں نے کسی معاملہ میں قاضی مدینہ کے سامنے خلیفہ پر نالش کر دی۔ اسپر قاضی صاحب نے مجھے کہا کہ بادشاہ کو یہاں حاضر ہونے کے لئے لکھو۔ میں نے کہا۔ کہ مجھے اس بات سے معاف رکھئے۔ لیکن انہوں نے کہا۔ کہ تمہیں لکھنا پڑیگا۔ آخر میں نے خط لکھا۔ اور اُسپر مُہر لگا دی۔ پھر اُنہوں نے کہا۔ کہ یہ خط تم کو ہی لے جانا پڑیگا۔ میں خط لیکر ربیع کے پاس گیا۔ اور انہوں نے اُسے امیر المؤمنین کے سامنے پیش کیا۔ اور پھر باہر آکر لوگوں کو کہا۔ کہ امیر المؤمنین فرماتے ہیں۔ کہ مجھے کچہری میں جانا پڑا ہے۔ اس لئے میرے ساتھ کوئی نہ جائے۔ پھر ربیع اور خلیفہ دونوں وہاں آئے۔ تو قاضی محمد انکی تعظیم کے لئے بالکل نہ اُٹھے۔ بلکہ چادر پنڈلیوں کے گرد باندھکر بیٹھ گئے۔ اور پھر مدعیوں کو بلا کر خلیفہ پر ڈگری کر دی۔ جب مقدمہ سے فارغ ہوئے۔ تو منصور نے کہا کہ خدا آپ کو اس انصاف اور دینداری کے عوض جزائے خیر عطا کرے۔ میں نے تمہیں دس ہزار دینار بطور انعام دیئے ✦

محمد بن حفص عجلی سے مروی ہے۔ کہ ابی دلامہ شاعر کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی۔ تو اُس نے منصور کو خبر دی۔ اور یہ شعر پڑھے۔ شعر :-

لَوْ کَانَ یَقْعُدُ فَوْقَ الشَّمْسِ مِنْ کَرَمٍ ؎۱ قَوْمٌ لَقِیْلَ اُقْعُدُوْا یَا اٰلَ عَبَّاسٍ

ثُمَّ ارْتَقُوْا فِیْ شُعَاعِ الشَّمْسِ کُلُّکُمْ اِلَی السَّمَاءِ فَاَنْتُمْ اَکْرَمُ النَّاسٍ

پھر ابو دلامہ نے ایک تھیلی نکالی۔ منصور نے کہا یہ کیا ہے۔ ابو دلامہ نے کہا کہ جو کچھ دینا ہو۔ اسمیں ڈالدیجئے۔ منصور نے کہا۔ کہ اچھا اِسے درہموں سے پُر کر دو۔ جب اُسے پُر کرنے لگے۔ تو اُس میں دو ہزار درہم آئے ✦

محمد بن سلام جمحی سے روایت ہے۔ کہ منصور سے کہا گیا۔ کیا دُنیا کی کوئی ایسی بھی تمنا ہے۔ جو آپ کو نہ ملی ہو۔ کہنے لگا۔ صرف ایک خواہش باقی ہے۔ اور وہ یہ کہ

؎۱ اگر کوئی قوم کثرتِ عطاء کے باعث آسمان پر بیٹھ سکتی ہے۔ تو کہا جائے گا کہ اے آلِ عباس تم بیٹھو۔ اور اس کے بعد ترقی کر کے شعاعِ شمس میں جا بیٹھو۔ کیونکہ تم اکرم النّاس ہو ✦

میں ایک مسند پر بیٹھوں۔ اور میرے گرداگرد حدیث شریف پڑھنے والے طالب علم بیٹھے ہوں۔ اور حدیث لکھتے ہوں۔ اور کہہ رہے ہوں۔ کہ ذرا تکرر فرمایئے۔ آپ نے کس کا نام لیا۔" راوی کہتا ہے۔ کہ اگلے روز تمام وزراء اور ان کے بیٹے دوآتیں اور کاغذ لیکر حاضر ہو گئے۔ منصور نے کہا۔ کہ تم وہ نہیں ہو۔ بلکہ روایت حدیث ان کا کام ہوتا ہے۔ جن کے کپڑے میلے کچیلے ہوں۔ پاؤں برہنگی کے باعث پھٹ گئے ہوں بال بڑھے ہوئے ہوں +

عبدالصمد بن علی سے مروی ہے۔ کہ انہوں نے منصور سے کہا۔ آپ نے سزا دینے پر ایسی کمر باندھی ہے۔ کہ گویا عفو کا نام ہی آپ نے کبھی نہیں سُنا۔ کہنے لگا کہ اب تک بنی مروان کا خون نہیں سوکھا۔ اور آل ابی طالب کی تلواریں ابھی میان میں نہیں پہونچیں۔ اور ہم ایسی قوم سے ہیں جنکو لوگوں نے کل کمینہ دیکھا تھا۔ اور آج خلیفہ دیکھا ہے۔ اسلئے ہماری ہیبت دلوں میں اسی طرح ہی بیٹھ سکتی ہے۔ کہ ہم عفو کو بھلا دیں اور عقوبت کو استعمال کریں +

یونس بن حبیب سے مروی ہے۔ کہ زیاد بن عبداللہ حارثی نے منصور کو اپنے عطار اور رزق کی زیادتی کے لئے لکھا۔ اور عبارت اس کی نہایت فصیح لکھی۔ منصور نے جواب لکھا کہ جب غنا و بلاغت کسی شخص میں جمع ہوتی ہیں۔ تو اُس میں تکبر پیدا کر دیتی ہیں۔ اور میں اس بات سے ڈرتا ہوں۔ اسلئے تمہیں بلاغت پر ہی اکتفا کرنا چاہیئے +

محمد بن سلام سے مروی ہے۔ کہ ایک لونڈی نے منصور کی قمیص کو پیوند لگا ہوا دیکھا۔ تو کہا۔ کہ سبحان اللہ خلیفہ کو قمیص نہیں ملتی۔ منصور نے یہ سُنکر کہا کہ تو نے ہرمہ کا یہ شعر نہیں سُنا۔ شعر:-

قَدْ يُدْرِكُ الشَّرَفَ الْفَتَى وَرِدَاؤُهُ ... خَلِقٌ وَجَيْبُ قَمِيْصِهٖ مَرْقُوْعٌ[۱]

عسکری اوائل میں لکھتے ہیں۔ کہ منصور عباسیوں میں ایسا بخیل تھا۔ جیسا کہ عبدالملک بنی امیہ میں تھا۔ چنانچہ کسی نے پیوند لگی ہوئی قمیص اسپر دیکھکر کہا۔ کہ خدا تعالے کی قدرت دیکھو۔ اس نے منصور کو باوجود سلطنت مفلسی میں مبتلا کر رکھا ہے۔ سلم الحاوی نے اس

۱؎ کبھی ایسا شخص بھی بزرگی حاصل کر لیتا ہے جس کی چادر کہنہ ہوتی ہے۔ اور اس کی قمیص کا گریبان پیوند لگا ہوا ہوتا ہے + ۱۲

مضمون کو گانے میں ادا کیا۔ منصور نے بھی سُن پایا۔ اور اسقدر خوش ہُوا۔ کہ قریب تھا۔ کہ خوشی کے مارے گھوڑے سے گر پڑے۔ اور اسکو آدھا درہم انعام دینے کا حکم دیا۔ سلم نے کہا۔ کہ میں نے ایکدفعہ ہشام کو شعر سنائے تھے۔ تو اُس نے مجھے دس ہزار درہم عطا کئے تھے منصور نے کہا کہ اسکو بیت المال سے اسقدر روپیہ دینے کا حق نہ تھا۔ اے ربیع کسی شخص کو مقرر کرو۔ کہ وہ درہم اس سے وصول کرے۔ لوگوں نے سفارش کی۔ تب کہنے لگا۔ اچھا آتے جاتے وقت یہ شعر مجھے بغیر انعام کے سُنا دیا کرو +

عسکری اوائل میں لکھتے ہیں۔ کہ ابن ہرمہ شراب بہت پیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ منصور کے پاس آکر اس نے یہ شعر پڑھے۔ شعر

لہ لحظات من حفافی سریرۃ ۔۔۔ اذا کرّھا فیھا عقاب و نائل[1]

فامّا الذی امنت امنتہ الردی ۔۔۔ واما الذی حاولت بالثکل ثاکل

منصور کو یہ شعر بہت پسند آئے۔ اور کہا۔ کہ مانگ کیا مانگتا ہے۔ اُس نے کہا۔ کہ میری صرف یہ خواہش ہے۔ کہ آپ عامل مدینہ کو لکھ بھیجئے۔ کہ جب میں نشہ میں ہوں۔ تو مجھے سزا نہ دے۔ منصور نے کہا یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ میں خدا تعالےٰ کی مقرر کردہ سزاؤں میں کچھ دخل دوں۔ ابن ہرمہ نے کہا۔ کہ پھر کوئی حیلہ ہی کیجئے۔ منصور نے اپنے عامل کو لکھا۔ کہ جو تمہارے پاس ابن ہرمہ کو نشہ کی حالت میں تمہارے پاس پکڑ لائے۔ تو اسے سنو دُرّے لگواؤ۔ اور ابن ہرمہ کو اسی دُرّے۔ ابن عون جب اسے نشہ میں دیکھتے تو کہتے۔ کہ کس کو ضرورت پڑی ہے۔ کہ سنو دُرّے کے عوض کے ساتھ دُرّے خریدے کہتے ہیں۔ کہ اس مرتبہ منصور نے ابن ہرمہ کو دس ہزار درہم بھی دیئے تھے۔ اور کہا کہ اے ابراہیم انہیں احتیاط سے رکھنا۔ کہ اور نہیں ملینگے۔ اُس نے کہا انی الغاک علی الصراط بھا بخلمۃ الجھبذ

منصور شعر کم کہا کرتا تھا۔ ذیل کے دو شعر اسی کے ہیں۔ شعر:۔

---

[1] ممدوح کے لئے تخت کی ہر دو جانب ایسی نظریں ہیں۔ کہ جب انہیں تکرار کرتا ہے تو ان میں عذاب اور بخشش ہوتی ہے۔ جس شخص کو تو امن دے۔ وہ ہلاکت سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ اور جس کی ہلاکت کا تو قصد کرے۔ اُس کی ماں درد فرزندی سے روتی ہوگی + ۱۲

ؔ[1] اِذَا كُنْتَ ذَا رَأْيٍ فَكُنْ ذَا عَزِيْمَةٍ   فَاِنَّ فَسَادَ الرَّاْيِ اَنْ يَّتَرَدَّدَا

وَلَا تُمْهِلِ الْاَعْدَاءَ يَوْمًا بِقُدْرَةٍ   وَبَادِرْهُمْ اَنْ يَّمْلِكُوْا مِثْلَهَا غَدًا

عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم افریقی کہتے ہیں۔ کہ میں اور منصور ایک ہی جگہ پڑھا کرتے تھے ایک روز منصور مجھے اپنی قیامگاہ پر لے گیا۔ اور میرے سامنے کھانا لا رکھا۔ اور اس میں گوشت نہ تھا پھر اپنی لونڈی سے کہا۔ کہ تمہارے پاس کچھ حلوا ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ پھر کہا گیا۔ کھجور بھی نہیں۔ کہا نہیں۔ یہ سنکر منصور لیٹ گیا۔ اور یہ آیت پڑھی۔ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ جب وہ خلیفہ ہوا۔ تو میں اس سے ملنے گیا۔ تو مجھ سے کہنے لگا کہ تم بنی امیہ کے مقابلے میں میری خلافت کو کیسا پاتے ہو۔ میں نے کہا کہ ان کے زمانہ میں اتنا ظلم کبھی نہ ہوتا تھا جتنا کہ آپ کے زمانہ میں ہوتا ہے۔ کہنے لگا ہمیں مددگار نہیں ملتے۔ میں نے کہا کہ عمر بن عبدالعزیز کہا کرتے تھے کہ بادشاہ بمنزلہ بازار کے ہوتا ہے۔ کہ جس چیز کی زیادہ بکری ہو وہی چیز بازار میں آتی ہے۔ ایسے ہی اگر بادشاہ نیک ہو۔ تو اس کے پاس لوگ بھی نیک آتے ہیں۔ اور اگر برا ہو۔ تو اس کے پاس لوگ بھی برے ہی آتے ہیں۔ یہ بات سنکر منصور نے اپنا سر نیچے ڈال لیا +

منصور کہا کرتا تھا۔ کہ بادشاہ تین باتوں کے سوا ہر بات کو برداشت کر لیتے ہیں۔ افشاء راز۔ حرم میں تعرض۔ اور ملک میں خرابی ڈالنا۔ (صولی نے اسے بیان کیا ہے) نیز اس کا قول تھا۔ کہ جب تیرا دشمن تیری طرف ہاتھ بڑھائے۔ تو اگر تجھ میں طاقت ہو اسے قطع کر دے۔ ورنہ اسے چوم لے +

صولی یعقوب بن جعفر سے روایت کرتے ہیں کہ منصور کی ذہانت اس سے معلوم ہوتی ہے۔ کہ ایک دفعہ وہ مدینہ میں آیا۔ اور ربیع کو کہا۔ کہ ایک ایسا شخص مجھے لا دو۔ جو لوگوں کے گھر مجھے بتلاتا جائے۔ اس پر ربیع نے ایک شخص کو لا حاضر کیا۔ وہ منصور کو گھر بتاتا رہا جب وہ جانے لگا۔ تو خلیفہ نے اسے ایک ہزار درہم انعام دینے کا حکم فرمایا اس نے جا کر ربیع سے مطالبہ کیا۔ اس نے کہا کہ مجھے حکم نہیں ملا۔ خلیفہ ابھی سوار ہوگا جا کر پھر یاد دلانا۔ وہ خلیفہ کے پاس جا پہونچا۔ مگر گفتگو کرنے کا موقعہ نہ پایا۔ جب وہاں سے آنے لگا۔ تو کہا۔ اے امیرالمومنین یہ عاتکہ کا گھر ہے۔ جس کی نسبت احوص نے

ؔ[1] اگر تو صاحب رائے ہے تو مضبوط ارادے والا بھی ہو۔ کیونکہ رائے کا متردد ہونا بڑا ہے۔ اگر قدرت ہو تو دشمن کو ایک دن کی بھی مہلت نہ دے۔ تاکہ کل وہ تجھ پر غالب نہ آجائیں ۱۲

یہ شعر کہا ہے:۔ شعر

یَا بَیْتَ عَاتِکَۃَ الَّذِیْ اَتَعَزَّلُ ۔ حَذَرَ العِدَیٰ وَبِکَ الفُؤَادُ المُوَکَّلُ

خلیفہ کو اس کا یہ بے موقعہ شعر پڑھنا بُرا معلوم ہوا۔ اس نے جھٹ ایک قصیدہ پڑھنا شروع کر دیا۔ جس میں ایک شعر یہ بھی تھا:۔ شعر

وَاَرَاکَ تَفْعَلُ مَا تَقُوْلُ وَبَعْضُھُمْ ۔ مَذِقُ اللِّسَانِ یَقُوْلُ مَا لَا یَفْعَلُ

منصور یہ شعر سُنکر ہنس پڑا۔ اور کہنے لگا۔ اے ربیع معلوم ہوتا ہے۔ کہ تم نے اس کو ایک ہزار درہم نہیں دیا۔ جاؤ ابھی دے دو +

اسحاق موصلی کہتے ہیں۔ کہ کھانے پینے اور گانا سُننے کے وقت منصور اپنے ندماء کے ساتھ نہیں بیٹھا کرتا تھا۔ بلکہ اس کے اور ندماء کے درمیان ایک پردہ ہوتا تھا۔ اور وہ پردے سے بیس گز کے فاصلے پر بیٹھا کرتے تھے۔ اور منصور خود بھی اس پردے سے فاصلہ پر بیٹھا کرتا تھا۔ عباسیوں میں سے سب سے پہلے مہدی ہی اپنے ندماء کے ساتھ بیٹھا ہے +

صولی یعقوب بن جعفر سے روایت کرتے ہیں کہ منصور نے قثم بن عباس عبداللہ بن عباس کو جو اس کی طرف سے یمامہ اور بحرین کا حاکم تھا۔ کہا۔ کہ قثم کے کیا معنی ہیں۔ اور یہ کس چیز سے لیا گیا۔ اُس نے کہا کہ مجھے تو معلوم نہیں۔ منصور نے کہا۔ کہ تیرا نام تو ہاشمی ہے۔ مگر تو اس کے معنے نہیں جانتا۔ بخدا تو جاہل معلوم ہوتا ہے۔ اُس نے کہا کہ اگر آپ بتلا دیں۔ تو نہایت مہربانی ہو۔ منصور نے کہا۔ کہ قاثم اس شخص کو کہتے ہیں جو کھانے کے بعد سخاوت کرے۔ اور چیزوں کو از خود لوگوں کو دے ڈالے +

کہتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ منصور کو مکھیوں نے بہت تنگ کیا۔ اُس نے مقاتل بن سلیمان کو بُلا کر پوچھا۔ کہ ان مکھیوں کو خدا تعالےٰ نے کیوں پیدا کیا ہے۔ مقاتل نے کہا اس لیئے کہ ظالموں کو ان کے ہاتھوں سے ذلیل کرے +

محمد بن علی خراسانی کہتے ہیں کہ منصور ہی سب سے پہلا خلیفہ ہے جس نے منجموں کو

سلہ اے عاتکہ کے گھر جس سے میں دشمنوں کے خوف سے بتکلف دور ہوتا ہوں حالانکہ میرا دل تیرے ہی پاس رہیگا +

سلہ میں دیکھتا ہوں کہ جو کچھ تو کہتا ہے وہی کرتا ہے۔ اور بعض غیر خالص زبان والے ہوتے ہیں۔ کہتے ہیں مگر کرتے نہیں +

اپنا مقرب بنایا۔ اور ان کے احکام پر عمل کیا۔ اور سب سے پہلے اسی کے وقت میں سریانی اور دیگر عجمی زبانوں سے کتابوں کا ترجمہ کیا گیا۔ جیسا کہ کلیلہ دمنہ اور اقلیدس وغیرہ۔ سب سے پہلے اپنے غلاموں کو اسی نے حاکم بنایا۔ حتیٰ کہ اہل عرب پر بھی انہیں مقدم کیا۔ اور اس کے بعد یہ رسم اس کثرت سے جاری ہوئی۔ کہ عرب کی ریاست جاتی رہی سب سے پہلے اسی نے اولاد عباس اور اولاد علی میں تفرقہ ڈالا۔ حالانکہ اس کے پہلے وہ دو جسم یک جان تھے +

احادیث جو منصور سے مروی ہیں

صولی کہتے ہیں۔ کہ منصور اپنے زمانہ میں سب سے بڑا عالم حدیث اور نساب تھا۔ اور علوم کے حاصل کرنے میں اس نے بڑی کوشش کی تھی +

ابن عساکر تاریخ دمشق میں ابوبکر محمد بن عبد الباقی سے اور وہ ابو محمد جوہری سے اور وہ ابوبکر محمد بن عبد اللہ بن شخیر سے اور وہ احمد بن اسحاق ابوبکر ملحمی سے اور وہ ابو عقیل انس بن سلم انطرطوشی سے اور وہ محمد بن ابراہیم سلمی سے اور وہ ماموں سے اور وہ رشید سے۔ اور وہ مہدی سے اور وہ منصور سے اور وہ اپنے باپ سے اور وہ اس کے دادے سے اور وہ ابن عباس رضہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے +

صولی۔ محمد بن زکریا لولوئی سے اور وہ جہم بن سیاق ریاحی سے اور وہ بشر بن مفضل سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے رشید سے اور اس نے مہدی سے اور اس نے منصور سے اور اس نے اپنے باپ سے اور اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میرے اہل بیت کی مثال نوح علیہ السلام کی کشتی کی سی ہی جو اس میں سوار ہو گیا۔ نجات پا گیا۔ اور جو پیچھے رہا ہلاک ہوا +

صولی رحمتہ اللہ علیہ محمد بن موسےٰ سے اور وہ سلیمان بن ابی شیخ سے اور وہ ابو سفیان حمیری سے اور وہ مہدی سے اور وہ اپنے باپ سے اور وہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جب ہم نے کسی شخص کو امیر بنایا۔ اور اس کی تنخواہ مقرر کر دی۔ اور پھر جو اس کے سوا جو کچھ اس کے پاس آیا اُس نے کھا لیا۔ تو وہ خائن ہے +

صولی۔ جبلہ بن محمد سے اور وہ اپنے باپ سے اور وہ یحییٰ بن حمزہ حضرمی سے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ مہدی نے مجھے قاضی بنایا۔ اور کہا کہ اجراء احکام میں سختی کرنا۔ کیونکہ میں نے اپنے والد (منصور) سے سُنا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ اپنی عزت اور جلال کی قسم کھا کر کہتا ہے کہ میں دُنیا اور آخرت میں ظالم سے انتقام لوں گا۔ اور اس شخص سے بھی انتقام لوں گا جس نے کسی مظلوم کو دیکھا۔ اور باوجود قدرت کے اس کی مدد نہ کی +

صولی۔ محمد بن عباس بن فرج سے اور وہ اپنے والد سے۔ اور وہ اصمعی سے۔ اور وہ جعفر بن سلیمان سے اور وہ منصور سے۔ اور وہ اپنے والد سے اور وہ اس کے دادے سے۔ اور وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوائے میرے سبب ونسب کے سب سبب ونسب قیامت کے دن قطع ہو جائینگے

صولی۔ ابو اسحاق محمد بن ہارون بن عیسیٰ سے۔ اور وہ حسن بن عبید اللہ حسیبی سے اور وہ ابراہیم بن سعید سے۔ اور وہ مامون سے اور وہ رشید سے اور وہ مہدی سے اور وہ منصور سے اور وہ اپنے باپ سے۔ اور وہ اس کے دادے سے۔ اور وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ چاند کی آخری تین راتوں میں اور چاند کے برج عقرب میں ہوتے وقت سفر نہ کیا کرو +

حسب ذیل علماء خلافت منصور میں فوت ہوئے :۔

ابن مقنع۔ سہل بن ابی صالح۔ علاء بن عبد الرحمٰن۔ خالد بن یزید مصری فقیہہ۔ داؤد بن ابی ہند۔ ابو حازم۔ سلم بن دینار اعرج۔ عطاء بن ابی مسلم خراسانی۔ یونس بن عبید۔ سلیمان احول۔ موسیٰ بن عقبہ صاحب مغازی۔ عمرو بن عبید معتزلی۔ یحییٰ بن سعید انصاری۔ کلبی۔ ابن اسحاق۔ جعفر بن محمد صادق۔ اعمش۔ شبل بن عباد۔ محمد بن عجلان مدنی فقیہہ۔ محمد بن عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ۔ ابن جریج۔ ابو حنیفہ۔ حجاج بن ارطاۃ۔ حماد الروایہ۔ رؤبہ شاعر۔ جریری۔ سلیمان تیمی۔ عاصم احول۔ ابن شبرمہ۔ ضبعی مقاتل بن حیان۔ مقاتل بن سلیمان۔ ہشام بن عروہ۔ ابو عمرو بن علاء۔ اشعب طماع حمزہ بن حبیب زیات۔ اوزاعی وغیرہم رحمہم اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین +

مہدی ابو عبداللہ محمد بن منصور

مہدی ابو عبداللہ محمد بن منصور ۱۲۷ھ یا ۱۲۶ھ ہجری میں قصبہ ایذج میں پیدا ہوا۔ اس کی ماں ام موسیٰ بنت منصور حمیریہ تھی۔ مہدی نہایت سخی ممدوح خاص و عام خوبصورت۔ محبوب رعیت اور صادق الاعتقاد شخص تھا۔ زندیقوں کے پیچھے ایسا پڑا کہ ان کو فنا کر کے چھوڑا۔ سب سے پہلے اسی نے زندیقوں اور ملحدوں کے خلاف کتاب البدل! اکہوائی۔

مہدی نے حدیث کی روایت اپنے باپ منصور اور مبارک بن فضالہ سے کی۔ اور اس سے یحییٰ بن حمزہ۔ جعفر بن سلیمان ضبعی۔ محمد بن عبداللہ رقاشی۔ ابوسفیان سعید بن یحییٰ حمیری نے کی۔

ذہبی کہتے ہیں کہ کسی شخص نے مہدی کی حدیث میں جرح و تعدیل نہیں کی۔ اور ابن عدی عثمان سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں۔ کہ مہدی میرے چچا عباس کا بیٹا ہے علیحدہ ہوا اس سے محمد بن ولید مولی بنی ہاشم اور وہ وضعی حدیثیں بنایا کرتا تھا۔ اور ذہبی نے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ یہ حدیث ابن مسعود نے بیان کی ہے کہ مہدی کا نام میرے نام کے ساتھ اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے ساتھ مطابقت رکھتا ہے (اسکو ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کیا۔

جب مہدی جوان ہو گیا۔ تو اس کے باپ نے اسے طبرستان کا حاکم بنا دیا۔ اور بہت سے علماء کی شاگردی کرائی۔ اور پھر اسے اپنا ولیعہد بنایا۔ جب منصور مر گیا۔ تو لوگوں نے اس سے بعیت کی۔ اس نے بغداد میں آکر خطبہ پڑھا۔ اور کہا کہ امیر المؤمنین بھی تم جیسا ایک شخص تھا۔ جب اُسے بلایا گیا۔ تو اس نے جواب دیا۔ اور جب اُسے محکم کیا گیا۔ تو اُس نے اُس کی اطاعت کی۔ یہ فقرہ کہکر اُس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ اور کہا۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی اپنے عزیزوں کے فراق سے روئے ہیں۔ اور میں تو ایک بڑے شخص (یعنی اپنے والد) سے جدا ہوا ہوں۔ اور ایک امر جسیم میری گردن میں ڈالا گیا۔ پس میں اللہ تعالےٰ سے امیر المؤمنین کے لئے ثواب کی امید رکھتا ہوں۔ اور اسی سے مسلمانوں کی خلافت پر مدد چاہتا ہوں۔ اے لوگو! باطن و ظاہر میں ہماری اطاعت یکساں رکھو۔ کہ ہم سے تمہیں آرام ملیگا۔ اور تمہاری عاقبت اچھی ہوگی۔ جو شخص تم میں عدل پھیلائے۔ اور ثقل و گرانی تم سے دور

کرے۔ اور تم پر سلامتی کو بنائے۔ اس کی اطاعت کے لئے تیار ہو جاؤ۔ بخدا میں اپنی تمام عمر بروں کو سزا دینے اور نیکوں پر احسان کرنے میں خرچ کر دونگا +

نفطویہ کہتے ہیں۔ کہ جب مہدی کے قبضے میں خزانے آئے۔ تو اس نے ان کو بے ظالم میں خرچ کردیا۔ اور بہت سے خزانوں کو ویسے ہی تقسیم کر دیا۔ اور انہیں اپنے عزیز و اقربا اور غلاموں کو عطا کیا +

کہتے ہیں۔ کہ سب سے پہلے ابو دلامہ نے مہدی کو خلافت کی مبارکبادی کہی۔ اور اس کے باپ کی تعزیت کی۔ اور کہا شعر

عيناي ماحدة تري مسرورة[ك]	بامیرها جذلی واخری تذرف
تبكی وتضحك تارة ويسوءها	ما انكرت ويسرها ما تعرف
فيسوءها موت الخليفة محرما	ويسرها ان قام هذا الاراف
ما ان رايت كما رايت ولا ارای	شعرا اسرحه واخر ينتف
هلك الخليفة بالدين محمد	واتاكم من بعده من يخلف
اهدى لهذا الله فضل خلافة	ولذاك جنات النعيم تزخرف

[ك] میری آنکھیں عجیب نظارہ دیکھ رہی ہیں۔ ایک تو امیر حال کے باعث خوش ہے اور دوسری امیر سابق کی موت پر آنسو بہا رہی ہے +
ایک آنسو بہا رہی ہے۔ اور دوسری ہنس رہی۔ ایک کو امور ناپسندیدہ رنجیدہ کر رہے ہیں۔ اور دوسری کو امور مرغوبہ خوش کر رہے ہیں
ایک کو حالت احرام میں خلیفہ کا مرنا صدمہ پہونچا رہا ہے۔ اور دوسری کو ایسے مہربان قائم مقام کا ہونا خوش کر رہا ہے +
میں نے کبھی ایسی نہیں دیکھی اور نہ ہی دیکھوں گا آدھے بالوں کو شانہ کر رہا ہوں اور دوسرے بال نوچے جا رہے ہیں۔ خلیفہ کا خاتمہ دین محمد پر ہوا ہے۔ اور اس کے بعد تم پر اسکا بیٹا مہدی خلیفہ ہوا ہے۔ خداوند تعالے اس خلیفہ کو فضل خلافت عطا فرمائے۔ اور اس مرحوم کے لئے جنات نعیم آراستہ ہوں +

۱۵۹ ؁ھ ہجری میں مہدی نے اپنے دونوں بیٹوں سے موسیٰ ہادی کو اپنا اور ہارون رشید کو ہادی کا ولیعہد مقرر کیا۔ اور ۱۶۰ ؁ھ ہجری میں اربد غلبتہً فتح ہوا۔ اور اس سال مہدی نے حج کیا۔ اور کعبہ کے دربانوں نے اسے خبر دی۔ کہ کثرت پردوں سے خوف ہے۔ کہ کہیں کعبہ کی عمارت ہی نہ گر پڑے۔ اسپر مہدی نے حکم دیا۔ کہ تمام پردے اتار دیئے جائیں۔ اور صرف ہمارا بھیجا ہوا پردہ رکھا جائے۔ اس موقعہ پر مہدی کے لئے مکہ شریف میں برف لائی گئی۔ ذہبی کہتے ہیں۔ کہ مہدی کے سوا اور کسی بادشاہ کے لئے برف مکہ میں مہیا نہیں کی گئی +

۱۶۱ ؁ھ ہجری میں مہدی نے شریف کی سڑک۔ سرائیں اور حوض بنانے کا حکم دیا۔ نیز حکم دیا۔ کہ جامع مسجدوں میں مقصورے نہ بنائے جائیں۔ اور منبروں کو چھوٹا کرنے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے منبر کے موافق بنانے کا حکم دیا +

۱۶۳ ؁ھ ہجری میں روم کا بہت سا حصہ فتح ہوا۔ اور ۱۶۶ ؁ھ ہجری میں مہدی قصر السلام میں چلا آیا۔ اور مدینہ شریف۔ مکہ شریف اور یمن سے لیکر دار الخلافہ تک خچروں اور اونٹوں کی ڈاک بٹھائی۔

ذہبی کہتے ہیں۔ کہ سب سے پہلے مہدی نے ہی حجاز سے عراق تک ڈاک بٹھائی تھی۔ اسی سال میں مہدی زندیقوں کے پیچھے پڑ گیا۔ اور ان سے بحثیں کیں۔ اور کوئی نہ کوئی تہمت لگا کر انہیں قتل کر کے نیست و نابود کیا +

۱۶۷ ؁ھ ہجری میں مسجد حرام میں بڑی توسیع کی۔ اور اس کا رقبہ بڑھایا۔ اور کئی گھر خرید کر اسمیں داخل کئے +

۱۶۹ ؁ھ ہجری میں مہدی کا انتقال ہوا۔ اور انتقال کا باعث یہ ہوا۔ کہ ایک دن اس نے شکار کے پیچھے گھوڑا دوڑایا۔ شکار ایک پرانے مکان میں جا گھسا۔ گھوڑا بھی بے تحاشا اس کے پیچھے ہوا۔ مکان میں داخل ہوتے وقت مہدی کی کمر میں ایسی دروازے کی چوٹ لگی۔ کہ اسی وقت مر گیا۔ اور یہ حادثہ ۲۲ محرم کو ہوا۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ اُسے زہر دیا گیا تھا +

سلم خاسر نے مہدی کا مرثیہ ان اشعار سے کہا ہے:۔

وَبَاکِیَۃٍ عَلَی الْمَھْدِیْ عَبْرَیٰ ۔۔۔ کَاَنَّ بِھَا وَمَا جُنَّتْ جُنُوْنَا

۱؎ بہت سی عورتیں مہدی پر آنسو بہا رہی ہیں۔ اور اسطرح رو رہی ہیں کہ گویا وہ دیوانی ہیں۔ مگر حقیقت میں دیوانی نہیں +

له وقد خمشت محاسنها وابدت — غدائرها اظافرت القرونا

لئن بلي الخليفة بعد عز — لقد ابقى مساعي ما بلينا

سلام الله عدة كل يوم — على المهدي حين ثوى رهينا

تركنا الدين والدنيا جميعا — بحيث ثوى امير المؤمنينا

صولی کہتے ہیں۔ کہ جب مہدی نے اپنے بیٹے موسیٰ کو اپنا ولیعہد بنایا تو مروان بن حفصہ نے یہ شعر کہے ؛۔ شعر

٢ له عقدت لموسى بالرصافة بيعة — شد الاله بها عرى الاسلام

موسى الذي عرفت قريش فضله — ولها فضيلتها على الاقوام

بمحمد بعد النبي محمد — حيي الحلال ومات كل حرام

مهدي امته الذي امست به — للذل آمنة وللاعدام

موسى ولي عصا الخلافة بعده — جفت بذاك مواقع الاقلام

له انہوں نے اپنے چہروں کو نوچ لیا ہے۔ اور اپنے سروں اور مینڈھیوں کو برہنہ کر دیا ہے۔ اگر خلیفہ مر گیا ہے تو اس کے عمدہ اور بہترین کام تو نہیں مرے۔ بلکہ وہ باقی ہیں۔ جب تک مہدی قبر میں ہے۔ اس پر دنوں کی تعداد کے موافق (یعنی بے شمار) اللہ کی سلامتیاں ہوں۔ ہم نے دین اور دنیا دونوں کو اس جگہ چھوڑ دیا ہے جس جگہ امیر المؤمنین لیٹے ہوئے ہیں ۱۲

٢ له موضع رصافہ میں موسیٰ کے لئے لوگوں سے بیعت لی گئی۔ جس سے خدا نے اسلام کا قبضہ مضبوط کر دیا۔ موسیٰ وہ ہے جس کی فضیلت قریش کو مسلم ہے۔ اور قریش کی فضیلت تمام قوموں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ محمد سے ہے جس نے حلال اشیاء کو مروج کیا ہے۔ اور حرام چیزوں کو بند کر دیا ہے۔ وہ خلیفہ آپ کی اُمت کا مہدی ہے۔ جس کے باعث یہ اُمت ذلت اور محتاجی سے بے خوف ہو گئی ہے۔ اور اس کے بعد موسیٰ عصائے خلافت کا والی ہوا ہے۔ اور یہ بات لکھ کر قلمیں خشک ہو گئی ہیں (یعنی اب یہ تبدیل نہیں ہو سکتا)۔ ۱۲

ایک اور نے کہا :- شعر

یَا ابْنَ الْخَلِیْفَۃِ اِنَّ اُمَّۃَ اَحْمَدٍ ؎۱ تَاقَتْ اِلَیْکَ بِطَاقَۃٍ اَھْوَاءُھَا

وَلَتَمْلَأَنَّ الْاَرْضَ عَدْلًا کَالَّذِیْ کَانَتْ تُحَدِّثُ اُمَّۃً عُلَمَاءُھَا

حَتّٰی تَمَنّٰی لَوْ تَرٰی اَمْوَاتُھَا مِنْ عَدْلِ حُکْمِکَ مَا تَرٰی اَحْیَاءُھَا

فَعَلٰی اَبِیْکَ الْیَوْمَ بَھْجَۃُ مُلْکِھَا وَغَدًا عَلَیْکَ اِزَارُھَا وَرِدَاؤُھَا

صولی بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک عورت نے مہدی کے پاس آکر کہا یَا عَصَبَۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُنْظُرْ فِیْ حَاجَتِیْ (یعنی اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث میری حاجت میں غور کر) مہدی نے یہ سُنکر کہا۔ کہ میں نے یہ الفاظ کبھی کسی سے نہیں سُنے۔ جاؤ اس کی حاجت پوری کردو۔ اور دس ہزار درہم اسے بطور انعام دو +

قریش ختلی کہتے ہیں کہ صالح بن عبدالقدوس بصری بجرم زندقہ مہدی کے پاس لایا گیا مہدی نے اس کے قتل کا ارادہ کیا۔ اُس نے کہا۔ کہ میں اپنے اس عقیدے سے توبہ کرتا ہوں۔ پھر اُس نے یہ شعر پڑھے :- شعر

مَا یَبْلُغُ الْاَعْدَاءُ مِنْ جَاھِلٍ ؎۲ مَا یَبْلُغُ الْجَاھِلُ مِنْ نَفْسِہٖ

وَالشَّیْخُ لَا یَتْرُکُ اَخْلَاقَہٗ حَتّٰی یُوَارٰی فِیْ ثَرٰی رَمْسِہٖ

؎۱ اے امیرالمومنین کے فرزند احمد اُمت احمدیہ کی خواہشات تیری فرمانبرداری کا اشتیاق رکھتی ہیں +
تجھے چاہیے۔ کہ زمین کو عدل و انصاف سے ایسا پُر کرے جیسا کہ علمائے اُمت بیان کرتے ہیں +
حتّٰی کہ اُمت کے مُردے تیرے عدل و انصاف کی زندوں کی طرح امید رکھیں + بس آج دن تیرے والد مرحوم پر ملک کی خوشیاں ہیں۔ اور کل تجھ پر راحت کی چادر اور تہ بند ہو +
؎۲ دشمنوں کو جاہل سے اتنا ضرر نہیں پہونچتا جتنا کہ جاہل کو اپنے نفس سے نقصان پہونچتا ہے +
بڈھا پھوس اپنے اخلاق نہیں چھوڑتا جب تک کہ وہ قبر میں نہ جا پڑے + ۱۲ مترجم

مہدی نے اُسے معاف کر دیا۔ جب وہ دروازے تک پہونچا۔ تو اُسے پھر واپس بلایا اور کہا۔ کہ تم نے یہ بات نہیں کہی وَالشَّیْخُ لَا یَتْرُکُ اَخْلَاقَهٗ اُس نے کہا۔ ہاں کہی ہے۔ مہدی نے کہا۔ کہ پھر تو بھی ایسا ہی ہے۔ کہ موت تک اپنے اخلاق سے دست بردار نہ ہوگا۔ پھر اُس کے قتل کا حکم دیا +

زہیر کہتے ہیں کہ مہدی کے پاس دس محدث آئے۔ ان میں فرج بن فضالہ اور غیاث بن ابراہیم بھی تھے۔ اور مہدی کو کبوتر بازی کا شوق تھا۔ جب غیاث مہدی کے پاس لائے گئے۔ تو ان سے کہا گیا۔ کہ امیر المؤمنین کو کوئی حدیث سُنائیے۔ انہوں نے کہا۔ کہ فلاں شخص نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روائت کی ہے۔ کہ سبقت یا گھوڑوں وغیرہ سم دار جانوروں میں ہوتی ہے۔ اور یا تیروں میں۔ یا پرندوں میں۔ مہدی نے یہ سُنکر انہیں دس ہزار درہم دیئے۔ جب وہ چلنے لگے۔ تو مہدی نے کہا۔ کہ تم جھوٹے ہو۔ اور یہ مال تم نے جلبہ سے لیا ہے۔ پھر حکم دیا۔ کہ سب کبوتر ذبح کئے جائیں +

کہتے ہیں کہ شریک مہدی کے پاس آیا۔ تو مہدی نے اُسے کہا۔ کہ تین باتوں سے ایک اختیار کر لے۔ یا تو قضا اختیار کر لو۔ یا میرے لڑکے کو پڑھاؤ۔ یا آج میرے ہاں دعوت کھاؤ۔ شریک نے تھوڑی دیر سوچ کر کہا۔ کہ ان تینوں باتوں میں کھانا کھانا آسان ہے۔ مہدی نے قسم قسم کے کھانے پکوانے کا حکم دیا۔ جب وہ کھانا کھا چکے۔ تو طباخ شاہی نے کہا کہ بس اب یہیں کے ہو چکے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ انہوں نے عہدہ قضا بھی منظور کیا۔ اور مہدی کے بیٹوں کو تعلیم بھی دی +

بغوی نے جعدیات میں حمدان اصفہانی سے روائت کی ہے۔ کہ میں شریک کے پاس تھا کہ اتنے میں مہدی کا بیٹا آ گیا۔ اور تکیہ لگا کر بیٹھ گیا۔ اور کوئی حدیث دریافت کی۔ شریک نے اس کی طرف توجہ نہ کی۔ اس نے مکرر پوچھا۔ مگر کچھ جواب نہ ملا۔ شاہزادے نے کہا کہ آپ خلفاء کے بیٹوں کی تحقیر کرتے ہیں۔ شریک نے کہا۔ یہ بات نہیں۔ بلکہ اہل علم کے نزدیک علم کی شہزادوں کی نسبت زیادہ قدر ہے۔ اور وہ اس کو ضائع نہیں کر سکتے یہ سُنکر مہدی کا بیٹا دو زانو ہو بیٹھا۔ اور پھر ان سے پوچھا۔ شریک نے کہا۔ کہ ہاں یہ طلب علم کا طریقہ ہے +

اشعار ذیل مہدی کے ہیں:۔

مَا یَکُفُّ النَّاسُ عَنَّا ۔۔۔ مَا یَمَلُّ النَّاسُ مِنَّا

اِنَّمَا هِمَّتُهُمْ اَنْ یَنْبُشُوْ مَا قَدْ دَفَنَّا
لَوْ سَكَنَّا بَاطِنَ الْاَرْضِ لَكَانُوْا حَیْثُ كُنَّا
وَهُمْ اِنْ كَاشَفُوْنَا فِی الْهَوٰی یَوْمَ مُجْنَا

(ترجمہ) لوگ اپنے آپ کو ہم سے باز نہیں رکھتے۔ اور نہ ہی وہ ہم سے ملول ہوتے ہیں انکا ارادہ اور محبت یہ ہے کہ ہمارے مردوں کو (بوجہ شفقت) قبروں سے باہر نکالیں۔ اگر ہم زمین کے نیچے سکونت اختیار کریں۔ تو وہ فرط محبت کے سبب ضرور ہمارے رفیق ہوں +

صولی السندہ محمد بن عمارہ سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ مہدی اپنی ایک لونڈی پر فریفتہ تھا۔ اور وہ بھی اس پر جان دیتی تھی۔ لیکن وہ اس بات کے اظہار سے اپنے آپ کو بچائے رکھتی تھی۔ مہدی نے کسی شخص کو مقرر کیا۔ کہ اپنے طور پر اس سے معلوم کرے۔ کہ اس کا دل کس کی طرف مائل ہے۔ کنیزک نے اس شخص سے کہا۔ کہ مجھے ڈر ہے۔ کہ وہ مجھے ملول کر دیگا اور چھوڑ مریگا جس سے میں مرجاؤنگی۔ اسپر مہدی نے یہ شعر کہے:۔ شعر

ظَفِرَتْ بِالْقَلْبِ مِنِّیْ غَادَةٌ مِثْلُ الْهِلَالِ[۱]
كُلَّمَا صَحَّ لَهَا وُدِّیْ جَاءَتْ بِاعْتِلَالِ
لَا یُحِبُّ الْهَجْرَ مِنِّیْ وَالتَّنَائِیْ عَنْ وِصَالِ
بَلْ لِاَنْ یَبْقٰی عَلٰی حُبِّیْ لَهَا خَوْفُ الْمَلَالِ

ف (۱) معشوقہ نازک بدن نے میرے دل پر قابو پالیا۔ اور مثل ہلال کی چمک رہی ہے +

(۲) اور جب کہ میری محبت صحیح اور ثابت ہوگئی۔ تو اس معشوقہ نے بیماری کا عذر کیا +

(۳) وہ نہ میرے ہجر کو پسند کرتی ہے۔ اور نہ وصال پر دوری کو ترجیح دیتی ہے +

(۴) بلکہ وہ یہ باتیں اس لئے کر رہی ہے۔ کہ اس کے ملال کے خوف سے میں اس کی محبت پر قائم رہوں + ۱۲

اپنے ندیم عمر بن بزیع کے حق میں مہدی نے کہا ہے:۔ شعر

ربِّ تَمِّمْ لِی نَعِیْمِیْ [1]   بِاَبِیْ حَفْصٍ نَدِیْمِ

اِنَّمَا لَذَّةُ عَیْشِیْ   فِیْ غِنَاءٍ وَکُرُوْمِ

وَجَوَارٍ عَطِرَاتٍ   وَسَمَاعٍ وَنَعِیْمِ

مہدی کے اشعار اس کے والد اور بیٹوں کی نسبت زیادہ لطیف اور عجیب ہیں۔ صولی نے ابی کریہ سے روایت کی ہے۔ کہ مہدی ایک دن اپنی ایک کنیزک کے کمرے میں ناگاہ داخل ہوا۔ تو دیکھا کہ وہ اپنے کپڑے اتار بیٹھی ہے۔ اور چاہتی ہے شب خوابی کے کپڑے پہنے۔ جب اس نے رشید کو دیکھا۔ تو اپنے ہاتھ سے اپنا ستر پوشیدہ کر لیا۔ لیکن اس کا ہاتھ اسے پوری طرح پوشیدہ نہ کر سکا۔ رشید یہ دیکھ کر ہنس پڑا۔ اور کہا:۔ شعر

اَبْصَرَتْ عَیْنِیْ لِحَیْنِیْ [2]   مَنْظَرًا اَیَّجْلِبُ شَیْنِیْ

وہاں سے باہر نکل مہدی نے یہ قصہ بشار سے بیان کیا۔ اور کہا کہ اے بشار اس شعر کو پورا کر۔ تو اس نے کہا:۔ شعر

سَتَرَتْهُ اِذْ رَاَتْنِیْ [3]   بَیْنَ طَیِّ الْعُکْنَتَیْنِ

فَبَدَا لِیْ مِنْهُ فَضْلٌ   لَمْ یَسَعْ فِی الرَّاحَتَیْنِ

---

[1] اے اللہ! ابی حفص کی طفیل جو میرا ندیم ہے۔ میری نعمت پوری کر۔ میری زندگی کی خوشی ان باتوں میں منحصر ہے۔ تونگری بخششیں۔ کنیزکیں پاکیزہ راگوں کا سننا۔ اور پسندیدہ نعمتیں۔

[2] میری آنکھ نے موت کی جگہ دیکھ لی۔ وہ ایسا منظر ہے۔ جو میری موت کو کھینچ لاتا ہے۔

[3] معشوقہ نے جب مجھے دیکھا۔ تو اپنی شرمگاہ کو پیٹ کی سلوٹوں میں پوشیدہ کر لیا لیکن وہ انکیں چھپ نہ سکا۔ بلکہ کچھ حصہ برہنہ رہا۔ اور وہ دونوں ہاتھوں میں بھی نہ سمایا۔

اسحاق موصلی سے مروی ہے کہ شروع خلافت میں مہدی بھی منصور کی طرح پردے میں بیٹھا کرتا تھا۔ مگر قریباً ایک سال کے بعد یہ طریقہ موقوف کیا۔ بعضوں نے مشورہ دیا۔ کہ پردہ ہی بہتر ہے۔ مہدی نے کہا۔ کہ لذت مشاہدہ میں ہی ہوا کرتی ہے ✝

مہدی بن سابق سے مروی ہے۔ کہ ایک مہدی جلوس میں جا رہا تھا۔ کہ ایک شخص نے باوازِ بلند یہ شعر پڑھے:۔ شعر

قُلْ لِلْخَلِیْفَۃِ حَاتِمٌ لَکَ خَائِنٌ[۱] فَخَفِ الْاِلٰہَ وَاَعْفِنَا مِنْ حَاتِمٍ

اِنَّ الْعَفِیْفَ اِذَا اسْتَعَانَ بِخَائِنٍ کَانَ الْعَفِیْفُ شَرِیْکَہٗ فِی الْمَاثِمِ

مہدی نے یہ سنکر حکم دیا۔ کہ عاملوں سے جس شخص کا نام حاتم ہو۔ اُسے معزول کر دیا جائے

ابو عبیدہ سے مروی ہے۔ کہ مہدی جب بصرہ میں آتا۔ تو پانچوں وقت کی نمازیں جامع مسجد میں آکر پڑھا کرتا تھا۔ ایک دن نماز تیار تھی۔ کہ ایک اعرابی نے کہا میں چاہتا تھا۔ کہ آپ کے پیچھے نماز پڑھوں۔ لیکن میں نے ابھی تک وضو نہیں کیا۔ مہدی نے حکم دیا۔ کہ اچھا اس کا انتظار کرو۔ اور خود محراب میں مہدی داخل ہو کر کھڑا ہو گیا۔ جب لوگوں نے کہا۔ کہ وہ شخص وضو کر کے آگیا ہے۔ تب اُس نے تکبیر تحریمہ کہی۔ لوگ یہ دیکھکر اس کی وسیع الاخلاقی سے حیران ہو گئے ✤

ابراہیم بن نافع سے مروی ہے کہ بصرہ کے لوگوں میں ایک نہر پر تنازع ہوا۔ اور وہ مہدی کے پاس آئے۔ تو اُس نے کہا۔ کہ یہ اللہ کی زمین جو ہمارے ہاتھوں میں ہے سب مسلمانوں کی ہے۔ اس لئے جب تک کوئی شخص اسے خرید نہ لے۔ اس کی قیمت تمام مسلمانوں پر تقسیم کی جائے گی۔ یا ان کی بہتری کے کاموں میں خرچ کی جائے گی۔ اس لئے اس کا کوئی حقدار نہیں ہو سکتا۔ لوگوں نے کہا۔ کہ اس پر ہمارا قبضہ بحکم حدیث نبوی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جو شخص کسی بنجر زمین کو آباد کرے۔ تو وہ اُسی کی ہو جاتی ہے۔ اور یہ زمینیں بنجر تھیں۔ مہدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو سنکر تعظیماً ایسا جھکا۔ کہ اُس کا رخسارہ زمین سے لگ گیا۔ اور کہا۔ کہ میں نے

---

[۱] اے خلیفہ سے کہدو۔ کہ آپ کا حاتم خائن ہے۔ پس خوف خدا کر کے اس ظالم کے ہاتھ سے مجھے رہا کر۔ جب نیک کردار شخص خائن کی امداد کرے۔ تو وہ بھی اس کے گناہ اور ظلم میں شریک ہوگا ✤

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کو مان لیا۔ اور اس کی اطاعت کی۔ لیکن یہ زمین بنجر نہیں۔ کہ میں اس میں تعرض نہ کروں گی۔ کیونکہ اس کے چاروں طرف پانی ہے۔ ہاں اگر اس کے بنجر ہونے پر گواہ قائم ہو جائیں۔ تو میں مان لیتا ہوں +

اصمعی سے مروی ہے۔ کہ مہدی نے ایک دن بصرہ میں خطبہ پڑھا۔ اور کہا۔ کہ خدا تعالےٰ نے تمہیں ایک ایسا حکم دیا ہے جس میں اپنی ذات اور ملائکہ کو بھی شامل کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ الآیۃ اور جس طرح خدا نے انبیاء میں سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو فضیلت دی ہے۔ اسی طرح آپ کو تمہاری طرف مبعوث فرما کر تم کو بھی اور امتوں سے فضیلت دی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ سب سے پہلے مہدی نے ہی یہ بات خطبہ میں کہی ہے۔ اور اس کے بعد خطباء نے اسے خطبوں میں شامل کر لیا +

جب مہدی نے وفات پائی۔ تو ابو العتاہیہ نے یہ شعر کہے :۔ شعر

رُحْنَ فی الوشی واصبحن علیھنّ المسوح[1]

کل نطاح من الدھر لہٗ یومٌ نطوحٌ

لست بالباقی ولو عمرت ما عمر نوحٌ

نح علیٰ نفسک یا مسکین ان کنت تنوحٌ

احادیث جو مہدی سے مروی ہیں

صولی نے احمد بن محمد بن صالح تمار سے انہوں نے یحیٰی بن محمد قرشی سے انہوں نے احمد بن ہشام سے انہوں نے احمد بن عبدالرحمن بن مسلم مدائنی سے روایت کی

---

[1] انہوں نے شام لباس پاکیزہ پہن کی۔ اور صبح انہوں نے ٹاٹوں میں کی۔ زمانے کے ہر شخص کو رُدر سخت پیش آنے والا ہے۔ دنیا میں تجھے بقا نہیں۔ اگرچہ تجھے عمر نوح مل جائے۔ اگر تو گریہ وزاری کرتا ہے۔ تو اے مسکین اپنے آپ پر گریہ وزاری کر + ۱۲ مترجم

ہے۔ کہ مہدی نے ایک دن خطبہ میں کہا۔ کہ مجھے شعبہ نے حدیث سنائی۔ اور انہیں علی بن زید نے اور انکو ابی نضرہ نے اور وہ ابوسعید خدری سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عصر سے لیکر غروب شمس تک خطبہ سنایا۔ جسے بعضوں نے یاد رکھا۔ اور بعضوں نے بھلا دیا۔ اس میں آپ نے فرمایا۔ کہ اے لوگو! دنیا میٹھی اور سرسبز دکھائی دیتی ہے۔ الخ

صولی۔ اسحاق بن ابراہیم قزاز سے اور وہ اسحاق بن ابراہیم بن حبیب بن شہید سے اور وہ ابو یعقوب بن حفص خطابی سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ میں نے مہدی کو کہتے سنا ہے۔ کہ مجھے میرے والد نے بسندہ حدیث سنائی۔ کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عجمیوں کا ایک وفد آیا جنکی ڈاڑھیاں منڈھی ہوئی اور مونچھیں دراز تھیں۔ آپ نے صحابہ کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا۔ کہ انکی مخالفت کیا کرو یعنی اپنی ڈاڑھیاں لمبی کیا کرو۔ اور مونچھوں کو چھوٹا کیا کرو۔ اور مونچھوں کا چھوٹا کرنا یہ ہے۔ کہ ہونٹوں پر نہ گریں۔ پھر مہدی نے اپنا ہاتھ ہونٹ پر رکھکر بتایا +

منصور بن مزاحم۔ یحیی بن حمزہ سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ مہدی نے ہمیں مغرب کی نماز پڑھائی۔ اور بسم بآواز بلند پڑھی۔ نماز کے بعد میں نے پوچھا۔ کہ یہ آپ نے کیا کیا۔ کہنے لگا۔ کہ مجھ سے میرے والد نے بسندہ حدیث بیان کی۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں بسم اللہ بآواز بھی پڑھی ہے۔ میں نے کہا۔ کہ یہ حدیث ہم آپ کے اعتبار سے روائیت کرینگے مہدی نے کہا۔ کہ ہاں بیشک۔

ذہبی کہتے ہیں۔ کہ اس حدیث کی اسناد متصل ہے۔ لیکن احکام میں کسی شخص نے مہدی اور اس کے والد کی احادیث سے حجت نہیں پکڑی۔ صرف محمد بن ولید نے اسے روائیت کیا ہے جس کی بابت ابن عدی کہتے ہیں۔ کہ وہ حدیثیں وضعی بنا لیا کرتا تھا:

مہدی کے عہد خلافت میں علمائے ذیل فوت ہوئے:۔

شعبہ۔ ابن ذئب۔ سفیان ثوری۔ ابراہیم بن ادہم۔ داؤد طائی زاہد۔ بشار بن برد شاعر۔ حماد بن سلمہ۔ ابراہیم بن طہمان۔ خلیل بن احمد نحوی صاحب عروض

ہادی ابو محمد موسیٰ بن مہدی

ہادی ابو محمد موسیٰ بن مہدی بن منصور اسکی والدہ ام ولد بربریہ تھی جسکا نام خیزران تھا

۱۴۷ سنہ ہجری میں رے میں پیدا ہوا - اور اپنے والد کے بعد خلیفہ ہوا
خطیب کہتے ہیں - کہ جس عمر میں یہ خلیفہ ہوا - اس میں کوئی اور خلیفہ تخت نشین ہوا - اور صرف ایک سال چند ماہ خلیفہ رہا - اس کے والد نے اسے زندیقوں کے قتل کرنے کی وصیت کی تھی - جسے اس نے اچھی طرح سے پورا کیا - اور ان میں سے بے تعداد آدمیوں کو قتل کیا +

ہادی کو موسیٰ اطبق کہا کرتے تھے - کیونکہ اس کا اوپر کا ہونٹ اوپر کو اٹھا ہوا تھا بچپن میں اس کے باپ نے ایک خدمتگار اس کے ساتھ کر دیا تھا - جب وہ اسکا منہ کھلا دیکھتا - تو کہتا موسیٰ اطبق (یعنے اے موسیٰ اپنا منہ بند کر) اسی سے اسکا نام موسیٰ اطبق پڑ گیا

ذہبی کہتے ہیں - کہ ہادی شراب پیا کرتا تھا - اور کھیل و کود میں مشغول رہتا تھا - گدھے پر سوار ہوتا تھا - اور امور خلافت کو کما ینبغی انجام نہ دے سکتا تھا - مگر باوجود ان باتوں کے اعلےٰ درجہ کا فصیح اور قادر الکلام ادیب تھا - اور صاحب رعب وداب تھا - اور بعض کہتے ہیں کہ بڑا ظالم تھا +

ہادی ہی سب سے پہلا خلیفہ ہے جس کے سامنے سوار ننگی تلواریں اور نیزے اور چلوں میں تیر کھینچے ہوئے چلتے تھے - اسے دیکھکر اس کے عمال نے بھی یہی روش اختیار کی - اس کے زمانے میں جنگی اوزار بہت ہو گئے تھے -

ہادی نے ربیع الآخر ۱۷۰ سنہ ہجری میں انتقال کیا - مورخین کا اسکی موت کے سبب میں اختلاف ہے - بعض کہتے ہیں کہ اس نے اپنے ایک ندیم کو دھکا دیا - اور وہ پیٹ کے بل ایک کٹے ہوئے بانس کی جڑھ پر گر پڑا - اور گرتے ہوئے اسکا سہارا پکڑتے میں اسے بھی گرا دیا - اور اس کے پیٹ میں اور اس کی ناک میں بانس گھس گیا - اور دونوں وہیں مر کر رہ گئے - اور بعض کہتے ہیں - کہ اس کے پیٹ میں ایک پھوڑا تھا - بعض کہتے ہیں - کہ جب اس نے رشید کو قتل کر کے اپنے بیٹے کو ولیعہد کرنے کا ارادہ کیا - تو اسکی ماں خیزران نے اسے زہر دلوا دیا تھا -

بعض کہتے ہیں کہ اسکی والدہ حاکم تھی - اور سلطنت کے بڑے بڑے معاملات میں دخل دیا کرتی تھی - اور بہت سے امرا و وزراء صبح کو اس کے دروازے پر جایا کرتے تھے - ہادی نے انہیں منع کر دیا - اور اپنی والدہ کو سخت سست باتیں کہیں - اور کہا کہ اگر آج کے بعد تمہارے دروازے پر کوئی امیر مجھے نظر آیا - تو میں اسکی گردن اڑا دونگا - تیرا کام چرخہ کاتنا یا قرآن شریف پڑھنا ہے خیزران سخت غصہ میں اٹھکر چلی آئی - کہتے ہیں کہ اسی روز ہادی نے اس کے پاس مسموم کھانا بھیجا - وہ اس نے کتے کو ڈلوایا - تو وہ مر گیا - اسپر ہادی نے بیٹے کے قتل کا ارادہ کر لیا - ایک روز ہادی شدت بخار میں لیٹا ہوا تھا - خیزران کے اشارہ سے اس کے منہ پر لحاف ڈالکر سانس

بند کردیا گیا جس سے وہ مرگیا۔ اُس نے اپنے پیچھے سات بیٹے چھوڑے +

ہادی شعر بھی کہا کرتا تھا چنانچہ جب اس کے بھائی ہارون نے اپنے آپ کو معزول کرنے سے انکار کیا۔ تو ہادی نے یہ شعر کہے **شعر**

نَصَحْتُ لِهَارُوْنَ فَرَدَّ نَصِیْحَتِیْ[۱] ۔۔۔ وَکُلُّ اَمْرِءٍ لَا یَقْبَلُ النُّصْحَ نَادِمٌ

وَادْعُوْهُ لِلْاَمْرِ الْمُؤَلَّفِ بَیْنَنَا ۔۔۔ فَیَبْعُدُ عَنْهُ وَهُوَ فِیْ ذَاكَ ظَالِمٌ

وَلَوْلَا انْتِظَارِیْ مِنْهُ یَوْمًا اِلَی الْغَدِ ۔۔۔ لَعَادَ اِلٰی مَا قُلْتُهٗ وَهُوَ رَاغِمٌ

خطیب نے فضل سے روایت کی ہے کہ ہادی ایک شخص پر ناراض ہوا۔ پھر کسی نے اسکی سفارش کی۔ تو اس سے راضی ہوگیا۔ وہ شخص معذرت کرنے لگا۔ تو ہادی نے کہا۔ کہ معذرت کی تکلیف کے عوض یہ رضا ہی کافی ہے +

عبداللہ بن مصعب سے مروی ہے۔ کہ مروان بن حفصہ ہادی کے پاس آیا۔ اور ایک قصیدہ بدیہہ پڑھکر سُنایا۔ جب اس شعر پر پہنچا:۔ **شعر**

تَشَابَهَ یَوْمًا بَاْسُهٗ وَنَوَالُهٗ[۲] ۔۔۔ فَمَا اَحَدٌ یَدْرِیْ لِاَیِّهِمَا الْفَضْلُ

تو ہادی نے کہا۔ کہ دونوں باتوں سے کونسی پسند کرتے ہو۔ تیس ہزار فوراً وصول پا لینے کو۔ یا ایک لاکھ خزانے سے وصول کرتے پھرنے کو۔ مروان نے کہا۔ کہ تیس ہزار نقد ملجائیں۔ اور لاکھ کا حکمنامہ لکھدیا جائے۔ ہادی نے کہا۔ اچھا تمہیں دونوں رقمیں فوراً ملجائینگی +

صولی کہتے ہیں۔ کہ ہادی اور رشید کی والدہ خیزران۔ اور ولید و سلیمان کی والدہ بنت عباس عبسیہ۔ اور ولید بن عبدالملک یزید ناقص۔ اور ابراہیم کی والدہ شاہین بنت فیروز بن

---

[۱] میں نے ہارون کو نصیحت کی مگر اُس نے میری نصیحت کو رد کردیا۔ اور جو شخص نصیحت کو قبول نہیں کرتا۔ وہ پشیمان ہوتا ہے۔ میں نے اسے اس امر کے لئے جو ہمارے درمیان مجوز تھا۔ بلایا۔ مگر اس نے اس سے اعراض کیا۔ اور دور رہا۔ اور وہ اس اعراض میں ظلم کرنے والا ہے۔ اگر میں اپنے کام میں ایک دن تاخیر نہ کرتا۔ تو وہ خواری اور ذلت سے پھر اس کام کو قبول کرتا ۱۲

[۲] خلیفہ مہدی کی سخاوت و سیاست فی زمانہ ایسی مشابہ ہوگئی ہیں۔ کہ کوئی پہچان نہیں سکتا۔ کہ ان میں سے کون بہتر ہے + ۱۲ مترجم

یزد جرد بن کسریٰ کے سوا اور کسی عورت کے بطن سے دو خلیفہ پیدا نہیں ہوئے - میں کہتا ہوں کہ ان کے علاوہ اور بھی ہیں - یعنی بابی خاتون متوکل اخیر کی کنیزک جس سے عباس و حمزہ پیدا ہوئے - اور وہ دونوں خلیفہ ہوئے - اور اسی کی لونڈی موسومہ کزل جس کے دو بیٹے داؤد و سلیمان خلیفہ ہوئے - اس کے بعد صولی لکھتے ہیں - کہ جرجان سے لیکر بغداد تک ہادی کے سوا کسی خلیفہ نے ڈاک نہیں بٹھائی +

ہادی کی مہر پر (اللہ ثقۃ موسیٰ وبہ یؤمن) کندہ تھا + صولی کہتے ہیں - کہ سلم خاسر نے ہادی کی مدح میں یہ اشعار کہے ہیں :- شعر

مُوسَى الْمَطَرُ غَيْثٌ بَكَرٌ[1] ثُمَّ انْهَمَرَ أَلْوَى الْمِرَرُ

كَمْ اعْتَسَرَ وَكَمْ قَدَرُ ثُمَّ غَفَرَ عَدَلَ السِّيَرُ

بَاقِي الْأَثَرُ خَيْرٌ وَشَرُّ نَفْعٌ وَضَرُّ خَيْرُ الْبَشَرُ

فَرْعٌ مُضَرُ بَدْرٌ بَدَرُ لِمَنْ نَظَرُ هُوَ الْوَزَرُ

لِمَنْ حَضَرُ وَالْمُفْتَخَرُ لِمَنْ غَبَرُ +

یہ قصیدہ بحر مستفعلن مستفعلن پر ہے - اور سلم خاسری اسکا موجد ہوا ہے - اس سے پہلے کسی شاعر نے اس وزن پر شعر نہیں کہا ہے +

صولی سعید بن سلم سے روایت کرتے ہیں - کہ انہوں نے کہا مجھے امید ہے - کہ خدا تعالے اس ایک بات کے بدلے بخش دیگا - جو میں نے اس سے سنی - کہ ایک روز میں اس کے پاس گیا - تو ابو الخطاب سعدی اپنا قصیدہ مدحیہ اُسے سُنا رہا تھا - جب وہ اس شعر پر پہونچا :[2]

يَا خَيْرَ مَنْ عُقِدَتْ كَفَّاهُ حُجْزَتَهُ وَخَيْرَ مَنْ قَلَّدَتْهُ أَمْرَهَا مُضَرُ

---

[1] موسیٰ بادل ہے جو صبح کیوقت برسا - اور کثرت سے برسا - بسا اوقات دشمنوں پر دشوار ہوا - مگر پھر بخش دیا - اور اس کے سب افعال و حالات عدل کے ساتھ ہیں - اس کا نشان باقی رہا - بھلائی کا نشان دوستوں کے لئے اور برائی کا دشمنوں کے لئے - سب سے اچھا ہے - قبیلہ مضر سے ہے - دیکھنے والوں کے لئے چاند ہے - گرے ہوؤں کیلئے فخر ہے ۱۲

[2] اے ان تمام لوگوں سے بہتر جنہوں نے کمر پر ہاتھ باندھے ہیں اور اے بہتر ان لوگوں سے جنکے ہاتھ میں قبیلہ مضر نے عنانِ حکومت دی ہے ۱۲

تو ہادی نے کہا۔ کہ یہ بہت فضول شعر تم نے کہا ہے۔ اور یہ اسواسطے کہا۔ کہ شاعر نے اپنے شعر میں کسی کو مستثنیٰ نہیں کیا تھا۔ میں نے کہا۔ اے امیر المؤمنین اسکا مطلب زمانہ موجودہ کے لوگوں سے ہے۔ شاعر نے سوچکر کہا شعر

إِلَّا النَّبِيَّ رَسُولَ اللهِ إِنَّ لَهُ ؎ فَضْلاً وَأَنْتَ بِذَاكَ الْفَضْلِ تَفْتَخِرُ

ہادی نے کہا۔ کہ اب تم نے خوب کہا۔ پھر اُسے پچاس ہزار درہم دینے کا حکم دیا *

مدائنی کہتے ہیں کہ ہادی نے ایک شخص کے بیٹے کے مرنے پر اُس کی ماتم پرسی کرتے ہوئے کہا۔ کہ خدا نے تمہیں خوش کیا تھا۔ اور وہ فتنہ اور بلا تھی۔ اور اب تمہیں غمگین کیا ہے۔ اور یہ ثواب و رحمت ہے *

صولی کہتے ہیں۔ کہ سلم خاسر نے ہادی کے بارے میں ایسے شعر کہے ہیں۔ جو ماتم پرسی اور تہنیت کو جامع ہیں۔ چنانچہ وہ کہتا ہے شعر

لَقَدْ قَامَ مُوسٰى بِالْخِلَافَةِ وَالْهُدٰى ؎٢ وَمَاتَ أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ مُحَمَّدٗ

فَمَاتَ الَّذِيْ غَمَّ الْبَرِيَّةَ فَقْدُهٗ وَقَامَ الَّذِيْ يَكْفِيْكَ مَنْ يَتَفَقَّدُ

مروان بن ابی حفصہ نے بھی ایسے ہی شعر کہے ہیں :۔ شعر

لَقَدْ أَصْبَحَتْ تَخْتَالُ فِيْ كُلِّ بَلْدَةٍ ؎٣ بِقَبْرِ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ الْمَقَابِرُ

وَلَوْ لَمْ تُسَكَّنْ بِابْنِهٖ بَعْدَ مَوْتِهٖ لَمَا بَرِحَتْ تَبْكِيْ عَلَيْهِ الْمَنَابِرُ

وَلَوْ لَمْ يَقُمْ مُوْسٰى عَلَيْهَا لَرَجَعَتْ حَنِيْنًا كَمَا حَنَّ الصَّفَايَا الْعِشَارُ

؎١ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ کیونکہ اُن کی بزرگی تو ظاہر ہے۔ اور آپ اُن کی بزرگی سے ہی فخر کرتے ہیں ۱۲ ۱۲

؎٢ موسیٰ خلافت و ہدایت پر قائم ہو گیا۔ اور امیر المؤمنین محمد فوت ہوا۔ مروہ شخص گیا ہے جس کا معدوم ہونا تمام جہان کو شامل ہے۔ اور اس کی جگہ وہ شخص قائم ہوا ہے جو اس معدوم کی جانب سے کفایت کرتا ہے ۱۲ ۱۲

؎٣ ہر شہر کی قبریں امیر المؤمنین کی قبر پر اظہار خوش علیشی کر رہی ہیں۔ اگر امیر المؤمنین کی موت کے بعد منبروں کو اس کے بیٹوں سے تسکین نہ ہو جاتی۔ تو وہ ہمیشہ روتے ہی رہتے۔ اور اگر موسیٰ ان منبروں پر نہ کھڑا ہوتا۔ تو وہ احباب و اقربا کی طرح دردناک ہوتے ۱۲ ۱۲

احادیث جو ہادی سے مروی ہیں

صولی نے محمد بن زکریا سے اور انہوں نے محمد بن عبدالرحمٰن مکی سے اور انہوں نے قسورہ بن سکن فہری سے اور انہوں نے مطلب بن عکاشہ مری سے روایت کی ہے۔ کہ ہم ہادی کے سامنے اس بات کے گواہ پیش ہوئے۔ کہ فلاں شخص نے قریش کو سخت و سست کہا ہے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی ہے۔ اس پر ہادی نے ہمیں بٹھا کر فقہاء اور مدعا علیہ کو بلوایا۔ اور ہم نے پھر شہادت دی۔ تو مہدی کا رنگ فق ہوگیا۔ اور تھوڑی دیر سرنگوں رہ کر سر اٹھایا۔ اور کہا۔ کہ میں نے اپنے والد مہدی سے لبسندہ سنا ہے۔ کہ عبداللہ بن عباس نے فرمایا۔ کہ جس نے قریش کی اہانت کی خدا تعالےٰ اس کی اہانت کریگا۔ پھر مدعا علیہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ کہ اے دشمن خدا تو قریش کی اہانت پر ہی بس نہیں کیا بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں بھی گستاخی کی۔ جاؤ اس کی گردن اڑا دو۔ (خطیب نے اسے لبسند صولی روایت کیا ہے) یہ حدیث ایک اور طریقہ سے مرفوعاً بھی مروی ہے۔ ہادی کے زمانہ میں نافع قاری اہل مدینہ وغیرہ کا انتقال ہوا +

ابو جعفر ہارون الرشید

ابو جعفر ہارون الرشید بن مہدی محمد بن منصور عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس اپنے والد کی وصیت کے موافق اپنے بھائی ہادی کے بعد ہفتہ کی رات ۱۶ ربیع الاول ۱۷۰ھ ہجری میں خلیفہ ہوا۔ صولی کہتے ہیں۔ کہ اسی رات کو عبداللہ مامون پیدا ہوا۔ اور کبھی ایسا اتفاق نہیں ہوا۔ کہ ایک ہی رات میں ایک خلیفہ مرے اور دوسرا تخت پر بیٹھے۔ اور تیسرا پیدا ہو۔ پہلے اس کی کنیت ابو موسےٰ تھی۔ بعد میں ابو جعفر ہوئی۔ اس نے اپنے باپ۔ دادا اور مبارک بن فضالہ سے حدیث روایت کی ہے۔ اور اس سے اس کے بیٹے مامون وغیرہ نے روایت کی۔ یہ ایک ممتاز خلیفہ اور بادشاہان دنیا سے ایک بڑا بادشاہ اور بہت جنگ و حج کرنے والا گذرا ہے چنانچہ ابو العلاء اسکی صفت میں کہتا ہے ؎

فَمَنْ یَطْلُبْ لِقَائَکَ اَوْ یُرِدْہُ — فَبِالْحَرَمَیْنِ اَوْ اَقْصَی الثُّغُوْرِ

فَفِیْ اَرْضِ الْعَدُوِّ عَلٰی طِمِرٍّ — وَفِیْ اَرْضِ الْبَرِیَّۃِ فَوْقَ کُوْرِ

(ترجمہ) یعنی جو شخص آپ کے دیدار کی خواہش کرے۔ تو اُسے چاہیے۔ کہ حرمین میں یا حدود جنگ میں آپ سے ملاقات کرے۔ دشمن کی زمین میں۔ تو آپ کو تیز رفتار گھوڑے پر پائیگا اور زمین پاکیزہ (یعنی حرمین) میں کوہان شتر پر دیکھیگا ۱۲)

ہارون الرشید ۱۴۸ھ ہجری میں بمقام رے اسوقت پیدا ہوا جبکہ اسکا والد ری اور خراسان کا حاکم تھا۔ اس کی والدہ ام الولد تھی جس کا نام خیزران تھا۔ ہادی کی ماں بھی وہی تھی۔ مروان بن ابی حفصہ اسی کی صفت میں کہتا ہے:۔ شعر

یَاخَیْزُرَانُ ھَنَاكِ ثُمَّ ھَنَاكِ   اَمْسٰی یَسُوْسُ الْعَالَمِیْنَ اَبْنَاكِ[۵۱]

ہارون الرشید گورا۔ لمبا۔ خوبصورت فصیح البیان عالم اور ادیب شخص تھا۔ اپنے زمانہ خلافت میں مرتے دم تک ہر روز سو رکعت نفل پڑھا کرتا تھا۔ اور سوائے بیماری کے کبھی ناغہ نہیں کرتا تھا۔ ہر روز اپنے موروثی مال سے ہزار درہم خیرات کیا کرتا تھا۔ اہل علم اور علم کو دوست رکھتا تھا۔ حرمات اسلام کی عزت کرتا تھا۔ ریاکاروں اور ایسے کلام کا جو نص کے خلاف ہو سخت دشمن تھا چنانچہ جب اُسے اطلاع ملی۔ کہ بشر مریسی خلق قرآن کا قائل ہے۔ تو کہنے لگا۔ اگر وہ میرے قابو میں آجائے۔ تو اس کی گردن اُڑا دوں۔ وعظ میں اپنے گناہوں اور اسراف کو یاد کرکے اکثر رویا کرتا تھا۔ اپنی مدح کو پسند کرتا تھا۔ اور اس پر بہت انعام دیا کرتا تھا۔ خود بھی شاعر تھا۔ ایک دفعہ اس کے پاس مرہ بن سماک واعظ آیا۔ تو اُس نے اُس کی بڑی تعظیم و تکریم کی۔ تو ابن سماک نے کہا۔ کہ بادشاہت میں آپ کی تواضع آپ کی شرف سے بھی زیادہ ہے۔ پھر ابن سماک نے وعظ کیا۔ اور ہارون رشید کو خوب رولایا۔

ہارون بہ نفس نفیس فضیل بن عیاض کے ہاں آیا جایا کرتا تھا۔ عبدالرزاق کہتے ہیں کہ ایک روز میں مکہ شریف میں فضیل بن عیاض کے پاس تھا۔ کہ ہارون رشید پاس سے گذرا فضیل بن عیاض نے کہا۔ اے لوگو! تم اس شخص کو بُرا سمجھتے ہو۔ حالانکہ مجھے یہ سب لوگوں سے زیادہ عزیز ہے۔ اگر یہ مر گیا۔ تو تمہیں سخت مصائب کا سامنا کرنا پڑیگا +

ابو معاویہ ضریر کہتے ہیں۔ کہ میں جب کبھی ہارون رشید کے سامنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کرتا۔ تو وہ کہتا صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِیْ۔ اور ایک دفعہ میں نے اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث سُنائی۔ کہ "میں چاہتا ہوں کہ راہ خدا میں قتل کیا

[۵۱] اے خیزران تجھے مبارک ہو اور پھر مبارک ہو کہ تیرے بیٹے تمام جہان پر حکمرانی کر رہے ہیں۔ ۱۲ ۱۲

جاؤں۔ اور پھر زندہ کیا جاؤں۔ اور پھر قتل کیا جاؤں" یہ سُنکر ہارون رشید زار و قطار رونے لگا۔ اور ایک دن میں نے اسکو یہ حدیث سُنائی۔ کہ "حضرت موسےٰ اور آدم علیہما السلام کی بحث ہوئی"۔ اور اسوقت ہارون الرشید کے پاس قریش میں سے ایک معزز شخص بیٹھا ہوا تھا وہ کہنے لگا کہ وہ انکو کہاں ملے تھے۔ یہ سُنکر ہارون الرشید نہایت برافروختہ ہوا۔ اور کہنے لگا۔ کہ تلوار و ادہوڑی حاضر کرو۔ یہ شخص زندیق ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث میں طعن کرتا ہے۔ میں نے بمشکل تمام یہ کہکر کہ انہوں نے اسے عجیب بات سمجھ کر پوچھا ہے۔ خلیفہ کا غصّہ فرو کیا۔

ابو معاویہ سے ہی مروی ہے۔ کہ ایک روز میں نے رشید کے ہاں کھانا کھایا۔ کسی شخص نے میرے ہاتھ دھلانے کے لئے پانی ڈالا۔ اور پھر رشید نے کہا۔ کہ تم جانتے ہو کسی نے تمہارے ہاتھ دھلائے ہیں۔ میں نے کہا۔ نہیں۔ رشید نے کہا۔ کہ اکرام علم کی خاطر میں نے آپ کے ہاتھ دھلائے ہیں +

منصور بن عمار کہتے ہیں۔ کہ ذکرِ خدا کے وقت تین شخصوں سے بڑھکر رونے والا میں نے کسی شخصکو نہیں دیکھا۔ ایک فضیل بن عیاض۔ دوسرا ہارون الرشید۔ اور تیسرا ایک اور شخص +

عبید اللہ قواریری کہتے ہیں۔ کہ جب ہارون رشید فضیل کو ملا۔ تو وہ کہنے لگے کہ اے نیک بخت تمہیں ہی قیامت کے روز جبکہ تمام اسباب منقطع ہو جائینگے۔ امّت کی بابت سوال ہوگا +

ہارون الرشید کے محاسنِ اخلاق کی یہ حالت تھی۔ کہ جب اسے ابن مبارک کی موت کی خبر ملی۔ تو مجلس عزا میں بیٹھ گیا۔ اور اپنے امراء کو اُن کی ماتم پُرسی کرنے کا حُکم دیا +

نفطویہ کہتے ہیں۔ کہ رشید اپنے دادے ابو جعفر کے قدم بقدم چلتا تھا۔ مگر حریص نہیں تھا۔ بلکہ اس سے بڑھکر کوئی خلیفہ سخی ہوا ہی نہیں۔ چنانچہ سفیان بن عیینہ کو ایک دفعہ اس نے ایک لاکھ روپے عطا کئے۔ اور اسحاق موصلی کو ایک دفعہ دو لاکھ روپے انعام دیئے اور مروان بن ابی حفصہ کو ایک قصیدہ پر پانچ ہزار دینار۔ ایک خلعت اور اپنی خاص سواری کے گھوڑوں میں سے ایک گھوڑا۔ اور دس رومی غلام عطا کئے +

اصمعی کہتے ہیں۔ کہ رشید نے ایک دفعہ مجھے کہا کہ ہم سے غافل ہوکر کیوں ہم پر جفا کرتے ہو۔ میں نے کہا اے امیر المومنین آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کی جلدی میں میں کسی شہر میں نہیں ٹھیرا۔ جب لوگ اٹھ کر چلے گئے۔ تو میں نے یہ شعر پڑھا۔ ؎

کفاک کف ما تلیق بدرھم واخری تعطی بالسیف الدماء[1]

اُسے سنکر کہنے لگا کہ تم نے خوب کہا ہے۔ اسی طرح ظاہر میں میری عزت کیا کرو۔ اور خلوت میں مجھے پند و نصائح کیا کرو۔ پھر مجھے پانچ ہزار دینار دینے کا حکم دیا +

مسعودی مروج میں لکھتے ہیں۔ کہ رشید نے بحر روم اور بحر قلزم کے ملانے کا قصد کیا تھا۔ مگر یحیی بن خالد برمکی نے منع کیا۔ اور کہا کہ پھر کفار مسلمانوں کو مسجد حرام سے جھپٹ لے جایا کرینگے۔ اور حجاز تک اپنے جہاز لے آئینگے۔ یہ سُن کر رشید نے اس ارادے کو فسخ کر دیا +

حافظ رح لکھتے ہیں کہ جیسے آدمی ہارون رشید کو ملے تھے کسی کو نہیں ملے۔ خاندان برامکہ سے اس کے وزیر تھے۔ اور ابو یوسف جیسا شخص اسکا قاضی تھا۔ اور مروان بن ابی حفصہ جیسا شخص اس کا شاعر تھا۔ اور عباس بن محمد جیسا شخص اسکا ندیم تھا۔ اور فضل بن ربیع جیسا عظیم القدر شخص اسکا حاجب تھا۔ اور ابراہیم موصلی جیسا گویا اس کا مغنی تھا۔ اور زبیدہ جیسی نیک عورت اس کی بیوی تھی۔ بعضوں نے کہا ہے کہ ہارون الرشید کا زمانہ بمنزلہ ایک دلہن کے تھا

ذہبی کہتے ہیں کہ ہارون رشید کے حالات لکھنے کے لیے کئی دفتر درکار ہیں۔ اس کی نیکیاں بے انتہا ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے لہو ولعب حصول لذات ممنوعہ اور گانا سُننا وغیرہ کے حالات کی بھی کمی نہیں۔ خدا اسکو معاف فرمائے +

حسب ذیل علمائے اُمت نے اس کے عہد میں انتقال کیا :-

مالک بن انس۔ لیث بن سعد۔ قاضی ابو یوسف شاگرد رشید امام ابو حنیفہ رح۔ قاسم بن معن مسلم بن خالد زنجی۔ نوح الجامع۔ حافظ ابو عوانہ لشکری۔ ابراہیم بن سعد زہری۔ ابو اسحاق فزاری۔ ابراہیم بن ابی یحیی شیخ الشافعی۔ اسد کوفی جو اصحاب ابو حنیفہ رح سے تھے۔ اسمٰعیل بن عیاش۔ بشر بن مفضل۔ جریر بن عبد الحمید۔ زیاد بکائی۔ سلیم مقری صاحب حمزہ۔ سیبویہ امام العربیہ۔ ضیغم زاہد۔ عبداللہ عمری زاہد۔ عبداللہ بن مبارک۔ عبداللہ بن ادریس کوفی عبد العزیز بن ابی حازم۔ دراوردی۔ کسائی شیخ القراء والنحاۃ۔ محمد بن حسن صاحب ابی حنیفہ رح علی بن مسہر۔ غنجار۔ عیسے بن یونس سبیعی۔ فضیل بن عیاض۔ ابن السماک واعظ۔ مروان بن ابی حفصہ شاعر۔ معافی بن عمران موصلی۔ معتمر بن سلیمان۔ مفضل بن فضالہ قاضی مصر

---

[1] آپ کی ایسی ہتھیلی ہی کافی ہے۔ جو ایک درہم بھی اپنے پاس نہیں رکھتی۔ اور دوسری تلوار سے دشمنوں کے خون کو بہاتی ہے ۱۲

موسیٰ کاظم۔ موسیٰ بن ربیعہ۔ ابو الحکم مصری جو اولیاء سے تھے۔ نعمان بن عبد السلام اصفہانی ہشیم۔ یحییٰ بن ابی زائدہ۔ یزید بن زریع۔ یونس بن حبیب نحوی۔ یعقوب بن عبد الرحمان قاری مدینہ۔ صعصعہ بن سلام عالم اندلس۔ عبد الرحمن بن قاسم۔ عباس بن احنف شاعر۔ ابوبکر بن عیاش مقری۔ یوسف بن ماجشون۔ وغیرہم رحمہم اللہ تعالےٰ اجمعین +

۱۷۵ھ ہجری میں ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ کہ عبد اللہ بن مصعب زبیری نے یحییٰ بن عبداللہ بن حسن علوی پر خلیفہ کے معاملہ میں تہمت لگائی۔ کہ اس نے مجھے رشید کے برخلاف بغاوت کرنے کے لئے کہا ہے۔ پس یحییٰ نے رشید کے سامنے اس سے مباہلہ کیا۔ اور اس کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر کہا۔ کہ کہو اے اللہ اگر تو جانتا ہے۔ کہ یحییٰ نے امیر المومنین کے برخلاف مجھے بغاوت کے لئے نہیں بلایا۔ تو مجھے نیست و نابود کردے۔ زبیری نے ان کلمات کو کانپتے ہوئے کہا۔ پھر یحییٰ نے بھی اسی طرح کہا۔ پھر دونوں چلے آئے۔ چنانچہ زبیر اسی روز مرگیا +

۱۷۶ھ ہجری میں امیر عبد الرحمن بن عبد الملک بن صالح عباسی نے شہر دلیسہ فتح کیا اور ۱۷۹ھ ہجری میں رمضان کے مہینے میں رشید نے عمرہ کیا۔ اور پھر اسی احرام سے حج کیا اور مکہ شریف سے عرفات تک پا پیادہ سفر کیا۔ ۱۸۰ھ ہجری میں سخت زلزلہ آیا۔ جس سے اسکندریہ کے منارہ کی چوٹی گر پڑی۔ ۱۹۱ھ ہجری میں قلعہ صفصاف غلبۃً فتح ہوا۔ اور ۱۸۳ھ میں اہل خزرج نے آرمینیہ پر حملہ کیا۔ اور بہت سے مسلمانوں کو قتل و قید کیا۔ جنکی تعداد قریباً ایک لاکھ تھی۔ یہ ایسا واقعہ تھا جس کی مثال اس سے پہلے نہیں ملتی +

۱۸۷ھ ہجری میں ہارون رشید کے پاس پادشاہ روم (نقفور نامی) کا خط پہونچا جس میں اس نے اس عہدنامہ کو توڑ دیا۔ جو مسلمانوں اور ملکہ زینی کے مابین ہوا تھا۔ اس خط کی عبارت یہ تھی۔ "از جانب نقفور بادشاہ روم بنام ہارون رشید بادشاہ عرب۔ واضح ہو کہ ملکہ جو ہم سے پہلے گذری ہے۔ گو اس کی وہی حیثیت تھی جو شطرنج میں رُخ کی ہوتی ہے لیکن آخر ضعیف الرائے عورت تھی۔ بہت سا مال و اموال تمہارے سپرد کر کے بمنزلہ ایک ادنےٰ پیادے کے ہوگئی۔ اب تمہیں لازم ہے کہ جو کچھ اس کے مال و اموال تمہیں ملے ہیں۔ وہ فوراً واپس کردو۔ ورنہ ہمارے تمہارے درمیان تلوار فیصلہ کرے گی۔"

جب رشید نے اس خط کو پڑھا۔ تو ایسا آگ بگولا ہوا کہ کسی کو اس کے چہرے کی طرف دیکھنے کی تاب نہ رہی۔ اور وزراء اور امراء ڈر کے مارے اس کے سامنے سے اٹھ آئے ہارون رشید نے وہیں قلم و دوات لے کر اسی خط کی پشت پر لکھا +

"بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ از جانب امیر المؤمنین بنام نقفور سگِ روم۔ اے کافرہ کے بیٹے میں نے تیرا خط پڑھا۔ اس کا جواب اپنی آنکھ سے دیکھ لیگا۔ سُننے کی ضرورت نہیں"

پھر اسی روز لشکر کو لے کر روانہ ہوگیا۔ اور ہرقل کے شہر پر پہونچکر ایک خونریز جنگ کے بعد فتح پائی۔ بادشاہِ روم۔ نے مجبور ہوکر صُلح کی درخواست اور خراج دینا منظور کیا۔ ہارون رشید نے اسے منظور کرلیا۔ اور واپس چلا آیا۔ لیکن ابھی رقہ ہی میں پہونچا تھا۔ کہ کُتّے نقفور نے یہ خیال کرکے کہ اب سردیوں کے باعث رشید حملہ کی زحمت نہیں اُٹھائیگا۔ عہدنامہ کو توڑ دیا اس خبر کو گوش گزار خلیفہ کرنے کی کسی کو جرأت نہ ہوئی۔ آخر عبداللہ تیمی نے ان اشعار میں یہ خبر سُنائی شعر

نَقَضَ الَّذِیْ اَعْطَیْتَہٗ نِقْفُوْرُ[۱] — فَعَلَیْہِ دَائِرَۃُ الْبَوَارِ تَدُوْرُ

اَبْشِرْ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ فَاِنَّہٗ — غُنْمٌ اَتَاکَ بِہِ الْاِلٰہُ کَبِیْرُ

اور ابو العتاہیہ نے بھی کچھ اشعار عرض کئے۔ تو ہارون رشید نے تعجب سے پوچھا کہ کیا اُس نے ایسا کردیا ہے۔ آخر پھر سخت مشقت اٹھاکر روم میں پہونچا۔ اور نقفور کو تباہ کرکے چھوڑا۔ اسی فتح پر ابو العتاہیہ نے یہ شعر کہے ہیں۔ شعر

اَلَا بَادَتْ هِرَقْلَۃُ بِالْخَرَابِ[۲] — مِنَ الْمَلِکِ الْمُوَفَّقِ لِلصَّوَابِ

غَدَا هَارُوْنُ یُرْعِدُ بِالْمَنَایَا — وَیُبْرِقُ بِالْمُذَکَّرَۃِ الْقِضَابِ

وَرَایَاتٍ یَحُلُّ النَّصْرُ فِیْهَا — تَمُرُّ کَاَنَّهَا قِطَعُ السَّحَابِ

اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ ظَفِرْتَ فَاسْلَمْ — وَاَبْشِرْ بِالْغَنِیْمَۃِ وَالْاِیَابِ

---

[۱] نقفور نے اپنے عہد کو توڑ دیا۔ اور بس اب اُس پر ہلاکت کی چکی گھومیگی۔ اے امیر المؤمنین تو اس بات سے خوش ہو۔ کیونکہ وہ لوٹ کا مال ہے جو تجھے خدا نے عطا کیا ہے۔

[۲] بادشاہِ ہرقل ہمارے بادشاہ کے خنجر سے جسے صواب کی توفیق عطا کی گئی ہے ہلاک ہوگیا ہارون دشمنوں کو موت سے ڈراتا ہے اور تیز شمشیر براں کو چمکاتا ہے۔ اس کے ہمت سے ایسے جھنڈے ہیں جن سے فتح ٹپکتی ہے۔ اور وہ اس تیزی سے گذرتے ہیں جیسے کہ بادل اُڑ رہے ہیں۔ اے امیر المؤمنین آپ نے فتح پائی ہے پس غنیمت حاصل کرنے اور صحیح و سالم واپس آنے سے خوش ہوجئے ۱۲ ۱۲

۱۸۹؁ہجری میں ہارون رشید نے فدیہ دیکر تمام مسلمانوں کو روم سے بُلالیا۔ حتٰی کہ کوئی مُسلمان بھی اُن کے ملک میں نہ رہا +

۱۹۰؁ ہجری میں رشید نے اپنے لشکروں کو روم میں بھیجا۔ جہاں کہ شراحیل بن معن بن زائدہ نے قلعہ صقالبیہ کو اور یزید بن مخلد نے فلقونیہ کو فتح کیا۔ اور حمید بن معیوف نے جزیرہ قبرس کو لوٹا۔ اور سولہ ہزار آدمی وہاں سے گرفتار کیئے۔

۱۹۲؁ ہجری میں رشید خراسان کیطرف متوجہ ہوا۔ محمد بن صباح طبری کہتے ہیں۔ کہ میرے والد نہروان تک رشید کے ہمراہ گئے۔ راستہ میں آپس میں باتیں ہونے لگیں۔ اثنائے گفتگو میں رشید نے کہا۔ اے صباح اس کے بعد تم مجھے نہ مل سکو گے۔ انہوں نے کہا۔ کہ خدا آپ کو صحیح وسالم واپس لائے۔ ہارون رشید نے کہا۔ کہ شاید تمہیں اصلی حال معلوم نہ ہو۔ میں نے کہا نہیں۔ پھر رستے سے ذرا الگ ہو کر کہا۔ کہ آؤ میں تمہیں بتاؤں مگر اسے پوشیدہ رکھنا بتانا نہیں۔ پھر اپنے پیٹ پر سے کپڑا اٹھا کر بتایا۔ کہ اسپر ریشم کی ایک پٹی لپٹی ہوئی تھی۔ اور کہا کہ میں اس مرض کو تمام لوگوں سے چھپاتا رہا ہوں۔ میرے بیٹوں کی یہ حالت ہے کہ ہر ایک کے ساتھ ایک نہ ایک حمایتی لگا ہوا ہے۔ چنانچہ مسرور مامون کا۔ اور جبرئیل بن بختیشوع امین کا حمایتی بنا ہوا ہے۔ اور تیسرے کا مجھے نام یاد نہیں رہا۔ اور ان میں سے ہر ایک میرے دن گن رہا ہے۔ چنانچہ اگر تو اس بات کے معلوم کرنے کا ارادہ کرتا ہے۔ تو میں ابھی برذون (ایک قسم کا گھوڑا ہوتا ہے) منگواتا ہوں۔ تو وہ اس خاطر کہ میری بیماری بڑھے ایک کمزور اور لاغر سا گھوڑا لے آئینگے۔ پھر رشید نے برذون لانے کا حکم دیا۔ تو واقعی انہوں نے ایک لاغر سا گھوڑا لا حاضر کیا۔ پھر رشید نے میری طرف دیکھا اور اسپر سوار ہو کر جرجان کیطرف چلا گیا۔ اور وہاں سے حالت علالت میں ہی طوس میں آگیا۔ اور آخر وہیں فوت ہوا +

۱۷۵؁ ہجری میں رشید نے اپنی بیوی زبیدہ کی خاطر اپنے بیٹے محمد کو ولیعہد کر کے اسکا لقب امین رکھا۔ حالانکہ اس کی عمر اسوقت صرف پانچ برس کی تھی۔ ذہبی کہتے ہیں۔ کہ اسلام میں یہ سب سے پہلی بات ہوئی۔ کہ ایسے چھوٹے بچے کو ولیعہد بنایا گیا

۱۸۲؁ ہجری میں رشید نے اپنے بیٹے عبداللہ کو مامون کا لقب دیکر امین کا ولیعہد بنایا۔ اور اسے تمام ممالک خراسان کا حاکم بنا دیا۔ بعد ازاں ۱۸۶؁ ہجری میں اپنے خُرد سال بیٹے قاسم کو مؤتمن کا لقب عطا کر کے ان دونوں کے بعد ولیعہد مقرر کیا۔ اور جزیرہ وغیرہ کا حاکم کر دیا۔ جب اپنی سلطنت اس طرح اپنے تینوں بیٹوں میں تقسیم کر چکا

تو بعض عقلاء نے کہا۔ کہ اس نے اپنی اولاد میں عداوت کے سامان پیدا کر دیئے ہیں۔ اور اس کی برائی رعیت کے سر پر رہیگی۔ شعراء نے ان تینوں ولیعہدوں کی تقرری پر قصائد بھی لکھے۔ پھر رشید نے اس بیعت کے متعلق ایک دستاویز لکھواکر خانہ کعبہ میں آویزاں کر دی چنانچہ ابراہیم موصلی اسی کے بارے میں کہتا ہے۔

خَیْرُ الْاُمُوْرِ مُغَبَّۃً ۝ وَاَحَقُّ اَمْرٍ بِالتَّمَامِ

اَمْرٌ قَضٰی اَحْکَامَہٗ ۝ اَلرَّحْمٰنُ فِیْ بَیْتِ الْحَرَامِ

عبدالملک بن صالح نے یہ شعر کہے:۔ شعر

(۱) حُبُّ الْخَلِیْفَۃِ حُبٌّ لَا یَدِیْنُ لَہٗ ۝ عَاصَ الْاِلٰہَ وَشَارٍ یَلْقَحُ الْفِتَنَا

(۲) اَللّٰہُ قَلَّدَ ھَارُوْنًا سِیَاسَتَہٗ ۝ لَمَّا اصْطَفَاہُ فَاَحْیَا الدِّیْنَ وَالسُّنَنَا

(۳) وَقَلَّدَ الْاَرْضَ ھَارُوْنُ لِرَاْفَتِہٖ ۝ بِنَا اَمِیْنًا وَمَاْمُوْنًا وَمُؤْتَمِنَا

کہتے ہیں کہ ہارون الرشید نے اپنے بیٹے معتصم کو اس لئے خلافت سے محروم رکھا کہ وہ ان پڑھ تھا۔ مگر خدا کی قدرت کہ خدا نے اُسے بھی خلیفہ بنایا۔ اور اس کے بعد سب خلیفے اُسی کی اولاد سے ہوئے۔ اور اس کے سوا رشید کے اور بیٹوں کی نسل سے کوئی خلیفہ نہیں ہوا۔

---

۵۱ باعتبار انجام اور پورا ہونے کے تمام امور سے بہت بڑا امر وہ ہے جس کا فیصلہ خدائے تعالےٰ نے بیت الحرام میں کیا ہے ۱۲ مترجم

۵۲ (۱) خلیفہ کی محبت ہی کامل محبت ہے۔ مگر خدا تعالےٰ کا نافرمان خارجی اس کی اطاعت نہیں کریگا۔ بلکہ وہ فتنے برانگیختہ کرتا رہتا ہے۔

(۲) اللہ تعالےٰ نے ہارون کو برگزیدہ کیا۔ اور اُسے بادشاہ بنا دیا ہے۔ اور اس نے دین اور سُنّت کو زندہ کر دیا ہے۔

(۳) اور ہارون نے ہم پر مہربانی کرنے کے لئے امین۔ مامون اور مؤتمن کو خلیفہ مقرر کر دیا ہے ۱۲ ۱۲ ۱۲ مترجم

سلم خاسر نے امین کے ولیعہد ہونے پر یہ شعر کہے:۔ شعر
لے

(۱) قُل لِلمَنَازِلِ بِالكَثِيبِ الأَعفَرِ ۔ أُسقِيتِ غَادِيَةَ السَّحَابِ المُمطِرِ

(۲) قَد بَايَعَ الثَّقَلَانِ مَهدِيَّ الهُدَى ۔ لِمُحَمَّدِ بنِ زُبَيدَةَ إِبنَةِ جَعفَرِ

(۳) قَد وَفَّقَ اللّٰهُ الخَلِيفَةَ إِذ بَنَى ۔ بَيتَ الخِلَافَةِ لِلهِجَانِ الأَزهَرِ

(۴) فَهُوَ الخَلِيفَةُ عَن أَبِيهِ وَجَدِّهِ ۔ شَهِدَا عَلَيهِ بِمَنظَرٍ وَبِمَخبَرِ

ہارون الرشید کے بعض دلچسپ حالات

تسفلی طیوریات میں لبسندہ ابن مبارک سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب رشید خلیفہ ہوا۔ تو اُسکا دل مہدی کی ایک کنیزک پر آگیا۔ اور اسے طلب کیا۔ مگر اُس نے کہا۔ کہ میں آپ کے والد کی ہمخوابہ رہ چکی ہوں۔ اس لئے آپ کے لائق نہیں۔ ہارون رشید نے ابو یوسف کے پاس کسی کو بھیجکر بُلا بھیجا۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ اے امیر المومنین یہ فرض کرلینا کہ ہر ایک لونڈی سچ بولتی ہے ٹھیک نہیں ہے۔ آپ اس کا کہنا سچ نہ مانئے۔ کیونکہ وہ امون نہیں ہے۔ ابن مبارک کہتے ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ اس واقعہ میں کن کن باتوں پر تعجب کروں۔ آیا ایسے بادشاہ پر جس کے ہاتھ میں مسلمانوں کے جان و مال دیئے گئے ہیں اور وہ باپ کی حرمت کا لحاظ بھی نہیں کرتا۔ یا اس کنیزک پر جس نے بادشاہ

لے (۱) ان گھروں کو جو ریت کے سُرخ و سپید ٹیلے پر بنے ہوئے ہیں۔ کہدے کہ تم پر صبح کے آنیوالا بادل خوب برسے +

(۲) تمام جن و انسانوں نے محمد بن زبیدہ سے جو جعفر کی لڑکی ہے ۔ بیعت کرلی ہے +

(۳) خدا تعالےٰ نے ہی خلیفہ کو توفیق دی ہے۔ کہ اس نے خلافت کو ایک برگزیدہ اور روشن شخص کے لئے مقرر کیا +

(۴) پس وہ اپنے باپ اور نانا کی طرف سے خلیفہ ہے ۔ اور اس بات کو سب لوگ جانتے ہیں +

ے ابن مبارک کے قول کا یہ مطلب ہے کہ یہ روایت عقلاً اور تاریخی فلسفہ کی رُو سے غلط ہے۔ کیونکہ اسمیں تین خلاف عقل باتیں موجود ہیں۔ جیسا کہ انہوں نے تشریح کی ہے ۱۲ مترجم

تک سے گناہ کیا۔ یا اس فقیہ زمانہ و قاضی ممالک اسلامی پر جس نے بادشاہ کو مشورہ دیا کہ باپ کی حرمت کی توہین کر۔ اور اپنے باپ کی ہمخوابہ سے قضائے شہوت کر۔ اور گناہ میری گردن پر رکھ +

سفلی عبد اللہ بن یوسف سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ہاروں رشید نے قاضی ابو یوسف رح سے کہا۔ کہ میں نے ایک لونڈی خریدی ہے۔ اور چاہتا ہوں کہ قبل از استبرا اس سے ہمخواب ہوں۔ کوئی ایسا حیلہ بتائیے۔ انہوں نے کہا۔ کہ اسے اپنے کسی بیٹے کو بخشدیجیے۔ اور پھر اس سے نکاح کر لیجیے +

اسحاق بن راہویہ سے مروی ہے کہ رشید نے ایک رات قاضی ابو یوسف کو بلایا۔ جب وہ آئے۔ تو انہیں ایک لاکھ درہم دینے کا حکم دیا۔ قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ رقم اگر مجھے صبح سے پہلے پہلے ملجائے تو بہتر ہے۔ حاضرین سے بعض نے کہا کہ خزانچی اپنے گھر میں ہے اور خزانہ کے دروازے بند ہیں۔ ابو یوسف رو نے کہا۔ کہ دروازے تو اسوقت بھی بند تھے جبکہ میں آیا تھا۔

صولی یعقوب بن جعفر سے روایت کرتے ہیں کہ جس سال رشید نے خلیفہ بننا تھا۔ اسی سال اس نے روم پر حملہ کیا۔ اور شعبان میں واپس آگیا۔ اور پھر آخر سال حج کیا۔ اور حرمین شریفین میں مال کثیر خرچ کیا۔ کہتے ہیں کہ اس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا تھا۔ اور آپ نے فرمایا تھا۔ کہ اب خلافت تجھے ملنے والی ہے۔ جاؤ جہاد اور حج کرو۔ اور اہل حرمین پر مال کثیر خرچ کرو۔ چنانچہ اس نے ان سب باتوں کی تعمیل کی +

معاویہ بن صالح سے مروی ہے کہ سب سے پہلا شعر رشید نے اس وقت کہا تھا جبکہ اس نے شروع سال خلافت میں حج کیا۔ اور وہاں ایک مکان میں داخل ہوا۔ تو اس کی دیوار پر یہ شعر لکھا تھا۔ شعر

أَلَا يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَمَا تَرَى ۞ فَدَيْتُكَ هِجْرَانَ الْحَبِيبِ كَبِيرًا

رشید نے قلم دوات منگا کر اس کے نیچے یہ شعر لکھدیا :۔ شعر

بَلَى وَالْهَدَايَا الْمُشْعِرَاتِ وَمَا مَشَى ۞ بِمَكَّةَ مَرْفُوعُ الْأَظَلِّ حَسِيرًا

لہ اے امیر المؤمنین میں تجھ پر قربان ہو جاؤں۔ کیا آپ دوست کے ہجر کو بڑا نہیں سمجھتے
سہ ہاں ہے ان نشاندار قربانیوں کی اور اس کی جو مکّے کی طرف چلے۔ ایسے حال میں کہ تکان سے اپنے سموں کو اٹھا کر لنگڑاتا ہوا چلتا ہے ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

ابن سعید مسلم سے روائیت کرتے ہیں کہ ہارون رشید کا فہم علماء کا سا تھا۔ چنانچہ ایکدفعہ نعمانی نے گھوڑے کی صفت میں اُسے یہ شعر سُنایا:۔ شعر

کان اذنیہ اذا تشوفا[1] قادمۃ او قلما محرفا

رشید نے کہا کہ مصرعہ اول میں کان اذنیہ کی جگہ تخال اذنیہ لکھو تاکہ شعر درست ہو جاوے ✦

عبداللہ بن عباس بن ربیع سے مروی ہے کہ ایک دفعہ رشید نے قسم کھائی کہ ایک کنیزک کے پاس زمانہ معینہ تک نہ جاؤنگا۔ اور رشید اُسے نہایت دوست رکھتا تھا۔ وہ دن گذر گئے مگر اس کنیز نے رشید کو راضی نہ کیا۔ اسپر رشید نے یہ شعر کہے:۔ شعر

صَدَّ عَنِّیْ اِذْ رَاٰنِیْ مُفْتَتَنْ[2] وَاَطَالَ الصَّبْرَ لَمَّا اَنْ فَطَنْ

کَانَ مَمْلُوْکِیْ فَاَضْحٰی مَالِکِیْ اِنَّ ھٰذَا مِنْ اَعَاجِیْبِ الزَّمَنْ

پھر ابوالعتاہیہ کو بُلایا۔ اور کہا۔ کہ ان اشعار کو پورا کرو۔ اس نے کہا شعر

عِزَّۃُ الْحُبِّ اَرَتْہُ ذِلَّتِیْ[3] فِیْ ھَوَاہُ وَلَہٗ وَجْہٌ حَسَنْ

فَلِھٰذَا صِرْتُ مَمْلُوْکًا لَہٗ وَلِھٰذَا شَاعَ مَا بِیْ وَعَلَنْ

ابن عساکر نے ابن علیہ سے روایت کی ہے کہ ہارون الرشید نے ایک زندیق کو پکڑ منگوایا۔ اور اُس کی گردن مارنے کا حکم دیا۔ زندیق نے پوچھا۔ کہ آپ مجھے قتل کیوں کرتے ہیں۔ خلیفہ نے کہا۔ تاکہ لوگوں کو تم سے آرام ملجائے۔ اُس نے کہا کہ ان ہزار حدیثوں کو کیا کروگے جو بالکل وضعی ہیں۔ اور ان میں ایک حرف بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمودہ نہیں۔ اور وہ لوگوں میں شایع ہو چکی ہیں۔ ہارون رشید نے کہا

---

[1] گویا اُس گھوڑے کے کان جبکہ وہ کسی چیز کے دیکھنے کے لئے گردن بلند کرے۔ بازوں کے پروں کی طرح ہیں۔ یا اُس قلم کی طرح جسکا قط ٹیڑھا ہو ✦

[2] جبکہ اُس نے مجھے مفتون دیکھا۔ تو مجھ سے اعراض کرلیا۔ اور دیر تک صبر کیا۔ وہ پہلے میری کنیزک تھی۔ مگر اب میری مالک ہو گئی ہے۔ یہ ایک نہایت عجیب بات ہے

[3] محبت کی عزت نے اُسکی محبت میں مجھے ذلیل کر دیا ہے۔ اور اسکا چہرہ بہت خوبصورت ہے اِسی لئے میں اُسکا غلام بنگیا ہوں۔ اور اسی لئے میرا عشق ظاہر ہو گیا ۱۲ ۱۲ ۱۲

اے دشمنِ خدا تیرا کدھر خیال ہے۔ ابو اسحاق فزاری اور عبداللہ بن مبارک جیسے نقاد موجود ہیں وہ ان کے ایک ایک حرف کو باہر نکال پھینکیں گے +

صولی۔ اسحاق ہاشمی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک روز ہم رشید کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ وہ کہنے لگا۔ عام لوگوں کا خیال ہے۔ کہ میں رشید کو بُرا سمجھتا ہوں۔ حالانکہ جیسا میں انکو دوست رکھتا ہوں۔ کسی کو دوست نہیں رکھتا۔ اور اصل بات یہ ہے کہ ایسی باتیں وہ لوگ کہتے ہیں کہ جنکو ہم سے بغض ہے۔ اور ہم پر الزام قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اور ہماری سلطنت میں فساد ڈلوانا چاہتے ہیں۔ اور یہ محض اسلئے کہ میں نے انہیں بنی امیہ کیطرف مائل ہونے میں سزائیں دیں۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے تو سردار قوم اور سابق الی الفضل ہیں۔ چنانچہ میرے والد مہدی نے لبسندہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما کے بارے میں فرماتے سُنا ہے۔ کہ جس نے ان دونوں کو دوست رکھا۔ اُس نے گویا مجھے دوست رکھا۔ اور جس نے ان سے بغض رکھا۔ اُس نے گویا مجھ سے بغض رکھا۔ اور یہ بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا مریم بنت عمران اور آسیہ بنت مزاحم کے سوا باقی سب عورتوں کی سردار ہوگی۔

مروی ہے کہ ابن سماک ایک دن رشید کے پاس آیا۔ اسوقت رشید پانی منگوا کر پینے لگا تھا کہ ابن سماک نے کہا ذرا ٹھیر جائیے۔ یہ بتلائیے کہ آپ کو پانی نہ ملے۔ تو آپ ایک کوزہ پانی کتنے میں خرید لیں۔ ہارون رشید نے کہا۔ کہ نصف سلطنت دیکر۔ ابن سماک نے کہا۔ کہ اب آپ پی لیجئے۔ جب پی چکا۔ تو پھر ابن سماک نے پوچھا کہ اگر وہی پانی آپ کے پیٹ سے نہ نکل سکے۔ تو اس کے نکلوانے کے عوض میں آپ کیا خرچ کریں۔ ہارون رشید نے کہا۔ کہ باقی تمام سلطنت دیڈالوں۔ ابن سماک نے کہا۔ کہ بس یہی سمجھ لیجئے۔ کہ آپ کی سلطنت کی قیمت پانی کا گھونٹ اور ایک دفعہ پیشاب کرنا ہے۔ پس اسپر غرہ نہ کیجئے۔ یہ سنکر ہارون بہت رویا +

ابن جوزی کہتے ہیں کہ ہارون رشید نے شیبان رح سے کہا کہ مجھے نصیحت کیجئے۔ انہوں نے کہا کہ اگر کوئی مصاحب ایسا ہو جو آپ کو خوف دلاتا رہے۔ اور آخر میں آپ کو امن حاصل ہو جائے۔ تو وہ اس مصاحب سے اچھا ہے جو آپ کو امن دلاتا رہے۔ مگر آخر آپ کو خوف لاحق ہو۔ ہارون رشید نے کہا ذرا وضاحت سے فرمائیے۔ انہوں نے کہا کہ جو شخص آپ کو کہے کہ بروز قیامت رعیت کی بابت آپ کو سوال ہوگا۔ اسلئے خدا سے ڈریئے۔ تو وہ

اس شخص کی نسبت آپ کا زیادہ خیرخواہ ہے جو یہ کہتا ہے کہ آپ اہل بیت سے ہیں۔ اور آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی ہیں۔ اسلئے آپ مغفور ہیں۔ یہ سُنکر رشید اسقدر رویا۔ کہ حاضرین کو اسپر رحم آگیا ✦

کتاب الاوراق میں صولی بسندہ روایت کرتے ہیں کہ جب رشید خلیفہ ہوا۔ تو یحییٰ بن خالد کو اپنا وزیر بنایا۔ اسپر ابراہیم موصلی نے یہ شعر کہے:۔ شعر

ألم تر أن الشمس كانت مريضة ۝ فلما أتى هارون أشرق نورها

تلبست الدنيا جمالاً بملكه ۝ فهارون واليها ويحيى وزيرها

یہ سُن کر رشید نے اُسے ایک لاکھ درہم عطا کیا۔ اور یحییٰ نے اُسے پچاس ہزار درہم دیئے۔ داؤد بن رزین اسکی صفت میں کہتا ہے:۔ شعر

بهارون لاح النور في كل بلدة ۝ وقام به في عدل سيرته النهج

إمام بذات الله أصبح شغله ۝ فأكثر ما يعنى به الغزو والحج

تضيق عيون الخلق عن نور وجهه ۝ إذا ما بدا للناس منظره البلج

تفسحت الآمال في جود كفه ۝ فأعطى الذي يرجوه فوق الذي يرجو

ف ۱ (۱) تو نہیں دیکھتا۔ کہ سورج مریض تھا۔ مگر جب ہارون خلیفہ ہوا۔ تو اسکا نور چمکنے لگا

(۲) اور اُس کی خلافت سے تمام دُنیا نے خوبصورتی کا لباس پہن لیا ہے۔ پس ہارون خلیفہ ہے۔ اور یحییٰ اُسکا وزیر ہے ✦

ف ۲ (۱) ہارون رشید کے خلیفہ ہونے سے ہر ایک شہر روشن ہوگیا ہے۔ اور اُس کے عدل سے تمام ملک میں راہ کُشادہ بن گیا ہے ✦

(۲) وہ امام ہے۔ اور اس کا شغل ذاتِ خدا کے ساتھ مشغول رہنا ہے۔ اِسی لئے وہ اکثر جہاد اور حج کرتا رہتا ہے ✦

(۳) جب وہ باہر نکلتا ہے۔ تو لوگ اس کے چہرے کی درخشانی کو دیکھ نہیں سکتے ✦

(۴) اُس کی بخشش کو دیکھکر اُمیدیں کُشادہ ہوگئی ہیں۔ اور وہ امید سے بڑھکر لوگوں کو دیتا ہے (یعنی اس کی بخشش بہت وسیع ہے) ۱۲ ✦

قاضی فاضل اپنے بعض رسائل میں لکھتے ہیں کہ سواء دو بادشاہوں کے کوئی ایسا نہیں ہوا کہ جس نے طلب علم کے لئے سفر گوارا کیا ہو۔ ایک تو ہارون الرشید کہ اس نے اپنے بیٹوں امین اور مامون کو لے کر موطا امام مالک کی سماعت کے لئے سفر کیا۔ چنانچہ جس موطاء کے نسخے پر رشید نے پڑھا تھا۔ وہ سامان مصر کے خزانہ میں محفوظ تھا۔ اور دوسرا سلطان صلاح الدین بن ایوب تھا۔ جو اسی موطا کے سننے کے لئے علی بن طاہر بن عوف کے پاس اسکندریہ گیا تھا +

منصور نمری رشید کی صفت میں کہتا ہے شعر

ف۱
جَعَلَ الْقُرْاٰنَ اِمَامَہٗ وَدَلِیْلَہٗ ۔۔۔ لَمَّا تَخَیَّرَہٗ الْقُرَانُ ذِمَامًا

ایک اور قصیدہ میں یہ شعر کہا ہے:۔ شعر

ف۲
اِنَّ الْمَکَارِمَ وَالْمَعْرُوْفَ اَوْدِیَۃٌ ۔۔۔ اَحَلَّکَ اللّٰہُ مِنْھَا حَیْثُ تَجْتَمِعُ

کہتے ہیں کہ اس قصیدے پر رشید نے منصور نمری کو ایک لاکھ درہم انعام دیا تھا +
حسین بن فہم کہتے ہیں کہ رشید کہا کرتا تھا کہ مجھے اپنی تعریف سے یہ شعر بہت پسند ہے:۔ شعر

ف۳
اَبُوْ اَمِیْنٍ وَمَامُوْنٍ وَمُؤْتَمِنٍ ۔۔۔ اَکْرِمْ بِہٖ وَالِدًا بَرًّا وَمَا وَلَدَا

اسحاق موصلی کہتے ہیں کہ میں نے رشید کو ایک دفعہ یہ شعر سنائے:۔ شعر

وَاٰمِرَۃٍ بِالْبُخْلِ قُلْتُ لَھَا اقْصِرِیْ ۔۔۔ فَذٰلِکَ شَیْءٌ مَا اِلَیْہِ سَبِیْلُ
اَرَی النَّاسَ خُلَّانَ الْجَوَادِ وَلَا اَرٰی ۔۔۔ بَخِیْلًا لَہٗ فِی الْعَالَمِیْنَ خَلِیْلُ

ف۱ اس نے قرآن شریف کو اپنا امام اور رہنما بنالیا ہے۔ اور قرآن مجید نے بھی اُسے عہد و ذمہ کی رو سے اختیار کر لیا ہے ۱۲
ف۲ بزرگیاں اور احسان دریا ہیں خدا آپ کو اس جگہ نازل کرے۔ جہاں یہ ملتے ہیں ۱۲
ف۳ وہ امین۔ مامون اور مؤتمن کا باپ ہے۔ باپ بھی کیسا اچھا ہے۔ اور بیٹے بھی کیسے اچھے ہیں + ۱۲

وَاِنِّیْ رَاَیْتُ الْبُخْلَ یُزْرِیْ بِاَھْلِہٖ فَاُکْرِمُ نَفْسِیْ اَنْ یُّقَالَ بَخِیْلُ

وَمِنْ خَیْرِ حَالَاتِ الْفَتٰی لَوْ عَلِمْتِہٖ اِذَا نَالَ شَیْئًا اَنْ یَّکُوْنَ یُنِیْلُ

عَطَائِیْ عَطَاءُ الْمُکْثِرِیْنَ تَکَرُّمًا وَمَالِیْ کَمَا قَدْ تَعْلَمِیْنَ قَلِیْلُ

وَکَیْفَ اَخَافُ الْفَقْرَ اَوْ اُحْرَمُ الْغِنٰی وَرَاْیُ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ جَمِیْلُ

(ترجمہ:- بہت سی عورتیں بخل کا حکم کرنے والی ہیں۔ مگر میں نے انہیں کہدیا۔ کہ میں یہ کام نہیں کیا کرتا۔ میں دیکھتا ہوں۔ کہ لوگ سخی کے ہی دوست ہوتے ہیں۔ اور بخیل کا کوئی دوست دنیا میں نہیں ہوتا۔ بخل اہل بخل کو معیوب کر دیتا ہے۔ اس لئے میں اپنے نفس کو بخیل کہے جانے سے بچاتا ہوں + اگر تو سمجھے۔ تو آدمی کے سب حالات سے بہتر یہ بات ہے۔ کہ جب اسے کوئی چیز ملے۔ تو وہ اور کو دیدے۔ میں اس طرح بخشش کرتا ہوں جیسے کہ نہایت امیر بخشش کیا کرتے ہیں۔ اور تو میری عادت جانتی ہی ہے۔ اور میں محتاجی سے کیسے ڈروں حالانکہ امیر المومنین احسان کرنے والا میں دیکھ رہا ہوں +)

تو کہنے لگا یہ نہ کہو۔ بلکہ کہو کہ اگر اللہ چاہے۔ تو میں فقر سے نہ ڈرونگا۔ اے فضل اسے ایک لاکھ درہم دیدے۔ یہ شعر کیسے عجیب ہیں۔ اور ان کے الفاظ کیسے برجستہ ہیں۔ میں نے کہا اے امیر المومنین آپ کا کلام میرے شعر سے کئی درجہ بڑھکر ہے۔ اسپر رشید نے کہا۔ کہ اسے ایک لاکھ درہم اور عطا کرو +

طیوریات میں اسحاق موصلی سے روایت کی ہے۔ کہ ایک دفعہ ابوالعتاہیہ نے ابونواس کو کہا۔ کہ یہ شعر جس کے ساتھ تو نے رشید کی صفت کی ہے۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ یہ مضمون تجھ سے پہلے میں نے باندھا ہوتا۔ شعر

قَدْ کُنْتُ خِفْتُکَ ثُمَّ اٰمَنَنِیْ مِنْ اَنْ اَخَافَکَ خَوْفُکَ اللہَ[۱]

محمد بن علی خراسانی کہتے ہیں۔ کہ رشید سب سے پہلا خلیفہ ہوا ہے۔ جو گینہ بلے کے ساتھ کھیلا ہے۔ اور سب سے پہلے اسی نے تیر سے نشانہ بازی کی۔ اور بنی عباس سے سب سے پہلے

[۱] میں تجھ سے ڈرتا تھا۔ مگر تیرے خدا سے ڈرنے نے مجھے تجھ سے ڈرنے سے بیخوف کردیا ہے ۱۲ ۱۲ مترجم

یہی خلیفہ شطرنج سے کھیلا۔ صولی کہتے ہیں کہ سب سے پہلے اسی نے گوتیوں کے مراتب مقرر کئے +

ایک دفعہ رشید نے اپنی کنیزک ہیلانہ کے مرثیہ میں یہ شعر کہے:۔ اشعار

لَمَّا اسْتَخَصَّ الْمَوْتُ هَیْلَانَا ‏ ‏ ‏ قَاسَیْتُ اَوْجَاعًا وَّ اَحْزَانًا[ا]

فَمَا اُبَالِیْ کَیْفَ مَا کَانَا ‏ ‏ ‏ فَارَقْتُ عَیْشِیْ حِیْنَ فَارَقْتُهَا

فِیْ قَبْرِهَا فَارَقْتُ دُنْیَانَا ‏ ‏ ‏ کَانَتْ هِیَ الدُّنْیَا فَلَمَّا ثَوَتْ

لَسْتُ اَرٰی بَعْدَكِ اِنْسَانَا ‏ ‏ ‏ قَدْ کَثُرَ النَّاسُ وَلٰکِنَّنِیْ

رِیْحٌ بِاَعْلٰی نَجْدٍ اَغْصَانَا ‏ ‏ ‏ وَاللّٰهِ لَا اَنْسَاكِ مَا حَرَّکَتْ

صولی نے ذیل کے اشعار بھی رشید سے روایت کئے ہیں۔ اشعار

وَرَبَّةَ السُّلْطَانِ وَالْمُلْكِ ‏ ‏ ‏ یَا رَبَّةَ الْمَنْزِلِ بِالْفَرَكِ[۲]

لَسْنَا فِی الدَّیْلَمِ وَالتُّرْكِ ‏ ‏ ‏ تَرَفَّقِیْ بِاللّٰهِ فِیْ قَتْلِنَا

رشید نے موقعہ جنگ پر طوس میں انتقال کیا۔ اور وہیں ۳ جمادی الاخری ۱۹۳ھ میں دفن ہوا۔ کل پینتالیس سال عمر پائی۔ نماز جنازہ اس کے بیٹے صالح نے پڑھائی

[ا] جب موت نے ہیلانہ کو آدبایا۔ تو میں نہایت ہی غمگین اور دردمند ہوا + جب میں ہیلانہ سے جدا ہوا۔ تو گویا میں اپنی زندگی سے جدا ہو گیا۔ اب مجھے کسی بات کی پرواہ نہیں رہی + خواہ بگڑے خواہ سنورے + وہی میری دنیا تھی۔ پس جب وہ قبر میں چلی گئی۔ تو ہم نے اپنی دنیا کو چھوڑ دیا۔ انسان تو بہت ہیں۔ مگر تیرے بعد مجھے کوئی انسان نظر نہیں آتا۔ بخدا جب تک ہوا ٹہنیوں کو ہلاتی رہیگی۔ میں کبھی تجھ کو نہ بھولوں گا +

[۲] اے گھر والی اور بادشاہ اور ملک میں تفرقہ ڈالنے والی خدا کے واسطے ہمارے قتل میں جلدی نہ کر۔ کیونکہ ہم دیلم اور ترک نہیں ہیں ۱۲ مترجم

صولی رح کہتے ہیں۔ کہ رشید نے دس کروڑ دینار نقد اور ان کے علاوہ اور اسباب جواہرات گھوڑے وغیرہ جن کی قیمت دس کروڑ پندرہ ہزار دینار تھی چھوڑے ÷

کہتے ہیں کہ حکیم جبرئیل بن بختیشوع نے رشید کے علاج میں غلطی کھائی۔ اور یہی اسکی موت کا سبب ہوا۔ ایک دن اسکا ارادہ ہوا۔ کہ اسکا ایک عضو کاٹ ڈالے۔ رشید نے کہا۔ کہ کل تک مجھے مہلت دے۔ کہ کل ان سب باتوں سے تمہیں آرام ملجائیگا۔ چنانچہ وہ اسی روز مرگیا ÷

کہتے ہیں کہ رشید نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ میں طوس کا امام بنایا گیا ہوں۔ صبح اٹھکر بہت رویا۔ اور حکم دیا کہ میرے لئے ایک قبر کھودو۔ جب قبر کھودی گئی۔ تو خود پالکی میں سوار ہوکر اسے دیکھنے کے لئے گیا۔ اور قبر کو دیکھکر کہنے لگا۔ اے ابن آدم تیرا یہ ٹھکانا ہے پھر اسمیں چند لوگوں کو اتارا۔ اور ایک قرآن کا ختم کرایا۔ اور اتنی دیر تک خود پالکی میں قبر کے پاس بیٹھا رہا۔ اس کے انتقال کے بعد لشکر نے بغداد میں امین سے بیعت کی۔ اس نے جمعہ کے روز خطبہ پڑھا۔ اور اپنے باپ کے مرنے کی خبر سنائی۔ اور اس روز بیعت عام ہوئی۔ رجار خادم نے ہارون رشید کی چادر۔ چھڑی اور مہر لے کر بارہ روز میں مرو سے بغداد میں پہونچا۔ اور تینوں چیزیں امین کے سپرد کردیں

ابوالشیص رشید کے مرثیہ میں کہتا ہے :۔ شعر

غَرَبَتْ فِی الشَّرْقِ شَمْسٌ[له]	فَلَهَا عَیْنِیْ تَدْمَعُ
مَا رَأَیْنَا قَطُّ شَمْسًا	غَرَبَتْ مِنْ حَیْثُ تَطْلُعُ

ابونواس نے یہ شعر متضمن بہ تہنیت و تعزیت کہے ہیں :۔ اشعار

جَرَتْ جَوَارٍ بِالسَّعْدِ وَالنَّحْسِ	فَنَحْنُ فِیْ مَاتَمٍ وَفِیْ عُرْسٍ
اَلْقَلْبُ یَبْکِیْ وَالْعَیْنُ ضَاحِکَةٌ	فَنَحْنُ فِیْ وَحْشَةٍ وَفِیْ اُنْسٍ
یُضْحِکُنَا الْقَائِمُ الْاَمِیْنُ	وَیُبْکِیْنَا وَفَاتُ الْاِمَامِ بِالْاَمْسِ
بَدْرَانِ بَدْرٌ اَضْحٰی بِبَغْدَادَ	فِی الْخُلْدِ وَبَدْرٌ بِطُوْسَ فِی الرَّمْسِ

له سورج مشرق میں جا غروب ہوا۔ اسی کے واسطے میری آنکھ آنسو بہارہی ہے۔ ہم نے کبھی ایسا معاملہ نہیں دیکھا۔ کہ جہاں سے سورج نکلے پھر وہیں غروب ہوجائے ۱۲ مترجم

(ترجمہ) اونٹنیاں اچھی اور بری خبر لیکر چلیں۔ ہم آج ماتم میں بھی ہیں اور خوشی میں بھی۔ دل رو رہا ہے۔ اور آنکھ ہنس رہی ہیں۔ ہم وحشت میں بھی ہیں۔ اور اُنس میں بھی۔ امین کا بادشاہ ہونا ہمیں ہنساتا ہے۔ اور امیر المؤمنین کی وفات ہمیں رولاتی ہے۔ ایک چاند تو بغداد میں نکل آیا ہے۔ اور ایک طوس میں مٹی کے نیچے دفن ہو گیا۔)

ان احادیث سے جنہیں رشید نے روائیت کیا ہے ایک یہ حدیث ہے۔ جسے صولی نے بسندہ سلیمان ضبی سے روائیت کیا ہے کہ رشید نے ایک روز خطبہ میں کہا۔ کہ مجھے مبارک بن فضالہ نے حدیث سنائی ہے۔ اور وہ حسن سے اور وہ انس رضؓ سے روائیت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ دوزخ کی آگ سے بچو۔ خواہ کھجور کا ایک ٹکڑا صدقہ کرنے سے ہو۔ اس کے بعد کہ محمد بن علی نے مجھ سے حدیث بیان کی۔ اور وہ سعید بن جبیر سے اور وہ ابن عباس رضؓ سے اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اپنے منہ پاک وصاف رکھا کرو۔ کیونکہ وہ قرآن کا راستہ ہے۔

امین محمدؐ ابو عبداللہ

امین محمد ابو عبداللہ بن رشید کو اس کے باپ نے ہی ولیعہد کیا تھا۔ چنانچہ اس کے بعد تخت خلافت پر بیٹھا۔ رنگ کا گورا۔ قد کا لمبا۔ اور نہایت خوبصورت جوانمرد۔ صاحب قوت وشجاعت اور دلیر شخص تھا۔ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ اس نے اپنے ہاتھ سے شیر مارا۔ نہائیت فصیح وبلیغ۔ ادیب اور صاحب فضیلت شخص تھا مگر صاحب تدبیر نہ تھا۔ نہائیت فضول خرچ ضعیف الرائے اور احمق تھا۔ اور کسی طرح خلافت کی قابلیت نہ رکھتا تھا۔ تخت نشینی کے دوسرے روز ہی قصر منصور کے قریب چوگان کھیلنے کے لئے میدان بنانے کا حکم دیا۔

۱۹۴ھ ہجری میں اپنے بھائی قاسم کو ولیعہدی سے معزول کر دیا۔ اور اپنے بھائی مامون سے بگاڑ کر بیٹھا۔

کہتے ہیں کہ فضل بن ربیع کو خوف تھا۔ کہ اگر خلافت مامون کو مل گئی۔ تو اسکی نہ چلیگی۔ لہٰذا اس نے امین کو اس کے معزول کرنے پر آمادہ کیا۔ اور کہا کہ اپنے بعد اپنے بیٹے موسےٰ کو ولیعہد بنائیے۔ جب مامون کو اپنے بھائی کے معزول ہونے کی خبر

پہونچی۔ تو اُس نے امین سے قطع تعلق کر لیا۔ اور اسکا نام فوراً امین اور سکوں سے نکلوا ڈالا پھر امین نے مامون کو لکھا کہ اس نے اپنے بیٹے موسےٰ کو ولیعہد مقرر کر لیا ہے۔ اور اس کا نام ناطق بالحق رکھا ہے۔ اور تم کو اسکا ولیعہد بنایا ہے۔ مامون نے اِس حکم سے قطعی انکار کر دیا۔ امین کے ایلچی نے پوشیدہ طور پر مامون سے بیعت کر لی۔ اور اس کے ساتھ شراب پیا۔ اور واپس جا کر دارالخلافہ سے وہاں کے حالات اسکو لکھتا رہا۔ اور عراق کے متعلق اُسکو رائیں دیتا رہا جب قاصد نے امین کو مامون کی حالت سُنائی۔ تو اُس نے فوراً اُسکا نام ولیعہدی سے نکال ڈالا۔ اور اُس دستاویز کو جسے رشید نے کعبہ میں آویزاں کیا تھا۔ منگوا کر پھاڑ ڈالا۔ اس سے آپس کی مخالفت اور بھی بڑھ گئی۔ اکثر اہل الرائے نے امین کو نصیحتیں کیں۔ چنانچہ حازم بن خزیمہ نے کہا۔ کہ اے امیرالمؤمنین جو آپ سے جھوٹ بولیگا۔ وہ کبھی آپ کی خیر خواہی نہیں کریگا۔ اور جو شخص آپ سے سچ بولیگا۔ وہ کبھی دھوکا نہ دیگا۔ آپ خلع نہ کیجئے۔ ورنہ خلافت سے قطعی جاتے رہینگے۔ اور نقض عہد نہ کیجئے۔ ورنہ لوگ آپ کی بیعت توڑ دینگے۔ یاد رکھئے کہ غدر کرنے والے سے لوگ دشمنی کرنے لگتے ہیں۔ اور ناقض عہد سے لوگ یکسو ہو جایا کرتے ہیں۔ لیکن امین نے ایک نہ مانی۔ اور سرداران لشکر کو ادھر ادھر سے اپنی طرف مائل کرتا رہا۔ اور اپنے بیٹے موسےٰ کو ولیعہد مقرر کر کے الناطق بالحق اسکا لقب رکھا۔ حالانکہ وہ اسوقت شیر خوار بچہ تھا۔ پس بعض شعراء نے اسپر یہ شعر کہے:۔ اشعار

أَضَاعَ الْخِلَافَةَ غِشُّ الْوَزِيرِ ۔۔۔ وَفِسْقُ الْأَمِيرِ وَجَهْلُ الْمُشِيرِ

نَفَضْلٌ أَمِيرٌ وَبَكْرٌ مُشِيرٌ ۔۔۔ يُرِيدَانِ مَا فِيهِ حَتْفُ الْأَمِيرِ

لِوَاطُ الْخَلِيفَةِ أُعْجُوبَةٌ ۔۔۔ وَأَعْجَبُ مِنْهُ خَلَاقُ الْوَزِيرِ

فَهٰذَا يَدُوسُ وَهٰذَا يُدَاسُ ۔۔۔ كَذَاكَ لَعَمْرِي خِلَافُ الْأُمُورِ

فَلَوْ يَسْتَعِفَّانِ هٰذَا بِذَاكَ ۔۔۔ لَكَانَا بِعُرْضَةِ أَمْرٍ سَتِيرِ

وَأَعْجَبُ مِنْ ذَا وَذَا أَنَّنَا ۔۔۔ نُبَايِعُ لِلطِّفْلِ فِينَا الصَّغِيرِ

وَمَنْ لَيْسَ يُحْسِنُ غَسْلَ اسْتِهِ ۔۔۔ وَلَمْ يَخْلُ عَنْ بَوْلِهِ حِجْرُ ظِئْرِ

وَمَا ذَاكَ إِلَّا بِفَضْلٍ وَبَكْرٍ ۔۔۔ يُرِيدَانِ طَمْسَ الْكِتَابِ الْمُنِيرِ

وَمَا ذَاكَ لَوْلَا انْقِلَابُ الزَّمَانِ　　　اَفِي الْعِيْرِ هٰذَانِ اَمْ فِي النَّفِيْرِ

(ترجمہ۔ وزیر کے دھوکے امیر کے فسق اور مشیر کے جاہل ہونے نے خلافت کو ضائع کر دیا ہے۔ فضل وزیر ہے۔ بکر مشیر ہے۔ اور یہ دونوں وہی بات کرتے ہیں جس میں امیر کی جان پر بن آئے۔ خلیفہ کا لواطت کرنا عجیب بات ہے۔ اور وزیر کو اُبنہ کی عادت ہونا اس سے بھی زیادہ عجیب بات ہے۔ وہ کرتا ہے یہ کراتا ہے۔ بخدا یہ بات تو امور طبعی کے خلاف ہے۔ اگر وہ ان افعال کو چھوڑ دیتے تو شاید اُن کی بُرائیاں چھپ سکتیں۔ اور اس سے بھی زیادہ عجیب بات یہ ہے۔ کہ ہم ایک شیر خوار بچے کی بیعت کر رہے ہیں۔ جو اپنے سرینوں کو اچھی طرح نہیں دھو سکتا۔ اور اس کی دایہ پیشاب اور پاخانہ سے خالی نہیں رہ سکتی۔ یہ سب باتیں فضل و بکر کی عنائیت سے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں۔ کہ قرآن شریف کے احکام پر پانی پھیر دیں۔ اگر زمانہ کا انقلاب نہ ہوتا تو معلوم بھی نہ ہوتا کہ یہ لوگ پیشرو ہیں یا پیچھے رہنے والے ۱۲ مترجم)

جب مامون کو اپنے خلع کا یقین ہو گیا۔ تو اس نے امام المؤمنین اپنا خطاب مقرر کیا۔ اور فرامین وغیرہ پر لکھوا دیا۔ امین نے خبر پا کر ۱۹۵ھ ہجری میں علی بن عیسےٰ بن ہامان کو ہمدان و نہاوند و قم و اصفہان کا حاکم مقرر کر دیا (یہ تمام شہر مامون کی جاگیر تھے) علی بن عیسےٰ نہائیت شان و شوکت سے چالیس ہزار فوج اور ایک چاندی کی بیڑی مامون کے قید کرنے کے لئے لیکر نکلا۔ مامون نے اپنی طرف سے طاہر بن حسین کو چار ہزار فوج سے بھی کم دیکر روانہ کیا۔ آخر علی بن عیسےٰ قتل ہوا۔ اور اسکا لشکر بھاگ نکلا۔ علی کا سر مامون کے پاس پہونچایا گیا۔ اور پھر اس کے حکم سے اسے خراسان میں پھرایا گیا۔ اس واقعہ کی خبر امین کو ایسے حال میں پہونچی جبکہ وہ مچھلیوں کا شکار کر رہا تھا۔ قاصد سے کہنے لگا۔ کہ کمبخت مجھے اتنی مہلت تو دی ہوتی۔ کہ میں کچھ مچھلیاں شکار کر لیتا۔ کیونکہ حوض میں مچھلیاں بہت ہو گئی ہیں +

عبداللہ بن صالح جرمی کہتے ہیں کہ جب علی بن عیسےٰ قتل ہوا۔ تو خاص بغداد میں سخت فتنہ و فساد برپا ہوا۔ اور امین اپنے بھائی کے معزول کرنے سے بہت پچھتایا۔ غرض امین و مامون کے درمیان جنگ برابر جاری رہی۔ اور امین کا ادبار روز بروز بڑھتا گیا۔ کیونکہ وہ کھیل کود میں مشغول رہتا تھا۔ اور مامون دن بدن ترقی کرتا گیا۔ حتّٰی کہ اہل حرمین اور اکثر اہل بلاد عراق نے اس سے بیعت کر لی۔ اور امین کا حال بگڑتا گیا۔ اور اُس کے لشکر میں ابتری پڑ گئی۔ اور خزانے ختم ہو گئے۔ رعایا سخت مصیبت میں مبتلا ہو گئی۔ اور شر و فساد بڑھ گیا۔ جدال و قتال سے شہر خراب ہو گیا۔ عمارتیں گر پڑیں۔ منجنیق اور روغن نفط نے اور بھی مصیبت

ڈھائی - حتیٰ کہ بغداد کی خوبصورتی برباد ہوگئی - اور شعراء نے اس کے مرثیے کہے - منجملہ ان مراثی کے جو بغداد میں کہے گئے - یہ دو شعر بھی ہیں :- شعر

بَکَیْتُ دَمًا عَلٰی بَغْدَادَ لَمَّا ۱ے ۔ فَقَدْتُ غَضَارَةَ الْعَیْشِ الْاَنِیْقِ
اَصَابَتْهَا مِنَ الْحُسَّادِ عَیْنٌ ۔ فَاَفْنَتْ اَھْلَھَا بِالْمَنْجَنِیْقِ

پندرہ ماہ تک بغداد کا محاصرہ رہا - اور اکثر عباسی اور ارکان دولت ماموں کے لشکر میں آملے اور بغداد کے کمینہ لوگوں کے سوار کوئی بھی امین کا ہمراہی نہ رہا - حتیٰ کہ ۱۹۸ھ ہجری کے شروع میں طاہر بن حسین بزور تلوار بغداد میں داخل ہوا - اور امین اپنی والدہ اور اہل و عیال کو لے کر مدینہ منصور میں چلا گیا - اور اس کا تمام لشکر پراگندہ ہوگیا - اور اس کے غلام اس سے علیحدہ ہوگئے - حتیٰ کہ پانی اور روزی سے تنگ آگیا -

محمد بن راشد کہتے ہیں - کہ ابراہیم بن مہدی نے مجھ سے بیان کیا - کہ میں مدینہ منصور میں امین کے ساتھ تھا - ایک رات مجھے بلایا - جب میں گیا تو کہنے لگا - کہ یہ رات کیسی عجیب ہے - اور چاند کی کیسی عجیب چاندنی ہے - اور اس کی روشنی پانی میں کیا بھلی معلوم ہوتی ہے - کیا تم اسوقت شراب پیوگے - میں نے کہا - کہ آپ کی مرضی - پھر ہم نے شراب کو پیا - بعد ازاں ایک کنیزک کو بلایا جس کا نام ضعف تھا - اور اس نے شعر سنانے کو کہا - تو اس نے یہ اشعار پڑھے :- شعر

کُلَیْبٌ ۲ے لَعَمْرِیْ کَانَ اَکْثَرَ نَاصِرًا ۔ وَاَیْسَرَ ذَنْبًا مِنْكَ ضُرِّجَ بِالدَّمِ

امین نے اسے بدفالی سمجھکر کہا - کہ کچھ اور گا - اس نے پھر یہ شعر پڑھے :- شعر

اَبْکٰی فِرَاقُھُمْ عَیْنِیْ فَاَرَّقَھَا ۔ اِنَّ التَّفَرُّقَ لِلْاَحْبَابِ بَکَّاءُ
وَمَا زَالَ یَعْدُوْ عَلَیْھِمْ دَھْرُھُمْ ۔ حَتّٰی تَفَانَوْا وَرَیْبُ الدَّھْرِ عَدَّاءُ

۱ے جب خوشی کی زندگانی رخصت ہوگئی - تو میں بغداد پر خون رویا - اسکو حاسدوں کی نظر لگ گئی - پس اس کے رہنے والے منجنیق سے فنا ہوئے ۱۲

۲ے مجھے اپنی عمر کی قسم ہے کہ کلیب سب سے بڑھکر مددگار تھا - اور اس کا گناہ تم سے کم تھا مگر اُسے قتل کردیا گیا ۱۲ مترجم

فَالْیَوْمَ اَبْکِیْھِمْ جُھْدِیْ وَاَنْدُبُھُمْ حَتّٰی اَؤُوْبَ وَمَا فِیْ مُقْلَتِیْ مَاءُ

(ترجمہ) اُن کے فراق نے مجھے رلایا۔ اور بیخواب کردیا۔ اور دوستوں کے جدا ہونے سے رونا آیا ہی کرتا ہے + زمانہ اُن پر ظلم کرتا رہا۔ حتیٰ کہ وہ فناہ ہوگئے۔ اور حوادث زمانہ آدمی کے سخت دشمن ہیں۔ پس میں آج اپنی وسعت کے موافق گریہ وزاری کرونگی۔ یہانتک کہ جسوقت رجوع کروں یعنی خاموشی اختیار کروں تو میری آنکھ میں آنسوؤں سے ایک قطرہ بھی پانی نہ ہوگا

امین نے کہا۔ خدا تجھ پر لعنت کرے۔ ان کے سوا تجھے کوئی اور شعر ہی نہیں آتے۔ اُس نے کہا مجھے خیال ہے کہ آپ اس طرح کے شعر پسند کرتے ہیں۔ پھر اس نے یہ شعر پڑھے شعر[1]

اَمَا وَرَبِّ السُّکُوْنِ وَالْحَرَکِ اِنَّ الْمُنَایَا کَثِیْرَۃُ الشَّرَکِ

مَا اخْتَلَفَ اللَّیْلُ وَالنَّھَارُ وَلَا دَارَتْ نُجُوْمُ السَّمَاءِ وَالْفَلَکِ

اِلَّا لِنَقْلِ السُّلْطَانِ عَنْ مَلِکٍ قَدْ زَالَ سُلْطَانُہٗ اِلٰی مَلِکٍ

وَمُلْکُ ذِی الْعَرْشِ دَائِمٌ اَبَدًا لَیْسَ بِفَانٍ وَلَا بِمُشْتَرِکٍ

امین نے کہا خدا تجھ پر لعنت کرے دفع ہوجا۔ جب وہ اٹھی۔ تو اسکی ٹھوکر سے ایک قیمتی بلوری گلاس ٹوٹ گیا۔ امین نے کہا کہ کچھ دیکھتے ہو۔ معلوم ایسا ہوتا ہے۔ کہ میرا وقت آ لگا ہے۔ میں نے کہا۔ کہ خدا تعالےٰ آپ کی عمر دراز کرے۔ اور آپ کا ملک قائم رکھے (ابھی میں اور کچھ کہنے نہیں پایا تھا) کہ دجلہ کیطرف سے آواز آئی۔ کہ جس امر کو تم پوچھا کرتے تھے اُسکا فیصلہ ہوگیا۔ اس پر امین غمگین ہو کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اور اس کے ایک دو روز بعد پکڑا گیا۔ اور قید ہوا۔ اور کچھ عجمی لوگوں نے قید خانہ میں گھسکر اسکو رات کے وقت قتل کر ڈالا۔ اور اس کے سر کو طاہر کے پاس لے گئے۔ اُس نے اُسے باغ کی دیوار پر لٹکا دیا۔ اور منادی کرادی کہ یہ سر امین معزول کا ہے۔ پھر اس کے جسم کو پہاڑ پر پھینک دیا۔ پھر طاہر نے امین کا سر چادر

---

[1] اُس خدائے تعالےٰ کی قسم ہے جس کے ہاتھ (قبضہ) میں حرکت وسکون ہے۔ کہ موتیں نہایت ہی تکلیف دہ ہوتی ہیں۔

(۲) (۳) راتیں دن ستارے۔ آسمان نہیں بدلے مگر اسلئے کہ سلطان کو ایک ملک سے بدر کردیں۔ اور تاکہ اُس کی سلطنت کو بدل دیں۔

(۴) خدا تعالیٰ صاحب عرش کا ملک ہمیشہ رہیگا۔ نہ وہ فنا ہوگا۔ اور نہ اسمیں کوئی شریک ہی ہوگا۔ ۱۲ مترجم۔

چھڑی اور مصلیٰ جو کھجور کے پتوں کا بنا ہوا تھا۔ مامون کے پاس بھجوا دیا۔ مامون کو اپنے بھائی کے قتل کا سخت صدمہ ہوا۔ کیونکہ وہ چاہتا تھا۔ کہ امین میرے پاس زندہ لایا جائے۔ اسلئے مامون طاہر پر سخت خفا ہوا۔ اور اسے بالکل نسیاً منسیاً کر دیا۔ اور وہ اسی طرح گمنامی میں کہیں مر گیا۔ اور امین کی بات درست نکلی۔ کہ اس نے طاہر بن حسین کی طرف ایک رقعہ لکھا تھا۔ کہ اے طاہر جس نے ہم پر ظلم کیا۔ یا حق تلفی کی اسکا سر تلوار سے تلوار گیا ہے۔ پس تو بھی اسکا منتظر رہو۔ ابراہیم بن مہدی نے امین کے قتل میں یہ شعر کہے ہیں:۔ شعر

عوجا بمغنی طلل داثر ۔۔۔ بالخلد ذات الصخر والآجر[1]

والمرمر المسنون یطلی به ۔۔۔ والباب باب الذهب الناضر

وابلغا عنی مقالا الی ۔۔۔ المولی عن المأمور والآمر

قولا له یا ابن ولی الهدی ۔۔۔ طهر بلاد الله من طاهر

لم یکفه ان حز اوداجه ۔۔۔ ذبح الهدایا بمدی الجازر

حتی اذا یسحب اوصاله ۔۔۔ فی شطن یغنی به الثائر

قد برد الموت علی جفنه ۔۔۔ فطرفه منکسر الناظر

ایک نے اس کے قتل میں ذیل کے اشعار کہے ہیں:۔ اشعار

---

[1] اے میرے دونوں دوستو! اس گھر پر آؤ۔ جو موضع خلد میں واقع ہے۔ اور وہ بالکل ویران ہو گیا ہے۔ اس میں اینٹیں اور پتھر بکھرے پڑے ہیں۔ اور سنگ مرمر کی صاف و شفاف سلیں پڑی ہیں۔ اور نہایت تازہ اور چمکدار سونے کے دروازے پڑے ہیں۔ وہاں جاکر میرے مالک کو خادمانہ عرض پہونچاؤ۔ اور اسے کہو۔ کہ اے والی ہدیٰ کے بیٹے طاہر سے اب خدا کی زمین پاک ہو گئی ہے۔ اور اس کی رگیں کاٹ دی گئیں جیسے ذبح کرنیوالے اونٹوں کی رگیں کھول دی جاتی ہیں۔ اور پھر اس کی ہڈیاں رستے میں باندھکر کھینچی گئیں۔ اور موت نے اس کی آنکھوں کو ڈھانپ لیا ہے اور اسکی آنکھ منکسر الناظر ہے ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ مترجم۔

لم نبکیک لماذا للطرب ۔ یا ابا موسیٰ وترویج اللعب
ولترک الخمس فی اوقاتها ۔ حرصاً منک علی ماء العنب
وشنیف انا لا ابکی له ۔ وعلی کوثر لا اخشی العطب
لم تکن تصلح للملک ولا ۔ تعطک الطاعة بالملک العرب
لم نبکیک لما عرضتنا ۔ للمجانیق وطوراً للسلب

خزیمہ بن حسن نے زبیدہ کی زبان سے ایک قصیدہ لکھا جس میں یہ شعر بھی تھے شعر

اتی طاهر لا طهر الله طاهراً ۔ فما طاهر فیما اتی بمطهر
فاخرجنی مکشوفة الوجه حاسراً ۔ وانهب اموالی واخرب ادور
یعز علی هارون ما قد لقیته ۔ وما مربی من ناقص الخلق اعور
تذکر امیر المؤمنین قرابتی ۔ فدیتک من ذی حرمة متذکر

ابن جریر لکھتے ہیں ۔ کہ جب امین بادشاہ ہوا ۔ تو اس نے خصیوں کو بڑی بڑی قیمت میں خریدا ۔ اور ان سے خلوت اختیار کی ۔ اور اپنی کنیزکوں اور بیویوں کو چھوڑ دیا ۔ اور

لہ اے ابو موسیٰ ہم تجھ پر اس واسطے نہیں روتے کہ تو کھیل کود میں لگا رہتا تھا ۔ اور پانچوں وقت کی نماز بھی نہیں پڑھا کرتا تھا ۔ اور نہ ہم تم پر اس واسطے روتے ہیں کہ تو شراب پیا کرتا تھا ۔ اور نہ اس واسطے روتے ہیں کہ تو شنیف و کوثر پر فریفتہ تھا ۔ تو خلافت کے لائق نہ تھا اسی لئے اہل عرب نے تیری اطاعت نہیں کی ۔ اور ہم تم پر اس واسطے نہیں روتے کہ تو نے ہمیں منجنیقوں اور لوٹ کے سامنے کر دیا ۱۲ ۱۲ مترجم

ٹہ خدا طاہر کو پاک نہ کرے نہ وہ طاہر ہے نہ مطہر ۔ اس نے مجھے کھلے بال اور کھلے منہ گھر سے نکالا ۔ اور میرے مال اور گھر کو خراب کر دیا ۔ میرا یہ حال اگر ہارون دیکھ لیتا ۔ تو یہ بات اس پر گراں گذرتی ۔ اس کی زندگی میں میرے پاس سے ناقص الخلق تک کوئی آدمی نہیں گذرا کرتا تھا ۔ اے امیر المؤمنین میری قرابت کو یاد کر کیونکہ تجھ پر ذی حرمت شخص کو قربان کر دیا ۱۲ ۱۲ مترجم

بعض لکھتے ہیں۔ کہ جب امین بادشاہ ہوا۔ تو اس نے تمام اطراف میں آدمی بھیجکر کھیلنے کودنے والوں کو طلب کیا۔ اور انکی بڑی بڑی تنخواہیں مقرر کیں۔ اور وحشیوں۔ درندوں اور پرندوں کا ذخیرہ کیا۔ اور اپنے اہل بیت اور امراء سے پردہ کرنا شروع کیا۔ اور جواہرات اور نفیس چیزوں کو ضائع کردیا۔ اور مختلف مقامات میں کھیلنے کیلئے محل بنائے۔ ایکدفعہ ایک شخص نے یہ شعر گایا:۔ شعر

هَجَرْتُكَ حَتَّى قُلْتَ لَا يَعْرِفُ الْهَوَى[1] ... وَزُرْتُكَ حَتَّى قُلْتَ لَيْسَ لَهُ صَبْرٌ

ایک کشتی سونے کی بھری ہوئی عطا کی۔ امین نے پانچ کشتیاں بنوائی تھیں جن سے ایک کی شکل شیر کی تھی۔ اور دوسری کی ہاتھی کی تیسری کی عقاب کی۔ چوتھی کی سانپ کی۔ اور پانچویں کی گھوڑے کی۔ اور ان کے بنوانے میں بہت سا مال خرچ کیا۔ اس پر ابونواس نے یہ شعر کہے:۔ اشعار

سَخَّرَ اللهُ لِلْأَمِينِ مَطَايَا[2] ... لَمْ تُسَخَّرْ لِصَاحِبِ الْمِحْرَابِ

فَإِذَا مَا رِكَابُهُ سِرْنَ بَرًّا ... سَارَ فِي الْمَاءِ رَاكِبًا لَيْثَ غَابِ

أَسَدًا بَاسِطًا ذِرَاعَيْهِ يَهْوِي ... أَهْرَتَ الشِّدْقِ كَالِحَ الْأَنْيَابِ

صولی کہتے ہیں کہ ابوالعینا لبندہ محمد بن عمرو رومی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ امین کا نوکر کوثر لڑائی دیکھنے کے لئے باہر نکلا۔ تو اس کے منہ پر آکر پتھر لگا۔ امین اس کے چہرے سے خون پونچھتا تھا۔ اور یہ شعر پڑھتا تھا:۔ شعر

ضَرَبُوا قُرَّةَ عَيْنِي[3] ... وَمِنْ اَجْلِي ضَرَبُوهُ

أَخَذَ اللهُ لِقَلْبِي ... مِنْ أُنَاسٍ أَحْرَقُوهُ

---

[1] میں نے تم سے جدائی اختیار کی یہانتک کہ تمہیں خیال ہوا کہ یہ محبت کو جانتا ہی نہیں اور پھر میں نے اسطرح آنا جانا شروع کیا کہ تم نے کہا کہ اسے صبر ہی نہیں ۱۲

[2] اللہ تعالےٰ نے امین کے لئے سواریاں ایسی مطیع کی ہیں کہ حضرت سلیمان کے لئے بھی ایسی مطیع نہیں تھیں۔ وہ پانی میں شیر پر سوار ہو کر چلتا ہے۔ اور اس نے اپنے بازو پھیلائے ہوئے ہیں۔ اور ترشرو ہے ۱۲

[3] میرے قرۃ العین کو محض میرے سبب انہوں نے مارا خدا میرا بدلہ ان لوگوں سے لے جنہوں نے اسکا منہ جھلس دیا ۱۲

آگے کچھ نہ کہہ سکا۔ عبداللہ بن تیمی شاعر سامنے آگیا۔ تو اُسے کہنے لگا کہ ان دو شعروں پر کچھ اور شعر ایزاد کرو۔ تو اُس نے کہا۔ شعر

مَا لِمَنْ اَهْوٰی شَبِیْهٌ ۔۔۔ فَبِهِ الدُّنْیَا تَتِیْهٗ
وَصْلُهٗ حُلْوٌ وَلٰکِنْ ۔۔۔ هَجْرُهٗ مُرٌّ کَرِیْهٗ
مَنْ رَأَی النَّاسَ لَهٗ ۔۔۔ اَلْفَضْلَ عَلَیْهِمْ حَسَدُوْهُ
مِثْلَ مَا قَدْ حَسَدَ الْقَائِمَ ۔۔۔ بِالْمُلْکِ اَخُوْهُ

امین نے اُسے تین خچر بھر درہموں کی انعام دیں۔ جب امین قتل ہوگیا۔ تو تیمی مامون کے پاس آیا۔ اور اُس کی مدح کی۔ مگر باریابی نہ پائی۔ آخر فضل بن سہل سے التجا کی۔ اُس نے اُسے درگاہ میں لے جا حاضر کیا۔ اُس نے سلام کیا۔ تو مامون نے کہا کہ آئیے تم نے ہی یہ شعر کہا ہے۔ شعر

مِثْلَ مَا قَدْ حَسَدَ الْقَائِمَ[۲] ۔۔۔ بِالْمُلْکِ اَخُوْهُ

اسپر تیمی نے یہ اشعار پڑھے:۔ اشعار

نَصَرَ الْمَأْمُوْنُ[۳] عَبْدَ اللّٰهِ لَمَّا ظَلَمُوْهُ
نَقَضَ الْعَهْدَ الَّذِیْ قَدْ ۔۔۔ کَانَ قِدَمًا اَکَّدُوْهُ
لَمْ یُعَامِلْهُ اَخُوْهُ ۔۔۔ بِالَّذِیْ اَوْصٰی اَبُوْهُ

اسپر مامون نے اسے دس ہزار درہم انعام دینے کا حکم دیا۔ اور اُسکی خطا معاف کردی کہتے ہیں کہ سلیمان بن منصور نے ایک دن امین کو کہا۔ کہ ابو نواس نے میری ہجو کی ہے۔ اسپر امین نے کہا۔ کہ اسے قتل کر دیجئے۔ کیونکہ اسی نے تو یہ شعر کہے ہیں:۔ اشعار

---

۱ میرے معشوق کا کوئی ہم شکل نہیں ہے۔ دُنیا اُسے دیکھکر حیران ہے + اُس کا وصل شیریں ہے۔ اور اس کا ہجر سخت تلخ ہے۔ لوگوں کا قاعدہ ہے۔ کہ جسکو اپنے سے بزرگ دیکھتے ہیں اسپر حسد کرتے ہیں۔ جیسا کہ ایک بادشاہ پر اُس کے بھائی نے حسد کیا ۱۲ مترجم

۲ جیسا کہ ایک بادشاہ پر اُس کے بھائی نے حسد کیا ۱۲ مترجم

۳ (۱) مامون پر جب لوگوں نے ظلم کیا۔ تو اُس نے عبداللہ پر فتح پائی +
(۲) انہوں نے اُس عہد کو توڑ دیا۔ جو مدت سے مؤکد ہو چکا تھا +
(۳) اُس کے بھائی نے اپنے باپ کی وصیت پر عمل نہ کیا ۱۲

لہ

أَهْدَى الثَّنَاءَ إِلَى الأَمِينِ مُحَمَّدٍ ۔۔۔ مَا بَعْدَهُ بِتِجَارَةٍ مُتَرَبِّصُ

صَدَقَ الثَّنَاءُ عَلَى الأَمِينِ مُحَمَّدٍ ۔۔۔ وَمِنَ الثَّنَاءِ تَكَذُّبٌ وَتَخَرُّصُ

قَدْ يَنْقُصُ بَدْرُ المُنِيرِ إِذَا اسْتَوَى ۔۔۔ وَبَهَاءُ نُورِ مُحَمَّدٍ مَا يَنْقُصُ

وَإِذَا بَنُو المَنْصُورِ عُدَّ حَصَاهُمُ ۔۔۔ فَمُحَمَّدٌ يَاقُوتُهَا المُتَخَلِّصُ

احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ امید ہے کہ خدا تعالےٰ امین کو صرف اسواسطے بخشدیگا۔ کہ اس نے اسمٰعیل بن علیہ کو جب کہ وہ اس کے پاس لایا گیا۔ کہا۔ اے حرامزادے تم ہی کہتے ہو۔ کہ کلام اللہ مخلوق ہے۔

مسعودی کہتے ہیں۔ کہ ابتک کوئی ہاشمی خلیفہ بطن ہاشمیہ سے سوائے علی بن ابی طالب اور حسن بن علی اور امین کے تخت خلافت پر نہیں بیٹھا۔ امین کی والدہ زبیدہ بنت جعفر بن ابوجعفر منصور تھی۔ اور نام اسکا امۃ العزیز تھا۔ اور زبیدہ اسکا لقب تھا۔

اسحاق موصلی کہتے ہیں۔ کہ امین میں بعض ایسی خصلتیں تھیں کہ جو کسی خلیفہ میں نہ تھیں وہ نہایت حسین اعلےٰ درجہ کا سخی اور والدین کیطرف سے شریف تھا۔ اور اعلےٰ درجے کا ادیب۔ شعر کا عالم تھا۔ لیکن لہو ولعب اسپر غالب آگیا تھا۔ اور باوجودیکہ وہ مال لٹانے میں بڑا سخی تھا۔ لیکن کھانا کھلانے میں بڑا بخیل تھا۔

ابوالحسن احمر کہتے ہیں کہ مجھے بسا اوقات وہ شعر جو نحوی مسائل کے لئے شاہد لایا جاتا ہے یاد نہ رہتا۔ تو امین مجھے بتلا دیا کرتا تھا۔ خلفاء کی اولاد میں سے امین اور مامون سے بڑھکر ذکی میں نے کوئی نہیں دیکھا ۔

امین محرم سنہ ۱۹۸ ہجری میں قتل ہوا۔ اسوقت اس کی عمر ۲۷ سال کی تھی۔ اس کے عہد خلافت میں اسمٰعیل بن علیہ۔ غندر۔ شقیق البلخی زاہد۔ ابومعاویہ ضریر۔ مؤرخ سدوسی۔ عبداللہ بن کثیر مقری۔ ابونواس شاعر۔ عبداللہ بن وہب صاحب مالک۔ ورش مقری اور وکیع وغیرہ علما فوت ہوئے ۔

لہ حقیقت میں خلیفہ اور تعریف کے لائق امین ہی ہے۔ اور اس کے بعد آنے والے تجارت کے منتظر ہیں بعض تعریفیں جھوٹی اور اٹکل پچو ہوتی ہیں مگر خلیفہ امین کی ثنا صحیح اور درست ہے جب چاند روشن پورا ہوجاتا ہے تو پھر گھٹنے لگتا ہے۔ مگر خلیفہ محمد امین کا نور اور تازگی اور رونق کبھی کم نہ ہوگی۔ جب منصور کے بیٹوں کی خصلتیں شمار کی جائیں تو محمد خالص یاقوت کی طرح نکلیگا ۔ مترجم

علی بن محمد نوفلی وغیرہ کہتے ہیں کہ سفاح ۔ منصور ۔ مہدی ۔ ہادی اور رشید میں سے کوئی بھی بر سر منبر اوصاف کے ساتھ نہیں بلایا گیا ۔ اور نہ ہی انکا نام القاب کے ساتھ خطوط میں لکھا گیا ۔ جب امین تخت خلافت پر بیٹھا ۔ تو منبر پر اوصاف کے ساتھ بلایا گیا ۔ اور خطوط میں اسطرح لکھا گیا :-

"منجانب عبداللہ محمد امین امیر المؤمنین وغیرہ وغیرہ"

عسکری اوائل میں لکھتے ہیں ۔ کہ پہلے پہل امین کو ہی منبر پر لقب کے ساتھ پکارا گیا ۔ جب امین کو معلوم ہوا ۔ کہ اسکا بھائی مامون اس کے عیب شمار کرتا ہے ۔ اور اپنے آپ کو اسپر فضیلت دیتا ہے ۔ تو اس نے اس کی ہجو میں یہ شعر کہے :- اشعار

لا تفخرن علیک بعد بقیۃٍ[1] ۔ والفخر یکمل للفتی المتکامل

واذا تطاولت الرجال بفضلھا ۔ فاربع فانک لیس بالمتطاول

اعطاک جدک ما ھویت وانما ۔ تلقی خلاف ھواک عند مراجل

تعلو المنابر کل یوم املاً ۔ ما لست من بعدی الید بواصل

تعیب من یعلو علیک بفضلہ ۔ وتعید فی حقی مقال الباطل

میں کہتا ہوں کہ یہ شعر نہایت اعلےٰ ہیں ۔ اگر یہ فی الحقیقت امین کے ہیں ۔ تو اس کے

---

[1] (۱) تو اپنے آپ پر فخر نہ کر ۔ کیونکہ ابھی فخر کرنے والے بہت سے لوگ باقی ہیں ۔ اور فخر وہی شخص کر سکتا ہے جو ہمہ وجوہ کامل ہو ۔

(۲) جب لوگ اپنے اظہار فخر کے لئے گردنیں لمبی کریں ۔ تو تو آرام سے بیٹھ ۔ کیونکہ تو اس لائق نہیں ہے کہ گردن بلند کرے ۔

(۳) اپنے والد کیطرف سے تو فخر کر سکتا ہے ۔ مگر اپنی والدہ مراجل (جو لونڈی تھی) کے دیکھنے سے تجھے وہ فخر بھول جائیگا ۔

(۴) تو ہر روز منبروں پر اس امید سے چڑھتا ہے ۔ کہ میرے بعد تجھے خلافت ملے ۔ حالانکہ یہ بات نہ ہو گی ۔

(۵) جو شخص تجھ سے افضل ہے تو اسے عیب لگاتا ہے ۔ اور میرے حق میں تو ایسی باتیں کرتا ہے ۔ جیسے کہ جاہل اور جھوٹے شخص کرتے ہیں ۔ ۱۲ مترجم

بھائی اور باپ سے اس کے شعر بہت اعلےٰ ہیں +

صُولی کہتے ہیں کہ امین نے جو اشعار اپنے خادم کوثر کی صفت میں کہے ہیں جبکہ میں لیٹا ہوا تھا اور وہ اُسے شراب پلا رہا تھا۔ اور ادھر سے چاند نے بھی طلوع کیا تھا بعض کہتے ہیں۔ کہ یہ شعر اس نے حسین بن ضحاک خلیع کی صفت میں کہے تھے۔ جو اسکا ندیم تھا اور کسی وقت اس سے علیحدہ نہیں ہوتا تھا۔ شعر

وَصَفَ الْبَدْرُ حُسْنَ وَجْهِكَ حَتّٰی	خِلْتُ اَنِّیْ اَرَاکَ وَمَا اَرَاکَا
وَاِذَا مَا تَنَفَّسَ النَّرْجِسُ الْغَضُّ	تَوَهَّمْتُهٗ نَسِیْمَ سَنَاکَا
خُدَعٌ لِلْمُنٰی تُعَلِّلُنِیْ فِیْکَ	بِاِشْرَاقِ ذَا وَنَکْهَتِ ذَاکَا
لَاُقِیْمَنَّ مَا حَیِیْتُ عَلَی الشُّکْرِ	لِهٰذَا وَذَاکَ اِذْ حَکَیَاکَا

اشعار ذیل بھی اُس نے اپنے خادم کوثر کی صفت میں کہے ہیں۔ اشعار

مَا یُرِیْدُ النَّاسُ مِنْ صَبٍّ	بِمَنْ یَهْوٰی کَئِیْبٍ
کَوْثَرٌ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ	وَسُقْمِیْ وَطَبِیْبِیْ
اَعْجَزُ النَّاسِ الَّذِیْ یَلْحٰی	مُحِبًّا فِیْ حَبِیْبِیْ

ط ۱ (۱) چاند نے بھی تیری خوبصورتی کی تعریف کی ہے۔ حتّٰی کہ میں نے خیال کیا کہ میں تجھے دیکھ رہا ہوں۔ مگر حقیقت میں نہیں دیکھ رہا +

(۲) جبکہ تروتازہ نرگس کھلتا ہے تو میں خیال کرتا ہوں کہ تیری روشنی کی باد نسیم آگئی ہے +

(۳) چاند کا چمکنا اور نرگس کی خوشبو بار بار مجھے تیری طرف رغبت دلاتی ہے +

(۴) جب تک میں زندہ رہوں گا۔ ان دونوں (یعنی نرگس اور چاند) کا شکریہ ادا کرتا رہونگا کیونکہ وہ دونوں تیرے مشابہ ہیں +

ط ۲ (۱) لوگ اُس عاشق سے کیا طلب کرتے ہیں۔ جو اپنے معشوق کے سبب غمگین ہے

(۲) کوثر (خادم) ہی میرا دین ہے۔ اور وہی میری دُنیا ہے۔ اور وہی میری بیماری ہے۔ اور وہی میرا طبیب ہے +

(۳) سب لوگوں سے عاجز وہ شخص ہے جو عاشق کو معشوق کے معاملہ میں ملامت کرتا ہے + ۱۲ مترجم

جب امین کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا - اور طاہر اس پر غالب ہو گیا - تو اس نے یہ شعر کہے :- اشعار[1]

یا نفس قد حق الحذر ، این المفر من القدر
کل امرء مما یخاف ، و یرتجیہ علی خطر
من یرتشف صفو الزمان ، یغص یوما بالکدر

صولی کہتے ہیں کہ ایک دن امین نے اپنے کاتب کو کہا - کہ عبداللہ محمد امیر المومنین کی طرف سے طاہر بن حسین کی طرف لکھ - "سلام علیک - اما بعد واضح ہو - کہ میرے اور میرے بھائی کے درمیان جو کچھ ہو رہا ہے - وہ طشت ازبام ہو چکا ہے - اور ممکن ہے کہ ہمارا کوئی دشمن ہماری اس نااتفاقی سے فائدہ اٹھائے - میں اس بات پر رضامند ہوں کہ اگر تم مجھے امن دو - تو میں اپنے بھائی کے پاس جاؤں - اگر وہ مجھے معاف کر دے - تو وہ اس کے لائق ہے - اور اگر مجھے قتل کر دے - تو بھی خیر - کیونکہ پتھر پتھر کو اور تلوار تلوار کو توڑا کرتی ہے - اگر مجھے کوئی درندہ پھاڑ کھائے تو اس بات سے اچھا ہے - کہ ایک کتا مجھ پر بھونکے" طاہر نے اس بات کو نہ مانا +

اسمٰعیل بن محمد یزیدی کہتے ہیں - کہ میرے والد امین و مامون سے گفتگو کیا کرتے تھے - تو وہ اسے نہائت فصیح کلام میں جواب دیا کرتے تھے - تو میرے والد کہا کرتے تھے کہ خلفائے بنی امیہ کے لڑکے بدویوں میں فصیح عربی سیکھنے کے لئے بھیجے جاتے تھے (اور تب جا کر وہ فصیح بنتے تھے) مگر تم تو ان سے بھی بڑھکر فصیح ہو +

صولی کہتے ہیں کہ امین سے سوائے اس ایک حدیث کے اور کوئی حدیث مروی نہیں چنانچہ مغیرہ بن محمد مہلبی کہتے ہیں کہ ایک روز حسین بن ضحاک کے پاس کئی ہاشمی بیٹھے ہوئے تھے - اور ان میں بعض متوکل کی اولاد میں سے بھی تھے - کسی نے امین کی بابت سوال کیا کہ ادب میں اس کی کیا حالت تھی - حسین بن ضحاک نے کہا کہ وہ ادیب کامل تھا - پھر کسی نے پوچھا کہ وہ فقہ میں کیسا تھا - انہوں نے کہا کہ مامون اس سے بڑھکر تھا - پھر

---

[1] اے نفس ! خوف ثابت اور یقینی ہو گیا ہے - اب قضاء و قدر سے کہاں بھاگ سکتے ہیں - ہر شخص جس بات سے ڈرتا ہے - یا جس کی وہ امید رکھتا ہے - خطرے میں ہے - اور جو شخص زمانہ کی اچھی چیزیں چکھتا ہے - وہ کسی نہ کسی دن اس کی برائی کو بھی چکھیگا - ۱۲ مترجم

کسی نے کہا کہ حدیث میں کیسا تھا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اس سے صرف ایک ہی حدیث سُنی ہے کہ جب اُسے اپنے غلام کے مرنے کی خبر پہونچی جبکہ وہ حج کو گیا ہوا تھا تو اُس نے اپنے والد سے بسندہ روائیت کی۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص حالتِ احرام میں ہی مر جائے وہ قیامت کے دن تکبیر کہتا ہوا اٹھایا جائے گا +

ثعالبی لطائف المعارف میں لکھتے ہیں کہ ابوالعینا کہا کرتے تھے۔ کہ اگر زبیدہ اپنے بال کھولے۔ تو اس کی ہر ایک لٹ میں ایک نہ ایک خلیفہ یا ولیعہد لٹکتا نظر آئے کیونکہ منصور اسکا دادا تھا اور سفاح اس کے دادے کا بھائی۔ اور مہدی اسکا چچا۔ رشید اسکا شوہر۔ امین اسکا لڑکا۔ ماموں اور معتصم اس کے سوتیلے بیٹے۔ اور واثق و متوکل سوتیلے بیٹوں کے بیٹے۔ اور ولیعہد تو بہت زیادہ ہیں۔ اسکی نظیر اگر کوئی ہو سکتی ہے تو بنی امیہ میں عاتکہ بنت یزید بن معاویہ تھی یزید اسکا باپ تھا۔ معاویہ دادا۔ معاویہ بن یزید اسکا بھائی۔ مروان بن حکم اسکا دیور۔ عبدالملک اسکا شوہر۔ یزید اسکا بیٹا۔ ولید اسکا پوتا۔ ولید ہشام اور سلیمان اس کے سوتیلے بیٹے۔ اور یزید اور ابراہیم اسکے سوتیلے پوتے +

ماموں عبداللہ ابوالعباس

ماموں عبداللہ ابوالعباس بن رشید جمعرات کو نصف ربیع الاول ۱۷۰ھ ہجری میں پیدا ہوا اسی رات ہادی فوت ہوا تھا۔ اس کے والد نے اسے ولیعہد کیا تھا۔ اسکی والدہ ام ولد تھی جس کا نام مراجل تھا۔ اور چلہ میں ہی مر گئی تھی۔

ماموں نے بچپن میں ہی تحصیل علم کیا۔ حدیث اپنے باپ۔ ہشیم۔ عباد بن عوام۔ یوسف بن عطیہ۔ ابو معاویہ ضریر۔ اسمٰعیل بن علیہ اور حجاج اعور سے سُنی۔ یزیدی اس کے ادب کے استاد تھے۔ فقہاء کو دُور دُور سے بلا کر جمع کیا۔ اور فقہ۔ علم عربیت۔ اور تاریخ میں ماہر ہوا۔ جب بڑا ہوا۔ تو فلسفہ اور علوم الاوائل کیطرف مائل ہوا۔ اور اِن میں کمال پیدا کیا۔ مگر ان کے پڑھنے سے وہ قرآن کے مخلوق ہونے کا قائل ہو گیا۔ اس سے اس کے بیٹے فضل نے اور یحیٰی بن اکثم۔ جعفر بن ابی عثمان طیالسی۔ امیر عبداللہ بن طاہر۔ احمد بن حارث شیعی۔ دعبل خزاعی وغیرہم نے روائیت کی ہے +

ماموں بنی عباس کے تمام لوگوں سے دانائی۔ ارادے۔ حلم۔ علم۔ رائے۔ زیرکی۔ ہیبت شجاعت۔ سرداری اور بخشش میں بڑھکر تھا۔ اگر مسئلہ خلق قرآن میں اسقدر سختی نہ کرتا تو

اپنی نظیر نہ رکھتا۔ بہر حال خاندان بنو عباس میں اس سے بڑھکر عالم کوئی تخت پر نہیں بیٹھا۔ نہایت فصیح و بلیغ اور پُرگو شخص تھا۔ کہا کرتا تھا۔ کہ معاویہ رضہ کو عمرو کی اور عبدالملک کو حجاج کی ضرورت تھی۔ مگر مجھے اپنے نفس کے سوا کسی کی حاجت نہیں

کہتے ہیں۔ کہ بنی عباس کے تین خلیفہ ہوئے ہیں۔ ایک فاتحہ۔ دوسرا واسطہ۔ تیسرا خاتمہ۔ فاتحہ سفاح تھا۔ واسطہ مامون اور خاتمہ معتضد تھا۔

کہتے ہیں کہ مامون نے بعض رمضانوں میں تینتیس مرتبہ قرآن شریف ختم کیا۔ مشہور ہے کہ مامون شیعہ تھا۔ اسی لئے اُس نے اپنے بھائی مؤتمن کو ولیعہدی سے معزول کردیا تھا۔ اور علی رضی کو خلیفہ مقرر کیا۔ ہم آگے چلکر اسکو بیان کرینگے۔

ابو معشر منجم کہتے ہیں کہ مامون ہمیشہ عدل میں کوشش کرتا۔ اور فقیہ النفس تھا۔ اور بڑے بڑے علماء میں سے شمار ہوتا تھا۔

رشید کہا کرتا تھا۔ کہ مامون میں منصور سی ہوشیاری۔ مہدی سی عبادت۔ ہادی سی عزت دیکھتا ہوں۔ اور اگر میں چاہوں تو اسے اپنے نفس کیطرف بھی منسوب کرسکتا ہوں امین کو میں نے اسپر مقدم تو کردیا ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اپنی خواہشات کی پیروی کریگا اور فضول خرچ ہوگا۔ لونڈیوں اور عورتوں کے ساتھ مشغول رہیگا۔ اگر ام جعفر اور بنی ہاشم کی خواہش نہ ہوتی۔ تو مامون کو امین پر مقدم کرتا۔

مامون اپنے بھائی کے قتل کے بعد ۱۹۸ھ ہجری میں مستقل خلیفہ ہوا۔ اور وہ اسوقت وہ خراسان میں تھا۔ اور کنیت اپنی ابو جعفر رکھی۔ صولی کہتے ہیں۔ کہ خلفاء اس کنیت کو پسند کیا کرتے تھے۔ کیونکہ یہ منصور کی کنیت تھی۔ اور اس کنیت کی ان کے دلوں میں بڑی قدر تھی۔ اور کہا کرتے تھے۔ کہ جس شخص کی یہ کنیت ہو۔ وہ منصور اور رشید کی طرح دیر تک زندہ رہتا ہے۔

۲۰۱ھ ہجری میں مامون نے اپنے بھائی مؤتمن کو ولیعہدی سے معزول کردیا۔ اور اپنے بعد علی رضی بن موسے کاظم بن جعفر صادق کو ولیعہد مقرر کیا۔ اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ وہ سخت شیعہ ہوگیا تھا۔ اور یہاں تک نوبت پہونچی تھی کہ خود خلافت چھوڑ کر علی رضی کو خلیفہ بنانے لگا تھا۔ رضا کا لقب اسی انکو دیا تھا۔ اور ان کے نام کا سکہ جاری کیا۔ اور اپنی بیٹی سے ان کی شادی کردی۔ اور تمام اطراف مُلک میں اس بات کا اعلان کرادیا سیاہ کپڑے پہننے کی ممانعت کردی۔ اور سبز کپڑے پہننے کا حکم دیا۔ بنی عباس پر یہ باتیں گراں گزریں۔ اور انہوں نے عذر کردیا۔ اور ابراہیم مہدی کو مبارک کا خطاب

دیکے اسی سے بیعت کرلی۔ مامون نے اس سے جنگ کرنے کے لئے لشکر روانہ کیا۔ اور جدال وقتال ہوتا رہا۔ اور مامون عراق کیطرف گیا۔ اور علی رضا نے ۲۰۳ھ ہجری میں انتقال کیا۔ مامون نے اہل بغداد کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔ اور لکھا۔ کہ تم مجھ پر علی رضا کی بیعت کرنے سے ناراض ہوئے تھے۔ سو وہ تو اب رہے ہی نہیں۔ انہوں نے اس کا نہایت سخت الفاظ میں جواب دیا۔ مامون اُسے سُنکر نہایت دلتنگ ہوا۔ بعد ازاں ابراہیم بن مہدی سے خفیۃً لوگ علیحدہ ہونے شروع ہوئے۔ اسلئے وہ روپوش ہوگیا۔ اور برابر آٹھ برس تک روپوش رہا۔ اس کی خلافت تقریباً دو برس رہی +

ماہ صفر ۲۰۴ھ ہجری میں مامون بغداد میں آیا۔ تو عباسیوں وغیرہم نے اس سے سیاہ لباس پہننے اور سبز لباس چھوڑنے کے بارے میں گفتگو کی پہلے تو مامون نے اس بات میں توقف کیا۔ مگر بعد ازاں مان لیا +

صولی سندہ روایت کرتے ہیں کہ مامون کے بعض گھر والوں نے کہا کہ تیرا مقصود اولاد علی بن ابی طالب کے ساتھ نیکی کرنے کا ہے۔ تو تو اس امر پر اسوقت تک زیادہ قادر ہے جب تک سلطنت وخلافت تیرے ہاتھ میں ہو۔ بخلاف اس کے کہ امر خلافت تیرے ہاتھ میں سے نکلکر ان کے ہاتھ میں چلا جائے۔ مامون نے کہا کہ یہ سب کچھ میں نے اسواسطے کیا ہے کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے۔ تو انہوں نے بھی بنی ہاشم سے کسی کو کسی عہدہ پر مقرر نہیں کیا۔ پھر حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما نے بھی ایسا ہی کیا۔ مگر جب حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے۔ تو انہوں نے عبداللہ بن عباس کو بصرہ کا۔ عبیداللہ کو یمن کا۔ معبد کو مکہ اور قثم کو بحرین کا حاکم بنایا۔ اور ان میں سے ہر ایک کو ایک نہ ایک عہدہ پر مقرر کر دیا۔ یہ امر اب تک ہمارے ذمہ چلا آتا تھا۔ میں نے ان کا بدلہ ان کی اولاد کو دیا +

۲۱۰ھ ہجری میں مامون نے بوران بنت حسن بن سہل سے نکاح کیا۔ جب باپ کی طرف سے کئی لاکھ کا جہیز ملا۔ حسن بن سہل نے برات کی سترہ روز تک دعوتیں کیں۔ اور پھر بہت سے رقعے لکھے جن میں کسی نہ کسی جاگیر کا نام لکھا تھا۔ پھر انہیں عباسیوں اور فوج کے جنرلوں پر پھینک دیا۔ جو رقعہ جس کے ہاتھ آیا۔ وہی جاگیر اسکو مل گئی۔ اور شب زفاف کے روز مامون کے ہاتھ سے دو صینیاں زر و جواہرات سے بھری ہوئی لوگوں کو لُٹا دیں +

۲۱۱ھ ہجری میں مامون نے اعلان کر دیا۔ کہ جو شخص معاویہ رضہ کو بخیر یاد کرے ہم اُس کی حفاظت سے دست بردار ہیں۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل

علی بن ابی طالب ہیں +

۲۱۲ھ ہجری میں مامون نے اپنے عقیدہ خلق قرآن کی اشاعت کی۔ اور ساتھ ہی اس بات کا اعلان کر دیا۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہما سے افضل تھے۔ اسوجہ سے لوگ اس سے سخت نفرت کرنے لگے۔ اور قریب تھا۔ کہ فتنہ و فساد برپا ہو۔ آخر اس کو ۲۱۸ھ ہجری تک ان عقائد کے اظہار و اشاعت میں صبر کرنا پڑا +

۲۱۵ھ ہجری میں مامون غزوہ روم کے لئے روانہ ہوا۔ اور قلعہ قرہ اور ماجد کو فتح کر کے پھر دمشق کی طرف واپس چلا آیا۔ پھر ۲۱۶ھ ہجری میں روم کو واپس گیا۔ اور کئی قلعوں کو فتح کر کے پھر دمشق میں واپس چلا آیا۔ اس کے بعد مصر میں گیا۔ (عباسیوں کا یہ پہلا تاجدار ہے جو مصر پہونچا) پھر ۲۱۷ھ ہجری میں دمشق و روم کی طرف واپس آ گیا +

۲۱۸ھ ہجری میں اس نے مسئلہ خلق قرآن میں لوگوں کا امتحان کیا۔ اور اسحاق بن ابراہیم خزاعی جو بغداد پر اس کی طرف سے حاکم تھا۔ ایک خط اس مضمون کا لکھا کہ امیر المومنین کو معلوم ہوا ہے۔ کہ عوام الناس سے بہت سے لوگ ایسے ہیں جو بالکل جاہل ہیں۔ اور علم کی روشنی ان کے دلوں میں نہیں ہے۔ وہ اللہ سے جاہل ہیں۔ اور دین متین کی حقیقت سے بے خبر ہیں۔ اور اس بات سے قاصر ہیں۔ کہ خدا کو اس کے قدر کے موافق جانیں۔ اس کی معرفت کی کنہ تک نہیں پہونچ سکتے۔ اور خدا اور اس کی خلقت میں فرق نہیں کر سکتے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ انہوں نے اللہ اور اس کی خلقت قرآن مجید کو مساوی بنا دیا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ قرآن مجید قدیم ہے۔ اللہ نے اسکو پیدا نہیں کیا۔ اور نہ اسے اختراع کیا ہے۔ حالانکہ خود خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا۔ تو جب خدا نے اُسے بنایا۔ تو گویا اُسے پیدا کیا۔ چنانچہ خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ۔ اور ایک جگہ اور فرمایا ہے۔ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے قرآن مجید کو ان امور کے بعد پیدا کیا ہے۔ ایک اور جگہ فرمایا ہے۔ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ۔ تو اس سے معلوم ہوا۔ کہ اللہ تعالےٰ اپنی کتاب کو مضبوط بنانے والا اور اس کی تفصیل کرنے والا ہے۔ پس وہ اسکا خالق ٹھیرا۔ پھر ان لوگوں نے اپنے آپ کو اہل سنت والجماعت کا لقب دیا۔ اور اپنے سوا دوسروں کو کافر کہنے لگے۔ اور اس دعوے کے ساتھ گردن بلند کی۔ اور جاہلوں کو فریب دیا۔ اور اس جماعت کا یہ دعوے دیکھ کر بہت سے ایسے لوگ جو اپنے آپ کو اہل حق شمار کرتے۔ اور حقیقت میں وہ کاذب ہیں ان کے ساتھ مل گئے۔ اور اپنے باطل کے ساتھ حق کو چھپا دیا۔ اور خدا کے سوا غیروں کو یہ عقیدہ علیہ متقر کیا

امیر المؤمنین کا خیال ہے۔ کہ یہ لوگ بدترین اُمت ہیں کہ توحید کے درجہ کو کم کر رہے ہیں۔ اور یہ جہالت کے برتن ہیں۔ اور کذب کے جھنڈے ہیں۔ اور ابلیس کی زبان ہیں جو دوستوں کے لباس میں بول رہا ہے۔ اور اپنے دشمنوں (یعنی اہل دین) کو خوف دلاتا ہے۔ جو شخص راہ راست سے گمراہ ہو جائے۔ اور ایمان بالتوحید کو چھوڑے۔ تو وہ اس لائق ہے کہ اُسے سچا نہ سمجھا جائے۔ اور اس کی شہادت قبول نہ کی جائے۔ اور نہ ہی اس پر اعتبار کیا جائے۔ کیونکہ وہ سب سے زیادہ گمراہ ہے۔ سب لوگوں سے جھوٹا وہ شخص ہے۔ جو خدا اور اس کی وحی پر افترا، باندھے۔ اور اٹکل سے باتیں کرے۔ اور خدا تعالےٰ کو جس طرح کہ پہچاننا چاہیئے۔ نہ پہچانے۔ اب سب قاضیوں کو جمع کر کے انہیں ہمارا یہ خط سُناؤ۔ اور ان کا امتحان لو کہ قرآن مجید کے مخلوق اور حادث ہونے میں ان کی کیا رائے ہے۔ اور انہیں بتلا دو کہ ہم نہ ان شخصوں سے اپنے عمل میں مدد لینگے۔ اور نہ ہی ان پر اعتماد کرینگے۔ جو اپنے دین پر قائم اور مضبوط نہ ہوں۔ پس جو اسکا اقرار کر لیں۔ ان سے کہدو۔ کہ وہ ان لوگوں کی جو اس کے مخلوق ہونے کا اقرار نہ کریں۔ گواہی قبول نہ کریں۔ اور جو کچھ وہ لوگ اس مسئلہ کا جواب دیں۔ وہ بھی قلمبند کر کے ہماری طرف لکھو۔ نیز ان سات شخصوں کو ہماری طرف روانہ کر دو۔ یعنی محمد بن سعد کاتب واقدی۔ یحیی بن معین۔ ابو خیثمہ۔ ابو مسلم مستملی۔ یزید بن ہارون۔ اسمٰعیل بن داؤد۔ اسمٰعیل بن ابی مسعود۔ اور احمد بن ابراہیم دورقی"

جب یہ ساتوں آدمی اس کے پاس پہونچے۔ تو مامون نے خلق قرآن میں انکا امتحان کیا۔ اور جب تک انہوں نے قرآن شریف کے مخلوق ہونے کا اقرار نہ کر لیا۔ ان کو رقہ سے بغداد میں نہ آنے دیا۔ پہلے تو ان سب نے اس مسئلہ میں توقف کیا۔ مگر آخر تقیہ کر کے قائل ہو گئے۔

مامون نے پھر اسحاق بن ابراہیم کو لکھا۔ کہ فقہاء اور مشائخ حدیث کو بلا کر اطلاع دیدے کہ مفصلہ بالا لوگوں نے خلق قرآن کو مان لیا ہے۔ اسحاق بن ابراہیم نے حکم شاہی کی تعمیل کی۔ جس پر بعض لوگوں نے مان لیا۔ مگر بعضوں نے نہ مانا۔ اور یحیی بن معین نے بھی کہدیا کہ ہم نے تلوار کے ڈر سے مانا ہے۔

مامون نے پھر اسحاق بن ابراہیم کو حکم بھیجا۔ کہ جو لوگ خلق قرآن کے منکر ہیں انکو طلب کرو۔ اسحاق نے احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ۔ بشر بن ولید کندی۔ ابو حسان زیادی۔ علی بن مقاتل۔ فضل بن غانم۔ عبید اللہ بن عمر قواریری۔ علی بن جعد۔ سجادہ ذیال بن ہیثم۔ قتیبہ بن سعد۔ سعدویہ وسطی۔ اسحاق بن اسرائیل۔ ابن ہرس۔

ابن علیہ اکبر۔ محمد بن نوح عجلی۔ یحییٰ بن عبدالرحمٰن عمری۔ ابو نصر تمار۔ ابو معمر قطیعی۔ محمد بن حاتم بن میمون۔ وغیرہم کو بلایا۔ اور مامون کا خط انہیں پڑھکر سنایا۔ ان سب نے سرگوشیاں اور اشارے اور کنایہ کر کے نہ اس مسئلہ کا اقرار کیا۔ اور نہ انکار ہی کیا۔ آخر اسحاق نے بشر بن ولید سے پوچھا۔ کہ آپ کیا کہتے ہیں۔ انہوں نے کہا مجھے تو امیر المؤمنین کا یہ عقیدہ مدت سے معلوم ہے۔ اسحاق نے کہا۔ کہ اب تو امیر المؤمنین نے تجدید کی ہے۔ اور ان کے خط کی تعمیل لازمی ہے۔ انہوں نے کہا۔ کہ میرا تو یہ قول ہے کہ قرآن مجید خدا کا کلام ہے۔ اسحاق نے کہا۔ میں یہ نہیں پوچھتا۔ بلکہ یہ بتلایئے کہ آپ اسے مخلوق مانتے ہیں۔ یا نہیں۔ انہوں نے کہا کہ جو کچھ میں کہ چکا ہوں اس سے زیادہ نہیں کہ سکتا اور میں امیر المؤمنین سے عہد کر چکا ہوں کہ میں اس مسئلہ میں کلام نہ کروں گا۔ پھر اسحاق نے علی بن مقاتل سے پوچھا۔ کہ آپ کیا کہتے ہیں۔ انہوں نے کہا۔ کہ میرا عقیدہ ہے کہ قرآن شریف کلام خدا ہے۔ اگر امیر المؤمنین کچھ اور کہیں۔ تو ہم اس کے ماننے اور سننے کو تیار ہیں۔ ابو حسان زیادی نے بھی ایسا ہی جواب دیا۔ پھر احمد بن حنبل رح سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ قرآن شریف کلام خدا ہے۔ اسحاق نے کہا۔ کہ وہ مخلوق ہے یا نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کہتا۔ ابن بکار اکبر نے کہا کہ میرا عقیدہ یہ ہے کہ قرآن مجید بنایا گیا ہے۔ اور محدث ہے۔ کیونکہ اسپر نص وارد ہے۔ اسحاق نے کہا کہ جو چیز بنائی جائے۔ وہ تو مخلوق ہوتی ہے۔ انہوں نے کہا۔ ہاں۔ اسحاق نے کہا۔ پھر تو قرآن مجید مخلوق ہوا۔ انہوں نے کہا۔ میں یہ نہیں کہتا۔ غرض اسحاق نے ان سب بیانات کو لکھکر خلیفہ کے پاس بھیجدیا۔

مامون نے ان کے جواب میں لکھا۔ کہ بتکلف اہل قبلہ بننے والوں کے جواب ہماری نظر سے گذرے۔ جو لوگ قرآن مجید کو مخلوق نہیں مانتے۔ انکو فتوے۔ روایت حدیث اور تدریس قرآن مجید سے منع کردو۔ بشر نے جو کچھ کہا ہے وہ جھوٹ ہے۔ امیر المؤمنین اور اس کے درمیان کوئی عہد نہیں ہوا۔ صرف میں نے اسے اپنے اعتقاد سے مطلع کیا تھا۔ اب انکو پھر طلب کرو۔ اور پوچھو۔ اگر وہ اپنے عقیدہ سے توبہ کریں تو اسکا اعلان کردو۔ اور اگر اپنے شرک پر اصرار کریں اور قرآن کے مخلوق ہونے کو نہ مانیں تو انکو قتل کردو۔ اور انکا سر ہمارے پاس بھیجدو۔ اور ایسا ہی ابراہیم بن مہدی کا بھی امتحان کرو۔ اگر بات کو قبول کرے۔ تو فبہا۔ ورنہ اسے بھی قتل کردو۔ اور علی بن مقاتل سے کہو کہ تم نے امیر المؤمنین کے سامنے تحلیل وتحریم کا دعوے نہیں کیا تھا۔ لـ اور

اب قرآن کے مخلوق ہونے میں احتیاط کرتے ہو) اور ذیال سے کہدو۔ کہ تم کو شہر انبار سے غلہ چرانے کا شغل ہی کافی تھا۔ (اس مسئلہ میں کیوں دخل دیتے ہو) اور احمد بن یزید بن عوام نے جو یہ کہا ہے کہ میں اس سے اچھا قرآن مجید کے بارے میں جواب نہیں دے سکتا۔ تو ان سے کہدو۔ کہ تم گو عمر میں بوڑھے ہو۔ مگر عقل میں بچے اور جاہل ہو۔ جب آدمی لکھا پڑھا ہو۔ تو اُسے ٹھیک جواب دینا چاہیئے۔ اگر وہ ایسا نہ کریں۔ تو تلوار ان کا علاج ہے۔ احمد بن حنبل سے کہدو۔ کہ امیر المومنین کو تمہارا بیان معلوم ہوا۔ یہ انکا جواب انکی جہالت اور آفت پر دلالت کرتا ہے۔ فضیل بن غانم سے کہدو۔ کہ تم امیر المومنین سے بھی نہیں ڈرے۔ اور مصر میں بحالت قاضی رہ کر ایک سال سے کم مدت میں بذریعہ رشوت اتنا مال جمع کرلیا۔ زیادی سے کہدو کہ تم نے دروغگوئی سے ایک ولاء کا دعوےٰ کیا تھا۔ مگر ابو حسان نے زیاد بن ابیہ کے مولےٰ ہونے سے انکار کردیا زیادی کسی اور باعث سے کہتے ہیں۔ ابو نصر تمار سے کہدو۔ کہ امیر المومنین نے تمہاری کم عقلی اور خساست معلوم کرلی ہے۔ اور ابن نوح اور ابن حاتم سے کہو کہ تم بوجہ سود کھانے کے توحید پر قائم نہیں رہ سکتے۔ اگر امیر المومنین محض انکے سود لینے کی خاطر اس سبب سے کہ قرآن مجید کی آیات ان جیسوں کے حق میں نازل ہوئی ہیں ان کے خون کو حلال سمجھتا۔ تو کافی تھا۔ چہ جائیکہ انہوں نے سود کے ساتھ شرک کو بھی جمع کیا۔ اور نصرانیوں کے مشابہ بن گئے۔ ابن شجاع سے کہدو۔ کہ میں تمہارے اس مال میں شریک ہوں جسکو تم نے امیر علی بن ہشام کے مال سے حلال سمجھ کر لے لیا تھا۔ اور سعدویہ واسطی سے کہدو۔ کہ خدا اس آدمی کا برا کرے جو تصنع حدیث اور حرص علے الریاست میں اس درجہ پر پہونچ گیا ہے کہ امتحان وآزمائش کے وقت کی خواہش کرتا رہتا ہے تاکہ لوگ کہیں کہ فلاں شیخ وامام امتحان کے وقت کسی سے نہیں ڈرا۔ اور اپنی بات پر قائم رہا۔ اور اس ذریعہ سے شہرت پاتا ہے۔ سجادہ نے جو یہ کہا ہے کہ میں نے کسی عالم سے قرآن کا مخلوق ہونا نہیں سُنا۔ اُس سے کہدو۔ کہ جو شخص علی بن یحییٰ وغیرہ کی امانتیں کھا گیا۔ اسکو توحید سے کوئی واسطہ نہیں۔ قواریری سے کہدو۔ کہ تمہارا مذہب اور برا طریقہ اور سخافت عقل رشوت لینے دینے سے ہی معلوم ہو رہے ہیں اور یحیی عمری اگر اولاد عمر بن خطاب سے ہے تو اسکا جواب معروف ہے۔ محمد بن حسن بن علی بن عاصم اگر سلف کا مقتدی ہے۔ تو جو اس نے کہا ہے۔ جھوٹ نہیں کہا ہے اور ابھی وہ بچہ ہے۔ جسکو کہ تعلیم کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور تمہارے پاس امیر المومنین

نے ابی مسہر روانہ کیا ہے - ہم نے اس کا خلق قرآن کے بارے میں امتحان لیا ہے - پہلے تو وہ گنگناتا رہا - اور صاف طور سے بات نہ کی - مگر جب قتل کی دھمکی دی - تو مان گیا اب اسے پھر بلا کر دریافت کرو - اگر وہ اس بات پر قائم ہے تو اسکا اعلان کر دو - نیز جن لوگوں کا ہم نے نام لیا ہے اگر وہ اپنے شرک سے باز نہ آئیں - تو انہیں قید کر کے ہمارے پاس بھیجدو - ہم ان سے پوچھینگے - اگر وہ باز نہ آئینگے تو انہیں قتل کیا جائیگا +

کہتے ہیں کہ یہ حکم سنکر احمد بن حنبل رح - سجادہ - محمد نوح اور قواریری کے سوا سب نے خلق قرآن کا اقرار کر لیا - اسحاق نے ان چاروں کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور اگلے روز پھر ان سے ان کا عقیدہ دریافت کیا - سجادہ اور قواریری نے تو ڈر کر مان لیا - مگر امام احمد بن حنبل اور محمد بن نوح نے نہ مانا - اسلئے ان دونوں کو روم کیطرف روانہ کر دیا - مگر مامون کو معلوم ہوا کہ جس جس نے اس بات کا اقرار کیا ہے محض جان کے خوف سے کیا ہے - اسپر وہ سخت ناراض ہوا - اور سب کو پیش کرنے کا حکم دیا - چنانچہ سب لوگ خلیفہ کے پاس روانہ کر دیئے گئے - لیکن یہ ابھی پہونچنے نہ پائے تھے - کہ مامون کے مرنے کی خبر ان کو پہونچی - اور خدا نے ان کی مشکلات کو آسان کر دیا +

مامون روم میں بیمار ہوا - اور جب مرض کی شدت ہوئی - تو اس نے اپنے بیٹے عباس کو بلا بھیجا - اور اسے خیال تھا - کہ عباس کے پہونچنے سے پہلے ہی رحلت کر جاؤنگا - لیکن عباس اس کی حالت نزع کے وقت پہونچ گیا - مگر اس کے آنے سے پیشتر ہی تمام شہروں کی جانب خط روانہ ہو چکے تھے - جن میں لکھا تھا - کہ یہ مامون اور اس کے بھائی ابو اسحاق کی طرف سے ہے - جو بعد میں خلیفہ ہونے والا ہے - بعض تو کہتے ہیں کہ یہ خطوط مامون کے حکم سے لکھے گئے تھے - مگر بعض کہتے ہیں - کہ اس کی غشی کی حالت میں انکا اجرا ہوا +

مامون نے بروز پنجشنبہ بتاریخ ۱۸ - رجب ۲۱۸ھ ہجری میں بمقام بذندون جو ارض روم میں واقع ہے انتقال کیا - اور وہاں سے طرطوس میں لا کر دفن کیا گیا +

مسعودی لکھتے ہیں - کہ مامون نے بذندون کے ایک چشمہ پر خیمہ لگایا ہوا تھا - اس کی خنکی - صفائی اور سرسبزی کو بہت ہی پسند کیا تھا - اتفاقاً چشمے میں اسے ایک ایسی چمکدار مچھلی نظر آئی جیسے چاندی ہوتی ہے - اسے پکڑنے کا حکم دیا - مگر پانی کی خنکی کے باعث کسی نے چشمے میں اترنے کی جرات نہیں کی - آخر مامون نے کہا - کہ جو شخص اسے پکڑ لائیگا میں اسے اپنی تلوار انعام دونگا - اسپر فراش چشمے میں اتر گیا -

اور اُسے پکڑ لایا۔ باہر آکر مچھلی پھڑپھڑائی۔ اور پھر پانی میں جا پڑی۔ مامون کے سینے اور گردن پر اس کی چھینٹیں پڑیں۔ اور کپڑے بھی تر ہو گئے۔ فراش پھر چشمہ میں اُترا اور فوراً مچھلی پکڑ لایا۔ مامون نے حکم دیا۔ کہ اسے ابھی بھونا جائے۔ اس کے بعد اُسے لرزہ سا چڑھ آیا۔ ہزار لحاف اوڑھے مگر لرزہ میں کمی نہ ہوئی۔ آخر پھر ارد گرد آگ جلائی گئی۔ اور مچھلی کے کباب بھی لائے گئے۔ مگر مامون چونکہ بیہوش تھا اسے بالکل نہ چکھا پھر جب ذرا ہوش آیا۔ تو اس نے مکان کے معنے عربی میں پوچھے۔ تو کسی نے کہا کہ اس کے معنے ہیں پیر پھیلاؤ۔ مامون نے اس سے بدفالی لی۔ پھر اس جگہ کا نام پوچھا۔ تو کسی نے کہا۔ اِسے رقہ کہتے ہیں۔ پیدائش کے وقت جو زائچہ بنایا گیا تھا اس سے معلوم ہوا تھا۔ کہ وہ رقہ میں مریگا۔ اِسلئے جینے سے مایوس ہو گیا۔ اور کہا۔ "اے خدا جس کا ملک کبھی زائل نہیں ہو گا۔ اس بندے پر رحم کر جس کا ملک زائل ہونیوالا ہے۔" جب اُس کی وفات کی خبر بغداد میں پہونچی۔ تو ابو سعید مخزومی نے یہ شعر کہے

شعر[۱]
هَلْ رَأَيْتَ النُّجُومَ أَغْنَتْ عَنِ الْمَأْمُونِ أَوْ عَنْ مُلْكِهِ الْمَأْسُوسِ
خَلَّفُوهُ بِعَرْصَتَيْ طَرْطُوسٍ + مِثْلَ مَا خَلَّفُوا أَبَاهُ بِطُوسِ

ثعالبی رح کہتے ہیں کہ خلفاء میں سے کسی باپ بیٹے کی قبر میں اتنا بُعد نہیں۔ جتنا رشید اور مامون کی قبر میں ہے۔ اور اسی طرح بنی عباس سے پانچ اور ایسے شخص ہیں جن کی قبروں میں بُعد المشرقین ہے۔ چنانچہ عبداللہ کی قبر طائف میں ہے۔ اور عبیداللہ کی مدینہ میں۔ اور فضل کی شام میں۔ اور قثم کی سمرقند میں۔ اور معبد کی افریقہ میں +

مامون کے مختصر حالات

لفطویہ نے لکھا ہے کہ حامد بن عباس بن وزیر کہتا ہے کہ ہم مامون کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ اُسے چھینک آئی۔ ہم نے یرحمک اللہ نہ کہا۔ مامون نے کہا۔ کہ تم نے جواب کیوں نہیں دیا۔ ہم نے کہا۔ کہ آپ کے جلال کے باعث۔ مامون نے کہا میں

[۱] نجوم نے مامون اور اس کے ملک سے موت کو دفع نہیں کیا۔ بلکہ لوگوں نے اسے سرزمین طرطوس میں دفن کر دیا۔ جیسا کہ اُس کے والد کو طوس میں دفن کیا تھا ۱۲ مترجم

ایسے بادشاہوں سے نہیں ہوں۔ جو دعا سے مستغنی ہوں +

ابن عساکر ابو محمد یزیدی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں ماموں کو پڑھایا کرتا تھا۔ ایک دن میں آیا۔ تو میں اپنے گھر میں تھا۔ میں نے نوکر کے ہاتھ اپنے آنے کی اطلاع اندر بھجوائی۔ مگر وہ نہ آیا۔ پھر دوسرا آدمی بھیجا تب بھی نہ آیا۔ میں نے کہا کہ یہ لڑکا اپنے اوقات فضول ضائع کرتا ہے۔ خادموں نے کہا کہ اس کے علاوہ ایک اور بات بھی ہے کہ جب آپ چلے جاتے ہیں تو اپنے خادموں کو مارتا پیٹتا ہے اور بہت ستاتا ہے۔ آج ذرا انکی ذرا گوشمالی کیجیئے۔ جب ماموں باہر نکلا تو میں نے اسے پکڑ منگوایا۔ اور اس کے سات بیدیں ماریں۔ ابھی وہ رو ہی رہا تھا کہ کسی نے کہا جعفر بن یحییٰ آیا ہے۔ یہ سنکر ماموں نے رومال لے کر آنسو پونچھے۔ اور اپنی جگہ پر جا کر بیٹھا۔ اور پھر کہا کہ جعفر بن یحییٰ کو کہو کہ اندر آ جائے۔ جب وہ اندر آیا۔ تو میں اٹھ کر باہر چلا گیا۔ اور ڈرتا رہا۔ کہ یہ کہیں جعفر سے میری شکایت نہ کرے۔ جعفر اس سے بات چیت کر کے اور اُسے ہنسا کر چلا گیا۔ میں پھر ماموں کے پاس آ بیٹھا۔ اور اس سے کہا کہ میں تو ڈر رہا تھا کہ کہیں تم جعفر سے نہ کہہ دو۔ ماموں نے کہا اے ابا محمد جعفر تو ایک طرف میں اپنے والد رشید سے بھی اسکا تذکرہ نہیں کرونگا۔ کیونکہ اس مار میں میرا ہی فائدہ ہے

عبداللہ بن محمد تیمی کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہارون الرشید نے سفر میں جانے کا ارادہ کیا اور لشکر کو تیاری کا حکم دیا۔ اور کہا کہ میں ایک ہفتہ کے بعد سفر کو روانہ ہونگا۔ لیکن ہفتہ گذر گیا۔ اور رشید سفر کو روانہ ہؤا۔ لوگ ماموں کے پاس جمع ہوئے۔ اور کہا کہ آپ دریافت کریں۔ ماموں نے یہ اشعار لکھکر ہارون رشید کے پاس بھیجے:۔ شعر

یَا خَیْرَ مَنْ دَبَّتِ الْمَطِیُّ بِہٖ [۵۱]	وَمَنْ تَقَدّٰی بِسَرْجِہٖ فَرَسٌ
ھَلْ غَایَۃٌ فِی الْمَسِیْرِ نَعْرِفُھَا	اَمْ اَمْرُنَا فِی الْمَسِیْرِ مُلْتَبِسٌ
مَا عِلْمُ ھٰذَا اِلَّا اِلٰی مَلِکٍ	مِنْ نُوْرِہٖ فِی الظَّلَامِ نَقْتَبِسُ
اِنْ سِرْتَ سَارَ الرَّشِیْدُ مُتَّبِعٌ	وَاِنْ تَقِفْ فَالرَّشَادُ مُحْتَبِسٌ

[۵۱] اے بہترین ان لوگوں کے جنہیں سواریاں لیکر چلی ہیں۔ اور جن کے گھوڑے پر ہمیشہ زین کسا رہا ہے کیا سفر میں جانے کا دن ہمیں معلوم ہوگا۔ یا یہ امر پوشیدہ ہی رہیگا۔ اسکا علم سوائے اس بادشاہ کے اور کسی کو نہیں جس کے نور سے ہم اندھیرے میں روشنی ڈھونڈتے ہیں۔ اگر آپ سفر جائیں۔ تو اقبال آپ کے ساتھ ہوگا۔ اور اگر آپ اقامت کریں۔ تو اقبال بھی وہیں مقیم ہوگا + مترجم

ہارون الرشید کو اب تک یہ معلوم نہ تھا کہ مامون شعر بھی کہا کرتا ہے۔ اس کی یہ نظم دیکھکر بہت خوش ہُوا۔ اور کہا بیٹا! تمہیں شاعری کیا کرنی ہے۔ شعر حقیر اور کمینہ لوگوں کیلئے زیادتی مرتبہ کا باعث ہے۔ مگر امراء کے لئے کمی مرتبہ کا سبب ہے +

اصمعی کہتے ہیں۔ کہ مامون کا نقش خاتم (عبداللہ بن عبداللہ) تھا +

محمد بن عباد کہتے ہیں کہ خلفاء میں سے سوائے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور مامون کے کوئی حافظ قرآن نہیں ہُوا۔ ہم اس حصر کی تردید پہلے کر آئے ہیں +

ابن عیینہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ مامون نے علماء کو جمع کیا۔ اور دربار عام میں بیٹھا۔ ایک عورت نے آکر کہا۔ اے امیر المومنین میرا بھائی فوت ہو گیا ہے۔ اور اس نے چھ سو دینار ترکہ چھوڑا ہے۔ لیکن لوگ مجھے صرف ایک دینار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہی تیرا حصّہ ہے۔ مامون نے تھوڑی دیر غور کر کے کہا۔ کہ وہ سچ کہتے ہیں۔ تیرے حصّہ میں اتنا ہی آتا ہے۔ علماء نے کہا امیر المومنین آپ کو یہ کیونکر معلوم ہُوا۔ مامون نے کہا۔ کہ اس کے بھائی نے دو لڑکیاں چھوڑی ہیں۔ دو تہائی یعنی چار سو دینار ان کو ملینگے۔ والدہ کو چھٹا حصّہ یعنی ایک سو دینار۔ اور بیوی کو آٹھواں حصّہ یعنی پچھتر دینار۔ اور بارہ بھائیوں کو فی کس دو دو دینار ملے۔ اور اس عورت کو جو متوفی کی ہمشیرہ ہے ایک دینار ملا +

محمد بن حفص انماطی کہتے ہیں کہ ہم نے عید کے روز مامون کے ساتھ چاشت کے وقت کھانا کھایا۔ دستر خوان پر تین سو قسم کے کھانے تھے۔ مامون ہر ایک قسم کے کھانے کی طرف اشارہ کر کے کہتا جاتا تھا۔ کہ یہ کھانا فلاں مرض کے لئے مفید ہے۔ اور فلاں مرض کے لئے مضر۔ تم سے جسکا مزاج بلغمی ہو۔ وہ یہ کھانا نہ کھائے۔ اور جسکا مزاج صفراوی ہو۔ وہ یہ کھانا۔ اور جس کے مزاج میں سودا غالب ہے۔ وہ اس کھانے کو ہاتھ تک نہ لگائے اور جو کم کھانا چاہے۔ وہ صرف اس کھانے پر اکتفا کرے۔ یحیٰی بن اکثم نے کہا۔ امیر المومنین اگر آپ طب میں غور و خوض کرنے لگتے ہیں۔ تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جالینوس بیٹھا ہے اور نجوم میں کلام کرتے وقت آپ ہرمس معلوم ہوتے ہیں۔ اور فقہ میں آپ علی بن ابیطالب سخاوت میں حاتم۔ صدق حدیث میں ابوذر۔ بزرگی میں کعب بن امامہ۔ وفا میں سموئل بن عادیا دکھائی دیتے ہیں۔ مامون اسبات کو سُنکر خوش ہُوا۔ اور کہا کہ انسان کو عقل کے باعث ہی فضیلت ہے۔ ورنہ گوشت اور خون وغیرہ چیزیں تو حیوانوں میں بھی پائی جاتی ہیں +

یحیٰی ابن اکثم کہتے ہیں کہ میں نے مامون جیسا کامل العقل شخص کوئی نہیں دیکھا ایک مرتبہ رات کو میں اس کے پاس سو رہا تھا۔ کہ یکایک بیدار ہو کر کہنے لگا۔ یحیٰی دیکھنا

میرے پاؤں کے پاس کیا ہے۔ میں نے دیکھکر کہا کہ کچھ نہیں ہے۔ مگر اسے اطمینان نہ ہوا اور کہا کہ شمع لاؤ۔ نوکروں نے فی الفور شمع لا حاضر کی۔ اور دیکھا تو اس کے بچھونے کے نیچے ایک لمبا سانپ بیٹھا ہوا تھا۔ نوکروں نے اُسے مار ڈالا۔ میں نے کہا کہ اور کمالوں کیساتھ آپ کو عالم الغیب بھی کہنا چاہئے۔ ماموں نے کہا معاذ اللہ۔ یہ تم کیا کہتے ہو۔ بات یہ ہے کہ میں نے ابھی غیب سے ایک آواز سنی کہ کوئی شخص یہ شعر پڑھ رہا ہے:۔ شعر

یَارَاقِدَ اللَّیْلِ اِنْتَبِہْ[۱] اِنَّ الْخُطُوْبَ لَھَا سَرَی

ثِقَۃُ الْفَتٰی بِزَمَانِہٖ ثِقَۃٌ مُحَلَّلَۃُ الْعُرٰی

یہ شعر سُنکر میری آنکھ فوراً کھل گئی۔ اور میں نے کہا کہ کوئی نہ کوئی حادثہ قریب یا بعید ہونے والا ہے۔ پھر میں نے سوچا کہ قریب تو بچھونا ہی ہے چنانچہ اس کے نیچے سے سانپ نکلا +

عمارہ بن عقیل کہتے ہیں کہ ابن ابی حفصہ شاعر نے مجھے کہا۔ کہ ماموں شعر کو پوری طرح پرکھ نہیں سکتا۔ میں نے کہا۔ کہ اس سے بہتر شعر کو سمجھنے والا کوئی بھی نہیں۔ کئی دفعہ ایسا اتفاق ہوا ہے کہ میں نے اسے ایک مصرع سُنایا۔ اور اس نے دوسرا مصرع بغیر اس کے کہ پہلے کبھی اسے سُنا ہو۔ فوراً پڑھدیا۔ ابن ابی حفصہ نے کہا کہ میں نے تو ایک دفعہ اسے نہائت اعلےٰ شعر سُنایا تھا۔ مگر اُس نے داد نہیں دی۔ اور وہ شعر یہ ہے :۔ شعر

اَضْحٰی[۲] اِمَامُ الْھُدٰی اَلْمَامُوْنُ مُشْتَغِلاً

بِالدِّیْنِ وَالنَّاسُ فِی الدُّنْیَا مَشَاغِیْلُ

یہ شعر سُنکر میں نے ابو حفصہ کو کہا۔ کہ اس شعر سے اسپر کیا اثر ہونا تھا۔ تم نے تو اسے ایک بڑھیا بنادیا۔ جو اپنے مصلے پر بیٹھی تسبیح ہلا رہی ہے۔ تم ہی بتلاؤ کہ جب ماموں دُنیا سے اعراض کرے۔ تو انتظام ملک کون کرے۔ حالانکہ اسکا انتظام اس کے ذمّے ہے۔ تم نے وہی مضمون کیوں نہ ادا کیا۔ جو تمہارے چچا نے ولید کی شان میں لکھا تھا۔ شعر

---

[۱] اے سونے والے بیدار ہو۔ کہ حوادث زمانہ چلے آرہے ہیں۔ آدمی کا زمانہ پر بھروسہ کرنا ایسا ہی ہے جس کی کوئی بنیاد نہیں۔ اور اُس کی گھنڈیاں کھل گئی ہیں ۱۲ مترجم

[۲] ماموں جو امام الہدیٰ ہے امور دینی میں ہی مشغول رہتا ہے۔ اور دوسرے لوگ دُنیاوی کاموں میں پھنسے رہتے ہیں ۱۲ مترجم

فَلَا ھُوَ فِی الدُّنْیَا مُضِیْعٌ نَصِیْبَهٗ[۱]

وَلَا عَرَضُ الدُّنْیَا عَنِ الدِّیْنِ شَاغِلُهٗ

ابن عساکر ابو عزین کاوش سے اور وہ محمد بن حسین سے اور وہ معافی بن زکریا سے اور وہ محمد بن محمود بن ابی الازہر خزاعی سے اور وہ زبیر بن بکار سے روایت کرتے ہیں کہ نضر بن شمیل نے کہا کہ میں بمقام مرو ماموں سے ملنے گیا۔ تو اس وقت میں ایک پھٹی ہوئی چادر اوڑھے ہوئے تھا۔ ماموں نے مجھے دیکھکر کہا۔ اے نضر امیر المومنین کے پاس تم ایسے کپڑے پہنکر آتے ہو۔ میں نے کہا کیا کروں مرو کی گرمی کا یہی علاج ہے۔ ماموں نے کہا یہ بات نہیں۔ بلکہ تم نے خود ایسی وضع اختیار کی ہے۔ پھر ہم نے حدیث میں کلام شروع کیا۔ تو ماموں نے کہا۔ کہ مجھ سے ہشیم بن بشیر نے حدیث بیان کی۔ اور وہ مجالد سے اور وہ شعبی سے اور وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب کوئی شخص کسی عورت سے اس کے دین وجمال کے باعث نکاح کرے۔ تو گویا اُس نے مفلسی کا دروازہ بند کردیا۔ میں نے کہا کہ ہشیم سے آپ کی روایت ٹھیک ہے۔ چنانچہ مجھ سے عوف اعرابی نے حدیث بیان کی۔ اور وہ حسن رض سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جب کوئی شخص کسی عورت سے بوجہ اس کے دین وجمال کے نکاح کرے۔ تو اس کو قوت لایموت ملجایا کرے گا۔ ماموں تکیہ لگائے بیٹھا تھا۔ سیدھا ہو بیٹھا۔ اور کہنے لگا۔ کہ تم نے جو لفظ سِداد بکسر پڑھا ہے غلط ہے۔ میں نے کہا۔ ہاں یہ ٹھیک ہے۔ اور یہ غلطی ہشیم نے ہی کی ہے اور وہ اکثر غلطیاں کیا کرتا تھا۔ ماموں نے کہا کہ اچھا پھر سَداد اور سِداد میں کیا فرق ہے میں نے کہا۔ کہ سَداد درستی اور راستی کردار کو کہتے ہیں۔ اور سِداد اس چیز کو کہتے ہیں جس سے رخنہ کو بند کردیا جائے۔ اور اس سے رفع احتیاج ہوجائے۔ ماموں نے کہا۔ کہ کیا عرب یہ فرق کرتے ہیں۔ میں نے کہا۔ کہ کیوں نہیں۔ عرجی جو حضرت عثمان رض کی اولاد سے ہے کہتا ہے شعر

أَضَاعُوْنِیْ[۲] وَاَیَّ فَتًی اَضَاعُوْا   لِیَوْمِ کَرِیْھَةٍ وَسِدَادِ ثَغْرٍ

---

۱ وہ اپنا دنیاوی حصہ بھی ضائع نہیں ہونے دیتا۔ اور نہ دنیا کا مال واسباب اُسے دینی شغل سے باز رکھتا ہے ۱۲

۲ (میری قوم نے) مجھے ضائع کردیا (اور ایک معمولی شخص کو ضائع نہیں کیا) بلکہ ایسے کامل جوان کو ضائع کیا جو جنگ اور سرحدوں کی رخنہ اندازی کے دن اُنکے کام آیا کرتا تھا +

یہ سُنکر ماموں نے بہت دیر تک سر نیچے ڈالے رکھا۔ پھر کہا۔ کہ جو شخص علوم ادبیہ سے واقف نہ ہو خدا اُسکا برا کرے۔ پھر مجھے کہا۔ اے نضر مجھے عرب کا کوئی نہایت ہی فریفتہ کرنے والا شعر سُناؤ۔ میں نے کہا۔ کہ ابن بیض کا قول ہے۔ جو حکم بن مروان کے شان میں کہتا ہے۔ شعر

۵۱

تَقُوْلُ لِیْ وَ الْعُیُوْنُ هَاجِعَۃٌ ‌ ‌ ‌ اَقِمْ عَلَیْنَا یَوْمًا فَلَمْ اُقِمْ

اَیَّ الْوُجُوْهِ انْتَجَعْتَ قُلْتُ لَهَا ‌ ‌ ‌ لِاَیِّ وَجْهٍ اِلَّا اِلَی الْحَکَمِ

مَتٰی یَقُلْ حَاجِبَا سُرَادِقِهٖ ‌ ‌ ‌ هٰذَا ابْنُ بِیْضٍ بِالْبَابِ یَتَبَسَّمُ

قَدْ کُنْتُ اَسْلَمْتُ فِیْکَ مُقْتَبِلًا ‌ ‌ ‌ هَیْهَاتَ اُدْخُلْ اَعْطِنِیْ سَلَمِیْ

پھر مجھے کہا۔ کہ اچھا عرب کا کوئی نہایت منصفانہ شعر سناؤ۔ میں نے کہا کہ ابن ابی عروبہ مدنی کہتا ہے :۔ اشعار

۵۲

اِنِّیْ وَاِنْ کَانَ ابْنُ عَمِّیْ عَاتِبًا ‌ ‌ ‌ لَمُزَاحِمٌ مِنْ خَلْفِهٖ وَ وَرَائِهٖ

وَمُفِیْدُهٗ نَصْرِیْ وَاِنْ کَانَ امْرَءًا ‌ ‌ ‌ مُتَزَحْزِحًا فِیْ اَرْضِهٖ وَسَمَائِهٖ

وَاَکُوْنُ وَالِیْ سِرِّهٖ وَاَصُوْنُهٗ ‌ ‌ ‌ حَتّٰی یَحِنَّ اِلٰی وَقْتِ اَدَائِهٖ

وَاِذَا الْحَوَادِثُ اَجْحَفَتْ بِسَوَامِهٖ ‌ ‌ ‌ قُرِنَتْ صَحِیْحَتُنَا اِلٰی جَرْبَائِهٖ

۵۱ جب سب لوگ سو سلا رہے تو میری اہلیہ مجھ سے کہنے لگی۔ آج یہیں اقامت کر۔ لیکن میں نے اقامت نہ کی۔ پھر اُس نے مجھ سے کہا کہ اچھا یہ تو بتلاؤ۔ کہ تم طلب منفعت کے لئے کس کے پاس جاؤ گے۔ میں نے جواب دیا۔ کہ سوائے حکم بن مروان کے میں اور کس کے پاس جاؤں۔ جب اس کے سراپردہ کے دربان اطلاع دیتے کہ ابن بیض حاضر ہے تو ہنستا ہے۔ میں نے آتے وقت تجھ سے بیع سلم کی تھی۔ اور اب میں آگیا ہوں۔ میری سلم مجھے عطا کیجئے +

۵۲ اگرچہ میرا چچا زاد بھائی مجھے عتاب کرتا رہتا ہے۔ مگر میں اس کی غیر حاضری میں اس کی حفاظت کرتا رہتا ہوں۔ اور اس کی مدد کرتا رہتا ہوں۔ اگرچہ وہ مستقل ارادہ شخص نہیں کبھی کچھ کہتا ہے۔ اور کبھی کچھ۔ میں اس کے راز کو پوشیدہ رکھتا ہوں۔ اور وہ بھی جب وہ راز مجھے بتلاتا ہے تو نرم ہو جاتا ہے۔ جب حوادث زمانہ اس کے اونٹوں کو ہلاک و نابود کر دیتے ہیں۔ تو ہمارے تندرست اونٹ اس کے خارشی اونٹوں کے ساتھ باندھے جاتے ہیں۔

وَاِذَا دَعَی بِاسْمِی لِیَرْکَبَ مَرْکَبًا　صَعْبًا قَعَدْتُ لَهٗ عَلٰی سِیْسَائِہٖ

وَاِذَا اَتٰی مِنْ وَجْهِہٖ بِطَرِیْقَةٍ　لَمْ اَطَّلِعْ فِیْمَا وَرَاءَ خِبَائِہٖ

وَاِذَا ارْتَدٰی ثَوْبًا جَمِیْلًا لَمْ اَقُلْ　یَالَیْتَ اَنَّ عَلَیَّ حُسْنَ رِدَائِہٖ

مامون نے کہا کہ عرب کا فاخر ترین شعر مجھے سناؤ۔ میں نے ابن عبدل کے یہ اشعار پڑھے

اشعار:۔ ؎

اِنِّی امْرُءٌ لَمْ اَزَلْ وَذَاكَ مِنَ اللّٰهِ　اَدِیْبًا اُعَلِّمُ الْاُدَبَاءَ

اُقِیْمُ بِالدَّارِ مَا اطْمَاَنَّتْ بِیَ الدَّارُ　وَاِنْ كُنْتُ نَازِحًا طَرِبًا

لَا اَحْتَوِیْ حَمْلَةَ الصَّدِیْقِ وَلَا　وَلَا اَتْبَعُ نَفْسِیْ شَیْئًا اِذَا ذَهَبَا

اَطْلُبُ مَا یَطْلُبُ الْكَرِیْمُ مِنَ الرِّزْقِ　بِنَفْسِیْ وَاُجْمِلُ الطَّلَبَا

اِنِّیْ رَاَیْتُ الْفَتَی الْكَرِیْمَ اِذَا　رَغَّبْتَهٗ فِیْ صَنِیْعَةٍ رَغِبَا

وَالْعَبْدُ لَا یَطْلُبُ الْعَلَاءَ وَلَا　یُعْطِیْكَ شَیْئًا اِلَّا اِذَا رَهِبَا

مِثْلُ الْحِمَارِ الْمُوَقَّعِ لِلسُّوْءِ　لَا یُحْسِنُ شَیْئًا اِلَّا اِذَا ضُرِبَا

لہ اور جب کہ وہ مجھے کسی سخت کام میں سوار ہونے کے لئے بلاتا ہے۔ تو میں اس کے آگے آگے چلتا ہوں۔ اور جب وہ کہیں سفر میں جاتا ہے تو میں اس کے گھر جا کر نہیں دیکھتا کہ وہاں کیا چھوڑ گیا ہے۔ اور جب وہ کسی دن اچھا کپڑا پہنتا ہے۔ تو میں یہ خواہش نہیں کرتا۔ کہ کاش یہ چادر مجھے مل جائے ۱۲ مترجم

سلہ خدا کا فضل ہے۔ کہ میں ہمیشہ ادیب رہا ہوں۔ اور ادیبوں کو پڑھاتا رہا ہوں۔ جب تک کوئی مکان میرے ساتھ موافق رہتا ہے۔ اسوقت تک میں اس میں رہتا ہوں۔ اگرچہ میں دور اور غمگین ہی کیوں نہ ہوں۔ میں اپنے دوست کے مال و اسباب کو نہیں لیتا۔ اور نہ اس چیز کے پیچھے جاتا ہوں جو چلی جائے۔ میں اپنے لئے ویسا ہی رزق طلب کرتا ہوں جیسا کہ سخی آدمی طلب کرتا ہے۔ اور طلب بھی نہایت اچھی طرح کرتا ہوں۔ سخی جوانمرد کا قاعدہ ہے۔ کہ جب تم اسے کسی کام کرنے کی رغبت دلاؤ تو وہ اس میں راغب ہو جاتا ہے۔ اور کمینہ شخص بلندی طلب نہیں کرتا۔ اور جب تک اُسے دھمکایا نہ جائے کوئی چیز بھی نہیں دیتا۔ بدبخت گدھے کی طرح ہے کہ جب تک مار نہ پڑے کوئی کام اچھی طرح نہیں کرتا۔

وَلَمْ اَجِدْ عُرْوَةَ الْعَلَائِقِ | اِلَّا الدِّيْنَ لَمَّا اخْتَبَرْتَ فَاحْسَبَا
وَقَدْ يُرْزَقُ الْخَافِضُ الْمُقِيْمُ وَمَا | شَدَّ بِعِيْسٍ رَحْلًا وَلَا قَتَبَا
وَيُحْرَمُ الرِّزْقَ ذُو الْمَطِيَّةِ وَ | الرَّحْلِ وَمَنْ لَا يَزَالُ مُغْتَرِبَا

مامون نے یہ اشعار سنکر کہا۔ اے نضر تم نے بہت خوب کہا۔ پھر کاغذ کا ایک ورق لیکر اُسپر کچھ لکھا۔ اور میں نہیں جانتا تھا کہ کیا لکھا ہے۔ پھر مجھ سے پوچھا کہ لفظ تراب سے افعل کے وزن پر کیسے بنیگا۔ میں نے کہا اترب۔ پھر پوچھا طین سے کیسے بنیگا۔ میں نے کہا طن۔ پھر پوچھا کہ جب کہنا ہو کہ اس خط پر مٹی ڈالی گئی ہے۔ تو کیا کہو گے۔ میں نے کہا سترب مطین۔ کہنے لگا کہ یہ پہلے سے اچھا کہا ہے۔ پھر مجھے پچاس ہزار درہم انعام دینے کا حکم دیا۔ اور خادم کو کہا۔ کہ مجھے فضل بن سہل کے پاس پہونچا دو۔ پس میں اُس کے ساتھ گیا۔ جب اُس نے خط کو پڑھا۔ تو کہنے لگا۔ اے نضر تم نے امیر المومنین کی طرف غلطی اعراب منسوب کی ہے۔ میں نے کہا معاذ اللہ میں نے تو کہا تھا۔ کہ ہشیم غلطی کیا کرتا ہے۔ اور امیر المومنین نے اس کے کلام کو نقل کیا۔ اس پر فضل نے اپنے پاس سے مجھے تیس ہزار درہم بطور انعام دیئے۔ پس میں اسی ہزار درہم لے کر اپنے گھر واپس آیا۔

خطیب محمد بن یاد اعرابی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ مامون نے مجھے بُلا بھیجا۔ جب میں گیا۔ اس وقت مامون یحیی بن اکثم کے ساتھ باغ میں ٹہل رہا تھا۔ اور وہ دونوں میری طرف پشت کئے جا رہے تھے۔ میں بیٹھ گیا۔ جب آتے وقت اونہوں نے میری طرف منہ کیا۔ تو میں کھڑا ہو گیا۔ اور سلام کیا۔ مامون نے یحیی سے کہا۔ اے ابا محمد یہ شخص کیسا با ادب ہے۔ جب تک ہماری اس کی طرف پشت تھی بیٹھا رہا۔ اور جب ہمیں آتے دیکھا۔ تو کھڑا ہو گیا۔ اور سلام کیا۔ پھر مجھ سے پوچھا۔ کہ ہند بنت عتبہ نے جو کہا ہے شعر

نَحْنُ بَنَاتُ طَارِقٍ | نَمْشِيْ عَلَى النَّمَارِقِ
نَمْشِيْ قَطَا الْمَهَارِقِ

ف۱ جیسا کہ تونے آزمالیا ہے سب علائق کا گنڈا اور وسیلہ دین ہے۔ یا حسب۔ کبھی تو ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ کمینہ اور مقیم شخص ہی رزق حاصل کرلیتا ہے۔ حالانکہ نہ اس نے اونٹ پر کجاوہ باندھا ہے۔ اور نہ پالان رکھا ہے۔ اور جو شخص ہمیشہ سفر کرتا رہتا ہے اور اونٹ بھی اُس کے پاس ہیں۔ وہ رزق سے محروم رہ جاتا ہے ف۲ ہم ستاروں کی لڑکیاں ہیں۔ گدیلوں پر اس طرح سے چلتی ہیں جیسے کہ جانور قطا صاف جنگل میں چلتا ہے ۱۲ مترجم

تو اس میں طارق کون شخص ہے۔ نسب میں غور کرنے سے معلوم ہوا ہے کہ اس کے بزرگوں سے کسی کا نام طارق نہیں ہوا۔ میں نے کہا۔ کہ اے امیر المومنین اس کے آباؤ اجداد سے تو واقعی اس نام کا کوئی شخص نہیں گذرا۔ مامون نے کہا۔ کہ اس نے طارق سے مراد ستارے لئے ہیں۔ اور بوجہ اپنے حسن وجمال کے اپنے آپ کو ان کی طرف منسوب کیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ میں نے کہا۔ کہ آپ کی یہ توجیہ واقعی ٹھیک ہے۔ مامون نے کہا کہ یہ اس مشکل کو میں نے پہلے حل کیا۔ پھر میری طرف عنبر کا ٹکڑا جو اس کے ہاتھ میں تھا پھینکا۔ جسے میں نے پانچہزار درہم سے فروخت کیا۔

ابن ابی عبادہ کہتے ہیں کہ مامون شاہانِ دنیا سے یگانہ شخص گذرا ہے۔ اور وہ فی الحقیقت اس نام کے قابل تھا۔

ابو داؤد کہتے ہیں۔ کہ مامون کے پاس ایک خارجی آیا۔ تو مامون نے اُسے کہا۔ کہ ہمارے خلاف پر تمہیں کس بات نے برانگیختہ کیا۔ اس نے کہا قرآن شریف کی اس آیت نے وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکٰفِرُوْنَ ۝ مامون نے کہا تمہیں معلوم ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ مامون نے کہا کونسی دلیل ہے۔ اس نے کہا اجماع اُمت سے۔ مامون نے کہا۔ کہ جیسے تم قرآن مجید کے بارے میں اجماع اُمت پر راضی ہوئے ہو۔ ایسے ہی اُنکے اجماع علے التاویل پر بھی راضی ہو جاؤ۔ اس نے کہا۔ آپ نے سچ کہا ہے السلام علیک یا امیر المومنین

ابن عساکر محمد بن منصور سے روایت کرتے ہیں۔ کہ مامون کہا کرتا تھا۔ کہ شریف کی یہ علامت ہے کہ اپنے سے برتر پر ظلم کرے۔ اور اپنے سے کم درجے والے کا ظلم برداشت کرے۔

سعید بن مسلم کہتے ہیں۔ کہ مامون کہا کرتا تھا۔ میں چاہتا ہوں کہ عفو کے بارے میں جو کچھ میری رائے ہے وہ مجرموں کو معلوم ہو جائے۔ تاکہ ان کا ڈر جاتا رہے اور وہ خوش ہو جائیں۔

ابراہیم بن سعید جوہری کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک مجرم مامون کے سامنے کھڑا ہوا۔ تو مامون نے کہا۔ بخدا میں تجھے قتل کرونگا۔ اس نے کہا اے امیر المومنین ذرا تحمل کو کام میں لائیے کہ یہ بھی نصف عفو ہے۔ مامون نے کہا اب تو میں قسم کھا چکا ہوں۔ اس نے کہا۔ کہ اگر آپ خدا کے سامنے بحیثیت حانث کے پیش ہوں تو اس سے ہزار درجہ بہتر ہے۔ کہ آپ بحیثیت ایک خونی کے پیش ہوں۔ یہ سنکر مامون

نے انکا خون معاف کر دیا +

خطیب ہروابی صلت عبدالسلام بن صالح سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ رات کو خلیفہ مامون کے ہاں سویا۔ چراغ گل ہونے لگا۔ اور مشعلچی اسوقت سو رہا تھا۔ مامون نے خود اٹھکر اسے درست کیا۔ اور کہنے لگا کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ میں غسلخانہ میں ہوتا ہوں۔ اور خدمتگار مجھے گالیاں نکالتے ہیں۔ اور مجھ پر طرح طرح کی تہمتیں لگاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ میں نے سُنا نہیں۔ اور میں انہیں ہمیشہ معاف ہی کر دیتا ہوں۔ اور کبھی جتلاتا بھی نہیں۔ کہ میں نے انکی باتیں سنی ہیں +

صولی عبداللہ بن ایوب سے روایت کرتے ہیں۔ کہ مامون ایسی باتوں پر حلم کیا کرتا تھا جنہیں سُنکر ہمیں غصہ آجاتا تھا۔ ایک دفعہ وہ دجلہ کے کنارے پر بیٹھا مسواک کر رہا تھا اور اس کے سامنے پردہ پڑا ہوا تھا۔ اور ہم سب اُس کے پاس کھڑے تھے۔ کہ اتنے میں ایک ملاح اُس کے سامنے سے گذرا۔ اور کہا کہ کیا تمہارا خیال ہے کہ اس مامون کی میری آنکھوں میں کچھ قدر ہے جس نے اپنے بھائی کو قتل کیا ہو۔ اس کی میری نگاہوں میں کچھ قدر نہیں مامون اس بات کے سُننے سے ذرا بھی خفا نہ ہوا۔ بلکہ ہنسکر کہا۔ کہ بھائی کوئی حیلہ بتاؤ کہ اس جلیل القدر شخص کی نظر میں میری قدر ہو جائے +

خطیب رح یحیٰی بن اکثم سے روایت کرتے ہیں کہ مامون سے بڑھکر بزرگ شخص میں نے نہیں دیکھا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں اس کے ہاں سویا ہوا تھا۔ کہ اُسے کھانسی آئی۔ تو اُس نے اس خیال سے کہ میں بیدار نہ ہو جاؤں اپنے منہ کو آستین سے بند کر لیا۔ نیز کہا کرتا تھا۔ کہ عدل کی ابتدا اپنے دوست اندرونی سے کرنی چاہئے۔ اور بعد ازاں ان سے جو ان سے ذرا کم درجے والے ہوں۔ اور اسی ترتیب درجہ سفلی تک پہونچنا چاہئے +

ابن عساکر یحیٰی بن خالد برمکی سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے مامون نے کہا۔ اے یحیٰی لوگوں کی حاجات کو پورا کرنا غنیمت سمجھو۔ کیونکہ آسمان بہت گردش کرنے والا اور زمانہ بہت ظلم کرنے والا ہے۔ یہ کسی کو ایک حالت اور نعمت پر نہیں چھوڑتے +

عبداللہ بن محمد زہری کہتے ہیں کہ مامون کہا کرتا تھا مجھے غلبہ قدرت سے غلبہ محبت زیادہ اچھا معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ غلبۂ قدرت زوالِ قدرت سے زائل ہو جاتا ہے۔ اور غلبہ محبت کو کوئی چیز زائل نہیں کرتی +

عتبی کہتے ہیں کہ میں نے مامون کو کہتے سنا ہے کہ جو شخص تمہاری نیک نیتی کی تعریف نہ کریگا۔ وہ تمہاری نیکی کا بھی ممنون نہ ہوگا +

ابو عالیہ کہتے ہیں کہ مامون کہا کرتا تھا کہ بادشاہ کا خوشامد پسند ہونا بہت بُرا ہے۔ اور اس سے بُرا قاضیوں کا معاملہ سمجھنے سے پہلے تنگدل ہونا ہے۔ اور اس سے بدتر فقیہوں کی معاملاتِ دین میں کم عقلی ہوتا ہے۔ اور اس سے بڑھکر بری بات امیروں کا بخیل ہونا اور بوڑھے آدمیوں کا مذاق کرنا اور جوانوں کا سستی کرنا اور سپاہیوں کا بزدلی کرنا ہے +

علی بن عبدالرحیم مروزی کہتے ہیں کہ مامون نے ایک دفعہ کہا کہ سب لوگوں سے بڑھکر اپنی جان پر ظلم کرنے والا وہ شخص ہے جو اس شخص کے قریب ہوتا ہے جو اس سے دُور رہتا ہے۔ اور اس شخص سے تواضع کرتا ہے جو اس کی عزت نہیں کرتا۔ اور ایسے شخص کی تعریف پر خوش ہوتا ہے جو اسے جانتا ہی نہیں

مخارق مغنی کہتا ہے کہ میں نے ایک دفعہ مامون کو ابو العتاہیہ کا یہ شعر سنایا۔ شعر

وَاِنِّی لَمُحْتَاجٌ اِلٰی ظِلِّ صَاحِبٍ ... یَرُوْقُ وَیَصْفُوْ اِنْ کَدِرْتُ عَلَیْہِ

تو کہنے لگا اسے پھر پڑھ۔ پس میں نے اُسے سات دفعہ۔ تو مجھے کہنے لگا۔ اے مخارق مجھ سے تمام سلطنت لے لے۔ اور ایسا ایک دوست مجھے لا دے +

ہدبہ بن خالد کہتے ہیں کہ ایک روز میں صبح کے کھانے میں مامون کے ساتھ شریک تھا جب دسترخوان اٹھا لیا گیا۔ تو فرش پر سے کھانے کے ریزے چنکر کھانے لگا۔ مامون نے دیکھکر پوچھا۔ کہ کیا تمہارا پیٹ نہیں بھرا۔ میں نے کہا پیٹ تو بھر گیا ہے۔ مگر مجھے حماد بن سلمہ نے بسندہ حدیث سنائی ہے کہ جو شخص دسترخوان کے نیچے سے ریزے اُٹھا کر کھاتا ہے۔ وہ کبھی محتاج نہیں ہوتا۔ یہ سنکر مامون نے مجھے ایک ہزار دینار عطا کئے

حسن بن عبدوس صفار کہتے ہیں کہ جب مامون نے بوران بنت حسن بن سعد سے نکاح کیا۔ تو لوگوں نے حسن کو بہت سے تحائف دیئے۔ ایک فقیر نے دو توشہ دان تحفۃً بھیجے۔ ایک میں نمک تھا۔ اور دوسرے میں اشنان گھاس۔ اور اس کے ساتھ اس مضمون کا رقعہ لکھ بھیجا:

میں آپ پر فدا کیا جاؤں۔ سرمایہ کی کمی نے میری علو ہمت کو کم کر دیا۔ لیکن یہ بات مجھے اچھی نہ لگی۔ کہ ایسے نیکی کے صحیفہ میں میرا نام نہ ہو۔ بدیں غرض میں نے خدمت اقدس میں نمک برکت کے لئے اور اشنان صفائی اور خوشبو کے لئے بھیجا ہے"

لہ میں ایسے دوست کا محتاج ہوں کہ جب میں اسپر خفا ہو جاؤں اور مجھے اُس سے کدورت پیدا ہو جائے تو وہ مجھ پر عنایت و شفقت کرے +

حسن یہ توشہ دان لیکر مامون کی خدمت میں گیا۔ اس کو یہ نسخہ بہت پسند آئی۔ حکم دیا کہ دونوں توشہ دانوں کو خالی کر کے دیناروں سے بھر کر واپس کیا جائے +

صولی محمد بن قاسم سے روایت کرتے ہیں کہ مامون کہا کرتا تھا مجھے عفو میں اسقدر مزا آتا ہے جس سے مجھے ڈر لگ رہا ہے کہ شاید مجھے اسکا ثواب ہی نہ ملے۔ اور اگر کو عفو سے میری محبت کی مقدار معلوم ہو جائے۔ تو گناہوں پر نہایت ہی دلیر ہو جائیں

خطیب منصور بر مکی سے روایت کرتے ہیں کہ رشید کی ایک کنیزک تھی جس پر مامون عاشق تھا۔ ایک روز وہ لوٹا ہاتھ میں لے کر ہارون الرشید کو وضو کرا رہی تھی۔ اور مامون ہارون الرشید کے پیچھے کھڑا تھا۔ اُسے بوسہ دینے کا اشارہ کیا۔ لونڈی نے آنکھ کے اشارے سے منع کیا۔ اور اس میں اسے پانی ڈالنے میں ذرا دیر لگ گئی۔ ہارون رشید نے اس کی طرف دیکھکر کہا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ وہ ذرا لیت و لعل کرنے لگی۔ رشید نے کہا۔ اگر سچ نہ بتاؤ گی۔ تو تمہیں ابھی قتل کرا دونگا۔ اس نے کہدیا۔ کہ عبداللہ مامون نے مجھے بوسہ دینے کا اشارہ کیا تھا۔ رشید نے جو مُڑ کر مامون کی طرف دیکھا۔ تو حیاء اور رعب کے باعث اس کی حالت قابلِ رحم بن گئی تھی۔ فوراً اسے گلے سے لگا لیا۔ اور پوچھا کہ تم اسے چاہتے ہو۔ مامون نے کہا۔ ہاں۔ رشید نے کہا۔ جاؤ۔ اسے اس کمرہ میں لے جاؤ۔ مامون اسے لے گیا۔ جب باہر نکلا۔ تو رشید نے کہا۔ کہ اس واقعہ میں کچھ شعر پڑھو۔ مامون نے فوراً یہ شعر پڑھ سنائے۔ شعر

ظَبْیٌ کَتَبْتُ بِطَرْفِی ؎۱ | عَنِ الضَّمِیْرِ اِلَیْہِ
قَبَّلْتُہٗ مِنْ بَعِیْدٍ | فَاعْتَلَّ مِنْ شَفَتَیْہِ
وَرَدَّ اَحْسَنَ رَدٍّ | بِالْکَسْرِ مِنْ حَاجِبَیْہِ
فَمَا بَرِحْتُ مَکَانِیْ | حَتّٰی قَدَرْتُ عَلَیْہِ

؎۱ ایک ہرن (یعنی معشوق) کو میں نے دل کی آنکھ سے اشارہ کیا۔ اور دُور سے ہی اُس سے بوسہ مانگا۔ مگر اُس نے اپنے ہونٹوں سے ٹالا۔ اور اپنے بھوؤں سے سوال کو رد کر دیا۔ میں۔ ابھی اپنی جگہ سے نہیں ہلا تھا۔ کہ مجھے اُس پر قابو مل گیا + ۱۲ ۱۲ ۱۲

۱۲ ۱۲ مترجم

ابن عساکر ابو خلیفہ فضل بن حباب سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بردہ فروش نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ میں مامون کے پاس ایک لونڈی لایا۔ جو اعلے درجہ کی شاعرہ فصیحہ ادب دان اور شطرنج کھیلنے والی تھی۔ میں نے اس کی دو ہزار دینار قیمت کی۔ مامون نے کہا میں ایک شعر کہتا ہوں۔ اگر یہ اس کے وزن پر دوسرا شعر بنادے۔ تو جو کچھ تم مانگتے ہو۔ میں تمہیں اس سے زیادہ دونگا۔ پھر مامون نے یہ شعر پڑھا۔ شعر

مَاذَا تَقُوْلِيْنَ فِيْمَا شَفَّهُ اَرَقٌ ۱؎ ۔۔۔ مِنْ جُهْدِ حُبِّكِ حَتّٰى صَارَ حَيْرَانَا

اس لونڈی نے فوراً یہ شعر پڑھ دیا:۔ شعر

اِذَا وَجَدْنَا مُحِبًّا قَدْ اَضَرَّ بِهٖ ۲؎ ۔۔۔ دَاءُ الصَّبَابَةِ اَوْلَيْنَاهُ اِحْسَانَا

صولی حسین خلیع سے روایت کرتے ہیں کہ جب مامون مجھ پر خفا ہوا۔ اور میرا وظیفہ بند کر دیا۔ تو میں نے اس کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا جس کے شروع میں یہ شعر تھے۔

شعر ۳؎

اَجِزْنِيْ فَاِنِّيْ قَدْ ظَمِئْتُ اِلَى الْوَعْدِ ۔۔۔ مَتٰى تُنْجِزُ الْوَعْدَ الْمُؤَكَّدَ بِالْعَهْدِ

اُعِيْذُكَ مِنْ خُلْفِ الْمُلُوْكِ وَقَدْ تَرٰى ۔۔۔ تَقَطُّعَ اَنْفَاسِيْ عَلَيْكَ مِنَ الْوَجْدِ

اَيَبْخَلُ فَرْدُ الْحُسْنِ عَنِّيْ بِنَائِلٍ ۔۔۔ قَلِيْلٍ وَقَدْ اَفْرَدْتُهٗ بِهَوًى فَرْدِ

حتیٰ کہ میں نے پھر یہ شعر کہے:۔ شعر

۱؎ تو اس شخص کے بارے میں کیا کہتی ہے۔ جو تیرے عشق کی تکلیف سے بیدار رہ کر لاغر ہو گیا ہے۔ حتیٰ کہ بالکل حیران ہے ۱۲

۲؎ جب کبھی کسی عاشق کو بیماریٔ عشق سے تکلیف زدہ دیکھتے ہیں۔ تو اس پر ہم احسان کرتے ہیں ۱۲ مترجم

۳؎ مجھے انعام عطا کیجئے۔ کیونکہ میں ادائیگی وغیرہ کا پیاسا ہوں۔ آپ وہ قسموں سے مؤکد عہد کب پورا کرینگے۔ میں آپ کو بادشاہوں کی وعدہ خلافی سے محفوظ سمجھتا ہوں حالانکہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ میرے سانس وجد سے ٹوٹ رہے ہیں۔ کیا حسن میں یگانۂ روزگار مجھ سے عطیۂ قلیل کا بخل کرے گا۔ حالانکہ میں نے اسے بنانے میں یگانہ کیا ہے ۱۲ مترجم

رَأَى اللّٰهُ عَبْدَ اللّٰهِ خَيْرَ عِبَادِهٖ ۔۔۔ فَمَلَّكَهُ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِالْعَبْدِ[1]

أَلَا إِنَّمَا الْمَأْمُوْنُ لِلنَّاسِ عِصْمَةٌ ۔۔۔ مُفَرِّقَةٌ بَيْنَ الضَّلَالَةِ وَالرُّشْدِ

مامون نے کہا۔ اس نے بہت خوب کہا ہے۔ لیکن یہ اشعار بھی تو اسی کے ہی ہیں شعر

أَعَيْنَايَ جُوْدَا وَابْكِيَا لِيْ مُحَمَّدًا[2] ۔۔۔ وَلَا تَذْخَرَا دَمْعًا عَلَيْهِ وَأَسْعِدَا

فَلَا تَمَّتِ الْأَشْيَاءُ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ۔۔۔ وَلَا زَالَ شَمْلُ الْمُلْكِ فِيْهِ مُبَدَّدَا

فَلَا فَرِحَ الْمَأْمُوْنُ بِالْمُلْكِ بَعْدَهٗ ۔۔۔ وَلَا زَالَ فِي الدُّنْيَا طَرِيْدًا مُشَرَّدَا

پس یہ شعر ان کے عوض میں ہوئے۔ اور ہمارے پاس اس کے لئے کچھ انعام نہیں۔ حاجب نے عرض کیا۔ کہ حضور کی عادتِ عفو کہاں گئی۔ کہنے لگا ہاں یہ بات ہے۔ اچھا۔ جاؤ۔ اسے انعام بھی دیدو۔ اور اسکا وظیفہ بھی جاری کردو۔

حماد بن اسحاق سے مروی ہے۔ کہ جب مامون بغداد میں آیا۔ تو ہر اتوار کو صبح سے ظہر تک کچہری کیا کرتا تھا۔ اور لوگوں کا انصاف کرتا تھا*

محمد بن عباس کہتے ہیں۔ کہ مامون کو شطرنج کھیلنے کا بڑا شوق تھا۔ کہا کرتا تھا کہ اس سے ذہن تیز ہوتا ہے۔ بہت سی باتیں اس نے شطرنج میں ایجاد کی تھیں۔ کہا کرتا تھا۔ کہ مجھے کوئی شخص یہ نہ کہا کرے۔ کہ آؤ شطرنج کھیلیں۔ بلکہ کہا کرو۔ آؤ مزاولت کریں۔ یا سستی اور ثقل کو دور کریں۔ مامون خود اچھی طرح نہیں کھیل سکتا تھا۔ اور کہا کرتا تھا کہ میں بساطِ دنیا کا انتظام کرسکتا ہوں۔ مگر اس دو مربع بالشت بساط پر مجھے دسترس نہیں۔

ابن سعید کہتے ہیں کہ دعبل نے مامون کی ان اشعار سے ہجو کی ہے شعر

---

[1] خدا نے عبد اللہ کو بہترین خلقت سمجھ کر بادشاہ بنادیا۔ اور اللہ اپنے بندوں کے حال سے خوب آگاہ ہے۔ آگاہ ہو جاؤ۔ کہ خلیفہ مامون لوگوں کے لئے بچاؤ ہے۔ اور گمراہی اور رشد میں فرق کرنے والا ہے ۱۲

[2] اے میری دونوں آنکھو بخشش کرو۔ اور خلیفہ محمد امین پر رو دو۔ اور آنسوؤں کا ذخیرہ نہ کرو۔ بلکہ رونے میں مجھے خوب مدد دو۔ خدا کرے محمد کے بعد کوئی چیز پوری نہ ہو۔ اور ملک کی پراگندگی کبھی دور نہ ہو۔ اور اس کے بعد مامون کبھی چین سے بادشاہی نہ کرے۔ اور ہمیشہ دنیا میں مصائب میں ہی گرفتار رہے ۱۲ مترجم

اِنِّیْ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ سُیُوْفُھُمْ ۔ قَتَلَتْ اَخَاکَ وَشَرَّفَتْکَ بِمَقْعَدٖ[1]

اَشَادُوْا بِذِکْرِکَ بَعْدَ طُوْلِ خُمُوْلِہٖ ۔ وَاسْتَنْقَذُوْکَ مِنَ الْحَضِیْضِ الْاَوْھَدٖ

مامون نے ان شعروں کو سنکر صرف یہی کہا کہ دعبل بہت بے حیا ہے۔ میں کب گمنام تھا میں تو خلفاء کی گود میں پلا ہوں۔ اور اُسے کوئی سزا نہ دی ❖

طرق عابدہ سے مروی ہے کہ مامون نبیذ پیا کرتا تھا ❖

جاحظ سے مروی ہے کہ مامون کے دوست کہا کرتے تھے کہ مامون کے چہرے اور تمام جسم کا رنگ یکساں ہے۔ لیکن اس کی پنڈلیاں ایسی زرد ہیں۔ گویا کہ زعفران سے رنگی گئی ہیں ❖

اسحاق موصلی سے مروی ہے کہ مامون کہا کرتا تھا کہ گانا وہی اچھا ہوتا ہے جس سے سامع کو لطف آجائے خواہ غلط ہو یا ٹھیک ❖

علی بن حسین سے مروی ہے۔ کہ ایک دفعہ محمد بن حامد مامون کے پیچھے کھڑا تھا اور مامون اُس وقت نبیذ پی رہا تھا۔ کہ اس کی ایک کنیزک غریب نامی نے نابغہ جعدی کا یہ شعر پڑھا ع

کحاشیۃ البرد الیمانی المسھم

مامون کو یہ بے محل گانا بہت برا معلوم ہوا۔ کہنے لگا۔ اگر مجھے اس گانے کی وجہ معلوم نہ ہوئی۔ تو میں رشید کا بیٹا ہی نہیں۔ اگر میں اسپر سخت سزا نہ دوں۔ اور اگر کوئی سچ بتلادے۔ تو میں اس سچ بولنے والے کی حاجت بھی پوری کردونگا۔ اور اسے معاف بھی کردونگا۔ محمد بن حامد نے کہا کہ یہ قصور مجھ سے ہی سرزد ہوا ہے۔ میں نے اس سے اشارہ میں بوسہ مانگا تھا۔ مامون نے کہا۔ اب سچی بات معلوم ہوئی۔ کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہارا اس سے نکاح کردوں۔ محمد بن حامد نے کہا۔ ہاں۔ مامون نے کہا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ ۰ میں نے اپنی کنیزک غریب کا محمد بن حامد سے فرمانِ خداوندی اور سنت رسول کے موافق بعوض مہر

---

[1] میں اُن لوگوں سے ہوں جنکی تلواروں نے تیرے بھائی کو قتل کیا۔ اور تجھے تخت پر بٹھنے کی عزت عطا کی۔ اور انہوں نے ہی تیرے ذکر کو بلند کیا۔ حالانکہ اس سے پہلے وہ گمنام تھا۔ اور انہوں نے ہی تجھے پستی کے گڑھے سے باہر نکالا ❖ ۱۲ مترجم

چار سو درہم نکاح کر دیا۔ جا اب اسے لے جا معتصم دہلیز تک ساتھ گیا۔ اور کہا کہ اجرت دلالی دلواؤ۔ محمد بن حامد نے کہا کہ لے لیجئے۔ معتصم نے کہا۔ کہ اجرت دلالی صرف یہ ہے کہ آج رات مجھے یہ گانا سناتی رہے۔ چنانچہ تمام رات وہ اسے گانا سناتی رہی۔ اور محمد بن حامد دروازے پر کھڑا رہا۔ جب وہ باہر نکلی تو وہ اسے اپنے گھر لے گیا +

ابن ابی داؤد سے مروی ہے کہ شاہ روم نے مامون کو دو سو رطل مشک اور دو سو سمور ہدیۃً بھیجے۔ مامون نے حکم دیا۔ کہ اس کے عوض اسے اس سے دگنا مال روانہ کرو۔ تاکہ اسے شوکتِ اسلام معلوم ہو +

ابراہیم بن حسین سے مروی ہے کہ ایک دفعہ مدائنی نے مامون کو کہا کہ معاویہ رضہ نے کہا تھا۔ کہ بنو ہاشم شجاع۔ تیز فہم اور گویا ہوتے ہیں۔ اور ہم میں سے سردار زیادہ ہوتے ہیں۔ مامون نے کہا۔ کہ اس قول میں انہوں نے ایک بات کا اقرار کیا ہے۔ اور ایک کا دعوے کیا ہے دعوے میں تو وہ خصم ہیں اور اقرار میں مخصوم +

اسامہ سے مروی ہے کہ احمد بن ابو خالد ایک روز مامون کے سامنے کوئی تحریر پڑھنے لگا اور شروع میں ہی کہا کہ فلاں ثریدی جو یزیدی ہے۔ کہتا ہے۔ مامون ہنس پڑا اور کہا او نوکر ابو العباس کے لئے کھانا لاؤ۔ کیونکہ ابھی یہ بھوکے معلوم ہوتے ہیں۔ احمد بہت شرمایا۔ اور کہنے لگا۔ میں بھوکا تو نہیں۔ کم بخت لکھنے والے نے ہی ی پر تین نقطے لگا کر ث بنا دیا ہے مامون نے کہا۔ اچھا کھانا تو کھالو۔ جب وہ کھانا کھا چکا۔ تو پھر تحریر پڑھنے لگا۔ تو بجائے حمصی کے خبیصی کہ گیا۔ مامون پھر ہنسا اور کہا کہ ان کے لئے خبیص (حلوا کی ایک قسم ہے) لاؤ احمد نے کہا کہ جب لکھنے والا ہی احمق ہو۔ تو میں کیا کروں ۔م اس نے ہ کو کھول کر لکھا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کہ ب ہے۔ مامون ہنس کر کہنے لگا۔ کہ اگر وہ بیوقوف نہ ہوتا تو تم آج بھوکے رہ جاتے +

ابو عباد کہا کرتے تھے میں نہیں جانتا۔ کہ مامون سے بڑھکر شریف بزرگ اور سخی خدا تعالےٰ نے کسی کو پیدا کیا ہو

مامون کو معلوم ہوا۔ کہ احمد بن ابو خالد بڑا حریص ہے۔ اور اس کا بھی یہ حال تھا۔ کہ جب کوئی ضرورت پڑتی۔ تو بن بلائے آموجود ہوتا۔ ایک روز آکر کہنے لگا۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو میری کچھ تنخواہ مقرر کر دیں۔ کیونکہ میں محتاجوں کو کھانا کھلاتا رہتا ہوں۔ مامون نے اس کے روزانہ خرچ کے لئے ایک ہزار درہم مقرر کر دیا۔ لیکن وہ باوجود اس کے دوسروں کی ہانڈیاں چاٹتا پھرا کرتا تھا۔ اسی کے بارے میں دعبل شاعر کہتا ہے :- شعر

شَکَرْنَا الْخَلِیْفَۃَ اِجْرَائَہٗ ۔ عَلٰی ابْنِ اَبِیْ خَالِدٍ نُزُلَہٗ
فَکَفَّ اَذَاہُ عَنِ الْمُسْلِمِیْنَ ۔ وَصَیَّرَ فِیْ بَیْتِہٖ شُغْلَہٗ

ابوداؤد کہتے ہیں کہ میں نے سُنا کہ مامون ایک شخص کو کہہ رہا ہے کہ چاہے یہ عذر ہو یا رکت میں نے تجھے بخشدیا۔ تو گناہ کرتا رہیگا۔ میں احسان کرتا رہونگا۔ اور معاف کرتا رہونگا۔ حتیٰ کہ عفو ہی تیری اصلاح کرے گی +

حافظ رحمۃ سے مروی ہے کہ تمامہ بن اشرس کہا کرتا تھا۔ کہ جعفر بن یحییٰ برمکی اور مامون سے زیادہ بلیغ شخص میں نے کوئی نہیں دیکھا +

سلفی طیوریات میں حفص مدائنی سے روایت کرتے ہیں کہ مامون کے پاس ایک حبشی کو پکڑ کر لائے جس نے نبوت کا دعوےٰ کیا تھا۔ اور کہتا تھا کہ میں موسےٰ بن عمران ہوں۔ مامون نے اُسے کہا کہ موسےٰ بن عمران تو ید بیضا کا معجزہ رکھتے تھے۔ تم بھی وہ معجزہ دکھلاؤ۔ تاکہ میں تم پر ایمان لاؤں۔ حبشی نے کہا۔ کہ موسےٰ نے یہ معجزہ اسوقت دکھلایا تھا جبکہ فرعون نے ربوبیت کا دعوےٰ کیا تھا۔ تم بھی فرعون کی طرح خدا ہونے کا دعوےٰ کرو۔ میں تمہیں ید بیضا کا معجزہ دکھاتا ہوں +

مامون کہا کرتا تھا۔ کہ اختلاف۔ جنگ اور نقصانِ عظیم کا سبب کو کروں کا ظلم ہی ہوا کرتا ہے +

ابن عساکر یحییٰ بن اکثم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مامون نے فقہ کے متعلق بحث کرنے کے لئے ایک مجلس منعقد کی علما بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ ایک شخص جس نے اپنے کپڑے سمیٹے ہوئے تھے۔ اور جوتی ہاتھ میں پکڑی ہوئی تھی مجلس کی ایک طرف آ کھڑا ہوا۔ اور کہا السلام علیکم۔ مامون نے اُسے سلام کا جواب دیا۔ اُس شخص نے کہا یہ مجلس کیسی ہے۔ کیا یہ اجتماعِ اُمت کے لئے قائم کی گئی ہے یا محض قہر اور غلبہ کے لئے۔ مامون نے کہا۔ کہ ان دونوں باتوں سے کسی کے لئے بھی قائم نہیں کی گئی۔ بلکہ خلیفہ سابق نے مجھے اور میرے بھائی کو ولیعہد بنایا تھا۔ اور جب میں اس طریقہ سے خلیفہ ہُوا۔ تو میں نے دیکھا

ا ہم خلیفہ کا ابن ابی خالد کی تنخواہ مقرر کرنے پر شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور مسلمانوں سے اس کی تکلیف کو بند کر دیا ہے یعنی اب وہ مسلمانوں کو ستاتا نہیں۔ اور اسے اپنے گھر میں ہی بند کر دیا ہے +

کہ میں مشرق و مغرب کے مسلمانوں کی رضا کا محتاج ہوں۔ کہ وہ میری خلافت پر راضی ہو جائیں لیکن میں نے سوچا کہ اگر اس رضا کے حصول تک ترک خلافت کرتا ہوں تو فساد و اختلاف برپا ہوتا ہے۔ اور مسلمانوں کے تمام مصالح معطل ہو جاتے ہیں۔ اسلئے جب تک کہ مسلمان کسی پر اجتماع کریں مسلمانوں کی حفاظت کے لئے میں نے امر خلافت قبول کر لیا۔ اس شخص نے کہا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور پھر چلا گیا ۱؎

محمد بن منذر کندی لکھتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ رشید حج کرنے کے بعد کوفہ میں گیا۔ اور وہاں کے محدثین کو بلا بھیجا سب حاضر ہو گئے۔ مگر عبداللہ بن ادریس اور عیسےٰ بن یونس نہ آئے۔ رشید نے ان دونوں کے پاس امین اور مامون کو بھیجا۔ ابن ادریس نے ان دونوں کو سو حدیثیں سنائیں۔ مامون نے کہا کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ ان سب حدیثوں کو میں زبانی سنا دوں۔ ابن ادریس نے کہا۔ اچھا سنا دو۔ مامون نے وہ سب حدیثیں از بر سنا دیں۔ ابن ادریس اسکی قوت حافظہ دیکھکر دنگ رہ گیا +

بعض علماء کا قول ہے۔ کہ مامون کو فلسفہ یونانی کی بہت سی کتابیں جزیرہ قبرس سے ملی تھیں +

فاکہی لکھتے ہیں۔ کہ پہلے پہل کعبہ پر دیبائے سفید کا پردہ مامون نے ہی ڈالا ہے۔ اور اس کے بعد خلیفہ ناصر تک یہی دستور رہا۔ ہاں سلطان محمود سبکتگیں نے اس عرصہ میں ایک دفعہ دیبائے زرد کا پردہ بھی بھیجا تھا +

مامون کہا کرتا تھا۔ کہ لوگوں کی عقول کو دیکھنے سے بڑھکر اور کوئی فرحت بخش امر نہیں ہے۔ جب کوئی مشکل آبنتی ہے۔ تو اس کے ٹالنے کا حیلہ مشکل ہو جاتا ہے۔ اور جب کوئی چیز ہاتھ سے نکل جاتی ہے۔ تو اس کا لوٹنا مشکل ہو جاتا ہے۔ نیز اسکا قول ہے کہ سب سے بہتر وہ مجلس ہوتی ہے جس میں لوگوں کی حالت پر غور کیا جائے۔ اور آدمی تین قسم کے ہوتے ہیں ایک قسم تو بمنزلہ غذا کے ہوتے ہیں جنکی ہر وقت ضرورت رہتی ہے۔ اور دوسری قسم کے لوگ بمنزلہ دوا کے ہوتے ہیں کہ ان کی ضرورت حالت مرض میں ہوتی ہے۔ اور تیسری قسم کے لوگ بمنزلہ بیماری کے ہوتے ہیں جو ہر حال میں مکروہ ہیں +

ایک روز مامون نے کہا۔ کہ میں کسی کے جواب سے ایسا بند نہیں ہوا جیسا کہ اہل کوفہ

۱؎ مطلب اسبات کا یہ ہے کہ اس شخص نے ایک مشکل امر سے سوال کیا تھا۔ مگر مامون نے ایسا جواب دیا۔ کہ سوائے خاموشی کے اس سے اور کچھ نہ بن سکا ۱۲ مترجم

کے ایک شخص کے جواب سے میں عاجز ہوا جسکو انہوں نے میرے عامل کی شکایت کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ میں نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو۔ وہ بڑا عادل شخص ہے۔ اس شخص نے کہا۔ کہ بیشک آپ سچ فرماتے ہیں۔ اور میں جھوٹا ہوں۔ مگر اس کے عدل کے ساتھ ہمارے ہی اس شہر کو کیوں خاص کیا ہے۔ آپ اسے کسی اور شہر کا بھی حاکم کیجیئے۔ تاکہ ہماری طرح وہ بھی اس کے عدل و انصاف سے بہرہ ور ہوں۔ میں نے کہا۔ جا خدا تیری حفاظت نہ کرے میں نے اسے معزول کر دیا +

اشعار ذیل ماموں کے ہیں شعر

ك١
لِسَانِیْ کَتُوْمٌ لِاَسْرَارِکُمْ ۔۔۔ وَدَمْعِیْ نَمُوْمٌ لِسِرِّیْ مُذِیْعٌ
فَلَوْلَا دُمُوْعِیْ کَتَمْتُ الْھَوٰی ۔۔۔ وَلَوْلَا الْھَوٰی لَمْ یَکُنْ لِیْ دُمُوْعٌ

شطرنج کی تعریف میں اس نے یہ شعر کہے ہیں:۔ شعر

ك٢
اَرْضٌ مُرَبَّعَةٌ حَمْرَاءُ مِنْ اَدَمٍ ۔۔۔ مَا بَیْنَ اِلْفَیْنِ مَعْرُوْفَیْنِ بِالْکَرَمِ
تَذَاکَرَا الْحَرْبَ فَاحْتَالَا لَھَا حِیَلًا ۔۔۔ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّأْثَمَا فِیْھَا بِسَفْکِ دَمٍ
ھٰذَا یُغِیْرُ عَلٰی ھٰذَا وَذَاکَ عَلٰی ۔۔۔ ھٰذَا یُغِیْرُ وَعَیْنُ الْحَزْمِ لَمْ تَنَمِ
فَانْظُرْ اِلٰی فِطَنٍ جَالَتْ بِمَعْرِفَةٍ ۔۔۔ فِیْ عَسْکَرَیْنِ بِلَا طَبْلٍ وَلَا عَلَمٍ

ك١ میری زبان تمہارے رازوں کو چھپائے ہوئے ہے۔ مگر میرے آنسو میرے راز کو ظاہر کر رہے ہیں۔ اگر یہ آنسو نہ ہوتے۔ تو میں عشق کو چھپاتا۔ اور اگر عشق نہ ہوتا۔ تو میرے آنسو ہی نہ ہوتے +

ك٢ وہ ایک مربع زمین ہے۔ جو سُرخ رنگ کی ادہوڑی سے بنی ہوئی ہے۔ اور دو نہایت مہربان دوستوں میں بچھی ہوئی ہے۔ جب وہ دونوں لڑائی کا ارادہ کرتے ہیں۔ تو اُس کے لئے حیلے ڈھونڈتے ہیں۔ لیکن خونریزی کر کے گنہگار نہیں ہوتے۔ یہ اس پر غارت کرتا ہے۔ اور وہ اس پر۔ مگر ہوشیاری اور احتیاط کی آنکھ بیدار رہوتی ہے۔ سوئی ہوئی نہیں ہوتی۔ پس اس دانا، کو دیکھو کہ بغیر طبل و علم کے دو لشکروں کو لڑا دیا۔ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ مترجم

صولی محمد بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ اصرم بن حمید مامون کے پاس آیا۔ اور اسوقت وہاں معتصم بھی موجود تھا۔ مامون نے کہا۔ میری اور میرے بھائی کی صفت بیان کر۔ مگر کسی کو ایک دوسرے پر فضیلت نہ دینا۔ اس نے تھوڑی سی دیر سوچکر یہ اشعار پڑھے اشعار

رَاَیْتُ سَفِیْنَۃً تَجْرِیْ بِبَحْرٍ ۔۔۔ اِلَی بَحْرَیْنِ دُوْنَہُمَا الْبُحُوْرُ
اِلٰی مَلِکَیْنِ ضَوْءُ ھُمَا جَمِیْعًا ۔۔۔ سَوَائٌ حَارَ دُوْنَہُمَا الْبَصِیْرُ
کِلَا الْمَلِکَیْنِ یَشْبَہُ ذَاکَ ھٰذَا ۔۔۔ وَذَا ھٰذَا وَذَاکَ وَذَا الْاَمِیْرُ
فَاِنْ یَکُ ذَاکَ ذَا وَذَاکَ ھٰذَا ۔۔۔ فَلِیْ فِیْ ذَا وَذَاکَ مَعَاسُرُوْرُ
رِوَاقُ الْمَجْدِ مَمْدُوْدٌ عَلٰی ذَا ۔۔۔ وَھٰذَا وَجْھُہٗ بَدْرٌ مُنِیْرُ

احادیث جو مامون سے مروی ہیں

بیہقی روایت کرتے ہیں۔ امام ابو عبداللہ حاکم سے اور وہ ابو احمد صیرفی سے اور وہ جعفر بن ابی عثمان طیالسی سے اور وہ کہتے ہیں کہ میں نے عرفہ کے دن رصافہ میں مامون کے پیچھے نماز پڑھی۔ جب مامون نے سلام پھیری۔ تو لوگوں نے تکبیر کہی۔ مامون نے کہا چپ رہو۔ چپ رہو۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سُنت کل ہوگی۔ جب بقرعید کا دن ہوا۔ تو میں بھی نماز پڑہنے کے لئے گیا۔ مامون نے منبر پر چڑھکر۔ پہلے خدا کی حمد وثنا کی۔ اور پھر کہا۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا وَّ سُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا ۔ ہم سے ہشیم بن بشیر نے اور ان سے ابن شبرمہ نے اور ان سے شعبی نے اور ان سے

لہ میں نے ایک کشتی کو سمندر میں تیرتے دیکھا ہے اور وہ ایسے دو سمندروں کی طرف جاری ہے جن سے تمام سمندر کم ہیں۔ یعنے وہ دو بادشاہوں کی طرف جاری ہے۔ جن کی روشنی برابر ہے۔ اور دونوں کو دیکھ کر عقلمند حیران ہے۔ دونوں بادشاہ ایک دوسرے سے مشابہ ہیں۔ یہ اُس سے۔ اور وہ اس سے۔ اگر یہ وہ ہو جاوے۔ اور وہ یہ ہو جاوے۔ تو کوئی ڈر نہیں ہے۔ کیونکہ مجھے ان دونوں سے خوشی ہے۔ ان سے ایک پر تو بزرگی کے سرا پردے لٹکے ہوئے ہیں۔ اور دوسرے کا چہرہ بدر منیر کی طرح ہے ۱۲ ۱۲ مترجم

براء بن عازب نے اور ان سے ابو بردہ بن دینار نے روایت کی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے قبل از نماز عید قربانی کی۔ وہ ایسا ہے جیسا کہ اپنے استعمال کے لئے اس نے گوشت بنالیا۔ اور جس شخص نے بعد از نماز عید قربانی کی۔ تو اس نے سُنت کے موافق عمل کیا۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا، وَسُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا ۔ الٰہی مجھے صلاحیت عطا فرما۔ اور مجھ سے طلب صلاحیت کر۔ اور میرے ہاتھ سے صلاحیت پہونچا۔ حاکم کہتے ہیں۔ کہ اس حدیث کو ہم نے سوائے ابو احمد کے اور کسی سے نہیں لکھا۔ اور ہمارے نزدیک وہ ثقہ ہیں۔ میرے دل میں اس حدیث کی طرف سے کھٹکا لگا رہا حتیٰ کہ میں نے ابو الحسن دارقطنی سے دریافت کیا۔ انہوں نے کہا۔ کہ یہ روایت ہمارے نزدیک صحیح ہے۔ اور جعفر سے مروی ہے۔ میں نے کہا۔ شیخ ابو احمد کا کوئی اور بھی معاون ہے۔ انہوں نے کہا۔ ہاں۔ چنانچہ مجھ سے وزیر ابو الفضل جعفر بن فرات نے حدیث بیان کی۔ اور وہ ابو الحسین محمد بن عبد الرحمٰن رودباری سے روایت کرتے ہیں۔ اور وہ محمد بن عبد الملک تاریخی سے روایت کرتے ہیں۔ اور یہ سب کے سب ثقہ ہیں۔ اور عبد الملک جعفر طیالسی سے اور وہ یحییٰ ابن معین سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے مامون کو خطبے میں کہتے ہوئے سُنا تھا۔ پھر اس نے یہی حدیث بیان کی ہے

صولی روایت کرتے ہیں جعفر طیالسی سے اور وہ یحییٰ بن معین سے روایت کرتے ہیں کہ مامون نے ایک دفعہ جمعہ کے روز کہ وہی عرفہ کا دن تھا خطبہ پڑھا۔ جب نماز جمعہ پڑھا کر سلام پھیرا۔ تو لوگوں نے تکبیر کہی۔ مامون نے مقصورہ کی لکڑی کو پکڑ کر باہر کی طرف دیکھا۔ اور کہا۔ کہ شور کیوں مچاتے ہو۔ اور غیر وقت تکبیر کیوں کہتے ہو۔ مجھ سے ہشیم نے بروایت ابن عباس رضہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رمی جمرہ عقبہ تک تلبیہ کہا کرتے تھے۔ اور دوسرے روز انقضائے تلبیہ کے بعد ظہر کے وقت سے تکبیر کہا کرتے تھے +

صولی بروایت احمد بن ابراہیم موصلی روایت کرتے ہیں۔ کہ ہم مامون کے پاس بیٹھے تھے۔ کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا۔ اے امیر المومنین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خلقت خدا کے عیال ہیں پس محبوب ترین بندگان خدائے عزو جل وہ ہیں جو اس کو بہت نفع پہونچاتے ہیں۔ مامون نے یہ سُنکر باواز بلند کہا۔ کہ چپ رہو میں تم سے زیادہ حدیث کا عالم ہوں۔ مجھ سے یوسف بن عطیہ صفار نے بروایت ثابت انس بن مالک سے بیان کیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خلقت

خدا کے عیال ہیں پس خدا تعالٰے کے نزدیک محبوب ترین بندوں سے وہ شخص ہے۔ جو اس کے عیال کو سب سے زیادہ نفع پہونچائے۔ (ابن عساکر نے اس حدیث کو اسی طریق سے روایت کیا ہے) اور ابو یعلیٰ موصلی نے اپنی مسند میں یوسف بن عطیہ سے روایت کیا ہے)

صولی بروایت عبدالجبار بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مامون نے خطبہ میں حیا کا ذکر کیا۔ اور اس کی بہت مدح کی۔ پھر کہا کہ ہم سے ہشیم نے بروایت ابوبکرہ و عمران بن حصین بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حیا ایمان کی علامت ہے۔ اور مومن جنت میں داخل ہوگا۔ اور فحش وبیہودہ بکنا جفا ہے۔ اور جفا کرنے والا دوزخ میں داخل ہوگا۔ (ابن عساکر نے اسے بروایت یحییٰ بن اکثم مامون سے روایت کیا ہے)

حاکم بروایت قاضی یحییٰ بن اکثم بیان کرتے ہیں کہ ایک دن مجھے مامون نے کہا میرا جی چاہتا ہے کہ احادیث بیان کروں۔ میں نے کہا آپ سے بڑھکر اس امر کے کون موزوں ہوسکتا ہے۔ مامون نے منبر رکھوایا۔ اور سب سے پہلے یہ حدیث بیان کی کہ ہم سے ہشیم نے حدیث بیان کی۔ اور وہ ابی جہم سے اور وہ زہری سے اور وہ ابی سلمہ سے اور وہ ابی ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ دوزخ میں شعراء کا علم بردار امراء القیس ہوگا۔ اسی طرح تیس حدیثیں اور بیان کرکے منبر سے اتر آیا۔ اور مجھ سے کہا اے یحییٰ تم نے ہماری اس مجلس کا رنگ کیسا دیکھا ہے۔ میں نے کہا۔ اے امیرالمومنین یہ اعلٰے درجے کی مجلس تھی۔ خواص وعوام نے اس سے فائدہ اٹھایا ہے۔ مامون نے کہا تمہاری جان کی قسم ہے میں نے لوگوں میں حلاوت نہیں دیکھی۔ یہ مجلس تو پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے۔ اور قلم دوات لئے ہوئے لوگوں کے لئے موزوں ہے ❖

خطیب بروایت ابراہیم بن سعید جوہری بیان کرتے ہیں۔ کہ جب مامون نے مصر کو فتح کیا۔ تو ایک شخص نے کہا۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے آپ کے ہاتھ سے آپ کے دشمن کی سرکوبی کرائی۔ اور عراقین اور شام ومصر کو آپ کا مطیع فرمان کیا۔ اور آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا کی اولاد ہیں۔ مامون نے کہا کہ یہ تو سب کچھ ٹھیک ہے۔ مگر ایک خصلت باقی رہ گئی ہے۔ اور وہ یہ کہ میں ایک مجلس میں بیٹھا ہوں۔ اور یحییٰ لکھ رہے ہوں۔ اور مجھ سے پوچھیں۔ کہ خدا آپ سے راضی ہو۔ آپ نے کسی صحابی کا نام لیا۔ پس میں کہوں کہ مجھ سے حماد نے حدیث بیان کی۔ کہ حماد بن سلمہ اور حماد بن زید نے ثابت بنانی سے روایت

کی۔ اور وہ انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص نے دو یا تین بیٹیوں کو دو یا تین بہنوں کو پرورش کیا حتّٰی کہ وہ مرگئیں۔ یا یہ شخص ان کے سامنے مرگیا۔ تو وہ شخص جنت میں ہمارے ساتھ ایسا ہوگا جیسے کہ انگشت شہادت اور درمیانی انگلی ایک دوسرے کے ساتھ ملی ہوئی ہیں ؂

خطیب لکھتے ہیں کہ یہ روائیت غلط فاحش ہے۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے۔ کہ مامون نے کسی اور شخص سے روایت کی ہو۔ اور اس نے حماد سے روائیت کی ہو۔ کیونکہ مامون ۱۷۰ھ ہجری میں پیدا ہوا ہے۔ اور حماد بن سلمہ ۱۶۷ھ ہجری میں۔ یعنی مامون سے تین برس پہلے فوت ہوا اور حماد بن زید نے ۱۷۹ھ میں انتقال کیا ہے ؂

حاکم بروایت محمد بن سہل بن عسکر روائیت کرتے ہیں کہ ایک روز مامون اذان دینے کے لئے کھڑا ہوا۔ اور ہم اس کے سامنے کھڑے تھے۔ کہ ایک مسافر آدمی دوات لئے ہوئے آیا اور کہا اے امیر المومنین میں صاحب حدیث ہوں۔ اور بوجہ زادِ راہ نہ ہونے کے اپنے رفقاء سے پیچھے رہ گیا ہوں۔ مامون نے کہا۔ اچھا فلاں باب کی تمہیں کتنی حدیثیں یاد ہیں۔ وہ شخص خاموش رہا اور کچھ بیان نہ کیا۔ مامون نے اس باب کی حدیثیں بیان کرنی شروع کیں اور کہا مجھ سے ہشیم نے حدیث بیان کی۔ حجاج نے حدیث بیان کی۔ فلاں نے حدیث بیان کی۔ حتّٰی کہ اس باب کی سب حدیثیں بیان کردیں۔ پھر اس شخص سے پوچھا۔ کہ اچھا فلاں باب کی حدیثیں بیان کرو۔ وہ شخص پھر خاموش رہا۔ مامون نے اپنے ہمراہیوں کیطرف دیکھ کر کہا کہ لوگوں کو کیا ہوگیا ہے۔ کہ اگر کوئی تین دن حدیث پڑھتا ہے تو کہتا ہے میں محدث بنگیا ہوں۔ اسے تین درہم دیدو ؂

ابن عساکر بروائیت علی بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن اکتم نے کہا کہ میں ایک رات مامون کے ہاں سویا۔ رات کو مجھے پیاس لگی۔ میں کروٹیں بدلنے لگا۔ مامون نے پوچھا یحییٰ کیا بات ہے۔ میں نے کہا۔ مجھے پیاس لگی ہے۔ یہ سُنکر جھٹ اپنے بستر سے اٹھ کر پانی کا کوزہ لے آیا۔ میں نے کہا۔ آپ نے کسی نوکر یا غلام کو بُلا لیا ہوتا۔ کیوں آپ نے تکلیف کی۔ کہنے لگا میں نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے دادا سے اور انہوں نے عقبہ بن عامر سے سُنا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ قوم کا سردار اُن کا خادم ہوتا ہے ؂

خطیب نے اسی حدیث کو بروائیت سلیمان بن فضل یحییٰ بن اکتم سے روائیت کیا ہے اور اس میں اس طرح مذکور ہے کہ مامون نے کہا۔ مجھ سے رشید نے حدائیث بیان کی اور

ان سے مہدی نے اور ان سے منصور نے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ اور وہ عکرمہ سے اور وہ ابن عباس سے اور وہ جریر بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قوم کا سردار انکا خادم ہوا کرتا ہے۔

ابن عساکر بسندہ محمد بن قدامہ بن اسمٰعیل سے روایت کرتے ہیں کہ ہم سے ابو حذیفہ بخاری نے حدیث بیان کی۔ کہ میں نے امیر المومنین سے سُنا ہے۔ کہ وہ بسندہ ابن عباس سے روایت کرتے تھے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ قوم کا مولے اور سردار ان سے ہی ہُوا کرتا ہے۔ محمد بن قدامہ کہتے ہیں کہ مامون کو بھی اس بات کی خبر ہوئی۔ کہ ابو حذیفہ نے یہ حدیث اس سے روایت کی ہے۔ اسے دس ہزار درہم انعام دیا۔

مامون کے عہد خلافت میں عباسیوں کی مردم شماری ہوئی۔ تو ان کی تعداد ۳۳ ہزار نکلی۔ اور یہ واقعہ ۲۰۰ھ ہجری کا ہے۔

علمائے ذیل نے مامون کے عہد میں انتقال کیا:۔

سفیان بن عیینہ۔ امام شافعی رح۔ عبدالرحمٰن بن مہدی۔ یحیٰی بن سعید قطان۔ یونس بن بکیر راوی مغازی۔ ابو مطیع بلخی صاحب ابوحنیفہ رح۔ معروف کرخی زاہد۔ اسحاق بن بشر مصنف کتاب المبتدار۔ اسحاق بن فرات قاضی مصر جو امام مالک کے جلیل القدر شاگردوں سے تھا۔ ابو عمرو شیبانی لغوی۔ اشہب صاحب امام مالک۔ حسن بن زیاد لؤلوی صاحب ابوحنیفہ رح۔ حماد بن اسامہ حافظ۔ روح بن عبادہ۔ زید بن حباب ابو داؤد طیالسی۔ غازی بن قیس صاحب امام مالک۔ ابو سلیمان دارانی زاہد مشہور۔ علی رضا بن موسے کاظم۔ فرا امام العربیۃ۔ قتیبہ بن مہران صاحب امالہ۔ قطرب نحوی۔ واقدی۔ ابو عبیدہ معمر۔ ابن مثنی۔ نضر بن شمیل۔ سیدہ نفیسہ۔ ہشام جو نحاۃ کوفیوں سے تھا۔ یزیدی۔ یزید بن ہارون۔ یعقوب بن اسحاق حضرمی قاری بصرہ۔ عبدالرزاق۔ ابو العتاہیہ شاعر۔ اسد السنۃ۔ ابو عاصم نبیل۔ فریابی۔ عبدالملک بن ماجشون۔ عبداللہ بن حکم۔ ابو زید انصاری صاحب العربیۃ۔ اصمعی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

معتصم باللہ ابو اسحاق محمد بن رشید

معتصم باللہ ابو اسحاق محمد بن رشید ۱۸۰ھ ہجری میں پیدا ہوا۔ ذہبی ایسا ہی تحریر کرتے

ہیں۔ مگر صولی کہتے ہیں۔ کہ شعبان ۱۸۰ھ ہجری میں پیدا ہؤا۔ اس کی والدہ اُم ولد تھی۔ اور کوفہ کی رہنے والی تھی۔ نام اسکا ماردہ تھا۔ رشید کے ہاں اس کی بڑی وقعت تھی۔ معتصم نے اپنے والد اور اپنے بھائی ماموں سے حدیثیں روائیت کی ہیں۔ اور اس سے اسحاق موصلی ہمدان بن اسمٰعیل وغیرہم روائیت کرتے ہیں۔ معتصم نہائیت شجاع اور صاحب قوت و ہمت شخص تھا۔ لیکن علم سے خالی تھا +

صولی محمد بن سعید سے اور وہ ابراہیم بن ہاشمی سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ معتصم کے ساتھ مکتب میں ایک غلام بھی پڑھا کرتا تھا۔ قضا سے وہ غلام مرگیا۔ رشید نے کہا اے محمد تیرا غلام تو مر گیا۔ کہنے لگا۔ ہاں قبلہ مرگیا ہے۔ اور مکتب کی بلا سے بھی چھوٹ گیا ہے۔ رشید نے کہا۔ تم مکتب سے اسقدر تنگ ہو۔ اچھا جاؤ۔ اسے چھوڑ دو۔ اور پڑھنے پر اسے مجبور نہ کرو۔ کہتے ہیں کہ معتصم لکھ سکتا تھا۔ اور تھوڑا بہت پڑھ بھی سکتا تھا +

ذہبی کہتے ہیں۔ کہ معتصم اگر علماء کو خلق قرآن سے نہ آزماتا۔ تو وہ سب سے باہیبت اور صاحب وقار خلیفہ شمار ہوتا +

نفطویہ اور صولی لکھتے ہیں کہ معتصم کے بہت سے مناقب ہیں۔ اُسے مثمن بھی کہا کرتے تھے۔ کیونکہ یہ بنی عباس سے آٹھواں خلیفہ تھا۔ حضرت عباس کی آٹھویں پشت سے تھا۔ رشید کی اولاد سے آٹھویں درجہ پر تھا۔ ۲۱۸ھ ہجری میں تخت پر بیٹھا۔ اور آٹھ سال آٹھ ماہ اور آٹھ دن تک حکومت کی۔ ۱۸۰ھ ہجری میں پیدا ہؤا۔ ۴۸ سال زندہ رہا۔ طالع اس کا عقرب تھا۔ جو آٹھواں برج ہے۔ آٹھ فتوحات کیں۔ اور آٹھ دشمنوں کو قتل کیا۔ اور آٹھ بچے چھوڑے۔ ربیع الاول کے آٹھ دن باقی رہتے تھے کہ فوت ہؤا۔ اس کی بہت سی خوبیاں اور کلمات فصیحہ ہیں۔ معمولی درجے کے شعر بھی ہیں۔ مگر جب اسے غصہ آتا تھا۔ تو پھر نہیں دیکھتا تھا۔ کہ کس کو قتل کیا ہے +

ابن ابی داؤد کہتے ہیں کہ معتصم اپنی کلائی کو برہنہ کر کے مجھے کہا کرتا تھا۔ اے اباعبداللہ اپنی ساری قوت لگا کر اسے دانتوں سے کاٹو۔ میں اس خیال سے کہ تکلیف نہ ہو نہ کاٹتا تو کہتا کہ مجھے اس سے ضرر نہیں ہوتا۔ تم بیشک کاٹو۔ جب میں کاٹتا تو واقعی اس کے گوشت میں بالکل اثر نہ ہوتا۔ اور نہ اُسے کوئی تکلیف ہوتی +

نفطویہ کہتے ہیں۔ کہ معتصم بڑا ہی قوی شخص تھا۔ اکثر آدمی کے پہنچے کی ہڈی کو دو انگلیوں سے دبا کر توڑ ڈالتا تھا +

بعض علماء لکھتے ہیں کہ سب سے پہلے معتصم نے ہی ترکوں کو کچہری میں نوکر رکھا۔

بادشاہانِ عجم سے بہت ملتا جلتا تھا۔ اور ان کی طرح چلتا تھا۔ اس کے صرف ترک غلام دس ہزار سے زیادہ تھے۔

ابن یونس کہتے ہیں کہ دعبل نے معتصم کی ہجو لکھی۔ مگر پھر ڈر کے مارے بھاگ کر مصر چلا گیا۔ اور وہاں سے اندلس میں جا پہونچا۔ وہ اشعار یہ ہیں:۔ اشعار

مُلُوکُ بَنِی الْعَبَّاسِ فِی الْکُتُبِ سَبْعَۃٌ ۞ وَلَمْ یَأْتِنَا فِی ثَامِنٍ مِنْهُمُ الْکُتُبُ

کَذٰلِکَ اَھْلُ الْکَھْفِ فِی الْکَھْفِ سَبْعَۃٌ ۞ غَدَاۃَ ثَوَوْا فِیْھَا وَثَامِنُھُمْ کَلْبُ

وَاِنِّی لَاُزْھِی کَلْبَھُمْ عَنْکَ رَغْبَۃً ۞ لِاَنَّکَ ذُوْ ذَنْبٍ وَلَیْسَ لَہٗ ذَنْبُ

لَقَدْ ضَاعَ اَمْرُ النَّاسِ حَیْثُ یَسُوْسُھُمْ ۞ وَصِیْفٌ وَاَشْنَاسٌ وَقَدْ عَظُمَ الْخَطْبُ

وَاِنِّی لَاَرْجُوْ اَنْ تَرٰی مِنْ مُغِیْبِھَا ۞ مَطَالِعُ شَمْسٍ قَدْ یَغُصُّ بِھَا الشُّرْبُ

وَھَمُّکَ تُرْکِیٌّ عَلَیْہِ مَھَابَۃٌ ۞ فَاَنْتَ لَہٗ اُمٌّ وَاَنْتَ لَہٗ اَبُ

معتصم ماہ رجب ۲۱۸ھ ہجری میں تخت خلافت پر بیٹھا۔ اور ماموں کے قدم بقدم چلا۔ تمام عمر لوگوں کا مسئلہ خلق قرآن میں امتحان لینے میں ختم کر دی۔ اور تمام معلموں کو حکم دیدیا کہ بچوں کو اس مسئلہ کی تعلیم دیا کریں۔ لوگوں نے اس مسئلہ میں اس سے بہت تکلیفیں اٹھائیں۔ اور بہت سے علماء قتل کئے گئے۔ ۲۲۰ھ ہجری میں امام احمد بن حنبل کو مارا۔ اور اسی سال بغداد کو چھوڑ کر سر من رای کو دار الخلافہ مقرر کیا۔ اور اس کی وجہ یہ ہوئی۔ کہ اس نے

ف (۱) اصل میں عباسیوں کے بادشاہ سات ہی ہوئے ہیں۔ اور آٹھویں کا نام و نشان بھی کتابوں میں نہیں ملتا۔

(۲) اسی طرح اصحاب کہف بھی سات ہی ہیں۔ اور آٹھواں اُن کا کتا ہی ہے۔ (۳) اور میں تو اصحاب کہف کے کتے کا مرتبہ بھی تم سے بڑا جانتا ہوں۔ کیونکہ تم تو گناہ کرتے رہتے ہو۔ اور وہ بے چارہ بے گناہ ہے۔ (۴) جہاں وصیف اور اشناس لوگوں پر حکمرانی کریں۔ وہاں تباہی ہی آئیگی۔ (۵) (ان حالات کو دیکھکر) میں امید کرتا ہوں۔ کہ عنقریب ہی سورج مغرب سے طلوع کریگا۔ اور سب اکل و شرب مکدر ہو جائیگا (۶) تیرا مقصد ایک ترکی ہے۔ تو ہی اس کی ماں ہے۔ اور تو ہی اس کا باپ ہے۔ ۱۲ مترجم

ترکوں کو جمع کرنا شروع کیا تھا۔ اور سمرقند۔ فرغانہ کے گرد و نواح میں آدمی بھیجکر بہت سے ترکوں کو خرید منگوایا تھا۔ اور انہیں طرح طرح کے ریشمی کپڑے اور سنہری کمر بند پہنائے تھے۔ یہ غلام بغداد میں گھوما کرتے۔ اور لوگوں کو سخت تکلیف پہونچایا کرتے تھے۔ لوگوں نے تنگ آکر معتصم سے کہا۔ کہ اگر اپنے اس لشکر کو باہر نہیں نکالو گے۔ تو ہم تم سے لڑینگے۔ معتصم نے پوچھا۔ کہ تم مجھ سے کس طرح جنگ کرو گے۔ انہوں نے کہا کہ جادو کے تیروں سے۔ کہنے لگا۔ کہ ان کے مقابلے کی مجھ میں طاقت نہیں۔ اور اسی سبب سے سرمن رای کو تعمیر کر کے اسنے دار الخلافہ مقرر کیا ✦

۲۲۳ھ ہجری میں معتصم نے روم پر فوج کشی کی۔ اور انکو ایسی تکلیفیں پہونچائیں کہ جسکی مثال نہیں ملتی۔ ان کی جمعیت کو پریشان کر دیا۔ اور ان کے ملک کو تباہ کر دیا۔ عموریہ کو بزور شمشیر فتح کیا۔ اور وہاں تیس ۳۰ ہزار آدمیوں کو تہ تیغ کیا۔ اور اسی قدر گرفتار کر لایا۔ جب معتصم اس جنگ کے لئے روانہ ہوا تھا۔ تو نجومیوں نے کہا تھا۔ کہ یہ طالع نحس ہے اس میں شکست ہوگی۔ مگر وہاں اسے فتح و ظفر نصیب ہوئی۔ اور فتح بھی ایسی جو مشہور ہے۔ ابو تمام شاعر اپنے ایک قصیدہ میں اسی کی طرف اشارہ کر کے کہتا ہے شعر

اَلسَّیْفُ اَصْدَقُ اَنْبَاءً مِنَ الْکُتُبِ ۱   فِیْ حَدِّہِ الْحَدُّ بَیْنَ الْجِدِّ وَاللَّعِبِ
وَالْعِلْمُ فِیْ شُهُبِ الْاَرْمَاحِ لَامِعَۃٌ ۲   بَیْنَ الْخَمِیْسَیْنِ لَا فِی السَّبْعَۃِ الشُّهُبِ
اَیْنَ الرِّوَایَۃُ اَمْ اَیْنَ النُّجُوْمُ وَمَا ۳   صَاغُوْہُ مِنْ زُخْرُفٍ فِیْهَا وَمِنْ کَذِبِ
تَخَرُّصًا وَاَحَادِیْثًا مُلَفَّقَۃً   لَیْسَتْ بِعُجْمٍ اِذَا عُدَّتْ وَلَا عَرَبِ ۴

معتصم بروز جمعرات ۱۹ ربیع الاول ۲۲۷ھ ہجری میں فوت ہوا۔ اسوقت وہ قرب جوار

ف۱ (۱) تلوار کتابوں سے زیادہ سچی خبر دینے والی ہے۔ اس کی تیزی ہنسی اور حقیقی بات میں فرق کر دیتی ہے ✦ (۲) علم نیزوں کے ستاروں (یعنی لوگوں) میں چمک رہا ہے۔ وہ بھی سبعہ سیارہ میں نہیں۔ بلکہ لشکر میں ✦ (۳) وہ روایت کہاں گئی۔ اور وہ ستارے کہاں گئے۔ اور وہ فضول بکواس جو انہوں نے گھڑی تھی اُسے کیا ہوا ✦ (۴) اور اٹکل پچو باتیں کہاں گئیں۔ جو نہ عجم میں شمار ہوتی ہیں۔ اور نہ عرب میں ✦ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ مترجم

کے دشمنوں پر تاخت و تاراج کر رہا تھا۔ کہتے ہیں کہ مرض الموت میں اُس نے یہ آیت پڑھی۔ حَتّٰی اِذَا فَرِحُوْا بِمَا اُوْتُوْا اَخَذْنٰاھُمْ بَغْتَۃً نزع کے وقت کہتا تھا۔ کہ اب تمام حیلے جاتے رہے۔ کوئی حیلہ باقی نہیں رہا۔ بعض کہتے ہیں کہ حالتِ نزع میں کہتا تھا مجھے ان لوگوں سے نکال لے چلو۔ اور بعض کہتے ہیں۔ کہ وہ کہتا تھا۔ اے اللہ تو خوب جانتا ہے۔ کہ میں اپنی طرف سے ڈرتا ہوں۔ (کہ میں نے گناہ کئے ہیں) اور تیری طرف سے مجھے کوئی خوف نہیں ہے۔ (کہ بغیر گناہ کے مواخذہ کرے گا) ایسے ہی مجھے تیری طرف سے امید ہے (کہ تو غفار اور ارحم الرّاحمین ہے) اور مجھے اپنی طرف سے امید نہیں (کیونکہ میں گناہوں سے آلودہ ہوں)

ذیل کے دو شعر معتصم کے ہی ہیں:۔ شعر

قَرِّبِ النِّجَامَ وَاعْجَلْ یَا غُلَامُ ۔۔۔ وَاطْرَحِ السَّرْجَ عَلَیْہِ وَاللِّجَامَ ¹

اَعْلِمِ الْاَتْرَاکَ اِنِّیْ خَائِضٌ ۔۔۔ لُجَّۃَ الْمَوْتِ فَمَنْ شَاءَ اَقَامَ

معتصم کا ارادہ تھا۔ کہ مغرب اقصیٰ یعنی اندلس کو بھی جو اب تک امویوں کے قبضہ میں چلا آتا تھا۔ اپنے قبضہ تصرف میں لائے۔ چنانچہ صولی احمد بن خصیب سے روایت کرتے ہیں۔ کہ مجھے معتصم نے کہا۔ کہ جب تک بنی امیہ بادشاہ رہے تب تک ہمیں سلطنت نصیب نہ ہوئی۔ اور جب ہم بادشاہ ہوئے۔ تب بھی ان کی سلطنت زائل نہ ہوئی۔ پھر اُس نے جنگ کی تیاری کا حکم دیا۔ مگر موت نے مہلت نہ دی۔ اور بیمار ہو کر مر گیا +

صولی کہتے ہیں۔ کہ مغیرہ بن محمد کہا کرتے تھے۔ کہ جتنے بادشاہ معتصم کے دروازے پر جمع ہوئے کبھی کسی بادشاہ کے وقت میں جمع نہ ہوئے تھے۔ نہ معتصم جیسی عظیم الشان فتوحات کسی نے حاصل کیں۔ اُس بادشاہانِ آذربیجان۔ طبرستان۔ استیسان۔ اشیاصح۔ فرغانہ طخارستان۔ صفہ اور ملک کابل کو قید کر لیا + صولی کہتے ہیں۔ کہ معتصم کی انگوٹھی پر کندہ تھا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ +

صولی لکھتے ہیں۔ کہ احمد یزیدی بیان کرتے ہیں۔ کہ جب معتصم کا محل میدان میں بن چکا تو اُس میں جا کر بیٹھا۔ لوگ سلام کے لئے حاضر ہوئے۔ اسحاق موصلی نے اس موقعہ پر ایک

---

¹ اے لڑکے گھوڑے کو قریب کر اور جلدی سے اُس پر زین کس اور لگام دے۔ اور ترکوں کو بتلا دے کہ میں اب موت کی موج میں گھس رہا ہوں۔ اب جو چاہے میرے پیچھے قائم ہو +

قصیدہ بنایا۔ کہ اُس جیسا عجیب قصیدہ آج تک کسی نے نہیں سُنا۔ مگر اسکو اس شعر سے شروع کیا تھا۔ شعر

یَا دَارُ غَیَّرَكِ الْبِلَاءُ وَمَحَاكِ ۔۔۔ یَا لَیْتَ شِعْرِیْ بِالَّذِیْ أَبْلَاكِ

معتصم نے اس شعر سے بدفالی لی۔ اور لوگوں نے بھی بدفالی لی۔ اور آپس میں اشارہ وکنایہ کئے۔ اور تعجب کیا۔ کہ اسحاق جیسے عالم تجربہ کار اور بادشاہوں کی صحبت میں رہنے والے شخص نے ایسی فاش غلطی کیوں کی۔ آخر معتصم نے اس قصر کو منہدم کرادیا

ابراہیم بن عباس کہتے ہیں۔ کہ معتصم جب کلام کرتا۔ تو تمام بلاغت ختم کردیتا تھا۔ اسی کے وقت میں باورچی خانہ کے خرچ میں یہانتک ترقی ہوئی۔ کہ ہزار دینار روزانہ خرچ ہونے لگا ✦

ابو عیناء کہتے ہیں۔ کہ معتصم کہا کرتا تھا۔ جب عشق غلبہ کرتا ہے۔ تو رائے باطل ہو جاتی ہے ✦

اسحاق کہتے ہیں۔ کہ معتصم کہا کرتا تھا۔ کہ جو شخص اپنے مال کے ساتھ طالب حق ہوا اُس نے حق کو ضرور پالیا ✦

محمد بن عمر رومی کہتے ہیں۔ کہ معتصم کا ایک غلام تھا۔ جسے عجیب کہتے تھے۔ اس جیسا حسین لوگوں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ معتصم اس پر عاشق تھا۔ اس کی صفت میں چند اشعار بنائے۔ اور مجھے بُلاکر کہا۔ تم جانتے ہو۔ کہ کھیل کود کی طرف مائل ہونے کے باعث میں اپنے بھائیوں میں پڑھا لکھا نہیں۔ میں نے یہ شعر بنائے ہیں۔ اگر اچھے ہوں۔ تو خیر۔ ورنہ میں انہیں چھپا دوں۔ اور پوشیدہ رکھوں۔ پھر یہ اشعار پڑھے:۔ اشعار

لَقَدْ رَأَیْتُ عَجِیْبًا ۔۔۔ یَحْکِی الْغَزَالَ الرَّبِیْبَا

اَلْوَجْهُ مِنْهُ كَبَدْرٍ ۔۔۔ وَالْقَدُّ یَحْکِی الْقَضِیْبَا

وَاِنْ تَنَاوَلَ سَیْفًا ۔۔۔ رَأَیْتُ لَیْثًا حَرِیْبَا

وَاِنْ رَمٰی بِسِهَامٍ ۔۔۔ كَانَ الْمُجِیْدَ الْمُصِیْبَا

سلہ اے گھر تجھے بلا نے متغیر کردیا ہے اور مٹا دیا ہے۔ کاش کہ مجھے وہ بات معلوم ہوجائے جس نے تجھے بوسیدہ کردیا ہے ۱۲ مترجم

طَبِیْبُ مَا بِیْ مِنَ الحُبِّ — فَلَا عَدِمْتُ الطَّبِیْبَا

اِنِّیْ هَوِیْتُ عَجِیْبًا — هَوٰی اَرَاهُ مُجِیْبًا

(ترجمہ میں عجیب کو دیکھتا ہوں۔ کہ وہ ایک پروردہ ہرن کے مشابہ ہے۔ اس کا چہرہ چاند سا ہے۔ اور قد ٹہنی کے مشابہ ہے۔ اگر وہ تلوار کو ہاتھ میں لیتا ہے۔ تو وہ جنگجو شیر نظر آتا ہے۔ اور اگر تیر چلاتا ہے۔ تو نشانے پر جا کر لگتا ہے۔ محبت کے باعث جو مجھے بیماری ہے۔ وہ اس کا طبیب ہے۔ خدا کرے یہ طبیب کبھی معدوم نہ ہو۔ میں عجیب سے نہایت محبت رکھتا ہوں۔ اور وہ بھی میرا کہا مانتا ہے ۱۲)

میں نے تختِ خلافت کی قسم کھا کر کہا۔ کہ یہ ان خلفاء کے اشعار سے جو شاعر نہیں تھے بدرجہا اچھے شعر ہیں۔ میری یہ بات سنکر بہت خوش ہوا۔ اور مجھے پچاس ہزار درہم انعام دیئے +

صولی لکھتے ہیں۔ کہ عبدالواحد بن عباس ریاشی نے ہم سے بیان کیا۔ کہ بادشاہِ روم نے ایک تہدیدی خط معتصم کو لکھا۔ جب وہ خط پڑھکر سنایا گیا۔ تو معتصم نے منشی سے کہا۔ کہ لکھو:۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اما بعد۔ میں نے تیرا خط پڑھا۔ اور تیرے خطاب کو سنا اسکا جواب تو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیگا۔ سننے کی حاجت نہ ہوگی۔ کفار کو عنقریب ہی معلوم ہو جائے گا۔ کہ اچھی عاقبت کسے نصیب ہوتی ہے +

صولی فضل یزیدی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ معتصم نے شعراء کو جو اس کے دروازے پر حاضر تھے۔ کہلا بھیجا۔ کہ تم سے کون شخص ہے جو ہماری تعریف میں ایسے اچھے اشعار کہے جیسے کہ منصور نمری نے رشید کی صفت میں کہے ہیں:۔ شعر

اِنَّ الْمَکَارِمَ وَالْمَعْرُوْفَ اَوْدِیَةٌ — اَحَلَّکَ اللّٰهُ مِنْهَا حَیْثُ تَجْتَمِعُ

مَنْ لَمْ یَکُنْ بِاَمِیْنِ اللّٰهِ مُعْتَصِمًا — فَلَیْسَ بِالصَّلَوٰتِ الْخَمْسِ یَنْتَفِعُ

اِنْ اَخْلَفَ الْقَطْرُ لَمْ تَخْلُفْ نَوَافِلُهُ — اَوْضَاقَ اَمْرٌ ذَکَرْنَاهُ فَیَتَّسِعُ

(ترجمہ بزرگیاں اور احسان دریا ہیں۔ خدا آپ کو وہاں نازل کرے۔ جہاں وہ ملتے ہیں۔ جو شخص امین اللہ کو مضبوط نہ پکڑے۔ اسے صلوات خمس کے پڑھنے

سے کوئی فائدہ نہیں - اگر بارش منقطع ہو جائے - تو ہو جائے - مگر اس کے انعامات منقطع نہیں ہوتے - اور اگر تنگی آجائے - اور ہم اُسے یاد کریں - تو وہ (تنگی) دور ہو جاتی ہے)

وہب نے کہا - کہ ہم میں ایسے بھی ہیں - جو اس سے بہتر کہ سکتے ہیں - پھر یہ شعر پڑھے :- شعر

ثَلَاثَةٌ تُشْرِقُ الدُّنْيَا بِبَهْجَتِهَا ۝ شَمْسُ الضُّحٰی وَاَبُو اِسْحٰقَ وَالْقَمَرُ [۱]

تَحْكِيْ اَفَاعِيْلُهُ فِيْ كُلِّ نَائِبَةٍ ۝ اَللَّيْثُ وَالْغَيْثُ وَالصَّمْصَامَةُ الذَّكَرُ

جب معتصم فوت ہوا - تو اس کے وزیر محمد بن عبد الملک نے غزا و وہنا کا جامع مرثیہ لکھا :- شعر

قَدْ قُلْتُ اِذْ غَيَّبُوْكَ وَاصْطَفَقَتْ ۝ عَلَيْكَ اَيْدٍ بِالتُّرْبِ وَالطِّيْنِ [۲]

اِذْهَبْ فَنِعْمَ الْحَفِيْظُ كُنْتَ عَلَى الدُّنْيَا ۝ وَنِعْمَ الظَّهِيْرُ لِلدِّيْنِ

مَا يَجْبُرُ اللّٰهُ اُمَّةً فَقَدَتْ ۝ مِثْلَكَ اِلَّا بِمِثْلِ هَارُوْنَ

احادیث جو معتصم سے مروی ہیں

صولی کہتے ہیں - کہ ہم سے علائی نے حدیث بیان کی - اور وہ عبد الملک بن ضحاک سے روایت کرتے ہیں - اور وہ ہشام بن محمد سے اور وہ معتصم سے - اور اس نے اپنے باپ ہارون رشید سے روایت کی ہے - کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ

---

[۱] تین چیزیں ایسی ہیں جن کی خوبی سے دُنیا روشن ہے - ایک شمس الضحیٰ - دوسرا ابو اسحاق - تیسرا چاند - اس کے تمام کام ہر مصیبت کے وقت شیر ببر - بادل اور تلوار سے مشابہ ہوتے ہیں ۱۲

[۲] جب لوگوں نے تجھے زمین کے نیچے دفن کر دیا - اور ہاتھوں نے اس پر مٹی ڈال دی تو میں نے کہا جا تو دُنیا میں نہایت مہربان اور نگہبان تھا - اور دین کا حامی اور مددگار تھا - جس اُمت سے تیرے جیسا شخص مفقود ہو گیا - اُس کی تلافی ہارون جیسے کے ساتھ ہی ہو سکتی ہے ۱۲ مترجم

روائیت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم کے لوگوں کو دیکھا۔ کہ مغرورانہ چال چل رہے ہیں۔ آپ کے چہرۂ مبارک سے غصہ کے آثار معلوم ہونے لگے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ کہ شجرۂ ملعونہ کا ذکر بھی قرآن میں ہی ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کونسا درخت ہے۔ تاکہ ہم اس سے پرہیز کریں۔ آپ نے فرمایا کہ وہ درخت نباتات سے نہیں ہے۔ بلکہ وہ درخت بنو امیہ ہی ہیں۔ کہ جب بادشاہ ہونگے۔ تو ظلم کرینگے۔ اور امانت میں خیانت کرینگے۔ پھر آپ نے اپنے چچا کی پیٹھ پر ہاتھ مار کر فرمایا۔ کہ اے چچا آپ کی اولاد سے ایک آدمی پیدا ہوگا جس کے ہاتھ سے بنی امیہ ہلاک ہونگے۔" میں کہتا ہوں۔ کہ یہ حدیث موضوع ہے۔ اور علائی نے اپنی طرف سے اسے وضع کیا ہے۔

ابن عساکر بسندہ اسحاق بن یحییٰ بن معاذ سے روائیت کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ معتصم کی عیادت کے لئے گیا۔ اور میں نے کہا کہ اب تو آپ کو آرام معلوم ہوتا ہے کہنے لگا یہ بات کیسے ہو سکتی ہے جب کہ میں نے رشید سے سُنا ہے کہ وہ بسندہ مرفوعاً ابن عباس سے روائیت کرتے تھے کہ جو شخص جمعرات کے روز پچھنے لگوائے۔ اور پھر اُسی روز بیمار ہو جائے۔ تو وہ اُسی دن مرجائے گا۔

علمائے ذیل نے اس کے عہد خلافت میں انتقال کیا :۔

حمیدی بخاری کے اُستاد۔ ابو نعیم فضل بن دکین۔ ابو غسان نہدی۔ قاری قالون قاری خلاد۔ آدم بن ابی ایاس۔ عفان۔ قعنبی۔ عبدان مروزی۔ عبداللہ بن صالح کاتب لیث۔ ابراہیم بن مہدی۔ سلیمان بن حرب۔ علی بن محمد مدائنی۔ ابو عبید قاسم بن سلام۔ قرہ بن حبیب۔ عارم۔ محمد بن عیسےٰ طباع حافظ۔ اصبغ بن فرج فقیہ۔ سعدویہ وسطی۔ ابو عمر جرمی نحوی۔ محمد بن سلام بیکندی۔ سنید۔ سعید بن کثیر عفیر یحییٰ بن یحییٰ التمیمی۔ وغیرہم رحمہم اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین۔

الواثق باللہ ہارون

الواثق باللہ ہارون ابو جعفر یا ابو القاسم بن معتصم بن رشید اسکی والدہ ام ولد رومیہ تھی جس کا نام قراطیس تھا۔ ہارون ۲۰ر شعبان ۱۹۶ھ ہجری میں پیدا ہوا۔ اور اپنے باپ کے بعد ۱۹ر ربیع الاول ۲۲۷ھ ہجری میں تخت خلافت پر بیٹھا۔ اور

سنہ ۲۲۹ ہجری میں اشناس نامی ایک ترکی شخص کو نائب السلطنت مقرر کیا۔ اور اس کے سر پر تاج مکلل بہ جواہر رکھا۔ اور دو جواہرات کے ہار گلے میں ڈالے۔ میں کہتا ہوں۔ کہ سب سے پہلے اسی خلیفہ نے نائب السلطنت مقرر کیا ہے۔ اور ترک تو اس کے باپ کے وقت میں ہی زیادہ ہو گئے تھے +

سنہ ۲۳۱ ہجری میں امیر بصرہ کو حکم بھیجا کہ آئمہ اور مؤذنوں کا مسئلہ خلق قرآن میں امتحان لے۔ یہ خبط اُسے اپنے باپ سے ورثہ میں ملا تھا۔ مگر آخر عمر میں اس سے باز آ گیا تھا اسی سال میں اس نے احمد بن نصر خزاعی کو قتل کیا۔ یہ بڑے محدث اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر قائم تھے۔ انہیں بغداد سے قید کر کے سر من رای میں بلایا۔ اور خلق قرآن کی بابت پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ مخلوق نہیں ہے۔ پھر رویۃ فی القیامت کی بابت پوچھا۔ تو انہوں نے کہا کہ احادیث میں ایسا ہی آیا ہے۔ پھر ایک حدیث بھی پڑھ کر سُنائی۔ واثق نے کہا کہ تم جھوٹ بولتے ہو۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ میں تو جھوٹ نہیں بولتا۔ بلکہ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ واثق نے کہا افسوس ہے۔ کیا خدا جسم ومحدود چیز کی طرح دکھائی دے سکتا ہے۔ کیا مکان اسکا احاطہ کر سکتا ہے جس رب کی ایسی صفات ہوں۔ میں تو اُسے نہیں مانتا۔ پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا۔ کہ اس کے بارے میں تم مجھے کیا رائے دیتے ہو۔ فقہائے معتزلہ سے ایک جماعت نے کہا کہ اس کا قتل کرنا حلال ہے۔ واثق نے تلوار منگائی اور کہا کہ جب میں اس کے قتل کرنے کے لئے اٹھوں۔ تو میرے ساتھ اور کوئی شخص نہ جاوے۔ کیونکہ میں اس کافر کے مارنے کے لئے چلنے کو داخل ثواب سمجھتا ہوں۔ یہ ایسے خدا کی عبادت کرتا ہے جس کی ہم عبادت نہیں کرتے اور نہ ہم اُسے ان صفات سے جو اُس نے بیان کی ہیں جانتے ہیں۔ پھر احمد بن نصر طوق وزنجیر پہنائے ہوئے نطع پر بٹھائے گئے۔ اور خلیفہ نے اپنے ہاتھ سے انہیں قتل کیا۔ اور حکم دیا کہ ان کا سر بغداد بھیجدیا جائے۔ اور اسے وہاں سولی دیا جاوے۔ اور جسم کو سر من رای میں سولی دیا جاوے۔ ان کا سر اور جسم برابر چھ سال تک اسی طرح رہا۔ جب متوکل بادشاہ ہوا۔ تو اُس نے اُتار کر دفن کر دیا۔ ان کے کان میں ایک پرچہ لکھکر لٹکا دیا تھا۔ کہ یہ احمد بن نصر بن مالک کا سر ہے۔ جس کو خلیفہ ہارون نے خلق قرآن اور نفی تشبیہ کی طرف بلایا۔ مگر اس نے انکار کیا۔ خدا تعالےٰ نے بہت جلد اسے آتش دوزخ کی طرف بلا لیا۔ ان کے سر کے لئے ایک چوکیدار مقرر کر دیا تھا۔ جو اسے قبلہ کی طرف سے ان کا منہ پھیرتا رہتا تھا۔ اسی شخص نے ایک

روز متوکل سے بیان کیا۔ کہ میں نے کئی دفعہ رات کو دیکھا ہے کہ وہ سر قبلہ کیطرف منہ کرلیتا تھا۔ اور نہائت خوش الحانی سے سورۂ یٰسین پڑھتا تھا۔ یہ حکائت کئی اور طریقوں سے بھی مروی ہے۔ اسی سال ایک ہزار چھ سو مسلمان قیدی روم سے چھوڑائے گئے۔ ابن ابی داؤد نے (خدا اسکا برا کرے) کہا۔ کہ ان میں سے جو خلق قرآن کا قائل ہو جائے۔ اُسے چھوڑ دو۔ اور دو دو دینار دیدو۔ اور جو شخص قائل نہ ہو اُسے قید میں ہی رہنے دو +

خطیب لکھتے ہیں کہ اس احمد بن ابی داؤد نے واثق کو خلق قرآن کیطرف لوگوں کو بلانے اور تشدد کرنے کی طرف مائل کیا تھا۔ مگر مرنے سے پہلے اُس نے اس اعتقاد سے توبہ کرلی تھی +

کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک شخص منجملہ ان قیدیوں کے جو واثق نے پکڑ منگوائے تھے اس کے سامنے پیش کیا گیا۔ ابن ابی داؤد بھی اسوقت وہیں موجود تھا۔ اس قیدی نے کہا کہ یہ عقیدہ جس کی طرف تم لوگوں کو بُلا رہے ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھا۔ اور آپ نے لوگوں کو اس کی طرف نہیں بُلایا۔ یا آپ کو یہ معلوم ہی نہیں تھا۔ ابن ابی داؤد نے کہا۔ کہ آپ کو معلوم تھا۔ قیدی نے کہا۔ کہ جب آپ نے لوگوں کو اس کی طرف نہیں بُلایا۔ تو تم کیوں بُلا رہے ہو۔ کہتے ہیں کہ اُس کی یہ بات سُنکر سب حیران رہ گئے۔ اور واثق ہنس پڑا۔ اور اپنے منہ پر ہاتھ رکھے ہوئے گھر چلا گیا۔ اور لیٹ رہا۔ اور بار بار کہتا تھا۔ کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس بات سے خاموش رہے۔ تو ہمیں اسمیں گفتگو کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ پھر حکم دیا۔ کہ اس شخص کو تین سو دینار انعام دیا جائے۔ اور اسے رہا کر دیا جائے۔ اس کے بعد پھر اس نے کسی کا امتحان نہیں لیا۔ اور اسی دن سے ابن ابی داؤد پر سخت ناراض ہو گیا۔ یہ قیدی ابو عبدالرحمن عبداللہ بن محمد ازدی ابو داؤد اور نسائی کا اُستاد تھا +

ابن ابی الدنیا کہتے ہیں کہ واثق گورے رنگ کا تھا جسپر زردی غالب تھی۔ اور اس کی آنکھوں میں خال تھا +

یحیی بن اکثم کہتے ہیں کہ جیسا احسان واثق نے آل ابی طالب پر کیا کسی نے نہیں کیا۔ جب وہ فوت ہوا ہے تو ان میں کوئی شخص بھی مفلس و محتاج نہ تھا +

کہتے ہیں۔ کہ واثق بڑا ادیب اور اعلےٰ درجہ کا شاعر تھا۔ وہ اپنے ایک نوکر پر عاشق تھا۔ جو اسے مصر سے ہدیۃً ملا تھا۔ ایک دن واثق نے اُسے خفا کر دیا۔ تو وہ ایک اور نوکر سے کہنے لگا۔ کہ امیر المؤمنین چاہتا ہے کہ میں اس سے کل کلام

کروں۔ مگر میں ہرگز نہیں کرونگا۔ واثق نے اُس کی بات سُنکر یہ اشعار کہے۔ شعر ۱؎

یَا ذَا الَّذِی لِعَذَابِی ظَلَّ مُفْتَخِرًا ۔ مَا اَنْتَ اِلَّا مَلِیْكٌ جَارَ اِذْ قَدَرَا

لَوْلَا الْهَوٰی لِتَجَارَیْنَا عَلٰی قَدَرٍ ۔ وَاِنْ اَفِقْ مِنْهُ یَوْمًا مَا فَسَوْفَ تَرٰی

اشعار ذیل بھی واثق نے اپنے خادم میں کہے ہیں:۔ شعر ۱؎

مُهَجٌ یَمْلِكُ الْمُهَجْ ۔ بِسَبْحَا اللَّحْظِ وَالدَّعَجْ

حَسَنُ الْقَدِّ مُخْتَطِفٌ ۔ ذُو دَلَالٍ وَذُو غَنَجْ

لَیْسَ لِلْعَیْنِ اِنْ بَدَا ۔ عَنْهُ بِاللَّحْظِ مُنْعَرَجْ

صولی کہتے ہیں۔ کہ ادب و فضل کے باعث واثق کو لوگ مامون اصغر کہا کرتے تھے مامون بھی اس کی قدر کیا کرتا تھا۔ اور اپنے تمام لڑکوں سے اُسے عزیز سمجھتا تھا۔ اپنے زمانہ کے لوگوں سے سب سے بڑھکر عالم تھا۔ اعلےٰ درجے کا شاعر بھی تھا۔ اور سب خلفاء میں سے بڑھکر موسیقی کا واقف تھا۔ قریباً سو سُر میں اس نے نئی ایجاد کی تھیں سارنگی بجانے میں اُستاد تھا۔ بہت سے اشعار زبانی یاد تھے +

فضل یزیدی لکھتے ہیں کہ خلفائے بنی عباس میں سے واثق سے بڑھکر شعروں کو روائیت کرنے والا اور کوئی نہیں ہوا۔ کسی نے کہا کہ مامون سے بھی بڑھکر تھا۔ انہوں نے کہا ہاں ۔ مامون تو علم عرب کے ساتھ نجوم طب اور منطق بھی جانتا تھا۔ مگر واثق صرف علوم عرب میں ہی ماہر تھا +

۱؎ اے وہ شخص جو مجھے ستانے میں فخر کر رہا ہے۔ تُو تو ایک غلام تھا۔ اب تیرا قدر ہو گیا ۔ اور تو ظلم کرنے لگا ۔ اگر عشق نہ ہوتا ۔ تو پھر ہم مرتبہ میں برابر برابری کرتے ۔ اور اب بھی اگر کسی دن مجھے عشق سے ، افاقہ ہو گیا ۔ تو تو دیکھ لے گا + ۱۲ ۱۲ مترجم ۲؎ مہج (نام غلام) خوب۔ ہ پلکوں اور سیاہ آنکھوں سے جانوں کا مالک ہو گیا ہے۔ سرو قد ہے ۔ دلربا ہے ۔ اور ناز و کرشمہ والا ہے ۔ اگر وہ ظاہر ہوتا ہے ۔ تو آنکھیں اُس کے دیکھنے سے سیر نہیں ہوتیں ۱۲ ۱۲ مترجم

یزید مہلبی کہتے ہیں۔ کہ واثق بہت کھایا کرتا تھا۔ ابن فہم کہتے ہیں کہ واثق کا ایک سونے کا خوان تھا۔ جس کے چار ٹکڑے تھے۔ اور ہر ایک ٹکڑے کو بیس آدمی اُٹھایا کرتے تھے اور خوان پر جو برتن تھے وہ بھی سونے کے تھے۔ ابن داؤد نے کہا ان برتنوں میں کھانا منع ہے۔ واثق نے ان سب کو تڑوا کر بیت المال میں داخل کر دیا +

حسین بن یحییٰ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ واثق نے خواب میں دیکھا۔ کہ وہ خدا سے بہشت کی آرزو کر رہا ہے۔ اتنے میں کسی شخص نے کہا۔ کہ خدا سوائے اس شخص کے جس کا دل مرت (بیابان) جیسا ہو کسی کو ہلاک نہیں کریگا۔ صبح کو اُس نے جلیسوں سے اس کی تعبیر پوچھی۔ کسی کو اسکا مطلب معلوم نہ ہوا۔ واثق نے ابو محلم کو بُلایا اور اُن سے یہ خواب بیان کیا۔ اور مرت کے معنے پوچھے۔ ابو المحلم نے کہا کہ مرت ایسے بیابان کو کہتے ہیں جس میں گھاس تک نہ اُگتی ہو۔ اور معنے اس خواب کے یہ ہیں کہ خدا تعالےٰ صرف اس شخص کو دوزخ میں ڈالیگا جس کا دل ایمان سے ایسا خالی ہوگا جیسا کہ بیابان گھاس پات سے خالی ہو۔ واثق نے مرت کے معنے کے لئے کسی شاعر کی سند مانگی۔ حاضرین میں سے کسی نے بنی اسد کا یہ شعر پڑھا:۔ شعر

[ل] وَمَرْتٍ مَرَوْرَاتٍ يَحَارُ بِهَا الْقَطَا وَيُصْبِحُ ذُو عِلْمٍ بِهَا وَهُوَ جَاهِلُ

ابو محلم یہ سُنکر ہنس پڑا۔ اور کہنے لگا کہ جب تک میں آپ کو شعر اس کی سند میں نہ سُنا لونگا۔ نہ جاؤنگا۔ پھر اُس نے سو معروف و مشہور شاعروں کے سو شعر پڑھے جن میں لفظ مرت آتا تھا۔ واثق نے اُسے ایک لاکھ دینار انعام دیا +

حمدون بن اسمٰعیل کہتے ہیں۔ کہ واثق سے زیادہ حلیم و بُردبار کوئی خلیفہ نہیں گذرا۔ احمد بن حمدون کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہارون بن زیاد جو واثق کے مؤدب تھے اس کے پاس آئے۔ تو واثق نے ان کی نہایت تعظیم و تکریم کی۔ لوگوں نے پوچھا کہ یہ شخص کون ہے جس کی آپ نے اتنی تعظیم کی ہے۔ کہنے لگا کہ سب سے پہلے انہوں نے ہی میری زبان ذکر خدا کے ساتھ کھولی تھی۔ اور رحمت خدا کے مُجھے قریب کیا تھا +

ل بہت سے ایسے بے آب و گیاہ جنگل ہیں جنمیں قطا بھی حیران رہ جاتا ہے۔ اور عالم اور تجربہ کار شخص جاہل مطلق بنجاتا ہے ۱۲ مترجم

علی بن جہم واثق کی تعریف کرتا ہے شعر

وثقت بالملک الواثق ... باللہ النفوس ۵۱

ملک یشقی بہ المال ... ولا یشقی الجلیس

اسد یضحک عن سدنہ ... الحرب العبوس

انس السیف بہ واستوحش ... الطلق النفیس

یا بنی العباس یابی اللہ ... الا ان تسوسوا

واثق سرمن رای میں بتاریخ ۲۴ ذی الحجہ ۲۳۲ ہجری میں بروز چہار شنبہ فوت ہوا۔ کہتے ہیں۔ کہ موت کے قریب وہ یہ اشعار بار بار پڑھتا تھا۔ شعر ۵۲

اَلْمَوْتُ فِیْہِ جَمِیْعُ الْخَلْقِ مُشْتَرِکٌ ... لَا سُوْقَۃٌ مِنْھُمْ یَبْقٰی وَلَا مَلِکٌ

مَا ضَرَّ اَھْلَ قَلِیْلٍ فِیْ تَفَارُقِھِمْ ... وَلَیْسَ یُغْنِیْ عَنِ الْاَمْلَاکِ مَا مَلَکُوْا

کہتے ہیں کہ جب واثق مر گیا۔ تو لوگ اسے تنہا چھوڑ کر متوکل سے بیعت کرنے میں مشغول ہو گئے۔ پیچھے ایک سوسمار آکر اس کی آنکھیں نکال کر کھا گیا۔

واثق کے عہد خلافت میں علمائے ذیل فوت ہوئے۔ مسرود بن ابن ہشام بزار قاری۔ اسمعیل بن سعید شاطی شیخ اہل طبرستان۔ محمد بن سعد کاتب واقد۔ ابو تمام طائی شاعر۔ محمد بن زیاد بن اعرابی لغوی۔ بویطی صاحب شافعی۔ علی بن مغیرہ اثرم لغوی

صولی بسند جعفر بن علی بن رشید سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک دن واثق نے صبح کے

---

۵۱ خدائے تعالےٰ کی قسم۔ لوگوں کی جانیں بادشاہ واثق پر بھروسہ کیے ہوئے ہیں۔ وہ ایسا بادشاہ ہے۔ جس کے ہاتھ سے مال تو تباہ ہوتا ہے۔ مگر اس کا ہمنشین تباہ نہیں ہوتا وہ ایک شیر ہے جس کی سختی کے باعث نر شرو لڑائی ہنستی ہے۔ تلوار اس سے مانوس ہے۔ اور درہم و دینار اس سے بھاگتے ہیں۔ اے ابن عباس خدائے تعالےٰ کو تمہارا سردار بننا ہی منظور ہے ۱۲ مترجم

۵۲ موت میں تمام مخلوقات مشترک ہے۔ نہ اس سے بازاری لوگ بچتے ہیں۔ اور نہ بادشاہ کسی کے اہل وعیال کی کمی نے انہیں کوئی نقصان نہیں پہونچایا۔ اور نہ ہی بادشاہوں کو ان کے مال و املاک نے کچھ فائدہ دیا +

وقت شراب پیا۔ تو اس کے خادم مہج نے اسے گلاب اور نرگس کے پھول دیئے۔ واثق نے دوسرے روز اس پر یہ اشعار کہے:۔ شعر

حَیَّاكَ بِالنَّرْجِسِ وَالْوَرْدِ ۔ مُعْتَدِلُ الْقَامَتِ وَالْقَدِّ
فَالْهَبَتْ عَیْنَاہُ نَارَ الْهَوٰی ۔ وَزَادَنِی اللَّوْعَۃِ وَالْوَجْدِ
اَمَلْتُ بِالْمُلْكِ لَهٗ قُرْبَۃً ۔ فَصَارَ مُلْكِی سَبَبُ الْبُعْدِ
وَرَنَّحْتَهُ سَكَرَاتُ الْهَوٰی ۔ فَمَالَ بِالْوَصْلِ اِلَی الصَّدِّ
اِنْ سَئَلَ الْبَذْلَ ثَنٰی عِطْفَهٗ ۔ وَاَسْبَلَ الدَّمْعَ عَلَی الْخَدِّ
غِرٌّ بِمَا تَجْنِیْهِ اَلْحَاظُهٗ ۔ لَا یَعْرِفُ الْاِنْجَازَ لِلْوَعْدِ
مَوْلًی یَشْتَكِی الظُّلْمَ مِنْ عَبْدِهٖ ۔ فَاَنْصِفُوا الْمَوْلٰی مِنَ الْعَبْدِ

علماء کا اتفاق ہے کہ ان شعروں جیسے فصیح و بلیغ شعر کسی خلیفہ نے بھی نہیں کہے۔ صولی عبداللہ بن معتز سے روایت کرتے ہیں کہ واثق دو غلاموں کے ساتھ بڑی محبت کیا کرتا تھا۔ اور ہر ایک کی خدمت کے لئے ایک ایک دن مقرر کر رکھا تھا۔ ان کے متعلق ہی یہ شعر لکھے ہیں:۔ شعر

سلے (۱) ایک معتدل قامت و قد والے شخص نے تجھے نرگس اور گلاب کا پھول دے کر بقائے ملک کی دعا دی ہے + (۲) پس اس کی دونوں آنکھیں عشق کی آگ سے بھڑک اٹھیں۔ اور سوزش دلی اور وجد زیادہ ہو گیا۔ (۳) میں نے ملک کے باعث اس سے نزدیک ہونے کی امید کی تھی۔ مگر میرا ملک ہی باعث بُعد بن گیا۔ (۴) عشق کے نشہ نے اسے مست کر دیا ہے۔ اس لئے وہ وصل سے اعراض کی طرف مائل ہوا۔ (۵) اگر اس سے خرچ (یعنے وصل) کا سوال کیا جائے۔ تو وہ اپنے پہلو مروڑتا ہے۔ اور رخساروں پر آنسو بہانے لگتا ہے (۶) وہ اپنے نظر کے گناہ سے جاہل ہے۔ اور وعدہ وفائی تو جانتا ہی نہیں (۷) مالک اپنے غلام کے ظلم کی شکایت کر رہا ہے۔ اے لوگو! اس غلام سے مالک کا انصاف لینا + ۱۲ مترجم

قَلْبِی قَسِیْمٌ بَیْنَ نَفْسَیْنِ ۔ فَمَنْ رَأٰی رُوْحًا بِجِسْمَیْنِ
یَغْضَبُ ذَا اِنْ جَادَ ذَا بِالرِّضٰی ۔ فَالْقَلْبُ مَشْغُوْلٌ بِشَجْوَیْنِ

خزر بیل کہتے ہیں۔ کہ واثق کی مجلس میں ایک دن اخطل کا یہ شعر گایا گیا۔ شعر

وَشَادِنٍ مَّرَّ بِحِرٍ بِالْکَاسِ نَادَمَنِیْ ۔ لَا بِالْحَصُوْرِ وَلَا فِیْهَا بِسَوَّارٍ

تو واثق نے ابن اعرابی کیطرف کسی شخصکو بھیجکر اس کے معنے پوچھے۔ اُس نے کہا کہ سوار اور سواد دونوں طرح سے روایت کیا گیا ہے۔ اور پھر دونوں کے معنے بتلائے۔ اسپر واثق نے اُسے بیس ہزار درہم انعام دیا +

احمد بن حسین بن ہشام کہتے ہیں کہ ایک روز واثق کے سامنے حسین بن ضحاک اور مخارق مغنی کی بحث ہو پڑی۔ کہ ابو نواس اور ابو العتاہیہ میں سے کون بڑھکر شاعر ہے واثق نے کہا کہ کوئی شرط بھی مقرر کرو۔ چنانچہ دو سو دینار شرط مقرر ہوئی۔ پھر واثق نے کہا۔ کہ علماء میں سے کون شخص یہاں حاضر ہے۔ لوگوں نے کہا۔ ابو محلم یہاں موجود ہیں۔ واثق نے انہیں بلایا۔ اور پوچھا۔ کہ ابو العتاہیہ اور ابو نواس میں سے کون زیادہ شاعر ہے۔ انہوں نے کہا۔ کہ ابو نواس بہت بڑا شاعر ہے۔ اور اصناف سخن پر قادر ہے۔ واثق نے اس فیصلہ پر حسین کو شرط دلوادی +

المتوکّل علی اللہ جعفر۔

متوکل علے اللہ جعفر ابو الفضل بن معتصم بن رشید۔ ماں اس کی ام ولد تھی جس کا نام شجاع تھا۔ ۲۰۵ھ یا ۲۰۶ھ ہجری میں پیدا ہوا۔ اور ماہ ذالحجہ ۲۳۲ھ ہجری میں تخت خلافت پر بیٹھا۔ اُس نے تخت پر بیٹھتے ہی اپنا میلان احیاء سنت کیطرف ظاہر

---

۵۱ میرا دل دو نفسوں میں منقسم ہے کسی نے ایک روح کو دو جسموں میں دیکھا ہے اگر ایک راضی ہوتا ہے تو دوسرا غضبناک ہوتا ہے۔ پس میرا دل دو غموں میں مبتلا ہے +

۵۲ بہت سے ایسے ہرنوں نے جو شراب کے پیالہ سے نفع پہونچاتے ہیں مجھ سے ہمنشینی کی۔ نہ وہ بخیل و تنگدل تھے۔ اور نہ تکلیف دینے والے تھے + ۱۲ مترجم

کیا۔ اور محدثین کی مدد کی۔ ۲۳۴ھ سنہ ہجری میں تمام محدثین کو بمقام سامرہ جمع کیا۔ اور ان کو بہت سا انعام و اکرام دیا۔ اور حکم دیا۔ کہ صفات و رویت الٰہی کے متعلق حدیثیں بیان کریں۔ چنانچہ اس غرض کے لئے ابوبکر بن ابی شیبہ جامع رصافہ میں اور ان کے بھائی جامع منصور میں بیٹھے تقریباً تیس ۳۰ تیس ہزار شخص ان کے پاس جمع ہوتے تھے۔ اس فعل سے تمام لوگ متوکل کے شیفتہ ہو گئے۔ اور اس کے حق میں دعائیں کرنے لگے۔ حتیٰ کہ بعضوں نے کہا۔ کہ خلفاء تین ہی ہوئے ہیں۔ ایک ابوبکر صدیق جنہوں نے مرتدین کو قتل کیا۔ اور دوسرے عمر بن عبدالعزیز جنہوں نے ظلم دنیا سے اٹھا دیا۔ تیسرے متوکل علے اللہ جس نے سنت مردہ کو زندہ کیا۔ ابوبکر بن خبازہ نے اس بارے میں یہ شعر کہے ہیں :۔ اشعار

لہ

وَبَعْدَ فَاِنَّ السُّنَّةَ الْیَوْمَ اَصْبَحَتْ مُعَزَّزَۃً حَتّٰی کَاَنْ لَمْ تَذَلَّلِ ۱
تَصُوْلُ وَتَسْطُوْا اِذْ اُقِیْمَ مَنَارُھَا وَحُطَّ مَنَارُ الْاِفْکِ وَالزُّوْرِ مِنْ عَلٍ ۱
وَوَلّٰی اَخُو الْاِبْدَاعِ فِی الدِّیْنِ ھَارِبًا اِلَی النَّارِ یَھْوِیْ مُدْبِرًا غَیْرَ مُقْبِلِ ۱
شَفَی اللّٰہُ مِنْھُمْ بِالْخَلِیْفَۃِ جَعْفَرٍ خَلِیْفَتِہٖ ذِی السُّنَّۃِ الْمُتَوَکِّلِ ۱
خَلِیْفَۃُ رَبِّیْ وَابْنُ عَمِّ نَبِیِّہٖ وَخَیْرُ بَنِی الْعَبَّاسِ مَنْ مِنْھُمْ وَلِیْ
وَجَامِعُ شَمْلِ الدِّیْنِ بَعْدَ تَشَتُّتٍ وَفَارِیْ رُؤُسِ الْمَارِقِیْنَ بِمُنْصُلِ ۱

لہ (۱) سنت نبوی آج سے ایسی عزیز ہو گئی ہے۔ گویا کہ کبھی ذلیل ہی نہ ہوگی (۲) چونکہ اس کی بنیادیں قائم ہو گئی ہیں۔ اس لئے حملے کرتی ہے۔ اور جھوٹ اور بہتان کو اوپر سے نیچے پھینک دیا ہے۔ (۳) جو دین میں بدعتیں نکالتا تھا۔ وہ دوزخ میں گرنے کے لئے پیٹھ پھیر کر بھاگا۔ کہ پھر کبھی واپس نہیں آئیگا (۴) اللہ تعالیٰ نے خلیفہ جعفر کے باعث لوگوں کو ان سے آرام دیا۔ (۵) وہ خدائے تعالیٰ کا خلیفہ ہے۔ اور اس کے نبی کے چچا کا بیٹا ہے۔ اور بنی عباس کے تمام خلیفوں سے بہتر ہے (۶) اور یہ (خلیفہ متوکل علے اللہ جعفر) دین کی جمعیت کو پراگندگی کے بعد جمع کرنے والا ہے۔ اور سرکشوں کے سروں کو گرز سے توڑنے والا ہے ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

۱۲ مترجم

اَطَالَ لَنَا رَبُّ الْعِبَادِ بَقَائَہٗ ؎۱ سَلِیْمًا مِنَ الْاَھْوَالِ غَیْرَ مُبَدَّلٖ

وَبَوَّاہُ بِالنَّصْرِ لِلدِّیْنِ جَنَّۃً یُجَاوِرُ فِیْ رَوْضَاتِھَا خَیْرَ مُرْسَلٖ

اسی سال ابن ابی داؤد پر ایسا فالج گرا۔ کہ وہ ایک پتھر بنگیا۔ خدا اسے اجر نہ دیوے اسی سال عراق میں ایسی باد سموم چلی۔ کہ جس سے کوفہ بصرہ اور بغداد کی کھیتیاں جل گئیں۔ اور کئی مسافر مر گئے۔ اور برابر پچاس روز تک چلتی رہی۔ حتیٰ کہ ہمدان تک جا پہنچی۔ اور وہاں کی کھیتیوں اور مویشیوں کو جلا دیا۔ اور موصل و سنجار میں جا پہونچی۔ اور لوگوں کو چلنے پھرنے سے بند کر دیا۔ اور بہت سے آدمیوں کو ہلاک کیا۔ اس سے پہلے ایک سال دمشق میں سخت زلزلہ آیا۔ جس سے ہزاروں مکان گر گئے۔ اور بہت سی خلقت اُنکے نیچے دب کر مر گئی۔ انطاکیہ اور جزیرہ بالکل مسمار ہو گئے۔ اور موصل سے پانچ ہزار پینتیس آدمی دب کر مر گئے۔ اسی سال متوکل نے نصاریٰ کو گلے میں زنجیریں ڈالنے کا حکم دیا۔ (اور یہ بات امتیاز کے لئے کی تھی)

۲۳۶ھ ہجری میں متوکل نے امام حسین اور اس کے اردگرد کے مکان مسمار کرنے کا حکم دیا۔ اور کہا کہ اس جگہ کھیت بنائے جائیں۔ اور لوگوں کو اس کی زیارت سے منع کر دیا مدتوں تک وہ مزار جنگل بنا رہا۔ متوکل کو لوگ ناصبی یعنے دشمن اہل بیت کہا کرتے تھے اسلئے مسلمانوں کو اُس کی اس حرکت سے بہت رنج ہوا۔ اہل بغداد نے اُسے گالیاں لکھکر دیواروں اور مسجدوں پر لگا دیں۔ شاعروں نے اُس کی ہجو کی۔ منجملہ ان کے یہ بھی شعر تھے:۔ شعر

بِاللّٰہِ اِنْ کَانَتْ اُمَیَّۃُ قَدْ اَتَتْ ؎۲ قَتْلَ ابْنِ بِنْتِ نَبِیِّھَا مَظْلُوْمًا

فَلَقَدْ اَتَاہُ بَنُوْ اَبِیْہِ بِمِثْلِہٖ ھٰذَا لَعَمْرِیْ قَبْرُہٗ مَھْدُوْمًا

اَسِفُوْا عَلٰی اَنْ لَّا یَکُوْنُوْا شَارَکُوْا فِیْ قَتْلِہٖ فَتَتَبَّعُوْہُ رَمِیْمًا

؎۱ پروردگار جہان اُس کی زندگی دراز کرے۔ اور تمام آفات وبلیات سے محفوظ رکھے اور اس دین کی مدد کے باعث اُسے جنت میں جگہ دے۔ اور سردار انبیاء کا اُسے ہمسایہ بنائے

؎۲ خدا کی قسم اگر بنی امیہ نے نبی کے دوہتے کو مظلوم قتل کیا ہے۔ تو آپ کے چچا کی اولاد نے اسکی قبر کو ہی معدوم کر دیا ہے۔ شاید انہیں افسوس ہے کہ کیوں یہ اس کے قتل میں شریک نہیں ہوئے۔ اب اس کی بوسیدہ ہڈیاں نکالنے لگے ۱۲ مترجم

۲۳۷ھ ہجری میں متوکل نے نائب مصر کے نام حکم بھیجا۔ کہ مصر کے قاضی القضاۃ ابو بکر محمد بن ابی اللیث کی ڈاڑھی مونڈھ کر اسے کوڑے لگوائے جائیں۔ اور گدھے پر سوار کر کے تشہیر کیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اور یہ شخص واقعی اس بات کے لائق تھا کیونکہ وہ بڑا ظالم اور جہمیہ کا سردار تھا۔ اس کے عوض حارث بن مسکین کو جو امام مالک کے شاگرد تھے۔ وہاں کا قاضی مقرر کیا۔ اور حکم دیا کہ قاضی معزول کو ۲۰ درّے ہر روز لگائے جائیں۔ اسی سال عسقلان میں آگ لگی جس سے کئی مکان اور غلہ کے انبار جل گئے یہ آگ تہائی رات تک لگی رہی۔ اور پھر خود بخود بجھ گئی۔ اسی سال میں خلیفہ نے احمد بن حنبل کو بلا بھیجا۔ لیکن وہ اس کے سامنے نہ پہنچ سکے۔ بلکہ اس کے بیٹے معتز کے پاس حاضر ہوئے +

۲۳۸ھ ہجری میں روم نے دمیاط پر حملہ کر کے اُسے فتح کر لیا۔ لوگوں کو لوٹا شہر کو آگ لگائی۔ اور چھ سو عورتیں گرفتار کر کے لے گئے۔ اور سمندر کے راستے سے واپس چلے گئے +

۲۴۰ھ ہجری میں اہل خلاط نے آسمان سے ایک سخت تر آواز سُنی۔ جس سے بہت سے آدمی مر گئے۔ عراق میں مُرغی کے انڈے کے برابر اولے پڑے۔ اور مغرب میں تیرہ گاؤں زمین میں دھس گئے +

۲۴۱ھ ہجری میں بہت سے تارے ٹوٹے۔ اور رات کے بڑے حصہ تک آسمان میں ستارے ٹڈیوں کی طرح ٹوٹتے رہے۔ جس سے لوگوں کو بہت ڈر معلوم ہوا۔

۲۴۲ھ ہجری میں تونس۔ رے۔ خراسان۔ نیشاپور۔ طبرستان اور اصفہان میں سخت زلزلہ آیا۔ اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ اور زمین اکثر جگہ سے اتنی پھٹ گئی کہ جس میں آدمی سما جاتے۔ مصر کے گاؤں سویدا میں آسمان سے پتھر برسے جنکا وزن دس رطل کے قریب تھا۔ یمن میں پہاڑوں نے کچھ ایسی حرکت کی۔ کہ کھیت ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو گئے۔ ماہ رمضان میں حلب میں گدھ سے ذرا چھوٹا پرندہ ظاہر ہوا۔ اور چالیس دفعہ کہا اے لوگو! اللہ سے ڈرو۔ اور پھر اڑ گیا۔ دوسرے روز بھی ایسا ہی ہوا۔ ایلچیوں نے اس واقعہ کو قلمبند کیا۔ اور پانچسو آدمیوں کی جنہوں نے اسے سُنا تھا مُہریں لگوا لیں +

اسی سال ابراہیم بن مطہر کاتب نے بصرہ سے بہلی میں بیٹھکر سفر حج کیا۔ جسمیں اونٹ جتے ہوئے تھے۔ اس گاڑی کو دیکھکر لوگوں نے سخت تعجب کیا +

سنہ ۲۴۳ ہجری میں متوکل دمشق میں آیا۔ اور اس شہر کو بہت پسند کیا۔ اور قصبہ داریا میں اپنی رہائش کے لئے ایک محل بنوایا۔ اور وہیں رہنے کا قصد کیا۔ اس پر یزید بن مہلب نے یہ شعر کہے:۔ شعر

اَظُنُّ الشَّامَ تَشْمَتُ بِالْعِرَاقِ ¹ اِذَا عَزَمَ الْاِمَامُ عَلَى الْاِنْطِلَاقِ

فَاِنْ تَدَعْ الْعِرَاقَ وَسَاكِنِيْهِ فَقَدْ تُبْلِي الْمَلِيْحَةُ بِالطَّلَاقِ

مگر دو تین ماہ کے بعد پھر واپس چلا گیا۔

سنہ ۲۴۴ ہجری میں متوکل نے یعقوب بن سکیت امام عربیت کو قتل کر ڈالا۔ جو اس کے بیٹوں معتز اور مؤید کو پڑھایا کرتا تھا۔ اور قتل کا باعث یہ ہوا۔ کہ ایک دن متوکل نے اسے پوچھا کہ میرے بیٹے تمہیں زیادہ عزیز ہیں یا حسن و حسین۔ ابن سکیت نے کہا۔ کہ حسن و حسین تو ایک طرف رہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا غلام قنبر ان سے بدرجہا بہتر تھا۔ متوکل نے ترکوں کو اس کے پیٹ کے روندے کا حکم دیا جس سے وہ مرگیا۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ انکی زبان نکلوا ڈالی تھی۔ جس کے صدمہ سے وہ مر گئے۔ پھر خوں بہا اس کے بیٹے کے پاس بھیجدیا دراصل متوکل ناصبی تھا۔

سنہ ۲۴۵ ہجری میں تمام دنیا میں سخت زلزلے آئے۔ شہر قلعے اور پل مسمار ہوگئے انطاکیہ کا ایک پہاڑ سمندر میں جا گرا۔ آسمان سے ہولناک آوازیں سنائی دیں۔ مصر میں سخت زلزلہ آیا۔ اہل بلبیس نے مصر کی طرف سے سخت ہولناک آواز سنی۔ جس سے وہاں کے بہت سے آدمی مر گئے۔ مکہ کے چشموں کے پانی زمین میں غائب ہو گئے۔ متوکل نے عرفات سے پانی لانے کے لئے ایک لاکھ دینار دیئے۔

متوکل نہایت سخی تھا۔ کہتے ہیں کہ جتنا متوکل نے شعراء کو انعام دیا ہے کسی نے نہیں دیا۔ اس کی تعریف میں مروان بن ابی جنوب کہتا ہے:۔ شعر

فَاَمْسِكْ نَدَاكَ ² كَفِيْكَ عَنِّيْ وَلَا تَزِدْ فَقَدْ خِفْتُ اَنْ اَطْغٰى وَاَنْ اَتَجَبَّرَا

---

¹ شام عراق کو دیکھکر خوش ہوتا ہے کیونکہ امیر نے وہاں جانے کا قصد کر لیا ہے۔ اگر تو عراق اور اس کے رہنے والوں کو چھوڑتا ہے تو تعجب نہیں کیونکہ کبھی عورت حسینہ بلائے طلاق میں مبتلا ہوتی ہے ۱۲

² اپنی بخشش کو مجھ سے روک لے اور زیادہ نہ کر۔ کیونکہ مجھے خوف ہے کہ کہیں میں سرکش اور باغی نہ ہو جاؤں ۱۲ مترجم

متوکل نے یہ شعر سُنکر کہا کہ میں اسوقت تک اپنا ہاتھ نہ روکوں گا جب تک میرا جودو سخا تجھے غرق نہ کردے۔ اس سے پہلے اسے ایک قصیدہ کے صلے میں ایک لاکھ بیس ہزار درہم اور پچاس کپڑے انعام دیئے تھے +

ایک روز متوکل کے ہاتھ میں دو چابک تھے۔ جنہیں الٹ پلٹ کر دیکھ رہا تھا۔ کہ علی بن جہم نے ایک قصیدہ پڑھکر سُنایا۔ متوکل نے انعام کے طور پر ایک چابک اس کی طرف پھینک دیا۔ علی بن جہم اسے اُلٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔ متوکل نے کہا۔ اسے حقیر سا نہ خیال کرنا۔ ایک لاکھ سے بھی زیادہ مالیت کا ہے۔ علی بن جہم نے کہا۔ میں اسے کم قیمت نہیں سمجھتا۔ بلکہ میں اس فکر میں ہوں کہ کچھ اور شعر سُنا کر دوسرا بھی لے لوں۔ متوکل نے کہا اچھا کہو۔ اُس نے یہ شعر پڑھے :۔ اشعار

بِسُرَّ مَنْ رَأَى الْاِمَامُ عَدْلٍ[له] ۔۔۔ تَغْرِفُ مِنْ بَحْرِہِ الْبِحَارُ

اَلْمُلْكُ فِيهِ وَفِي بَنِيهِ ۔۔۔ مَا اخْتَلَفَ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ

يُرْجِیْ وَيُخْشٰی لِكُلِّ خَطْبٍ ۔۔۔ كَاَنَّهُ جَنَّةٌ وَنَارٌ

يَدَاهُ فِي الْجُوْدِ ضَرَّتَانِ ۔۔۔ عَلَيْهِ كِلْتَاهُمَا تَغَارُ

لَمْ تَاْتِ مِنْهُ الْيَمِيْنُ شَيْئًا ۔۔۔ اِلَّا اَتَتْ مِثْلَهَا الْيَسَارُ

یہ شعر سُنکر متوکل نے دوسرا درہ بھی اسکی طرف پھینکدیا +

کہتے ہیں کہ جب متوکل تخت خلافت پر بیٹھا۔ تو آٹھ ایسے شخص موجود تھے جن کے باپ خلیفہ رہ چکے تھے۔ یعنی منصور بن مہدی۔ عباس بن ہادی۔ ابو احمد بن ہاروں رشید۔ عبداللہ بن امین۔ موسٰے بن مامون۔ احمد بن معتصم۔ محمد بن واثق اور اسکا بیٹا منتصر +

[له] سر من رای میں ایک امام عادل ہے۔ جس کے بحر جود سے سب سمندر پانی لیتے ہیں۔ سلطنت اس میں اور اسکی اولاد میں رہے جب تک کہ رات اور دن ایک دوسرے کے بعد آتے رہیں۔ یہ ایسا بادشاہ ہے جس سے ہر وقت خوف و امید کی جاتی ہے۔ گویا کہ بہشت و دوزخ ہے۔ اس کے ہاتھ بخشش میں ہم شل ہیں اور دونوں ایک دوسرے پر غیرت کرتے ہیں۔ اگر دایاں ہاتھ کوئی نیک کام کرتا ہے۔ تو بایاں بھی ضرور وہی کام کر کے چین لیتا ہے ۱۲ مترجم

مسعودی کہتے ہیں۔ کہ عہد متوکل میں ہر صاحب کمال شخص خواہ وہ اچھے فن میں کمال رکھتا تھا یا بُرے میں۔ دولت سے مالا مال ہو گیا +

متوکل لذات اور شراب میں منہمک رہتا تھا۔ اس کی چار ہزار کنیزکیں تھیں جن سے ہر ایک کے ساتھ صحبت کی تھی +

علی بن جہم کہتے ہیں۔ کہ متوکل اپنے بیٹے معتز کی والدہ کے ساتھ جو ایک بدصورت لونڈی تھی۔ نہایت محبت کیا کرتا تھا۔ اور اسکے بغیر اُسے ایک دم بھی قرار نہیں آتا تھا۔ ایک دن وہ اپنے رخسارے پر غالیہ (ایک قسم کی خوشبو ہوتی ہے) سے لفظ جعفر لکھکر متوکل کے پاس آکھڑی ہوئی۔ متوکل نے اُسے غور سے دیکھکر یہ شعر پڑھے:۔ شعر

وَكَاتِبَةٍ بِالْمِسْكِ فِي الْخَدِّ جَعْفَرًا[۱] | بِنَفْسِي مَخَطُّ الْمِسْكِ مِنْ حَيْثُ أَثَّرَا
لَئِنْ أَوْدَعَتْ سَطْرًا مِنَ الْمِسْكِ خَدَّهَا | لَقَدْ أَوْدَعَتْ قَلْبِي مِنَ الْحُبِّ أَسْطُرَا

سلمی کتاب المحن میں لکھتے ہیں۔ کہ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے ہی پہلے پہل مصر میں احوال و مقامات اہل ولایت کو ظاہر کیا۔ عبداللہ بن عبدالحکم نے جوان دنوں رئیس مصر اور امام مالک کے شاگردانِ رشید سے تھے۔ اُن کی ان باتوں سے انکار کیا۔ اور کہا کہ یہ ایک نیا ہی علم ہے۔ علمائے سلف نے اس میں گفتگو نہیں کی۔ اسلئے یہ زندیق ہیں اسپر امیر مصر نے اُنہیں بُلا کر اُنکا اعتقاد دریافت کیا۔ اور جواب سے مطمئن ہو گیا۔ پھر انکا حال متوکل کی طرف لکھکر بھیجا۔ اُس نے اُنہیں بُلا بھیجا۔ جسپر اُنہیں فوراً روانہ کر دیا گیا۔ جب متوکل نے انکا کلام سُنا۔ تو بہت خوش ہوا۔ اور ان کی نہایت تعظیم و تکریم کی۔ حتیٰ کہ جب صالحین کا ذکر آتا۔ تو متوکل کہتا کہ ذوالنون رح کا ذکر بھی ضرور کرو +

متوکل نے اپنے بیٹوں کو اس ترتیب سے ولیعہد بنایا تھا۔ پہلے منتصر۔ پھر معتز پھر موید۔ مگر بعد ازاں معتز کو مقدم کرنا چاہا۔ کیونکہ اُس کی والدہ سے اسکو بہت محبت تھی۔ پس منتصر سے کہا۔ کہ ولیعہدی سے معزول ہو جا۔ اُس نے انکار کیا۔ متوکل اسے مجلس عامہ میں بلاتا۔ اور اُسے نہایت بے عزت کرتا۔ اور دھمکیاں بھی دیتا۔ اتفاق سے

---

[۱] بہت سی معشوقہ ایسی ہیں جنہوں نے رخسارہ میں کستوری سے لفظ جعفر لکھا ہے۔ جس جگہ کستوری نے اپنا اثر کیا ہے۔ میرا نفس اس جگہ پر قربان ہو۔ اگر اس کے رخسارے پر کستوری سے ایک سطر لکھی ہے۔ تو کیا ہوا۔ میرے دل پر محبت کی کئی سطریں لکھی گئی ہیں + ۱۲ مترجم

ترک کسی سبب سے متوکل سے منحرف ہو گئے۔ اور منتصر کے ساتھ ملکر متوکل کے قتل پر آمادہ ہو گئے۔ چنانچہ ایک رات جب کہ متوکل اور اسکا وزیر فتح ابن خاقان دونوں لہو ولعب کی مجلس میں بیٹھے تھے پانچ آدمیوں نے آکر دونوں کو قتل کر دیا۔ یہ واقعہ ۵ رشوال ۲۴۷ھ میں واقع ہوا +

کہتے ہیں کہ کسی نے متوکل کو خواب میں دیکھا۔ اور پوچھا کہ خدا نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ کہنے لگا۔ کہ میں نے جو تھوڑی سی احیاءِ سنت کی تھی۔ اس کے صلے میں خدا تعالےٰ نے مجھے بخش دیا +

جب متوکل قتل ہوا۔ تو شعرا نے اُس کے مرثیے کہے۔ منجملہ ان کے یزید مہلبی کے یہ شعر بھی ہیں:۔ اشعار

جَاءَتْ مَنِيَّتُهُ وَالْعَيْنُ هَاجِعَةٌ ؎۱ | هَلَّا أَتَتْهُ الْمَنَايَا وَالْقَنَا قِصَدٌ

خَلِيفَةٌ لَمْ يَنَلْ مَا نَالَهُ أَحَدٌ | وَلَمْ يَضِعْ مِثْلَهُ رُوحٌ وَلَا جَسَدٌ

متوکل کی ایک لونڈی تھی جس کا نام محبوبہ تھا۔ اعلےٰ درجہ کی شاعرہ تھی۔ اور تمام فنون و علوم سے آگاہ تھی۔ جب متوکل قتل ہو گیا۔ تو وہ بغا کبیر کے ہاتھ لگی۔ ایک دن وہ مجلسِ شراب میں بیٹھا ہوا تھا۔ اسے بلا کر کہا۔ کہ گاؤ۔ وہ نہایت غمگین ہو کر بیٹھ گئی۔ اور گانے سے عذر کیا۔ اس نے اُسے قسم دلا کر کہا کہ ضرور گاؤ۔ اور پھر جبراً سارنگی اس کو دی گئی۔ تو اُس نے فی البدیہہ یہ اشعار پڑھے:۔ اشعار

أَيُّ عَيْشٍ يَلَذُّ لِي | لَا أَرَى فِيهِ جَعْفَرًا

مَلِكٌ قَدْ رَأَيْتُهُ | فِي نَجِيعٍ مُعَفَّرًا

كُلُّ مَنْ كَانَ ذَا هُيَامٍ | وَسُقْمٍ نَقَدْ بَرَا

غَيْرَ مَحْبُوبَةَ الَّتِي | لَوْ تَرَى الْمَوْتَ يُشْتَرَى

؎۱ موت اس کے پاس ایسے حال میں آئی ہے۔ جب کہ آنکھ سو رہی تھی۔ موت اس کے پاس ایسے وقت میں کیوں نہیں آئی۔ جب کہ نیزے سیدھے تھے۔ وہ ایسا خلیفہ ہے جس نے دوسرا دل جتنا اپنی زندگی سے فائدہ حاصل نہیں کیا۔ کوئی روح وجسم اُس جیسا ضائع نہیں ہوا +

لَاشْتَرَتْهُ بِمَا حَوَتْهُ يَدَاهَا لِتُقْبَرَا
إِنَّ مَوْتَ الْحَزِينِ أَطْيَبُ مِنْ أَنْ يُعَمَّرَا

(ترجمہ۔ جس عیش میں میں جعفر کو نہ دیکھوں۔ وہ مجھے کس طرح لذیذ معلوم ہو سکتا ہے۔ جعفر وہ بادشاہ ہے جسے میں نے خون میں لتھڑا ہوا دیکھا ہے۔ ہر ایک شخص نے جنون عشق اور بیماری سے صحت پالی ہے۔ مگر اس محبوبہ کو صحت حاصل نہیں ہوئی۔ اگر اسے موت دکھائی دیتی۔ تو وہ اپنا تمام مال دیکر قبر میں جانے کو خرید لیتی۔ کیونکہ غمگین کا مرنا جینے سے بدرجہا بہتر ہے)

یہ اشعار سُنکر بغا غضبناک ہُوا۔ اور اوسکو قید کرنے کا حکم دیا۔ پس وہ قید کی گئی اور پھر کبھی نظر نہ آئی +

نہائت عجیب بات یہ ہے کہ متوکل نے بختری شاعر کو کہا کہ میری اور فتح ابن خاقان کی صفت میں شعر کہو۔ کیونکہ میں چاہتا ہوں۔ کہ زندگی بھر وہ مجھ سے جدا نہ ہو۔ ورنہ میری زندگی تلخ ہو جائے گی۔ اور نہ ہی میں اس سے پہلے مروں۔ اُس نے یہ اشعار کہے:۔ اشعار

ؔلہ
يَا سَيِّدِي كَيْفَ اخْتَلَفْتَ وَعْدِي وَتَثَاقَلْتَ عَنْ وَفَاءٍ بِعَهْدِي
لَا أَرَتْنِي الْأَيَّامُ فَقْدَكَ يَا فَتْحُ وَلَا عَرَّفَتْكَ مَا عِشْتَ فَقْدِي
أَعْظَمُ الرُّزْءِ أَنْ تُقَدَّمَ قَبْلِي وَمِنَ الرُّزْءِ أَنْ تُؤَخَّرَ بَعْدِي
حَذَرًا أَنْ تَكُونَ إِلْفًا لِغَيْرِي إِذْ تَفَرَّدْتُ بِالْهَوَى فِيكَ وَحْدِي

ؔلہ (۱) اے میرے سردار تو نے کیسے وعدہ خلافی کی۔ اور وفائے عہد سے رہ گیا۔ (۲) اے فتح مجھے زمانہ تیری موت نہ دکھائے۔ اور نہ ہی تجھے میری موت دیکھنی نصیب ہو۔ (۳) سب سے بڑی مصیبت یہ ہے۔ کہ تو مجھ سے پہلے ہی مر جائے اور یہ بھی بڑی مصیبت ہے۔ کہ تو میرے بعد زندہ رہے۔ (۴) اس بات سے بچتے رہنا۔ کہ کسی اور کو تم دوست بنالو۔ کیونکہ میں نے بھی صرف تم ہی کو دوست بنایا ہُوا ہے ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ مترجم

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ وہ دونوں اکٹھے ہی قتل کئے گئے +

ابن عساکر کہتے ہیں کہ متوکل نے ایک روز خواب میں دیکھا کہ آسمان سے ایک سلیمانی شکر پارہ گرا ہے۔ اور اسپر لکھا ہے۔ جعفر المتوکل علے اللہ۔ جب وہ خلیفہ ہوا۔ تو لوگوں نے اس کے لقب میں غور کیا۔ بعضوں نے کہا کہ ہم اسکا لقب منتصر رکھتے ہیں۔ اور بعضوں نے کچھ اور تجویز کیا۔ مگر جب متوکل نے احمد بن ابوداؤد سے اپنا خواب بیان کیا۔ تو اُس نے اِس لقب کو بہت پسند کیا۔ اور پھر یہی سرکاری کاغذات میں بھی لکھا جانے لگا +

ہشام بن عمار کہتے ہیں۔ کہ متوکل کہا کرتا تھا۔ کاش کہ میں محمد بن ادریس شافعی رح کے زمانے میں ہوتا۔ اور ان سے پڑھتا۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں یہ فرماتے سُنا ہے۔ کہ اے لوگو! محمد بن ادریس مطلبی واصل رحمت حق ہو گیا ہے۔ اور اپنے پیچھے تم میں بہت اچھا علم چھوڑ گیا ہے۔ پس تم اس کا اتباع کرو۔ تاکہ ہدایت پاؤ" پھر متوکل نے کہا۔ اے اللہ! محمد بن ادریس پر رحمت واسعہ کر۔ اور اس کے مذہب کا حفظ کرنا مجھ پر آسان کر دے۔ اور مجھے اس سے نفع دے"۔ اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ متوکل شافعی المذہب تھا۔ اور یہ پہلا خلیفہ ہوا ہے جس نے شافعی مذہب اختیار کیا۔

احمد بن علے بصری کہتے ہیں۔ کہ متوکل نے ایک دفعہ احمد بن معدل وغیرہ علماء کو اپنے گھر بلایا۔ جب سب لوگ آموجود ہوئے۔ تو خود بھی گھر سے نکل کر آیا۔ اسے دیکھکر احمد بن معدل کے سوا سب لوگ تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے۔ متوکل نے عبید اللہ سے مخاطب ہو کر کہا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس شخص نے ہم سے بیعت نہیں کی۔ انہوں نے کہا۔ اے امیر المومنین بیعت تو کی ہے۔ مگر اُن کی نظر کمزور ہے۔ احمد بن معدل نے کہا اے امیر المومنین مجھے نظر تو کم نہیں آتا۔ بلکہ میں آپ کو عذاب خدا سے بچانا چاہتا ہوں۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص لوگوں سے اپنی تعظیم کے لئے کھڑا ہونے کی امید رکھے۔ تو اُسے چاہئے کہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے۔ متوکل یہ سُنکر اُن کے برابر آبیٹھا۔

یزید مہلبی کہتے ہیں۔ کہ مجھے متوکل نے کہا۔ اے مہلبی پہلے خلیفے ضرور رعیت کو مطیع کرنے کی خاطر انپر جبر کیا کرتے تھے۔ مگر میں ان سے نرمی پیش آتا ہوں۔ تاکہ وہ میری اطاعت کریں +

عبد الاعلے بن حماد نرسی کہتے ہیں۔ کہ ایک روز میں متوکل کے پاس آیا۔ تو مجھ سے کہنے لگا۔ اے ابو یحیی تین روز سے تم ہمارے پاس نہیں آئے۔ جو چیز ہم نے تمہارے لئے رکھی

تھی۔ وہ کسی اور کو دے دی۔ میں نے کہا۔ کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس ارادے کا نیک بدلہ دے۔ اگر اجازت ہو۔ تو دو بیت میں گوش گزار کردوں۔ کہنے لگا اچھا میں نے یہ شعر پڑھے:۔ شعر

لَا اُشْكُرَنَّكَ مَعْرُوْفًا هَمَمْتَ بِهٖ ۞ اِنَّ اِهْتِمَامَكَ بِالْمَعْرُوْفِ مَعْرُوْفٌ[۱]

وَلَا اَلُوْمُكَ اِذْ لَمْ يَمْضِهٖ قَدَرٌ ۞ فَالرِّزْقُ بِالْقَدَرِ الْمَحْتُوْمِ مَصْرُوْفٌ

یہ سنکر متوکل نے مجھے ہزار دینار عطا کرنے کا حکم دیا +

جعفر بن عبدالواحد ہاشمی کہتے ہیں۔ کہ متوکل کی والدہ کے انتقال کے بعد میں اس کے پاس گیا۔ تو کہنے لگا۔ اے جعفر بسا اوقات ایسا اتفاق ہوتا ہے۔ کہ میں ایک بیت کہتا ہوں۔ مگر پھر رک جاتا ہوں۔ چنانچہ آج میں نے یہ شعر کہا ہے:۔ شعر

تَذَكَّرْتُ لَمَّا فَرَّقَ الدَّهْرُ بَيْنَنَا[۲] ۞ فَعَزَّيْتُ نَفْسِيْ بِالنَّبِيِّ مُحَمَّدٍ

حاضرین مجلس میں سے ایک شخص نے دوسرا بیت یوں موزوں کیا:۔ شعر

وَقُلْتُ لَهَا اِنَّ الْمَنَايَا سَبِيْلُنَا[۳] ۞ فَمَنْ لَمْ يَمُتْ فِيْ يَوْمِهٖ مَاتَ فِيْ غَدٍ

فتح بن خاقان سے مروی ہے کہ ایک دن میں متوکل کے پاس آیا۔ تو میں نے اُسے افسردہ خاطر اور متفکر دیکھکر پوچھا۔ کہ آپ کو کیا فکر ہے۔ آپ سے بڑھکر تو روئے زمین پر کوئی شخص خوش عیش نہیں ہے۔ کہنے لگا۔ اے فتح مجھ سے خوش عیش وہ شخص ہے جس کا مکان وسیع ہو۔ عورت صالحہ ہو۔ اور اسباب معیشت سب مہیا ہوں۔ وہ ہمیں جانتا ہی نہیں ہے۔ کہ ہم اُسے بلائیں۔ اور نہ وہ ہمارا محتاج ہے کہ ہم اسے حقیر سمجھلیں +

---

[۱] میں اس احسان کی بابت جس کا آپ نے قصد کیا تھا آپ کا شکر بجالاتا ہوں۔ کیونکہ آپ کا احسان قصد کرنا بھی احسان ہی ہے۔ میں آپ کو ملامت نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ میری قسمت میں ہی نہیں تھا کیونکہ جو رزق قسمت میں لکھا ہوتا ہے وہ ضرور ملجاتا ہے

[۲] جب زمانہ نے ہمارے درمیان جدائی ڈالدی۔ تو میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یاد کرکے اپنے آپکو تسلی دی

[۳] اور اسے کہا۔ کہ گھبر نہیں۔ کیونکہ موت ہیں ہمارا رستہ ہیں۔ جو آج نہیں مرا کل مرجائیگا ۱۲ مترجم

ابو العیناء کہتے ہیں۔ کہ متوکل کو کسی شخص نے ایک کنیزک جس کا نام فضل تھا۔ ہدیۃً بھیجی۔ متوکل نے اس سے پوچھا۔ کہ تو شاعرہ ہے۔ اس نے کہا جس نے مجھے فروخت کیا ہے اور جس نے خریدا ہے۔ ان دونوں کا یہی خیال ہے۔ متوکل نے کہا اچھا اپنے شعر کچھ مجھے سناؤ۔ اس نے یہ شعر سنائے۔ اشعار

اِستقبلَ المُلکَ اِمامُ الھُدیٰ — عامَ ثلٰثٍ و ثلاثینا

خلافۃً اَفضَت اِلیٰ جعفرٍ — وھو ابنُ سبعٍ بعدَ عشرینا

اَنا لَنَرجو یا اِمامَ الھُدیٰ — اِن تَملِکَ المُلکَ ثمانینا

لا قَدَّسَ اللہُ امْرأً لم یَقُل — عِندَ دُعائی لکَ آمینا

علی بن جہم کہتے ہیں۔ کہ متوکل کے پاس ایک لونڈی لائی گئی۔ جو طائف میں پلی تھی۔ اور اعلیٰ درجہ کی شاعرہ اور ادیب تھی۔ متوکل اس پر شیفتہ ہو گیا۔ مگر کچھ عرصہ کے بعد اسی سے ناراض ہو گیا۔ اور تمام کنیزوں کو کہدیا۔ کہ اس سے کلام نہ کریں۔ ایک دن میں متوکل کے پاس گیا۔ تو مجھے کہنے لگا۔ کہ میں نے آج رات محبوبہ کو خواب میں دیکھا ہے۔ اور میں نے اس سے اور اس نے مجھ سے صلح کر لی۔ میں نے کہا۔ اے امیر المومنین بہت اچھا ہوا ہے۔ پھر مجھے کہا۔ چلو دیکھیں کہ وہ اسوقت کیا کر رہی ہے۔ جا کر دیکھا۔ تو وہ سارنگی بجا رہی تھی۔ اور یہ شعر پڑھ رہی تھی۔ شعر

اَدُورُ فی القصرِ لا اَریٰ اَحداً — اَشکو الیہِ و لا یُکلِّمُنی

حتّیٰ کاَنّی اَتیتُ معصیۃً — لیسَت لھا توبۃٌ تُخلِّصُنی

فھل شفیعٌ لنا الیٰ مَلِکٍ — قد زارنی فی الکریٰ وصالحنی

حتّیٰ اذا ما الصّباحُ لاحَ لنا — عادَ الیٰ ھجرۃٍ فصارمنی

ا؎ ۲۳۲ سنہ ہجری میں سلطنت امام الہدی کو ملی یعنی جعفر ۲۷ سال کی عمر میں تخت خلافت پر بیٹھا ہم خدا تعالےٰ سے چاہتے ہیں کہ ہمارا خلیفہ ۸۰ برس تک بادشاہ رہے۔ اب جو شخص میری اس دعا پر آمین نہ کہے۔ خدا اسکا بھلا نہ کرے ۱۲ مترجم

(ترجمہ اشعار - (۱) میں محل میں اکیلی اور تنہا پھر رہی ہوں - کوئی ایسا شخص نہیں ملتا جس سے شکایت کروں - یا گفتگو کروں

(۲) گویا کہ میں نے ایسا گناہ کیا ہے - جس کے لئے توبہ ہی نہیں - کہ میں اس سے خلاصی پالوں

(۳) پس کیا کوئی ہے جو بادشاہ سے میری شفاعت کرے - کیونکہ وہ خواب میں مجھے ملا ہے اور مجھ سے صلح کرلی ہے -

(۴) لیکن جب صبح ہوئی - تو پھر مجھ سے قطع تعلق کرلیا + " مترجم)

یہ اشعار سنکر متوکل نے اُسے آواز دی - وہ فوراً باہر نکل آئی - اور متوکل کے پاؤں چوم لئے - اور عرض کیا - کہ میں نے آج رات خواب میں دیکھا تھا - کہ آپ نے مجھ سے صلح کرلی ہے - متوکل نے کہا - بخدا میں نے بھی یہی خواب دیکھا ہے - بعدازاں اُسے پھر پہلے مرتبہ پر بحال کردیا - جب متوکل قتل ہوگیا - تو یہ بغا کے ہاتھ آئی - اور وہ اشعار پڑھے جو پہلے گذر چکے ہیں +

بحتری نے اشعار ذیل میں متوکل کی تعریف کی ہے - اور ابن داؤد کی ہجو کہی ہے شعر

أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَقَدْ شَكَرْنَا ... إِلَى آبَائِكَ الْعُزِّ الْحِسَانِ

رَدَدْتَ الدِّينَ فَذًّا بَعْدَ مَا قَدْ ... أَرَاهُ فِرْقَتَيْنِ تَخْتَصِمَانِ

قَصَمْتَ الظَّالِمِينَ بِكُلِّ أَرْضٍ ... فَأَضْحَى الظُّلْمُ مَجْهُولَ الْمَكَانِ

وَفِي سَنَةٍ رَمَتْ مُتَجَبِّرِيهِمْ ... عَلَى قَدَرٍ بِدَاهِيَةٍ عَوَانِ

فَمَا أَبْقَتْ مِنِ ابْنِ أَبِي دُوَادٍ ... سِوَى حَمِّ يُخَاطِبُ بِالْمَعَانِي

تَحَيَّرَ فِيهِ سَابُورُ بْنُ سَهْلٍ ... فَطَاوَلَهُ وَمَنَّاهُ الْأَمَانِي

إِذَا أَصْحَابُهُ اصْطَبَحُوا بِلَيْلٍ ... أَطَالُوا الْخَوْضَ فِي خَلْقِ الْقُرْآنِ

ترجمہ اشعار - اے امیرالمومنین آپ کے آباؤاجداد کا شکر ہے - کہ آپ نے دین کو واپس کیا - بعد اس کے کہ اس میں دو فرقے پیدا ہوگئے تھے - آپ نے ظالموں کا ہر جگہ سے قلع قمع کردیا - اب ظلم کہیں دکھائی ہی نہیں دیتا - ایک ہی برس میں جابر اور ظالم سخت مصیبت میں پھینک دیئے گئے ہیں - ابن ابی داؤد کا نام ونشان بھی باقی نہیں رہا - صرف بے نقط گالیاں ہی باقی رہ گئی ہیں

جن سے وہ مخاطب کیا جاتا ہے۔ سابور بن سہل اس میں حیران ہوا۔ اور دیر تک رہا۔ اور خواہشات اسے آرزو دلاتی رہیں۔ اس کے اصحاب ہمیشہ خلق قرآن میں خوض کرتے رہتے ہیں ۱۲)

احمد بن حنبل رح کہتے ہیں۔ کہ رات کو کچھ دیر بیدار رہنے کے بعد جو میں سویا۔ تو خواب میں دیکھا۔ کہ ایک شخص مجھے آسمان کی طرف اُٹھائے لئے جاتا ہے۔ اور کوئی شخص یہ شعر پڑھ رہا ہے:۔ شعر

۱؎ مَلِكٌ يُقَادُ اِلٰى مَلِيْكٍ عَادِلٍ — مُتَفَضِّلًا فِي الْعَفْوِ لَيْسَ بِجَائِرٍ

اس صبح کو سر من رائی سے متوکل کے قتل کی خبر بغداد میں پہونچی +

عمرو بن شیبان کہتے ہیں کہ جس رات متوکل قتل ہوا ہے۔ میں نے خواب دیکھا۔ کہ کوئی شخص یہ شعر پڑھ رہا ہے:۔ اشعار

۲؎ يَا نَائِمَ الْعَيْنِ فِي اَوْطَارِ جُسْمَانٍ — اَفِضْ دُمُوْعَكَ يَا عَمْرَو بْنَ شَيْبَانٍ

اَمَا تَرَى الْفِتْيَةَ الْاَرْجَاسَ مَا فَعَلُوْا — بِالْهَاشِمِيِّ وَبِالْفَتْحِ بْنِ خَاقَانٍ

وَافَى اِلَى اللّٰهِ مَظْلُوْمًا تَضِجُّ لَهٗ — اَهْلُ السَّمٰوٰتِ مِنْ مَثْنٰى وَوُحْدَانٍ

وَسَوْفَ يَاْتِيْكُمُ اُخْرٰى مُسَوَّمَةً — تَوَقَّعُوْهَا لَهَا شَانٌ مِنَ الشَّانٍ

فَابْكُوْا عَلٰى جَعْفَرٍ وَارْثُوْا خَلِيْفَتَكُمْ — فَقَدْ بَكَاهُ جَمِيْعُ الْاِنْسِ وَالْجَانٍ

پھر میں نے چند ماہ کے بعد متوکل کو خواب میں دیکھا۔ اور پوچھا۔ خدا نے تمہارے ساتھ

۱؎ وہ ایک بادشاہ ہے۔ جو شہنشاہ عادل کی طرف لے جایا جا رہا ہے۔ وہ بخش گیا ہے ظلم نہیں کیا گیا +

۲؎ اے اپنے جسم کی حاجتوں میں سوئے ہوئے اے عمرو بن شیبان اپنے آنسو بہا۔ تو نہیں جانتا۔ کہ ان کمبخت لوگوں نے خلیفہ ہاشمی اور فتح بن خاقان سے کیا کیا ہے۔ وہ اللہ سے مظلوم ہونے کی حالت میں ملا ہے۔ آسمان کے ہر شخص نے اس کے لئے شور کیا ہے۔ اب عنقریب ہی تمہارے پاس ایک اور خلیفہ آئیگا۔ جو نہایت شاندار ہوگا۔ پس تم اپنے خلیفہ جعفر پر رو دو۔ کیونکہ سب جن و انس اس پر روتے ہیں ۱۲ مترجم

کیا معاملہ کیا ہے۔ کہنے لگا تھوڑی سی سنت کے زندہ کرنے کے صلہ میں مجھے خدا تعالےٰ نے بخشدیا
پھر میں نے پوچھا۔ کہ اب تم اس جگہ کیا کرتے ہو۔ کہنے لگا اپنے بیٹے محمد کا انتظار کر رہا ہوں
خدا کے سامنے اُس سے جھگڑونگا +

احادیث جو متوکل سے مروی ہیں:۔

خطیب رح بسندہ محمد بن شجاع احمر سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ ایک دن متوکل نے بروایت جریر بن عبداللہ رہ روایت کیا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے لوگوں کو نرمی سے محروم رکھا۔ تو وہ بھلائی سے محروم رہتا ہے۔ اطبرانی نے اُسے ایک اور طریقے سے معجم کبیر میں روائیت کیا ہے)

ابن عساکر بسندہ علی بن جہم سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ میں ایک روز متوکل کے پاس تھا۔ کہ جمال کا ذکر آیا۔ تو متوکل نے کہا۔ کہ بالوں کی خوبصورتی بھی جمال میں داخل ہے۔ پھر بروائیت ابن عباس بیان کیا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ کے بال مبارک کانوں کی لَو تک تھے۔ اور بلوں کے باعث ایسے معلوم ہوتے تھے جیسے کہ موتیوں کی لڑی ہوتی ہے۔ آپ سب سے بڑھکر خوبصورت تھے۔ آپ کا رنگ گندمی اور قد میانہ تھا۔ نہ لمبا اور نہ بہت چھوٹا۔ عبدالمطلب کے بال بھی کانوں کی لَو تک تھے۔ پھر معتصم نے کہا۔ کہ ماموں۔ رشید۔ مہدی۔ منصور۔ محمد۔ اور علی رضی اللہ عنہ کے بال بھی ایسے ہی تھے۔" میں کہتا ہوں۔ کہ یہ حدیث مسلسل ہے۔ اور کئی اور طریقوں سے بھی مروی ہے +

مندرجہ ذیل علماء متوکل کے عہد خلافت میں فوت ہوئے:۔

ابو ثور۔ امام احمد بن حنبل رح۔ ابراہیم بن منذر خزاعی۔ اسحاق بن راہویہ۔ اسحاق ندیم روح مقری۔ زہیر بن حرب۔ سحنون۔ اسلیمان شاذکونی۔ ابو مسعود عسکری۔ ابو جعفر نفیلی۔ ابو بکر بن شیبہ۔ اسکا بھائی دیک الجن شاعر۔ عبدالملک بن حبیب امام المالکیہ۔ عبدالعزیز بن یحیٰی غول شاگرد امام شافعی۔ عبید اللہ بن عمر قواریری۔ علی بن مدینی۔ محمد بن عبداللہ بن نمیر۔ یحیٰی بن معین۔ یحیٰی بن بکیر۔ یحیٰی بن یحیٰی۔ یوسف ازرق مقری۔ بشر بن ولید کندی مالکی۔ ابن ابی داؤد۔ ابو بکر ہذلی علاف شیخ الاعتزال۔ جعفر بن حرب۔ ابن کلاب متکلم۔ قاضی یحیٰی بن اکثم۔ حارث محاسبی۔ حرملہ صاحب شافعی۔ ابن سکیت۔ احمد بن منیع۔ ذوالنون مصری زاہد۔ ابو تراب نخشبی۔ ابو عمرو دوری مقری۔ دعبل شاعر۔ ابو عثمان مازنی نحوی وغیرہم رحمہم اللہ علیہم اجمعین

المنتصر باللہ محمد ابو جعفر

منتصر باللہ ابو جعفر بن متوکل بن معتصم بن رشید- والدہ اس کی ام ولد تھی، رومیہ- نام اسکا حبشہ تھا- منتصر نہایت خوبصورت- گندم گوں فراخ چشم- میانہ قد- جسیم مہیب اور عقلمند شخص تھا- نیکی کی طرف راغب اور ظلم اٹھا دینے پر مائل تھا- علویوں پر احسان کرتا تھا- اُنپر جو خوف و مشقت طاری تھے- اُنہیں دُور کردیا- امام حسین کی قبر کی اجازت دیدی- انکی اولاد کو باغ فدک دیدیا- یزید مہلبی اس بارے میں کہتا ہے:- شعر

وَلَقَدْ بَرَدْتَ لِطَالِبِیِّ بَعْدَ مَا ذُمُّوْا زَمَانًا بَعْدَهَا وَزَمَانَا

وَرَدَدْتَ اُلْفَۃَ هَاشِمٍ فَرَاَیْتَهُمْ بَعْدَ الْعَدَاوَۃِ مِنْهُمْ اِخْوَانَا

اپنے باپ کے قتل کے بعد شوال سنہ ۲۴۷ہجری میں تخت خلافت پر بیٹھا- اور اپنے دونوں بھائیوں معتز اور مؤید کو ولیعہدی سے معزول کردیا- جنکو کہ متوکل نے اس کے بعد ولیعہد کیا تھا- رعیت میں عدل و انصاف پھیلایا- باوجود اسکی ہیبت کے لوگ اسکی طرف مائل ہو گئے- کیونکہ یہ نہایت سخی اور حلیم تھا- چنانچہ کہا کرتا تھا- کہ سزا دینے کی نسبت لذت عفو زیادہ شیریں ہے- اور باقدرت شخص کے افعال سے قبیح تر فعل انتقام لینا ہے- جب تخت پر بیٹھا- تو ترکوں کو گالیاں دینے لگا- اور کہتا تھا- کہ یہ لوگ خلفاء کے قاتل ہیں ترکوں نے بہت حیلے کئے مگر ناکام رہے- کیونکہ منتصر نہایت بارعب شجاع اور زیرک تھا آخر انہوں نے اس کے طبیب ابن طیفور کو تیس ہزار دینار دینے کرکے ایک زہر آلود نشتر سے اس کی فصد کھلوادی- جس سے وہ مرگیا- بعض کہتے ہیں کہ ابن طیفور بھول گیا- اور اپنے غلام کو اشارہ کرکے اس نشتر سے فصد کھلوادی تھی- بعض کہتے ہیں کہ امرود میں ڈالکر اسے زہر دیا گیا تھا- جب قریب المرگ ہوا- تو اپنی والدہ سے کہنے لگا اے ماں مجھ سے دُنیا اور آخرت دونوں جاتے رہے ہیں- میں نے اپنے باپ کو قتل کیا- اور اب میں بھی اس کے پیچھے جاتا ہوں" چھ مہینے سے بھی کم خلافت کرکے پانچویں ربیع الآخر سنہ ۲۴۸ہجری میں بعمر ۲۶ سال فوت ہوا +

سلہ آپ نے آل ابی طالب کو زمانہ دراز تک ذلیل و غمگین رہنے کے بعد خوش کردیا ہے- اور عداوت کے بعد آپ نے پھر ہاشمی محبت کو واپس کیا ہے ۱۲ مترجم

کہتے ہیں کہ ایک روز یہ مجلس لہو میں بیٹھا تھا۔ اور اپنے باپ کے خزانے سے ایک فرش نکلوا کر مجلس میں بچھوایا۔ اس فرش میں ایک جگہ ایک دائرہ تھا۔ اور اس میں ایک سوار کی تصویر تھی جس کے سر پر تاج تھا۔ اور اس کے اِرد گرد فارسی عبارت لکھی ہوئی تھی۔ ایک فارسی خوان کو بلوایا۔ وہ پڑھکر خاموش ہوگیا۔ منتصر نے پوچھا۔ اسکا کیا مطلب ہے۔ اس نے کہا کہ اس عبارت کے کچھ معنے نہیں۔ آخر خلیفہ نے اِصرار کیا۔ تو اُس نے کہا کہ اس میں لکھا ہے "میں شیرویہ بن کسریٰ بن ہرمز ہوں۔ میں نے اپنے باپ کو قتل کیا۔ مگر مجھے چھ ماہ سے زیادہ سلطنت کرنا نصیب نہیں ہوا" یہ سُنکر منتصر کا رنگ فق ہوگیا۔ اور حکم دیا کہ اس فرش کو جلادو۔ وہ فرش سونے سے بُنا ہوا تھا +

ثعالبی لطائف المعارف میں لکھتے ہیں کہ خلفاء میں سے خالص تر خلیفہ منتصر ہی ہوا ہے۔ کیونکہ یہ اور اس کے پانچ آباؤ اجداد یکے بعد دیگرے خلیفہ ہوتے چلے آئے ہیں اور ایسے ہی معتز اور معتمد تھے۔ میں کہتا ہوں کہ اس سے بھی خالص مستعصم تھا جسے تاتاریوں نے قتل کیا تھا۔ کیونکہ اس کے آباؤ اجداد میں سے آٹھ یکے بعد دیگرے خلیفہ ہوئے تھے

ثعالبی لکھتے ہیں کہ نہایت عجیب بات یہ ہے کہ شیرویہ فارس کے خالص ترین بادشاہوں سے تھا۔ اُس نے اپنے باپ کو قتل کیا۔ تو صرف چھ ماہ اس کے بعد زندہ رہا۔ اور ادھر منتصر بھی خالص ترین خلفاء تھا۔ اس نے بھی اپنے باپ کو قتل کیا۔ اور اس کے بعد صرف چھ ماہ زندہ رہا +

المستعین باللہ ابو العباس

المستعین باللہ ابو العباس احمد بن معتصم بن الرشید متوکل کا بھائی تھا ۲۲۱ھ ہجری میں پیدا ہوا۔ اس کی والدہ اُم ولد تھی۔ جس کا نام مخارق تھا۔ خوبصورت گورے رنگ کا آدمی تھا۔ منہ پر چیچک کے داغ تھے +

جب منتصر مر گیا۔ تو ارکان سلطنت نے جمع ہو کر مشورہ کیا۔ کہ اگر تم نے متوکل کی اولاد سے کسی کو خلیفہ بنایا۔ تو ہم سے کوئی شخص بھی باقی نہ رہیگا۔ اِسلئے احمد بن معتصم کو خلیفہ بنانا چاہئے۔ کہ وہ ہمارے ولی نعمت کا بیٹا بھی ہے۔ آخر اسی پر فیصلہ ہوا۔ اور انہوں نے اس سے بیعت کرلی۔ (اسوقت اس کی عمر ۲۸ سال کی تھی) اور ۲۵۱ھ ہجری کے شروع تک بادشاہ رہا۔ مگر جب اس نے وصیف اور بغا (دو ترکی عُہدہ دار تھے) کو قتل کیا اور

باغر ترکی کو جس نے متوکل کو قتل کیا تھا۔ جلا وطن کر دیا۔ تو ترک اس سے بگڑ گئے۔ مستعین کے صرف وصیف اور بغا ہی امیر اور وزیر تھے۔ چنانچہ کسی شاعر نے کہا ہے:۔ شعر

خَلِیْفَۃٌ فِیْ قَفَصٍ ۔ بَیْنَ وَصِیْفٍ وَبُغَا
یَقُوْلُ مَا قَالَا لَہٗ ۔ کَمَا تَقُوْلُ الْبَبْغَا

جب ترک بگڑ گئے۔ تو مستعین اُن کے خوف سے سامرے سے بغداد میں چلا آیا۔ اپر ترکوں نے اُس سے عذر کیا۔ اور اسے واپس آنے کے لئے لکھا۔ لیکن مستعین نہ گیا۔ انہوں نے معتز باللہ سے بیعت کر کے مستعین کو معزول کر دیا۔ پھر معتز بہت بڑا لشکر لے کر مستعین سے لڑنے کے لئے روانہ ہوا۔ اُدھر اہلِ بغداد مستعین کی مدد کے لئے مستعد ہو گئے۔ اور ان دونوں کی آپس میں کئی سخت لڑائیاں ہوئیں۔ اور کئی مہینے یہ شور برپا رہا۔ آخر مستعین کا فریق تنگ آ گیا۔ اور مستعین کے معزول کرنے پر صلح مان لی۔ قاضی اسمٰعیل وغیرہ نے خلع کے معاملے میں ایمان مغلظہ کی شروط لگائیں۔ آخر مستعین نے ۲۵۲ھ ہجری میں خلافت سے کنارہ کر لیا۔ اور واسط کیطرف چلا گیا۔ اور وہاں ۹ ماہ تک ایک امیر کی زیر حراست رہا۔ پھر وہاں سے سامرا کی طرف بھیجا گیا۔ معتز نے احمد بن طولون کو لکھا کہ مستعین کو قتل کر دے۔ اس نے کہا میں تو خلفاء کی اولاد کو قتل نہیں کرتا۔ اس نے سعید حاجب کو لکھا چنانچہ اس نے ۳ شوال ۲۵۲ھ ہجری میں اُسے قتل کر ڈالا۔ اسوقت مستعین کی عمر ۳۱ برس کی تھی +

مستعین نہایت نیک۔ فاضل۔ ادیب اور فصیح و بلیغ شخص تھا۔ اس نے کوئی تین بالشت چوڑی آستین نکالی تھی۔ اور پہلے جو لمبی ٹوپیاں پہنی جاتی تھیں انہیں چھوٹا کر دیا تھا +

اِس کے عہد خلافت میں علمائے ذیل فوت ہوئے:۔

عبد بن حمید۔ ابو طاہر بن سرح۔ حارث بن مسکین۔ بزی مقری۔ ابو حاتم سجستانی حافظ وغیرہم +

لے وصیف و بغا کے سامنے خلیفہ ایک پنجرے میں ہے جو کچھ اُسے کہتے ہیں وہی کرتا ہے جیسے کہ طوطا کرتا ہے ۱۲ مترجم

المعتز باللہ محمدؐ

المعتز باللہ محمد ابو عبداللہ بن متوکل بن معتصم بن رشید ۲۳۲ھ ہجری میں پیدا ہوا۔ اس کی ماں ام ولد رومیہ تھی جسکا نام قبیحہ تھا۔ مستعین کے معزول ہونے کے بعد ۲۵۲ھ ہجری میں اس سے بیعت کی گئی۔ اسوقت اس کی عمر ۱۹ سال کی تھی۔ اس سے پہلے اس سے چھوٹی عمر کا کوئی خلیفہ تخت پر نہیں بیٹھا۔ نہایت حسین تھا +

علی بن حرب جو معتز کے لڑکوں کو حدیث پڑھایا کرتے تھے کہتے ہیں کہ اس سے بڑھکر خوبصورت کوئی خلیفہ نہیں ہوا۔ یہ پہلا خلیفہ ہے جس نے گھوڑوں کو سونے کا زیور پہنایا۔ اس سے پہلے خلفا معمولی تھوڑا سا چاندی کا زیور پہنایا کرتے تھے اس کے تخت نشینی کے پہلے سال ہی اشناس جسے واثق نے نائب السلطنت بنایا ہوا تھا مرگیا۔ اس نے ۵ لاکھ دینار پیچھے چھوڑے تھے جنہیں معتز نے ضبط کرلیا۔ اور پھر محمد بن عبداللہ بن طاہر کو خلعت نیابت عطا کی۔ اور اس کی میان میں دو تلواریں باندھیں۔ مگر پھر اسی سال معزول کردیا۔ اور اپنے بھائی ابو احمد کو نائب السلطنت بنایا اور سنہری جڑاؤ تاج اس کے سر پر رکھا۔ اور دو ہار جواہرات کے اس کے گلے میں ڈالے اور دو تلواریں کمر میں لٹکائیں۔ مگر اُسے بھی معزول کر کے واسطہ میں بھیجدیا۔ اور بعد ازاں بغا ترالی کو نائب السلطنت بنایا۔ مگر دوسرے سال وہ معتز کے مقابلے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا مگر قتل کیا گیا۔ اور اسکا سر معتز کے سامنے لایا گیا۔ اسی سال ماہ رجب میں معتز نے اپنے بھائی مؤید کو ولیعہدی سے معزول کیا۔ اور اُسے زدوکوب کر کے قید کردیا جس کے چند دنوں کے بعد وہ مرگیا۔ معتز ڈرا کہ کہیں لوگ اس پر بھائی کے قتل کا الزام نہ لگائیں اسلئے اُس نے قاضیوں کو جمع کیا۔ اُنہوں نے آکر دیکھا۔ کہ اُس پر مار وغیرہ کا کوئی اثر نہیں تھا +

معتز ترکوں کے مقابلے بہت ضعیف تھا۔ ایک دفعہ اُن میں سے بڑے بڑے رئیسوں نے جمع ہو کر کہا کہ ہمیں کچھ دلوایئے۔ کہ ہم صالح بن وصیف کو قتل کریں معتز اس شخص سے بہت ڈرا کرتا تھا۔ اسوقت بیت المال میں روپیہ موجود نہ تھا۔ اسلئے اپنی ماں سے جاکر کچھ روپیہ مانگا۔ اُس نے دینے سے انکار کیا۔ اسپر ترکوں نے اُس کے معزول کرنے پر اتفاق کرلیا۔ اور صالح بن وصیف اور محمد بن بغا نے بھی اُنکا ساتھ دیا۔ پھر ہتھیار لگا کر ترک دارالخلافہ میں چلے آئے۔ اور معتز کو بُلا بھیجا۔ اُس

نے کہلا بھیجا۔ کہ میں نے دوا پی ہے۔ اور کمزور ہو رہا ہوں۔ اسلیے باہر نہیں آسکتا۔ ترکوں سے بہت سے اندر جا گھسے۔ اور اُسے پاؤں سے پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے باہر لے آئے اور خوب زدوکوب کیا۔ گرمی کے دن تھے۔ اسکو دھوپ میں کھڑا کر دیا۔ اور اُس کو طمانچے مار مار کر کہنے لگے کہ اپنے آپ کو معزول کر۔ پھر قاضی ابن شوارب اور گواہوں کو بلا لیا۔ اور اُسے معزول کر دیا۔ پھر بغداد سے محمد بن واثق کو جسے معتز نے نظر بند کر رکھا تھا۔ سامرا میں بلا لیا۔ معتز نے خلافت اُس کے سپرد کر دی۔ اور خود اُس کی بیعت کر لی۔ اس واقعہ کے چند روز بعد لوگ معتز کو حمام میں لے گئے۔ نہانے کے بعد اُس نے پانی مانگا۔ تو پانی نہ دیا۔ اور وہاں سے نکالکر اسے برف کا پانی پلایا۔ جس کے پیتے ہی وہ مر گیا۔ یہ واقعہ شعبان ۲۵۵ھ ہجری میں ہوا۔ معتز کی ماں قبیحہ پہلے تو چھپ رہی۔ مگر پھر رمضان میں آموجود ہوئی۔ اور صالح بن وصیف کو بہت سا مال عطا کیا۔ جس میں ۱۳ لاکھ دینار نقد تھے۔ اور ایک زمردوں سے بھرا ہوا برتن تھا۔ اور ایک بڑا مٹکا تھا جو بڑے بڑے موتیوں سے بھرا ہوا تھا۔ اور ایک مٹکا یاقوت احمر کا تھا۔ اس کے علاوہ اور بہت سی چیزیں تھیں جب ابن وصیف نے اس مال کو دیکھا۔ تو کہنے لگا۔ کہ اس کم بخت عورت نے پچاس ہزار دینار کے بدلے اپنے بیٹے کو قتل کروا ڈالا۔ حالانکہ اس کے پاس اسقدر مال کثیر موجود تھا۔ ابن وصیف نے وہ سب مال لے لیا۔ اور قبیحہ کو مکہ میں بھیجدیا۔ وہ معتمد کے خلیفہ ہونے تک وہیں رہی۔ پھر اسے سامرا میں منگوا لیا۔ اور وہ وہیں ۲۶۴ھ ہجری میں فوت ہوئی۔

معتز کے عہد خلافت میں علمائے ذیل فوت ہوئے:۔

سری سقطی۔ ہارون بن سعید ایلی۔ دارمی صاحب مسند۔ عتبی صاحب مسائل عتبیہ۔ و دیگر حضرات رحمہم اللہ علیہم۔

المہتدی باللہ

المہتدی باللہ محمد ابو محمد اسحاق بن واثق بن معتصم بن الرشید۔ اس کی والدہ ام ولد تھی جسکا نام وردہ تھا۔ اپنے دادا کے عہد خلافت میں ۲۱۰ھ ہجری کے بعد پیدا ہوا۔ اور ۲۹ رجب ۲۵۵ھ ہجری میں تخت خلافت پر بیٹھا۔ اسوقت تک اس کی بیعت کسی نے نہیں کی۔ جب تک کہ معتز نے خلافت اسے سپرد نہ کر دی۔ اور

گواہوں سے گواہی نہ لے لی۔ کہ معتز خلافت کے لائق نہیں۔ اور اس نے بھی اس بات کا اقرار کر لیا۔ اور مہتدی سے بیعت کرلی۔ پھر مہتدی صدر مجلس میں آبیٹھا +

مہتدی گندم گوں۔ دبلا پتلا۔ خوبصورت۔ پرہیزگار۔ عابد۔ عادل اور احکام خداوند کے اجراء میں سخت تھا۔ لیکن اسکا کوئی مددگار ہی نہ بنا۔ خطیب کہتے ہیں۔ کہ تخت خلافت پر بیٹھنے سے قتل ہونے تک ہر روز روزہ رکھتا تھا +

ہاشم بن قاسم کہتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ ماہِ رمضان میں شام کے وقت میں مہتدی کے پاس بیٹھا تھا۔ کہ اچانک میں جانے کے لئے اُٹھ کھڑا ہوا۔ مہتدی کہنے لگا بیٹھ جاؤ۔ میں بیٹھ گیا۔ پھر اُس نے آگے ہوکر نماز پڑھائی۔ بعد ازاں کھانا منگوایا۔ تو ایک بید کی ڈلیا میں کھانا آیا جس میں چند میدہ کی روٹیاں تھیں۔ ایک برتن میں نمک تھا۔ ایک میں سرکہ تھا۔ اور ایک میں روغنِ زیتون تھا۔ مجھ سے بھی کھانے کو کہا۔ میں نے کھانا شروع کیا۔ مجھے خیال تھا کہ کھانا اور آئیگا۔ مہتدی نے میری طرف دیکھکر کہا۔ کہ تم روزہ دار نہیں تھے۔ میں نے کہا۔ ہاں۔ پھر پوچھا کہ کیا کل روزہ نہیں رکھوگے۔ میں نے کہا رکھونگا کیوں نہیں رمضان کا مہینہ ہے۔ کہنے لگا۔ کہ پھر اچھیطرح کھاؤ۔ کیونکہ اس کھانے کے سوا اور کھانا نہیں آئیگا۔ میں نے متعجب ہوکر پوچھا کہ امیر المؤمنین یہ کیا معاملہ ہے۔ خدا نے آپ کو تمام نعمتیں عطا کی ہیں۔ مہتدی کہنے لگا بات تو یوں ہی ہے۔ مگر میں نے غور کیا تو بنو امیہ میں عمر بن عبد العزیز کو پایا۔ کہ وہ کم کھانے اور فکر رعایا کی وجہ سے کیسے لاغر ہو گئے تھے۔ میں نے اپنے خاندان پر نگاہ ڈالی۔ تو مجھے بڑی غیرت آئی۔ اس لئے میں نے اپنے آپ پر یہ کچھ التزام کر لیا۔ جو تم دیکھتے ہو +

جعفر بن عبد الواحد کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں مہتدی کے ساتھ گفتگو کر رہا تھا۔ کہ اثنائے کلام میں میں نے کہا۔ کہ احمد بن حنبل بھی ایسا ہی کہا کرتے تھے۔ اور وہ اس معاملہ میں اپنے بزرگوں کے خلاف تھے۔ مہتدی نے کہا خدا احمد بن حنبل رح پر رحم کرے بخدا اگر مجھے اپنے باپ سے قطع تعلق جائز ہوتا۔ تو میں ضرور قطع تعلق کر لیتا۔ پھر مجھے کہا۔ کہ حق بات کہا کرو۔ کیونکہ سچ بولنے والے کی قدر و منزلت میری نگاہ میں بڑھ جاتی ہے +

نفطویہ کہتے ہیں کہ بعض ہاشمیوں نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ مہدی کا ایک جامہ دان تھا جس میں ایک پشم کا جُبہ اور ایک چادر تھی۔ جسے رات کے وقت پہنکر نماز پڑھا کرتا تھا۔ اُس نے لہو و لعب کو چھوڑ دیا تھا۔ اور گانے بجانے کو حرام ٹھیرایا تھا۔

اور عاملان سلطانی کو ظلم کرنے سے سخت ممانعت کردی تھی۔ حساب وکتاب میں نہایت سختی کیا کرتا تھا۔ خود بیٹھ کر منشیوں سے حساب لیا کرتا تھا۔ دو چار آدمیوں کو ملکر نہیں بیٹھنے دیتا تھا۔ بہت سے امیروں کو سزا دی تھی۔ اور جعفر بن محمود کو جلاوطن کرکے بغداد میں بھیجدیا تھا۔ کیونکہ وہ رافضی تھا ؎

موسیٰ بن بغا رَی سے سامرا میں آیا۔ تاکہ صالح بن وصیف کو معتز اور اس کی ماں کا مال چھیننے کے بدلے میں قتل کرے۔ عوام الناس نے ابن وصیف کو کہا آے فرعون تیرا موسیٰ آپہونچا ہے۔ موسیٰ بن بغا نے آکر مہتدی کے پاس حاضر ہونے کا اذن چاہا اسوقت وہ دارالعدل میں بیٹھا ہوا تھا۔ اُس نے انکار کردیا۔ موسیٰ بن بغا اپنے ملازمین کو ساتھ لے کر زبردستی اندر گھس آیا۔ اور محل کو لوٹ لیا۔ اور مہتدی کو پکڑ کر ایک کمزور گھوڑے پر سوار کرکے دار ناجو میں لے گئے۔ مہتدی نے کہا۔ کہ موسیٰ ذرا خدا سے ڈر۔ آخر تیری کیا نیت ہے۔ اُس نے کہا بخدا میری نیت بخیر ہے۔ آپ حلف اُٹھایئے کہ صالح کی طرفداری نہ کرینگے۔ مہتدی نے حلف اُٹھالیا۔ تو سب سے اس سے بیعت کرلی۔ پھر انہوں نے صالح کی تفتیش کی تاکہ اس سے اُس کے افعال بد کی پرسش کریں۔ وہ روپوش ہوگیا۔ مہتدی نے صلح کی کوشش کی۔ اسپر خلیفہ پر اتہام لگایا گیا۔ کہ اُسے وہ جگہ معلوم ہے جہاں صالح جاکر چھپا ہے۔ اس میں بات بڑھ گئی۔ اور لوگ مہتدی کو معزول کرنے پر آمادہ ہوگئے۔ دوسرے دن مہتدی تلوار لٹکائے ہوئے باہر نکلا۔ اور کہا۔ مجھے تمہارا ارادہ معلوم ہوگیا ہے۔ مجھے مستعین و معتز کی طرح نہ سمجھنا بخدا میں اپنے آپ کا بندوبست کرکے نکلا ہوں۔ اور وصیتیں بھر کر آیا ہوں۔ جب تک اس تلوار کا قبضہ میرے ہاتھوں میں ہے۔ لڑونگا۔ آخر دین۔ حیا۔ اور شرم بھی کوئی چیز ہے معلوم نہیں کہ لوگ خدا اور خلفاء کے خلاف پر کیوں دلیر ہوجاتے ہیں۔ پھر کہا کہ مجھے صالح کی کوئی خبر نہیں۔ لوگ یہ سُنکر اس سے راضی ہوگئے۔ اور واپس چلے آئے موسیٰ نے منادی کرادی۔ کہ جو شخص صالح کو حاضر کرے گا۔ اُسے دس ہزار دینار انعام دیا جائیگا۔ لیکن وہ کسی کو نہ ملا۔ اتفاق سے ایک غلام دوپہر کے وقت ایک کوچہ میں داخل ہوا۔ اور ایک مکان کا دروازہ کھلا دیکھکر اندر چلا گیا۔ دیکھا کہ صالح سو رہا ہے اور اُس کے پاس کوئی نہیں ہے۔ جلدی سے جاکر موسیٰ کو خبر دی۔ اُس نے آدمی بھیجکر اُسے قتل کروادیا۔ اور اس کا سر کاٹ کر شہر میں تشہیر کیا۔ مہتدی کو اسکا یہ واقعہ نہایت ناگوار گذرا۔ مگر ظاہر کچھ نہ کیا۔ پھر جب موسیٰ باکیال کو ساتھ لے کر سن کی طرف چلا گیا

تو مہتدی نے باکیال کو خفیہ خط لکھا کہ تم موسٰے اور مفلح کو قتل کر دو۔ یا قید کر لو۔ تو تمہیں سب ترکوں کا سردار بنا دیا جائے گا۔ باکیال نے موسٰے کو یہ خط دکھا دیا۔ اور کہا کہ میں اس بات کو پسند نہیں کرتا۔ موسٰے یہ خط دیکھتے ہی آگ بگولا ہو گیا۔ اور مہتدی کے قتل کا قصد کر کے وہیں سے لوٹ پڑا +

مہتدی کیطرف سے اہل مغرب اور فرغانہ وغیرہ نے خوب مقابلہ کیا۔ اور ایک ہی دن میں چار ہزار ترک قتل کر دیئے گئے۔ مگر آخر خلیفہ کے لشکر کو شکست ہوئی۔ اور وہ گرفتار ہوا۔ دشمنوں نے اس کے خصیتیں دبا کر اسے مار ڈالا۔ یہ واقعہ رجب ۲۵۶ سنہ ہجری میں ہوا۔ اس حساب سے اس کی خلافت ۱۵ یوم کم ایک سال ہوئی + کہتے ہیں۔ کہ جب ترکوں نے مہتدی پر نرغہ کیا۔ تو عوام الناس نے مسجدوں اور گھروں کی دیواروں پر اشتہار لگائے۔ کہ اے مسلمانوں دعا کرو کہ خدا ہمارے خلیفہ کو جو عمر بن عبد العزیز کی طرح عادل ہے دشمنوں پر فتح عطا فرمائے +

المعتمد علی اللہ ابو العباس

المعتمد علی اللہ ابو العباس احمد بن متوکل بن معتصم بن رشید ۲۲۹ سنہ ہجری میں پیدا ہوا اسکی والدہ رومیہ تھی جسکا نام فتیان تھا۔ مہتدی کے قتل کے وقت معتمد جوسق میں قید تھا۔ وہاں سے لاکر اسے تخت پر بٹھا دیا۔ اور سب نے اس سے بیعت کر لی۔ اس نے اپنے بھائی موفق طلحہ کو مشرق کا حاکم بنایا۔ اور اپنے بیٹے جعفر کو ولیعہد بنا کر اسے مصر اور مغرب کا حاکم بنا دیا۔ اور المفوض الی اللہ اسکا لقب مقرر کیا۔ اور خود لہو و لعب میں ایسا مشغول ہوا۔ کہ رعیت کی خبر گیری چھوڑ دی۔ لوگ اس سے ناخوش ہو کر اس کے بھائی کیطرف مائل ہو گئے +

اس کے عہد خلافت میں زنگیوں نے بصرہ اور اس کے گرد و نواح پر قبضہ کر لیا۔ اور شہروں کو تباہ کر دیا۔ اور خون کی ندیاں بہادیں۔ اور بہت سے لوگوں کو قید کر لیا۔ خلیفہ کے لشکر کے ساتھ ان کی کئی لڑائیاں ہوئیں۔ جن میں اکثر جگہ سردار لشکر موفق ہی تھا +

ابھی یہ شورش فرو نہ ہونے پائی تھی۔ کہ عراق میں سخت وبا پھیلی جس سے بہت سے لوگ مر گئے۔ اور بعد ازاں بہت سے زلزلے آئے۔ جن میں ہزاروں جانیں تلف ہو گئیں۔

زنگیوں کے ساتھ سنہ ۲۵۶ ہجری سے سنہ ۲۷۰ ہجری تک برابر جنگ رہی جس میں بقول صولی ۱۵ لاکھ آدمی کام آئے۔* آخر اس سال میں زنگیوں کا سردار بہبود (خدا اس پر لعنت کرے) قتل ہوا۔ اور اس جنگ سے نجات ملی۔ یہ شخص رسالت کا دعوٰی کرتا تھا۔ اور کہتا تھا۔ کہ میں عالم الغیب ہوں۔ منبر پر کھڑا ہو کر حضرت عثمان۔ حضرت علی۔ حضرت معاویہ۔ طلحہ زبیر اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم کو گالیاں دیا کرتا تھا۔ علوی عورتوں کو اپنے لشکر میں دو یا تین درہموں سے بیچ دیا کرتا تھا۔ ہر ایک زنگی کے پاس دس دس علوی عورتیں تھیں۔ جن میں سے ہر ایک کے ساتھ وہ زنا کرتے۔ اور ان سے خدمت لیتے۔ جب یہ خبیث قتل ہوا۔ اور اسکا سر نیزے پر رکھکر بغداد میں لایا گیا۔ تو لوگوں نے بڑی خوشیاں منائیں۔ اور خلیفہ موفق کے لئے دعائیں کیں۔ شعراء نے اسکی صفت میں قصائد مدحیہ لکھے۔ جتنے شہر زنگیوں نے فتح کئے تھے۔ سب پھر خلیفہ کے قبضہ میں آ گئے۔

سنہ ۲۶۰ ہجری میں حجاز و عراق میں سخت قحط پڑا۔ حتٰی کہ بغداد میں ایک "کر" (یعنے ۲، من) گیہوں ایک سو پچاس دینار (یعنی ۱۲۵ روپے) سے فروخت ہونے لگا۔ اسی سال رومیوں نے شہر لؤلؤہ پر قبضہ کر لیا +

سنہ ۲۶۱ ہجری میں معتمد نے اپنے بعد اپنے بیٹے المفوض الی اللہ جعفر کے لئے۔ اور بعد ازاں اپنے بھائی موفق طلحہ کے لئے لوگوں سے انکی ولیعہدی کی بیعت لی۔ اور اپنے بیٹے کو مغرب۔ شام۔ جزیرہ اور آرمینیہ کا حاکم بنایا۔ اور اپنے بھائی کو مشرق۔ عراق۔ بغداد۔ حجاز۔ یمن۔ فارس۔ اصفہان۔ ری۔ خراسان۔ طبرستان۔ سجستان۔ اور سندھ کا حاکم بنایا اور ہر ایک کے لئے دو جھنڈے بنوائے۔ ایک سفید اور ایک سیاہ۔ اور یہ بھی قید لگا دی۔ کہ اگر میں اپنے بیٹے کے بالغ ہونے سے پہلے مر جاؤں۔ تو میری جگہ میرا بھائی تخت پر بیٹھے۔ پھر یہ دستاویز لکھ کر قاضی القضاۃ ابن ابی شوارب کو دیکر روانہ کیا۔ تاکہ اُسے خانۂ کعبہ میں لٹکا دیا جائے۔

سنہ ۲۶۶ ہجری میں رومیوں نے دیار بکر پر قبضہ کر لیا۔ اور بہت سے لوگوں کو تہ تیغ کیا۔ اہل جزیرہ اور موصل وہاں سے بھاگ آئے۔ اس سال بدویوں نے کعبہ کے پردہ کو لوٹ لیا +

سنہ ۲۶۷ ہجری میں احمد بن عبداللہ حجابی نے خراسان۔ کرمان اور سجستان پر قبضہ کر لیا۔ اور عراق کے فتح کرنے کا قصد کیا۔ اور سکوں پر ایک طرف اپنا اور دوسری طرف معتمد کا نام مسکوک کرایا۔ (یہ نہایت عجیب بات ہے) اس سال کے اخیر میں اس کے

* صرف بصرہ میں ایک دن میں تین لاکھ آدمی قتل ہوئے۔

غلاموں نے اُسے قتل کر ڈالا - اور خدا نے لوگوں کو اُس کے شر سے محفوظ رکھا +

۲۶۹ سنہ ہجری میں معتمد کی اپنے بھائی موفق سے بدگمانی بڑھ گئی - کیونکہ ۲۶۴ سنہ ہجری میں اس نے معتمد پر فوجکشی کی تھی - مگر پھر صُلح ہو گئی تھی - آخر معتمد نے اس سال مصر کے نائب ابن طولون سے خط و کتابت کر کے ایک رائے پر اتفاق کیا - اسلئے ابن طولون فوج لیکر دمشق میں آگیا - اور معتمد سیر و شکار کے بہانے سے سامرا سے دمشق کی طرف چلا - جب موفق کو اس بات کی خبر ملی - تو اس نے اسحاق بن کنداج کو لکھا - کہ کسی بہانہ سے معتمد کو واپس کر دے - ابن کنداج یہ خط پڑھکر نصیبین سے سوار ہو کر موصل اور حدیثہ کے درمیان معتمد کو جا ملا - اور کہنے لگا کہ بھائی آپ کا دشمن ہو رہا ہے - اور آپ اپنے دار السلطنت سے نکل کھڑے ہوئے ہیں - اگر یہ امر آپ کے دشمن پر ظاہر ہو جائے تو وہ آپ کے آبا و اجداد کے ملک پر قابض ہو جاویگا - پھر اس نے معتمد کے ساتھ اپنے چند سپاہی کر دیئے - پھر معتمد کو پیغام بھیجا - کہ یہ مقام آپ کے ٹھیرنے کا نہیں ہے - آپ فوراً واپس چلے جایئے - معتمد نے اس سے کہا - قسم اُٹھاؤ - کہ تم میرے ساتھ چلو گے اور مجھے موفق کے سپرد نہ کرو گے - اس نے قسم کھالی - اور سامرا تک اُس کے ساتھ گیا - راستے میں صاعد بن مخلد کاتب موفق ملا - ابن کنداج نے معتمد کو اس کے سپرد کر دیا - اس نے معتمد کو احمد بن خصیب کے گھر میں جا اُتارا - اور دار الخلافہ میں نہ جانے دیا - اور پانچسو سپاہیوں کو اس کی حراست کے واسطے مقرر کر دیا - جب موفق کو اس بات کی خبر ملی - تو وہ بہت خوش ہوا - اور اسحاق کو بہت سا مال اور خلعتیں عطا کیں - اور اسے (ذو السیفین) کا لقب عطا کیا - اور صاعد کو (ذو الوزارتین) کا لقب دیا - صاعد برابر معتمد کے ساتھ رہا - مگر معتمد بالکل اُس کے قبضے میں تھا - اس بارے میں معتمد نے یہ شعر کہے ہیں :- اشعار

اَلَیْسَ مِنَ الْعَجَائِبِ اَنَّ مِثْلِیْ[۱] ۔۔۔ یَرٰی مَا قَلَّ مُمْتَنِعًا عَلَیْہِ

تُؤکِّلُ بِاسْمِہٖ الدُّنْیَا جَمِیْعًا ۔۔۔ وَمَا مِنْ ذَالِکَ شَیْءٌ فِیْ یَدَیْہِ

اِلَیْہِ تُحْمَلُ الْاَمْوَالُ طُرًّا ۔۔۔ وَیُمْنَعُ بَعْضَ مَا یُجْبٰی اِلَیْہِ

---

[۱] کیا یہ عجیب بات نہیں کہ میرے جیسا ایسی شئے میں دیکھتا ہے جو اس سے منع کی گئی ہے تمام دُنیا اس کے نام پر بھروسہ کرتی ہے - لیکن اس کے ہاتھ میں کچھ نہیں رسب مال اُس کے پاس بھیجے جاتے ہیں - لیکن انہیں اُسے دسترس نہیں ۱۲ مترجم

معتمد ہی پہلا خلیفہ ہے۔ جو مقہور ہوا۔ اور اُسے روک لیا گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد معتمد واسط میں بھیجا گیا۔ ابن طولون کو جب اس بات کی خبر پہونچی۔ تو اس نے تمام قاضیوں اور سرداروں کو جمع کر کے کہا۔ کہ موفق نے امیر المومنین سے عہد شکنی کی ہے۔ اس لئے اُسے معزول کر دو۔ سب نے اس بات کو مان لیا۔ مگر قاضی بکیر بن قتیبہ نے کہا۔ کہ تم ہی معتمد کا وہ خط جس میں موفق کی ولیعہدی کی بابت لکھا تھا لائے تھے۔ اور اب اُس کے معزول ہونے کا خط لاؤ۔ ابن طولون نے کہا۔ کہ امیر المومنین نظر بند ہیں۔ قاضی نے کہا۔ کہ میں نہیں جانتا۔ ابن طولون نے کہا۔ کیا تم کو لوگوں کی اس بات نے دھوکے میں ڈال دیا ہے۔ کہ بکار جیسا کوئی عالم دنیا میں نہیں ہے۔ شائد تم سٹھیا گئے ہو۔ پھر ابن طولون نے اُسے قید کر لیا۔ اور اس کے تمام عطیات جو دس ہزار دینار تھے۔ ضبط کر لئے۔ کہتے ہیں کہ یہ سب دینار قاضی کے گھر میں مُہر بہ لگے پڑے تھے۔ جب موفق کو یہ خبر ملی۔ تو اُس نے حکم دیا۔ کہ ابن طولون کو بر سر منبر لعنت کی جائے۔

شعبان ۲۷۰ھ ہجری میں معتمد سامرا میں واپس لایا گیا۔ اور بغداد میں گیا محمد بن طاہر تلوار لئے اُس کے آگے تھا۔ اور لشکر خدمت میں تھا۔ اور دکھائی یہ دیتا تھا کہ گویا کہ وہ نظر بند ہی نہیں ہے۔ اس سال ابن طولون فوت ہوا۔ موفق نے اپنے بیٹے ابو العباس کو اُس کی جگہ مقرر کر دیا۔ اور عراقی لشکر دے کر اُسے مصر میں روانہ کر دیا ادھر خمارویہ بن احمد بن طولون اپنے باپ کی جگہ مسلط ہو چکا تھا۔ اس لئے ابو العباس بن موفق اور اس کے درمیان ایسی لڑائی ہوئی۔ کہ خون کی ندیاں بہہ گئیں۔ اور آخر میدان مصریوں کے ہاتھ رہا۔

اسی سال نہر عیسےٰ کا بند ٹوٹ گیا۔ اور پانی بغداد کے محلہ کرخ تک چڑھ آیا۔ جس سے سات ہزار (۷۰۰۰) مکان گر گئے۔ اسی سال رومیوں نے ایک لاکھ فوج کے ساتھ طرطوس پر حملہ کیا۔ مگر فتح مسلمانوں کو ہی ہوئی۔ اور بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا۔

اسی سال عبداللہ بن عبید نے جو بنی عبید کا مورث اعلےٰ تھا۔ یمن میں مہدیت کا دعوےٰ کیا۔ اور برابر ۲۷۸ھ ہجری تک قائم رہا۔ اسی سال اس نے حج کیا۔ قبیلہ کنانہ کے لوگوں نے اس کا حال دیکھ کر نہایت تعجب کیا۔ وہ انہیں اپنے ساتھ مصر میں لے گیا۔ بعد ازاں انہیں مغرب میں بھی اپنے ساتھ لے گیا بس یہیں سے مہدی کو ترقی ہوئی۔

۲۷۱ھ ہجری میں ہارون بن ابراہیم ہاشمی ٹکسالوں کا حاکم ہوا۔ تو اس نے اہل بغداد کو حکم دیا۔ کہ پیسوں سے معاملہ لین دین کیا کریں۔ انہوں نے مجبوراً منظور کرلیا۔ مگر پھر چھوڑ دیا +

۲۷۸ھ ہجری میں دریائے نیل کا پانی بالکل سوکھ گیا۔ اور مصر میں سخت قحط پڑگیا۔ اور اسی سال موفق مرگیا۔ اور معتمد کو اس سے رہائی ملی۔ اسی سال کوفہ میں قبیلہ قرامطہ ظاہر ہوا۔ یہ لوگ ایک قسم کے ملحد تھے۔ کہا کرتے تھے۔ کہ جنابت سے غسل نہیں۔ اور شراب حلال ہے۔ اور اذان میں وان محمد بن الحنیفۃ رسول اللہ زیادہ کرلیا تھا۔ نیز کہتے تھے۔ کہ سال بھر میں صرف دو روزے رکھنے چاہئیں۔ ایک نوروز کے دن۔ اور دوسرا مہرجان کے دن اور قبلہ اور حج کی جگہ بیت المقدس ہی ہے۔ ان کے علاوہ اور بہت سے خرافات ایجاد کئے تھے۔ بہت سے جاہل اُن کے تابع ہو گئے تھے۔ جو نہ مانتا اس کو سخت تکلیفیں دیا کرتے تھے +

۲۷۹ھ ہجری میں ابوالعباس بن موفق کے غلبہ سے معتمد کو نہایت ضعف پہونچا کیونکہ تمام لشکر نے ابوالعباس کی اطاعت کرلی تھی۔ اسپر معتمد نے ایک عام اجلاس کیا۔ اور سب کے روبرو اپنے بیٹے مفوض کو ولیعہدی سے برطرف کردیا۔ اور خود ابوالعباس سے بیعت کرلی۔ اور اس کا لقب معتضد مقرر کیا۔ اسی سال معتضد نے حکم نافذ کیا کہ کوئی نجومی اور قصہ گو راستے میں نہ بیٹھے۔ اور کتب فروشوں سے حلف لے لیا۔ کہ وہ فلسفہ اور مناظرہ کی کتابیں فروخت نہ کریں۔ اسی سال چند ماہ کے بعد دوشنبہ کی رات بتاریخ ۲۹ رجب المرجب ۲۳ برس سلطنت کرکے معتمد ناگہاں مرگیا۔

بعض کہتے ہیں کہ اُسے زہر دیا گیا تھا۔ اور بعض کہتے ہیں۔ کہ رات کو اس کا گلا گھونٹ دیا گیا تھا +

اس کے عہد خلافت میں مفصلۂ ذیل علماء فوت ہوئے:۔

امام بخاری۔ امام مسلم۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ۔ ربیع جیزی۔ ربیع مرادی مزنی۔ یونس بن عبدالاعلیٰ۔ زبیر بن بکار۔ ابوالفضل ریاشی۔ محمد بن یحییٰ ذہلی حجاج بن شاعر۔ عجلی حافظ۔ قاضی القضاۃ بن ابی شوارب۔ قاری سوسی۔ عمر بن شبہ ابوزرعہ رازی۔ محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم۔ قاضی بکار۔ داؤد ظاہری۔ ابن وارہ۔ بقی بن مخلد۔ ابن قتیبہ۔ ابوحاتم رازی۔ وغیرہم رحمہم اللہ +

عبد اللہ بن معتز نے معتمد کی مدح میں یہ شعر کہے ہیں:۔ شعر

یَا خَیْرَ مَنْ تُرْخَی الْمَطِیُّ بِہٖ ۔۔۔ وَ مَنْ حَبْلُ الْعَھْدِ مُوْثَقُہٗ[1]

اَضْحٰی عِنَانُ الْمُلْکِ مُقْتَسِرًا ۔۔۔ بِیَدَیْکَ تَحْبِسُہٗ وَ تُطْلِقُہٗ

فَاحْکُمْ لَکَ الدُّنْیَا وَ سَاکِنُھَا ۔۔۔ مَا طَافَ سَھْمٌ اَنْتَ مُوْفِقُہٗ

جب معتمد قید (نظر بند) کیا گیا۔ تو اس نے یہ شعر کہے۔ اشعار

اَصْبَحْتُ لَا اَمْلِکُ دَفْعًا لِمَا[2] ۔۔۔ اَسَامُ مِنْ خَسْفٍ وَ مِنْ ذِلَّۃٍ

تَمْضِیْ اُمُوْرُ النَّاسِ دُوْنِیْ وَ لَا ۔۔۔ یَشْعُرُ لِیْ فِیْ ذِکْرِھَا قِلَّۃٌ

اِذَا اشْتَھَیْتُ الشَّیْءَ وَ لَوْا بِہٖ ۔۔۔ عَنِّیْ وَ قَالُوْا ھٰھُنَا عِلَّۃٌ

صولی کہتے ہیں۔ کہ معتمد کا ایک کاتب ملازم تھا۔ جو اس کے اشعار کو سونے کے پانی سے لکھا کرتا تھا۔ ابو سعید حسن بن سعید نیشاپوری نے معتمد کے مرثیہ میں اشعار ذیل کہے ہیں:۔ شعر[3]

لَقَدْ قَرَّ طَرْفُ الزَّمَانِ النَّکِدْ ۔۔۔ وَ کَانَ سَخِیْنًا کَلِیْلًا رَمِدْ

وَ بَلَغَتِ الْحَادِثَاتُ الْمُنٰی ۔۔۔ بِمَوْتِ اِمَامِ الْھُدٰی الْمُعْتَمِدْ

وَ لَمْ یَبْقَ لِیْ حَذَرٌ بَعْدَہٗ ۔۔۔ فَدُوْنَ الْمَصَائِبِ فَلْتَجْتَھِدْ

---

[1] اے ان سب لوگوں سے بہتر جنہیں سواریاں یا من لے جاتی ہیں۔ اور جن سے عہد کی رسی مضبوط ہوتی ہے۔ عنان ملک تیرے ہاتھ میں مقہور ہے۔ اگر چاہے روکے۔ اگر چاہے چھوڑے۔ دنیا اور اس کے ساکن آپ کے مطیع ہیں جس تیر کا آپ چلّہ چڑھائیں۔ وہ کبھی نشانہ سے تجاوز نہیں ہوتا

[2] جو تکلیف ذلت وخواری سے مجھے ہو رہی ہے۔ مجھے اس کے دفع کرنے کی طاقت نہیں لوگوں کے تمام امور جاری ہوتے ہیں اور مجھے معلوم بھی نہیں ہوتا۔ اور ان میں میرا ذکر تک نہیں آتا جب میں کسی چیز کو چاہتا ہوں۔ تو وہ مجھ سے لے جاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ اس میں بیماری ہے

[3] منحوس ومشوم زمانے کی آنکھیں ٹھنڈی ہو گئی ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے گرم اور دکھتی تھی۔ امام الہدیٰ معتمد کے مرنے سے حوادث زمانہ اپنی مراد کو پہونچ گئے۔ اب اس کے مرنے کے بعد مجھے کوئی خوف نہیں رہا۔ پس اب وہ جو چاہیں کریں ۱۲ مترجم

المعتضد باللہ احمد

المعتضد باللہ احمد ابو العباس بن موفق طلحہ بن متوکل بن معتصم بن رشید ماہ ذوالقعدہ ۲۴۲ سنہ ہجری میں پیدا ہوا۔ صُولی کہتے ہیں کہ ربیع الاول ۲۴۳ سنہ ہجری میں پیدا ہوا۔ اس کی ماں ام الولد تھی۔ جسکا نام صواب تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ حرز یا ضرار تھا۔ اس کے چچا معتمد کے مرنے کے بعد رجب ۲۷۹ سنہ ہجری میں اس سے بیعت کی گئی۔ نہایت خوبصورت شجاع۔ صاحب رعب و دبدبہ اور ذہین شخص تھا۔ اور خلفائے بنی عباس سے نہایت سخت گیر تھا۔ شیر پر اکیلا ہی حملہ کیا کرتا تھا۔ قلیل الرحم تھا۔ جب کسی افسر پر خفا ہوتا تو اُسے زندہ گڑوا دیا کرتا تھا۔ نہایت باسیاست خلیفہ گذرا ہے۔

عبداللہ بن حمدون کہتے ہیں کہ ایک دفعہ معتضد شکار کے لئے باہر نکلا۔ اور ایک ککڑیوں کے کھیت کے پاس خیمہ لگایا۔ میں بھی ساتھ تھا۔ کھیت کا محافظ چلایا معتضد نے کہا۔ کہ اسے میرے پاس لاؤ۔ اسی وقت اسے حاضر کیا گیا۔ معتضد نے پوچھا۔ کہ کیا معاملہ تھا۔ اُس نے کہا میرے کھیت میں تین غلام آگھسے تھے۔ اور انہوں نے اُسے خراب کر دیا ہے۔ وہ تینوں اُسی وقت حاضر کئے گئے۔ اور اگلے روز ان تینوں کی اسی کھیت میں گردنیں مار دی گئیں۔ اس واقعہ کے کئی روز بعد مجھے معتضد نے پوچھا۔ کہ مجھے سچ سچ بتلاؤ۔ کہ لوگ مجھ سے کس بات میں ناراض رہتے ہیں۔ میں نے کہا کہ آپ کی خونریزی کے باعث۔ کہنے لگا بخدا جب سے میں تخت پر بیٹھا ہوں میں نے کوئی ناحق خون نہیں کیا۔ میں نے کہا۔ کہ آپ نے احمد بن طیب کو کیوں قتل کروایا تھا۔ کہنے لگا وہ مجھے ملحد بنانا چاہتا تھا۔ میں نے کہا۔ کہ ان تینوں شخصوں کو جو کھیت میں گھس آئے تھے۔ آپ نے کیوں قتل کیا۔ کہنے لگا۔ میں نے تو چوروں کو قتل کیا ہے۔ اور مجھے یقین دلایا گیا تھا۔ کہ وہ یہی ہیں +

قاضی سمٰعیل کہتے ہیں کہ میں ایک دن معتضد کے پاس گیا۔ تو پیچھے کئی رومی نوجوان لڑکے جو نہایت حسین تھے کھڑے تھے۔ میں نے انکو بغور دیکھا۔ جب میں اُٹھنے لگا۔ تو معتضد نے مجھ سے کہا۔ مجھ سے بدگمان نہ ہونا۔ خدا کی قسم میں نے حرام پر کبھی اپنا ازار بند نہیں کھولا +

قاضی سمٰعیل ہی کہتے ہیں۔ کہ میں ایک دن معتضد کے پاس گیا۔ تو مجھے ایک کتاب دی۔ میں نے اُسے پڑھا۔ تو اس میں مسائل اختلافیہ میں علماء کی لغزشیں بیان کی ہوئی تھیں۔

رتا کہ معتضد ان مسائل میں رخصت پر عمل کرے) میں نے کہا کہ اسکا مصنف زندیق ہے۔ معتضد نے کہا۔ کہ کیا یہ باتیں جھوٹ ہیں۔ میں نے کہا نہیں۔ بات یہ ہے کہ جس نے مسکرات کو مباح کیا ہے۔ اُس نے متعہ کو مباح نہیں کیا۔ اور جس نے متعہ کو جائز رکھا ہے۔ اُس نے غناء کو جائز نہیں قرار دیا۔ اور ہر ایک عالم سے کوئی نہ کوئی لغزش ہو ہی جایا کرتی ہے۔ اور جس نے علماء کی ساری لغزشوں کو جمع کر کے اپنا معمول بہا بنایا۔ تو اُسکا دین گویا ضائع ہوگیا۔ معتضد نے اس کتاب کے جلانے کا حکم دیا۔

معتضد نہایت تیز خاطر اور جوانمرد تھا۔ بہت سی لڑائیاں لڑا۔ اور غالب رہا۔ امر خلافت کو نہایت اچھی طرح نباہا۔ لوگ اس سے بہت ڈرتے تھے۔ اور اس کی ہیبت کے باعث ہی سب فتنے و فساد جاتے رہے تھے۔ اور اسکا زمانہ نہایت امن و آسائش کا زمانہ تھا۔ اس نے خراج کم کردیا تھا۔ اور عدل پھیلایا تھا۔ اور ظلم کو دُور کردیا تھا۔ لوگ اسے سفاح ثانی کہا کرتے تھے۔ کیونکہ اس نے عباسیوں کی سلطنت میں جو بالکل زوال کے قریب جا پہونچی تھی گویا نئے سرے سے روح پھونک دی تھی + ابن رومی نے اسی مضمون کو یوں ادا کیا ہے:۔ شعر

هَنِيئًا بَنِي الْعَبَّاسِ اِنَّ اِمَامَكُمْ[1] ... اِمَامُ الْهُدٰى وَالْبَاْسِ وَالْجُوْدِ اَحْمَدُ

كَمَا بِاَبِي الْعَبَّاسِ اَنْشَئَ مُلْكُكُمْ ... كَذَا بِاَبِي الْعَبَّاسِ اَيْضًا يُجَدَّدُ

اِمَامٌ يَظَلُّ الْاَمْسَ يَعْمَلُ نَحْوَهُ ... تَلَهُّفَ مَلْهُوْفٍ وَيُشْتَاقُهُ الْغَدُ

ابن معتز نے اسی بارے میں یہ شعر کہے ہیں:۔ شعر

اَمَا تَرٰى مُلْكَ بَنِيْ هَاشِمٍ ... عَادَ عَزِيْزًا بَعْدَ مَا ذُلِّلَا

يَا طَالِبًا لِلْمُلْكِ كُنْ مِثْلَهُ ... تَسْتَوْجِبُ الْمُلْكَ وَاِلَّا فَلَا

---

[1] اے بنی عباس: تمہیں مبارک ہو۔ کہ تمہارا امام صاحب ہیبت اور جود و کرم ہے جیسا کہ ابوالعباس کے ساتھ تمہارا ملک شروع ہوا تھا۔ اسی طرح پھر ابوالعباس سے ہی اس کی تجدید ہوتی ہے۔ یہ ایسا امام ہے۔ کہ گذشتہ کل اس کی طرح کام کرتا ہے۔ اور آئندہ کل اُسکا مشتاق رہتا ہے ۱۲ مترجم

خلافت کے شروع سال میں ہی اس نے کتب فروشوں کو فلسفہ اور اسی قسم کی اور کتابوں کے فروخت کرنے سے منع کر دیا۔ اور حکم دیا۔ کہ کوئی نجومی یا فسانہ گو راستے میں نہ بیٹھے۔ عید الاضحیٰ کی نماز لوگوں کو پڑھائی۔ اور پہلی رکعت میں چھ تکبیریں کہیں۔ اور دوسری میں صرف ایک۔ اور کوئی خطبہ نہ پڑھا

سنہ ۲۸۰ ہجری میں داعی مہدی قیروان پہونچا۔ مگر اسکا راز ظاہر ہوگیا۔ اور حاکم افریقیہ اور اس کے درمیان جنگ و جدال شروع ہوا۔ مگر اسے ترقی ہی ہوتی رہی اسی سال دیبل سے خط آیا۔ کہ ماہ شوال میں سورج کو گرہن لگا۔ اور عصر تک سخت اندھیرا رہا۔ اور اس کے بعد سیاہ آندھی آئی۔ جو رات کے تیسرے حصہ تک رہی۔ اور بعد ازاں سخت زلزلہ آیا۔ جس سے شہر کا بہت سا حصہ گر گیا جس کے نیچے ایک لاکھ پچاس ہزار آدمی دب کر مر گئے۔

سنہ ۲۸۱ ہجری میں بلاد روم سے بکوریہ فتح ہوا۔ اور اسی سال ری اور طبرستان میں پانی کی ایسی کمی ہوئی۔ کہ تین رطل پانی ایک درہم سے بکتا تھا۔ اور اسقدر قحط پڑا۔ کہ لوگوں نے مردار کھانے شروع کر دیئے۔ اسی سال معتضد نے مکہ کے دار الندوہ کو گرا کر وہاں ایک مسجد بنوادی +

سنہ ۲۸۲ ہجری میں معتضد نے منع کر دیا۔ کہ کوئی شخص نوروز کے دن آگ روشن کرے۔ اور نہ لوگوں پر پانی ڈالا کرے (پہلے لوگ نوروز کے دن آگ روشن کیا کرتے تھے۔ اور لوگوں پر پانی ڈالا کرتے تھے) ان کے علاوہ مجوسیوں کی باقی رسموں سے بھی منع کر دیا۔

اسی سال خمارویہ بن احمد بن طولون کی بیٹی قطر الندی سے خلیفہ کی شادی ہوئی۔ ربیع الاول میں شب زفاف ہوئی۔ اس کے جہیز میں چار ہزار ازار بند تھے۔ جو جواہرات سے جڑے ہوئے تھے۔ اور دس جواہرات کے بھرے ہوئے صندوق تھے +

سنہ ۲۸۳ ہجری میں معتضد نے حکم جاری کیا۔ کہ ذوی الارحام کو بھی میراث دیجائے۔ اور ورثہ کے دفتروں کو توڑ دیا جائے۔ اس فعل سے لوگوں نے معتضد کو بہت دعائیں دیں +

سنہ ۲۸۴ ہجری میں مصر میں ایسی سرخی ظاہر ہوئی حتیٰ کہ آدمیوں کے چہرے اور دیواریں سرخ دکھائی دیتی تھیں۔ لوگوں نے اس کے زائل ہونے کے لئے خشوع وخضوع سے دعائیں مانگیں۔ یہ سرخی عصر سے رات تک رہی +

ابن جریر لکھتے ہیں کہ اسی سال معتضد نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر برسر منبر لعنت کرنے کا ارادہ کیا۔ وزیر عبید اللہ نے اسے اس بات سے ڈرایا۔ کہ اس طرح عام لوگوں میں اضطراب پیدا ہوگا۔ لیکن معتضد نے ایک نہ سُنی۔ اور ایک خط لکھا جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مناقب اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عیب مذکور تھے۔ قاضی یوسف نے کہا۔ کہ امیر المومنین! اس کے سُننے سے سخت فتنہ و فساد برپا ہوگا۔ کہنے لگا۔ اگر کسی نے ذرا بھی حرکت کی۔ تو تلوار سے اُنکو تہ تیغ کیا جائیگا۔ قاضی یوسف نے کہا۔ کہ آپ ان علویوں کا کیا بندوبست کرینگے۔ جو ہر گوشہ میں پھیلے ہوئے ہیں۔ جب وہ اپنے یہ فضائل سُنینگے۔ تو لوگ اُنکی طرف مائل ہو جائینگے۔ اور آپ کے برخلاف ہتھیار اٹھائینگے +

۲۸۵ سنہ ہجری میں بصرہ میں زرد آندھی آئی۔ پھر وہ سبز ہوگئی۔ اور پھر سیاہ ہوگئی۔ اور تمام ملک میں پہونچی۔ بعد ازاں ژالہ باری ہوئی۔ ہر اولہ کا وزن ایک سو پچاس درہم تھا۔ اس آندھی سے قریباً پانچسو کھجور کے پیڑ جڑوں سے اُکھڑ گئے۔ اور ایک گاؤں میں پتھر برسے۔ جن میں سے بعض سفید تھے اور بعض سیاہ رنگ کے تھے +

۲۸۶ سنہ ہجری میں بحرین میں ابوسعید قرمطی نے زور پکڑا۔ (یہ شخص ابوطاہر سلیمان کا باپ تھا۔ جس کا بیان آگے آئیگا) لشکر شاہی اور اس کے درمیان کئی جنگ ہوئے۔ جس میں خلیفہ کو شکست ہوئی۔ اور اُس نے بصرہ اور اُس کے گرد و نواح پر قبضہ کر لیا +

خطیب اور ابن عساکر۔ ابوحسین خصیبی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ معتضد نے قاضی ابوحازم کو پیغام بھیجا۔ کہ میں نے فلاں شخص سے مال لینا ہے اور میں نے سُنا ہے۔ کہ اُس کے قرض خواہوں نے اُسپر دعوے کیا تھا۔ اور آپ نے اُنھیں مال دلوا دیا ہے۔ ہمیں ان جیسا خیال کیجئے۔ اور مال دلوائیے۔ ابوحازم نے ایلچی سے کہا۔ کہ امیر المومنین سے کہدو۔ آپ اس وقت کو یاد کیجئے۔ جب کہ آپ نے مجھے قاضی بنایا تھا۔ تو کہا تھا۔ کہ میں نے امر عدالت اپنی گردن سے اُتار کر تمہاری گردن میں ڈالدیا ہے۔ اس لئے میں کسی کے دعوے کو بغیر شہادت کے کیسے مان سکتا ہوں۔ معتضد نے کہلا بھیجا۔ کہ فلاں دو بڑے معزز شخص میرے گواہ ہیں۔ قاضی صاحب نے جواب بھیجا۔ کہ وہ میرے پاس آکر شہادت دیں۔ اگر قابل قبول ہوئی تو

مان لوں گا۔ ورنہ میں اپنا حکم جاری کرونگا۔ یہ سُنکر وہ دونوں شخص گواہی دینے سے باز رہے۔ اور ڈر گئے۔ اور معتضد کو کچھ بھی نہ ملا +

ابن حمدون ندیم کہتے ہیں۔ کہ معتضد نے بحیرہ میں ساٹھ ہزار دینار خرچ کر کے ایک عمارت بنوائی۔ جس میں وہ اپنی کنیزکوں کے ساتھ رہا کرتا تھا۔ جن میں اس کی محبوبہ دریرہ بھی تھی۔ اسپر ابن بسام نے یہ شعر کہے:۔ شعر

ترک الناس بحیرۃ وتخلی فی البحیرہ
قاعدًا یضرب بالطبل علی حر دریرہ

معتضد نے بھی یہ شعر سن لئے۔ لیکن ان کے سُننے کو ظاہر نہ کیا۔ اور اس عمارت کو ویران کرانے کا حکم دیدیا۔ پھر دریرہ کچھ عرصہ بعد مر گئی۔ معتضد اس کے مرنے پر بہت رویا۔ اور اس کے مرثیہ میں یہ شعر کہے:۔ اشعار

یَا حَبِیبًا لَمْ یَکُنْ یَعْدِلُہٗ عِنْدِیْ حَبِیْبٌ
اَنْتَ عَنْ عَیْنِیْ بَعِیْدٌ وَمِنَ الْقَلْبِ قَرِیْبٌ
لَیْسَ لِیْ بَعْدَکَ فِیْ شَیْءٍ مِنَ اللَّھْوِ نَصِیْبٌ
لَکَ مِنْ قَلْبِیْ عَلَی قَلْبِیْ وَاِنْ بِنْتَ رَقِیْبٌ
وَخَیَالِیْ مِنْکَ مُذْ غِبْتَ خَیَالٌ لَا یَغِیْبُ
لَوْ تَرَانِیْ کَیْفَ لِیْ بَعْدَکَ عَوْلٌ وَنَحِیْبٌ
وَفُؤَادِیْ حَشْوُہٗ مِنْ حُرَقِ الْحُزْنِ لَھِیْبٌ
وَلَتَیَقَّنْتَ بِاَنِّیْ فِیْکَ مَحْزُوْنٌ کَئِیْبٌ
مَا اَرٰی نَفْسِیْ وَاِنْ سَلَّیْتُھَا عَنْکَ تَطِیْبُ
لِیْ دَمْعٌ لَیْسَ یَعْصِیْنِیْ وَصَبْرٌ مَا یُجِیْبُ

؎۱ لوگوں نے بحیرہ چھوڑ دیا۔ اب خلیفہ اس میں خلوت میں بیٹھتا ہے۔ اور دریرہ کے فرج پر بیٹھکر طبل بجاتا ہے ۱۲ مترجم

(ترجمہ اے دوست جس کے برابر عزیز مجھے کوئی دوست نہیں - تو میری آنکھوں سے تو دور ہے - مگر دل سے قریب ہے - تیرے بعد مجھے کسی کھیل کی رغبت نہیں رہی - اگرچہ تو جدا ہو گیا ہے - مگر میرا دل ہی میرے دل پر تیرا رقیب ہے - اور جب تو غائب ہو گیا ہے تیرا خیال مجھ سے لمحہ بھر دور نہیں ہوتا - اگر تو دیکھتا کہ تیرے بعد میں کس طرح چیخ و پکار کر رہا ہوں - اور غم کی جلن سے کس طرح میرا دل شعلہ مار رہا ہے - تو تجھے یقین آجاتا - کہ واقعی میں تیری جدائی سے غمگین ہوں - میں تیری طرف سے نفس کو بہت تسلیاں دیتا ہوں لیکن امید نہیں - کہ وہ خوش ہو - آنسو میری نافرمانی نہیں کرتے - یعنی ہر وقت بہتے رہتے ہیں - اور صبر میری اطاعت نہیں کرتا - یعنی وہ پاس بھی نہیں پھٹکتا +)

ایک شاعر نے معتضد کی تعریف میں یہ شعر کہے ہیں - اشعار :-

طیف الم بذی سلم بین الخیم یطوی الاکم
جاد بعم یشفی السقم ممن لثم وما التزم
فیہ ہضم اذا یضم داوی الالم ثم انصرم
فلم انم شوقا وہم القوم ذمم کم تم کم
نوم الاصم احمد لم کل الثلم بما انہدم
ہو العلم والمعتصم خیر النسم خالا وعم
حوی الہمم وما احتلم طردا اشم سمح الشیم
جلا الظلم کالبدر تم رعی الذمم حمی الحرم
فلم یرم حصن وعمر بما تسم لہ النعم مع النقم
والخیر جم اذا تبسم والماء دم اذا انتقم

(ترجمہ ٹیلوں کو طے کرتا ہوا - ذی سلم کے خیموں میں خیال یار آیا بخشش کی خوش آیا - جس نے اسے بوسہ دیا - اور بغل میں لیا - اس کی بیماریوں کو دور کر دیا - وہ باریک کمر جبکہ اسے بغل میں لیا جائے بیماریوں کو دور کر دیا - اور پھر چلا گیا - اس کے بعد میں اس کی شوق

میں نہیں سویا۔ ملامت نے میری مذمت کی۔ کہ تو کب تک سوتا رہیگا پہروں کی نیند۔ احمد نے تمام رخنوں کو بند کردیا۔ وہ کوہ ہے۔ جائے پناہ ہے۔ سب آدمیوں سے حسب نسب کے لحاظ سے افضل ہے۔ ابھی بالغ نہیں ہوا کہ کارہائے بزرگ کا احاطہ کرلیا ہے۔ ماہِ کامل کی طرح ہے۔ ذمیوں کو نگاہ رکھتا ہے۔ اور حرموں کی حمایت کی ہے۔ خدا کرے وہ ہمیشہ رہے۔ اس نے اس چیزیں جسے تقسیم کیا تخصیص و تعمیم کی ہے۔ جب کہ وہ ہنستا ہے۔ تو خیر کثیر ہے۔ اور جب خفا ہوتا ہے۔ تو پانی بھی خون ہوجاتا ہے)

معتضد ربیع الآخر ۲۸۹ھ ہجری میں سخت بیمار ہوا۔ اس کی طبیعت میں کثرت جماع سے بڑا تغیر آگیا تھا۔ اس کے بعد تندرست ہوگیا۔ اسپر ابن معتز نے یہ شعر کہے۔ شعر

طَارَ قَلْبِیْ بِجَنَاحِ الْوَجِیْبِ ۱ جَزَعًا مِنْ حَادِثَاتِ الْخُطُوْبِ ۱

وَحَذَارًا اَنْ یُّشَاکَ بِسُوْءٍ اَسَدُ الْمُلْکِ وَسَیْفُ الْحُرُوْبِ ۱

کچھ عرصہ کے بعد مرض پھر عود کر آیا۔ اور ربیع الآخر کی ۲۲ تاریخ کو فوت ہوگیا۔ مسعودی لکھتے ہیں کہ معتضد کی بیماری میں لوگوں کو کچھ شک پڑگیا۔ طبیب نے آکر نبض دیکھی۔ تو معتضد نے اپنی آنکھیں کھول لیں۔ اور طبیب کو ایسی لات ماری جس سے وہ کئی گز کے فاصلے پر جاگرا۔ اور گرتے ہی مرگیا۔ اور ایک ساعت کے بعد معتضد بھی مرگیا

مرتے وقت معتضد یہ شعر پڑھتا تھا۔ اشعار:۔

تَمَتَّعْ مِنَ الدُّنْیَا فَاِنَّکَ لَا تَبْقٰی وَخُذْ صَفْوَهَا مَا اِنْ صَفَتْ وَدَعِ الرَّنَقَا

وَلَا تَامَنَنَّ الدَّهْرَ اِنِّیْ اَمِنْتُهٗ فَلَمْ یُبْقِ لِیْ حَالًا وَلَمْ یَرْعَ لِیْ حَقًّا

قَتَلْتُ صَنَادِیْدَ الرِّجَالِ فَلَمْ اَدَعْ عَدُوًّا وَلَمْ اُمْهِلْ عَلٰی ظِنِّهٖ خَلْقًا

وَاَخْلَیْتُ دُوْرَ الْمُلْکِ مِنْ کُلِّ بَازِلٍ وَشَتَّتُّهُمْ غَرْبًا وَمَزَّقْتُهُمْ شَرْقًا

ف ۱۔ حوادثِ زمانہ کے جزع فزع سے میرا دل غم کے پر لگا کر اڑ گیا ہے۔ اور اس خوف سے کہیں ملک کے شیر اور لڑائیوں کی تلوار کو نقصان نہ پہونچ جائے ۱۲

فَلَمَّا بَلَغْتُ النَّجْمَ عِزًّا وَرِفْعَةً — وَدَانَتْ رِقَابُ الْخَلْقِ اَجْمَعُ لِی رِقًّا

رَمَانِی الرَّدٰی سَهْمًا فَاَخْمَدَ جَمْرَتِی — فَهَا اَنَا ذَا فِی حُفْرَتِی عَاجِلًا مُلْقٰی

فَاَفْسَدْتُ دُنْیَایَ وَدِیْنِی سَفَاهَةً — فَمَنْ ذَا الَّذِی مِنِّی بِمَصْرَعِهٖ اَشْقٰی

فَیَا لَیْتَ شِعْرِی بَعْدَ مَوْتِی مَا اَرٰی — اِلٰی نِعْمَةِ اللّٰهِ اَمْ نَارِهٖ اُلْقٰی

(ترجمہ دُنیا سے متمع ہو لے کیونکہ تو ہمیشہ باقی نہیں رہیگا۔ اور اس کی صفائی کو اختیار کر۔ اور مکدر کو چھوڑ دے۔ زمانے سے بے خوف نہ ہو۔ کیونکہ میں اس سے بے خوف ہوا تھا۔ لیکن اُس نے میرا کوئی حال باقی نہیں چھوڑا۔ اور نہ میرے حق کی رعایت کی۔ میں نے تمام زمانے کے سرداروں کو قتل کر دیا۔ اور کسی دشمن کو نہ چھوڑا۔ اور نہ کسی کو اس کے خیال کے موافق مُہلت دی۔ بادشاہوں کے گھروں کو میں نے ویران کر دیا۔ اور مشرق و مغرب میں جا کر انکو پراگندہ اور پارہ پارہ کر دیا۔ جب میں عزت و رفعت میں پروین تک پہونچ گیا اور تمام خلقت میری غلام بن گئی۔ تو موت نے مجھے تیر مارا۔ اور میری آگ کو بجھا دیا۔ پس میں اب عنقریب اپنے گڑھا قبر میں جا لیٹونگا۔ میں نے دین اور دنیا کو اپنی بیوقوفی سے ضائع کر دیا۔ پس مجھ سے زیادہ کون بدبخت ہوگا۔ کاش کہ مجھے معلوم ہو جائے۔ کہ مرنے کے بعد میں کیا دیکھوں گا۔ کیا میں بہشت میں جاؤنگا۔ یا دوزخ میں پھینکا جاؤں گا)

ذیل کے اشعار معتضد کے ہیں۔ اشعار:۔

یَا لَاحِظِی[1] بِالْفُتُوْرِ وَالدَّعَجِ — وَقَاتِلِی بِالدَّلَالِ وَالْغُنُجِ

اَشْكُوْ اِلَیْكَ الَّذِی لَقِیْتُ مِنَ الْوَجْدِ — فَهَلْ لِی اِلَیْكَ مِنْ فَرَجِ

حَلَلْتَ بِالطَّرْفِ وَالْجَمَالِ مِنَ النَّاسِ — مَحَلَّ الْعَیْنِ وَالْمُهَجِ

[1] اے سیاہ اور خوابیدہ آنکھوں سے میری طرف دیکھنے والے اور ناز و ادا سے مجھے قتل کرنے والے میں عشق کی تکلیف کی تجھ سے شکایت کرتا ہوں۔ کیا تو میری کُشائیش کرے گا۔ تو اپنی خوبصورتی اور جمال کے باعث لوگوں کی آنکھوں اور دلوں میں بس رہا ہے ۱۲ مترجم

صولی نے معتضد کے مرثیہ میں یہ شعر کہے ہیں۔ اشعار:-

لم یلق من حرّ الفراق احدٌ (سلہ) | کما انا منہ لاق
یا سائلی عن طعمہ | القیتہ مُرّ المذاق
جسمی یذوب ومقلتی | عبرٰی وقلبی ذو احتراق
مالی الیف بعدکم | الا اکتئابی واشتیاق
فاللہ یحفظکم جمیعا | فی مقامی والطلاق

ابن معتز نے اشعار ذیل معتضد کے مرثیہ میں کہے ہیں۔ اشعار:-

یا دھر ویحک ما ابقیت لی احدا | وانت والد سوءٍ تاکل الولدا
استغفر اللہ بل ذا کلہ قدرٌ | رضیت باللہ ربًّا واحدا صمدا
یا ساکن القبر فی غبراء مظلمۃٍ | بالظاھریۃ مقصی الدار منفردا
این الجیوش التی قد کنت تسحبہا | این الکنوز التی احصیتہا عددا
این السریر الذی قد کنت تملاءہ | مھابۃً من راتہ عینہ ارتعدا
این الاعادی الاولی ذللت مصعبہم | این اللیوث التی صیرتہا بددا
این الجیاد التی حجلتہا بدمٍ | وکن یحملن منک الضیغم الاسدا
این الرماح التی غذیتہا مھجا | مذ مت ما وردت قلبًا ولا کبدا

سلہ جیسی میں سوزش فراق سے تکلیف اٹھا رہا ہوں کسی نے نہیں اٹھائی۔ اے فراق کا مزا پوچھنے والے میں نے تو اسے کڑوا پایا ہے۔ میرا جسم گھل رہا ہے۔ آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں اور دل جل رہا ہے تمہارے بعد غم اور شوق ہی میرا غمگسار رہ گیا ہے۔ پس خدا تم سب کی میرے چلنے پھرنے یا حالت اقامت میں حفاظت رکھے ۱۲ مترجم

أَيْنَ الْجِنَانُ الَّتِي تَجْرِي جَدَاوِلُهَا — وَتَسْتَجِيبُ إِلَيْهَا الطَّائِرُ الْغَرِدَا

أَيْنَ الْوَصَائِفُ كَالْغِزْلَانِ رَائِحَةٍ — يَسْحَبْنَ مِنْ حُلَلٍ مُوَشِّيَةٍ جُدُدَا

أَيْنَ الْمَلَاهِي وَأَيْنَ الرَّاحُ تَحْسَبُهَا — يَاقُوتَةً كُسِيَتْ مِنْ فِضَّةٍ زَرَدَا

أَيْنَ الْوُثُوبُ إِلَى الْأَعْدَاءِ مُبْتَغِيًا — صَلَاحَ مَاتَ بَنِي الْعَبَّاسِ إِذْ فَسَدَا

مَا زِلْتَ تَقْسِرُ مِنْهُمْ كُلَّ قَسْوَرَةٍ — وَتَحْطِمُ الْعَالِي الْجَبَّارِ مُعْتَمِدَا

ثُمَّ انْقَضَيْتَ فَلَا عَيْنٌ وَلَا أَثَرٌ — حَتَّى كَأَنَّكَ يَوْمًا لَمْ تَكُنْ أَحَدَا

(ترجمہ (۱) اے زمانے خدا تیرا ناس کرے - تونے میرے لئے کسی کو نہیں چھوڑا - تو ایسا بُرا باپ ہے کہ لڑکے کو بھی کھا جاتا ہے +

(۲) میں اپنے اس قول سے خدا تعالےٰ سے بخشش طلب کرتا ہوں - کیونکہ یہ سب کچھ تقدیر خدا سے ہوتا ہے - میں خدائے واحد وصمد سے ہر حال میں راضی ہوں +

(۳) اے مقام طاہریہ میں غبار آلود اندھیری قبر میں لیٹے ہوئے گھر سے دور اور اکیلے

(۴) وہ لشکر کہاں ہیں جو تمہارے زیر کمان تھے - اور وہ خزانے کہاں ہیں جنہیں تم نے شمار کر کے رکھا تھا +

(۵) وہ تخت کہاں ہے جس پر تم بیٹھا کرتے تھے - کہ جس پر بیٹھا ہوا تمہیں دیکھکر دیکھنے والا کانپ اُٹھتا تھا +

(۶) وہ دشمن کہاں ہیں جنکو تم نے رام کیا تھا - اور وہ شیر کہاں ہیں جنہیں تو نے پراگندہ کیا تھا +

(۷) وہ گھوڑے کہاں ہیں جن کو تو نے خون سے پنج کلیان بنایا تھا - اور تیرے جیسے شیر کو اُٹھائے پھرتے تھے +

(۸) وہ نیزے کہاں ہیں جنکو تو نے جانوں کی غذا دی تھی - جب سے تو مر گیا ہے - وہ کسی دل و جگر میں نہیں گھُسے +

(۹) وہ باغ کہاں ہیں جنکی نہریں بہ رہی ہیں - اور خوش الحان پرندے گا رہے ہیں (ان باغوں میں)

(۱۰) وہ ہرنوں کی شکل کی لونڈیاں کہاں ہیں - جو ناز و ادا سے مزین چادروں کو کھینچتی تھیں +

(۱۱) وہ کھیل و کود کے سامان کہاں ہیں - وہ شراب کہاں ہے جسے تم یاقوت خیال کرتے تھے اور چاندی زرہ پہنی ہوئی تھی +

(۱۳) وہ دشمنوں کی طرف کود کر سلطنت بنی عباس کی اصلاح کرتا کہاں گیا + (۱۳) تو ان کے ہر ایک شیر کو توڑتا رہا۔ اور ہر متکبر کو نیچے گراتا رہا (۱۴) یہ سب باتیں اسطرح ختم ہوگئیں کہ اُن کا نام ونشان بھی باقی نہیں رہا۔ اور تو ایسا ہو گیا ہے کہ گویا کبھی موجود ہی نہیں تھا ۱۲ مترجم

معتضد کے ایام خلافت میں علمائے ذیل فوت ہوئے:۔

ابن معز المالکی۔ ابن ابی الدنیا۔ اسمٰعیل۔ حارث بن ابی اسامہ۔ ابو العیناء۔ مبرد۔ ابو سعید خراز شیخ الصوفیہ۔ بحتری شاعر وغیرہم رحمہم اللہ تعالےٰ +

معتضد نے چار لڑکے اور گیارہ لڑکیاں پیچھے چھوڑیں

المکتفی باللہ ابو محمد

المکتفی باللہ ابو محمد علی بن معتضد غرہ ربیع الآخر ۲۶۴ھ ہجری میں پیدا ہوا۔ اس کی والدہ ترکی تھی۔ اسکا نام جیجک تھا۔ یہ خلیفہ حسن میں ضرب المثل تھا۔ چنانچہ ایک شاعر کہتا ہے۔ شعر:۔

قَابَسْتُ بَیْنَ جَمَالِھَا وَفِعَالِھَا ¹ فَاِذَا الْمَلَاحَۃُ بِالْخِیَانَۃِ لَا تَفِی

وَاللّٰہِ لَا کَلَّمْتُھَا وَلَوْ اَنَّھَا کَالشَّمْسِ اَوْ کَالْبَدْرِ اَوْ کَالْمُکْتَفِی

اس کے والد نے ہی اُسے ولیعہد بنایا تھا۔ بروز جمعہ ۲۲ ربیع الآخر کو عصر کے بعد ۲۸۹ھ ہجری میں اس کے والد کی بیماری کی حالت میں لوگوں نے اس سے بیعت کی +

صولی کہتے ہیں کہ سوائے مکتفی اور حضرت علی کے خلیفوں میں سے کسی کا نام علی نہیں ہوا۔ اور حسن بن علی ہادی اور مکتفی کے سوا کسی کی کنیت ابو محمد نہیں ہوئی +

باپ کی وفات کے وقت جب اس کے لئے بیعت لی گئی۔ تو یہ اس وقت رقہ میں تھا۔ اِسلئے وزیر ابو الحسن قاسم بن عبد اللہ نے اُس کی طرف سے بیعت لی۔ اور اس کی طرف خط لکھا تو ۷ جمادی الاولےٰ کو بغداد میں پہونچا۔ اور کشتی میں سوار ہوکر دجلہ میں سے گذرا۔

---

¹ جب میں نے محبوبہ کے جمال اور کاموں کا مقابلہ کیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ صرف خوبصورتی تو خیانت کے لئے کافی نہیں۔ خدا کی قسم میں اُس سے ہرگز بات نہیں کرونگا۔ اگرچہ وہ سورج یا چاند یا مکتفی کی طرح ہی کیوں نہ ہو۔ ۱۲ مترجم

اہل بغداد نے اس روز بڑی خوشی منائی - قاضی ابو عمر لوگوں کے انبوہ کے باعث دجلہ میں گر پڑے - مگر صحیح و سالم نکال لئے گئے - جب مکتفی دارالخلافہ میں پہونچا - تو شعراء نے قصائد کہے - اور وزیر قاسم کو سات خلعت بارگاہِ خلافت سے عطا ہوئے +
مکتفی نے تخت پر بیٹھتے ہی اپنے باپ کے تہ خانوں کو مسمار کرا دیا - اور ان کی جگہ مسجدیں بنوا دیں - اور باغ اور دکانیں جو اس کے والد نے محل بنانے کے لئے لوگوں سے لی تھیں سب انہیں واپس کر دیں - اور عدل و انصاف اور خوش خلقی پر کمر باندھی - لوگ اس کے گرویدہ ہو گئے - اور دعائیں دینے لگے - اس سال میں بغداد میں سخت زلزلہ آیا جو کئی دن تک رہا - اور اسی سال میں بصرہ میں سخت آندھی آئی جس سے ہزاروں درخت گر گئے - اسی سال یحییٰ بن زکرویہ قرمطی نے بغاوت کی اور لشکر خلیفہ اور اس کے درمیان دیر تک جدال و قتال رہا - آخر ۲۹۰ھ ہجری میں مارا گیا - پھر اس کا بھائی حسین اس کی جگہ قائم ہوا - اور فتنہ و فساد برپا کیا - اس کے چہرے پر ایک داغ تھا - کہنے لگا کہ یہی میرے سچا ہونے کی نشانی ہے - اس کے چچیرے بھائی عیسےٰ بن مہرویہ نے ظاہر کیا کہ میرا لقب مدثر ہے - اور سورۂ مدثر میں میرا ہی نام مذکور ہے - اپنے ایک غلام کا لقب مطوق بالنور رکھا - اور شام کو اپنے قبضہ میں کر کے فتنہ و فساد برپا کیا - اور اپنا لقب امیرالمومنین مہدی رکھا - منبروں پر اس کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا - آخر ۲۹۱ھ ہجری میں وہ قتل ہوا +
اسی سال نواحی روم میں سے انطالیہ فتح ہوا - جہاں سے بیشمار غنیمت ہاتھ آئی - اور ۲۹۲ھ ہجری میں دجلہ میں اسقدر طغیانی آئی - کہ اس سے پہلے اسقدر طغیانی کبھی نہیں آئی تھی - بغداد کا اکثر حصہ منہدم ہو گیا - اور ۲۱ گز سے بھی زیادہ پانی چڑھ گیا +
صولی نے مکتفی کی مدح میں قرمطی کا ذکر کرتے ہوئے یہ شعر کہے ہیں :- اشعار

کَفَی الْمُکْتَفِی الْخَلِیْفَۃَ ... مَا کَانَ قَدْ حَذِرْ
اٰلَ عَبَّاسٍ اَنْتُمْ ... سَادَۃُ النَّاسِ وَالْغُرَرْ
حَکَمَ اللّٰہُ اَنَّکُمْ ... حُکَّامٌ عَلَی الْبَشَرْ
وَ اُولُوا الْاَمْرِ مِنْکُمْ ... صَفْوَۃُ اللّٰہِ وَالْخِیَرْ

مَنْ رَاٰی اَنَّ مُؤْمِنًا   مَنْ عَصَاکُمْ فَقَدْ کَفَرَا

اَنْزَلَ اللّٰہُ ذَاکُمْ   قُلْ فِیْ مُحْکَمِ السُّوَرِ

(ترجمہ:- جس بات سے خلیفہ مکتفی ڈرتا تھا۔ خدا نے اسے اس بات سے محفوظ رکھا۔ اے آل عباس تم ہی تمام لوگوں کے سردار ہو۔ خدا نے حکم کر دیا ہے کہ تم ہی لوگوں پر حاکم ہو گے اور ہمیشہ اولی الامر تم سے ہوا کریں گے۔ جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ مومن وہ شخص ہے جو تمہاری نافرمانی کرے۔ وہ شخص کافر ہے۔ چنانچہ خدا نے قرآن مجید میں اس بات کو واضح کر دیا ہے +)

صولی کہتے ہیں۔ کہ میں نے مکتفی کو بیماری میں کہتے سُنا۔ کہ خدا کی قسم مجھے ان سات سو دیناروں کا بڑا ہی خطرہ ہے۔ جو میں نے مسلمانوں کے مال سے لیکر ایسی عمارت میں خرچ کئے جس کی مجھے ایسی ضرورت نہ تھی۔ مجھے خوف ہے۔ کہ کہیں مجھ سے اس کی بابت باز پرس نہ ہو۔ میں اپنی غلطی سے خدا سے مغفرت مانگتا ہوں +

مکتفی حالتِ جوانی میں ہی شب یکشنبہ بتاریخ ۱۲ ذوالقعدہ ۲۹۵ ہجری میں فوت ہوا۔ اور آٹھ لڑکے اور آٹھ لڑکیاں پیچھے چھوڑیں +

علمائے ذیل اس کے عہد خلافت میں فوت ہوئے۔

عبد اللہ بن احمد بن حنبل۔ ثعلب امام العربیہ۔ قنبل قاری۔ ابو عبد اللہ بوشنجی فقیہ۔ بزار صاحب مسند۔ ابو مسند کجی۔ قاضی ابو حازم۔ صالح جزرہ۔ امام محمد بن نصر مروزی۔ ابو الحسین نوری شیخ الصوفیہ۔ ابو جعفر ترمذی شیخ شافعیہ +

میں نے تاریخ نیشاپور مصنفہ عبد الغافر میں دیکھا ہے۔ کہ ابن ابی الدنیا کہتے ہیں۔ کہ جب مکتفی خلیفہ ہوا۔ تو میں نے یہ دو بیت اس کی طرف لکھے:۔ شعر

اِنَّ حَقَّ التَّادِیْبِ حَقُّ الْاُبُوَّۃِ   عِنْدَ اَھْلِ الْحِجٰی وَاَھْلِ الْمُرُوَّۃِ

وَاَحَقُّ الرِّجَالِ اَنْ یَّحْفَظُوْا ذَاکَ   وَیَرْعَوْہُ اَھْلُ بَیْتِ النُّبُوَّۃِ

تو اس نے مجھے دس ہزار درہم بطور انعام بھیجے۔ اس بات سے ثابت ہوتا ہے کہ ابن ابی الدنیا مکتفی کے عہد تک زندہ تھے +

لہ اہل مروت اور اہل عقل کے نزدیک، ادب سکھانے والے کا حق باپ جیسا ہے۔ اور اسباب کی رعایت اور حفاظت کے سب لوگوں سے بڑھکر اہل بیت نبوت حقدار ہیں ۱۲

المقتدر باللہ ابو الفضل

المقتدر باللہ ابو الفضل جعفر بن معتضد ماہ رمضان ۲۸۲ھ ہجری میں پیدا ہوا۔ اس کی والدہ رومیہ تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ ترکی تھی۔ نام اسکا غریب تھا۔ بعض کہتے ہیں شغب تھا۔ جب مکتفی کا مرض بڑھ گیا۔ تو اس نے مقتدر کی بابت پوچھا۔ تو کہا گیا۔ کہ وہ بالغ ہے۔ اس لئے اُسے ولیعہد بنا دیا۔ اس سے پہلے اسقدر کم عمر شخص کوئی تخت پر نہیں بیٹھا۔ کیونکہ یہ تیرہ برس کی عمر میں تخت خلافت پر بیٹھا تھا۔ وزیر عباس بن حسن نے اسے بچہ سمجھ کر معزول کرنے کا ارادہ کیا۔ اور بہت سے لوگوں نے بھی اس کے ساتھ اس بات پر اتفاق کیا۔ کہ اس کی جگہ عبداللہ بن معتز کو خلیفہ بنایا جائے۔ ابن معتز نے بھی اس بات کو مان لیا۔ مگر یہ شرط کی کہ خونریزی نہ ہو۔ مقتدر کو بھی اسبات کی خبر ہو گئی۔ اُس نے بہت سا مال وزیر کو دیکر راضی کر لیا۔ مگر باقی لوگوں نے اس بات کو نہ مانا۔ اور ۲۰ ربیع الاول ۲۹۶ھ ہجری کو جب کہ مقتدر گیند بلا کھیل رہا تھا۔ اسپر چڑھائی کی مقتدر یہ حالت دیکھکر گھر میں بھاگ آیا۔ اور دروازے بند کر لئے۔ لوگوں نے وزیر کو قتل کر دیا۔ اور ابن معتز کو بلا کر سب افسروں۔ قاضیوں اور امیروں نے اس سے بیعت کر لی۔ اور الغالب باللہ اسکا لقب مقرر کیا۔ اس نے محمد بن داؤد بن جراح کو اپنا وزیر بنایا۔ اور ابو مثنی احمد بن یعقوب کو قاضی مقرر کیا۔ اور تمام مُلک میں اپنی خلافت کے فرمان جاری کئے۔

معافی بن زکریا جریری کہتے ہیں۔ کہ جب مقتدر معزول کیا گیا۔ اور ابن معتز خلیفہ ہوا۔ تو لوگ محمد بن جریر طبری کے پاس آئے۔ انہوں نے پوچھا۔ کہ کیا خبر ہے۔ انہوں نے کہا۔ کہ ابن معتز سے بیعت کی گئی ہے۔ ابن جریر نے پوچھا۔ کہ وزیر کون ہوا ہے۔ کہنے لگے۔ محمد بن داؤد۔ پھر پوچھا۔ کہ قاضی بننے کے لئے کس کو پیش کیا گیا ہے۔ کہنے لگے ابو المثنی۔ یہ سُنکر ابن جریر نے کچھ دیر سوچکر کہا۔ کہ یہ امر پورا نہیں ہوگا۔ لوگوں نے پوچھا۔ کیوں۔ کہنے لگے کہ جن لوگوں کا تم نے نام لیا ہے۔ یہ سب اپنے اپنے فن میں کامل اور عالی مرتبہ ہیں۔ مگر زمانہ اب اوبار میں ہے۔ اور دُنیا بھاگی جا رہی ہے۔ اس لئے یہ حالت دیر تک قائم نہیں رہیگی۔ (چنانچہ ایسا ہی ہوا)

خلیفہ ہوتے ہی ابن معتز نے مقتدر کو کہلا بھیجا - کہ تم محمد بن طاہر کے گھر میں چلے جاؤ - تاکہ میں دارالخلافت میں آجاؤں - مقتدر نے اس بات کو مان لیا - مگر اس کے ساتھ جو تھوڑے سے آدمی رہ گئے تھے - کہنے لگے کہ آؤ - اس مصیبت کے دفع کرنے میں اپنے آپ کو آزمائیں تو سہی - یہ کہکر انہوں نے ہتھیار لگا لئے - اور مخرم کا قصد کیا جہاں کہ ابن معتز تھا - جب ان لوگوں نے انکو آتے دیکھا - تو ان کے دل میں کچھ ایسا رُعب بیٹھا - کہ وہ بغیر جنگ کرنے کے بھاگ نکلے - اور ابن معتز اور اس کا وزیر اور قاضی بھی بھاگ نکلا - اور بغداد میں فتنہ برپا ہو گیا مقتدر نے ان فقہاء اور امراء کو جنہوں نے اُسے معزول کیا تھا پکڑ لیا - اور ان سب کو یونس خازن کے حوالہ کیا - اس نے سوائے چار شخصوں کے جن میں سے ایک قاضی ابو عمر بھی تھا - اور سب کو قتل کر دیا - اور ابن معتز کو قید کر دیا - اور چند روز کے بعد اس کی لاش ہی قید خانہ سے نکلی +

اس طرح سے مقتدر کا تسلط بیٹھ گیا - ابو الحسن علی بن محمد بن فرات عہدہ وزارت پر سرفراز ہوا - جس نے عدل و انصاف پر کمر باندھی - اور مقتدر کو بھی عدل کی ہی ترغیب دی سب ظلم مٹا دیے - مقتدر نے تمام امور تو اس کے سپرد کئے - اور خود لہو و لعب میں مشغول ہو گیا - اور تمام خزانوں کو تلف کر دیا +

اسی سال مقتدر نے حکم دیا - کہ یہود و نصاریٰ سے خدمت لی جائے - اور زین کی بجائے صرف پالان پر سوار ہوا کریں +

اسی سال مغرب میں مہدی کا غلبہ ہوا - اور لوگوں نے اس کی امامت اور خلافت کو تسلیم کر لیا - چونکہ اُس نے عدل و انصاف لوگوں میں پھیلایا تھا - اس لئے سب اس کی طرف مائل ہو گئے - اور مغرب کا سب ملک اُس کے قبضہ میں آگیا - افریقہ کا حاکم زیادۃ اللہ بن اغلب بھاگ کر مصر میں چلا آیا - اور وہاں سے عراق میں آپہونچا اس طرح مغرب بنی عباس کی سلطنت سے نکل گیا - پس اس تاریخ سے ان کی سلطنت میں ضعف آنے لگا - اس لحاظ سے تمام ممالک اسلامیہ پر ایک سو ساٹھ برس سے کچھ اوپر انکی حکومت رہی ہے +

ذہبی کہتے ہیں - کہ مقتدر کی صغر سنی کے باعث نظام سلطنت میں بڑا خلل آگیا تھا - سنہ ۳۰۰ ہجری میں دینور کے قریب ایک پہاڑ زمین میں دھنس گیا - اور اس کے نیچے سے اسقدر پانی نکلا جس سے بہت سے گاؤں برباد ہو گئے +

اس سال میں ایک خچر نے بچہ جنا - خدا کی حکمت جو چاہتا ہے کرتا ہے +

سنہ ۳۰۱ ہجری میں علی بن عیسٰے وزیر مقرر ہوا۔ اور نہایت ایمانداری اور پرہیزگاری سے کام کرنا شروع کیا۔ شراب کی خرید وفروخت کو بند کر دیا۔ اور پانچ لاکھ خراج رعایا کو معاف کر دیا۔ اسی سال قاضی ابو عمر پھر قاضی مقرر ہوئے۔ اور مقتدر اپنے گھر سے سوار ہو کر شماسیہ تک گیا۔ یہ اسکا پہلا سفر تھا۔ جس میں اُسے عام لوگوں نے دیکھا۔ اسی سال حسین حلاج کو اونٹ پر سوار کر کے بغداد میں لایا گیا۔ اور منادی کرادی گئی۔ کہ یہ شخص بھی مذہب قرامطہ کا داعی ہے۔ اسے اچھی طرح سے دیکھ لو۔ پھر اسے سنہ ۳۰۹ ہجری میں قتل کیا گیا۔ مشہور ہے۔ کہ اس شخص نے خدائی کا دعوی کیا تھا۔ اور کہتا تھا۔ کہ خدا انسان میں حلول کر سکتا ہے۔ جب اُن سے مناظرہ کیا گیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ نہ علم قرآن ہے۔ نہ علم حدیث۔ اور نہ علم فقہ +

اسی سال میں مہدی فاطمی چالیس ہزار بربری سوار لے کر مصر کیطرف بڑھا لیکن راستے میں دریائے نیل حائل تھا۔ اسلئے اسکندریہ میں واپس آگیا۔ اور وہاں قتل عام کر کے پھر واپس آیا۔ مقتدر نے اُس کے مقابلے کے لئے لشکر بھیجا۔ اور بمقام برقہ فریقین میں جنگ ہوئی۔ مگر فاطمی کو فتح ہوئی۔ اور وہ اسکندریہ اور فیوم پر قابض ہو گیا۔

سنہ ۳۰۲ ہجری میں مقتدر نے اپنے پانچ لڑکوں کا ختنہ کیا۔ اور اس پر چھ لاکھ دینار خرچ کئے۔ اور ان کے ساتھ اور بھی بہت سے یتامی کا ختنہ کیا۔ اور انہیں انعام دیئے +

اسی سال میں جامع مصر میں عید پڑھی گئی۔ اور علی بن ابی شیخہ نے کتاب سے دیکھکر خطبہ پڑھا۔ لیکن پھر بھی آیت اِتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقَاتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ میں مُسْلِمُوْنَ کی جگہ مُشْرِکُوْنَ پڑھ گیا +

اسی سال میں قبیلہ دیلم جو مجوسی تھے۔ حسن بن علی علوی کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے

سنہ ۳۰۴ ہجری میں بغداد میں ایک جانور زبزب کے ظاہر ہونے سے بڑا اضطراب ظاہر ہوا۔ کہتے ہیں۔ کہ لوگ اُسکو اپنے گھروں چھتوں پر دیکھتے تھے۔ یہ جانور شیر خوار بچوں کو کھا جاتا تھا۔ اور عورتوں کی چھاتیاں کاٹ کر لے جاتا تھا۔ لوگ اس سے بچوں کی سخت حفاظت کرتے۔ اور اس کو ڈرانے کے لئے طشت اور سینیاں بجاتے اور لوگ اُس کے خوف سے اپنے چھوٹے بچوں کو ٹوکروں کے نیچے سلاتے تھے یہ جانور کئی رات تک رہا +

۳۰۵ھ ہجری میں بادشاہ روم کے قاصد تحفے لیکر آئے۔ اور صلح کا عقد باندھنا چاہا مقتدر نے انکو دکھلانے کے لئے بہت بڑا جلوس تیار کیا۔ چنانچہ اپنے تمام لشکر کو جو ایک لاکھ ساٹھ ہزار تھا۔ باب شماسیہ سے لیکر دار الخلافہ تک صف بصف کھڑا کیا۔ ان کے بعد نوکروں کو کھڑا کیا۔ جو سات ہزار تھے۔ بعد ازاں حاجب کھڑے کئے۔ جو سات سو تھے۔ پردے جو دیواروں پر لٹکائے گئے تھے (دار الخلافہ کی دیواروں پر) ۳۸ ہزار پردے تھے۔ وہ سب کے سب دیبا کے تھے۔ اور ۲۲ ہزار فرش تھے اور اپنے سامنے ایک سو درندے زنجیروں میں بندھے کھڑے کرائے +

اسی سال بادشاہ عمان نے تحائف بھیجے۔ جن میں ایک سیاہ رنگ کا پرندہ بھی تھا۔ جو طوطیوں سے بھی زیادہ فصاحت سے فارسی اور ہندی زبان میں باتیں کرتا تھا +

۳۰۶ھ ہجری میں مقتدر کی والدہ کے نام پر ایک شفا خانہ کھولا گیا جس کا سالانہ خرچ سات ہزار دینار تھا +

اسی سال مقتدر کی لاپرواہی کے باعث سلطنت کا تمام کاروبار حرم شاہی کے ہاتھ میں آگیا۔ اور نوبت یہاں تک پہونچی کہ مقتدر کی ماں حکم کرنے لگی۔ اور خود فیصلے کرنے کے لئے بیٹھتی۔ ہر جمعہ میں کاغذات کو دیکھتی۔ تمام امیر و وزیر حاضر ہوتے۔ اور جو پروانجات جاری کئے جاتے۔ ان پر اکثر مقتدر کی والدہ کے دستخط ہوتے +

اسی سال محمد بن مہدی فاطمی مصر میں واپس آیا۔ اور صعید کے بہت سے حصہ کو فتح کر لیا +

۳۰۸ھ ہجری میں بغداد میں قحط پڑا۔ اور لوگ بھوک سے مرنے لگے۔ کیونکہ حامد بن عباس نے عراق کے گرد و نواح پر قبضہ کر کے سخت ظلم جاری کئے تھے۔ آخر تنگ آکر لوگوں نے لوٹ مار شروع کر دی۔ شاہی لشکر نے ان کا مقابلہ کیا۔ مگر رعایا نے اسے تتر بتر کر دیا۔ اور قید خانے توڑ ڈالے۔ لوگوں کو لوٹنا شروع کر دیا وزیر پر پتھر پھینکے۔ اور دولت عباسیہ کا حال بالکل بدتر ہو گیا +

اسی سال القائم کے لشکر نے جزیرہ پر قبضہ کر لیا۔ جس سے اہل مصر کا اضطراب بڑھ گیا۔ اور جنگ کے لئے تیار ہو گئے۔ اور برسوں تک لڑائیاں ہوتی رہیں۔ جن کی تفصیل بہت طول طویل ہے +

۳۰۹ھ ہجری میں قاضی ابو عمر اور دیگر فقہاء و علماء کے فتوے سے منصور حلاج کو قتل کیا گیا۔ اُن کے حالات بہت عجیب ہیں۔ جنپر لوگوں نے مستقل تصنیفیں کی ہیں +

۳۱۱ھ ہجری میں مقتدر نے حکم دیا۔ کہ بموجب فرمان معتضد کے ذوی الارحام کو وراثت میں حصہ دیا جائے +

۳۱۲ھ ہجری میں والیٔ خراسان نے فرغانہ فتح کیا +

۳۱۴ھ ہجری میں رومیوں نے مالٹہ کو فتح کرلیا +

اسی سال میں موصل کے قریب دریائے دجلہ کا پانی ایسا جم گیا۔ کہ اوپر سے چار پائے گزر جاتے تھے۔ اس سے پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا۔

۳۱۵ھ ہجری میں رومیوں نے دمیاط پر قبضہ کر لیا۔ اور وہاں لوگوں کو قید کر لیا۔ مال و اسباب لوٹ لیا۔ جامع مسجد میں ناقوس بجایا۔

اسی سال دیلم نے ری اور جبال پر قبضہ کر لیا۔ اور بہت سے لوگوں کو قتل اور بچوں کو ذبح کیا +

۳۱۶ھ ہجری میں قرمطی نے ایک عمارت بنوائی۔ اور اس کا نام دارالہجرت رکھا۔ ان چند برسوں میں اس کا زور بہت بڑھ گیا تھا۔ بہت سے شہر فتح کر لئے تھے مسلمانوں کو سخت تکلیفیں پہونچائی تھیں۔ دلوں میں اُس کی ہیبت بیٹھ گئی تھی۔ خلیفہ کا لشکر کئی دفعہ شکست کھا چکا تھا۔ آخر یہاں تک نوبت پہونچی۔ کہ قرامطہ کے خوف سے حج بند ہو گیا۔ اور اہل مکّہ مکّہ کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اور رومیوں نے خلاط کو فتح کر لیا۔ اور وہاں کی جامع مسجد سے منبر کو نکال کر اُس کی جگہ صلیب رکھ دی +

۳۱۷ھ ہجری میں مونس خادم ملقب بہ مظفر مقتدر سے باغی ہو گیا۔ کیونکہ مقتدر کا ارادہ تھا۔ کہ اس کو معزول کر کے ہارون بن غریب کو اس کی جگہ امیرالامرا مقرر کرے۔ اس لئے وہ محرم کی چودہویں تاریخ کو تمام لشکر اور امراء و وزراء کو ساتھ لے کر دارالخلافت پر چڑھ دوڑا۔ اسے دیکھ کر مقتدر کے خواص بھاگ نکلے مقتدر کو اس کی والدہ۔ خالہ۔ اور بیویوں سمیت عشاء کے بعد گھر سے نکال دیا گیا۔ اور اس کی والدہ کے چھ لاکھ دینار لوٹ لئے۔ اور پھر اسے معزول کر کے محمد بن معتضد کو خلیفہ بنا کر مونس اور دیگر امراء نے اس سے بیعت کر لی۔ اور القاہر باللہ اس کا لقب

منقر کیا۔ وزارت علی بن ابی مقلہ کے سپرد ہوئی۔ یہ واقعہ ہفتہ کے روز ہوا۔ اتوار کے روز قاہر تخت خلافت پر بیٹھا۔ اور وزیر نے تمام شہروں میں اس کے بادشاہ ہونے کے فرمان جاری کئے۔ پیر کے روز شاہی جلوس نکلا۔ تو لشکر نے انعام بیعت اور تنخواہ کا مطالبہ کیا۔ اسوقت حاضر نہیں تھا۔ فوج نے شور و شغب ڈالدیا۔ اور حاجب کو قتل کر ڈالا۔ اور مقتدر کی تلاش کی۔ اور اس کی تلاش میں مونس کے گھر کی طرف روانہ ہوئے تاکہ پھر اُسے تخت خلافت پر بٹھائیں۔ آخر مقتدر کو کندھوں پر اٹھا کر دارالخلافت میں لے آئے۔ اور قاہر کو پکڑ کر اُس کے سامنے پیش کیا۔ وہ رو کر کہتا جاتا تھا۔ کہ اے لوگو! میرے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ مقتدر نے اُسے اپنے پاس بٹھا کر پیشانی پر بوسہ دیا۔ اور کہا بھائی تمہارا کوئی قصور نہیں ہے۔ اور نہ میں نے پہلے تم پر کبھی سختی کی ہے۔ خوف نہ کرو۔ اور خوش ہو جاؤ۔ پہلا وزیر پھر بحال کر دیا گیا۔ اور اُس نے تمام ممالک میں پہلے خلیفہ کے بحال ہونے کی اطلاع کر دی۔ پھر مقتدر نے تمام لشکر میں انعام تقسیم کئے۔

اِسی سال مقتدر نے منصور دیلمی کے ساتھ حاجیوں کا ایک قافلہ روانہ کیا۔ جو صحیح و سلامت مکہ میں پہونچ گئے۔ مگر ترویہ کے دن دشمن خدا ابوطاہر قرمطی نے حاجیوں کو مسجد حرام میں قتل کیا۔ اور مُردوں کو چاہِ زمزم میں پھینکوا دیا۔ اور حجر اسود کو گرز مار کر توڑ دیا۔ اور حجر اسود کو اُکھاڑ کر لے گیا۔ اور قریباً گیارہ روز کے بعد وہاں سے واپس ہوا۔ حجر اسود بیس برس سے بھی زیادہ ان کے پاس رہا۔ حالانکہ پچاس ہزار (۵۰۰۰۰) دینار اس کے عوض میں پیش کئے گئے۔ مگر اُس نے لینے سے انکار کیا۔ آخر مطیع کے عہد خلافت میں ان سے واپس لیا گیا۔

کہتے ہیں۔ کہ جب حجر اسود کو خانہ کعبہ سے اُکھاڑ کر لے جانے لگے ہیں۔ تو مکہ سے ہجر تک چالیس اونٹ اس کے نیچے مر گئے تھے۔ اور جب واپس لائے ہیں۔ تو ایک ہی لاغر اور دُبلے اونٹ پر لادا گیا۔ خدا تعالے کی قدرت سے وہ اونٹ موٹا اور تندرست ہو گیا۔

محمد بن ربیع کہتے ہیں کہ جس سال قرامطہ نے مکہ پر حملہ کیا ہے۔ میں وہیں تھا۔ ایک شخص میزاب کعبہ کو اُکھاڑنے کے لئے چھت پر چڑھا۔ مجھ سے صبر نہ ہو سکا میں نے دعا کی۔ یا اللہ میں اس ظلم کے دیکھنے کی برداشت نہیں کر سکتا۔ وہ شخص اُسی وقت سر کے بل گرا۔ اور مر گیا۔ ایک شخص قرامطہ سے خانہ کعبہ کے دروازے

پر چڑھکر یہ شعر پڑھ رہا تھا۔ شعر

آنا باللہ و باللہ آنا ۔۔۔ نخلق الخلق و نفنیھم آنا

اس واقعہ کے بعد ابو طاہر قرمطی زیادہ دیر تک زندہ نہ رہا۔ اور مرض چیچک سے فی النار والسقر ہوا +

اسی سال بغداد میں مسلمانوں کے درمیان آیت عسٰی ان یبعثک ربک مقاما محمودا کے معنوں میں سخت اختلاف ہوا۔ حنبلی کہتے تھے۔ کہ اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ آپ کو عرش پر بٹھائیگا۔ دوسرے کہتے تھے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالےٰ آپ کو مقام شفاعت عطا فرمائیگا۔ اس نزاع نے یہانتک طول کھینچا۔ کہ بہت سے آدمیوں کی جانیں گئیں +

سنہ ۳۱۹ ہجری میں قرمطی کوفہ میں آگیا۔ اہل بغداد کو خوف پیدا ہوا۔ خدا تعالےٰ سے دعائیں مانگنے لگے۔ قرآن شریف بلند کئے۔ اور مقتدر کو گالیاں دیں۔

اسی سال قبیلہ دیلم دینور پر چڑھ آئے۔ اور شہر کو لوٹ لیا۔ اور پھر قتل عام کیا +

سنہ ۳۲۰ ہجری میں مونس مقتدر پر چڑھ آیا۔ اس کے ساتھ اکثر بربری سپاہی تھے جب دونوں لشکر بالمقابل ہوئے۔ تو ایک بربری نے مقتدر کو حربہ مارا جس سے وہ زمین پر گر پڑا۔ پھر تلوار سے ذبح کرکے اسکا سر نیزے پر بلند کیا گیا۔ کپڑے اتار لئے۔ اور جسم کو وہیں ننگا کرکے پھینک دیا۔ لوگوں نے اسکا ستر خس و خاشاک سے چھپا دیا۔ اور وہیں گڑھا کھود کر اسکو دفن کر دیا۔ یہ واقعہ بروز بدھ ۲۷ شوال سنہ ۳۲۰ ہجری کو ہوا + کہتے ہیں۔ کہ اس کے وزیر نے اس روز اس کا زائچہ دیکھا۔ مقتدر نے پوچھا کیا وقت ہے۔ اس نے کہا زوال کا۔ مقتدر نے اس سے بدشگون لیا۔ اور واپس آجانے کا قصد کیا۔ لیکن اسی وقت مونس کے سوار سامنے آگئے۔ اور لڑائی شروع ہو گئی +

جس بربری نے مقتدر کو قتل کیا تھا۔ لوگ اس کے پیچھے گئے۔ اور وہ دار الخلافہ کی طرف دوڑا۔ تاکہ القاہر باللہ کو بیعت کے لئے باہر نکالے۔ راستے میں کانٹوں کی گٹھڑی پڑی تھی۔ دوسری طرف قصاب کی دکان تھی۔ اس کے پاس سے گذرنے لگا۔ تو

۱؎ میں اللہ کے ساتھ ہوں۔ اور اللہ میرے ساتھ ہے۔ ہم دونوں ہی خلقت کو پیدا کرتے ہیں۔ مگر فنا میں کرتا ہوں + ۱۲

گوشت لٹکانے والا کانٹا اس کے ساتھ چمٹ گیا۔ اس صدمہ سے اسکا آسن اکھڑ گیا۔ اور گھوڑا نیچے سے نکل گیا۔ اور وہ زمین پر گرتے ہی مر گیا۔ لوگوں نے اسے ان کانٹے دار لکڑیوں میں ڈالکر جلا دیا۔

مقتدر تیز عقل اور صائب الرای تھا۔ لیکن شراب و شہوات میں غرق رہتا تھا۔ نہایت فضول خرچ تھا۔ عورتیں اسپر غالب آگئی تھیں۔ چنانچہ انکو تمام شاہی جواہر دیدیے تھے۔ اپنی ایک محبوبہ کو ایک در یتیم دیا تھا۔ جس کا وزن تین مثقال تھا۔ اور زیدان نامی اپنے ایک ملازم کو ایک جواہرات کی تسبیح دی تھی۔ جو بے نظیر تھی۔ الغرض اس طرح سے بے انتہا مال ضائع کر دیا تھا۔ اس کے گھر میں غلامانِ رومی و صقلبی اور حبشی کے علاوہ گیارہ ہزار خصی غلام تھے۔ بارہ لڑکے اپنے پیچھے چھوڑے تھے۔ جن میں سے تین یعنے رضی۔ متقی اور مطیع خلیفہ ہوئے۔ ایسا ہی متوکل اور رشید کے بیٹوں سے بھی تین تین خلیفہ ہوئے ہیں۔

ذہبی کہتے ہیں۔ کہ اس کی نظیر صرف بادشاہوں میں ہی ملتی ہے۔ میں کہتا ہوں۔ کہ ہمارے زمانہ میں متوکل کے لڑکوں سے پانچ خلیفہ ہوئے ہیں۔ یعنی مستعین عباس معتضد داؤد۔ مستکفی سلیمان۔ القائم حمزہ۔ مستنجد یوسف۔ اور اس کی نظیر نہیں ملتی۔

ثعالبی لطائف المعارف میں لکھتے ہیں۔ کہ متوکل اور مقتدر کے سوا کسی کا نام جعفر نہیں ہوا۔ اور یہ دونوں ہی قتل ہوئے۔ متوکل چہار شنبہ کی رات اور مقتدر چہار شنبہ کے دن کو قتل ہوا۔

مقتدر کی خوبیوں سے ایک وہ حکایت ہے جسے ابن شاہین نے بیان کیا ہے۔ کہ اس کے وزیر علی بن عیسےٰ نے چاہا۔ کہ ابن ابی صاعد اور ابوبکر بن ابی داؤد سجستانی کے درمیان صلح کرا دے۔ پس ابوبکر سے کہا۔ کہ ابو محمد تم سے بڑا ہے تم اٹھکر اُن سے معافی مانگو۔ وہ کہنے لگا۔ کہ میں تو نہیں مانگتا۔ وزیر نے کہا۔ کہ تم تو بڑے متکبر دکھائی دیتے ہو۔ ابن ابی داؤد نے کہا۔ صرف متکبر ہی نہ کہو بلکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر بہتان باندھنے والا بھی کہو۔ وزیر نے کہا یہ بات ہے! پھر ابن داؤد نے کھڑے ہوکر کہا۔ کہ شاید تمہیں اس بات کا خیال ہو۔ کہ میں تنخواہ میں تمہارا دست نگر ہوں۔ بخدا آج سے بعد میں کبھی تمہارے ہاتھ سے تنخواہ نہیں لونگا۔ مقتدر کو جب اس امر کی اطلاع ملی۔ تو اس دن سے اُن کی تنخواہ خود شمار کر کے اپنے

غلام کے ہاتھ بھیجدیا کرتا تھا ✦

مقتدر کے عہد خلافت میں علمائے ذیل فوت ہوئے :۔

محمد بن داؤد ظاہری۔ یوسف بن یعقوب قاضی۔ ابن سریج شیخ الشافعیہ۔ جنید شیخ الصوفیہ۔ ابو عثمان خیری زاہد۔ ابو بکر بردیجی۔ جعفر فریابی۔ ابن بسام شاعر۔ نسائی صاحب سنن۔ حسن بن سفیان صاحب سنن۔ جبائی شیخ المعتزلہ۔ جموت بن مورع نحوی۔ ابن الجلاء شیخ الصوفیہ۔ ابو یعلیٰ موصلی صاحب مسند۔ اشنائی قاری ابن سیف یکے از قرائے مصر۔ ابو بکر رویانی صاحب مسند۔ امام ابن منذر۔ ابن جریر طبری۔ زجاج نحوی۔ ابن خزیمہ۔ ابن زکریا طبیب۔ اخفش صغیر۔ بنان حمال ابو بکر بن ابی داؤد سجستانی۔ ابن سراج نحوی۔ ابو عوانہ صاحب صحیح۔ ابو قاسم بغوی صاحب مسند۔ ابو عبید بن حربویہ۔ کعبی شیخ المعتزلہ۔ ابو عمر قاضی۔ قدامہ کاتب۔ وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ

القاہر باللہ ابو منصور

القاہر باللہ ابو منصور محمد بن معتضد بن طلحہ متوکل والدہ اس کی ام ولد تھی۔ جس کا نام فتنہ تھا۔ جب مقتدر قتل ہوا۔ تو لوگوں نے اسکو اور محمد بن مکتفی کو بلایا۔ اور پھر مکتفی سے کہا۔ کہ تم خلیفہ بنتے ہو۔ اس نے کہا مجھے تو اس کی حاجت نہیں۔ یہ میرے چچا ہی اس کے زیادہ حقدار ہیں۔ قاہر نے بھی خلافت کو منظور کرلیا۔ اور سب نے اس سے بیعت کرلی۔ اور اس نے اپنا وہی پہلا لقب القاہر باللہ مقرر کیا۔ سب سے پہلا کام جو اس نے خلیفہ ہوتے کیا۔ یہ تھا۔ کہ مقتدر کے اہل وعیال پر تاوان لگادیا۔ اور ان کو طرح طرح کی اذیتیں پہونچائیں۔ مقتدر کی ماں کو اسقدر پٹوایا۔ کہ وہ پٹتے پٹتے مرگئی۔

۳۲۱ سنہ ہجری میں فوج بگڑ گئی۔ اور مونس اور ابن مقلہ وغیرہم نے اتفاق کرکے اسے معزول کرنا چاہا۔ تاکہ ابن مکتفی کو اس کی جگہ خلیفہ بنائیں۔ مگر قاہر ایسی چال چلا۔ کہ اس بغاوت کے سرگردگان کو پکڑ کر قتل کرڈالا۔ اور ابن مکتفی کو دیوار میں چنوادیا۔ ابن مقلہ کہیں چھپ گیا۔ اس کے گھر کو آگ لگادی گئی۔ اور دیگر مخالفین کے گھر لٹوا دیئے گئے۔ پھر لشکر میں انعام وتنخواہیں تقسیم کرکے ان کے جوش کو بھی فرد کیا۔ اور اس طرح

سے قاہر کا خوب تسلط بیٹھ گیا۔ اور اس دن سے اپنے لقب میں المنتقم من اعداءِ دین اللہ زیادہ کردیا۔ اور سکوں پر بھی اسی لقب کو مسکوک کرایا۔

اسی سال گانے والی کنیزکوں کو رکھنے سے منع کردیا۔ اور شراب کی خرید و فروخت بند کردی۔ گویوں کو گرفتار کرلیا۔ مخنثوں کو شہر بدر کرادیا۔ آلاتِ لہو کو توڑ ڈالا۔ گانیوالی چھوکریوں کو بیچ ڈالنے کا حکم دیا۔ باوجود ان سب باتوں کے خود اسقدر شراب پیتا تھا کہ نشہ نہ اترنے دیتا۔ اور گانا سننے سے کبھی بس نہ کرتا تھا۔

۳۲۲ھ ہجری میں دیلم نے زور پکڑا۔ اور اس کا باعث یہ ہوا۔ کہ مرداویج کے اصحاب جب اصفہان میں داخل ہوئے۔ تو علی بن بویہ جو اسکا سپہ سالار لشکر تھا مال کثیر لے کر اپنے مخدوم سے علیحدہ ہوگیا۔ پھر اس نے محمد بن یاقوت نائب خلیفہ سے جنگ کیا۔ جسمیں محمد کو شکست ہوئی۔ اور ابن بویہ تمام فارس پر قابض ہوگیا۔ کہتے ہیں کہ ابن بویہ نہایت ہی مفلس اور فقیر شخص تھا مچھلیاں پکڑ کر گذارہ کیا کرتا تھا۔ ایک رات اس نے خواب دیکھا۔ کہ میں پیشاب کرنے لگا ہوں۔ اور پیشاب گاہ سے ایک آگ کا شعلہ نکلا ہے۔ جس نے تمام دنیا کو روشن کردیا ہے۔ اس خواب کی اُسے یہ تعبیر بتلائی گئی۔ کہ اس کی اولاد بادشاہ ہوگی اور جہاں تک اس شعلہ کی روشنی گئی تھی۔ وہاں تک مُلک اس کے زیر نگیں ہوگا۔ کچھ زمانہ کے بعد ہوتے ہوتے یہ شخص مرداویج بن زیاد دیلمی کا سپہ سالار بن گیا۔ دیلمی نے اُسے کرخ سے مال لانے کے لئے بھیجا۔ وہاں سے یہ پانچ لاکھ درہم لیکر آیا۔ پھر یہ ہمدان پر قبضہ کرنے کی خاطر آگے بڑھا۔ انہوں نے شہر کے دروازے بند کرلئے۔ ابن بویہ نے ان سے جنگ چھیڑ دی۔ اور بزور شمشیر اُسے فتح کرلیا۔ وہاں سے شیراز میں آیا۔ اور جو مال اس کے پاس تھا وہ ختم ہوچلا تھا۔ ایک دن مکان میں چت لیٹا ہوا تھا۔ کہ چھت سے ایک سانپ گرا۔ فوراً حکم دیا۔ کہ چھت گرادی جائے۔ اس کے اندر سے سونے کے بھرے ہوئے صندوق برآمد ہوئے سال سب کو لشکر میں تقسیم کردیا جائے۔ پھر ایک روز درزی کو کچھ سینے کے لئے بلایا۔ وہ کان سے بہرہ تھا۔ اس نے خیال کیا کہ شاید کسی نے اس کی چغلی کھائی ہے۔ آتے ہی کہا کہ خدا کی قسم میرے پاس تو سوائے بارہ صندوقوں کے اور کچھ نہیں ہے۔ اور مجھے معلوم نہیں کہ ان میں کیا ہے۔ وہ صندوق اسی وقت لائے گئے جن سے بے شمار مال نکلا۔ پھر ایک دن کی بات ہے۔ کہ یہی ابن بویہ گھوڑے پر سوار ہوکر جارہا تھا۔ کہ اس کے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے۔ کھدوا کر دیکھا۔ تو وہاں سے بہت بڑا خزانہ نکلا۔ اسی طرح ہوتے ہوتے خراسان اور فارس کا تمام ملک خلیفہ کے تصرف

سے نکلکر اُس کے قبضے میں آگیا +

اسی سال قاہر نے اسحاق بن اسمٰعیل نوبختی کو جس نے کہ اس کے خلیفہ بنایا جانے پر زور دیا تھا سر کے بل ایک کنوئیں میں گرا کر اوپر سے کنواں پٹوادیا - اور گناہ اس کا صرف یہ تھا۔ کہ قاہر کے خلیفہ ہونے سے پہلے ایک دفعہ اُس نے ایک لونڈی کو قاہر سے زیادہ قیمت دے کر خرید لیا تھا +

اسی سال فوج باغی ہو گئی - کیونکہ ابن پوشیدہ ہی پوشیدہ اُنہیں خوف دلا رہا تھا۔ کہ قاہر تمہارے قید کرنے کے لئے نہ خانہ تیار کر رہا ہے - اس لئے سب سپاہی تلواریں برہنہ کئے ہوئے اسپر چڑھ آئے - قاہر بھاگ گیا - مگر آخر گرفتار ہوا - لوگوں نے عباس محمد بن مقتدر سے بیعت کر لی - اور اس کو الراضی باللہ کا لقب دیا - پھر وزیر اور قاضی ابوالحسین بن قاضی ابو عمر - اور حسن بن عبداللہ بن ابی شوارب اور ابو طالب بن بہلول کو قاہر کے پاس بھیجا - یہ سب اس کے پاس گئے - اور پوچھا - کہ اب کیا کہتے ہو - قاہر نے کہا - کہ میں ابو منصور محمد بن معتضد ہوں - میری بیعت تمہاری اور سب گردنوں میں ہے - اور میں تمہیں اس سے بری اور علیحدہ نہیں کرتا - پس یہاں سے چلے جاؤ - سب اُٹھ کھڑے ہوئے - اور چلے آئے - راستے میں وزیر نے کہا - کہ قاہر کو بغیر فکر و سوچ کے معزول کر دینا چاہئے - اس کے افعالِ بد تھوڑے مشہور ہیں - قاضی ابوالحسین کہتے ہیں کہ میں نے راضی کے پاس آکر سب حقیقت بیان کی - اور کہا - کہ میں تو آپ کی امامت فرض سمجھتا ہوں - راضی نے کہا اچھا - اب جاؤ اور مجھے اِس پر غور کرنے دو - پھر سیما نامی ایک مصاحب نے راضی کو قاہر کی آنکھ میں سلائیاں پھروا دینے کا مشورہ دیا - چنانچہ اُس کی دونوں آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروا دی گئیں +

محمود اصفہانی کہتے ہیں - کہ قاہر کے معزول کرنے کا باعث اُس کی بدخصلت اور خونریزی ہوا - اور جب اُس نے خلع سے انکار کیا - تو اس کی آنکھوں میں سلائیاں پھروا دی گئیں جس سے دونوں آنکھیں رخساروں پر بہ پڑیں +

صولی کہتے ہیں کہ قاہر نہایت جلد باز - خونریز - بدخصلت اور متلون المزاج شخص تھا - ہمیشہ نشہ میں چور رہتا تھا - اگر اسکا حاجب نیک نہ ہوتا - تو شاید سب آدمیوں کو قتل کر دیتا - اس نے ایک چھوٹا سا نیزہ بنوا رکھا تھا - جسے ہر وقت اُٹھائے رکھتا تھا اور اسوقت تک ہاتھ سے نہ پھینکتا تھا - جب تک کہ اس سے کسی نہ کسی شخص کو قتل نہ کر لیتا تھا +

علی بن محمد خراسانی کہتے ہیں کہ ایک دن مجھے قاہر نے بلایا۔ اور حربہ اُس کے سامنے پڑا تھا۔ مجھ سے کہنے لگا۔ کہ خلفائے بنی عباس کی خصلتیں اور اخلاق مجھ سے بیان کرو۔ میں نے کہا۔ کہ سفاح خونریزی میں جلدی کیا کرتا تھا۔ اور اس کے عامل بھی اس کے قدم بقدم چلتے تھے لیکن باوجود ان باتوں کے وہ نہایت جوانمرد اور مال خرچ کرنیوالا تھا قاہر نے کہا۔ کہ منصور کیسا تھا میں نے کہا منصور ہی پہلا خلیفہ ہوا ہے۔ جس نے عباسیوں اور علویوں میں تفرقہ ڈالا۔ پہلے وہ آپس میں باتفاق رہا کرتے تھے۔ اسی نے پہلے نجومیوں کو مقرب بنایا۔ اور اسی نے پہلے سریانی اور عجمی کتابیں مثلاً کلیلہ دمنہ۔ اقلیدس اور یونانی کتابیں عربی میں ترجمہ کرائیں۔ لوگوں نے جب ان کتابوں کو دیکھا۔ تو ہر وقت انہی میں مشغول رہنے لگے۔ جب محمد بن اسحاق نے یہ خرابی دیکھی۔ تو اس نے مغازی اور سیر کی کتابیں تصنیف کیں۔ منصور نے سب سے پہلے اپنے غلاموں کو عامل بنایا۔ اور عرب پر انہیں ترجیح دی۔

قاہر نے کہا۔ کہ اچھا مہدی کیسا تھا۔ میں نے کہا نہایت عادل سخی اور منصف تھا۔ اس کے باپ نے بجبر جو کچھ لوگوں سے چھینا تھا۔ انکو واپس دیدیا۔ زندیقوں کو قتل کرایا۔ مسجد حرام۔ مسجد مدینہ اور مسجدِ اقصیٰ کو تعمیر کرایا۔

قاہر نے پوچھا۔ کہ اچھا ہادی کیسا تھا۔ میں نے کہا۔ کہ وہ بڑا جبار اور متکبر تھا۔ اس کے عامل بھی اس کے قدم بقدم چلتے تھے۔

پھر کہنے لگا اچھا رشید کیسا تھا۔ میں نے کہا۔ کہ وہ حج اور جہاد میں راغب تھا۔ مکہ کے راستے میں سرائیں اور حوض اسی نے بنوائے۔ اور کاذنہ۔ طرطوس۔ مصیصہ اور مرعش کی سرحدیں بنوائیں۔ سب لوگوں میں اپنا احسان پھیلایا۔ برامکہ اسی کے عہد میں تھے۔ اور ان کی بخشش مشہور رہی ہے۔ یہی خلیفہ سب سے پہلے گیند بلا سے کھیلا ہے اور چاندماری بھی سب سے پہلے اسی نے کی ہے۔ اور بنی عباس میں سے سب سے پہلے شطرنج اسی نے کھیلا ہے۔

قاہر نے کہا۔ اچھا امین کیسا تھا۔ میں نے کہا۔ کہ وہ سخی تھا۔ مگر لذات میں منہمک رہتا تھا۔ اس لیے اُس کا کام بگڑ گیا۔

پھر کہنے لگا اچھا مامون کیسا تھا۔ میں نے کہا۔ کہ اس پر فلسفہ اور نجوم غالب تھا اور نہائیت حلیم اور سخی تھا۔

پھر کہنے لگا۔ اچھا معتصم کیسا تھا۔ میں نے کہا۔ کہ وہ بھی مامون کے قدم بقدم

چلا۔ مگر اُسے شاہسواری اور بادشاہانِ عجم کے ساتھ تشبہ کا شوق پیدا ہو گیا تھا۔ غزوات اور فتوح اُس نے بھی بہت کیے +

پھر کہنے لگا۔ واثق کیسا تھا۔ میں نے کہا۔ کہ وہ اپنے باپ کے طریقے پر ہی چلا۔ کہنے لگا۔ کہ اچھا متوکل کیسا تھا۔ میں نے کہا۔ کہ اس کے اعتقاد ماموں معتصم اور واثق کے بالکل خلاف تھے۔ اس نے جدال اور مناظرے سے روک دیا تھا۔ اور اس کے مرتکب کے لئے سزائیں مقرر کیں۔ قرأت و سماعتِ حدیث کا حکم دیا۔ قرآن کو مخلوق کہنے سے لوگوں کو منع کیا۔ اس لئے لوگ اُس سے خوش رہے۔

پھر مجھے باقی خلفاء کی بابت بھی پوچھتا گیا۔ میں بھی جواب دیتا گیا۔ آخر کہنے لگا۔ تم نے مجھ سے اُن کا حال اس خوبصورتی سے بیان کیا ہے۔ کہ گویا انکو میرے سامنے لا بٹھایا ہے۔ اتنا کہکر چلا گیا +

مسعودی کہتے ہیں۔ کہ قاہر نے مونس اور اس کے دوستوں سے بہت سا مال لیا ہوا تھا۔ جب وہ معزول ہوا۔ اور اُس کی آنکھوں میں سلائیاں پھروا دی گئیں۔ تو وہ مال اس سے طلب کیا گیا۔ تو اُس نے دینے سے انکار کیا۔ اسپر اسے انواع و اقسام کے عذاب دیئے گئے۔ لیکن اُس نے اقرار نہ کیا۔ آخر راضی باللہ نے اُسے بُلا کر کہا۔ کہ لشکر مال کا مطالبہ کر رہا ہے۔ اور میرے پاس ایک کوڑی بھی نہیں ہے۔ اور تمہارے پاس جو مال ہے۔ وہ اب تمہارے تو کسی کام کا نہیں۔ پس وہ ہمیں بتلا دو۔ قاہر نے کہا کہ اب تم نے جو مجھ پر احسان کیا ہے میں بتلا دیتا ہوں۔ وہ مال فلاں باغ میں مدفون ہے (قاہر نے دور دور سے پودے منگا کر بڑے شوق سے ایک باغ لگایا تھا۔ اور اس میں ایک محل بنوایا تھا) اس میں سے کھدوا کر نکلوا لو۔ راضی باللہ خود اس باغ اور محل پر فریفتہ تھا کہنے لگا۔ کہ آخر وہ مال باغ میں کس جگہ ہے۔ قاہر کہنے لگا۔ کہ میری آنکھیں نہیں ہیں۔ کہ جاکر جگہ بتلا دوں۔ باغ کو کھدوا لو ملجائیگا۔ راضی نے باغ اور محل کی بنیادیں تک کھدوا ڈالیں۔ مگر مال کا نام و نشان تک نہ ملا۔ قاہر سے کہا۔ کہ بتاؤ اب مال کہاں رکھا ہے۔ قاہر نے کہا۔ میرے پاس مال کہاں سے آیا۔ یہ حیلہ تو میں نے صرف اسواسطے کیا تھا کہ تم باغ میں بیٹھ کر عیش و عشرت نہ کر سکو۔ راضی یہ بات سُنکر شرمندہ ہوا۔ اور اُسے قید کر دیا۔ آخر ۳۳۳ھ ہجری کے بعد رہا کر دیا۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ مستکفی کے زمانہ خلافت میں یہ سفید کپڑے پہنے ہوئے جامع مسجد منصور میں نمازیوں سے کہہ رہا تھا۔ کہ برائے خدا مجھے کچھ دو۔ تم جانتے ہی ہو۔ کہ میں کون

ہوں - اور یہ باتیں اسواسطے کہہ رہا تھا - تاکہ خلیفہ کو لوگ بُرا کہیں - اُسدن سے اُسے گھر سے نکلنے سے روک دیا گیا - حتیٰ کہ جمادی الاولےٰ ۳۳۹ سنہ ہجری میں بعمر ۵۳ سال فوت ہوا - اور عبدالصمد - ابوالقاسم - ابوالفضل - عبدالعزیز چار بیٹے پیچھے چھوڑے - اس کے زمانے طحاوی شیخ الحنفیہ - ابن درید - ابوہاشم بن جبائی وغیرہم نے وفات پائی +

الرّاضی باللہ ابوالعبّاس

الراضی باللہ ابوالعباس محمد بن مقتدر بن معتضد بن طلحہ بن متوکل ۲۹۷ سنہ ہجری میں پیدا ہوا - اُس کی ماں اُم ولد روسیہ تھی جس کا نام ظلوم تھا جس روز قاہر معزول ہوا ہے - اسی روز اس سے بیعت لی گئی - تخت پر بیٹھتے ہی ابن مقلہ کو حکم دیا - کہ قاہر کے تمام معائب ایک جگہ لکھ کر لوگوں کو سناوے +

اسی سال یعنی ۳۲۱ سنہ ہجری میں مرداویج جو قبیلہ دیلم کا سرگروہ تھا - اصفہان میں مر گیا - اس کی حکومت خوب پھیل گئی تھی - اور مشہور تھا - کہ یہ بغداد پر حملہ کرنا چاہتا ہے - اور وہ درپردہ مجوسیوں سے ملا ہوا ہے - یہ شخص کہا کرتا تھا کہ میں عربوں کی سلطنت کو تباہ کر کے ازسرنو عجمیوں کی سلطنت قائم کرونگا +

اسی سال میں علی بن بویہ نے راضی کو کہلا بھیجا - کہ جن شہروں پر میں قابض ہو گیا ہوں وہ مجھے دس لاکھ درہم سالانہ کے عوض جاگیر میں دیئے جائیں - اسپر راضی نے اس کو ایک جھنڈا اور ایک خلعت بھیجا - مگر بعد ازاں ابن بویہ اس رقم کے بھیجنے میں دیر کرتا رہا +

اسی سال مہدی حاکم مغرب مر گیا - اُس کی مدتِ سلطنت پچیس برس تھی - یہ شخص خلفائے مصر کا جن کو جاہل لوگ فاطمی کہتے ہیں مورث اعلےٰ تھا - دراصل اس کا دادا مجوسی تھا - اور اُس نے اپنے آپ کو علوی مشہور کر دیا تھا +

قاضی ابوبکر باقلانی کہتے ہیں - کہ مہدی کا دادا مجوسی تھا - اور اُس نے مغرب میں جاکر مشہور کر دیا - کہ میں علوی ہوں - لیکن علماءِ نسب کو اس کے اس دعوے سے انکار ہے - اصل میں یہ فرقہ باطنیہ خبیثہ سے تھا - اسلام - علماء اور فقہاء کو نیست و نابود کرنا چاہتا تھا - تاکہ آسانی سے لوگوں کو گمراہ کرے - اس کی اولاد بھی اس کے قدم بقدم چلتی تھی - شراب خواری اور زناکاری کو حلال کر دیا - رفض کو پھیلا دیا - اس کے مرنے

کے بعد اسکا بیٹا ابوالقاسم محمد ملقب بہ القاسم بامر اللہ ابوالقاسم محمد بادشاہ ہوا +

اسی سال محمد بن علی شلمغانی معروف بابن ابی غرا قرظاہر ہوا - اس کی بابت مشہور تھا - کہ وہ خدائی کا دعوے کرتا ہے - اور مردوں کو زندہ کرتا ہے - لیکن اسکو قتل کیا گیا - اور اُس کی لاش کو سُولی پر چڑھایا گیا - اور اس کے ساتھ اور بھی اس کے دوست قتل ہوئے +

اسی سال ابوجعفر شجوی حاجب نے انتقال کیا - کہتے ہیں کہ اس کی عمر ۱۴۰ سال کی تھی - اور ابھی تک اس کے حواس بالکل درست تھے - اسی سال بغداد والوں کا حج ۳۲۷ھ ہجری تک بند رہا +

۳۲۳ھ ہجری میں راضی باللہ کو کسی قدر اطمینان ہوا - تو اُس نے اپنے دونوں بیٹوں ابوالفضل اور ابوجعفر کو مشرق اور مغرب کا حاکم بنا دیا -

اسی سال ابن شبوذ کا مشہور واقعہ ہوا - اور قرأت شاذ سے اس کو توبہ کرائی گئی - اور وزیر ابوعلی بن مقلہ کے سامنے اس سے محضر پر دستخط کرائے گئے

اسی سال ماہ جمادی الاولی میں بغداد میں نہایت تند ہوا آئی - اور عصر سے مغرب تک بالکل اندھیرا رہا -

اسی سال ماہ ذوالقعدہ میں ایک رات کثرت سے تارے ٹوٹتے رہے - اور ایسی کثرت ہوئی - کہ اس سے پہلے کبھی ایسا واقعہ نہیں ہوا +

۳۲۴ھ ہجری میں محمد بن رائق امیر واسط گرد و نواح کے مُلک پر قابض ہو گیا اور وزارت اور دفتر وغیرہ سب اُس کے قبضہ میں آ گئے - سب مال اُسی کے پاس ہی جانے لگے - بیت المال بالکل ٹوٹ گئے - اور راضی صرف نام کا خلیفہ رہ گیا

۳۲۵ھ ہجری میں اس سے بھی زیادہ خلل واقع ہوا - اور مُلک کے بعض حصوں پر یا تو خارجی حکمران ہو گئے - یا ایسے عامل حکمران تھے جو شاہی خزانے میں مال ہی نہیں بھیجتے تھے - اور مُلک میں ایک طوائف الملوکی سی پھیل گئی - اور راضی کے ماتحت صرف بغداد اور اُس کے گرد و نواح کا تھوڑا سا علاقہ رہ گیا - اور اس پر بھی ابن رائق کا ہاتھ تھا - جب دولت عباسیہ کا صرف نام ہی نام رہ گیا - اور قرامطہ اور مبتدعوں کا مُلک پر قبضہ ہو گیا - تو امیر عبدالرحمن بن محمد اموی مروانی صاحب اندلس کی بھی ہمت بڑھی اور کہنے لگا - کہ میں خلافت کے سب سے زیادہ لائق ہوں - اُس نے اپنا لقب امیر المومنین الناصر لدین اللہ رکھا - اور اندلس کے اکثر حصہ پر قابض ہو گیا - بڑا

صاحب ہیبت - جہاد کرنے والا اور خوش سیرت تھا - اُس نے بہت سے باغیوں کی بیخ کنی کی - اور ستر قلعے فتح کیے - اُس وقت تین شخص دنیا میں امیر المومنین کے لقب سے ملقب تھے - عباسی بغداد میں - اور یہ عبدالرحمٰن اندلس میں - اور مہدی قیروان میں +

۳۲۶ھ ہجری میں بجکم ابن رائق سے باغی ہوگیا - اور اُس پر غالب آگیا - ابن رائق مارے خوف کے کہیں چھپ گیا - اور بجکم بغداد میں آ داخل ہوا - راضی نے اُس کی بڑی عزت کی - اور امیر الامراء کا لقب دیکر بغداد اور خراسان کی امارت اس کے سپرد کر دی +

۳۲۷ھ ہجری میں ابوعلی عمر بن یحییٰ علوی نے اپنے دوست قرمطی کو لکھا کہ تم حاجیوں کو حج کی اجازت دیدو - اور میں تمہیں پانچ دینار محصول دے دوں گا - اُس نے اجازت دیدی - اور لوگوں نے با اطمینان حج کیا - یہ پہلا ہی موقعہ تھا کہ حاجیوں کو حج کے لئے ٹیکس ادا کرنا پڑا +

۳۲۸ھ ہجری میں دجلہ کا پانی انیس ۱۹ گز چڑھ آیا - اور بغداد کے بہت سے مکانات گر پڑے - اور کئی جانیں تلف ہوگئیں -

۳۲۹ھ ہجری میں راضی بیمار ہوگیا - اور ماہِ ربیع الآخر میں ساڑھے اکتیس ½ ۳۱ برس کی عمر میں فوت ہوا +

راضی جوانمرد - کریم - ادیب - شاعر اور فصیح شخص تھا - علماء کو دوست رکھتا تھا - اِس کے اشعار مدون ہیں - حدیث لغوی وغیرہ سے سُنی تھی +

خطیب رح کہتے ہیں - کہ راضی میں بہت سے فضائل تھے - منجملہ ان کے یہ کہ وہ آخری خلیفہ تھا جس کے اشعار مدوّن ہوئے - اور یہ آخری خلیفہ تھا جس نے لشکر اور رسالوں کے قواعد بنائے تھے - اور یہ آخری خلیفہ تھا جس نے جمعہ کے روز خطبہ پڑھا - اور یہ آخری خلیفہ تھا جو اپنے وزراء اور ندماء کے ساتھ بیٹھا - اِس کے انعام اور سب کام خلفائے متقدمین کی طرح تھے - اور یہ آخری خلیفہ تھا جس نے متقدمین کا سا لباس پہن کر سفر کیا - اِس کے اشعار سے یہ شعر بھی ہیں :- اشعار

كُلُّ صَفْوٍ إِلَى كَدَرٍ ‏ كُلُّ أَمْرٍ إِلَى حَذَرٍ

وَمَصِيرُ الشَّبَابِ ‏ لِلْمَوْتِ فِيهِ أَوِ الْكِبَرِ

كَدَّرَ الْمَشِيبُ مِنْ | وَاعِظٌ يُنْذِرُ الْبَشَرِ
أَيُّهَا الْآمِلُ الَّذِي | تَاهَ فِي لُجَّةِ الْغَرَرِ
أَيْنَ مَنْ كَانَ قَبْلَنَا | ذَهَبَ الشَّخْصُ وَالْأَثَرُ
رَبِّ فَاغْفِرْ خَطِيئَتِي | أَنْتَ يَا خَيْرَ مَنْ غَفَرَ

(ترجمہ ہر صفائی کا انجام کدورت ہے ۔ اور ہر ایک امر کا انجام خوف ہے ۔ اور جوانی کا انجام یا موت ہے یا بڑھاپا۔ بڑھاپا کیسا ہی اچھا واعظ ہے جو آدمی کو ڈراتا ہی اے امید کرنے والے اور دھوکے کی موجوں میں حیران۔ ہم سے پہلے کہاں گئے۔ ان کا نام ونشان بھی نہیں رہا۔ اے تمام بخشنے والوں سے بہتر۔ اے اللہ میرے گناہوں کو بخش دے ۱۲)

ابوالحسن ابن زرقویہ اسمٰعیل خطبی سے روایت کرتے ہیں کہ فطر کی رات کو راضی نے مجھے بلا بھیجا جب میں گیا۔ تو کہنے لگا۔ اے اسمٰعیل میں نے کل لوگوں کو نماز پڑھانے کا ارادہ کیا ہے۔ بتاؤ جب میں اپنے آپ کو لئے دعار کرنی چاہوں۔ تو کیا کہوں۔ میں نے کچھ دیر سوچنے کے بعد کہا۔ کہ آپ یہ کہیئے گا۔ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَى وَالِدَيَّ الآخر راضی نے کہا۔ ہاں۔ یہ دعار میرے لیے کافی ہے۔ پھر چار سو دینار ایک غلام کو دیکر میرے ساتھ کر دیا +

حسب ذیل علماء نے راضی کے عہد خلافت میں انتقال کیا :۔

نفطویہ ۔ قاری ابن مجاہد ۔ ابن کاس حنفی ۔ ابن ابی حاتم ۔ مبرمان ۔ ابن عبد ربہ صاحب العقد الفرید ۔ اصطخری شیخ الشافعیہ ۔ ابن شنبوذ ۔ ابوبکر انباری ۔ وغیرہم رحمہم اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین +

المتقی للہ ابو اسحاق

المتقی للہ ابو اسحاق ابراہیم بن مقتدر بن معتضد بن موفق طلحہ بن متوکل اپنے بھائی راضی کی وفات کے بعد ۳۴ برس کی عمر میں تخت خلافت پر بیٹھا۔ اس کی والدہ لونڈی تھی جسکا نام خلوب تھا۔ متقی بہت روزے رکھنے والا۔ اور عبادت کرنیوالا

تھا۔ اپنی کنیزکوں سے کبھی فائدہ حاصل نہیں کرتا تھا۔ کہا کرتا تھا۔ قرآن مجید کے سوا مجھے کسی مصاحب کی ضرورت نہیں۔ کبھی نبیذ نہیں پی۔ متقی اصل میں برائے نام خلیفہ تھا۔ کیونکہ سلطنت کے سب کاروبار ابن عبداللہ احمد بن علی کوفی کاتب بجکم کے ہاتھ میں تھے۔ اِس کی خلافت کے پہلے سال ہی وہ سبز گنبد جو مدینہ منصور میں تھا۔ اور بغداد کا تاج اور بنی عباس کی یادگار سمجھا جاتا تھا۔ گر پڑا۔ اِس گنبد کو منصور نے بنوایا تھا۔ اِس کی بلندی ۸۰ اسّی گز تھی۔ اور اِس کے نیچے جو ایوان تھا وہ ۲۰ بیس گز مربع رقبہ میں تھا۔ اس پر ایک سوار کی تھی جس کے ہاتھ میں ایک نیزہ تھا جس طرف سے کوئی دشمن آنے والا ہوتا تھا۔ اس طرف اس کا مُنہ پھر جایا کرتا تھا۔ یہ گنبد رات کے وقت رعد اور بارش کے صدمے سے گر پڑا تھا +

اسی سال بجکم ترکی قتل ہوا۔ اور اس کی جگہ امیر الامراء کورتکین دیلمی مقرر ہوا متقی نے بجکم کا تمام مال جو بغداد میں تھا۔ اور وہ دس لاکھ دینار سے بھی زیادہ تھا سب ضبط کر لیا +

اِسی سال ابن رائق نے بغاوت کی۔ کورتکین اس سے لڑنے کے لئے نکلا۔ مگر وُہ شکست کھا کر کہیں چھپ گیا۔ اور ابن رائق اُس کی جگہ امیر الامراء بنایا گیا +

۳۳۰ھ ہجری میں بغداد کے اندر اسقدر گرانی ہوئی۔ کہ گیہوں کا ایک کر ۳۱۶ تین سو سولہ دینار کو بک گیا۔ لوگوں نے مُردار کھا کر گذارہ کیا۔ ایسا قحط بغداد میں اس سے پہلے کبھی نہیں پڑا تھا +

اِسی سال ابو الحسین علی بن محمد بریدی باغی ہوا۔ خلیفہ اور ابن رائق دونوں اس سے لڑنے کے لئے نکلے۔ مگر دونوں کو شکست ہوئی۔ اور بھاگ کر موصل میں چلے گئے۔ بغداد اور دار الخلافہ خوب لُٹا۔ جب خلیفہ تکریت میں پہونچا۔ تو وہاں سیف الدولہ ابو الحسن علی بن عبداللہ بن حمدان اور اُس کے بھائی حسن سے ملاقی ہوا۔ وہیں ابن رائق ناگہاں قتل ہوا۔ خلیفہ نے اُسکی جگہ حسن بن حمدان کو مقرر کیا۔ اور اُس کا لقب ناصر الدولہ رکھا۔ اور اس کے بھائی کو خلعت دے کر اس کا لقب سیف الدولہ رکھا۔ پھر ان دونوں کو ساتھ لے کر بغداد میں آیا۔ بریدی وہاں سے بھاگ کر واسط میں چلا گیا پھر ذوالقعدہ میں خبر ملی۔ کہ بریدی بغداد پر حملہ کیا چاہتا ہے۔ اس خبر سے لوگوں میں بڑا اضطراب پیدا ہوا۔ اور شہر کے معزز لوگ سب بھاگ گئے۔ خلیفہ ناصر الدولہ کو ساتھ لے کر نکلا۔ اور سیف الدولہ بریدی سے جنگ کرنے کے لئے بڑھا۔ مدائن کے

قریب ان دونوں میں ایک خونریز لڑائی ہوئی ۔جس میں بزیدی کو شکست ہوئی ۔ اور وہ وسط کی طرف بھاگ گیا۔سیف الدولہ نے بھی اُس کا تعاقب کیا ۔ اور اسکو واسطے سے بھگا دیا وہ وہاں سے بھاگ کر بصرہ میں چلا گیا ✦

۳۳۱ھ ہجری میں عیسائیوں نے ارزن میا فارقین اور نصیبین پر قبضہ کر لیا ۔ اور وہاں کے باشندوں کو قتل اور قید کیا ۔ پھر اونہوں نے وہ رومال مانگا جو رہی کے گرجا میں تھا ۔ اور اس کی نسبت عیسائیوں کا خیال تھا ۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے اپنا منہ مبارک اس سے پونچھا تھا ۔ اور آپ کی صورت اس میں منقش ہو گئی تھی ۔ وہ رومال اس شرط سے دیا گیا کہ تمام قیدیوں کو رہا کر دیا جائے ۔ چنانچہ وہ رومال اُنکو دیدیا گیا ۔ اور انہوں نے سب قیدی رہا کر دیئے ✦

اس سال واسط کے امراء نے سازش کر کے سیف الدولہ پر چڑھائی کی ۔ سیف الدولہ خوف زدہ ہو کر بغداد کیطرف بھاگا ۔ ادھر اوس کا بھائی ناصر الدولہ اپنے بھائی کے بھاگ جانے کے باعث موصل پہونچا ۔ توزون نے اس موقع کو غنیمت سمجھ کر بغداد پر چڑھائی کی ۔ سیف الدولہ بھاگ کر موصل جا پہونچا ۔ توزون ماہ رمضان میں بغداد میں داخل ہوا ۔ متقی نے اُسے خلعت دی ۔ اور اسکو امیر الامراء مقرر کر دیا ۔ کچھ روز کے بعد متقی اور توزون کے درمیان ناچاقی پیدا ہو گئی ۔ توزون نے ابوجعفر بن شیرزاد کو واسط سے بغداد میں بُلا لیا ۔ اُس نے آکر بغداد کو اپنے قبضہ میں کر لیا ۔ متقی نے ابن حمدان کو اس سے مقابلہ کرنے کے لئے لکھا ۔ وہ ایک جرار لشکر لے کر آیا ۔ مگر ابن شیرزاد کہیں چھپ گیا ۔ متقی اپنے اہل وعیال کو لیکر تکریت میں چلا گیا ۔ ناصر الدولہ عربوں اور کردیوں کا لشکر کثیر لیکر توزون کے مقابلے کے لئے نکلا ۔ بمقام عکبرا دونوں کا مقابلہ ہوا ۔ مگر ابن حمدان کو شکست ہوئی ۔ اور وہ اور متقی دونوں موصل کی طرف بھاگ گئے ۔ اس کے بعد پھر دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا ۔ جس میں پھر ابن حمدان کو شکست ہوئی ۔ اور وہ اور خلیفہ نصیبین کی طرف بھاگ گئے ۔ خلیفہ نے اخشید والئے مصر کو مدد کے لئے لکھا ۔ مگر پھر بنی حمدان کچھ تنگدل اور سست سے ہو گئے ۔ لاچار خلیفہ نے توزون کو صلح کے واسطے لکھا ۔ اس نے مان لیا ۔ اور عہود وپیمان وحلف ہو گئے ۔ ادھر اخشید بھی آپہونچا ۔ اور رقہ میں متقی سے ملاقی ہوا ۔ اسے خلیفہ کی صلح کا حال معلوم ہو گیا تھا ۔ کہنے لگا ۔ اے امیر المومنین میں آپ کا غلام اور غلام کا بیٹا ہوں ۔ ترکوں کی شرارت اور غدر آپ کو معلوم ہو ہی چکا ہے ۔ آپ اُن کے داؤں میں نہ

آئیے۔ اور میرے ساتھ مصر میں چلئے۔ اور امن سے حکومت کیجیے۔ خلیفہ نے اس بات کو نہ مانا۔ اخشید پھر مصر کو واپس چلا گیا +

۴ محرم ۳۳۳ھ ہجری کو متقی رقہ سے بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ ادھر توزون اسکی پیشقدمی کے لئے نکلا۔ انبار اور ہیت کے درمیان دونوں کی ملاقات ہوئی۔ توزون خلیفہ کو دیکھکر پا پیادہ ہوگیا۔ اور آداب خدمت بجالایا۔ متقی نے ہرچند اسے سوار ہونے کے لئے کہا۔ مگر اُس نے نہ مانا۔ اور اسی طرح اس خیمہ تک گیا۔ جو خلیفہ کے لئے نصب کیا گیا تھا۔ وہاں جاتے ہی خلیفہ کو پکڑ کر اُس کی آنکھوں میں سلائیاں پھروا دی گئیں۔ اور بعد ازاں اسے بغداد میں بھیجدیا۔ اور مہر۔ چادر اور چھڑی اس سے لے لی۔ پھر توزون نے عبداللہ مکتفی کو بلاکر اُس سے بیعت کر لی۔ اور اس کا لقب المستکفی باللہ رکھا۔ پھر متقی نے بھی اس سے بیعت کر لی۔ اور اپنے آپ کو معزول کر دیا۔ یہ واقعہ محرم کی بیس (۲۰) تاریخ کو ہوا۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ صفر میں ہوا +

کہتے ہیں کہ جب قاہر کو اس واقعہ کی خبر پہونچی۔ تو اس نے یہ شعر پڑھے:۔ شعر

صِرتُ وَاِبرَاهِيمُ شَيخَي عَمىً ... لَابُدَّ لِلشَّيخَينِ مِن مَصدَرِ[۱]

مَادَامَ تُوزُونَ لَهُ اٰمِرَةٌ ... مَطَاعَةٌ فَالمِيلُ فِي المِجمَرِ

توزون اس واقعہ کے ایک سال بعد مر گیا۔ بیچارے متقی کو جزیرہ سندیہ کے مقابل کے ایک جزیرہ میں قید کر دیا گیا۔ اور وہاں وہ ۲۵ برس تک اسی مصیبت میں رہا۔ آخر شعبان کے مہینہ میں ۳۵۷ھ ہجری کو راہی ملک بقا ہوا +

متقی کے عہد خلافت میں ہی حمدی چور گزرا ہے جسے ابن شیرزاد نے بغداد پر غالب ہونے کے وقت ۲۵ ہزار دینار ماہوار لینے پر چوری کی اجازت دے دی تھی۔ یہ شخص لوگوں کے گھروں کو مشعلیں اور چراغ جلا کر لوٹ لیا کرتا تھا۔ اندنوں اسکورج دیلمی بغداد کا کوتوال تھا۔ جس کو ان بدمعاشوں نے قتل کر دیا تھا۔

متقی کے عہد خلافت میں علمائے ذیل فوت ہوئے:۔

---

[۱] میں اور ابراہیم دونوں بوڑھے اندھے ہو گئے ہیں۔ ان دونوں کے لئے کوئی مصدر بھی ہونا چاہئے۔ توزون ہمیشہ امیر مطاع رہا ہے۔ اور اُس کی سلائی ہمیشہ آگ میں رہی ہے + ۱۲ مترجم

ابو یعقوب نہر جوری مرید جنید بغدادی - قاضی ابو عبداللہ محاملی - ابو بکر فرغانی صوفی - حافظ ابو العباس بن عقدہ - ابن ولاد نحوی وغیرہم +

کہتے ہیں کہ جب قاہر کو متقی کی آنکھیں نکالی جانے کی خبر ملی - تو کہنے لگا - کہ ہم دو ہو گئے ہیں - اب تیسرے کی ضرورت ہے - چنانچہ ایسا ہی ہوا - کہ مستکفی کی آنکھیں بھی نکلوا دی گئیں +

المستکفی باللہ ابو القاسم

المستکفی باللہ ابو القاسم عبداللہ بن مکتفی بن معتضد اسکی والدہ ام ولد تھی - جسکا نام الحج الناس تھا - متقی کے معزول ہونے کے بعد صفر ۳۳۳ھ ہجری میں بعمر ۴۱ سال تخت خلافت پر بیٹھا - اس کے عہد خلافت میں توزون فوت ہوا - اور اس کے بیٹے ابو جعفر بن شیرزاد کو سلطنت کی ہوس پیدا ہوئی - اور لشکر سے اپنے لئے عہد لے لیا - خلیفہ نے یہ دیکھ کر اُسے خلعت عطا کی - پھر احمد بن بویہ بغداد میں آیا ابن شیرزاد اس کے خوف سے کہیں چھپ گیا - ابن بویہ خلیفہ کی خدمت میں حاضر ہوا خلیفہ نے اُسے خلعت عطا کی - اور معز الدولہ کا خطاب دیا - اور اس کے بھائی علی کو عماد الدولہ اور تیسرے بھائی حسن کو رکن الدولہ کا خطاب عطا کیا - ان کے یہ خطاب سکوں پر مسکوک بھی کرائے گئے - مستکفی نے اپنا لقب امام الحق رکھا - اور سکوں پر بھی ایسا ہی مسکوک کرنے کا حکم دیا - کچھ عرصہ کے بعد معز الدولہ نے اسقدر زور پکڑا - کہ خلیفہ کے لئے بطور تنخواہ پانچ ہزار درہم روزانہ مقرر کر کے نظر بند کر دیا - دیلمیوں سے یہ پہلا شخص ہے جو عراق کا بادشاہ ہوا - اور اسی نے سب سے پہلے بغداد میں محصل خراج مقرر کئے - اور کشتی گیروں اور تیراکوں کو برانگیختہ کیا - پس بغداد کے نوجوان کشتی تیراکی میں اسقدر منہمک ہوئے - کہ تیراک کے ہاتھ پر انگیٹھی اور اسپر ہنڈیا ہوتی - اور اس وقت تیرتا رہتا جب تک کہ گوشت بھن جاتا تھا +

چند روز کے بعد معز الدولہ مستکفی سے بدگمان ہو گیا - اور جمادی الآخر ۳۳۴ھ میں خلیفہ کے پاس آیا - اور اپنے مرتبے پر کھڑا ہو گیا - سب لوگ اپنے اپنے مرتبوں پر کھڑے تھے - دیلم سے دو شخص آگے بڑھے - خلیفہ نے اس خیال سے کہ شاید یہ ہاتھ کو بوسہ دینا چاہتے ہیں - اپنا ہاتھ آگے بڑھایا - انہوں نے اسکا ہاتھ پکڑ کر زمین پر

گرالیا۔ اور اسی کے عمامہ سے اُس کی مُشکیں کس لیں۔ بعدازاں دیلمیوں نے دارالخلافہ پر ہجوم کیا۔ اور دارالخلافت اور حرم کو لوٹ لیا۔ اور ایک تنکا بھی اس میں نہ چھوڑا۔ بعدازاں معزالدولہ اپنے گھر میں چلا آیا۔ دیلمی مستکفی کو پیدل اس کے پاس لے گئے۔ وہاں اس کی آنکھوں میں سلائیاں پھروا دی گئیں۔ اور اسے معزول کردیا گیا۔ صرف ایک سال چار ماہ خلافت کی۔ پھر فضل بن مقتدر سے لوگوں نے بیعت کرلی۔ اور مستکفی نے بھی خلافت اس کے سپرد کرکے خود اس سے بیعت کرلی۔ پھر اُسے قید کردیا گیا۔ اور وہ چھیالیس (۴۶) برس کی عمر میں وہیں فوت ہوا۔

مستکفی تشیع کی طرف مائل تھا۔

المطیع للہ ابوالقاسم

المطیع للہ ابوالقاسم الفضل بن مقتدر بن معتضد۔ اسکی والدہ ام ولد تھی۔ جس کا نام شغلہ تھا۔ ۳۰۱ سنہ ہجری میں پیدا ہوا۔ معزالدولہ نے اس کے لئے سو دینار روزانہ تنخواہ مقرر کردی۔ اس کی خلافت کے شروع سال میں ہی بغداد میں اسقدر گرانی ہوئی۔ کہ لوگوں نے مردار اور گوبر کو کھایا۔ بہت سے لوگ راستوں میں مرگئے۔ اور کتوں نے انکا گوشت کھایا۔ باغ اور زمینیں روٹیوں کے عوض میں بیچ ڈالی گئیں۔ غریب لوگ اپنے بچوں کو بھونکر کھا گئے۔ معزالدولہ کے لئے ایک کر آٹے کا بیس ہزار درہم سے خریدا گیا (کر میں دس قنطار آتے ہیں)

اسی سال معزالدولہ اور ناصرالدولہ بن حمدان کے درمیان لڑائی ہوئی۔ معزالدولہ میدان جنگ میں گیا۔ تو مطیع بطور قیدی کے اس کے ساتھ تھا۔

اسی سال اخشید والئے مصر مرگیا۔ اس شخص کا نام محمد بن طفج فرغانی تھا۔ اخشید کے معنے شہنشاہ کے ہیں۔ یہ بادشاہانِ فرغان کا لقب ہے۔ جیسا کہ اصبہبذ بادشاہانِ طبرستان کا۔ اور صول بادشاہانِ جرجان کا۔ اور خاقان شاہانِ ترک کا۔ افشین شاہانِ اشروسنہ کا۔ سامان شاہانِ سمرقند کا لقب ہے۔

اخشید نہایت شجاع اور باہیبت شخص تھا۔ قاہر سے پہلے مصر کا حاکم مقرر ہوا تھا۔ اس کے آٹھ ہزار غلام تھے۔ کافور کا آقا بھی یہی تھا۔

اسی سال القائم العبیدی والئے مغرب فوت ہوا۔ اور اس کے بعد اس کا بیٹا

منصور باللہ اسمٰعیل حاکم ہوا۔ قائم اپنے باپ سے بھی بڑھکر زندیق اور ملعون تھا۔ انبیاء علیہم السلام کو کھلم کھلا گالیاں نکالا کرتا تھا۔ اور منادی کرایا کرتا تھا۔ کہ غار اور غار والوں پر لعنت کرو (نعوذ باللہ منہ) بہت سے علماء کو اس نے قتل کر دیا تھا +

۳۳۵ھ ہجری میں معز الدولہ نے مطیع سے از سر نو قسم اور عہد لے کر نظر بندی سے رہا کر دیا۔ اور دار الخلافہ میں آنے کی اجازت دیدی +

۳۳۸ھ ہجری میں معز الدولہ نے درخواست کی۔ کہ اس کے بھائی علی بن بویہ الملقب بہ عماد الدولہ کو کاروبار سلطنت میں اس کے ساتھ شریک کر دیا جائے۔ اور اس کے مرنے کے بعد یہی اُسکا جانشین ہو۔ مطیع نے اس بات کو منظور کر لیا۔ لیکن قضاء سے عماد الدولہ اسی سال فوت ہو گیا۔ اور مطیع نے اس کے بھائی رُکن الدولہ والد عضد الدولہ کو اُس کی جگہ مقرر کر دیا +

۳۳۹ھ ہجری میں حجر اسود پھر اپنی جگہ پر کعبہ شریف میں نصب کیا گیا۔ اور اس کے اِردگرد ایک چاندی کا حلقہ لگا دیا گیا۔ جس کا وزن تین۳ ہزار سات سو ستر۷۷۰ و نصف درہم تھا +

محمد بن نافع خزاعی کہتے ہیں۔ کہ میں نے حجر اسود کو جب کہ وہ اُکھڑا ہوا تھا۔ دیکھا کہ اس کے سرے پر تھوڑی سی صرف سیاہی تھی۔ باقی سب سفید تھا۔ اور طول بقدر ایک گز کے تھا +

۳۴۱ھ ہجری میں ایک فرقہ پیدا ہوا۔ جو تناسخ کا قائل تھا۔ ان میں سے ایک شخص نے دعوٰے کیا۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روح مجھ میں منتقل ہو گئی ہے۔ اور اُس کی عورت کہتی تھی کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی روح مجھ میں منتقل ہوئی ہے۔ ان میں سے ایک اور شخص تھا جو کہتا تھا۔ کہ میں جبرئیل ہوں۔ لوگوں نے انکو مارا پیٹا۔ مگر پھر بوجہ اس بات کے کہ وہ اپنے آپ کو اہل بیت سے منسوب کرتے تھے۔ لوگ اُنکی عزت کرنے لگے۔ معز الدولہ چونکہ اہل بیت کی طرف مائل تھا۔ اسلئے اُس نے اُنہیں رہا کر دیا۔ یہ بات اس کے افعال ملعونہ سے تھی +

اسی سال منصور عبیدی والے مغرب اپنے آباد کردہ شہر منصوریہ میں مر گیا۔ اور اس کی جگہ اس کا بیٹا سعد حاکم ہوا۔ اس نے اپنا لقب المعز لدین اللہ رکھا۔ قاہرہ کی بنیاد اسی نے رکھی۔ منصور نیک طینت شخص تھا۔ تمام بُری باتوں اور ظلموں کو رفع کر دیا اس لئے لوگ اُس کے گرویدہ ہو گئے۔ اس کا بیٹا بھی نیک سیرت شخص تھا۔ تمام مُلک

مغرب اس کے قبضہ میں آ گیا تھا +

۳۴۳ھ ہجری میں والئے خراسان نے اپنے ملک میں مطیع کے نام کا خطبہ پڑھوایا اس سے وہاں اس کے نام پر خطبہ نہیں پڑھا جاتا تھا۔ مطیع نے اس کو خلعت اور جھنڈا عنایت کیا +

۳۴۴ھ ہجری میں مصر میں سخت زلزلہ آیا۔ اور تین گھنٹہ تک رہا۔ ہزاروں مکان گر گئے۔ لوگوں نے نہایت خشوع و خضوع سے دعائیں مانگیں +

۳۴۶ھ ہجری میں سمندر اسّی گز اُتر گیا۔ اور کئی پہاڑ اور جزیرے برآمد ہوئے اور بہت سی ایسی چیزیں نظر آئیں۔ جو کبھی نہ دیکھی گئیں تھیں۔

رے اور اس کے گرد و نواح میں سخت زلزلے آئے۔ شہر طالقان زمین میں دھس گیا۔ صرف تیس آدمی بچے۔ علاوہ رے کے تقریباً ایک سو پچاس گاؤں زمین میں دھس گئے۔ شہر حلوان کا اکثر حصّہ زمین میں دھس گیا۔ زمین سے مردوں کی ہڈیاں نکل پڑیں اور کئی چشمے جاری ہو گئے۔ رے میں ایک پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ ایک گاؤں ہوا میں معلق ہو گیا اور نصف یوم کے بعد زمین میں دھنس گیا۔ کئی جگہ سے زمین پھٹ گئی۔ اور وہاں سے نہایت بدبودار پانی اور دھواں نکلا۔ ابن جوزی سے ایسا ہی منقول ہے +

۳۴۷ھ ہجری میں قم۔ حلوان اور جبال میں پھر زلزلہ آیا۔ اور ہزاروں آدمی تباہ ہوئے۔ بعد ازاں ٹڈی دل آیا۔ اور تمام غلوں اور درختوں کو صاف کر گیا۔

۳۵۰ھ ہجری میں معز الدولہ نے بغداد میں ایک نہایت عالی شان گھر بنوایا اس کی بنیادیں چھتیس گز نیچے رکھوائی تھیں +

اسی سال ابو العباس عبداللہ بن حسن بن ابی شوارب قاضی مقرر ہوئے۔ جب وہ معز الدولہ کے گھر سے خلعت لے کر نکلے ہیں۔ تو ان کے سامنے باجے بجتے تھے۔ اور اردل میں بہت سی فوج تھی۔ انہوں نے وعدہ کیا تھا۔ کہ دو لاکھ درہم سالانہ معز الدولہ کے خزانہ میں داخل کیا کریں گے۔ اور اس بات کا اقرار نامہ بھی لکھ دیا تھا۔ مطیع ان کی تقرری کو تو روک نہ سکا۔ صرف یہ حکم دے دیا۔ کہ ابو العباس میرے سامنے کبھی نہ آئے +

اسی سال معز الدولہ نے بغداد کے کوتوالوں اور منشیوں کو پٹوایا۔

اسی سال رومیوں نے جزیرہ اقریطش کو مسلمانوں سے فتح کر لیا۔ مسلمانوں نے اسے ۲۳۰ھ ہجری میں فتح کیا تھا +

اسی سال الناصر لدین اللہ خلیفہ اندلس فوت ہوا - اور اس کے بعد اس کا بیٹا الحاکم خلیفہ ہوا۔

۳۵۱ھ ہجری میں شیعوں نے بغداد کی مسجدوں کے دروازوں پر لکھدیا - کہ معاویہ رض پر لعنت ہو - اور اس شخص پر جس نے فاطمہ رض سے انکا حق (یعنی باغ فدک) چھین لیا - اور اس پر بھی جس نے حسن رض کو اپنے نانا کے ساتھ دفن نہ ہونے دیا - اور اس شخص پر بھی جس نے ابوذر کو جلاوطن کر دیا - لوگوں نے رات کے وقت ان سب الفاظ کو بجھا دیا - معز الدولہ نے پھر ارادہ کیا - کہ پھر لکھوائے - مگر اس کے وزیر مہلبی نے کہا کہ اس کی جگہ صرف یہ لکھدو - کہ معاویہ پر اور آلِ رسول پر ظلم کرنے والوں پر خدا کی لعنت ہو +

۳۵۲ھ ہجری میں عاشوراء کے روز معز الدولہ نے سب بازار بند کرا دیئے - اور نانبائیوں کو روٹی پکانے سے منع کر دیا - اور بازاروں میں قبے نصب کر کے اُن پر ٹاٹ آویزاں کیئے گئے - اور عورتیں حسین رض کے ماتم کے لئے بال کھولے ہوئے منہ پر طمانچے مارتی ہوئیں شوارع عام پر نکلیں - یہ پہلا موقعہ تھا - کہ بغداد میں حسین رض پر رویا پیٹا گیا - پھر یہ بدعت کئی سال تک جاری رہی +

اسی سال میں ذوالحجہ کی بارھویں تاریخ کو عید غدیر خم بڑی دھوم سے منائی گئی - اور ڈھول وغیرہ بجائے گئے +

اسی سال ارمن کے ایک سردار نے ناصر الدولہ بن حمدان کے پاس دو آدمی بھیجے جو ایک دوسرے سے جڑے ہوئے تھے - اُن کی عمر پچیس سال کی تھی + اِن دونوں کے صرف پہلو جُڑے ہوئے تھے - اور پیٹ دو تھے - دو ہی ناف تھیں - دو ہی معدے تھے - اُن کی بھوک پیاس اور بول و براز کا وقت مختلف تھا - ہاتھ - بازو رانیں اور پنڈلیاں ہر ایک کی علیحدہ علیحدہ تھیں - ایک ان میں سے عورتوں کی طرف مائل تھا - اور دوسرا لونڈوں سے محبت رکھتا تھا - ان میں سے ایک زندہ رہا اور دوسرا مر گیا - ناصر الدولہ نے تمام طبیبوں کو جمع کیا - کہ اس مُردے کو زندہ سے علیحدہ کر دیں - مگر کوئی نہ کر سکا - آخر وہ زندہ بھی مُردے کی بد بو سے بیمار ہو گیا - اور مر گیا +

۳۵۳ھ ہجری میں سیف الدولہ کے لئے ایک بہت بڑا خیمہ بنایا گیا - جس کے درمیان عمود کا طول پچاس گز تھا +

۳۵۴ھ ہجری میں معز الدولہ کی ہمشیرہ مرگئی۔ مطیع تختِ رواں میں سوار ہو کر تعزیت کے لئے معز الدولہ کے گھر گیا۔ معز الدولہ پیشوائی کے لئے نکلا۔ اور مطیع کو تختِ رواں سے اُترنے کی تکلیف نہ دی۔ اور کئی دفعہ آدابِ خدمت بجا لاکر خلیفہ کو رخصت کردیا +

اسی سال بادشاہِ روم یعقوب نامی نے شہر قیساریہ مسلمانوں کے علاقہ کے قریب آباد کیا۔ تاکہ ہر وقت لوٹ مار کرسکے +

۳۵۶ھ ہجری میں معز الدولہ مرگیا۔ اور اس کی جگہ اسکا بیٹا بختیار مقرر ہوا۔ مطیع نے اسکا لقب عز الدولہ رکھا +

۳۵۷ھ ہجری میں قرامطہ دمشق پر قابض ہوگئے۔ مصر و شام سے کسی شخص نے بھی اِس سال حج نہ کیا۔ پھر انہوں نے مصر پر قبضہ کرلینے کا قصد کیا۔ لیکن عبیدیوں نے فوراً بڑھکر اس پر قبضہ کرلیا۔ اِس طرح اقالیم مغرب مصر اور عراق میں رافضیوں کی سلطنتیں بن گئیں۔ اور یہ اس طرح ہوا۔ کہ جب کافور اخشیدی والئے مصر مرگیا۔ تو مصر میں سخت بدانتظامی پھیل گئی۔ لشکر کی تنخواہیں بند ہوگئیں۔ چند آدمیوں نے معز کو خط لکھا۔ کہ اپنا لشکر بھیجو۔ کہ مصر پر قبضہ کرلے۔ اُس نے اپنے سپہ سالار جوہر کی زیر کمان ایک لاکھ سوار روانہ کیا۔ جنہوں نے جاکر مصر پر قبضہ کرلیا۔ اُس نے قاہرہ میں رہائش اختیار کی۔ اور وہیں معز کے لئے دارالامارت بنایا۔ جو آج کل قصرین کے نام سے مشہور ہے۔ بنی عباس کا نام خطبہ سے نکلوا دیا۔ اور سیاہ لباس کا پہننا موقوف کردیا۔ خطیبوں کو سفید لباس پہنایا۔ اور حکم دیا۔ کہ خطبوں میں یہ الفاظ پڑھے جائیں:۔

"اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰى وَعَلٰى عَلِيِّ الْمُرْتَضٰى وَعَلٰى فَاطِمَةَ الْبَتُوْلِ وَعَلَى الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ سِبْطِ الرَّسُوْلِ وَصَلِّ عَلَى الْاَئِمَّةِ اٰبَاءِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ الْمُعِزِّ بِاللّٰهِ +" یہ سب واقعات ماہ شعبان ۳۵۸ھ ہجری میں واقع ہوئے +

ربیع الآخر ۳۵۹ھ ہجری میں اذان میں حَيَّ عَلٰى خَيْرِ الْعَمَلِ زیادہ کیا گیا۔ اور جامع ازہر کی بنیاد رکھی گئی۔ جو رمضان ۳۶۱ھ ہجری میں مکمل ہوئی +

۳۵۹ھ سنہ ہجری میں عراق میں ایک بہت بڑا تارا ٹوٹا جس سے ایسی روشنی ہوئی۔ جیسے کہ سورج کی ہوتی ہے۔ اور لعبدازاں اس کے ٹوٹنے کے ایسی سخت آواز آئی جیسے رعد کی ہوتی ہے +

۳۶۰ھ سنہ ہجری میں جعفر بن فلاح کے حکم سے جو المعز باللہ کی طرف سے دمشق کا حاکم تھا۔ مؤذنوں نے اذان میں حي على خير العمل کہنا شروع کیا۔ اور کسی کو اس کی مخالفت کی جرأت نہ ہوئی +

۳۶۲ھ سنہ ہجری میں بختیار نے خلیفہ مطیع پر تاوان لگایا۔ مطیع نے کہا۔ کہ میرا تو صرف نام ہی خطبوں میں ہے۔ اگر کہتے ہو۔ تو میں اس سے بھی دست بردار ہو جاتا ہوں مگر اس نے نہ مانا۔ اور سختی کی۔ آخر خلیفہ نے اپنا اسباب بیچکر چار لاکھ درہم اسے دیئے۔ سب لوگوں میں یہ بات مشہور ہو گئی۔ کہ خلیفہ سے تاوان لیا گیا +

اِسی سال بغداد میں عزالدولہ کا ایک غلام مارا گیا۔ وزیر ابو الفضل شیرازی نے ٹھٹھاروں سے آگ لیکر غریب اور مسکین آدمیوں کے محلہ میں پھینکوا دی۔ جس سے لکھو کھا مرد خدا جل گئے۔ اور ہزار ہا مکانات راکھ کا ڈھیر ہو گئے۔ آخر وزیر بھی اِسی سال مر گیا۔ خدا اسپر رحم نہ کرے +

اِسی سال ماہ رمضان میں معز مصر میں آیا۔ اور اس کے ساتھ اپنے آباؤ اجداد کے تابوت تھے +

۳۶۳ھ سنہ ہجری میں مطیع نے ابو الحسن محمد بن ام شیبان ہاشمی کو قاضی مقرر کیا۔ حالانکہ وہ قضا سے انکار کرتے تھے۔ اور ان سے اپنے لئے بہت سی شرطیں لکھوئیں منجملہ ان کے ایک یہ شرط تھی۔ کہ قضا کی انہیں کچھ تنخواہ نہیں ملیگی۔ نہ انہیں کوئی خلعت دی جائے گی۔ اور نہ شرع کے مخالف کسی معاملہ میں ان سے سفارش ہی کیجائیگی پھر ان کے منشی کے لئے تین سو درہم ماہوار اور ایک ایک سو پچاس درہم ماہوار اور فرضی کے لئے ایک سو۔ اور خزانچی کے لئے چھ سو درہم ماہوار مقرر کئے۔ پھر انکا فرمانِ تقرری اسطرح لکھا:۔

یہ وہ عہد نامہ ہے جو اللہ کے بندے امیر المؤمنین المطیع للہ نے محمد بن صالح ہاشمی کے لئے لکھا جب کہ انہیں مدینۃ السلام۔ مدینۃ المنصور۔ مدینہ شرقیہ۔ کوفہ سقی فرات۔ واسط کرخی۔ طریق الفرات۔ دجلہ۔ طریق خراسان۔ حلوان۔ قرمیسین۔ دیار مصر۔ دیار ربیعہ۔ دیار بکر۔ موصل۔ حرمین۔ یمن۔ دمشق حمص

جند قنسرین۔ عواصم۔ مصر۔ اسکندریہ۔ جند فلسطین۔ اردن اور ان کے مضافات پر قاضی بنایا۔ ہم اُنہیں اس امر کا پابند کرتے ہیں۔ کہ وہ قاضی القضات کا کام کرینگے اور حکام کے حالات معلوم کرتے رہینگے۔ ممالکِ محروسہ کے حُکام کا جائزہ لیتے رہینگے۔ جس کا طریقہ اچھا دیکھینگے۔ اُسے برقرار رکھینگے۔ اور بد طینت کو معزول کر دینگے۔ ملّت اور ذمّہ کی حفاظت ایسے اشخاص کے سپرد کرینگے۔ جو صاحب دیانت وامانت ہوں۔ پرہیزگاری سے موصوف اور علم میں مشہور ہوں۔ عقل سلیم رکھتے ہوں۔ حلیم ہوں۔ میلے کچیلے کپڑے نہ پہنتے ہوں۔ سفید اور پاک لباس سے ان کو رغبت ہو۔ دل کے بھی صاف ہوں۔ معاملاتِ دنیا سے واقف ہوں۔ سلامتی عقبٰی کی اور مفسد باتوں سے باخبر ہوں۔ خدا تعالےٰ سے ڈرتے ہوں۔ ہر عمل میں کتاب اللہ کو مدنظر رکھتے ہوں۔ ہر حکم میں اسی کے موافق حکم دیں۔ اور ہر معاملہ کو اسی کے موافق فیصلہ کریں۔ اور سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنا نصب العین بنائیں۔ اجماع اُمّت کی رعایت رکھیں۔ اور آئمۂ راشدین کی تقلید کریں۔ جس بات میں قرآن۔ حدیث اور اجماع اُمّت ثابت نہ ہو۔ اس میں اپنے اجتہاد سے کام لیں۔ متخاصمین کو ایک نظر سے دیکھیں۔ ہر ایک کے ساتھ عدل وانصاف کے ساتھ برتاؤ کریں" غرض کہ اسی طرح کی اور بہت سی باتیں لکھیں +

مَیں کہتا ہوں۔ کہ خلفائے متقدّمین کا یہ دستور تھا۔ کہ دارالخلافہ میں ایک قاضی مقرر کرتے تھے۔ جو تمام ممالک محروسہ کا قاضی ہوتا تھا۔ پھر یہی قاضی ہر مُلک اور ہر شہر میں اپنی طرف سے قاضی مقرر کیا کرتا تھا۔ اسی لئے اس بڑے قاضی کو قاضی القضات کہتے تھے۔ اس کے سوا اور کسی کا یہ لقب نہیں ہوتا تھا۔ اور اب تو یہ حال ہوگیا ہے۔ کہ ہر شہر میں چار چار قاضی ہوتے ہیں۔ اور ہر ایک قاضی قاضی القضات کے لقب سے ملقب ہوتا ہے۔ حالانکہ اسوقت کے قاضی القضاۃ کے ماتحتوں کے ماتحت نائب آج کل کے "قاضی القضات" کے ماتحتوں سے دُگنے ہوتے تھے۔ اسوقت کے قاضی القضاۃ آج کل کے سلاطین سے بڑھ کر با اختیار ہوتے تھے +

اسی سال یعنی ۳۶۳ھ ہجری میں مطیع پر فالج گرا۔ اور اس کی زبان بند ہوگئی عزّ الدولہ کے حاجب سبکتگین نے کہلا بھیجا۔ کہ وہ اپنے آپ کو معزول سمجھ کر اپنے بیٹے الطائع لِلّٰہ کو کاروبار سلطنت سونپ دیئے۔ مطیع نے ایسا ہی کیا

چنانچہ بروز چہار شنبہ بتاریخ ۲۳ ذیقعد ۳۶۳ھ ہجری الطائع للہ خلیفہ ہوگیا۔
مطیع نے ۲۹ برس اور چند ماہ سلطنت کی۔ قاضی ابن ام شیبان نے اس کے خلع کا حکم دیا۔ خلع کے بعد وہ لقب شیخ الفاضل سے ملقب ہوا۔

ذہبی کہتے ہیں کہ مطیع اور اسکا بیٹا بنی بویہ کے باعث نہائت ہی ضعف میں رہے ہیں بعد ازاں یہ حالت اسی طرح رہی حتیٰ کہ جب مقتضی خلیفہ ہوا۔ تو خلافت کی حالت کچھ سدھر گئی۔ لیکن بنی عبید رافضیوں کی سلطنت مصر میں اسوقت زوروں پر تھی۔ اور عباسیوں کی سلطنت کے مقابل تھی۔ مطیع اپنے بیٹے کو لیکر واسط چلا گیا۔ اور محرم ۳۶۴ھ ہجری میں وہیں مر گیا۔

ابن شاہین کہتے ہیں۔ کہ جہانتک مجھے تحقیق ہوا ہے۔ مطیع نے اپنی مرضی سے خلع کیا تھا۔

خطیب کہتے ہیں۔ کہ محمد بن یوسف قطان نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ میں نے ابو الفضل تمیمی سے سنا۔ اور انہوں نے مطیع سے سنا۔ انہوں نے اپنے شیخ ابن منیع سے انہوں نے احمد بن حنبل رح سے سنا۔ کہ جب کسی شخص کے دوست مرجاتے ہیں۔ تو وہ پھر ذلیل ہوجاتا ہے۔

مطیع کے عہدِ خلافت میں علمائے ذیل فوت ہوئے ہیں:۔
خرقی شیخ الحنابلہ۔ ابو بکر شبلی صوفی۔ ابن قاضی امام الشافعیہ۔ ابو رجاء اسوانی ابو بکر صولی۔ ہیثم بن کلیب شاشی۔ ابو طیب صعلوکی۔ ابو جعفر نحاس نحوی۔ ابو نصر فارابی۔ ابو اسحاق مروزی امام الشافعیہ۔ ابو القاسم زجاجی نحوی۔ کرخی شیخ الحنفیہ۔ دینوری صاحب المجالسۃ۔ ابو بکر ضبعی۔ قاضی ابو القاسم تنوخی۔ ابن حداد صاحب الفروع۔ ابو علی بن ابی ہریرہ من کبار الشافعیہ۔ ابو عمر زاہد۔ مسعودی صاحب مروج الذہب۔ ابن درستویہ۔ ابو علی طبری۔ فاکہی صاحب تاریخ مکہ۔ متنبی شاعر۔ ابن حبان صاحب الصحیح۔ ابن شعبان من آئمۃ المالکیہ۔ ابو علی قالی۔ ابو الفرج صاحب اغانی۔

الطائع للہ ابو بکر

الطائع للہ ابو بکر عبد الکریم بن مطیع اس کی والدہ اُم ولد تھی جس کا نام ہزار تھا

بعمر تینتالیس (۴۳) سال اپنے والد کے معزول ہونے کے بعد تخت خلافت پر بیٹھا۔ دوسرے روز جلوس نکلا۔ خود گھوڑے پر سوار تھا۔ اور چادر اوڑھی ہوئی تھی لشکر جلو میں تھا۔ اور سبکتگین آگے آگے تھا۔ دوسرے روز سبکتگین کو خلعت اور پرچم عطا کیا۔ اور نصر الدولہ کا خطاب دیا۔ چند دنوں کے بعد سبکتگین اور نصر الدولہ کی بگڑ گئی سبکتگین نے ترکوں کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ اور ان کے عز الدولہ سے کئی جنگ ہوئے +

اسی سال یعنی ماہ ذوالحجہ ۳۶۳ھ ہجری میں حرمین شریفین میں معز عبیدی کے لئے خطبہ پڑھا جانے لگا +

۳۶۴ھ ہجری میں عضد الدولہ سبکتگین کے مقابلہ میں عز الدولہ کی مدد کرنے کے لئے بغداد میں آیا۔ لیکن یہاں آکر بغداد اسے ایسا پسند آیا۔ کہ خود یہاں وجاہت حاصل کرنے کے لئے کوشش کرنے لگا۔ تمام لشکر کو اپنے ساتھ ملا کر عز الدولہ کے برخلاف بھڑکا دیا۔ وہ اپنے مکان میں چھپ کر بیٹھا۔ عضد الدولہ نے طائع کی طرف سے تمام ملک میں فرمان جاری کر دیئے۔ کہ عضد الدولہ نائب السلطنت مقرر ہو گیا۔ یہ امر طائع کو ناگوار گذرا۔ دونوں کی بگڑ گئی۔ اسی سبب سے ۲۰ جمادی الاولے سے طائع کا نام خطبوں سے نکلوا دیا گیا۔ مگر آخر اسی سال ماہ رجب میں پھر لکھوا دیا۔ اس کے بعد رافضیوں کا مصر شام مشرق و مغرب تمام ملکوں پر قبضہ ہو گیا۔ عبیدی کی طرف سے نماز تراویح کو بند کرنے کی منادی کر دی گئی +

۳۶۵ھ ہجری میں رکن الدولہ بن بویہ نے اپنے مقبوضہ ملک اپنی اولاد میں اسطرح تقسیم کر دیئے کہ عضد الدولہ کو فارس اور کرمان دیا۔ مؤید الدولہ کو رے اور اصفہان فخر الدولہ کو ہمدان و دینور دیا +

اسی سال ماہ رجب میں عز الدولہ کے دار السلطان میں مجلس حکم منعقد ہوئی قاضی القضاۃ ابن معروف حکم مقرر ہوئے۔ کیونکہ عز الدولہ کی خواہش تھی کہ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لے کہ اُن کے احکام کی تعمیل کیسے ہوتی ہے۔

اسی سال عز الدولہ اور عضد الدولہ کے درمیان خفیف سی لڑائی ہوئی۔ عز الدولہ کا ایک ترکی غلام گرفتار ہو گیا جس سے اسے اتنا صدمہ ہوا۔ کہ کھانا پینا چھوڑ دیا۔ اور رونا شروع کیا۔ اور لوگوں سے ملنا چھوڑ دیا۔ اور گوشہ نشینی اختیار کی۔ اور اجلاس میں بیٹھنا اپنے اوپر حرام کر لیا۔ آخر نہائیت عاجزی سے عضد الدولہ کو لکھا۔ کہ وہ غلام واپس

بھیجدیا جائے۔ لوگوں نے اسپر بہت مذاق اڑائے۔ لیکن اُس نے اُنکی کچھ پرواہ نہ کی اور اس غلام کے عوض دو لونڈیاں بھیجیں۔ جن میں سے ایک کی قیمت ایک لاکھ دینار تھی۔ اور ایلچی سے کہ اگر وہ اسپر بھی نہ مانے۔ تو بے تامل جو کچھ مانگے دیدینا۔ کیونکہ میں نے ارادہ کرلیا ہے کہ میں اس غلام کو واپس لے لونگا۔ اگرچہ مجھے دُنیا ہی نہ چھوڑنی پڑے۔ بارے عضدالدولہ نے وہ غلام واپس دیدیا +

اِسی سال کوفہ میں عزالدولہ کے نام کی بجائے عضدالدولہ کا نام خطبہ میں پڑھا گیا۔ اِسی سال المعزلدین اللہ عبیدی والئے مصر مر گیا۔ اور اس کی جگہ اسکا بیٹا نزار تخت پر بیٹھا اور عزیز اپنا لقب مقرر کیا۔ اس خاندان کا یہ پہلا بادشاہ تھا جو بطور میراث مصر کا حاکم ہُوا

۳۶۶ سنہ ہجری میں المستنصر باللہ الحکم بن الناصر لدین اللہ اموی والئے اندلس فوت ہُوا۔ اور اس کے بعد اس کا بیٹا المؤید باللہ ہشام تختِ خلافت پر بیٹھا +

۳۶۷ سنہ ہجری میں عزالدولہ اور عضدالدولہ کے مابین لڑائی ہوئی۔ جس میں عضدالدولہ کو فتح ہوئی۔ عزالدولہ پکڑا گیا۔ اور قتل ہُوا۔ طائع نے عضدالدولہ کو نائب السلطنت کی خلعت پہنائی۔ اور جواہرات سے جڑاؤ تاج اس کے سر پر رکھا۔ پٹکا باندھا گیا۔ اور کنگن پہنائے گئے۔ تلوار باندھی گئی۔ اور اپنے ہاتھ سے دو جھنڈے عطا کیئے۔ ایک بطور اعزاز امرا جو روپہلی تھا۔ اور دوسرا بطور ولیعہدی کے جو سنہری تھا۔ اس سے پہلے کبھی کسی کو یہ دوسرا جھنڈا عطا نہیں ہُوا۔ پھر ایک عہدنامہ ولیعہدی لکھکر امرا کے روبرو سُنایا گیا۔ سب لوگ اس بات سے متعجب ہوئے۔ کیونکہ ہمیشہ سے یہ دستور چلا آتا تھا۔ کہ ولیعہد خلیفۂ وقت کا بیٹا یا قریبی رشتہ دار ہی ہُوا کرتا تھا جب عضدالدولہ نے وہ عہدنامہ لے لیا۔ تو خلیفہ نے کہا کہ یہ میرا عہد ہے۔ اِسی کے موافق عمل کرنا +

۳۶۸ سنہ ہجری میں طائع نے حُکم دیا۔ کہ عضدالدولہ کے دروازے پر صبح مغرب اور عشار کے وقت نوبتیں بجائی جائیں۔ اور خطبوں میں اسکا نام ہی پڑھا جائے +

ابن جوزی کہتے ہیں۔ کہ یہ دونوں باتیں اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئی تھیں۔ حتیٰ کہ ولیعہدوں کے لئے بھی نوبتوں کی اجازت نہیں ہوئی تھی۔ چنانچہ معزالدولہ نے ایک دفعہ بغداد میں اپنے نام سے نوبت بجوانی چاہی تھی۔ اور طائع سے منظوری مانگی۔ مگر اس نے اجازت نہ دی۔ اور عضدالدولہ بھی اس بات سے اِسلئے بہرہ ور ہُوا۔ کہ امر خلافت نہایت ضعیف ہوگیا تھا +

۳۶۹ سنہ ہجری میں عزیز والئے مصر کا ایلچی بغداد میں آیا۔ عضدالدولہ نے طائع سے

کہا۔ کہ میرے خطاب میں تاج الملت زیادہ کیجئے۔ اور پھر خلعت اور تاج پہنایئے۔ طائع نے اس بات کو منظور کر لیا۔ اور ایک دن مقرر کر کے خود تخت پر بیٹھا۔ اِرد گرد سو سپاہی برہنہ تلواریں لئے بطور باڈی گارڈ کھڑے تھے۔ ہر طرح کی سجاوٹ دکھلائی گئی۔ سامنے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں کا لکھا ہوا قرآن مجید تھا۔ کندھوں پر چادر تھی۔ ہاتھ میں چھڑی تھی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تلوار گلے میں تھی۔ عضد الدولہ نے پردے ڈلوا دیئے تھے۔ تاکہ اس کے آنے سے پہلے کسی کی نظر خلیفہ پر نہ پڑے۔ ترک اور دیلم بغیر ہتھیار لگائے اندر داخل ہوئے۔ تمام امیر و وزیر دو رویہ اپنے اپنے مراتب پر کھڑے تھے۔ پھر عضد الدولہ کے داخل ہونے کے لئے اذن ہوا۔ جب وہ داخل ہوا۔ تو تمام پردے اُٹھا دیئے گئے۔ اُس نے آتے ہی زمین خدمت چومی۔ جرنیل زیاد اس حالت کو دیکھکر ڈر گیا۔ اور عضد الدولہ سے کہا۔ کہ اے بادشاہ تم کیا کر رہے ہو۔ کیا یہ خدا ہے۔ جس کی اتنی تعظیم کر رہے ہو۔ عضد الدولہ نے اس کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔ کہ یہ خلیفۃ اللہ ہے۔ پھر اسی طرح سات دفعہ ارد گرد پھر کر زمین خدمت چومی۔ طائع نے اپنے خادم خالص سے کہا۔ کہ اسے کہو کہ قریب آ جائے۔ عضد الدولہ اوپر چڑھ آیا۔ اور دو دفعہ آداب بجا لایا۔ طائع نے پھر کہا۔ کہ اور قریب آؤ۔ عضد الدولہ اور قریب ہوا۔ اور طائع کے قدموں کو بوسہ دیا۔ طائع نے اپنا دایاں ہاتھ اسپر رکھ کر کہا کہ بیٹھ جاؤ۔ مگر وہ کہتا جاتا تھا۔ کہ آپ اس بات سے مجھے معاف رکھیں۔ مگر آخر خلیفہ کے اصرار اور قسم دلانے سے بیٹھ گیا۔ تب طائع نے کہا۔ کہ امور رعیت سے جو کچھ خدا تعالےٰ نے مجھے عطا فرمایا ہے۔ اور مشرق سے مغرب تک جتنی زمین میرے تصرف میں ہے۔ ان کا سب کاروبار میں تمہیں سپرد کرتا ہوں۔ سوا میری ذات خاص اور اسباب خاصہ کے پس تم اس خدمت کو قبول کر لو۔ عضد الدولہ نے کہا۔ کہ خدا مجھے آپ کی اطاعت اور خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ پھر عضد الدولہ کو خلعت پہنائی گئی۔ اور دربار برخواست ہوا *

میں کہتا ہوں۔ کہ ذرا اس خلیفہ کے کام کی طرف دیکھو۔ جیسی سلطنت اس کے زمانہ میں ضعیف ہوئی۔ کسی کے عہد میں ضعیف نہیں ہوئی۔ اور جیسی تقویت عضد الدولہ کو حاصل ہوئی۔ کسی کو حاصل نہیں ہوئی۔ اب ہمارے عہد میں تو یہ حال ہو گیا ہے۔ کہ ہر مہینے کے شروع میں خلیفہ نائب السلطنت کے گھر مبارکباد دینے آتا ہے۔ اور زیادہ سے زیادہ جو تعظیم سلطان خلیفہ کی کرتا ہے۔ وہ یہ ہوتی ہے

کہ وہ اپنے اجلاس سے اٹھکر خلیفہ کے ساتھ دوسری جگہ جا بیٹھتا ہے۔ پھر خلیفہ اسی طرح چلا جاتا ہے جیسا کہ کوئی معمولی آدمی چلا جاتا ہے۔ اور نائب السلطنت پھر اپنی جگہ آ بیٹھتا ہے۔ مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ سلطان اشرف برسبائی نے جب دشمن سے جنگ کرنے کے لئے سفر کیا۔ تو خلیفہ دربانوں کی طرح سوار ہو کر اُس کے آگے آگے چلتا تھا۔ ہیبت اور عظمت جتنی تھی۔ نائب السلطنت کی تھی۔ خلیفہ کو کوئی نہ پوچھتا تھا۔ اور وہ صرف معمولی امیروں کیطرح نظر آتا تھا +

۳۷۰ھ ہجری میں عضد الدولہ ہمدان سے بغداد میں آیا۔ تو طائع نے اُس کا استقبال کیا۔ اس سے پہلے کوئی خلیفہ کسی کا استقبال نہیں کرتا تھا۔ جب معز الدولہ کی لڑکی مر گئی تھی۔ اسوقت مطیع سوار ہو کر تعزیت کے لئے گیا تھا۔ لیکن اُس نے خلیفہ کی نہائت تعظیم کی تھی۔ اور زمین خدمت چومی تھی۔ مگر عضد الدولہ نے طائع کو بلا بھیجا۔ تو فوراً اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور تاخیر کی بھی جرأت نہ ہوئی +

۳۷۲ھ ہجری میں عضد الدولہ مر گیا۔ طائع نے اُس کی جگہ اس کے بیٹے صمصام الدولہ کو مقرر کیا۔ اور شمس الملت اُسے خطاب دیا۔ اور سات خلعتیں عطا فرمائیں۔ اور تاج پہنایا۔ اور دو جھنڈے عطا کئے +

۳۷۳ھ ہجری میں عضد الدولہ کا بھائی مؤید الدولہ بھی مر گیا +

۳۷۵ھ ہجری میں صمصام الدولہ نے چاہا۔ کہ بغداد اور اُس کے گرد و نواح میں ریشمی اور سوتی کپڑوں پر ٹیکس لگا دے۔ جس سے کہ دس لاکھ درہم کی سالانہ آمدنی ہوسکتی تھی۔ لوگوں نے جامع منصور میں جمع ہو کر نمازِ جمعہ سے باز رکھنا چاہا۔ اور قریب تھا کہ فتنہ برپا ہو جائے۔ اسلئے صمصام الدولہ اپنے اس ارادے سے باز رہا +

۳۷۶ھ ہجری میں صمصام الدولہ کے بھائی شرف الدولہ نے صمصام الدولہ پر چڑھائی کی۔ اور اس پر فتح پا کر اُسے اندھا کر دیا۔ تمام لشکر شرف الدولہ کی طرف مائل ہو گیا۔ جب وہ بغداد کی طرف آیا۔ تو طائع استقبال کے لئے گیا۔ اور اُسے مبارکباد دی۔ اور ولیعہد سلطنت اُسے مقرر کیا۔ تاج عطا کیا گیا۔ اور عہد نامہ لکھا گیا +

۳۷۸ھ ہجری میں شرف الدولہ نے اسی قسم کا رصدگاہ بنوایا۔ جیسا کہ مامون نے بنوایا تھا۔

اسی سال بغداد میں سخت قحط پڑا تھا جس سے بہت سے آدمی مر گئے تھے۔ بصرہ میں سخت گرمی پڑی۔ اور لو چلی جس سے تمام پھل سڑ گئے۔ دجلہ میں اسقدر تیز آندھی

چلی - کہ اُس کی زمین نظر آنے لگی - اور بہت سی کشتیاں غرق ہوگئیں - ایک کشتی جس میں چار سپاہی سوار تھے الٹ گئی - اور کئی دنوں کے بعد زمین جوخی میں ملی +

۳۷۹ھ ہجری میں شرف الدولہ مرگیا - اور اپنے بھائی ابو نصر کو اپنی جگہ مقرر کر گیا - طائع تعزیت کے لئے اُس کے گھر گیا - اُس نے نہایت تعظیم کی - اور زمین خدمت چومی پھر ابو نصر سوار ہوکر طائع کے پاس آیا - اور تمام امراء و وزراء حاضر ہوئے - طائع نے ابو نصر کو سات خلعتیں عطا کیں جن سے اوپر کی سیاہ تھی - اور ایک سیاہ عمامہ عنایت کیا گلے میں بہت بڑا ہار ڈالا - ہاتھ میں کنگن پہنائے - اُس کے سامنے حاجب تلواریں برہنہ کئے چلتے تھے - پھر اُس نے زمین خدمت کو بوسہ دیا - اور کرسی پر بیٹھ گیا - عہد نامہ پڑھا گیا - طائع نے بہاء الدولہ وضیاء الملت اُسے خطاب عطا کیا +

۳۸۱ھ ہجری میں طائع کو قید کر لیا گیا - اور اس کا سبب یہ ہوا - کہ طائع نے بہاء الدولہ کے ایک خواص کو قید کر دیا تھا - ایک دن طائع سائبان کے نیچے بیٹھا ہوا تھا - تلوار گلے میں لٹکائی ہوئی تھی - کہ اتنے میں بہاء الدولہ آیا - اور زمین خدمت چوم کر کرسی پر بیٹھ گیا - بہاء الدولہ کے ہمراہیوں نے آگے بڑھ کر طائع کو پکڑ کر تخت سے نیچے گرا لیا - اور دیلمیوں نے ہجوم کر کے اُسے ایک چادر میں باندھ لیا اور دار السلطنت میں لے گئے - تمام شہر میں شور برپا ہوگیا - بہاء الدولہ واپس آ گیا - اور طائع سے قسمیں لیں - کہ اپنے آپ کو معزول کر کے القادر باللہ کو خلیفہ بنا دے - تمام اکابر و اشراف کی اس بات پر شہادتیں ہوگئیں - اور اسوقت القادر باللہ کو بطیحہ سے بلا کر خلیفہ بنا دیا گیا +

طائع القادر باللہ کے ہاں نہایت اچھی حالت میں رہا - چنانچہ ایک رات کا ذکر ہے - کہ اُس کے سامنے آدھی جلی ہوئی موم بتی روشن کی گئی - تو اُس نے کہا - کہ نئی لاؤ - فوراً نئی حاضر کی گئی - آخر شب عید الفطر ۳۹۳ھ ہجری کو فوت ہوا - القادر باللہ نے نماز جنازہ پڑھائی - سب امراء و وزراء جنازے کے ساتھ حاضر تھے - شریف رضی نے اس مرثیہ میں ایک قصیدہ کہا - طائع آل ابی طالب سے نہایت دوستی رکھتا تھا - اُس کی ہیبت دلوں سے اسقدر اُٹھ گئی تھی - کہ شاعروں نے اُس کی ہجویں لکھ دی تھیں +

اس کے عہد خلافت میں علمائے ذیل فوت ہوئے :-

ابن سنی حافظ - ابن عدی - القفال الکبیر - سیرانی نحوی - ابو سہل صعلوکی - ابو بکر رازی

حلفی - ابن خالویہ - ازہری امام اللغۃ - ابوابراہیم فارابی صاحب دیوان الادب - رفار شاعر - ابوزید مروزی شافعی - دارکی - ابوبکر ابہری شیخ المالکیہ - ابولیث سمرقندی امام الحنفیہ - ابوعلی فارسی نحوی - ابن حلاب مالکی +

اَلقادِر باللہ ابو العبّاس

القادر باللہ ابو العباس احمد بن اسحاق بن مقتدر ۳۳۶ ہجری میں پیدا ہوا اس کی والدہ اُم ولد تھی جس کا نام تمنی تھا - بعض کہتے ہیں کہ دمنہ تھا - طائع کے خلع کے بعد اس سے بیعت کی گئی - یہ اس وقت وہاں موجود نہ تھا - ۱۰ ماہ رمضان کو بغداد میں آیا - اور دوسرے روز اجلاس عام کیا - لوگوں نے مبارکباد دی شعراء نے قصائد پڑھے - شریف رضی نے یہ دو شعر کہے :- شعر

شَرَفُ الْخِلَافَةِ یَا بَنِي الْعَبَّاسِ ۔ اَلْیَوْمَ جَدَّدَہٗ اَبُو الْعَبَّاسِ

ذَا الطَّوْدُ اَبْقَاہُ الزَّمَانُ ذَخِیْرَۃً ۔ مِنْ ذٰلِکَ الْجَبَلِ الْعَظِیْمِ الرَّاسِیْ

خطیب رحمہ لکھتے ہیں - کہ القادر دیانت - سیادت ادامتہ تہجد اور کثرت صدقات میں مشہور تھا - فقہ اس نے علامہ ابوالبشر ہروی شافعی سے پڑھی تھی - ایک کتاب بھی اُس نے تصنیف کی تھی جس میں صحابہ کے فضائل اور معتزلہ اور قرآن شریف کو مخلوق کہنے والوں کی تکفیر کی تھی - یہ کتاب جامع مہدی میں ہر جمعہ کے دن اصحاب حدیث کے حلقوں میں پڑھی جاتی تھی - (ترجمہ ابن الصلاح فی طبقات الشافعیہ)

ذہبی کہتے ہیں - کہ اس کی خلافت کے شروع سال میں ہی ایک مجلس عظیم منعقد ہوئی - القادر باللہ اور بہاء الدولہ دونوں نے آپس میں وفاداری کی قسمیں کھائیں القادر نے اسے اپنے تمام ملک کا حاکم بنا دیا +

اسی سال ابوالفتوح حسن بن جعفر علوی والیٔ مکہ نے لوگوں سے اپنے لئے بیعت لی - اور الراشد باللہ اپنا لقب مقرر کیا - والیٔ مصر کی سلطنت وہاں سے اٹھ گئی -

---

۱ اے بنی عباس آج ابوالعباس نے پھر خلافت کی تجدید کی ہے - اس پہاڑ عظیم اور بلند سے خدا اس جبل عظیم کو بطور ذخیرہ باقی رکھے + ۱۲ مترجم

مگر پھر ابو الفتوح کی حالت میں ضُعف آ گیا۔ اور اُس نے پھر عزیز عبیدی کی اطاعت قبول کر لی +

۳۸۲ھ ہجری میں وزیر ابو نصر سابور اردشیر نے کرخ میں ایک عالیشان مکان بنوایا۔ اور اس کا نام دار العلم رکھا۔ اور وہاں بہت سی کتابیں جمع کر کے علماء کیلئے وقف کر دیں +

۳۸۴ھ ہجری میں عراق کے حاجی واپس آ گئے۔ کیونکہ اُصیفر اعرابی نے انہیں بغیر ٹیکس دیئے گذرنے نہ دیا۔ اِس لئے وہ بغیر حج کئے واپس آ گئے۔ اسی سال اہل شام اور اہل یمن نے بھی حج نہیں کیا۔ صرف اہل مصر نے حج کیا +

۳۸۷ھ ہجری میں سلطان فخر الدولہ مر گیا۔ اور اُس کی جگہ اسکا بیٹا سلطنت ری میں حاکم ہوا۔ اس کی عمر صرف چار سال کی تھی۔ قادر نے اُسکو مجد الدولہ کا لقب عطا کیا +

ذہبی رح کہتے ہیں۔ کہ نہایت عجیب بات ہے۔ کہ ۳۸۷ھ اور ۳۸۸ھ ہجری میں نو بادشاہ ایک ہی طریقے پر فوت ہوئے۔ یعنی منصور بن نوح بادشاہ ماوراء النہر۔ فخر الدولہ ملک ری والجبال عزیز عبیدی صاحب مصر۔ ابو منصور عبد الملک ثعالبی اسی بارے میں کہتا ہے :- اشعار

اَلَمْ تَرَ مُذْ عَامَیْنِ اَمْلَاکُ عَصْرِنَا	یَصِیْحُ بِھِمْ لِلْمَوْتِ وَالْقَتْلِ صَائِحُ
فَنُوْحُ بْنُ مَنْصُوْرٍ طَوَتْہُ یَدُ الرَّدٰی	عَلٰی حَسَرَاتٍ ضَمَّنَتْہَا الْجَوَانِحُ
وَیَا بُوْسُ مَنْصُوْرٍ فِیْ یَوْمِ سَرْخَسٍ	تَمَزَّقَ عَنْہُ مُلْکُہٗ وَھُوَ طَائِحُ
وَفُرِّقَ عَنْہُ الشَّمْلُ بِالسَّمْلِ وَاغْتَدٰی	اَمِیْرًا ضَرِیْرًا تَعْتَرِیْہِ الْجَوَائِحُ
وَصَاحِبُ مِصْرَ قَدْ مَضٰی بِسَبِیْلِہٖ	وَوَالِی الْجِبَالِ غَیَّبَتْہُ الصَّفَائِحُ
وَصَاحِبُ جُرْجَانِیَۃٍ فِیْ نَدَامَۃٍ	تَرَصَّدَہٗ طَرْفٌ مِنَ الْحَیْنِ طَامِحُ
وَخُوَارِزْمُ شَاہُ شَاہَ وَجْہُ نَعِیْمِہٖ	وَعَنَّ لَہٗ یَوْمٌ مِنَ النَّحْسِ طَالِحُ
وَکَانَ عَلَا فِی الْاَرْضِ یَخْطُبُہَا اَلُوْ	عَلٰی اِلٰی اَنْ طَوَّحَتْہُ الطَّوَائِحُ

وَصَاحِبُ بُسْتَ ذٰلِكَ الضَّيْغَمُ الَّذِيْ ۔۔۔ بَرَاثِنُهٗ لِلْمُشْرِقِيْنَ مَفَاتِحُ

أَنَاخَ بِهٖ مِنْ صَدْمَةِ الدَّهْرِ كَلْكَلٌ ۔۔۔ فَلَمْ تُغْنِ عَنْهُ وَالْمَقْدِرُ سَانِحُ

جُيُوْشٌ إِذَا أُرْبَتْ عَلٰى عَدَدِ الْحَصٰى ۔۔۔ تَغُصُّ بِهَا قِيْعَانُهَا وَالصَّحَاصِحُ

وَدَارَتْ عَلٰى صَمْصَامِ دَوْلَةِ بُوَيْهٍ ۔۔۔ دَوَائِرُ سُوْءٍ سَلَبَهُنَّ قَوَادِحُ

وَقَدْ جَازَ وَالِي الْجُرْجَانِ قَنَاطِرًا ۔۔۔ بِحَيٰوةٍ فَوَافَتْهُ الْمَنَايَا الطَّوَامِحُ

(ترجمہ) (۱) تو نہیں دیکھتا۔ کہ ان دو سالوں میں ہمارے بادشاہوں پر موت چیخ رہی ہے اور قتل چلا رہا ہے (۲) چنانچہ نوح بن منصور کو ہلاکت کے ہاتھوں نے لپیٹ لیا ہے اور حسرتیں اُس کے دل میں باقی رہ گئیں۔ (۳) اَے لوگو! یوم خرس میں منصور کی شدت کو دیکھو۔ اسکا ملک اُس سے دور ہوگیا۔ اور وہ ہلاک ہوگیا۔ (۴) اُس کی آنکھوں کو اندھا کرنے سے اُس کی جماعت متفرق ہوگئی۔ اور وہ ایک نابینا امیر ہوگیا۔ جسے سختیوں نے آدبایا۔ (۵) اِسی طرح والئے مصر جبال مرگیا۔ اور قبروں نے اُسے پوشیدہ کرلیا۔ (۶) اِسی طرح صاحب جُرجانیہ بھی حسرت وندامت میں مرگیا۔ اور موت کی بلند دیکھنے والی آنکھوں نے اُسے تاکا (۷) اور خوارزم شاہ کی نعمتوں کا منہ سیاہ ہوگیا۔ اور نہایت نحس اور بدبخت دن اُسے پیش آیا۔ (۸) اُس نے بھی زمین میں تکبر کیا تھا۔ اور ابوعلی اُس پر خطبہ پڑھتا تھا۔ حتّٰی کہ مصائب نے اسے ہلاک کردیا (۹) اور صاحب بست یعنی وہ شیر جس کے پنجے مشرقین کو فتح کرنے والے تھے۔ (۱۰) زمانے نے اسپر بھی اپنا سینہ بٹھایا۔ پس اُسے کسی نے کچھ فائدہ نہ دیا۔ کیونکہ امر مقدر ضرور ظاہر ہوتا ہے + (۱۱) اُن کے پاس اتنے لشکر تھے۔ کہ جب وہ کہیں فروکش ہوتے۔ تو میدانوں اور بیابانوں کو پُر کردیتے تھے + (۱۲) صمصام الدولہ بویہ بھی ہلاکت کی چکیاں چل گئیں اور اُنہیں پیس ڈالا + (۱۳) جُرجان کا والی بھی زندگی کے پُل سے گزر گیا۔ اور موتوں نے اُسے آدبایا +)

ذہبی لکھتے ہیں۔ کہ عزیز والئے مصر ۳۸۶ھ ہجری میں فوت ہوا۔ اُس نے اپنے باپ کی فتوحات میں حمص۔ حلب اور حماۃ زیادہ کیا۔ یمن اور موصل میں بھی اُس کا خطبہ پڑھا گیا۔ اور ان میں اپنے نام کا سکہ بھی جاری کرایا۔ جھنڈوں پر بھی اپنا نام

لکھوایا۔ اس کے بعد اُس کا بیٹا منصور حاکم ہوا۔ اور اپنا لقب الحاکم بامراللہ رکھا ۳۹۰؁ہجری میں سجستان میں ایک سونے کی کان برآمد ہوئی۔ جس کی مٹی صاف کر کے سونا نکالا جاتا تھا +

۳۹۳؁ہجری میں اسود حاکمی نائب دمشق نے مغربی کو گدھے پر سوار کر کے تمام شہر میں تشہیر کیا۔ اور منادی کرادی۔ کہ یہ اس شخص کی سزا ہے۔ جو صدیق اکبر اور عمر فاروق (رضی اللہ عنہما) سے محبت رکھے۔ اس کے بعد انکی گردن ماری۔ خدا انپر رحم کرے۔ اور اُن کے قاتل کو عذابِ دوزخ چکھائے +

۳۹۴؁ہجری میں بہاؤالدولہ نے شریف ابواحمد حسین بن موسےٰ کو قاضی القضاۃ اور حج و مظالم کا حاکم مقرر کیا۔ اور شیراز سے اُن کے لئے عہدنامہ لکھا لیکن القادر باللہ کے منظور نہ کرنے کے باعث وہ اپنے عُہدہ پر کام نہ کرسکے +

۳۹۵؁ہجری میں مصر کے والی حاکم نامی نے بہت سے اشراف کو بھوکا اور پیاسا رکھکر قتل کر ڈالا + اور مسجد کے دروازوں اور شوارع عام میں صحابہ کرام کو گالیاں لکھ کر لگائی گئیں۔ اور اپنے سب عاملوں کو گالیاں دینے کا حکم دیا +

اسی سال کُتّوں کے مارنے اور شراب جو اور خطمی کی خرید و فروخت کو منع کر دیا اور اس مچھلی کے فروخت کرنے سے بھی منع کر دیا جسپر چھلکے نہ ہوں۔ اور اس حُکم کے بعد جن لوگوں نے ایسی مچھلیاں فروخت کیں۔ اُنکو قتل کر دیا +

۳۹۶؁ہجری میں حاکم نے مصر اور حرمین میں حُکم بھیجا۔ کہ جب میرا نام لیا جائے تو سُننے والے باادب کھڑے ہو کر سجدہ کریں۔ خواہ وہ بازار میں بیٹھے ہوں۔ یا کسی جلسہ میں +

۳۹۸؁ہجری میں شہر بغداد میں شیعوں اور سنّیوں میں فساد ہو گیا۔ قریب تھا کہ اس میں شیخ ابو حامد اسفرائینی مقتول ہو جائیں۔ شیعوں نے بغداد میں "یا حاکم یا منصور" کے نعرے مارنے شروع کئے۔ آخر القادر باللہ نے اس فساد کو رفع کیا۔ اور اپنے اردل کے سواروں کو اہل سنّت کی مدد کے لئے بھیجدیا۔ جنہوں نے جاکر شیعوں کی سرکوبی کر دی +

اسی سال حاکم نے بیت المقدس کے گرجہ قمامہ کو مسمار کر دیا۔ اور مصر کے تمام گرجوں کے مسمار کرنے کا حُکم دیا۔ نیز حُکم دیا۔ کہ نصاریٰ اپنی گردنوں میں ایک گز لمبی اور پانچ رطل وزنی صلیب لٹکایا کریں۔ اور یہودیوں کو حُکم دیا۔ کہ

اپنی گردنوں میں اسی وزن کا لکڑی کا قرامی پہنیں - اور سیاہ عمامے سر پر رکھیں -
ان باتوں سے کئی یہودی و نصاریٰ مسلمان ہو گئے - لیکن بعدازاں یہ حکم منسوخ
ہو گیا - اور جو لوگ زبردستی مسلمان ہوئے تھے - انہیں اپنے دین میں جانے
کی اجازت دیدی - اور گرجے وغیرہ بنانے کی بھی اجازت دیدی +

۳۹۹ھ ہجری میں ابو عمر و قاضی البصرہ معزول ہوئے - اور اُن کی جگہ ابوالحسن
بن ابی شوارب قاضی ہوئے - اس پر عصفری شاعر نے یہ شعر کہے :- اشعار

لہ

عِنْدِیْ حَدِیْثٌ ظَرِیْفٌ ‌ ‌ ‌ بِمِثْلِهٖ یَتَغَنّٰی
مِنْ قَاضِیَیْنِ یُعَزّٰی ‌ ‌ ‌ هٰذَا وَهٰذَا یُهَنّٰی
وَذَا یَقُوْلُ جُبِرْنَا ‌ ‌ ‌ وَذَا یَقُوْلُ اسْتَرَحْنَا
وَیَكْذِبَانِ جَمِیْعًا ‌ ‌ ‌ وَمَنْ یُصَدِّقُ مِنَّا

اسی سال خاندان بنو امیہ کی سلطنت اندلس میں ضعیف ہو گئی - اور نظام
سلطنت بگڑ گیا -

۴۰۰ھ ہجری میں دجلہ کا پانی اتنا کم ہوا - کہ کبھی نہ ہوا تھا - حتیٰ کہ جو جزیرے
کہ اس میں ظاہر ہوئے تھے - زراعت کے لئے کرایہ پر لئے گئے +

۴۰۲ھ ہجری میں حاکم نے تر کھجوروں اور ان کے درختوں اور انگور کے بیچنے
کی ممانعت کر دی - اور ہزار ہا انگور کے درخت جڑ سے اکھڑوا پھینکے +

۴۰۴ھ ہجری میں رات اور دن کے وقت عورتوں کو باہر نکلنے کی ممانعت
کر دی - اور یہ حکم اُس کے مرنے تک برابر جاری رہا +

۴۱۱ھ ہجری میں حاکم حلوان (مضافات مصر میں سے ہے) میں قتل کیا گیا
خدا تعالےٰ اُس پر لعنت کرے - اس کے بعد اسکا بیٹا علی تخت پر بیٹھا - اور اپنا لقب
الظاہر لاعزاز دین اللہ رکھا - اس کے عہد میں اس سلطنت میں زوال آنا شروع ہوا -

لہ میرے پاس ایک عجیب بات ہے جو اس لائق ہے کہ اُسے گایا جائے - دو
قاضیوں سے ایک کو مبارکباد دیجاتی ہے اور ایک سے افسوس کیا جاتا ہے - ایک کہتا ہے ہم پر جبر
کیا گیا دوسرا کہتا ہے ہم نے آرام پالیا - وہ سب لوگوں کو جھوٹا جانتے ہیں سو ہم سے سچا کون ہے ؟!

چنانچہ حلب اور شام کا اکثر حصہ ان کے قبضہ سے نکل گیا +

۴۲۲ سنہ ہجری میں القادر باللہ اکتالیس (۴۱) سال تین ماہ سلطنت کر کے شب دوشنبہ بتاریخ ۱۱ر ذوالحجہ کو فوت ہوا۔ اس کے عہد خلافت میں علمائے ذیل فوت ہوئے :۔

آدیب ابواحمد عسکر۔ رمانی نحوی۔ ابوالحسن ماسرجسی شیخ الشافعیہ۔ ابوعبداللہ مرزبانی۔ صاحب بن عباد جو مؤیدالدولہ کا وزیر تھا۔ وزراء میں سے صاحب پہلے پہل اسی کا نام ہوا۔ دارقطنی حافظِ حدیث ابن شاہین۔ ابوبکر اودنی امام الشافعیہ۔ یوسف بن سیرانی۔ ابن رولاق مصری۔ ابن ابی زید مالکی شیخ المالکیہ۔ ابوطالب مکی صاحب قوت القلوب۔ ابن بطہ حنبلی۔ ابن شمعون واعظ۔ خطابی خاتمی لغوی۔ ادفوی ابوبکر۔ زاہر سرخسی شیخ الشافعیہ۔ ابن غلبون قاری۔ کشمینی راوی صحیح۔ معافی بن زکریا نہروانی۔ ابن خویز منداد۔ ابن جنی۔ جوہری صاحب صحاح۔ ابن فارس صاحب المجمل ابن منده حافظ۔ اسمٰعیل شیخ الشافعیہ۔ اصبغ بن فرج شیخ المالکیہ۔ بدیع الزمان ہمدانی صاحب مقامات۔ ابن لال۔ ابن ابی زمنین۔ ابوحیان توحیدی۔ دمو شاعر۔ ہروی صاحب غریبین۔ ابوالفتح بستی شاعر۔ حلیمی شیخ الشافعیہ۔ ابن فارض۔ ابوالحسن قابسی۔ قاضی ابوبکر باقلانی۔ ابوطیب صعلوکی۔ ابن الاکفانی۔ ابن نباتہ صاحب الخطب۔ صمیری شیخ الشافعیہ۔ حاکم صاحب مستدرک۔ ابن کج۔ شیخ ابوحامد اسفرائینی۔ ابن مدرک۔ شریف رضی۔ ابوبکر رازی صاحب القاب۔ حافظ عبدالغنی بن سعید۔ ابن مردویہ۔ وہبۃ اللہ بن سلامۃ الضریر مفسر۔ ابوعبدالرحمٰن سلمی۔ شیخ الصوفیہ۔ ابن بواب صاحب خط۔ عبدالجبار معتزلی۔ محاملی امام الشافعیہ۔ ابوبکر قفال شیخ الشافعیہ۔ استاد ابواسحاق اسفرائینی اللالکائی۔ ابن فخار عالم اندلس۔ علی بن عیسٰے ربعی نحوی وغیرہم۔ رحمہم اللہ علیہم اجمعین +

ذہبی لکھتے ہیں۔ کہ اسی زمانہ میں اشعریہ کے راس رئیس ابواسحاق اسفرائینی تھے۔ اور اسی میں معتزلوں کے سرتاج قاضی عبدالجبار تھے۔ اور اسی زمانہ میں رافضیوں کے سرتاج شیخ مفید تھے۔ اور کرامیہ کے سرتاج محمد بن ہیصم تھے۔ قراء کے سرتاج

ابوالحسن حمامی تھے۔ محدثین کے سرتاج حافظ عبدالغنی بن سعید تھے۔ صوفیوں کے سردار ابو عبدالرحمٰن سلمی تھے۔ شاعروں کے سرتاج ابوعمر بن دراج تھے۔ مجودین کے سردار ابن بواب تھے۔ بادشاہوں کے سردار سلطان محمود بن سبکتگین تھے۔ میں کہتا ہوں کہ اس کے ساتھ یہ بھی زیادہ کرنا چاہئے۔ کہ اسی میں زندیقوں کا سرتاج الحاکم بامر اللہ تھا۔ اہل لغت کا سرتاج جوہری تھا۔ نحویوں کا سرتاج ابن جنی تھا۔ بلغاء کا سرتاج بدیع الزمان تھا۔ خطباء کا سرتاج ابن نباتہ تھا۔ مفسرین کا سرتاج ابوالقاسم بن حبیب نیشاپوری تھے۔ خلفاء کا سرتاج القادر باللہ تھا۔ کیونکہ یہ بہائت فقیہ اور صاحب تصنیف تھا۔ اس کے ثبوت کے لیے یہی کافی ہے۔ کہ شیخ تقی الدین بن صلاح نے اُسے فقہاء شافعیہ سے شمار کیا ہے اور اُن کے طبقات میں انکا حال لکھا ہے۔ نیز اسکی مُدتِ خلافت سب سے زیادہ تھی +

القائم بامر اللہ ابو جعفر

القائم بامر اللہ ابو جعفر عبد اللہ بن القادر ۱۵ ار ذی قعدہ سنہ ۳۹۱ ہجری میں پیدا ہوا۔ اس کی ماں اُم ولد تھی جس کا نام بدر الدجی یا قطر الندی تھا۔ آرمینیہ کی رہنے والی تھی۔ اپنے باپ کی وفات کے بعد سنہ ۴۲۲ ہجری میں خلیفہ ہوا۔ القادر باللہ نے اپنی زندگی میں ہی اسے ولیعہد مقرر کیا تھا۔ اور القائم بامر اللہ اسکا لقب مقرر کیا تھا +

ابن اثیر لکھتے ہیں۔ کہ ابو جعفر بہائت خوبصورت پرہیزگار۔ عابد۔ زاہد۔ عالم قوی الیقین۔ کثیر الصدقہ اور صابر شخص تھا۔ اور بہائت اعلےٰ درجہ کا ادیب اور خوشخط تھا۔ عدل اور احسان کو پسند کرتا تھا۔ اگر کوئی چیز اس سے طلب کی جاتی تو اُس کے دینے سے کبھی دریغ نہ کرتا +

خطیب لکھتے ہیں کہ جب تک سنہ ۴۵۰ ہجری میں اُسے نظر بند نہیں کیا گیا۔ وہ خلافت پر لعزت قائم رہا۔ اور اس نظر بندی کا باعث یہ تھا۔ کہ ارسلان ترکی بساسیری کا اقتدار بہت بڑھ گیا۔ اور تمام امراء عرب اور عجم اس سے ڈرتے تھے۔ منبروں پر اس کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ اُس نے لوگوں کے مال لوٹ لئے تھے۔ گاؤں ویران کر دیئے تھے۔ قائم بھی اس کے سوا کوئی کام نہ کر سکتا تھا۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد قائم

کو اس کی بدعقیدگی معلوم ہوئی - اور خبر ملی کہ وہ دارالخلافہ کو لوٹنے کا ارادہ رکھتا ہے - اور چاہتا ہے کہ خلیفہ کو گرفتار کر لے - یہ سُنکر خلیفہ نے ابوطالب محمد بن مکیال سلطان العز معروف بہ طغرل بک سے مدد کے بارے میں خط و کتابت کی پھر بساسیری کے گھر کو جلا دیا - طغرل بک ۴۴۷ھ ہجری میں بغداد پہونچ گیا - اب بساسیری رحبہ میں چلا گیا - اور بہت سے ترک اُس کے ساتھ آملے - بادشاہ مصر نے روپے سے اُس کی مدد کی اور پھر طغرل بک کے بھائی تبال کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا - اور اس سے وعدہ کیا کہ تمہارے بھائی کی جگہ پر تمہیں مقرر کیا جائیگا - اس لالچ سے تبال اپنے بھائی طغرل بک سے لڑنے کے لئے نکلا - اور بساسیری ۴۵۰ھ ہجری میں بغداد میں آ، داخل ہوا - اس کے ساتھ مصری جھنڈے تھے - پس خلیفہ اور اس کے درمیان لڑائی شروع ہوئی - سوائے مسجد خلیفہ کے تمام مسجدوں میں المستنصر والئے مصر کے نام کا خطبہ پڑھا گیا - اور اذان میں حی علےٰ خیر العمل زیادہ کیا گیا - ایک مہینہ تک لڑائی رہی آخر بساسیری کو فتح ہوئی - اور اُس نے ذی الحجہ میں خلیفہ کو پکڑ کر غانہ میں لے جا کر قید کر دیا - ادھر طغرل بک کو فتح ہوئی - اور اُس نے اپنے بھائی کو قتل کر دیا - اور پھر حاکم غانہ کو لکھا - کہ خلیفہ کو نہایت تعظیم سے بغداد میں پہنچا دو - چنانچہ اس نے نہایت عزت سے خلیفہ کو واپس بھیجدیا - اور خلیفہ ۴۵۱ھ ہجری بتاریخ ۲۵ ذی القعدہ نہایت تزک و احتشام کے ساتھ بغداد میں داخل ہوا - پھر طغرل بک نے بساسیری سے لڑنے کے لئے ایک لشکر جرار روانہ کیا - جس نے اسپر فتح پائی - اور اس کا سر کاٹ کر بغداد میں روانہ کیا -

کہتے ہیں کہ جب خلیفہ بغداد میں واپس آیا - تو اُس روز سے اپنے مصلے پر ہی سونے لگا - کبھی چارپائی پر نہیں لیٹا - دن کو روزہ رکھتا - اور رات کو نماز میں پڑھتا رہتا - جس جس نے اسکو اذیت دی تھی - اُنکو معاف کر دیا - اور جو کچھ کسی نے اُس کے مکان سے لوٹا تھا - وہ بغیر قیمت واپس نہ لیا - اور کہا کہ مجھے اُنکا حساب خدا کے سامنے دینا ہے - اس کے بعد پھر کبھی تکیہ پر سر رکھکر نہیں سویا - کہتے ہیں - کہ جب اسکا گھر لوٹا گیا - تو ایک بھی آلہ لہو اُس کے مکان سے برآمد نہیں ہوا -

مروی ہے کہ جب بساسیری نے اُسے قید کیا - تو اس نے یہ عبارت لکھکر کعبہ شریف میں بھجوا کر کعبہ شریف میں لٹکوا دی - اور دعا کے یہ الفاظ تھے :-

اِلَى اللّٰهِ الْعَظِيْمِ مِنَ الْمِسْكِيْنِ عَبْدِهٖ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَالِمٌ بِالسَّرَائِرِ الْمُطَّلِعُ

عَلَى الضَّمَائِرِ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ غَنِيٌّ بِعِلْمِكَ وَاطِّلَاعِكَ عَلٰى خَلْقِكَ
مِنْ اِعْلَامِيْ هٰذَا عَبْدٌ قَدْ كَفَرَ نِعَمَكَ وَمَا شَكَرَهَا وَاَلْغَى الْعَوَاقِبَ
وَمَا ذَكَرَهَا اَطْغَاهُ حِلْمُكَ حَتّٰى تَعَدّٰى عَلَيْنَا بَغْيًا وَاَسَاءَ اِلَيْنَا عُتُوًّا
وَعُدْوَانًا اَللّٰهُمَّ قَلَّ النَّاصِرُ وَاعْتَزَّ الظَّالِمُ وَاَنْتَ الْمُطَّلِعُ الْعَالِمُ الْمُنْصِفُ
الْحَاكِمُ بِكَ نَعْتَزُّ عَلَيْهِ وَاِلَيْكَ نَهْرُبُ مِنْ يَدَيْهِ فَقَدْ تَعَزَّزَ عَلَيْنَا
بِالْمَخْلُوْقِيْنَ وَنَحْنُ نَعْتَزُّ بِكَ وَقَدْ حَاكَمْنَاهُ اِلَيْكَ وَتَوَكَّلْنَا فِيْ اِنْصَافِنَا
مِنْهُ عَلَيْكَ وَرَفَعْنَا ظُلَامَتَنَا هٰذِهٖ اِلٰى حَرَمِكَ وَوَثِقْنَا فِيْ كَشْفِهَا
بِكَرَمِكَ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْحَاكِمِيْنَ ٥

(ترجمہ۔ یہ خط ایک مسکین بندے کی طرف سے خدائے عظیم کی طرف ہے۔ اے اللہ تو رازوں سے واقف ہے۔ دل کی باتوں کو جانتا ہے۔ اے اللہ میرے آگاہ کرنے کی تجھے پرواہ نہیں۔ تو خلقت کی سب باتوں سے واقف ہے۔ تیرے اس بندے نے تیری نعمتوں کا کفر کیا۔ اور شکر بجا نہ لایا۔ انجاموں کو اس نے لغو سمجھا۔ اور انہیں یاد نہ کیا۔ تیرے حلم نے اُسے سرکش کر دیا۔ حتّٰی کہ ہم پر ظلم کرنے لگا۔ اور نہائیت دشمنی سے پیش آنے لگا۔ اے اللہ ہمارا کوئی مددگار نہیں۔ اور ظالم نہائیت غرور میں ہے۔ تو سب باتوں کو جانتا ہے۔ منصف ہے۔ حاکم زمانہ نے ہم پر ظلم کیا ہے۔ اس سے ہم تیری ہی طرف شکائیت کرتے ہیں۔ اور تیرے ہی انصاف پر ہم کو بھروسہ ہے۔ ہم نے اس ظلم کی فریاد تیرے حرم میں پہونچائی ہے۔ اور تیرے کرم سے ہمیں اس کے دور کرنے کی امید ہے۔ پس ہمارے درمیان حق سے فیصلہ کر۔ کہ تو احکم الحاکمین ہے + ۱۲)

سنہ ۴۲۸ ہجری میں الظاہر العبیدی والئے مصر مر گیا۔ اور اس کے بعد اس کے سات سالہ بیٹے کو تخت پر بٹھایا گیا۔ جو برابر ساٹھ سال اور چھ ماہ تک بادشاہ رہا +

ذہبی کہتے ہیں کہ کوئی خلیفہ یا بادشاہ اتنی مدت تک حکمران نہیں رہا۔ اس عہد میں

ہی مصر میں ایسا قحط پڑا۔ کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے عہد سے لیکر کبھی ایسا قحط نہیں پڑا تھا۔ آدمی آدمیوں کو کھا گئے۔ اور ایک روٹی پچاس دینار سے بک گئی۔

سنہ ۴۴۳ھ ہجری میں معز بن بادیس نے مغرب میں عبیدیوں کا نام خطبہ سے نکلوا کر بنی عباس کے نام کا خطبہ پڑھنے کا حکم دیا+

سنہ ۴۵۱ھ ہجری میں سلطان ابراہیم بن مسعود بن محمود بن سبکتگین والئ غزنی اور سلطان جعفری بک بن میکائیل بن سلجوق بھائی طغرل بک والئے خراسان کے درمیان بہت سی لڑائیوں کے بعد صلح ہوئی۔ پھر اسی سال جعفری بک مرگیا۔ اور اسکی جگہ اُس کا بیٹا الپ ارسلان تخت پر بیٹھا+

سنہ ۴۵۴ھ ہجری میں خلیفہ نے بہت سی کشمکش اور مجبوری کے بعد اپنی بیٹی کی شادی طغرل بک کے ساتھ کردی۔ اس سے پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا تھا۔ بنی بویہ جو خلفاء پر اسقدر دبدبہ رکھتے تھے۔ یہ نہ حاصل کرسکے۔ میں کہتا ہوں۔ کہ سلطان تو رہا ایک طرف ہمارے موجودہ خلیفہ نے اپنی بیٹی کا عقد سلطان کے ایک غلام کے ساتھ کردیا ہے۔ فَاِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔

سنہ ۴۵۵ھ ہجری میں طغرل بک نے خلیفہ کی بیٹی سے شب زفاف کی۔ اور تمام مواریث خراج واپس کردیئے۔ اور بغداد میں ایک لاکھ پچاس ہزار دینار کا ٹیکس زیادہ کیا۔ بعد ازاں رے میں واپس آیا۔ اور وہیں رمضان میں مرگیا۔ (خدا اُسکی خطاؤں کو معاف کرے) اور اس کے بعد اسکا بھتیجا عضد الدولہ الپ ارسلان صاحب خراسان سلطان ہوا قائم نے اُسے خلعت بھیجا۔ اور تمام سیاہ وسفید کا اُسے مالک کیا۔

ذہبی لکھتے ہیں۔ کہ یہ پہلا شخص ہے۔ جو بغداد کے منبروں پر سلطان کے لقب سے پکارا گیا۔ اور اُسے وہ شوکت حاصل ہوئی جو کسی سلطان کو حاصل نہیں ہوئی تھی۔ نصرانیوں کے بہت سے شہر اس نے فتح کئے۔ اور نظام الملک کو اپنا وزیر بنایا اُس نے وزیر سابق عمید الملک کی خرابیوں مثلاً اشعریہ کو بُرا بھلا کہنا وغیرہ کو رفع کیا۔ اور شافعیوں کی مدد کی۔ اور امام الحرمین ابو القاسم قشیری کی نہایت عزت کی۔ اور مدرسہ نظامیہ کی بنیاد رکھی۔ کہتے ہیں۔ کہ یہ سب سے پہلا مدرسہ ہے جو فقہا کے لئے بنایا گیا+

سنہ ۴۵۹ھ ہجری میں باب ازج میں ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کے دو سر دو چہرے اور دو گردنیں تھیں۔ اور نیچے سے بدن ایک ہی تھا+

اسی سال ایک ستارہ چاند کے برابر نمودار ہوا۔ جس کی روشنی نہایت تیز تھی۔ لوگ اس سے بہت ڈر گئے۔ یہ ستارہ دس راتوں تک طلوع کرتا رہا۔ بعد ازاں اس کی روشنی کم ہونے لگی۔ حتیٰ کہ بالکل غائب ہو گیا +

۴۵۹ھ ہجری میں بغداد کے مدرسہ نظامیہ کی تعمیر ختم ہوئی۔ اور شیخ ابو اسحاق شیرازی اس کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ طلباء پڑھنے کے لئے جمع ہوئے۔ مگر شیخ ابو اسحاق نہ آئے۔ اور چھپ رہے۔ آخر ابن صباغ صاحب شامل نے درس دینا شروع کیا۔ پھر لوگوں نے شیخ ابو اسحاق کو بھی راضی کر لیا۔ اور انہوں نے بھی درس دینا شروع کیا

۴۶۰ھ ہجری میں رملہ میں نہایت سخت زلزلہ آیا۔ جس سے وہ شہر بالکل ویران ہو گیا۔ پانی کنوؤں سے نکل کر بہنے لگا۔ اور ۲۵ ہزار ہلاک ہو گئے۔ سمندر کا پانی کنارے سے ایک دن کی مسافت کے فاصلے پر پیچھے ہٹ گیا۔ لوگ یہ دیکھ کر مچھلیاں پکڑنے کے لئے اس میں جا گھسے۔ پیچھے سے جھٹ سمندر کا پانی آگیا۔ جس سے سب لوگ ڈوب مرے +

۴۶۱ھ ہجری میں جامع دمشق جلکر خاک ہو گئی۔ اور تمام خوبیاں جاتی رہیں اور اسکی سنہری چھت بالکل جلکر خاک ہو گئی +

۴۶۲ھ ہجری میں امیر مکہ کے ایلچی نے آکر سلطان الپ ارسلان کو اطلاع دی کہ مکہ میں مستنصر کے نام کا خطبہ قطع کر کے عباسیوں کا خطبہ پڑھا جانے لگا ہے۔ اور اذان میں حی علی خیر العمل بھی چھوڑ دیا گیا ہے۔ سلطان نے اس ایلچی کو تیس ہزار دینار اور ایک خلعت عطا فرمایا۔ اس تغیر کا باعث وہی قحط تھا جس نے مصریوں کو ذلیل کر دیا تھا جس میں آدمیوں نے آدمیوں کو کھا لیا تھا۔ ایک اردب کی قیمت سو دینار ہو گئی تھی۔ کتا بیس دینار سے بک گیا۔ اور بلی تین دینار سے بک گئی +

کہتے ہیں۔ کہ ایک عورت قاہرہ سے نکلی۔ اور اس کے پاس ایک جواہرات کا پیمانہ بھرا ہوا تھا۔ اس نے کہا۔ کہ کون اس کے بدلہ میں مجھے گیہوں دیتا ہے اس کی بات پر کسی نے بھی توجہ نہ کی۔ شعر

وقد علم المصری ان جنوده سنا یوسف فیھا وطاعون عمواس

اقامت بہ حتی استراب بنفسہ وادجس منھا خیفتا ای ایجاس

(ترجمہ بادشاہ مصر نے جان لیا۔ کہ اس کے لشکر یوسف علیہ السلام کے زمانہ کے سالوں

کی طرح ہیں۔ وہ سال اس کے ساتھ اس طرح مقیم رہے کہ اُس نے اپنے آپ میں بھی شک کیا اور اس سے نہایت سخت خوف اس میں پیدا ہوا۔

۴۶۳ھ ہجری میں جب لوگوں نے مستنصر کی دولت کا ادبار اور قائم اور سلطان الپ ارسلان کی دولت کا اقبال دیکھا۔ تو حلب میں ان دونوں کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔

اسی سال مسلمانوں اور رومیوں میں جنگ عظیم ہوا۔ جس میں فتح مسلمانوں کو ہی ہوئی۔ اس جنگ میں مسلمانوں کا سپہ سالار الپ ارسلان ہی تھا۔ بادشاہِ روم قید ہوا۔ لیکر پھر بہت سا مال لیکر رہا کر دیا گیا۔ اور پچاس برس کے لیے صُلح کرلی۔ بادشاہِ روم کو چھوڑنے کے بعد سلطان الپ ارسلان نے دار الخلافہ کی طرف سرنگا کرکے بجا آوری خدمت خلیفہ کا اشارہ کیا۔

۴۶۴ھ ہجری میں بکریوں میں سخت وبا پڑی جس سے ریوڑ کے ریوڑ ہی غارت ہو گئے۔

۴۶۵ھ ہجری میں سلطان الپ ارسلان مقتول ہوا۔ اور اس کے بعد اسکا بیٹا ملک شاہ تخت پر بیٹھا۔ جلال الدولہ اپنا لقب رکھا۔ اور نظام الملک کو اپنا وزیر بنا کر اتابک اسکا لقب رکھا۔ یہ پہلا شخص ہے جس کا لقب اتابک ہوا۔ اتابک کے لفظی معنے امیرِ والد کے ہیں۔

اِسی سال پھر مصر میں قحط پڑا۔ حتیٰ کہ ایک عورت نے ایک ہزار دینار سے روٹی مول لیکر کھائی۔ اور وبا بھی سخت پھیلی۔

۴۶۶ھ ہجری میں دجلہ کا بہت سا حصہ غرق ہو گیا۔ دجلہ تیس گز تک چڑھ آیا۔ اس سے پہلے کبھی ایسی طغیانی نہیں آئی تھی۔ بیشمار مال۔ جانیں اور چارپائے ضائع ہوئے لوگ کشتیوں میں پناہ گزیں ہوئے۔ دو دفعہ کشتیوں میں ہی جمعہ پڑھا گیا۔ خود خلیفہ نے نہایت عاجزی سے خدا تعالےٰ سے دعا مانگی۔ قریب ایک لاکھ مکانات کے گر گئے۔ اور بغداد ایک چٹیل میدان ہو گیا۔

۴۶۷ھ ہجری ۱۳ شعبان بروز چہارشنبہ خلیفہ القائم بامر اللہ نے فصد کھلوائی۔ جب رات کو سویا۔ تو کہیں زخم کا منہ کھل گیا۔ جب بیدار ہوا۔ تو ضعف بدرجہ کمال تھا۔ فوراً اپنے پوتے ولیعہد عبد اللہ بن محمد کو بلایا۔ اور اُسے وصیت کی۔ اور تھوڑی دیر بعد انتقال کر گیا۔ اس کی مدتِ خلافت پینتالیس سال تھی۔

علمائے ذیل اس کے عہد میں فوت ہوئے :۔
ابوبکر برقانی - ابوالفضل فلکی - ثعلبی مفسر - قدوری شیخ الحنفیہ - ابن سینا شیخ الفلاسفہ - مہیار شاعر - ابونعیم صاحب الحلیہ - ابوزید دبوسی - بردعی مالکی صاحب تہذیب - ابوالحسن بصری معتزلی - مکی صاحب الاعراب - شیخ ابو محمد جوینی - مہدوی صاحب التفسیر - اقلیلی - ثمانینی - ابوعمرو دوانی - خلیل صاحب الارشاد - سلیم رازی - قاری ابوالعلاء - ابوعثمان صابونی - ابن بطال شارح بخاری - قاضی ابوالطیب طبری - ابن شیطی مقری - ماوردی شافعی - ابن باب شاد - قضاعی صاحب شہاب - ابن برہان نحوی - ابن حزم ظاہری - بیہقی - ابن سید صاحب محکم - ابویعلی بن فرا شیخ الحنابلہ - حضرمی شافعی - ہذلی صاحب الکامل فی القرأت - فورانی - خطیب بغدادی - ابن رشیق صاحب عمدہ - ابن عبدالبر ✤

المقتدی بامر اللہ ابوالقاسم

المقتدی بامر اللہ ابوالقاسم عبداللہ بن محمد بن القائم بامر اللہ اسکا والد قائم کی زندگی میں ہی فوت ہوگیا تھا۔ یہ اسوقت ابھی ماں کے پیٹ میں ہی تھا۔ اپنے والد کی وفات کے چھ ماہ بعد پیدا ہوا۔ اس کی ماں ام ولد تھی۔ جس کا نام ارجوان تھا۔ اپنے دادے کی وفات کے بعد تخت خلافت پر بیٹھا۔ اسوقت اس کی عمر ۱۹ سال تین ماہ کی تھی۔ شیخ ابواسحاق شیرازی۔ ابن صباغ اور دامغانی کے روبرو اس سے بیعت کی گئی۔ اس کے عہد خلافت میں خیرات کثیرہ اور آثار حسنہ ظاہر ہوئے۔ قواعد خلافت نہائیت عمدہ تیار ہوئے۔ گانے والوں اور زنان فاحشہ کو شہر سے جلاوطن کردیا۔ اور حکم دیا کہ حمام میں کوئی شخص بغیر لنگی باندھے کے نہ جائے۔ کبوتروں کے گھر گرا دئیے۔ تاکہ لوگوں کی بے پردگی نہ ہو۔ یہ خلیفہ نہائیت قوی النفس۔ دیندار اور عالی ہمت تھا ✤

اس کی خلافت کے شروع سال میں ہی مکہ میں بصر عبیدی کا خطبہ پڑھا جانے لگا اسی سال نظام الملک نے نجومیوں کو جمع کیا۔ انہوں نے نوروز اول نقطہ برج حمل سے شروع کرایا۔ اس سے پہلے نوروز سورج کے برج حوت کو نصف طے کرنے کے وقت شروع ہوتا تھا۔ ابتک نظام کی تقویم پر ہی عمل ہوتا چلا آرہا ہے ✤

۴۶۸ھ ہجری میں دمشق میں مقتدی کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔ اور اذان

میں سے حی علے خیر العمل نکلوا ڈالا گیا - لوگ اس بات سے بہت خوش ہوئے +

۴۶۹ھ ہجری میں ابو نصر بن استاد - ابو قاسم قشیری اشعری بغداد میں آئے - اور مدرسہ نظامیہ میں وعظ کہا جس سے حنبلیوں کے ساتھ سخت فتنہ برپا ہوا - کیونکہ انہوں نے اپنے وعظ میں اشعریوں کے مذہب کو سب سے بہتر بتلایا تھا - اسلئے حنبلیوں کو جوش آیا - اور بہت سے لوگ اس فتنہ میں قتل ہوئے - فخر الدولہ بن جہیر کو وزارت مقتدی سے معزول کیا گیا - کیونکہ وہ نہایت متعصب حنبلی تھا +

۴۷۵ھ ہجری میں خلیفہ نے شیخ ابو اسحاق شیرازی کو سلطان کی طرف ایلچی بنا کر بھیجا - اور عمید ابو الفتح کی زیادتیوں کی شکایت کی +

۴۷۶ھ ہجری میں تمام ملک میں ارزانی ہو گئی - اور قحط دور ہو گیا - اسی سال خلیفہ نے ابو شجاع محمد بن حسن کو وزیر بنایا - اور ظہیر الدین اسکا لقب مقرر کیا - میرے خیال میں یہ سب سے پہلا لقب ہے جس میں دین کیطرف نسبت کی گئی +

۴۷۷ھ ہجری میں سلیمان قتلمش سلجوقی والئے قونیہ واقصرا اپنے لشکر کے ساتھ شام کی طرف گیا - اور انطاکیہ پر جو ۳۵۸ھ ہجری سے رومیوں کے قبضہ میں تھا قابض ہو گیا - اور سلطان ملک شاہ نے اسکو مبارکباد دی +

ذہبی رح کہتے ہیں کہ آل سلجوق ہی روم کے شہروں کے بادشاہ تھے - ان کی سلطنت مدت تک رہی - اور ملک ظاہر کے زمانہ میں بیبرس میں انکا بقیہ موجود تھا +

۴۷۹ھ ہجری میں یوسف بن تاشقین والئے سبتہ و مراکش نے مقتدی سے درخواست کی - کہ جو شہر اس کے قبضہ میں ہیں - وہ اسکو دیکر سلطان کا لقب عطا کیا جائے مقتدی نے یہ درخواست منظور کرلی - اور اسکو خلعت و علم عطا کرے - امیر المسلمین کا لقب عطا کیا - اس سے وہ بہت خوش ہوا - اور فقہائے مغرب بھی اس باب سے خوش ہو گئے - اسی یوسف نے ہی شہر مراکش بسایا تھا +

اسی سال سلطان ملک شاہ بغداد میں آیا - یہ اسکا آنا پہلی دفعہ تھا - دار المملکت میں فروکش ہوا - اور خلیفہ کے ساتھ گیند بلا کھیلا - پھر اصفہان کو واپس چلا گیا - اسی سال حرمین شریفین میں عبیدی کا خطبہ موقوف ہو کر مقتدی کا خطبہ پڑھا جانے لگا

۴۸۱ھ ہجری میں غزنی کا بادشاہ مؤید ابراہیم بن مسعود بن محمود بن سبکتگین مرگیا - اور اس کی جگہ اس کا بیٹا جلال الدین مسعود تخت خلافت پر بیٹھا +

۴۸۳ھ ہجری میں بغداد میں باب ابرز میں تاج الملک مستوفی الدولہ نے مدرسہ

بنوایا۔ اور ابو بکر شاشی اس کے مدرس مقرر ہوئے +

۴۸۴ھ ہجری میں انگریز جزیرہ سقلیہ پر قابض ہو گئے۔ یہ جزیرہ سب سے پہلی مفتوحہ جگہ تھی۔ جو ۲۰۰ھ ہجری کے بعد مسلمانوں نے فتح کی + اور مدتوں تک اس پر آل اغلب حکمران رہی۔ پھر عبیدی معتزلی کے قبضہ میں رہا۔ بعد ازاں فرنگیوں نے فتح کر لیا +

اسی سال سلطان ملک شاہ بغداد میں آیا۔ اور ایک بہت بڑی جامع مسجد بنوائی امراء نے اس کے ارد گرد مکانات بنوائے۔ ملک شاہ پھر اصفہان چلا گیا۔ اور ۴۸۵ھ ہجری میں پھر بغداد میں آیا۔ اور خلیفہ کو کہلا بھیجا۔ کہ بغداد کو خالی کر دو۔ اور جہاں تمہاری مرضی ہو چلے جاؤ۔ خلیفہ کو اس سے سخت رنج ہوا۔ اور کہا۔ کہ مجھے ایک مہینے کی ہی مہلت دیجیے۔ اس نے کہا۔ کہ میں ایک ساعت کی بھی مہلت نہیں دیتا خلیفہ نے سلطان کے وزیر سے کہلوا کر دس روز کی مہلت لے لی۔ خدا کی قدرت انہی دنوں میں سلطان بیمار ہوا اور مر گیا۔ لوگوں نے اس بات کو خلیفہ کی کرامت سمجھا کہتے ہیں کہ ایام مہلت میں خلیفہ نے روزے رکھے۔ اور افطار کے بعد سلطان ملکشاہ کے لئے بددعا کی۔ چنانچہ اللہ نے اسکی دعا قبول کر لی +

جب سلطان مر گیا۔ تو اس کی زوجہ ترکان نے اسکی موت کو پوشیدہ رکھا۔ اور خفیہ طور پر امراء سے اپنے بیٹے کے لئے جس کی عمر پانچ سال کی تھی عہد لیا۔ اور مقتدی سے کہلا بھیجا۔ کہ اسے سلطان کا لقب عطا کرے۔ مقتدی نے اس بات کو منظور کر لیا۔ اور ناصر الدنیا والدین اسے خطاب دیا۔ مگر چند روز بعد اس کا سوتیلا بھائی برکیاروق بن ملک شاہ اس کے برخلاف اٹھ کھڑا ہوا۔ خلیفہ نے اسے سلطان بنایا۔ اور رکن الدین اسے خطاب دیا۔ یہ معاملہ محرم ۴۸۷ھ ہجری میں واقعہ ہوا۔ خلیفہ نے اس بات کی اطلاع اپنے ممالک محروسہ میں بھی بھجوا دی۔ اس کے دوسرے روز ہی خلیفہ اچانک ہی مر گیا۔ کہتے ہیں۔ کہ اس کی لونڈی شمس النہار نے اس کو زہر دیا تھا۔ اس کے بعد اس کے بیٹے مستظہر سے بیعت کی گئی +

علمائے ذیل اس کے عہد خلافت میں فوت ہوئے:۔

عبد القاہر جرجانی۔ ابو الولید باجی۔ شیخ ابو اسحاق شیرازی۔ اعلم نحوی۔ ابن صباغ صاحب الشامل۔ متولی۔ امام الحرمین۔ دامغانی حنفی۔ ابن فضال مجاشعی۔ بزدوی شیخ الحنفیہ +

المستظہر باللہ ابو العباس

المستظہر باللہ ابو العباس احمد بن مقتدی باللہ شوال سنہ ۴۷۰ھ ہجری میں پیدا ہوا۔ اور اپنے باپ کے مرنے کے بعد بعمر سولہ سال تخت خلافت پر بیٹھا +

ابن اثیر کہتے ہیں۔ کہ یہ نہایت کریم الاخلاق اور نرم طبیعت شخص تھا۔ نیک کاموں میں نہایت جلدی کیا کرتا تھا۔ نہایت خوشخط اور اعلیٰ درجے کا انشاء پرداز تھا۔ اور اپنے اس فن میں نظیر نہ رکھتا تھا۔ نہایت جوانمرد۔ سخی۔ واسع العلم اور علماء و صلحا پر جان نثار کرتا تھا۔ اسے اپنے عہد خلافت میں چین نہ ملا ہمیشہ جنگوں میں ہی عمر کٹی +

اس کی خلافت کے سال اوّل میں مستنصر عبیدی والئے مصر مر گیا۔ اور اس کی جگہ اس کا بیٹا المستعین احمد جانشین ہوا۔ اسی سال رومیوں نے بلنسیہ فتح کر لیا +

سنہ ۴۸۸ھ ہجری میں احمد خاں والئے سمرقند قتل ہوا۔ کیونکہ وہ زندیق ہو گیا تھا۔ اس لئے امراء نے اسے گرفتار کر لیا۔ اور فقہاء نے اس کے قتل کا فتوے دے دیا۔ پس وہ قتل کر دیا گیا۔ (خدا اسپر رحم نہ کرے) اس کے بعد اسکا چچیرا بھائی تخت نشین ہوا +

سنہ ۴۸۹ھ ہجری میں سبعہ سیارہ سوا زحل کے برج حوت میں جمع ہوئے۔ نجومیوں نے حکم لگایا۔ کہ حضرت نوح علیہ السلام کے طوفان جیسا طوفان آئیگا۔ چنانچہ حاجی جب دار المناقب میں اترے۔ تو ایک سیل آیا جس سے بہت حاجی ڈوب گئے +

سنہ ۴۹۰ھ ہجری میں سلطان ارسلان ارغوان بن الپ ارسلان والئے خراسان قتل ہوا۔ اور سلطان برکیاروق اس کے تمام ملک پر قابض ہو گیا۔ اور سب اس کے مطیع فرمان ہو گئے۔

اسی سال میں حلب۔ انطاکیہ۔ معرہ اور شیراز میں ایک ماہ تک عبیدی کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ مگر بعد ازاں پھر عباسیوں کے نام کا ہی خطبہ پڑھا جانے لگا۔

اسی سال فرنگیوں نے شہر نیقیہ پر قبضہ کر لیا۔ یہ سب سے پہلا شہر تھا۔ جو ان کے قبضہ میں آیا۔ وہاں سے بڑھتے ہوئے۔ یہ کفرطاب تک پہونچے۔ اور اس کے گرد و نواح کو خوب لوٹا۔ فرنگیوں کی ملک شام پر یہ پہلی پیشقدمی تھی۔ جو انہوں نے بحر قسطنطنیہ کے راستے ایک بڑی فوج کے ساتھ کی تھی۔ بادشاہ اور رعایا میں اس

سے سخت اضطراب پھیل گیا تھا۔ کہتے ہیں۔ کہ جب والئے مصر نے سلجوقیوں کی قوت اور ان کے شام پر غلبے کو دیکھا۔ تو فرنگیوں کو شام پر قبضہ کرنے کے لئے بلا بھیجا۔ لیکن ہر طرف سے لوگ فرنگیوں پر ٹوٹ پڑے +

۴۹۲ھ ہجری میں اصفہان میں باطنیوں کو خوب اقتدار حاصل ہوا۔ اسی سال فرنگیوں نے ڈیڑھ مہینے کے محاصرے کے بعد بیت المقدس کو فتح کر لیا۔ اور ۷۰ ہزار سے زیادہ مسلمانوں کو قتل کر دیا۔ جن میں سے بہت سے علماء اور عباد و زہاد تھے۔ تمام مسجدوں کو ڈھا کر ویران کر دیا۔ اور یہودیوں کو ایک گرجا میں جمع کر کے جلا دیا۔ بقیۃ السیف لوگوں نے بغداد میں آکر پناہ لی۔ اور وہاں کے ایسے ہائل واقعات بیان کئے جس سے آنسو نکل آئے۔ چونکہ اسلامی بادشاہوں میں آپس میں اختلاف تھا۔ اس لئے فرنگیوں کے پاؤں شام میں جم گئے۔ ابیوردی نے اس ہائل واقعہ کو اس طرح نظم کیا ہے:۔ شعر

مَزَجْنَا دِمَاءً بِالدُّمُوْعِ السَّوَاجِمِ ۔۔۔ فَلَمْ يَبْقَ مِنَّا عُرْضَةٌ لِلْمَرَاجِمِ

وَشَرُّ سِلَاحِ الْمَرْءِ دَمْعٌ يُفِيْضُهُ ۔۔۔ إِذَا الْحَرْبُ شُبَّتْ نَارُهَا بِالصَّوَارِمِ

فَأَيْهًا بَنِي الْإِسْلَامِ إِنَّ وَرَاءَكُمْ ۔۔۔ وَقَائِعَ يُلْحِقْنَ الذُّرٰى بِالْمَنَاسِمِ

أَنَائِمَةٌ فِي ظِلِّ أَمْنٍ وَغِبْطَةٍ ۔۔۔ وَعَيْشٍ كَنُوَّارِ الْخَمِيْلَةِ نَاعِمِ

وَكَيْفَ تَنَامُ الْعَيْنُ مِلْءَ جُفُوْنِهَا ۔۔۔ عَلٰى هَبَوَاتٍ أَيْقَظَتْ كُلَّ نَائِمِ

وَإِخْوَانُكُمْ بِالشَّامِ يُضْحِيْ مَقِيْلُهُمْ ۔۔۔ ظُهُوْرَ الْمَذَاكِيْ أَوْ بُطُوْنَ الْقَشَاعِمِ

تَسُوْمُهُمُ الرُّوْمُ الْهَوَانَ وَأَنْتُمْ ۔۔۔ تَجُرُّوْنَ ذَيْلَ الْخَفْضِ فِعْلَ الْمُسَالِمِ

فَكَمْ مِنْ دِمَاءٍ قَدْ أُبِيْحَتْ وَمِنْ دُمًى ۔۔۔ تُوَارِيْ حَيَاءً حُسْنَهَا بِالْمَعَاصِمِ

بِحَيْثُ السُّيُوْفُ الْبِيْضُ مُحْمَرَّةُ الظُّبٰى ۔۔۔ وَسُمْرُ الْعَوَالِيْ دَامِيَاتُ اللَّهَازِمِ

يَكَادُ لَهُنَّ الْمُسْتَجِنُّ بِطَيْبَةٍ ۔۔۔ يُنَادِيْ بِأَعْلَى الصَّوْتِ يَا آلَ هَاشِمِ

أَرٰى أُمَّتِيْ لَا يُشْرِعُوْنَ إِلَى الْعِدٰى ۔۔۔ رِمَاحَهُمْ وَالدِّيْنُ وَاهِي الدَّعَائِمِ

وَیَجْتَنِبُوْنَ النَّارَ خَوْفًا مِنَ الرَّدٰی　　وَلَا یَحْسَبُوْنَ الْعَارَ ضَرْبَةَ لَازِمِ

أَتَرْضٰی صَنَادِیْدُ الْأَعَارِبِ بِالْأَذٰی　　وَتَغْضِیْ عَلٰی ذُلٍّ کُمَاۃُ الْأَعَاجِمِ

فَلَیْتَهُمْ إِذْ لَمْ یَذُوْدُوْا حَمِیَّةً　　عَنِ الدِّیْنِ ظَنُّوْا غَیْرَۃً بِالْمَحَارِمِ

(ترجمہ) ہم نے خون کو اشکہائے ریختہ کے ساتھ ملایا ہے۔ پس اب لڑائی میں ہمارا کوئی حیلہ باقی نہیں رہا۔ (۲) آدمی کا سب سے بڑا ہتھیار آنسو ہے جسکو وہ تلواروں کے ساتھ لڑائی تیز ہونے کے وقت بہاتا ہے۔ (۳) اے اہل اسلام خاموش ہوجاؤ۔ تحقیق تمہارے پیچھے کئی جنگ ہیں جو تمہیں گھوڑوں کے سموں سے ہلاک کر دینگے اے آنکھ جو امن وخوشی اور نرم و نازک شگوفہ باغ کے عیش کی طرح سو رہی ہے۔ اس آنکھ کو کس طرح نیند آئے گی۔ جس کی پلکوں میں گرد و غبار بھرا ہوا ہے۔ جو ہر سونے والے کو جگا دیتا ہے۔ تمہارے بھائیوں کی خوابگاہ شام میں یا گھوڑوں کی پیٹھیں ہیں۔ یا گرگسوں کے پیٹ ہیں۔ رومی بدبخت تمہارے بھائیوں کو تکلیف دے رہے ہیں۔ اور تم راہِ امن کشاں بےخوف ٹہل رہے ہو۔ بہت سے خون گرائے گئے۔ اور بہت سی پری پیکروں نے حسن کے حیا سے اپنے ہاتھوں سے پردہ کر لیا۔ اور یہ واقعہ اس جگہ واقع ہوا۔ جہاں کہ چمکتی ہوئی سفید تلواریں سُرخ ہو گئیں۔ اور گندم گوں نیزوں کے بھالے رنگین ہو گئے۔ قریب ہے۔ کہ اس خونریزی کے لئے ایک نرمی کرنے والا (مراد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم) مدینہ میں آواز بلند سے کہیگا۔ کہ آل ہاشم۔ میں اپنی اُمت کو دیکھتا ہوں۔ کہ وہ اپنے نیزوں کو دشمنوں کی طرف جلدی نہیں لے جاتے۔ اور دین کے ستون سُست ہو گئے ہیں۔ ہلاکت کے خوف سے اپنی طرف آگ کھینچتے ہیں۔ مگر عار اور شرم کو امر مستمر نہیں جانتے کیا شجاعانِ عرب اہل اسلام کی اذیت سے راضی ہو جائینگے۔ اور اپنی عمر کو عجم کے ماتحت ہو کر خواری سے بسر کرینگے۔ کاش کہ اگر انہوں نے دین کی غیرت کے باعث اپنے آپ سے دشمن کو دفع نہیں کیا۔ کاش کہ اپنی عورتوں کی غیرت ہی انہیں اس بات پر آمادہ کرتی۔

اس سال محمد بن ملک شاہ نے اپنے بھائی سلطان برکیا روق پر فوج کشی کی اور اسپر غالب آیا۔ خلیفہ نے اُسکو غیاث الدنیا والدین کا لقب عطا کیا۔ اور بغداد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ لیکن بعد میں پھر ان دونوں میں ناچاقی ہو گئی۔

اسی سال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا لکھا ہوا قرآن شریف طبریہ سے دمشق میں آیا۔ لوگوں نے دور دور سے آکر اس کی زیارت کی اور آخر جامع مسجد کے ایک حجرہ میں رکھ دیا گیا +

۴۹۴ھ ہجری میں عراق میں باطنیوں نے زور پکڑا۔ اور ہزاروں بندگان خدا کو قتل کر دیا۔ امراء لوگ ان کے خوف سے اپنے کپڑوں کے نیچے زرہیں پہنتے تھے۔ بہت سے علماء اُن کے ہاتھ سے قتل ہوئے جن میں سے ایک رویانی صاحب البحر بھی تھے +

اسی سال فرنگیوں نے شہر سروج۔ حیفا۔ ارسوف۔ قیساریہ فتح کر لیا۔

۴۹۵ھ ہجری میں مستعلی والئے مصر مر گیا۔ اور اس کے بعد اسکا بیٹا الآمر باحکام اللہ منصور تخت خلافت پر بیٹھا۔ ان دنوں اسکی عمر پانچ سال کی تھی۔ خطباء نے اس کا نام خطبوں سے خارج کر دیا۔ اور صرف خلیفہ کا نام خطبوں میں باقی رکھا گیا +

۴۹۶ھ ہجری میں سلطان محمد اور برکیاروق میں صلح ہو گئی۔ اور باعث اس کا یہ ہوا۔ کہ جب ان دونوں کی عداوت سے فساد عام ہو گیا۔ مال لوٹے گئے۔ خون بہائے گئے۔ بادشاہ مغلوب ہو گئے۔ تو عقلاء نے بیچ میں آکر صلح کرا دی۔ اور دونوں سے حلف لے لئے۔ اس کے بعد خلیفہ نے برکیاروق کو خلعت بھیجا۔ اور اس کا نام خطبوں میں داخل کر دیا

۴۹۸ھ ہجری میں سلطان برکیاروق مر گیا۔ امراء نے اس کے بعد اس کے بیٹے جلال الدولہ ملک شاہ کو اس کے قائم مقام کر دیا۔ خلیفہ نے اُسے خلعت عطا کی۔ اور اسکا نام خطبہ میں پڑھنے کا حکم دیا۔ اسوقت اس کی عمر پانچ سال سے بھی کم تھی۔ اس کے چچا محمد نے اسپر چڑھائی کر دی۔ لوگ اس کے ساتھ ہو گئے۔ خلیفہ نے اُسے سلطان مقرر کیا۔ یہ وہاں سے سلطانی عہدہ لیکر نہائت ہیبت اور وقار سے واپس آیا +

اسی سال بغداد میں چیچک کا مرض ظاہر ہوا جس سے بیشمار بچے مر گئے۔ بعد ازاں نہائت سخت وبا پھیلی +

۴۹۹ھ ہجری نہاوند کے نواح میں ایک شخص نے نبوت کا دعوےٰ کیا۔ بہت سے لوگ اس کے تابع ہو گئے۔ آخر اُسے پکڑ کر قتل کیا گیا +

۵۰۰ھ ہجری میں قلعہ اصفہان جو باطنیوں کے قبضے میں تھا۔ فتح ہوا۔ اس قلعہ کو منہدم کر کے بہت سے باطنیوں کو قتل کیا گیا۔ اور ان کے سردار کا چمڑا اتارا گیا۔ اور اُس کی کھال میں بھس بھرا گیا۔ یہ سب باتیں سلطان محمد نے کیں فالحمد للہ علےٰ ذلک +

۵۰۱ھ ہجری میں سلطان نے بغداد کا خراج اور ٹیکس کم کر دیا جس سے لوگ بہت خوش ہوئے۔ اور دعائیں دینے لگے۔ اس کے بعد اس نے نہائت عدل و انصاف پھیلایا

سنہ ۵۰۲ ہجری میں باطنیوں نے پھر زور پکڑا - اور دفعتہً شہر شیراز پر قبضہ کر لیا - اور تمام شہر اور قلعہ پر قبضہ کر کے دروازے بند کر لئے اُسدن وہاں کا حاکم باہر سیر کے لئے گیا ہوا تھا۔ جب وہ واپس آیا - تو اُس نے فوراً حملہ کر کے انہیں تتر بتر کر دیا۔

اِسی سال شیخ الشافعیہ رویانی صاحب البحر بغداد میں قتل ہوئے - باطنیوں نے انہیں قتل کیا تھا - چنانچہ پہلے اسکا ذکر ہو چکا ہے +

سنہ ۵۰۳ ہجری میں فرنگیوں نے کئی سال کے محاصرے کے بعد طرابلس کو فتح کر لیا

سنہ ۵۰۴ ہجری میں فرنگیوں نے مسلمانوں کو سخت تکلیفیں پہونچائیں - شام کا اکثر حصہ ان کے قبضہ میں آگیا۔ مسلمانوں نے ان سے صُلح کرنی چاہی - مگر فرنگیوں نے نہ مانا آخر کئی ہزار دینار دیئے گئے - تب جا کر انہوں نے صُلح کی - مگر پھر بے ایمانی کر کے عہد توڑ دیا - (خدا انپر لعنت کرے)

اس سال مصر میں سیاہ آندھی چلی - اور ایسا اندھیرا پھیلا - کہ ہاتھ پھیلایا دکھائی نہیں دیتا تھا - ریت کی بارش ہوئی - اور لوگوں کا دم گھٹنے لگا - سب کو ہلاکت کا یقین ہو گیا - پھر تھوڑی سی دیر کے بعد آندھی کا رنگ زرد ہو گیا - اور یہ زردی عصر سے مغرب کے بعد تک رہی +

اِسی سال فرنگیوں کی ابن ناشقین بادشاہ اسپین کے ساتھ لڑائی ہوئی جس میں مسلمانوں کو فتح ہوئی - بہت سے عیسائی قتل اور قید ہوئے - اور بہت سا مال غنیمت مُسلمانوں کو ہاتھ لگا - فرنگیوں کے سب شجاع اس لڑائی میں کام آئے -

سنہ ۵۰۷ ہجری میں مودود شاہ موصل لشکر تیار لیکر فرنگیوں سے لڑنے کے لئے بیت المقدس پہونچا - ایک سخت معرکہ کے بعد مودود دمشق میں چلا آیا - ایک دن جامع مسجد میں نماز جمعہ پڑھنے کے لئے گیا - اچانک ایک باطنی نے وار کر کے اُسے زخمی کیا جس کے صدمے سے وہ اسی روز مر گیا - فرنگیوں کے بادشاہ نے خط بھیجا کہ جس اُمت کے ایک شخص نے اپنے بادشاہ کو عید کے روز اپنے معبود کے گھر میں قتل کر دیا وہ اس لائق ہے کہ خدا تعالےٰ اُسے نیست و نابود کر دے +

سنہ ۵۱۱ ہجری ایک سخت سیل آیا جس سے سنجار غرق ہو گیا - اور ہزارہا لوگ ہلاک ہوئے - شہر کے دروازے کئی فرسنگ تک بہتے چلے گئے - اور بھر مٹی کے نیچے دب گئے - اور کئی سال کے بعد ملے - ایک بچہ پنگھوڑے میں تھا - سیل اُسے بہالے گیا - راستے میں پنگھوڑا ایک زیتون کے درخت کے ساتھ اٹک گیا - لوگوں نے کئی روز کے بعد

اسے وہاں سے اتارا - وہ بچہ زندہ تھا - آخر وہ بڑا ہوا - اور مدت تک زندہ رہا +

اسی سال سلطان محمد مرگیا - اور اس کے بعد اس کا بیٹا محمود تخت پر بیٹھا - جسکی عمر ۱۴ سال کی تھی +

سنہ ۵۱۲ ہجری میں خلیفہ مستظہر باللہ بروز چہارشنبہ ۱۳ ربیع الاول میں پچیس برس خلافت کرکے مرگیا - ابن عقیل شیخ الحنابلہ نے اسے غسل دیا - اور اس کے بیٹے المسترشد نے نماز جنازہ پڑھائی + چند روز بعد اس کی دادی یعنی مقتدی کی والدہ مرگئی - ذہبی کہتے ہیں - کہ اس کے سوا ایسا کوئی خلیفہ نہیں ہوا جس کے مرنے کے بعد اس کی دادی زندہ رہی ہو - اس نے اپنا بیٹا بھی خلیفہ دیکھا - پھر پوتا - اور بعد ازاں پڑپوتا بھی دیکھا +

مستظہر کے اشعار سے یہ شعر بھی ہیں :- شعر

[۱] أَذَابَ حَرُّ الْجَوٰی فِي الْقَلْبِ مَا جَمَدَا — یَوْمًا مَدَدْتَ إِلٰی رَسْمِ الْوَدَاعِ یَدَا

وَكَیْفَ أَسْلُكُ نَهْجَ الْاِصْطِبَارِ وَقَدْ — أَرٰی طَرَائِقَ فِي مَهْوَی الْهَوٰی قِدَدَا

إِنْ كُنْتُ أَنْقُضُ عَهْدَ الْحُبِّ یَا سَكَنِي — مِنْ بَعْدِ حِیْنٍ فَلَا عَایَنْتُكُمْ أَبَدَا

صارم بطائحی اسکی مدح میں کہتا ہے :- شعر

[۲] أَصْبَحْتُ بِالْمُسْتَظْهِرِ بْنِ الْمُقْتَدِي — بِاللّٰهِ ابْنِ الْقَائِمِ بْنِ الْقَادِرِ

مُسْتَعْصِمًا أَرْجُو نَوَالَ أَكُفِّهِ — وَبِأَنْ یَكُوْنَ عَلَی الْعَشِیْرَةِ نَاصِرِي

فَیَقَرُّ مَعْ كُبْرِي قَرَارِي عِنْدَهُ — وَیَفُوْهُ مِنْ مَدْحِي بِشِعْرٍ سَائِرِ

[۱] جس روز تو نے وداع کی رسم کے لئے ہاتھ بڑھایا - تو میرے دل کی جمی ہوئی چیز کو عشق کی آگ نے پگھلا دیا - میں راہِ صبر کس طرح قطع کروں - حالانکہ معشوق کی محبت میں بہت راہ ہائے مختلف دیکھتا ہوں - اے معشوق اگر میں محبت کے عہد کو توڑ دوں - تو اس کے بعد تمہارا دیدار حاصل نہ ہوگا -

[۲] میں نے المستظہر بن مقتدی باللہ بن قائم بن قادر کے ساتھ بچاؤ چاہا ہے - میں اس کی بخشش کی امید کرتا ہوں - اور چاہتا ہوں کہ اہل کے خروج کے وقت میری مدد کرے - اس کے پاس ٹھہرنے سے میں اس سے فائدہ حاصل کروں - اور وہ میری مدح سے کامیاب ہو + ۱۲ مترجم

سلفی کہتے ہیں کہ مجھ سے ابوخطاب بن جراح نے بیان کیا۔ کہ میں نے رمضان میں مستظہر کے ساتھ نماز پڑھی اور ایک رکعت میں میں نے سورہ یوسف کی یہ آیت پڑھی اِنَّ ابْنَکَ سُرِّقَ (یعنی تیرا بیٹا چوری گیا) یہ روایت میں نے کسائی سے سُنی تھی۔ جب میں نے سلام پھیرا۔ تو مستظہر نے کہا۔ کہ یہ قرأت بہت درست ہے۔ کیونکہ اس سے اولاد انبیاء کی کذب سے تنزیہ اور برأت ظاہر ہوتی ہے +

حسب ذیل علماء مستظہر کے عہد خلافت میں فوت ہوئے :۔

ابو المظفر سمعانی۔ نصر المقدسی۔ ابوالفرج رازی رشیدلہ۔ رویانی خطیب تبریزی۔ کیا ہراسی۔ غزالی۔ شاشی جس نے کتاب حلیہ تصنیف کر کے نام اسکا مستظہری رکھا تھا۔ ابیوردی لغوی +

المسترشد باللہ ابومنصور

المسترشد باللہ ابومنصور الفضل بن مستظہر باللہ ربیع الاول ۴۸۵ھ ہجری میں پیدا ہوا۔ اور اپنے باپ کے مرنے کے بعد ربیع الآخر ۵۱۲ھ ہجری میں تخت خلافت پر بیٹھا۔ نہایت دلیر۔ بلند ہمت۔ صاحب الرائے اور باہیبت شخص تھا۔ امور خلافت کو نہایت خوبی سے مرتب کیا۔ خلافت کو جو صرف نام ہی کی رہ گئی تھی۔ پھر زندہ کر دیا۔ ارکان شریعت کو مضبوط کیا۔ بنفس نفیس جنگوں میں شریک ہوا۔ کئی بار حلہ۔ موصل اور خراسان کی طرف لڑنے کے لئے نکلا۔ مگر آخری مرتبہ ہمدان کے قریب اس کے لشکر کو شکست ہوئی۔ اور قید کر کے آذربائیجان میں بھیجا گیا +

حدیث اس نے ابوالقاسم بن بیان۔ عبدالوہاب بن ہبتہ اللہ لبتی سے سُنی تھی۔ اور اس سے محمد بن عمر بن مکی اہوازی اور اس کے وزیر علی طراد۔ اور اسمٰعیل بن طاہر موصلی نے روایت کی ہے۔ ابن سمعانی نے اس بات کا ذکر کیا ہے۔ اس کی فضیلت میں یہی کہنا کافی ہے کہ ابن صلاح نے طبقات شافعیہ میں اسکا ذکر کیا ہے۔ اور کہا ہے۔ کہ یہ وہی شخص تھا جس کے لئے ابوبکر شاشی نے اپنی کتاب العمدہ فقہ میں تصنیف کی تھی۔ اور اس کے لقب سے ہی کتاب مشہور ہوئی۔ کیونکہ اس وقت اس کا لقب عمدۃ الدنیا والدین تھا + ابن سبکی نے بھی طبقات شافعیہ میں اسکا ذکر کیا ہے۔ اور لکھا ہے۔ کہ یہ پہلے نہایت عابد و زاہد تھا۔ صوف کے کپڑے پہنا کرتا تھا۔ اور اکیلا ایک مکان میں بیٹھ کر

عبادت کیا کرتا تھا۔ ۴۸۶ھ ہجری میں ۱۸ شعبان بروز چہار شنبہ پیدا ہوا۔ اس کے والد نے اس کے ولیعہد بنانے کا خطبہ پڑھا۔ اور ربیع الاول ۴۸۸ھ ہجری میں اسکا نام سکہ میں بھی درج کروا دیا۔ نہایت خوشخط تھا۔ کوئی خلیفہ بھی اس جیسا خوشخط نہیں ہوا۔ اکثر کاتبوں کو اصلاح دیا کرتا تھا۔ اسکی جرأت۔ شجاعت اور حملے مشہور تھے لیکن اسکا زمانہ مشوش ہی رہا۔ اور مخالفین نے اُسے مکدر ہی رکھا۔ چنانچہ وہ ان باتوں کو رفع کرنے کے لئے خود جنگ کے لئے نکلا کرتا تھا۔ حتیٰ کہ جب آخری مرتبہ عراق کی طرف گیا۔ تو شکست کھا کر گرفتار اور شہید ہوا +

ذہبی کہتے ہیں۔ کہ جب سلطان محمود بن محمد ملک شاہ ۵۲۵ھ ہجری میں مر گیا۔ تو اُسکی جگہ اسکا بیٹا داؤد تخت نشین ہوا۔ لیکن تھوڑے دنوں کے بعد ہی اسکا چچا مسعود محمد اسپر چڑھ آیا۔ دونوں کی آپس میں لڑائی ہوئی۔ مگر آخر اس شرط پر صُلح ہو گئی۔ کہ دونوں سلطنت میں شریک رہیں۔ اور ہر ایک کے لئے ایک ملک مخصوص ہو جائے۔ چنانچہ پہلے بغداد میں مسعود کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ اور بعد ازاں داؤد کے لئے پڑھا گیا۔ خلیفہ نے ان دونوں کو خلعت عطا کی۔ چند روز کے بعد خلیفہ اور مسعود کی بگڑ گئی۔ خلیفہ اس سے جنگ کرنے کے لئے نکلا۔ لیکن اس کے اکثر لشکر نے بیوفائی کی۔ اور باغی ہو گیا مسعود کو فتح ہوئی۔ اس نے خلیفہ اور اس کے خواص کو پکڑ کر ہمدان کے قریب ایک قلعہ میں قید کر دیا۔ جب اہل بغداد کو اس بات کی خبر ملی۔ تو لوگ بازاروں میں اپنے سروں میں خاک ڈالتے روتے شور کرتے ہوئے نکلے۔ عورتیں سر کے بال کھولے خلیفہ کے لئے بین کرتی ہوئی نکلیں۔ نماز اور خطبے بند ہو گئے +

ابن جوزی لکھتے ہیں کہ ان دنوں بغداد میں کئی دفعہ زلزلہ آیا۔ اور ہر روز پانچ پانچ چھ چھ مرتبہ زلزلہ آتا تھا۔ اور لوگ فریاد کرتے تھے۔ اسپر سلطان سنجر نے اپنے بھتیجے مسعود کی طرف لکھا۔ کہ جس وقت یہ خط تمہیں ملے۔ اُسی وقت خلیفہ کے پاس جا کر آداب بجا لاؤ۔ اور معافی مانگو۔ اور نہایت عاجزی کرو۔ کیونکہ آسمانی اور زمینی علامات ایسی ظاہر ہوئی ہیں جن کے سننے کی بھی ہمیں طاقت نہیں۔ چہ جائیکہ ہم انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔ چنانچہ تند ہواؤں کے چلنے بجلیوں کے چمکنے۔ زلزلوں کے آنے اور لگاتار بیس دن تک رہنے اور لشکر اور رعیت کے پریشان ہونے سے مجھے اپنی جان کا فکر لگ رہا ہے۔ سا ایسا نہ ہو۔ کہ غضب الٰہی نازل ہو۔ لوگوں نے جامع مسجد میں نمازیں پڑھنی چھوڑ دی ہیں۔ خطبے پڑھنے بند ہو گئے ہیں۔ مجھے ان باتوں کے برداشت

کرنے کی طاقت نہیں پس اللہ تعالےٰ سے ڈرو۔ اور امیر المومنین کو نہایت عزت سے دار الخلافہ میں پہونچاؤ۔ اور بذاتِ خود اُنکی غاشیہ برداری کرو۔ جیسے کہ ہمارے آباد اجداد کی عادت رہی ہے۔ مسعود نے ان تمام باتوں کی تعمیل کی۔ اور خلیفہ کی خدمت میں حاضر ہوکر بعد ادائے آداب معافی کا خواستگار ہوا۔ پھر سلطان سنجر نے ایک اور ایلچی بھیجا جس کے ساتھ بہت سا لشکر تھا۔ اور مسعود کو کہلا بھیجا۔ کہ بہت جلد خلیفہ کو دار الخلافہ میں پہنچاؤ۔

کہتے ہیں کہ اس لشکر میں ۱۷ باطنی بھی تھے۔ اور مسعود کو انکی خبر نہیں تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ اسی نے ان سے کہا تھا۔ انہوں نے خلیفہ کے خیمے پر ہجوم کر کے اسے قتل کر دیا اور اس کے ساتھ ہی اس کے بہت سے ہمراہیوں کو بھی قتل کیا۔ لشکر کو ان کا حال اسی وقت معلوم ہوا جبکہ وہ اپنے کام سے فارغ ہو گئے۔ لشکر نے ان لعینوں کو پکڑ کر قتل کر دیا۔ سلطان عزا کے لئے بیٹھا۔ اور سخت سوگ کیا۔ تمام لوگ رونے پیٹنے لگے۔ جب یہ خبر بغداد میں پہونچی۔ تو مرد برہنہ پا کپڑوں کو پھاڑتے ہوئے اور عورتیں بال بکھیرے ہوئے منہ پیٹتی ہوئیں اور مرثیہ پڑھتی ہوئیں باہر نکلیں۔ اور اس بے چینی کا باعث یہ تھا کہ مسترشد پر بوجہ اس کی شجاعت عدل اور مہربانی کے سب فدا ہوتے تھے۔ مسترشد کے قتل کا واقعہ موضع مراغہ میں بروز جمعرات ۱۲ ذو القعدہ سنہ ۵۲۹ ہجری میں ہوا۔

منجملہ مسترشد کے اشعار کے یہ شعر بھی ہیں:۔ شعر

أَنَا الْأَشْقَرُ الْمَدْعُوُّ بِي فِي الْمَلَاحِمِ ۔۔۔ وَمَنْ يَمْلِكُ الدُّنْيَا بِغَيْرِ مُزَاحِمِ[1]

سَتَبْلُغُ أَرْضَ الرُّومِ خَيْلِي وَتَنْتَضِي ۔۔۔ بِأَقْصَى بِلَادِ الصِّينِ بِيضَ صَوَارِمِ

جب اسیر ہوا۔ تو یہ شعر کہے:۔ شعر

وَلَا عَجَبًا لِلْأُسْدِ إِنْ ظَفِرَتْ بِهَا ۔۔۔ كِلَابُ الْأَعَادِي مِنْ فَصِيحٍ وَأَعْجَمِ

فَحَرْبَةُ وَحْشِيٍّ سَقَتْ حَمْزَةَ الرَّدَى ۔۔۔ وَمَوْتُ عَلِيٍّ مِنْ حُسَامِ ابْنِ مُلْجَمِ

[1] میں وہ باز شجاع ہوں کہ جنگوں میں بلایا جاتا ہوں۔ اور میں وہ شخص ہوں کہ بغیر قیل و قال کے دُنیا کا مالک ہوں۔ عنقریب ہی میرا لشکر سرزمین روم میں جا پہونچیگا۔ اور میری چمکتی تلواریں چین میں جا چمکینگی۔

(ترجمہ اگر عربی وعجمی کتے شیر پر قابو پالیں تو تعجب کی بات نہیں - کیونکہ وحشی کے حربہ نے حضرت حمزہ کی جان لی تھی - اور حضرت علی کی موت ابن ملجم کی تلوار سے ہوئی *)

جب مسترشد کو شکست ہوئی تو لوگوں نے اسے بھاگنے کا مشورہ دیا - تو اس نے نہ مانا - بلکہ اسی جگہ قائم رہا - حتی کہ پکڑا گیا - اسپر یہ شعر کہے :- شعر[۱]

قَالُوا تُقِيمُ وَقَدْ أَحَاطَ | بِكَ الْعَدُوُّ وَلَا تَفِرّ
فَأَجَبْتُهُمْ الْمَرْءُ مَا | لَمْ يَتَّعِظْ بِالْوَعْظِ غِرّ
لَا نِلْتُ خَيْرًا مَا حَيِيتُ | وَلَا عَدَانِي الدَّهْرُ شَرّ
إِنْ كُنْتُ أَعْلَمُ أَنَّ غَيْرَ | اللهِ يَنْفَعُ أَوْ يَضُرّ

ذہبی کہتے ہیں - کہ ایک دفعہ مسترشد نے عید کے خطبہ میں کہا - اللہ اکبر ما سبحت الانواء - واشرق الضیاء - وطلعت ذکاء - وعلت علی الارض السماء - اللہ اکبر ما ھمی سحاب - ولمع سراب وانجح طلاب - وسر قادم ایاب - پھر اس کے بعد ایک نہایت فصیح و بلیغ خطبہ پڑھا - جب فارغ ہوا - تو کھڑے ہو کر یہ خطبہ پڑھا - اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْنِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ - وَاَعِنِّيْ عَلٰى مَا وَلَّيْتَنِيْ وَاَوْزِعْنِيْ شُكْرَ نِعْمَتِكَ وَوَفِّقْنِيْ وَانْصُرْنِيْ - جب خطبہ پڑھکر نیچے اترا - تو ابو المظفر ہاشمی نے اسے شعر سنائے :- شعر

عَلَيْكَ سَلَامُ اللهِ يَا خَيْرَ مَنْ عَلَا | عَلَى مِنْبَرٍ قَدْ حَفَّ أَعْلَامُهُ النَّصْرُ
وَأَفْضَلُ مَنْ أُمَّ الْأَنَامَ وَعَمَّهُمْ | بِسِيرَتِهِ الْحُسْنَى وَكَانَ لَهُ الْأَمْرُ
وَأَفْضَلُ أَهْلِ الْأَرْضِ شَرْقًا وَمَغْرِبًا | وَمَنْ جَدُّهُ مِنْ أَجْلِهِ نَزَلَ الْقَطْرُ

---

[۱] لوگوں نے مجھے کہا - کہ تم کھڑے ہو رہے ہو - بھاگتے نہیں - حالانکہ دشمنوں نے تمہارا احاطہ کر لیا ہے - میں نے جواب دیا - کہ انسان جب کسی نصیحت سے نصیحت حاصل نہ کرے - وہ جاہل ہے - اگر میں یہ جانتا - کہ اللہ کے سوا کوئی نفع یا ضرر پہنچا سکتا ہے تو میں کبھی کسی بھلائی کو حاصل نہ کرتا - اور نہ زمانہ مجھے تکلیف پہونچاتا ۱۲ مترجم

لقد شنفت اسماعنا منک خطبۃ ‏ ‏ ومو عظۃ فصل یلین لھا الصخر

ملأت بھا کل القلوب مھابۃ ‏ ‏ فقد رجفت من خوف تخویفھا مصر

وزدت بھا عدنان مجدا موثلا ‏ ‏ فاضحی بھا بین الانام لک الفخر

وسدت بنی العباس حتی لقد غدا ‏ ‏ یباھی بک السجاد والعالم الحبر

فللہ عصر انت فیہ امامنا ‏ ‏ وللہ دین انت فیہ لنا الصدر

بقیت علی الایام والملک کلما ‏ ‏ تقادم عصر انت فیہ اتی عصر

واصبحت بالعید السعید ‏ ‏ تشرفنا فیہ صلوتک والنحر

(ترجمہ اے وہ شخص جو منبروں پر چڑھا ہے۔ اور اس کے جھنڈوں کو فتح نے گھیر لیا ہے تجھ پر اللہ کی سلام ہو۔ اور اے وہ شخص جو بلحاظ حسب و نسب اور سیرت کے سب سے افضل ہے۔ اور حکم اسی کے لیے ثابت ہے۔ اور اے وہ شخص جو مشرق سے مغرب تک کے تمام لوگوں سے افضل ہے۔ اور اے وہ شخص جس کے دادے کی طفیل بارش نازل ہوئی۔ تیرے خطبہ نے ہمارے کانوں کو مزین کر دیا ہے۔ اور تیری وعظ فاصل بین الحق والباطل نے پتھروں کو نرم کر دیا ہے۔ اس خطبہ اور وعظ سے تو نے تمام لوگوں کے دلوں کو ہیبت سے بھر دیا ہے۔ اور اس کے خوف سے تمام شہر کانپ اٹھا ہے۔ تو نے اس خطبہ سے عدنان کی بزرگی ثابت کو زیادہ کر دیا ہے۔ اسلیے تیرے لئے جہان میں فخر حاصل ہو گیا ہے۔ تو بنی عباس کا سردار بن گیا ہے۔ حتی کہ سب عالم و عابد تیرے ساتھ فخر و ناز کرتے ہیں۔ یہ زمانہ کیا ہی اچھا ہے جس میں آپ ہمارے امام ہیں۔ اور وہ دین کیا ہی اچھا ہے جس میں آپ ہمارے پیشوا ہیں۔ خدا کرے آپ اور آپ کا ملک ہمیشہ رہے۔ جب ایک زمانہ پرانا ہو جائے۔ تو دوسرا زمانہ آ جائے۔ اس عید کی آپ کو مبارک باد ہو۔ آپ نے قربانی دینے اور نماز پڑھانے سے ہمیں مشرف کیا ہے +)

اس کے وزیر جلال الدین حسن بن علی بن صدقہ نے اس کی مدح میں یہ شعر کہے شعر

وجدت الوری کالماء طعما ورقۃ ‏ ‏ وان امیر المومنین زلالہ

وَصَوَّرْتَ مَعْنَى الْعَقْلِ شَخْصًا مُصَوَّرًا   وَاِنَّ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِثَالُهٗ
وَلَوْلَا مَكَانُ الدِّيْنِ وَالشَّرْعِ وَالتُّقٰى   لَقُلْتُ مِنَ الْاَعْظَامِ جَلَّ جَلَالُهٗ

(ترجمہ میں نے دنیا کو مزے اور رقت میں پانی کی طرح دیکھا ہے۔ اور امیر المومنین اب زلال کی طرح ہے۔ اور اگر عقل کو میں مجسم قرار دوں۔ تو بلاشبہ امیر المومنین اس کی مثال ہے اور اگر دین میں شرع اور تقوے کا لحاظ نہ ہوتا۔ تو میں امیر المومنین کی بزرگی کرنے میں جل جلالہ کہتا۔)

۵۲۴ھ ہجری میں موصل میں بادل سے آگ برسی جس سے کئی جگہیں اور مکان جلکر خاک ہو گئے۔

اسی سال والئے مصر الآمر باحکام اللہ منصور لاولد مر گیا۔ اور اس کے بعد اسکا چچیرا بھائی حافظ عبد المجید بن محمد بن منتصر تخت پر بیٹھا۔

اسی سال بغداد میں پردار بچھو پیدا ہوئے۔ جن کے دو ڈنگ تھے۔ لوگ ان سے بہت ڈرتے تھے۔ بہت سے بچے ان سے ہلاک ہوئے۔

علمائے ذیل مسترشد کے عہد خلافت میں فوت ہوئے:۔

شمس الائمہ ابو الفضل امام الحنفیہ۔ ابو الوفا ابن عقیل حنبلی۔ قاضی القضاۃ ابو الحسن معانی ابن الطبیہ مقری۔ طغرائی صاحب لامیۃ العجم۔ ابو علی صدفی حافظ۔ ابو نصر قشیری۔ ابن قطاع لغوی محی السنۃ بغوی۔ ابن فہام مقری۔ حریری صاحب مقامات۔ میدانی صاحب الامثال۔ ابو الولید بن رشد مالکی۔ امام ابو بکر طرطوسی۔ ابو الحجاج سر قسطی۔ ابن السید بطلیوسی۔ ابو علی فارقی شافعی۔ ابن طراوت نحوی۔ ابن باذش۔ ظافر حداد شاعر۔ عبد الغافر فارسی وغیرہم رحمہم اللہ تعالےٰ۔

الراشد باللہ ابو جعفر

الراشد باللہ ابو جعفر منصور بن مسترشد ۵۰۲ھ ہجری میں پیدا ہوا۔ اس کی والدہ ام الولد تھی۔

کہتے ہیں۔ کہ جب یہ پیدا ہوا۔ تو اسکا مخرج پاخانہ نہیں تھا۔ طبیبوں کو بلایا گیا۔ انہوں نے سونے کا ایک اوزار بنا کر چیر دیا جس سے نفع ہوا۔

۵۱۲ھ ہجری میں والد نے اسے ولی عہد مقرر کیا۔ اور باپ کے قتل کے بعد ذوالقعدہ ۵۲۹ھ ہجری میں تخت خلافت پر بیٹھا۔ نہایت فصیح۔ ادیب۔ شاعر۔ شجاع اور جوانمرد شخص تھا۔ عدل کو پسند کرتا تھا +

سلطان مسعود جب بغداد میں واپس آیا۔ تو راشد وہاں سے موصل کی طرف چلا گیا۔ سلطان نے قضاۃ اور علماء وامراء کو بلوا کر ایک محضر لکھوایا۔ جس میں بہت سے لوگوں کی شہادت قلمبند کی گئی تھی۔ کہ راشد نے فلاں فلاں پر ظلم کیا۔ اور فلاں فلاں کا مال زبردستی چھین لیا۔ اور خونریزی کی۔ اور شراب پی۔ پھر فقہاء سے فتوے لیا گیا۔ کہ ایسا شخص امامت کے لائق ہے یا نہیں۔ اور کیا اسے معزول کرنا درست ہے؟

شہر کے قاضی ابن الکرخی نے اس کے معزول کرنے کا فتوے دیدیا۔ پھر اس کے چچازاد بھائی المستظہر سے بیعت کر لی۔ اس نے اپنا لقب المقتفی لامر اللہ رکھا۔ یہ واقعہ ۱۶ ر ذوالقعدہ ۵۳۰ھ ہجری میں ہوا +

جب راشد کو اپنی معزولی کی خبر ملی۔ تو وہ موصل سے نکل کر آذربائیجان کی طرف چلا گیا۔ اس کے ساتھ فوج کا ایک دستہ تھا۔ انہوں نے مراغہ سے بہت سا مال جمع کیا۔ اور اس کو لوٹا۔ بہت سے آدمیوں کو قتل کر ڈالا۔ علماء کی ڈاڑھیاں منڈوا ڈالیں۔ پھر اصفہان پہونچکر اسکا محاصرہ کر لیا۔ اور خوب لوٹ مار کی۔ اس جگہ راشد بیمار ہوا۔ اور ۲۶ ر رمضان ۵۳۲ھ ہجری کو بہت سے عجمیوں نے اسے آکر گھیر لیا۔ اور چھریوں سے قتل کر ڈالا۔ بغداد میں جب اس کی خبر پہونچی۔ تو ایک روز اس کا ماتم کیا گیا +

عماد کاتب لکھتے ہیں کہ راشد حسن یوسفی اور کرم حاتمی رکھتا تھا۔ ابن جوزی کہتے ہیں۔ کہ صولی نے لکھا ہے کہ لوگ کہا کرتے تھے۔ کہ ہر چھٹا خلیفہ معزول ہو جاتا ہے میں نے اس امر پر غور کیا۔ تو مجھے یہ امر بہت ہی عجیب معلوم ہوا (ہم اس کو دیباچہ میں مفصل لکھ آئے ہیں)

چادر اور چھڑی مرتے دم تک راشد کے ہی پاس رہی۔ اس کے قتل کے بعد دونوں چیزیں مقتفی کو لا کر دی گئیں +

المقتفی لامر اللہ ابوعبداللہ

المقتفی لامر اللہ ابوعبداللہ محمد بن مستظہر باللہ ۲۲ ربیع الاول ۴۸۹ھ میں پیدا ہوا۔ اس کی والدہ حبشیہ تھی۔ اپنے بھائی کی معزولی کے بعد بعمر ۴۰ سال تخت خلافت پر بیٹھا +

مقتفی لقب رکھنے کا باعث یہ ہوا۔ کہ خلیفہ ہونے سے چھ روز پہلے اس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ کہ آپ فرماتے تھے۔ کہ عنقریب ہی تو خلیفہ ہوگا۔ پس اپنے عہد میں اللہ کے احکام کی پیروی کرنا۔ اس لئے اسکا لقب المقتفی لامر اللہ ہوا +

جب مقتفی نے خوب عدل پھیلایا۔ اور تمام بغداد کو اپنے قبضہ میں کر لیا۔ تو سلطان مسعود نے دار الخلافت کے تمام گھوڑوں اور مال و اسباب پر قبضہ کر لیا اور سوائے چار گھوڑوں اور آٹھ خچروں کے اور کوئی چیز باقی نہ چھوڑی۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ مقتفی سے بیعت ہی اس شرط پر کی گئی تھی۔ کہ اس کے پاس کوئی گھوڑا اور سامان سفر نہ چھوڑا جائیگا +

۵۳۱ھ ہجری میں سلطان مسعود نے خلیفہ کے تمام متعلقات پر قبضہ کر لیا صرف اس کی خاص مقبوضہ زمین اس کے پاس رہنے دی۔ پھر اپنے وزیر کو خلیفہ کے پاس سے ایک لاکھ دینار اور لینے کو بھیجا۔ مقتفی نے کہا۔ نہایت عجیب بات ہے۔ تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ مسترشد اپنا سب مال لیکر تمہاری طرف چلا گیا تھا۔ اور اسپر جو گذری سب جانتے ہیں۔ اور جب راشد خلیفہ ہوا۔ تو اس نے جو کچھ کیا وہ بھی کسی سے پوشیدہ نہیں۔ وہ بھی جاتے وقت ماںبقی مال لے گیا تھا اب صرف گھر کا اسباب ہی باقی رہ گیا تھا۔ وہ تم نے لے لیا۔ دار الضرب پر بھی قبضہ کر لیا۔ اب اسقدر روپیہ تمہیں کہاں سے لاکر دیں۔ اب تو یہی بات باقی رہ گئی۔ کہ گھر سے نکل جائیں۔ اور وہ بھی تمہارے حوالہ کر دیں۔ اور میں نے عہد کر لیا ہے کہ ظلم کر کے کسی سے ایک حبہ بھی وصول نہ کرونگا۔ یہ باتیں سنکر سلطان نے خلیفہ سے طلب کرنا چھوڑ دیا۔ اور مال کی خاطر لوگوں سے خراج لینا شروع کیا تاجروں پر ٹیکس لگا دیا۔ اور لوگوں کو سخت تکلیفیں پہونچائیں +

جمادی الاولیٰ میں خلیفہ کے تمام ملک معاملات اور زکات واپس کر دیئے گئے۔ اور اسی سال ۳۰ رمضان کو بھی چاند دکھائی نہ دیا۔ دوسرے روز لوگوں نے روزہ رکھا۔ مگر اس روز بھی شام کے وقت چاند دکھائی نہ دیا۔ حالانکہ دونوں روز مطلع بالکل صاف تھا۔ ایسا واقعہ کبھی بھی وقوع میں نہیں آیا +

سنہ ۵۳۳ ہجری میں بجترہ کے ارد گرد دس فرسنگ تک سخت زلزلہ آیا۔ جس سے بہت سے لوگ ہلاک ہوئے۔ اور بجترہ زمین میں دھس گیا۔ اور وہاں سے سیاہ رنگ کا پانی نکلنے لگا +

اسی سال شہروں کی تمام آمدنیوں پر امراء نے قبضہ کر لیا۔ سلطان مسعود نہائیت تنگ ہوا۔ اور اس کا صرف نام ہی نام رہ گیا۔ اسی طرح سلطان سنجر بھی نہائیت عاجز ہوگیا۔ ان کے ضعف سے خلیفہ المقتفی کی عزت وشوکت بڑھ گئی بس اسی سے دولت عباسیہ کی اصلاح شروع ہوئی (خدا تعالےٰ کا ہزار شکر ہے)

سنہ ۵۴۱ ہجری میں سلطان مسعود بغداد میں آیا۔ اور دار الضرب بنو لیا۔ خلیفہ نے اس شخص کو جو دار الضرب میں سکہ بناتا تھا پکڑ لیا۔ مسعود نے خلیفہ کے حاجب کو پکڑ لیا۔ اس سے خلیفہ غضبناک ہوا۔ اور مسجدوں کے دروازے تین روز تک بند کر دیئے گئے۔ پھر مسعود نے حاجب کو رہا کر دیا۔ تو ادھر سے خلیفہ نے سکہ بنانے والے کو رہا کر دیا۔ اور فساد رفع ہوگیا

اسی سال ابن عبادی واعظ وعظ کرنے بیٹھا۔ تو سلطان مسعود بھی اس جگہ آگیا۔ ابن عبادی نے محصول کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے کہا۔ کہ اے بادشاہ کہ آپ جو مال مسلمانوں سے لیتے ہیں وہ ایک ہی رات میں ایک مطرب کو دیدیتے ہیں۔ مجھے آپ وہی مطرب تصور کر کے سب مال مسلمانوں کا بخشدیجئے یہ سنکر سلطان نے منادی کرادی۔ کہ آئندہ کوئی محصول نہ لیا جائے۔ پھر یہ حکم لکھ کر تختیوں پر لگا دیا۔ اور ڈھول اور نقاروں کے ساتھ ان کو شہر میں پھیر آگیا۔ اور پھر لاکر ایک جگہ لگا دیا۔ یہ تختیاں الناصر لدین کے وقت تک بغداد میں لگی رہیں۔ لیکن اس نے یہ کہکر اکھڑوا پھینکیں۔ کہ ہمیں عجمیوں کے آثار ونشانات کی کوئی ضرورت نہیں ہے +

سنہ ۵۴۳ ہجری میں فرنگیوں نے دمشق کا محاصرہ کر لیا۔ اسپر نور الدین زنگی والئے حلب نے انکا مقابلہ کیا۔ ان دنوں اسکا بھائی موصل کا حاکم تھا۔ مسلمانوں

کو فتح نصیب ہوئی - اور فرنگیوں کو شکست ہوئی - لیکن نورالدین زنگی نے اسوقت تک ان کا پیچھا نہ چھوڑا جب تک کہ ان تمام شہروں کو جو انہوں نے مسلمانوں سے چھینے ہوئے تھے فتح نہ کر لیا +

۵۴۴ھ ہجری میں الحافظ لدین اللہ والئے مصر گیا - اور اس کی جگہ اسکا بیٹا الظافر اسمٰعیل تخت نشین ہوا +

اسی سال ایک نہایت سخت زلزلہ آیا جس سے بغداد قریباً دس دفعہ ہلا - اور اس سے حلوان میں ایک پہاڑ ٹوٹ پڑا +

۵۴۵ھ ہجری میں یمن میں خون کا مینہ برسا زمین سُرخ ہو گئی - اور لوگوں کے کپڑوں پر سُرخی کے نشان باقی رہے +

۵۴۷ھ ہجری میں سلطان مسعود مر گیا +

ابن ہبیرہ مقتفی کا وزیر کہتا ہے - کہ جب سلطان مسعود کے کارکنوں نے مقتفی پر ظلم کرنا شروع کیا - مقتفی میں لڑنے کی تو طاقت نہیں تھی - اسلئے صلاح یہ قرار پائی - کہ اسپر بد دعا کیجائے - جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبیلہ رعل اور ذکوان پر برابر ایک ماہ تک بد دعا کی تھی - پس میں نے اور خلیفہ نے علیحدہ علیحدہ جمادی الاولےٰ کی ۲۹ تاریخ سے لیکر ہر صبح کو اس کے لئے بد دعا کرنی شروع کی - جب ایک ماہ کامل گزر گیا - تو مسعود اپنے تخت پر ہی بیٹھا مر گیا -

اس کے بعد لشکر نے اتفاق کر کے ملک شاہ کو سلطان بنایا - اور خاص بک کو اسکا مشیر کار مقرر کیا - مگر خاص بک نے بغاوت کر کے ملک شاہ کو گرفتار کر لیا - اور اس کے بھائی محمد کو خوزستان سے بلا کر سلطنت اس کے حوالے کی - اس دن سے خلیفہ مطلق العنان حکمران ہو گیا - اور سلطان کی طرف سے جتنے لوگ مدرسہ نظامیہ میں مدرس تھے سبکو معزول کر دیا - اسی اثنا میں اسے خبر ملی کہ نواحی واسط میں لوگوں نے فساد برپا کیا ہے - فوراً لشکر لیکر وہاں جا پہونچا - اور باغیوں کی سرکوبی کی - پھر حلہ اور کوفہ سے ہوتا ہوا بغداد واپس آیا - جب شہر میں آیا - تو اس روز بازار نہایت خوبصورتی سے سجائے گئے تھے -

۵۴۸ھ ہجری میں ترکوں کے ایک گروہ نے سلطان سنجر کو قید کر لیا - اور اسے نہایت ذلیل کیا - اور اس کے تمام شہروں کو قبضہ میں کر لیا - لیکن خطبہ میں اُسی کا نام باقی رکھا - وہ صرف نام کا خلیفہ تھا - ایک سائیس کے برابر اُس کی تنخواہ مقرر کر دی

وہ اپنی جان پر روتا تھا +

۵۴۹ سنہ ہجری میں مصر کا حاکم الظاہر باللہ عبیدی قتل ہوا - اور اسکی جگہ اُس کا بیٹا الفائز عیسیٰ تخت نشین ہوا - جو بالکل بچہ ہی تھا - سلطنت میں خرابی واقع ہو گئی - مقتفی نے نورالدین محمود بن زنگی کو وہاں کا حاکم مقرر کر کے وہاں جانے کے لئے لکھا وہ اسوقت فرنگیوں کے ساتھ لڑنے میں مشغول تھا - یہ شخص جہاد سے نہ تھکتا تھا - اسی سال صفر میں اس نے دمشق کو فتح کیا تھا - اور بلاد روم سے تلوار کے زور اور امان سے کئی قلعے فتح کر لئے تھے - اور اس کی شوکت و عظمت بہت بڑھ گئی تھی - مقتفی نے اسے مصر کا حاکم بنا کر بھیجا - الملک العادل کا خطاب عطا کیا -

اندنوں مقتفی کی شوکت اور بھی بڑھ گئی تھی - اور مخالفین پر وہ غالب آگیا تھا - اس کی شوکت و عظمت روز بروز بڑھتی گئی حتٰی کہ شب یکشنبہ ۲ ربیع الاول ۵۵۵ سنہ ہجری کو مر گیا -

ذہبی کہتے ہیں - کہ خلیفہ مقتفی ان خلفاء سے تھا جو نہائت باشوکت اور ہیبت تھے - نہائت عالم - ادیب شجاع اور حلیم تھا - نہائت نرم طبیعت تھا خلفاء میں اس جیسا کوئی نہیں گذرا - جو چھوٹا بڑا کام اس کی سلطنت میں ہوتا - اس کی اجازت سے ہوتا - حدیث اس نے اپنے اُستاد ابوالبرکات بن ابوالفرج بن سنی سے پڑھی تھی + ابن سمعانی کہتے ہیں - کہ کچھ حدیث اس نے اپنے بھائی مسترشد کے ساتھ ابوالقاسم بن بیان سے بھی سنی تھی - ابومنصور جوالقی لغوی - وزیر ابن ہبیرہ وغیرہما نے اس سے روائت کی ہے

مقتفی نے خانہ کعبہ کا دروازہ نیا بنوایا تھا - اور اپنے دفن کے لئے ایک عقیق کا تابوت بنوایا تھا - نہائت نیک سیرت - محبوب الخلق - عاقل - دیندار - اور صاحب الرائے والسیاست تھا - رسوم خلافت کو نئے سرے سے جاری کیا - اور کاروبار سلطنت و انتظام وغیرہ خود کیا کرتا تھا - اور لڑائیوں میں بہ نفس نفیس جایا کرتا تھا +

ابوطالب عبدالرحمن بن محمد بن عبدالسمیع ہاشمی کتاب مناقب عباسیہ میں لکھتے ہیں کہ مقتفی کا زمانہ نہائت عدل و انصاف اور خیر و برکت کا زمانہ تھا - اور یہ شخص خلیفہ ہونے سے پہلے نہائت عابد و زاہد تھا - پہلے علوم دین میں نہائت مشغول رہتا تھا - اور کتابیں لکھا کرتا تھا - معتصم کے بعد ایسا شجاع جوانمرد کوئی خلیفہ نہیں ہوا

اور ساتھ ہی یہ نہایت زاہد اور پرہیز گار تھا۔ جہاں اس کا لشکر گیا۔ فتحیاب ہی ہو کر آیا +

ابن جوزی کہتے ہیں کہ مقتفی کے عہد خلافت میں بغداد اور عراق خلفاء کے قبضہ میں آگیا تھا۔ حالانکہ اس سے پہلے ان پر بادشاہ ہی حکومت کرتے تھے۔ خلیفہ کا صرف نام ہوتا تھا اس کے نائب السلطنت سلطان سنجر صاحب خراسان سلطان نورالدین محمود والیئے شام تھے۔ یہ خلیفہ نہایت سخی۔ علم حدیث کا عاشق اور عالم و فاضل تھا +

ابن سمعانی نے ابو منصور جوالیقی سے اور انہوں نے مقتفی سے اور اس نے بسند خود حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت بُرے لوگوں پر آئیگی +

کہتے ہیں کہ جب مقتفی نے امام ابو منصور جوالیقی نحوی کو امام بنانے کے لئے بلایا۔ تو انہوں نے آکر صرف یہی کہا السلام علےٰ امیر المومنین ورحمۃ اللہ۔ وہاں اسوقت ابن تلمیذ نصرانی بھی کھڑا تھا۔ کہنے لگا۔ اے شیخ خلفاء پر صرف اس قدر ہی سلام کیا کرتے ہیں۔ ابن جوالیقی نے اُسے کچھ جواب نہ دیا۔ اور خلیفہ کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔ کہ اے امیر المومنین میں نے اسی طرح سلام کیا ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ پھر انہوں نے اس مضمون کی ایک حدیث روایت کی۔ اور پھر کہا۔ اے امیر المومنین اگر کوئی قسم کھائے۔ کہ کسی نصرانی یا یہودی کے دل تک علم نہیں پہونچا۔ تو اُسے کفارہ دینا لازم نہیں آتا۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے ان کے دلوں پر مُہر لگادی ہے۔ کہ جو بجز ایمان کے دور نہیں ہو سکتی مقتفی نے کہا۔ کہ تم نے خوب کہا ہے۔ اور بہت اچھا بیان کیا ہے۔ اس کلام سے گویا ابن تلمیذ کے منہ میں پتھر کی لگام دے دی گئی۔ یعنی بالکل خاموش ہو گیا۔ اگرچہ تھا وہ بھی بڑا ادیب +

علمائے ذیل مقتفی کے عہد خلافت میں فوت ہوئے :۔

ابن ابرش نحوی۔ یونس بن مغیث۔ جمال الاسلام بن مسلم شافعی۔ ابو القاسم اصفہانی صاحب ترغیب۔ ابن برجان۔ مازری مالکی صاحب معلم۔ علامہ زمخشری۔ رشاطی صاحب انساب۔ امام جوالیقی۔ ابن عطیہ صاحب تفسیر۔ ابو السعادات ابن الشجری۔ امام ابوبکر بن عربی۔ ناصح الدین ارجانی شاعر۔ قاضی عیاض۔ حافظ ابو الولید بن دباغ ابو السعد ہبۃ الرحمٰن قشیری۔ ابن علام الفرس مقری۔ رفاع شاعر۔ شہرستانی صاحب الملل والنحل۔ قیسرانی شاعر۔ محمد بن یحییٰ تلمیذ غزالی۔ ابو الفضل بن ناصر حافظ۔ ابو الکرم شہرزوری مقری۔ واو شاعر۔ ابن الخل امام الشافعیہ وغیرہم رحمہم اللہ تعالےٰ

المستنجد باللہ ابو المظفر

المستنجد باللہ ابو المظفر یوسف بن مقتفی ۵۱۸ھ ہجری میں پیدا ہوا۔ اسکی والدہ ام ولد کرجیہ تھی جس کا نام طاؤس تھا۔ ۵۴۷ھ ہجری میں والد نے اُسے ولیعہد مقرر کیا۔ اور اس کے مرنے پر اس سے بیعت کی گئی۔ نہایت عادل اور نرم طبیعت تھا۔ عراق کے تمام ٹیکس معاف کر دیئے۔ مفسدوں کا جانی دشمن تھا۔ چنانچہ مدت تک ایک مفسد کو قید رکھا۔ ایک شخص نے آکر عرض کیا۔ کہ دس ہزار دینار مجھ سے لے لیجئے۔ اور اُسے رہا کر دیجئے۔ مستنجد کہنے لگا۔ کہ میں تمہیں دس دینار دیتا ہوں اور تم مجھے اس طرح کا کوئی اور شخص بتلا دو۔ تاکہ میں اُسے بھی قید کروں۔ اور لوگوں کو اس کے شر سے بچاؤں +

ابن جوزی کہتے ہیں۔ کہ مستنجد نہایت فہیم صائب الرائے اور ذکی تھا۔ اعلےٰ درجے کا ناظم و ناشر تھا۔ آلات فلک اور اصطرلاب بنانے میں اسے خاص مہارت تھی۔ ذیل کے اشعار اسی کے ہیں:۔ اشعار

عَیَّرَتْنِی بِالشَّیْبِ وَھُوَ وَقَارٌ ؎۱ | لَیْتَھَا عَیَّرَتْ بِمَا ھُوَ عَارٌ
اِنْ تَکُنْ شَابَتِ الذَّوَائِبُ مِنِّیْ | فَاللَّیَالِیْ تَزِیْنُھَا الْاَقْمَارُ

ایک بخیل کی صفت میں اس کے یہ شعر ہیں:۔ شعر

وَبَاخِلٍ اَشْعَلَ فِیْ بَیْتِہٖ ؎۲ | تَکْرِمَۃً مِّنْہُ لَنَا شَمْعَۃً
فَمَا جَرَتْ مِنْ عَیْنِھَا دَمْعَۃٌ | حَتّٰی جَرَتْ مِنْ عَیْنِہٖ دَمْعَۃً

؎۱ محبوبہ نے بڑھاپے کی سفیدی دیکھ کر مجھے عیب لگایا۔ حالانکہ وہ موجب فخر چیز ہے۔ کاش کہ اس چیز کو عار سمجھتی۔ جو فی الحقیقت عار ہے۔ اگر میری زلفیں سفید ہو گئی ہیں۔ تو کوئی مضائقہ نہیں۔ کیونکہ راتوں کو ماہِ تاباں سے ہی زینت ہوتی ہے۔ ۱۲

؎۲ بہت سے ایسے بخیل ہیں جو ہماری عزت کی خاطر گھر میں شمعیں روشن کرتے ہیں۔ جب شمع پگھلتی ہے۔ اور اس کے آنسو جاری ہو جاتے ہیں (یعنی وہ قطرہ قطرہ ہو کر بہنے لگتی ہے)، تو اس بخیل کے بھی آنسو بہنے لگتے ہیں ۱۲ مترجم

اپنے وزیر ابن ہبیرہ کی دانائی اور کاردانی سے بہت خوش ہوا۔ تو اُس کی صفت میں یہ شعر کہے :۔ اشعار

صفت لنعمتان خصتاک وعمتا | بذکرھما حتی القیامۃ تذکر[1]
وجودک والدنیا الیک فقیرۃ | وجودک والمعروف فی الناس منکر
فلو رام یا یحیی مکانک جعفر | ویحیی لکفا عنہ یحیی وجعفر
ولم ار من ینوی لک السوء یا | ابا المظفر الا کنت انت المظفر

مستنجد ۸ ربیع الآخر ۵۶۶ھ ہجری میں فوت ہوا۔

اس کے عہد خلافت کے شروع سال میں الفائز حاکم مصر مر گیا۔ اور اس کے بعد اس کا بیٹا العاضد لدین اللہ تخت نشین ہوا۔ یہ شخص عبیدیوں میں سے آخری خلیفہ تھا +

۵۶۲ھ ہجری میں سلطان نور الدین نے امیر اسد الدین شیر کوہ کو دو ہزار سوار دیکر مصر کی جانب روانہ کیا۔ اُس نے جزیرہ میں اُتر کر قریباً دو ماہ تک مصر کا محاصرہ رکھا۔ وہاں کے حاکم نے فرنگیوں سے مدد مانگی۔ اسلئے وہ دمیاط سے اُس کی مدد کے لئے آگے بڑھے۔ اسد الدین صعید کی طرف چلا گیا۔ وہاں اس کے اور مصریوں کے درمیان لڑائی ہوئی۔ اگرچہ اُس کے دشمن کے پاس بہت سا لشکر تھا۔ اور اس کے پاس کم۔ مگر فتح اسی کو ہوئی۔ اور ہزارہا فرنگی اس لڑائی میں کام آئے۔ پھر اسد الدین نے صعید کا خراج جمع کیا۔ فرنگیوں نے اسکندریہ کا قصد کیا۔ اور اسپر صلاح الدین یوسف بن ایوب (اسد الدین کا بھتیجا) قابض ہو چکا تھا۔ برابر چار ماہ تک فرنگیوں نے اس کا محاصرہ رکھا۔ آخر اسد الدین اسطرف بڑھا۔ اور فرنگی بھاگ گئے۔ اور اسد الدین شام کی طرف چلا آیا +

---

[1] وہ دونوں نعمتیں جو تیرے ساتھ خاص ہیں۔ اور تمام لوگوں کو ان کا نفع عام ہے۔ قیامت تک ان کے باعث تم مشہور ہو گے۔ اے یحیی اگر تیرا مکان و مرتبے کا یحیی اور جعفر قصد کرتے تو وہ بھی اس سے عاجز ہو جاتے۔ میں دیکھتا ہوں اے ابو المظفر جو تیرے ساتھ برابری کرنا چاہتا ہے۔ تو تو ہی اُسپر غالب آتا ہے + ۱۲ مترجم

۵۶۴ ؁ہجری میں فرنگیوں نے ایک لشکر جرار لیکر پھر دیار مصریہ پر حملہ کیا۔ اور بلبیس پر قبضہ کر لیا۔ اور قاہرہ کا محاصرہ کر لیا۔ قاہرہ کے حاکم نے فرنگیوں کے قبضہ کے ڈر سے قاہرہ میں آگ لگا دی۔ پھر اس نے سلطان نور الدین سے مدد مانگی۔ پس اسد الدین اپنی فوجیں لیکر اس کی مدد کے لئے چلا۔ جب فرنگیوں نے اُس کے پہونچنے کی خبر سُنی۔ فوراً وہاں سے چلدیئے۔ اسد الدین مصر میں داخل ہُوا۔ العاضد صاحب مصر نے اسے اپنا وزیر بنالیا۔ اور اسے خلعت عطا کی۔ اسد الدین وزیر بننے کے بعد صرف دو ماہ پانچ روز زندہ رہا۔ العاضد نے اس کی جگہ اس کے بھتیجے صلاح الدین یوسف بن ایوب کو مقرر کر دیا۔ اور تمام امور اس کے سپرد کر کے الملک الناصر کا اسے خطاب دیا۔ صلاح الدین اپنے فرائض کو نہائیت عمدگی سے سرانجام دیتا رہا۔

ذہبی لکھتے ہیں۔ کہ جب سے مستنجد بیمار ہوا آسمان پر سخت سرخی رہی جتی کہ دیواروں پر اسکی روشنی دکھائی دیتی تھی۔

اس کے عہد میں علمائے ذیل فوت ہوئے:۔

دیلمی صاحب مسند الفردوس۔ عمرانی شافعی صاحب تبیان۔ ابن برای شافعی۔ وزیر ابن ابی ہبیرہ۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رح۔ امام ابوسعید سمعانی۔ ابن النجیب سہروردی ابوالحسن بن ہذیلی مقری وغیرہم رحمہم اللہ تعالےٰ

المستضئی بامر اللہ الحسن

المستضئی بامر اللہ الحسن ابو محمد بن مستنجد باللہ ۵۳۶ ؁ہجری میں پیدا ہُوا۔ اس کی والدہ آرمینیہ کی رہنے والی اُمّ ولد تھی۔ نام اس کا غضہ تھا۔ والد کے فوت ہونے کے بعد مستضئی تخت خلافت پر بیٹھا +

ابن جوزی لکھتے ہیں۔ کہ تخت پر بیٹھتے ہی اُسنے تمام مظالم دور کر دیئے۔ ایسا عدل و کرم پھیلایا۔ جو ہم نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ ہاشمیوں۔ علویوں اور علماء کو بہت سا مال دیا۔ مدرسوں اور سراؤں پر بھی بہت کچھ خرچ کیا۔ مال کی اس کے نزدیک کوئی وقعت نہ تھی ہمیشہ لوگوں کو بانٹتا رہتا تھا۔ نہائیت حلیم۔ بُردبار اور مہربان تھا۔ جب خلیفہ ہوا تو سب ارباب دولت وغیرہم کو خلعتیں عطا کیں۔ شاہی گودام کا درزی بیان کرتا ہے کہ میں نے ایک ہزار تین سو ریشمی قبائیں (چغے) قطع کی تھیں۔ بغداد میں اس کے نام کا خطبہ

پڑھا گیا۔ اور حسب رسم دینار نثار کئے گئے۔ روح بن حدیثی قاضی مقرر ہوئے۔ اور انکو غلام عطا کئے گئے۔ رحیص بیص نے اسی بارہ میں یہ شعر کہے ہیں:۔ اشعار

يَا إِمَامَ الْهُدٰى عَلَوْتَ عَلَى الْجُوْ ... دِ بِمَالٍ وَفِضَّةٍ وَنُضَارِ

فَوَهَبْتَ الْأَعْمَارَ وَالْأَمْنَ وَالْبُلْدَا ... نَ فِي سَاعَةٍ مَضَتْ مِنْ نَهَارِ

فَبِمَا ذَا يُثْنِي عَلَيْكَ وَقَدْ جَاوَزْ ... تَ فَضْلَ الْبُحُوْرِ وَالْأَمْطَارِ

إِنَّمَا أَنْتَ مُعْجِزٌ مُسْتَقِلٌّ ... خَارِقٌ لِلْعُقُوْلِ وَالْأَفْكَارِ

جَمَعَتْ نَفْسُكَ الشَّرِيْفَةُ بِالْبَأْ ... سِ وَبِالْجُوْدِ بَيْنَ مَاءٍ وَنَارِ

ابن جوزی کہتے ہیں۔ کہ اکثر مستضئی لوگوں سے پردے میں رہتا تھا۔ اگر باہر سوار ہو کر جانا ہوتا۔ تو نوکروں چاکروں کے ساتھ ہی سوار ہو کر نکلتا۔ اکیلا باہر نہ جاتا۔ اور ان کے سوا اس کے پاس کوئی اور شخص بھی نہ جانے پاتا تھا۔ اس کے عہد خلافت میں ہی بنی عبید کی سلطنت ختم ہو گئی۔ اور مصر میں مستضئی کے نام کا ہی خطبہ پڑھا گیا۔ اور اسی کا نام سکوں میں مسکوک ہوا۔ جب اس امر کی خبر بغداد میں پہنچی تو نہایت خوشی کی گئی۔ اور بازار سجائے گئے۔ اسی واقعہ کے متعلق میں نے ایک کتاب تصنیف کی ہے۔ جس کا نام "النصر علی مصر" رکھا ہے۔ ابن جوزی کا کلام ختم ہوا۔

ذہبی کہتے ہیں۔ کہ اس کے عہد میں بغداد میں رفض کا زور کم ہو گیا تھا۔ جس کے

ف اے امام ہدایت تو مال۔ چاندی اور سونے کے بخشنے میں بارش سے بھی بڑھ گیا ہے ابھی ان سے ایک ساعت ہی گزری ہے۔ کہ تو نے اس میں لوگوں کو عمریں امن اور شہر بخش دیئے ہیں۔ کن الفاظ سے تیری تعریف ادا کی جائے۔ حالانکہ تو سخاوت میں سمندروں اور بارش سے سبقت لے گیا ہے۔ تو تو گویا ایک معجزہ مستقل ہے جو عقول وافکار کے برخلاف واقع ہوا ہے۔ تیرے شریف نفس نے خوف اور بخشش کو جمع کیا ہے۔ گویا کہ آب و آتش کو جمع کیا ہے (یعنی دشمنوں کے لئے تو آگ کی طرح ہے اور دوستوں کے لئے پانی کیطرح) ۱۲ مترجم

باعث نہایت امن ہوگیا۔ اور اس کی خلافت میں سعادتِ عظیمہ حاصل ہوئی یمن برقہ۔ توزر اور مصر وغیرہ میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ تمام بادشاہ اس کے مطیع فرمان ہوگئے۔ یہ سب واقعات ۵۶۷ھ ہجری میں ہوئے +

عباد کاتب کہتے ہیں۔ کہ سلطان صلاح الدین بن ایوب نے ۵۶۷ھ ہجری کے پہلے جمعہ میں بنی عباس کا خطبہ مصر میں پڑھا۔ بدعت کا قلع قمع ہوگیا۔ اور راہ شریعت واضح ہوگیا۔ اور دوسرے خطبہ میں قاہرہ میں بھی عباسیوں کے نام خطبہ پڑھا گیا۔ اس بات کے تھوڑے دن بعد ہی العاضد والئے مصر مرگیا۔ اور صلاح الدین نے اس کے محل اور اس کے تمام ذخائر و نفائس پر قبضہ کرلیا۔ کہتے ہیں۔ کہ اس میں اتنا مال تھا۔ کہ دس سال تک برابر فروخت ہوتا رہا۔ نہایت عجیب چیزیں جو سلطان صلاح الدین نے اپنے لئے رکھلی تھیں۔ وہ ان کے علاوہ تھیں سلطان نورالدین نے یہ خوشخبری شہاب الدین مظفر بن علامہ شرف الدین بن ابی عصرون کے ہاتھ بغداد میں بھیجی۔ اور مجھے بشارۃ عامہ کا جو تمام شہروں میں سنائی جائے لکھنے کا حکم دیا۔ تو میں نے یہ خوشخبری اس طرح لکھی:۔ "ہر طرح کی تعریف خدا کو سزاوار ہے جو حق کو ظاہر اور برتر کرنے والا ہے۔ اور باطل کو کمزور اور نابود کرنے والا ہے"۔ اس سے کچھ آگے چلکر لکھا۔ کہ ان شہروں میں کوئی ایسا نہیں جس پر مولانا امام مستضئ بامر اللہ امیر المومنین کے نام کا خطبہ نہ پڑھا گیا ہو۔ تمام مسجدیں قبضہ میں آگئی ہیں۔ اور بدعت کے گرجے مسمار کئے ہیں۔ آگے چلکر لکھا۔ حالانکہ قریباً ڈھائی سو برس سے وہ جھوٹے دعویداروں اور شیطان کے گروہوں سے بھری ہوئی تھیں۔ پس خدا تعالٰے نے ہمیں ان شہروں کا مالک کردیا۔ اور ہماری مراد جو کفر و الحاد کو مٹانے کی تھی پوری ہوئی جس کے ہم نائب ہیں اسے ہم نے مقدم کیا ہے۔ اور دعوتِ عباسیہ قائم کردی ہے۔ اور ملحدوں کو تہ تیغ کردیا ہے۔ اعماد نے اس مضمون میں ایک قصیدہ بھی بنایا ہے۔ اشعار ذیل اسی کے ہیں:۔ اشعار

قَدْ خَطَبْنَا لِلْمُسْتَضِئِ بِمِصْرَ	نَائِبِ الْمُصْطَفٰی اِمَامِ الْعَصْرِ
وَخَذَلْنَا لِنَصْرِهٖ عَضُدَ	وَالْعَاضِدَ وَالْقَاصِرَ الَّذِیْ بِالْقَصْرِ
وَتَرَكْنَا الْمُدَّعِیْ یَدْعُوْ ثُبُوْرًا	وَهُوَ بِالذُّلِّ تَحْتَ حَجْرٍ وَحَصْرٍ

(ترجمہ، ہم نے نائب مصطفے اور امام العصر مستضئ کے لئے مصر میں خطبہ پڑھا ہے۔ اور عاضد کی امداد کو جو قاصر تھا چھوڑ دیا ہے۔ اور بدعی کو ویل وثبور کو مبتلائے ذلت وخواری کر دیا ہے۔)

خلیفہ نے اس بشارت کے جواب میں نور الدین اور صلاح الدین کو خلعتیں اور سرو پا وغیرہ اور خطبائے مصر کو جھنڈے عطا کئے۔ اور عماد کاتب کو ایک خلعت اور سو دینار بھیجے۔ عماد نے اس کے بعد ایک اور قصیدہ بنایا جس کا ایک شعر یہ ہے۔ شعر

ادالت بمصر لداعی الهداة　　وانتقمت من دعی الیهود

ابن اثیر لکھتے ہیں کہ مصر میں عباسیوں کا خطبہ پڑھے جانے کا باعث یہ ہوا کہ صلاح الدین کا قدم جب مصر میں جم گیا۔ اور عاضد کا امر ضعیف ہو گیا۔ تو نور الدین نے صلاح الدین کی طرف عباسیوں کا خطبہ پڑھنے کے لئے لکھا۔ اس نے جواب میں لکھا کہ ایسا کرنے سے مجھے مصریوں کے باغی ہو جانے کا خوف ہے۔ نور الدین اس بات کو خاطر میں نہ لایا۔ اور پھر نہایت تاکید سے اسپر عمل کرنے کو لکھا۔ اتفاق سے انہوں عاضد بیمار ہو گیا۔ صلاح الدین نے امراء سے مشورہ کیا۔ بعض نے تو اس سے اتفاق کیا۔ اور بعض نے مخالفت کی۔ انہوں مصر میں ایک عجمی شخص امیر العالم نامی آیا ہوا تھا۔ وہ ان کا یہ لیت ولعل دیکھکر کہنے لگا کہ میں اس کام کو شروع کرتا ہوں۔ چنانچہ محرم کے پہلے جمعہ میں وہ خطیب سے پہلے منبر پر چڑھا۔ اور مستضئ کے لئے دعاء کی۔ مگر کسی نے چون وچرا نہ کی۔ عاضد سخت بیمار ہو گیا۔ اور آخر عاشورا کے دن جاں بحق ہو گیا۔

۵۶۹ھ ہجری میں نور الدین نے خلیفہ کے پاس ہدیہ اور تحفے بھیجے جن میں ایک گدھا تھا جس کے بدن پر دھاریاں تھیں۔ اور ایک عتابی کپڑا تھا۔ سب لوگ ان ہدیوں کے دیکھنے کے لئے نکلے۔ ان میں ایک شخص تھا جس کا نام عتابی تھا۔ وہ فخر اور دعوے تو بہت کیا کرتا تھا۔ مگر تھا بلید اور ناقص العقل۔ ایک شخص نے بطور ہنسی کہا۔ کہ اگر نور الدین نے ہمیں حمار اور عتابی تحفہ بھیجا ہے۔ تو ہمارے پاس بھی عتابی حمار ہے۔

اسی سال سواد میں نارنگی کے برابر اولے پڑے جن سے بہت سے مکان مسمار ہو گئے۔ اور ہزارہا انسان وحیوان مر گئے۔ دجلہ میں اتنی طغیانی آئی۔ کہ بغداد غرق ہو گیا لوگوں نے نماز جمعہ شہر پناہ کے باہر ادا کی۔ اس سال فرات میں بھی سخت طغیانی آئی

جس سے گاؤں کے گاؤں تباہ ہو گئے - اور کھیتوں کو سخت نقصان پہونچا - لوگوں نے نہائیت عاجزی سے دعائیں مانگیں - خدا کی شان کہ اسجگہ تو یہ حال تھا مگر دجیل کے کھیت پانی نہ ہونے کے باعث سڑ گئے +

اسی سال سلطان نورالدین والیئے دمشق فوت ہو گیا - اور اس کے بعد اسکا بیٹا الملک الصالح اسمٰعیل تخت پر بیٹھا - لیکن اُسے بچہ سمجھ کر فرنگیوں نے سواحل میں حرکت کی - لیکن انہیں بہت سا مال دیکر صلح کی گئی -

اسی سال خاندان عبیدی کے ہواخواہوں نے پھر عبیدیوں کی سلطنت کو قائم کرنا چاہا - اور سلطان صلاح الدین کے بہت سے امراء بھی ان سے متفق ہو گئے لیکن صلاح الدین کو بروقت اس کی اطلاع مل گئی - اس نے سب کو قصر مین میں سولی پر چڑھوا دیا +

۵۷۲ھ ہجری میں سلطان صلاح الدین نے مصر و قاہرہ کے گرد دیوار بنانے کا حکم دیا - اور اس کی تعمیر کا انتظام امیر بہاؤالدین قراقوش کے سپرد کیا -

ابن اثیر لکھتے ہیں - کہ اس دیوار کا دور انیس ہزار تین سو (۱۹۳۰۰) گز ہاشمی تھا +

اسی سال سلطان صلاح الدین نے کوہ مقطم پر قلعہ بنانے کا حکم دیا - مگر یہ قلعہ اُس کی زندگی میں مکمل نہ ہوا - بلکہ اُس کے بھتیجے السلطان الملک الکامل کے عہد میں ختم ہوا - اور اسی نے سب سے پہلے اسمیں رہائش اختیار کی -

اسی سال سلطان صلاح الدین نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار بنوایا +

۵۷۴ھ ہجری میں بغداد میں آدھی رات تک نہائیت سخت ہوا چلتی رہی - اور اطراف آسمان میں آگ کے ستون نمودار ہوئے - لوگوں نے نہائیت عاجزی سے دعائیں مانگیں - صُبح کے وقت تک یہ بات رہی +

۵۷۵ھ ہجری میں خلیفہ مستضئی نے ماہِ شوال کے آخر میں انتقال کیا - اور اپنے بیٹے احمد کو جانشین مقرر کیا +

مستضئی کے عہد خلافت میں علمائے ذیل فوت ہوئے :-

ابن خشاب نحوی - ملک النحاۃ ابو نزار الحسن بن صافی - حافظ ابو العلاء الہمدانی ناصح الدین ابن الدہان النحوی - حافظ کبیر - ابو القاسم بن عساکر از شاگردانِ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ - حیص بیص شاعر - حافظ ابو بکر بن خیر وغیرہم - رحمہم اللہ تعالیٰ +

اَلنَّاصِرُ لِدِیْنِ اللّٰہِ احمد

النّاصرلدین اللہ احمد ابوالعباس بن مستضئی بامر اللہ بتاریخ ۱۰ رجب ۵۵۳ھ
میں پیدا ہوا۔ اس کی والدہ ترکیہ تھی جس کا نام زمرد تھا۔ اپنے باپ کے مرنے کے بعد
ماہ ذیقعد کی پہلی تاریخ ۵۷۵ھ ہجری میں تخت خلافت پر بیٹھا۔ بہت سے علماء نے
اُسے روایتِ حدیث کی اجازت دی تھی۔ منجملہ ان کے ابوالحسین عبدالحق یوسفی اور
ابوالحسین علی بن عساکر بطائحی تھے۔ اُس نے خود بہت سے لوگوں کو روایتِ حدیث کی
اجازت دی تھی۔ جو اس کی حیات میں ہی بطور فخر اس سے روایت کیا کرتے تھے۔

ذہبی کہتے ہیں۔ کہ الناصرلدین اللہ سے زیادہ عرصہ تک کسی نے خلافت نہیں کی۔
کیونکہ یہ برابر سینتالیس (۴۷) سال تک خلیفہ رہا۔ اور مدت العمر عزت وجلالت کی
حالت میں رہا جس نے سرکشی یا مخالفت کی اسے تباہ کردیا۔ جس نے اُس کی گستاخی کا
دل میں ارادہ کیا۔ خدائے تعالےٰ نے اُسے تباہ کر دیا۔ باوجود اس اقبالمندی کے مصالح
ملک میں نہایت اہتمام کیا کرتا تھا۔ اور رعیت سے کسی چھوٹے بڑے کی کوئی بات اس
سے پوشیدہ نہیں رہتی تھی۔ اس کے مخبر اور پرچہ نویس ہر شہر میں موجود تھے۔ جو
ہر ایک چھوٹی بڑی بات لکھکر اس کے پاس بھیجا کرتے تھے۔ ایسے ایسے حیلے اور
اس طرح کی چالیں چلتا تھا۔ کہ جنہیں کوئی شخص نہیں سمجھ سکتا تھا۔ دو دشمن بادشاہوں
میں صُلح کرادیتا۔ اور انہیں خبر تک نہ ہوتی۔ اور دو متفق بادشاہوں میں عداوت ڈال
دیتا۔ اور پتہ بھی نہ لگتا۔ جب والئے ماژندران کا ایلچی بغداد میں آیا۔ تو ہر صبح کو
خلیفہ کے پاس اس کے اعمال وافعال شبینہ کا پرچہ پہونچتا تھا۔ یہ حالت دیکھ کر
ایلچی نے تمام کام نہایت احتیاط سے پوشیدہ طور پر کرنے شروع کئے۔ مگر باوجود
اس کے پرچہ ہر صبح خلیفہ کے پاس پہونچتا تھا۔ ایک رات اُس نے ایک عورت کو
چور دروازے سے اندر بُلاکر تمام رات اپنے پاس رکھا۔ صبح کو ہی اس بات کا پرچہ خلیفہ
کے پاس پہونچ گیا۔ اور اس میں یہاں تک درج تھا۔ کہ جو لحاف ان دونوں نے اوڑھا
تھا۔ اسپر ہاتھی کی تصویر تھی۔ یہ حالت دیکھکر ایلچی گھبرا گیا۔ اور اُسے کامل یقین
ہو گیا۔ کہ خلیفہ کو علم غیب حاصل ہے۔ (کیونکہ امامیہ کا اعتقاد ہے کہ امام معصوم
حاملہ کے بچے اور ماوراء الجدار چیزوں کو جانتا ہے)

ایک دفعہ خوارزم شاہ کا ایلچی ایک مخفی اور سر بمہر خط لیکر آیا۔ الناصر لدین اللہ نے اس خط کو دیکھتے ہی کہدیا۔ کہ مجھے اس خط کا حال معلوم ہے۔ تم واپس چلے جاؤ۔ اس بات سے اُسے یقین ہو گیا کہ خلیفہ کو علم غیب معلوم ہے۔

ذہبی کہتے ہیں۔ کہ لوگوں کا خیال تھا۔ کہ الناصر لدین اللہ کے جنات تابع ہیں۔ جب خوارزم شاہ خراسان اور ماوراالنہر میں آیا۔ اور جبر و تعدی شروع کی۔ اور بڑے بڑے بادشاہوں کو مطیع فرمان کر لیا۔ اور ہزار ہا خلق خدا کو تہ تیغ کیا۔ اور وہاں سے بنی عباس کا خطبہ موقوف کرا دیا۔ اور پھر فتح بغداد کے قصد سے آگے بڑھا۔ مگر جب ہمدان میں پہونچا تو برابر بیس روز تک انپر برف باری ہوتی رہی۔ حالانکہ وہ موسم برف کا نہ تھا۔ اسپر اس کے بعض خواص نے کہا۔ کہ چونکہ آپ نے بیت الخلافت کے فتح کا قصد کیا تھا۔ اس لئے یہ غضب الٰہی نازل ہوا۔ اس کے بعد پھر یہ خبر پہونچی۔ کہ ترکوں نے جمع ہو کر اس کے ملک پر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ اسلئے اُسے لاچار واپس جانا پڑا۔ اور الناصر لدین اللہ اس کے مقابلہ کی زحمت سے بچ گیا +

ناصر عجیب طبیعت کا آدمی تھا۔ جب کسی کو کچھ دیتا۔ تو پیٹ بھر کر دیتا۔ اور جب کسی کو مارتا۔ تو بری طرح مارتا۔ بعض موقعوں پر تو اس شخص کی طرح داد و دہش کرتا تھا۔ جسے محتاج و فقیر ہونے کا خوف ہی نہ ہو

ایک دفعہ ہندوستان سے ایک شخص اس کے لئے ایک طوطا لیکر آیا۔ جو قُل ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پڑھتا تھا۔ جب وہ بغداد پہونچا۔ تو اتفاق سے وہ طوطا مر گیا۔ وہ شخص نہایت حیران ہوا۔ اتنے میں فراش نے آکر طوطا طلب کیا۔ اس نے رو کر جواب دیا۔ کہ وہ تو کل رات مر گیا ہے۔ اس نے کہا ہاں مجھے معلوم ہے کہ وہ مر گیا ہے۔ مگر یہ تو بتاؤ کہ تمہیں خلیفہ سے کتنے انعام کی امید تھی۔ اس نے کہا۔ پانسو دینار کی امید رکھتا تھا۔ اس فراش نے کہا یہ لے۔ خلیفہ نے تیرے لئے پانچسو دینار بھیجے ہیں۔ جس روز تو ہندوستان سے روانہ ہوا تھا۔ خلیفہ کو اسی دن تیرا حال معلوم ہو گیا تھا +

صدر جہاں جب بغداد میں آئے۔ تو ان کے ساتھ بہت سے فقیہ بھی تھے۔ ایک فقیہ کے پاس نہایت عمدہ گھوڑا تھا جب وہ گھر سے چلنے لگا۔ تو گھر والوں نے کہا اگر تم اسے یہیں چھوڑ جاؤ۔ تو بہتر ہے۔ ایسا نہ ہو۔ کہ تم سے کوئی چھین نہ لے۔ اس نے کہا عوام تو ایک طرف رہے۔ خلیفہ وقت بھی اس کے چھیننے کی طاقت نہیں رکھتا۔ خلیفہ نے پہلے ہی ایک ہشتیلچی کو حکم دے رکھا تھا کہ جب ایسا ایسا ایک شخص آئے

تو اسے مار کر گھوڑا اس سے چھین لینا۔ چنانچہ جب وہ بغداد میں آیا۔ تو مشعلچی نے ایسا ہی کیا۔ فقیہ سخت پریشان ہوا۔ اور ہر جگہ فریاد کی۔ مگر کسی نے نہ سُنی۔ الغرض جب یہ لوگ حج کر کے واپس آئے۔ تو بارگاہِ خلافت سے صدر جہاں اور ان کے ہمراہیوں کو خلعتیں عطا ہوئیں۔ اور منجملہ ان کے اس فقیہ کو بھی خلعت عطا ہوئی۔ جس میں وہی گھوڑا مع طلائی زین اور ساز و سامان کے ساتھ تھا۔ پھر اسے کہا گیا۔ کہ خلیفہ کو تو بیشک اس گھوڑے کو چھیننے کی جرأت نہیں ہوئی۔ مگر ایک ادنےٰ درجے کے شخص (یعنی مشعلچی) نے اسے چھین لیا۔ یہ بات سُنکر وہ فقیہ بیہوش ہو کر گر پڑا۔ اور خلیفہ کی کرامت کا قائل ہو گیا +

موفق عبد اللطیف کہتے ہیں۔ کہ ناصر نے اپنی ہیبت اور خوف سے لوگوں کے دلوں کو پُر کر دیا تھا۔ اور اس سے اہل ہند و اہل مصر ایسا ہی ڈرتے تھے۔ جیسا کہ اہل بغداد ڈرتے تھے۔ معتصم کے بعد ہیبت خلافت مر چکی تھی۔ مگر اس نے اسے زندہ کیا۔ اور اپنے ساتھ ہی اس کا خاتمہ کر گیا۔ مصر اور شام کے بادشاہ اور اکابر کی مجلسوں میں جب ناصر کا ذکر آتا۔ تو اسکی ہیبت اور جلال کے باعث سب اپنی آوازیں پست کر لیتے + ایک مرتبہ بغداد میں ایک سوداگر آیا جس کے پاس شہر دمیاط کا بنا ہوا اطلائی اسباب تھا۔ چنگی والوں نے اس سے محصول مانگا۔ مگر اس نے کہدیا۔ کہ میرے پاس وہ چیز ہی نہیں جس کا تم محصول مانگتے ہو۔ انہوں نے تمام چیزوں کی نشانیاں اور صورت و شکل بیان کرنی شروع کی۔ مگر وہ اسپر بھی انکار کئے گیا۔ پھر انہوں نے بارگاہِ خلافت کی ہدایت کے موجب کہا۔ کہ کیا تو نے اپنے فلاں ترکی غلام کو۔ شہر دمیاط کے کنارے لے جا کر پوشیدہ طور سے قتل نہیں کر دیا ہے۔ وہ یہ بات سُنکر حیران رہ گیا۔ کیونکہ اس کے سوا کسی کو اس واقعہ کی خبر نہ تھی +

ابن نجار کہتے ہیں کہ تمام سلاطین ناصر کے مطیع فرمان ہو گئے تھے۔ اور تمام مخالفین و سرکش اس کی تلوار خارہ شگاف کے آگے جُھک گئے تھے۔ اور تمام اس کے مددگار رہنما بن گئے تھے۔ بہت سے ملک اس نے فتح کئے۔ اس کا ملک اسقدر وسیع تھا۔ کہ خلفاء پیشین سے کسی کو نصیب نہیں ہوا۔ اندلس (سپین) اور چین میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ عباسیوں میں سب سے زیادہ شدید شخص تھا۔ پہاڑ اسکی ہیبت سے کانپتے تھے۔ خوش خلق۔ کامل الظرف۔ فصیح اللسان۔ بلیغ البیان شخص تھا۔ اس کے فرامین نہایت اعلےٰ اور عمدہ تھے۔ اور اس کا زمانہ تاج فخر کا موتی تھا +

ابن واصل لکھتے ہیں۔ کہ ناصر نہایت دلیر، شجاع۔ صاحب عقل صائب اور ذہن ثاقب تھا۔ عراق اور ملک کی تمام اطراف میں اس کے جاسوس تھے۔ جو اسے ذرہ ذرہ بات کی اطلاع پہونچا دیا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ بغداد میں ایک شخص نے دعوت کی اور مہمانوں سے پہلے ہاتھ دھولئے۔ جاسوس نے اس بات کی اطلاع ناصر کو پہونچائی۔ تو اس نے جواب میں لکھا۔ کہ یہ بات میزبان کی بے ادبی اور جاسوس کی فضول پر دال ہے۔ (کہ اتنی خفیف سی بات لکھنے کی کیا ضرورت تھی) باوجود ان باتوں کے رعایا کے حق میں اچھا نہ تھا۔ اور ظلم و جور کی طرف مائل تھا۔ اسلئے لوگ شہر چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ اور انکا مال اس نے ضبط کر لیا۔ افعال متضادہ اس سے صادر ہوا کرتے تھے۔ اپنے اجداد کے خلاف مذہب امامیہ کی طرف مائل تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ اس کے سامنے کسی نے ابن جوزی رح سے پوچھا۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کون افضل ہے۔ تو وہ بھی صراحتہً حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت بیان نہ کر سکے۔ بلکہ گول سول یہ کہکر چلدیئے۔ کہ آپ کے بعد وہ افضل ہے جس کی بیٹی ان کے نکاح میں تھی +

ابن اثیر کہتے ہیں کہ ناصر بدخلق تھا۔ اس کے عہد خلافت میں اس کی رسوم بد کے باعث عراق کا ملک اُجڑ گیا تھا۔ لوگوں کا مال و اسباب اپنے مال میں شامل کر لیا تھا۔ بندوق سے شکار کیا کرتا تھا۔ اور کبوتر باز تھا +

موفق عبداللطیف کہتے ہیں کہ وسط ایام خلافت میں روایت حدیث میں مشغول ہو گیا تھا۔ چنانچہ بہت سے محدثین کو بلا کر ان سے حدیث سنی۔ اور اجازت حاصل کی۔ اور پھر خود بادشاہوں اور علماء کو اجازتیں لکھکر بھیجیں۔ ایک کتاب تصنیف کی جس میں ۷۰ حدیثیں تھیں پھر وہ کتاب حلب میں پہونچی۔ اور لوگوں نے اسے سُنا +

ذہبی کہتے ہیں کہ ناصر نے بہت سے علماء کو اجازت دی تھی۔ ان میں سے ابن سکینہ ابن احضر۔ ابن نجار۔ ابن دامغانی وغیرہم ہیں +

ابن جوزی کے نواسے ابوالمظفر کہتے ہیں۔ کہ آخر عمر میں ناصر کی نظر کم ہو گئی تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ بالکل ہی اندھا ہو گیا تھا۔ لیکن اُسکا حال رعیت سے کسی کو حتی کہ وزیر اور گھر والوں کو بھی معلوم نہ ہوتا تھا۔ کیونکہ اس نے ایک لونڈی کو اپنے خط کی مشق کرا دی تھی۔ اُس کا خط بالکل ناصر جیسا تھا۔ فرمانوں پر وہی دستخط کرتی تھی۔

شمس الدین جوزی کہتے ہیں۔ کہ پانی جو ناصر پیا کرتا تھا بغداد سے سات فرسنگ کے

فاصلہ پر سے اونٹوں پر لاد کر لایا جاتا تھا۔ پھر اسے سات دن تک ہر دن ایک دفعہ جوش دیا جاتا تھا۔ بعد ازاں سات روز تک اسے برتنوں میں بھر واکر رکھ دیا جاتا تھا۔ اس کے بعد اسے پینے میں استعمال کیا جاتا تھا۔ لیکن باوجود اس اہتمام کے جب وہ مرا ہے۔ نو کئی دفعہ خواب آور دوائی اُسے دی گئی۔ اور اس کے ذکر کو چیر کر اس سے پتھری نکالی گئی جس کے صدمے سے وہ بروز یکشنبہ ماہ رمضان ۶۲۶ھ ہجری میں فوت ہوا +

ناصر کا ایک غلام تھا جس کا نام یمن تھا۔ ایک دفعہ ناصر نے اسے عتاب آمیز خط لکھا جسکا ایک شعر یہ تھا:۔ شعر

بمن یمن یمسن یمن ثمن ثمن

جب ناصر خلیفہ ہوا۔ تو اس نے سلطان صلاح الدین کو خلعتیں اور انعام بھیجے جس کے جواب میں سلطان نے لکھا:۔

والخادم ولله الحمد تعدد السوابق فی الاسلام والدولة العباسیة لا یعمرها اولیه ابی مسلم لانه والی ثم واری ولا اخریة طغرلبک لانه نصر ثم حجر والخادم خلع من کان ینازع الخلافة رداءها واساغ الغصة التی ادخر الله للاساغة فی سیغه ماءها فرجل الاسماء الکاذبة الراکبة علی المنابر و اعز بتائید ابراهیمی فکسر الاصنام الباطنة لسیغه الظاهر +

حوادث جو ناصر کے عہد خلافت میں واقع ہوئے

۵۷۸ھ ہجری میں ملک ناصر نے سلطان صلاح الدین کو عتاب آمیز خط لکھا۔ کہ تم نے باوجود اس بات کو جاننے کے کہ الناصر خلیفہ کا لقب ہے۔ مجھے کیوں الملک الناصر لکھا ہے۔

۵۸۰ھ ہجری میں بارگاہ خلافت سے حکم صادر ہوا۔ کہ جو شخص مشہد موسیٰ کاظم میں جا پناہ لے اس سے باز پرس نہ کی جائے۔ اس حکم سے بہت سے مجرم وہاں جا پناہ گزیں ہوئے۔ جس سے بہت سے مفاسد پیدا ہوئے +

۵۸۱ھ ہجری میں علث میں ایک بچہ پیدا ہوا۔ جس کی پیشانی ایک بالشت چار انگل لمبی تھی۔ اور کان صرف ایک ہی تھا۔ اسی سال یہ خبر پہونچی کہ مغرب کے تمام بڑے بڑے شہروں میں ناصر کے نام کا خطبہ پڑھا گیا ہے +

۵۸۲ھ ہجری میں سیارہ ستتہ برج میزان میں جمع ہو گئے۔ نجومیوں نے

حکم لگایا۔ کہ ہوا کے طوفان سے تمام ملک تباہ و برباد ہو جائے گا۔ یہ بات سن کر لوگوں نے تہ خانے بنانے شروع کئے۔ اور کھانا اور پانی وغیرہ اشیائے خوردنی سب وہاں لے گئے۔ اور سب لوگ جمادی الآخرہ کی نویں رات کا انتظار کرنے لگے جس کی بابت کہا گیا تھا۔ کہ اس میں ایسی تیز و تند ہوا چلیگی جیسی کہ عہد عاد میں چلی تھی لیکن خدا کی حکمت اس رات ہوا سے ایک پتہ تک نہ ہلا۔ اور اتنی بھی ہوا نہ آئی جس سے چراغ ہی گل ہو جائے۔ اس پر شعراء نے منجموں کا خوب مضحکہ اڑایا۔ چنانچہ ابوالغنائم محمد بن معلم کہتا ہے۔ اشعار

قُل لِابِی الفَضلِ قَولَ مُعتَرِفٍ ؎۱ مَضَی جُمَادَی وَجَاءَنَا رَجَبُ

وَمَا جَرَت زَعزَعٌ کَمَا حَکَمُوا وَلَا بَدَا کَوکَبٌ لَہُ ذَنَبُ

کَلّا وَلَا اَظلَمَت ذُکَاءُ وَلَا بَدَت اذن فِی قَرنِہَا الشُّہُبُ

یَقضِی عَلَیہِ مَن لَیسَ یَعلَمُ مَا یَقضِی عَلَیہِ ھٰذَا ھُوَ العَجَبُ

قَد بَانَ کِذبُ المُنَجِّمِینَ وَ فِی اَیِّ مَقَالٍ قَالُوا فَمَا کَذَبُوا

سنہ ۵۸۳ ہجری میں ایسا عجیب اتفاق ہوا۔ کہ سال کی پہلی تاریخ ہفتہ کے پہلے دن یعنی پیر کو ہوئی۔ اور اسی روز شمسی اور فارسی سال کی پہلی تاریخ تھی۔ اور شمس و قمر دونوں پہلے برجوں میں تھے۔ ایسا اتفاق کبھی نہیں ہوا۔ اسی سال فتوحات کثیرہ حاصل ہوئیں۔ سلطان صلاح الدین نے بہت سے بلاد شامیہ کو جو انگریزوں کے قبضے میں تھے فتح کر لیا۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہ بیت المقدس کو جو برابر اکانوے برس سے انگریزوں کے قبضے میں چلا آتا تھا سخت مقابلے کے بعد صلاح الدین نے فتح کر لیا۔ اور وہاں کے تمام نئے گرجوں کو مسمار کرا کر ان سے ایک کی جگہ مدرسہ شافعیہ بنوا دیا

؎۱ ابوالفضل سے کہہ دو۔ کہ جمادی گزر گیا۔ اور رجب آ گیا۔ نہ ہی زلزلہ آیا اور نہ ہی دمدار ستارے ظاہر ہوئے۔ اور نہ ہی سورج سیاہ ہوا۔ اور نہ ہی جلتے ہوئے ستارے نمودار ہوئے۔ کیا ایسا شخص بھی غیب کی بات بتلا سکتا ہے جسے یہ خبر نہیں کہ کل مجھ پر کیا گذریگا۔ نجومیوں کا جھوٹ ظاہر ہو گیا ہے۔ اور پہلے بھی انکی بات کبھی سچی نہیں نکلی ۱۲ مترجم

فجزاه الله عن الاسلام خیراً - مگر گرجا قمامت کو بوجہ اقتدائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسمار نہیں کرایا کیونکہ آپ نے بھی فتح بیت المقدس کے وقت اُسے مسمار نہیں کرایا تھا۔ محمد بن اسعد نسابہ نے اس بارے میں یہ شعر کہے ہیں شعر

أَتَرَى مَنَامًا مَا بِعَيْنِي أَبْصُرُ ۔۔۔ اَلْقُدْسُ يُفْتَحُ وَالنَّصَارٰى تُكْسَرُ

وَقُمَامَةٌ قُمَّتْ مِنَ الرِّجْسِ الَّذِي ۔۔۔ بِزَوَالِهِ وَزَوَالِهَا يَتَطَهَّرُ

وَمَلِيكُهُمْ فِي الْقَيْدِ مَصْفُودٌ وَلَمْ ۔۔۔ يُرَ قَبْلَ ذَاكَ لَهُمْ مَلِيكٌ يُوسَرُ

قَدْ جَاءَ نَصْرُ اللهِ وَالْفَتْحُ الَّذِي ۔۔۔ وَعَدَ الرَّسُولُ فَسَبِّحُوا وَاسْتَغْفِرُوا

يَا يُوسُفَ الصِّدِّيقِ أَنْتَ بِفَتْحِهَا ۔۔۔ فَارُوقُنَا عُمَرُ الْإِمَامُ الْأَطْهَرُ

نہایت عجیب بات ہے کہ ابن برجان نے سورہ الٓم غلبت الروم کی تفسیر میں لکھا ہے۔ کہ بیت المقدس رومیوں کے ہاتھوں میں ۵۸۳ھ ہجری تک رہیگا۔ پھر وہ مغلوب ہوجائینگے۔ اور بیت المقدس فتح ہو جائیگا۔ اور پھر قیامت تک دارالاسلام ہی رہیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

ابو شامہ کہتے ہیں۔ کہ ابن برجان نے جو ذکر کیا ہے۔ نہایت ہی عجیب اتفاق ہے۔ کیونکہ ابن برجان فتح مقدس سے بہت عرصہ پہلے فوت ہو چکے تھے

۵۸۹ھ ہجری میں سلطان صلاح الدین رحمہ اللہ مرگیا۔ ایک ایلچی اُن کی زرہ۔ گھوڑا۔ ایک دینار اور ۳۶ درہم لیکر بغداد میں آیا۔ اس کے سوا انہوں نے کوئی

لہ (۱) جو بات میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ کیا یہ حالت خواب ہے۔ یا بیداری۔ کہ بیت المقدس فتح ہو رہی ہے۔ اور نصاریٰ شکست کھا رہے ہیں۔ (۲) تمام مساجد ناپاکی سے پاک کی جا رہی ہیں۔ (۳) ان کا بادشاہ قید میں ہے اس سے پہلے کبھی ان کا بادشاہ قید نہیں ہوا۔ (۴) وہ فتح و نصر آئی ہے جس کا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وعدہ کیا تھا۔ پس لوگو! خدا کی تسبیح و تقدیس کرو۔ (۵) اے یوسف صدیق! (صلاح الدین کا نام تھا) تو اس کے فتح کرنے میں گویا عمر فاروق ہے ۱۲ مترجم

ترکہ نہیں چھوڑا تھا۔ سلطان صلاح الدین کے بعد انکا ایک بیٹا الملک العزیز عماد الدین عثمان مصر کا اور الملک الافضل نور الدین علی دمشق کا اور الملک الظاہر غیاث الدین غازی حلب کا حاکم مقرر ہوا +

۵۹۰ھ ہجری میں سلطان طغرلبیک شاہ بن ارسلان بن طغرلبیک بن محمد بن ملک شاہ مرگیا۔ یہ بادشاہ سلاطین سلجوقیہ کا آخری بادشاہ تھا۔

ذہبی رحمہ لکھتے ہیں۔ کہ اس خاندان کے ۲۲ سے زائد بادشاہ ہوئے ہیں۔ ان سے سب سے پہلا طغرلبیک تھا جس نے خلیفہ القائم کو بغداد میں واپس بھیجا تھا۔ ان کی مدت سلطنت ۱۶۰ برس تھی۔

۵۹۲ھ ہجری میں مکہ میں کالی آندھی آئی۔ اور پھر تمام جگہ پھیل گئی۔ لوگوں پر سرخ ریت کی بارش ہوئی۔ اور رکن یمانی کا ایک قطعہ گر گیا۔

اسی سال خوارزم شاہ ۵۰ ہزار لشکر لے کر دریائے جیحوں کو عبور کر آیا۔ اور خلیفہ کو کہلا بھیجا۔ کہ جیسا پہلے بادشاہان سلجوقیہ کے قبضے میں خلیفہ اور دارالسلطنت ہوتا تھا۔ اب بھی ویسا ہی ہونا چاہیے۔ خلیفہ نے یہ سنکر دارالسلطنت کو گرادیا اور اس کے ایلچی کو بلا جواب واپس کر دیا۔ اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ خدا تعالےٰ نے ناصر کو اس کے شر سے محفوظ رکھا۔

۵۹۳ھ ہجری میں ایک بڑا ستارہ ٹوٹا۔ اور اس کے ٹوٹنے کے وقت ایسی ہولناک آواز سنائی دی جس سے مکان اور دیواریں ہل گئیں۔ لوگوں نے نہایت خشوع سے دعائیں مانگیں۔ اور خیال کیا۔ کہ قیامت آگئی۔

۵۹۵ھ ہجری میں الملک العزیز مصر مرگیا۔ اور اس کی جگہ اسکا بیٹا الملک الکامل تخت نشین ہوا۔ مگر الملک العادل سیف الدین ابو بکر بن ایوب نے اسپر حملہ کر کے مصر کو اپنے قبضہ میں کیا۔ اور اپنے بیٹے الملک الکامل کو اس کی جگہ حاکم مقرر کیا۔

۵۹۶ھ ہجری میں دریائے نیل میں طغیانی نہ آئی۔ حتیٰ کہ ۱۳ گز تک بھی پانی نہ چڑھا اور ایسا سخت قحط پڑا۔ کہ لوگوں نے مرداروں اور آدمیوں کو کھانا شروع کر دیا۔ اور یہ بات سب جگہ مشہور ہو گئی۔ آخر نوبت یہانتک پہونچی کہ لوگوں نے قبروں سے مردوں کو نکالکر کھانا شروع کیا۔ اہل مصر بالکل تباہ ہو گئے۔ اور بھوک کے باعث اتنے آدمی مرگئے۔ کہ جہاں تک نظر پہونچتی تھی مردے ہی مردے نظر آتے تھے۔ یا بعض پڑے سسک رہے تھے۔ گاؤں کے سب لوگ ہلاک ہو گئے۔ کہیں آگ تک جلتی نظر نہ آتی تھی

گھروں کے دروازے کھلے تھے۔ مگر گھر والے سب کے سب ملک بقا کو سدھار گئے تھے
ذہبی نے اِس قحط کے ایسے ایسے واقعات لکھے ہیں کہ سُنکر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں
چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔ کہ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ تمام سڑکوں پر مردے بوئے گئے ہیں۔
ان کا گوشت درند و پرند نہ کھاتے تھے۔ لوگوں نے اپنے بچوں کو بیچ ڈالا۔ یہ حالت
۵۹۸ھ ہجری تک رہی +

۵۹۷ھ ہجری میں مصر۔ شام۔ اور جزیرہ میں نہایت سخت زلزلہ آیا جس
سے ہزارہا مکان اور قلعے تباہ و ویران ہو گئے۔ اور متعلقاتِ بصرہ سے ایک گاؤں
زمین میں دھنس گیا +

۵۹۹ھ ہجری میں سلخ محرّم کو صبح تک اس طرح تارے ٹوٹتے رہے۔ کہ
ٹڈی دل چھایا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش
کے بعد اسوقت تک ایسا واقعہ کبھی نہیں گذرا تھا۔ لوگوں نے نہائیت ہی
خشوع سے دعائیں مانگیں +

۶۰۰ھ ہجری میں فرنگیوں نے نیل کے راستے سے بلدہ فوۃ پر حملہ کیا۔ اور
اُسے خوب لوٹا۔ قتل عام کیا۔ اور پھر واپس چلے گئے +

۶۰۱ھ ہجری میں فرنگی قسطنطنیہ پر قابض ہو گئے۔ اور رومیوں کو وہاں سے
نکالدیا۔ یہ شہر اسلام سے پہلے سے رومیوں کے قبضے میں چلا آتا تھا۔ پھر یہ
۶۶۰ھ ہجری تک فرنگیوں کے قبضے میں رہا۔ بعدازاں پھر رومیوں نے اسے فتح کرلیا
اسی سنہ یعنی ۶۰۱ھ ہجری میں شہر قطیعاء میں ایک عورت کے ہاں ایک لڑکا پیدا
ہوا۔ جس کے دو سر۔ دو ہاتھ۔ اور چار پاؤں تھے۔ لیکن وہ زندہ نہ رہا۔

۶۰۲ھ ہجری میں اہل تاتار کا زور شروع ہوا۔ ہم عنقریب ہی آگے چلکر ان
کا حال لکھینگے۔

۶۱۵ھ ہجری میں فرنگیوں نے دمیاط سے برج سلسلہ پر قبضہ کرلیا۔
ابو شامہ کہتے ہیں۔ کہ یہ برج دیار مصریہ کا تالا تھا۔ یہ برج دریائے نیل کے وسط
میں تھا۔ اس کی شرقی جانب مقابل میں دمیاط تھا۔ اور غربی جانب مقابل میں جزیرہ
تھا۔ اور دونوں طرف دو سلسلے تھے۔ ایک دمیاط تک پہونچتا تھا۔ اور دوسرا
جزیرہ تک۔ ان کے باعث سمندر سے جہاز نہیں آ سکتے تھے۔

۶۱۶ھ ہجری میں فرنگیوں نے بہت سی لڑائیوں اور محاصرات کے بعد دمیاط کو فتح

کرلیا - الملک الکامل ان کے مقابلے سے عاجز آگیا - فرنگیوں نے وہاں کی جامع مسجد کو گرا کر وہاں گرجا بنالیا - اور الملک الکامل نے نیل کے ڈلٹا کے پاس ایک شہر آباد کرکے اس کا نام منصورہ رکھا - اور اس کے گرداگرد فصیل بنا کر لشکر سمیت وہیں رہائش اختیار کی +

اسی سال قاضی القضاۃ رکن الدین ظاہر نے اس سے خط وکتابت کی - الملک المعظم والئے دمشق اس سے کچھ رنجیدہ تھا - اس نے انہیں ایک بقچہ بھیجا جس میں زہر آلود قبا تھی اور حکم دیا - کہ اس کو پہنکر اجلاس کرے - قاضی القضاۃ انکار نہ کر سکے - اور وہاں سے اٹھکر گھر چلے گئے - اور پھر وہاں سے مرکر ہی نکلے - کہتے ہیں کہ انکا جگر کٹ کر گر گیا تھا - لوگوں نے سخت افسوس کیا - پھر ایسا اتفاق ہوا - کہ الملک المعظم نے شرف الدین بن عنین کو جنہوں نے شراب نوشی سے توبہ کرلی تھی - شراب اور چاندی بھیجی - اور کہا - کہ اس کی تعریف میں کچھ شعر کہئے - انہوں نے یہ شعر لکھے :- شعر

اَیُّھَا الْمَلِکُ الْمُعَظَّمُ سُنَّۃً ۔۔۔ اَحْدَثْتَھَا تَبْقٰی عَلَی الْاٰبَادِ

تَجْرِی الْمُلُوْکُ عَلٰی طَرِیْقِکَ بَعْدَھَا ۔۔۔ خَلَعُ الْقُضَاۃِ وَتُحْفَۃُ الزُّھَادِ[1]

۶۱۸ھ ہجری میں فرنگیوں سے پھر دمیاط فتح کرلیا گیا - فالحمد للہ علیٰ ذلک +

۶۲۱ھ ہجری میں قاہرہ میں دار الحدیث کاملیہ بنایا گیا - اور اس کے پروفیسر ابو الخطاب بن دحیہ مقرر ہوئے -

کعبہ شریف پر اموں کے زمانہ سے برابر سفید ریشمی پردے ڈالے جاتے تھے - الناصر لدین اللہ نے سبز ریشمی پردے ڈالے - اور بعد ازاں سیاہ جو اب تک برابر چلے آتے ہیں +

الناصر کے عہد خلافت میں علمائے ذیل فوت ہوئے :-

حافظ ابو طاہر سلفی - ابو الحسن بن قصار لغوی - الکمال ابو البرکات بن انباری - شیخ احمد بن رفاعی زاہد - ابن بشکوال - یونس شافعی - ابو بکر بن طاہر الاحدب نحوی - ابو الفضل والد رافعی - ابن ملکون نحوی - عبد الحق اشبیلی صاحب احکام - ابو زید سہیلی

---

[1] اے شاہنشاہِ معظم آپ نے ایسا طریقہ ایجاد کیا ہے جو ابد الآباد تک رہیگا - اے قاضیوں کے سرگروہ اور زاہدوں کے سرتاج تمام بادشاہ آپ کے بعد آپ کے قدم بقدم چلینگے + ۲ مترجم

صاحب روض الانف - حافظ ابو موسے مدینی - ابن بری نحوی - حافظ ابوبکر حازمی - شرف بن ابی عصرون - ابو القاسم بخاری عثمانی صاحب الجامع الکبیر یکے از مشاہیر حنفیہ النجم الحبوشانی المشہور بالصلاح - ابو القاسم بن فیرہ شاطبی صاحب القصیدہ - فخر الدین ابو شجاع محمد بن علی بن شعیب بن الدہان فرضی یہ پہلا شخص ہے جس نے فرائض کو منبر کی شکل پر وضع کیا - برہان الدین مرغینانی صاحب ہدایہ - قاضی خاں صاحب فتاوے - عبدالرحیم بن حجون زاہد - ابو الولید بن رشید صاحب علوم فلسفیہ - ابوبکر بن زہر الطبیب - جمال بن فضلان من الشافعیہ - قاضی فاضل صاحب الانشاء والترسل - شہاب طوسی - ابو الفرج بن جوزی - عماد کاتب ابن عطیہ مقری - حافظ عبدالغنی مقدسی صاحب عمدہ - الرکن الطاوسی صاحب خلاف - شمیم الحلی - ابوذر خشنی نحوی - امام فخر الدین رازی - ابو السعادات ابن اثیر صاحب جامع الاصول ونہایت الغریب - عماد بن یونس صاحب شرح الوجیز - الشرف صاحب التنبیہ - حافظ ابو الحسن بن مفضل - ابو محمد بن حوط اللہ - اس کا بھائی ابو سلیمان - حافظ عبدالقادر رہاوی - زاہد ابو الحسن بن صباغ - وجیہ بن دہان نحوی - تقی الدین بن مقترح - ابو الیمن کندی نحوی - معین حاجری صاحب کفایہ من الشافعیہ - الرکن العمیدی صاحب الطریقہ فی الخلاف - ابو البقاء عکبری صاحب الاعراب - ابن ابی اصبعۃ الطبیب - عبدالرحمن بن سمعانی - نجم الدین کبرے - ابن ابی السیف یمنی - موفق الدین قدامہ حنبلی - فخر الدین بن عساکر وغیرہم رحمہم اللہ تعالے ؛

الظاہر باللہ ابو نصر

الظاہر باللہ ابو نصر محمد بن الناصر لدین اللہ ۵۷۱ھ ہجری میں پیدا ہوا - اس کے والد نے ہی اسے ولیعہد بنایا تھا - اپنے والد کی وفات کے بعد ۵۲ سال کی عمر میں تخت خلافت پر بیٹھا - ایک دفعہ اس سے کہا گیا - اے امیر المومنین تو کیوں فتوحات کی طرف متوجہ ہو کر ملک میں فراخی پیدا نہیں کرتا - اس نے جواب دیا - کہ اب زراعت خشک ہو گئی ہے (یعنی میں بوڑھا ہو گیا ہوں اب طمع دنیاوی سے کیا فائدہ) لوگوں نے کہا خدا تعالے آپ کی عمر میں برکت دیگا - کہنے لگا جو شخص عصر کے بعد دکان کھولے وہ کیا کر سکتا ہے - اس نے رعایا پر بہت احسان کئے - مظالم دور کر دیئے - اور بے انتہا عطیات لوگوں کو بخشے (ابو شامہ نے ان باتوں کو ذکر کیا ہے)

ابن اثیر اپنی تاریخ الکامل میں لکھتے ہیں کہ جب الظاہر خلیفہ ہوا۔ تو رعیت پر اس قدر عدل و احسان کیا کہ لوگوں کو حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا زمانہ یاد آگیا۔ اگر یہ کہا جائے۔ کہ عمر بن عبدالعزیز کے بعد اس سے زیادہ عادل اور نیک نہاد خلیفہ تخت پر نہیں بیٹھا۔ تو بالکل بجا و درست ہے۔ کیونکہ اس نے وہ تمام اموال و املاک جو اس کے والد کے عہد میں لوگوں سے جبراً چھین لئے گئے تھے۔ واپس کر دیئے۔ تمام شہروں کے ٹیکس معاف کر کے پھر وہی خراج شرعی جاری کیا۔ اس کے والد نے جو بناٹیکس بڑھایا۔ اور جس کی آمدنی لاکھوں روپے تھی وہ بھی سب معاف کر دیا۔ چنانچہ شہر یعقوبا سے پہلے دس ہزار دینار ٹیکس لیا جاتا تھا۔ اور جب الظاہر خلیفہ ہوا۔ تو وہاں کے لوگوں نے اس سے فریاد کی۔ تو اس نے وہ سب معاف کر کے خراج شرعی جاری کیا۔

کہتے ہیں۔ کہ جب تمام شہروں میں شرعی خراج جاری کیا گیا۔ تو بہت سے لوگوں نے اس کے پاس آکر شکائیت کی کہ ہمارے املاک کے بہت سے درخت بالکل خشک ہو گئے ہیں۔ اور ان کا بھی خراج لیا جاتا ہے۔ تو اس نے حکم دیا۔ کہ صرف صحیح و سالم درختوں کا ہی خراج لیا جایا کرے۔

الظاہر کے عدل کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے۔ کہ سرکاری خزانے کے باٹ بقدر نصف قیراط زائد تھے۔ شاہی ملازم جب کوئی چیز لیتے۔ تو ان سے تول کر لیتے۔ اور اگر دینی ہوتی تو عام لوگوں کے باٹ سے تول کر دیتے۔ جب الظاہر کو اس بات کی خبر ملی۔ تو اس نے وزیر کو ایک خط لکھا جس کے شروع میں آیت وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ الخ لکھی تھی۔ اور پھر لکھا تھا کہ ہمیں ایسی ایسی خبر معلوم ہوئی ہے۔ تمہیں لازم ہے۔ کہ خزانہ کے باٹ بھی عام لوگوں کے باٹوں کے برابر بنالو۔ وزیر نے اس کے جواب میں لکھا۔ کہ اس طرح کرنے سے ۳۵ ہزار دینار کا خسارہ پڑتا ہے۔ الظاہر نے اس کے جواب میں لکھا۔ کہ وہ خسارہ تین لاکھ پچاس ہزار کا کیوں نہ ہو۔ تم اسے توڑ دو۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ واسط سے ایک صاحب دیوان واسط سے آیا۔ جس کے پاس ایک لاکھ دینار سے بھی زائد تھے۔ جو وہ ظلم سے اکٹھے کر کے لایا تھا۔ الظاہر نے حکم دیا۔ کہ انہیں ان کے مستحقین کو ہی واپس دیدو۔" جو لوگ قرضہ کے عوض میں قید تھے۔ انکو رہا کر دیا۔ اور قاضی کو دس ہزار (۱۰۰۰۰) دینار اس غرض سے بھیجے۔ کہ انہیں مفلسوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ ایک دفعہ عید قربان کی رات کو علماء اور صلحاء میں ایک لاکھ دینار بانٹ دیئے۔

ایک دفعہ اس سے کہا گیا۔ کہ جتنا مال آپ خرچ کرتے ہیں۔ کوئی نہیں کرتا۔ کہنے لگا میں نے عصر کے وقت دکان کھولی ہے سب مجھے نیکی کرنے دو۔ میں کب تک زندہ رہوں گا +

کہتے ہیں۔ کہ جب الظاہر تخت خلافت پر بیٹھا ہے۔ تو دفتر خلافت میں ہزاروں لفافے سربمہر پڑے تھے۔ کسی نے کہا۔ کہ آپ انہیں کھول کر کیوں نہیں پڑھتے کہنے لگا۔ مجھے ان کے کھولنے کی ضرورت نہیں۔ ان میں لوگوں کی چغلیاں ہی ہونگی (یہ سب باتیں ابن اثیر نے نقل کی ہیں)

سبط ابن جوزی کہتے ہیں۔ کہ ایک دن الظاہر جو خزانے میں گیا۔ تو خزانچی نے عرض کیا کہ آپ کے آباؤ اجداد کے وقت یہ خزانے پر تھے۔ الظاہر نے جواب دیا۔ کہ خزانے اسواسطے بنائے نہیں گئے۔ کہ انہیں پُر کیا جائے۔ بلکہ وہ اسواسطے بنے ہیں۔ کہ انہیں خالی کیا جائے۔ اور راہ خدا میں خرچ کیا جائے۔ کیونکہ روپے کو جمع رکھنا تاجروں کا کام ہے +

ابن واصل (الظاہر) کی بابت لکھتے ہیں۔ کہ اس نے رعیت میں عدل اور احسان پھیلایا تھا۔ اور تمام ٹیکس معاف کر دیئے تھے۔ خود لوگوں میں بیٹھا کرتا۔ حالانکہ اس کا باپ کسی کے سامنے نہیں ہوا کرتا تھا +

۱۳۔ رجب ۶۲۳ھ ہجری میں فوت ہوا۔ اس کی مدت خلافت ۹ ماہ اور چند روز تھی۔ حدیث اس نے اپنے والد سے سُنی تھی۔ اور اس سے ابو صالح نصر بن عبدالرزاق بن شیخ عبدالقادر جیلی رح نے سنی۔ جس سال الظاہر فوت ہوا۔ اس میں دو دفعہ چاند کو گہن لگا +

ابن اثیر: نصر اللہ حاکم موصل کیطرف سے ایلچی بنکر آیا۔ اور اپنے ساتھ ایک تعزیت کا خط لایا جس کے شروع میں لکھا تھا۔ ما اللیل والنھار لا یعتذران وقد عظم حادثھما وما للشمس والقمر لا ینکسفان وقد فقد ثالثھما

شعر۔ فیا وحشۃ الدنیا وکانت انیسۃ + ووحدۃ من فیھا لمصرع واحد

وھو سیدنا ومولانا الامام الظاہر امیر المؤمنین الذی جعلت ولایتہ رحمۃ للعالمین الخ الرسالۃ

...

المستنصر باللہ ابو جعفر

المستنصر باللہ ابوجعفر منصور بن الظاہر بامر اللہ ماہ صفر ۵۸۸ھ ہجری میں پیدا ہوا۔ اس کی والدہ ترکیہ تھی +

ابن نجار کہتے ہیں۔ کہ اس کے والد کی وفات کے بعد ماہ رجب ۶۲۳ھ ہجری میں لوگوں نے اس سے بیعت کی۔ رعایا میں عدل پھیلایا۔ اور جھگڑوں کا نہایت خوبی سے فیصلہ کیا۔ اہل علم اور دین کو مقرب بنایا۔ مسجدیں۔ مدرسے۔ اور مسافر خانے اور شفا خانے بنوائے۔ دین کو روشن کیا۔ اور سرکشوں کا قلع قمع کیا۔ سنت نبوی کو زندہ کیا۔ اور فتنوں کو روک دیا۔ اور لوگوں کو سنت نبوی پر چلنے کی تاکید کی جہاد کو نہایت اچھی طرح سے قائم کیا۔ نصرت اسلام کے لئے لشکر جمع کئے۔ سرحدوں کی حفاظت کی۔ اور کئی قلعے فتح کئے +

الموفق عبد اللطیف کہتے ہیں۔ کہ جب ابوجعفر سے بیعت کی گئی۔ تو اس نے سیرت جمیلہ اختیار کی۔ جن سڑکوں کا نشان بالکل ناپدید ہو گیا تھا۔ انکو از سر نو بنوایا تھا شعار دین کو قائم کیا۔ سب لوگ اسے چاہنے اور مدح کرنے لگے۔ کوئی شخص ایسا نہ تھا۔ جو اس کی بدگوئی کرتا ہو۔ اس کا دادا الناصر اس سے بہت محبت کیا کرتا تھا۔ اور اس کی عقل و ہدایت اور منکرات سے انکار کے باعث اسے قاضی کہا کرتا تھا +

حافظ زکی الدین عبد العظیم منذری کہتے ہیں کہ مستنصر نیک کاموں کے کرنے پر راغب اور نیکیوں کی طرف مائل تھا۔ مدرسہ مستنصریہ اسی نے بنوایا تھا۔ اور اس میں اہل علم کے لئے معقول تنخواہیں مقرر کی تھیں +

ابن واصل کہتے ہیں۔ کہ مستنصر نے دجلہ کی شرقی جانب ایک مدرسہ بنایا تھا کہ اس سے اچھا مدرسہ روئے زمین پر کہیں نہیں بنایا گیا۔ چاروں مذہبوں کے لئے اس میں چار استاد مقرر کئے تھے۔ اس میں ایک شفا خانہ بھی بنوایا تھا۔ اور نیز اس میں فقہاء کے لئے ایک باورچیخانہ۔ اور سرد پانی کے لئے ایک سرد خانہ بھی تھا۔ اور فقہاء کے گھروں کے لئے بوریئے۔ غالیچے۔ تیل۔ کاغذ۔ سیاہی وغیرہ سب چیزیں مہیا کی تھیں۔ ہر فقیہ کو ایک مہینے کے بعد ایک دینار ملا کرتا تھا۔ ان کے لئے ایک حمام بھی بنوایا تھا۔ یہ ایسے کام ہیں۔ کہ کسی نے اس سے پہلے نہیں کئے۔ اسکا لشکر

اسقدر تھا۔ کہ اس کے آباؤ اجداد میں سے کسی کا اتنا لشکر نہیں تھا +

مستنصر نہائیت عالی ہمت۔ شجاع اور بہادر شخص تھا۔ تاتاریوں نے اُس کے مقبوضات پر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ مگر اُس نے آگے بڑھکر انکو شکست فاش دی۔ اسکا ایک بھائی بھی تھا۔ جسکو خفاجی کہتے تھے۔ وہ اس سے بھی زیادہ دلیر و باہمت تھا۔ وہ کہا کرتا تھا۔ کہ اگر میں خلیفہ ہوجاؤں۔ تو دریائے جیحوں کو عبور کرکے تاتاریوں کے تمام ملک فتح کرکے انکا قلع قمع کردوں۔ مگر جب مستنصر فوت ہؤا۔ تو الدویدار اور شرابی نے خفاجی کی تقلید کو پسند نہ کیا۔ کیونکہ وہ دونوں اس سے ڈرتے تھے۔ بلکہ اس کے بعد ابو احمد کو جو نہائیت نرم طبیعت اور ضعیف الرائے تھا تخت خلافت پر بٹھایا۔ تاکہ ان دونوں کا اقتدار بڑھ جائے۔ اس کے عہد خلافت میں ہر جگہ تاتاریوں کا غلبہ ہوگیا تھا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ++

ذہبی کہتے ہیں۔ کہ مدرسہ مستنصریہ کے وقفوں کی سالانہ آمدنی ستر ہزار مثقال سے زائد تھی۔ ایک سو ساٹھ بوجھ نفیس کتابوں کے آئیں لائے گئے تھے۔ مذاہب اربعہ کے ۲۴۸ فقیہ اس میں موجود تھے۔ اور چار مدرس تھے۔ اور ایک شیخ حدیث۔ ایک شیخ نحو۔ ایک شیخ طب۔ اور ایک شیخ فرائض تھا۔ ان سب کے لئے کھانے پینے کے لئے حتٰی کہ مٹھائی اور میوہ تک انتظام شاہی طرف سے تھا۔ اس میں ۳۰ یتیم بھی تعلیم پاتے تھے۔ غرضیکہ مال کثیر اس مدرسہ کے لئے وقف تھا۔

اس کے بعد ذہبی نے ان تمام گاؤں اور زمینوں کو جو اس کے لئے وقف تھیں بیان کیا ہے۔ اور بعد ازاں لکھا ہے۔ کہ اس مدرسے کا افتتاح ۵ رجب بروز جمعرات ہؤا اسدن تمام قاضی۔ مدرس۔ اور عمائد و اعیان شہر جمع تھے +

عہد مستنصر کے حوادث

۶۲۸ سنہ ہجری میں الملک الاشرف والئے دمشق نے ایک دار الحدیث الاشرفیہ بنانے کا حکم دیا جو ۶۳۰ سنہ ہجری میں جاکر مکمل ہؤا۔

۶۳۲ سنہ ہجری میں مستنصر نے چاندی کے درہم مسکوک کرائے۔ تاکہ سونے کے ٹکڑوں کے بدلے لوگ اُن سے آپس میں لین دین کریں۔ چنانچہ وزیر بیٹھ گیا۔ اور تمام والی تاجر اور صراف حاضر کیے گئے۔ اور دھوڑیوں کو بچھا کر ان پر درہموں کے انبار لگا دیئے گئے۔ پھر وزیر نے کہا۔ کہ مولانا امیر المؤمنین نے تمہارے معاملہ کے لئے سونے کے ٹکڑوں

کے عوض یہ درہم مقرر کئے ہیں۔ تاکہ تمہیں سہولت ہو۔ اور ربا سے جو حرام ہے۔ بچ رہو لوگوں نے یہ سُنکر مستنصر کو دعائیں دیں۔ پھر یہ سکہ تمام عراق میں جاری کیا گیا۔ یہ درہم ایک دینار کے دس آتے تھے۔ الموفق ابو المعالی قاسم بن ابی الحدید نے اس پر یہ اشعار کہے:۔ اشعار

لا عدمنا جمیل رایک فینا[۱] انت باعدتنا عن التطفیف

ورسمت اللجین حتی الفناہ وما کان قبل بالمالوف

لیس للجمع کان منعک للصرف ولکن للعدل والتعریف

۶۳۵ھ ہجری میں شمس الدین احمد جونی دمشق کے قاضی مقرر ہوئے۔ یہ سب سے پہلے قاضی ہیں جنہوں نے گواہوں کے لئے شہروں میں ایک خاص مقام مقرر کر دیا۔ اس سے پہلے شہادت دینے کے لئے گواہوں کو عدالت میں جانا پڑتا تھا۔

اسی سال دونوں سلطان یعنی اشرف والئے دمشق اور الکامل صاحب مصر فوت ہوئے۔ کامل اپنے بھائی سے دو ماہ بعد فوت ہوا تھا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا قلاہ مصر کا حاکم ہوا۔ اور العادل کا لقب اختیار کیا۔ لیکن بعد ازاں اُسے معزول کر کے اس کے بھائی الصالح ایوب نجم الدین کو اس کی جگہ تخت پر بٹھایا گیا۔

۶۳۷ھ ہجری میں شیخ عز الدین بن عبد السلام دمشق کے خطیب مقرر ہوئے انہوں نے تمام بدعتوں سے معرّی خطبہ پڑھا۔ اور سنہری جھنڈوں کو منسوخ کر کے سیاہ و سفید جھنڈے مقرر کئے۔ اور صرف ایک موذن نے ہی ان کے سامنے اذان دی۔

اسی سال بادشاہ یمن نور الدین عمر بن علی بن رسول ترکمانی کا ایلچی خلیفہ کے پاس حاضر ہوا۔ اور اس کی طرف سے عرض کیا۔ کہ ملک مسعود بن ملک کامل کی وفات کے بعد اس کو یمن کا سلطان جائز تسلیم کیا جائے۔ چنانچہ ۸۶۵ھ ہجری تک وہ ملک

[۱] خدا کرے ہم تیری اچھی رائے کو معدوم نہ کریں۔ تو نے ہمیں کم تولنے سے دور رکھا ہے۔ آپ نے چاندی کے سکے بنوائے جن سے ہم مالوف ہو گئے ہیں حالانکہ وہ پہلے مالوف نہیں تھے۔ آپ نے یہ صرف یہ مال جمع کرنے کے لئے نہیں کیا۔ بلکہ عدل و تعریف کے لئے۔

اس کی اولاد کے قبضہ میں رہا۔

۶۳۹ھ ہجری میں الصالح والئے مصر نے قصرین اور قلعہ کے درمیان ایک مدرسہ بنوایا۔ مگر ۶۵۱ھ ہجری میں اس کے غلاموں نے قلعۂ مذکور کو ویران کر دیا۔

۶۴۰ھ ہجری میں ۱۰ جمادی الآخرہ بروز جمعہ مستنصر نے انتقال کیا۔ شعراء نے اس کے بہت سے مرثیے لکھے۔ منجملہ ان کے صفی الدین عبداللہ بن جمیل بھی تھے ایک دفعہ وجیہ قیروانی نے مستنصر کی مدح میں ایک قصیدہ پڑھا جس کا ایک شعر یہ تھا۔ شعر

لَوْ كُنْتَ يَوْمَ السَّقِيْفَةِ حَاضِرًا ــــ كُنْتَ الْمُقَدَّمَ وَالْإِمَامَ الْأَوْرَعَا[1]

حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا۔ کہ تم نے خطا کی ہے۔ کیونکہ امیر المومنین کے جد حضرت عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ اسدن حاضر تھے۔ مگر مقدم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہی ہوئے۔ مستنصر نے اس بات کا اقرار کیا۔ اور اس قائل کو انعام دیا۔ اور وجیہ کو جلاوطن کر دیا۔ وہ وہاں سے مصر میں چلا گیا (ذہبی نے اسے نقل کیا ہے)

علمائے ذیل مستنصر کے عہد خلافت میں فوت ہوئے:۔

امام ابوالقاسم رافعی۔ جمال مصری۔ ابن مغرز نحوی۔ یاقوت حموی۔ سکاکی صاحب مفتاح۔ حافظ ابوالحسن بن قطان۔ یحییٰ بن معطی صاحب الفیہ فی النحو۔ الموفق عبداللطیف بغدادی۔ حافظ ابوبکر بن نقطہ۔ حافظ عز الدین علی۔ ابن اثیر صاحب تاریخ والانساب۔ اسد الغابہ۔ ابن عنبی شاعر۔ سیف آمدی۔ ابن فضلان عمر بن فارض صاحب التائیہ۔ شہاب الدین سہروردی صاحب عوارف المعارف۔ بہاء بن شداد۔ ابوالعباس عوفی صاحب المولد النبوی۔ علامہ ابوالخطاب بن دحیہ اس کا بھائی عمر۔ حافظ ابوالربیع بن سلم صاحب الانتفار فی المغازی۔ ابن الشوار شاعر۔ حافظ زکی الدین برزالی۔ الجمال الحصر شیخ الحنفیہ۔ شمس جونی۔ حرانی۔ حافظ ابوعبداللہ زینی۔ ابوالبرکات ابن مستوفی۔ ضیاء ابن اثیر صاحب المثل السائر۔ ابن عربی صاحب الفصوص۔ الکمال بن یونس شارح التنبیہ۔ وغیرہم رحمہم اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین۔

---

[1] اگر آپ یوم سقیفہ میں حاضر ہوتے۔ تو آپ ہی امام اور خلیفہ بنتے ۱۲ ۱۲

المستعصم باللہ ابو احمد

المستعصم باللہ ابو احمد عبداللہ بن مستنصر باللہ خلفاء عراقیین سے آخری خلیفہ تھا۔ ۶۰۹؁ ہجری میں پیدا ہوا۔ اس کی والدہ امّ ولد تھی جس کا نام ہاجرہ تھا۔ اپنے والد کے مرنے کے بعد تخت خلافت پر بیٹھا۔ ابن بخار موید طوسی۔ ابو روح ہروی۔ نجم بادرائی۔ شرف دمیاطی سے اس نے اجازت حدیث حاصل کی تھی۔ دمیاطی نے اس کے لئے چالیس حدیثیں لکھی تھیں۔ میں نے وہ حدیثیں انہی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی دیکھی ہیں*

مستعصم نہائت کریم۔ حلیم۔ سلیم الباطن۔ اور دیندار شخص تھا۔ شیخ قطب الدین اس کی بابت لکھتے ہیں۔ کہ یہ اپنے باپ اور دادے کی طرح نہائت متدین اور سنت نبوی کے ساتھ تمسک کرنے والا تھا۔ لیکن بیدار مغزی۔ ہوشیاری اور علوِ ہمت میں ان جیسا نہیں تھا۔ مستنصر کا ایک بھائی تھا۔ جس کا نام خفاجی تھا۔ اور وہ اس سے بڑھکر شجاع اور دلیر تھا۔ وہ کہا کرتا تھا۔ کہ اگر خدا نے مجھے خلیفہ کیا۔ تو میں دریائے جیحوں کو عبور کر کے تاتاریوں کے تمام ملک فتح کر کے انکی بیخ کنی کر دونگا۔ مگر جب مستنصر فوت ہوا۔ تو دویدار اور شرابی وغیرہما نے خفاجی کو خلیفہ بنانا پسند نہ کیا۔ اور اس سے ڈر کر مستعصم کو جو نہائت نرم طبیعت کا شخص تھا۔ خلیفہ بنا لیا۔ تاکہ انکا دبدبہ بدستور قائم رہے۔ مستعصم اپنے وزیر مؤید الدین علقمی رافضی کی طرف مائل ہو گیا۔ اس حرافزادے نے خلیفہ کو کٹھ پتلی بنا لیا۔ جو چاہتا تھا کرتا تھا۔ تمام ملک کو تباہ و ویران کر دیا۔ درپردہ تاتاریوں سے ملا رہا۔ اور ان کو عراق اور بغداد کے فتح کر لینے کا طمع دیا۔ تاکہ دولت عباسیہ کا قلع وقمع کر کے علویوں کی خلافت قائم کرے۔ تاتاریوں کی اگر کوئی خبر آتی۔ تو اسے چھپائے رکھتا۔ اور خلیفہ کی تمام خبریں تاتاریوں کو پہونچاتا رہتا۔ چنانچہ اس کا نتیجہ جو کچھ ہوا۔ وہ ہوا*

۶۴۷؁ ہجری میں فرنگیوں نے دمیاط فتح کر لیا۔ سلطان الملک الصالح اندنوں سخت بیمار تھا۔ اور اسی بیماری میں ۱۵ شعبان کو فوت ہوا۔ مگر اس کی لونڈی امّ خلیل المسمات شجر الدر نے اس کی موت کو چھپائے رکھا۔ اور کسی شخص کو بھیجکر اس کے لڑکے توران شاہ الملک المعظم کو بلایا۔ جب وہ آیا۔ تو اس کے باپ کے غلاموں نے

محرم ۶۴۸ھ ہجری میں اسے قتل کر ڈالا۔ اور اس کے باپ کی لونڈی شجر الدر کو تخت پر بٹھایا اور اس سے اور اس کے نائب عز الدین ترکمانی سے عہد و پیمان کر لئے۔ شجر الدر نے امراء کو خلعتیں اور عطایا عطا کئے۔ پھر ربیع الآخر میں عز الدین مستقل بادشاہ بن بیٹھا۔ اور اپنا لقب الملک المعز رکھا۔ مگر لوگ اس سے بیزار ہو گئے۔ اور لشکر نے ملک الاشرف بن صلاح الدین یوسف بن مسعود کو جس کی عمر صرف آٹھ (۸) سال کی تھی۔ بادشاہ بنا لیا۔ اور عز الدین اس کا اتابک مقرر ہوا۔ دونوں کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔ اور دونوں کے نام کے سکّے مسکوک ہوئے۔ اسی سال میں دمیاط پھر فرنگیوں سے فتح کر لیا گیا +

سنہ ۶۵۲ ہجری میں عدن میں ایک آگ ظاہر ہوئی۔ جس کے شرارے اُڑ اُڑ کر رات کے وقت سمندر میں گرتے تھے۔ اور دن کے وقت وہاں سے بڑا دھواں اُٹھتا تھا۔ اسی سال معز نے الملک الاشرف کا نام ہی مٹا دیا۔ اور خود ایک مستقل بادشاہ بن بیٹھا +

سنہ ۶۵۴ ہجری میں مدینہ نبویہ میں آگ ظاہر ہوئی۔ ابو شامہ لکھتے ہیں۔ کہ اس سال مدرسے سے ہمارے پاس خط آئے۔ کہ شب چہارشنبہ جمادی الآخرہ کو مدینہ میں پہلے ایک مہیب گرج کی آواز سنائی دی۔ اس کے بعد سخت زلزلہ آیا۔ بعد ازاں ساعۃً بعد ساعۃٍ برابر پانچ تاریخ تک زلزلے آتے رہے۔ پھر قریظہ کے قریب حرّہ میں ایک آگ عظیم ظاہر ہوئی۔ ہمیں مدینہ ہی میں بیٹھے ہوئے یہی دکھائی دیتا تھا کہ گویا یہ آگ ہمارے پاس ہی ہے۔ وادی شظا کی طرف اس آگ کی ندیاں بہنے لگیں ہم نے قریب جا کر دیکھا بھی۔ تو واقعی پہاڑوں سے آگ کے دریا بہ رہے تھے۔ اور اس سے بڑے بڑے شعلے نکلکر نہایت بلند اڑتے تھے۔ مکہ تک اس آگ کی روشنی جاتی تھی۔ سب لوگوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف کے پاس حاضر ہو کر توبہ و استغفار کیا۔ یہ حالت ایک مہینہ سے بھی زیادہ تک رہی +

۱؎ یہ آگ کسی کوہ آتش فشاں کے پھٹنے سے نکلی ہو گی۔ کیونکہ قاعدہ ہے۔ کہ جب کوہ آتش فشاں پھٹتا ہے۔ تو زلزلہ آتا ہے۔ اور اس پہاڑ سے پگھلا ہوا مادہ نکل کر پانی کی طرح بہتا ہے۔ جسے لاوا کہتے ہیں چنانچہ کوہ اِیٹنا کی آتش فشانی کو دیکھنے والوں کا بیان اس کا شاہد ہے ۱۲ مترجم

ذہبی لکھتے ہیں۔ کہ اس آگ کی خبریں متواتر ہیں جن میں شک کی گنجائش ہی نہیں اور یہ وہی آگ تھی جس کی خبر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔ چنانچہ آپ نے فرمایا ہے۔ کہ اسوقت تک قیامت نہیں آئیگی جب تک کہ حجاز سے ایسی آگ ظاہر نہ ہوگی جس سے بصرہ میں اونٹوں کی گردنیں روشن ہو جائینگی۔ اکثر لوگوں نے جو اس زمانے میں تھے بیان کیا ہے۔ کہ اس آگ کی روشنی سے بصرہ میں اونٹوں کی گردنیں اچھی طرح نظر آتی تھیں *

سنہ ۶۵۵ ہجری میں المعز ایبک سلطان مصر کو اس کی منکوحہ شجرۃ الدر نے مار ڈالا۔ اور اس کے بعد اس کے بیٹے الملک المنصور کو تخت پر بٹھایا۔ انہی دنوں میں تاتاریوں نے ملک کو چراگاہ بنا رکھا تھا۔ اور ہر جگہ فساد برپا کر رہے تھے۔ لیکن خلیفہ اور تمام لوگ ان کی اس شرارت سے بالکل غافل تھے۔ وزیر علقمی دولت عباسیہ کو نیست کرنے اور سلطنت علویہ کو قائم کرنے کے درپے تھا۔ اور پوشیدہ تاتاریوں سے خط و کتابت کرتا رہتا تھا۔ اِدھر خلیفہ مستعصم لذات میں منہمک تھا۔ نہ وہ کبھی کسی کام کی خبر رکھتا۔ اور نہ اسے اصلاح رعیت کی غرض ہی تھی۔ اس کے والد مستنصر کے پاس لشکر بھی بہت تھا۔ مگر باوجود اس کے وہ تاتاریوں سے صلح ہی رکھتا تھا۔ اور ہمیشہ اُن کے خوش رکھنے کی کوشش کرتا رہتا تھا۔ لیکن جب مستعصم خلیفہ ہوا۔ (اور یہ بیچارا رائے و تدبیر سے بالکل کورا تھا) تو وزیر نے مشورہ دیا۔ کہ آپ لشکر کو کم کر دیجئے۔ کیونکہ تاتاریوں کو رشوت دینے اور انہیں خوش رکھنے سے ہی سب کام پورے ہو جائینگے۔ خلیفہ نے وزیر کا کہا مان لیا۔ ادھر وزیر نے پوشیدہ طور سے تاتاریوں سے خط و کتابت شروع کی۔ اور اس ملک کے فتح کر لینے کا انکو طمع دلایا۔ اور یہ وعدہ کر لیا۔ کہ وہ انکا نائب ہوگا۔ انہوں نے اس بات کو مان لیا اور فتح بغداد کے لئے تیاری کرنے لگے *

تاتاریوں کا مختصر سا حال

الموفق عبداللطیف۔ تاتاریوں کی خبریں لکھتے ہیں کہ یہ ایک ایسی خبر ہے جس سے تمام گذشتہ خبریں اور تاریخی باتیں بھول جاتی ہیں۔ اور ہر ایک مصیبت اُس کے سامنے ہیچ دکھائی دیتی ہے *

اس قوم کی زبان اہل ہند کی زبان سے مشابہ ہے۔ کیونکہ ان کا ملک ہندوستان سے ملحق ہے۔ مکہ سے ان کا ملک چار مہینے کے راستے پر ہے۔ بہ نسبت ترکوں کی ان لوگوں کے چہرے زیادہ چوڑے۔ سینے فراخ۔ سرین تنگ۔ ہاتھ پاؤں چھوٹے رنگ گندمی۔ سریع الحرکت اور صاحب الرائے ہوتے ہیں۔ تمام لوگوں کی خبریں انکو پہونچ جاتی ہیں۔ مگر ان کی خبر کسی کو نہیں پہونچتی۔ ان کے ملک میں کوئی جاسوس جاکر رہ نہیں سکتا۔ کیونکہ اختلافِ شکل کے باعث فوراً پہچانا جاتا ہے۔ جب یہ لوگ کسی ملک پر چڑھائی کا قصد کرتے ہیں۔ تو اپنے ارادوں کو چھپائے رکھتے ہیں۔ اور یکبارگی وہاں پہونچکر بے خبری کی حالت میں اپنے شکار کو جا دبوچتے ہیں۔ فریق ثانی پر بھاگنے اور حملے کے تمام راستے بند کر دیتے ہیں۔ اُن کی عورتیں بھی آدمیوں کی طرح لڑتی ہیں۔ ان کا بڑا اوزار لڑائی کا تیر ہیں۔ جس چیز کا گوشت مل جائے۔ کھا جاتے ہیں۔ ان کے قتلِ عام سے کوئی نہیں بچتا۔ مردوں۔ عورتوں۔ اور بچوں سب کو تہ تیغ کر دیتے ہیں۔ ان کا قصد ملک گیری یا مال جمع کرنے کا نہیں ہوتا۔ بلکہ ان کا مقصود دُنیا کو تباہ کرنا ہوتا ہے *

بعضوں نے لکھا ہے۔ کہ تاتاریوں کا ملک اطرافِ چین میں ہے۔ یہ لوگ جنگلوں کے باشندے ہیں۔ اور بیوفائی اور شرارت میں مشہور ہیں۔ ان کے ظہور کی یہ وجہ بتلائی جاتی ہے۔ کہ چین بڑا وسیع ملک ہے۔ چھ مہینے کی مسافت اس کا دور ہے۔ اور اس کے چھ حصے ہیں۔ اور چھ ملکوں پر ایک ہی بادشاہ ہے۔ جسے خاقانِ اکبر کہتے ہیں۔ وہ طمغاج میں رہتا ہے۔ یہ بادشاہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ جیسا کہ مسلمانوں میں خلیفہ ہوتا ہے۔ ان چھ ملکوں سے ایک کا حاکم دوش خاں تھا۔ جس نے چنگیز خاں کی پھوپھی سے نکاح کر لیا تھا۔ جب دوش خاں مر گیا۔ تو چنگیز خاں اپنی پھوپھی سے ملنے کو آیا۔ اس کے ساتھ کشلو خاں بھی تھا۔ ان کی پھوپھی نے کہا۔ کہ دوش کا کوئی لڑکا نہیں۔ اس لئے مناسب ہے کہ کشلو خاں اس کا ملک سنبھال لے۔ وہ تخت پر بیٹھ گیا۔ اور مغلوں کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ بعد ازاں حسب دستور اس نے خاقان اکبر کے پاس تحفے بھیجے۔ مگر چونکہ تاتاریوں کے خاندان میں کبھی کوئی بادشاہ نہیں ہوا تھا۔ بلکہ وہ چین کے خانہ بدوش لوگ تھے۔ اسلئے قان کو سخت طیش آیا۔ تمام ان گھوڑوں کی دُموں کو کاٹ دیا۔ جو اس نے تحفۃً بھیجے تھے۔ اور تمام ایلچیوں کو قتل کر دیا۔ جب چنگیز خاں اور کشلو خاں کو اس امر کی اطلاع ہوئی۔ تو انہوں نے ایک دوسرے کی مدد کا

حلف اُٹھایا ۔ اور بہت سے تاتاریوں کو ساتھ ملا کر خاقان کے برخلاف اُٹھ کھڑے ہوئے ۔ خاقان کو جب ان کے شر اور قوت کا حال معلوم ہوا ۔ تو چنگیز خاں اور کشلو خاں سے نرمی اختیار کی ۔ مگر ساتھ ہی دھمکی بھی دی ۔ لیکن اس سے کچھ فائدہ نہ ہوا ۔ اور فریقین کے مابین ایک خونریز لڑائی ہوئی ۔ جس میں خاقان اعظم کو شکست ہوئی ۔ اور چنگیز خاں اور کشلو خاں اس کے تمام ملک پر قابض ہو گئے ۔ بعد ازاں دونوں ملک شاقون پر چڑھ دوڑے ۔ اور اسے بھی قبضے میں کیا ۔ پھر کچھ مدت کے بعد کشلو خاں مرگیا ۔ تو اس کی جگہ اس کا بیٹا تخت نشین ہوا ۔ چنگیز خاں نے اُسے بچہ سمجھ کر گرفتار کر لیا ۔ اور خود اس کے ملک پر قابض ہو گیا ۔ تمام تاتاری اس کے مطیع و منقاد ہو گئے اور اس کی عزت میں یہاں تک مبالغہ کیا ۔ کہ اُسے خدا سمجھنے لگے ۔ پھر ۶۰۶ھ ہجری میں تاتاری اپنے ملک سے نکلکر ممالک ترک اور فرغانہ پر حملہ آور ہوئے ۔ خوارزم شاہ محمد بن تکش حاکم خراسان کو جس نے تمام بادشاہوں کو ہلاک کر کے ان کے ملکوں کو قبضہ میں کر لیا تھا ۔ اور اس کی ہمت و جرأت یہاں تک بڑھی تھی ۔ کہ خلیفہ وقت پر حملہ کرنے کے لئے تیار ہوا تھا ۔ جب تاتاریوں کی آمد کی خبر ملی ۔ تو وہ بھی اُن کا مقابلہ نہ کر سکا ۔ بلکہ ڈر کر اہل فرغانہ ۔ شاش اور کاسان وغیرہ شہروں میں حکم بھیجا ۔ کہ ان سب شہروں کو جلا کر لوگ سمرقند میں آ جائیں ۔ تاتاریوں نے ۶۱۵ھ ہجری تک مختلف مقامات میں لوٹ مار مچائی رکھی ۔ آخر چنگیز خاں نے سلطان خوارزم شاہ کے پاس ایلچی بھیجے ۔ اور اُن کے ہمراہ کچھ تحفے روانہ کئے ۔ ایلچیوں نے آ کر بیان کیا کہ خاقان اکبر آپ کو سلام کے بعد کہتا ہے ۔ کہ آپ کا علو مرتبہ اور عظمت و جلالت مجھ پر پوشیدہ نہیں ۔ میرے نزدیک میری اور آپ کی صلح ہو جانی بہتر ہے ۔ آپ مجھے اولاد سے زیادہ عزیز ہیں ۔ اور یہ باتیں میں ڈر کر نہیں کہتا ۔ کیونکہ چین جیسے وسیع ملک پر قابض ہو گیا ہوں ۔ جہاں لشکر اور گھوڑوں کی کوئی انتہا نہیں ۔ اور اس میں چاندی سونے کی کانیں ہیں ۔ اِسلئے مجھے کسی چیز کے واسطے دوسرے ملک کا دست نگر نہیں ہونا پڑتا ۔ اگر تجھے بھی مناسب معلوم ہو ۔ تو مجھ سے عہد دوستی کر لے ۔ اور سوداگروں کو اپنے مقبوضات میں آنے جانے کی آزادی دیدے ۔ خوارزم شاہ نے اسے منظور کر لیا ۔ جس سے چنگیز خاں بہت خوش ہوا ۔ سوداگروں کو ایک دوسرے کے مقبوضات میں آنے جانے کی آزادی مل گئی ۔ اتفاقاً تاتاری تاجروں کا ایک قافلہ جب ماوراء النہر میں پہونچا جہاں کہ خوارزم شاہ کا ماموں حاکم تھا ۔ اور اس کے پاس ۲۰ ہزار سوار تھے ۔ تو تاجروں کے مال

پر اُسکا دل للچایا۔ خوارزم شاہ کو لکھا کہ تاتاری لوگ تاجرانہ لباس میں آکر یہاں جاسوسی کرتے ہیں۔ اگر آپ حکم دیں۔ تو ان کا انتظام کروں۔ خوارزم شاہ نے صرف احتیاط رکھنے کا حکم دیدیا۔ مگر اس کے ماموں نے انہیں گرفتار کر کے اُن کا تمام مال و اسباب ضبط کر لیا۔ چنگیز خاں کے ایلچیوں نے آکر خوارزم شاہ سے بیان کیا۔ کہ تم نے تو تاجروں کو آزادی دی تھی۔ مگر آخر غدر کیا۔ جو نہایت قبیح ہے۔ خصوصاً سلطانِ اسلام سے تو بہت ہی بُرا ہے۔ اگر تمہارا خیال ہے۔ کہ یہ کام تمہارے ماموں نے تمہاری اطلاع اور اذن کے بغیر کیا ہے۔ تو اسے ہمارے حوالے کر دو۔ ورنہ عنقریب ہی تمہیں اس کا نتیجہ ملجائیگا۔ اس بات کے سننے سے خوارزم شاہ کو ایسا ڈر لگا۔ کہ اس کے حواس باختہ ہوگئے اور ایلچیوں کو قتل کروا ڈالا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ان کے خون کے ایک ایک قطرہ کے عوض مسلمانوں کے خون کے دریا بہ گئے۔ چنگیز خاں لشکر جرار لے کر اس سے لڑنے کے لئے نکلا۔ خوارزم شاہ اس کی آمد کی خبر سُنکر جیحوں سے نیشاپور بھاگ گیا۔ اور وہاں سے بھاگ کر بُرج ہمدان میں جا پہونچا۔ اُسکا دشمن بھی وہاں جا پہونچا۔ اور اس کے تمام آدمیوں کو ایک ایک کر کے قتل کر دیا۔ خوارزم شاہ جان بچا کر بھاگا۔ اور دریا عبور کر کے صحیح و سالم ایک جزیرے میں جا پہونچا۔ وہاں اسکو ذات الجنب کا عارضہ ہوا۔ اور اسی میں تن تنہا مر گیا۔ اور جو بستر اس کے پاس تھا۔ اسی میں دفن ہوا یہ واقعہ ۶۱۷؁ ہجری کا ہے۔ تاتاری خوارزم شاہ کے تمام مقبوضات پر قابض ہوگئے

ابن جوزی کے پوتے لکھتے ہیں۔ کہ سب سے پہلے تاتاریوں کا ظہور ۶۱۵؁ ہجری میں ماوراء النہر میں ہوا۔ اور انہوں نے بخارا اور سمرقند پر قبضہ کر کے وہاں کے باشندوں کو تہ تیغ کیا۔ اور خوارزم شاہ کا محاصرہ کر لیا۔ بعد ازاں انہوں نے دریا کو عبور کیا۔ اور چونکہ خوارزم شاہ نے سب بادشاہوں کو ہلاک کر دیا تھا۔ اس لئے کوئی ان کے مقابل نہ ہوا۔ اسلئے وہ بندگانِ خدا کو تہ تیغ اور شہروں کو برباد کرتے ہوئے ہمدان اور قزوین تک جا پہونچے *

ابن اثیر نے اپنی تاریخ الکامل میں لکھا ہے۔ کہ حادثہ تاتار حوادث عظیمہ اور مصائب کبراے میں سے ہے۔ زمانہ نے کبھی ایسا حادثہ عظیمہ نہیں دیکھا اس میں سب لوگ شامل تھے۔ مگر خصوصاً مسلمان اس کی بلا میں زیادہ گرفتار ہوئے۔ اگر کہا جائے۔ کہ ابتدائے دُنیا سے کبھی ایسا حادثہ وقوع میں نہیں آیا۔ تو بالکل بجا و درست ہے۔ کیونکہ تاریخ اس جیسا کوئی حادثہ پیش نہیں

کرسکتی۔ سب سے بڑا حادثہ جو تاریخ میں ہے۔ وہ بخت نصّر کا ہے۔ جس نے بنی اسرائیل کو بیت المقدس میں تہ تیغ کیا تھا۔ لیکن وہ حادثہ تاتاریوں کے حادثہ کی نسبت کچھ بھی نہیں۔ یہ حادثہ ایسا ہے جس کے چنگاڑے اڑکر تمام دنیا میں جا پڑے اور اس کا ضرر تمام لوگوں کو پہونچا۔ ان لوگوں کی تیزی ایسی تھی جیسی ان بادلوں کی ہوتی ہے جنہیں ہوا اڑائے لئے پھرتی ہے۔ یہ لوگ اطراف چین سے نکلے اور پہلے بلاد ترکستان مثل کاشغر اور شاغرق وغیرہ کو تباہ کیا۔ پھر وہاں سے سمرقند اور بخارا میں پہونچے۔ اور وہاں کے لوگوں کو تہ تیغ کیا۔ وہاں سے نکل کر ملک کو تباہ کرتے ہوئے خراسان۔ ری۔ ہمدان اور حد عراق تک جا پہونچے۔ پھر وہاں سے آذربائیجان اور اس کے گرد و نواح کا قصد کیا۔ اور اسے تباہ و خراب کیا۔ یہ سب کچھ ایک ہی سال میں ہوا۔ پھر آذربائیجان سے دربند شروان تک جا پہنچے اور وہاں کے تمام شہروں کے مالک ہو گئے۔ پھر وہاں سے شہر لان اور لکز میں جاکر وہاں کے لوگوں کو قتل اور قید کیا۔ پھر وہاں سے بلاد قفجان کا قصد کیا۔ جہاں کے باشندے ترکوں سے بھی زیادہ تھے۔ جو لوگ ان سے بھاگ گئے وہ بچ گئے اور باقی وہیں تہ تیغ ہوئے۔ تاتاریوں کا کچھ حصہ غزنی سجستان اور کرمان کیطرف گیا۔ اور وہاں جاکر بھی یہی حال کیا۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ جو نہ کبھی کانوں نے سنا اور نہ آنکھوں نے دیکھا ہے۔ اسکندر رومی بھی دنیا کے بڑے حصہ پر قابض ہو گیا تھا۔ مگر اتنی جلدی نہیں۔ بلکہ آہستہ آہستہ بیس[۲۰] سال میں۔ اور ساتھ ہی اس نے کسی کو قتل و غارت نہیں کیا۔ بلکہ جس نے اطاعت کی۔ اس سے راضی ہو گیا۔ لیکن یہ لوگ دنیا کی نہایت آباد اور زرخیز جگہ پر ایک سال میں قابض ہو گئے۔ کوئی شہر ایسا نہیں تھا جو ان کے حملے اور دبدبے سے لرزاں نہ ہو۔ پھر لطف یہ کہ انہیں کسی قسم کی مدد یا خوراک کی حاجت نہ تھی۔ کیونکہ بھیڑ بکریاں ان کے ساتھ رہتی تھیں۔ جو ان کی خوراک کے لئے کافی ہوتی تھیں۔ اور ان کے گھوڑے اپنے ٹاپوں سے زمین کھود کر گھاس پات کی جڑیں نکالکر اپنا پیٹ بھر لیتے تھے۔ اور دانہ کا تو نام بھی نہ جانتے تھے۔ اور ان کے مذہب کی یہ حالت تھی۔ کہ جب آفتاب نکلتا۔ تو اسے سجدہ کر لیا کرتے۔ کوئی چیز ان کے نزدیک حرام نہ تھی۔ تمام جانور بلکہ انسان بھی ان کے نزدیک حلال تھے۔ نکاح کا ان کے ہاں جھگڑا ہی نہ تھا۔ ایک عورت

کئی مردوں کے لئے کافی ہوتی تھی ٭
۱۰ محرم ۶۵۶ھ ہجری کو یہ غارت گر و بار کی طرح دو لاکھ کی جمعیت لیکر بسر کردگی ہلاکو خاں بغداد میں پہونچے۔ خلیفہ کی فوج نے بھی ان کا مقابلہ کیا۔ مگر شکست کھائی۔ ننگ حرام لعنتی وزیر نے خلیفہ مستعصم کو اُن کے ساتھ صُلح کر لینے کی رائے دی۔ اور کہا۔ کہ آپ سپہ سالار سے چلکر ملئے۔ میں صُلح کرا دونگا۔ پھر خود تاتاریوں کے پاس جاکر اور ان سے اپنے لئے امان لیکر اور عہد و پیمان کر کے پھر خلیفہ کے پاس پہونچا۔ اور کہا کہ تاتاریوں کا بادشاہ اپنی بیٹی کی شادی آپ کے صاحبزادے امیر ابوبکر کے ساتھ کرنا چاہتا ہے اور آپ کو اسی طرح منصب خلافت پر قائم رکھنا چاہتا ہے۔ جس طرح آپ کو شاہِ روم نے اپنی سلطنت میں رکھا۔ اور جس طرح آپ کے بزرگ سلاطین سلجوق کے زمانے میں تھے۔ اس کے بعد وہ اپنی فوج لیکر واپس چلا جائیگا۔ پس آپ اس کو بخوشی منظور کر لیجئے۔ کیونکہ اس ترکیب سے مسلمان خونریزی سے بچ جائینگے۔ الغرض خلیفہ اپنے اعیان سلطنت اور فقہار کو ساتھ لیکر نکلا۔ اور باہر ایک خیمہ میں جا اُترا۔ وزیر نے جاکر پہلے فقہار اور امرار کو بلوایا۔ تاکہ شرائطِ صُلح طے کر لیں۔ مگر جب وہ لوگ وہاں پہونچے۔ تو سب کی گردنیں مار دی گئیں۔ اسی طرح آہستہ آہستہ خلیفہ کے سب ہمراہیوں کو بلا کر قتل کر دیا گیا۔ بعد ازاں دریائے دجلہ کو عبور کر کے بغداد میں قتل عام شروع کیا جو تقریباً چالیس روز تک ہوتا رہا۔ لکھوکھا آدمی قتل ہوئے۔ خون کی ندیاں بہ گئیں جو لوگ کنوؤں اور ایسی ہی اور پوشیدہ جگہوں میں جا چھپے تھے۔ وہی بچے۔ باقی سب تہ تیغ ہوئے۔ بیچارے خلیفے کو اتیں مار مار کر قتل کر دیا ٭
ذہبی رحمہ لکھتے ہیں کہ میرا خیال ہے۔ کہ بیچارے مستعصم کو دفن ہونا بھی نصیب نہیں ہوا۔ اور اس کے ساتھ اس کی اولاد اور دیگر رشتہ دار بھی قتل ہوئے۔ اور بعض قید ہوئے فتنہ تاتار ایسا تھا۔ کہ اسلام کو اس سے پہلے کبھی ایسے فتنے سے سابقہ نہیں پڑا۔ وزیر حرامزادہ بھی اپنے مقاصد میں کامیاب نہ ہوا۔ بلکہ وہ بھی تاتاریوں کے ہاتھ سے ذلیل و خوار ہوا۔ اور اس کے بعد جلدی ہی فی النار و السقر ہوا۔
شعرار نے بغداد اور وہاں کے باشندوں کے خوب مرثیے لکھے ہیں چنانچہ ایک شاعر کہتا ہے شعر:-

بَادَتْ وَاَهْلُوْهَا مَعًا فَبُيُوْتُهُمْ ۔ بِبَقَاءِ مَوْلَانَا الْوَزِيْرِ خَرَابٌ

(ترجمہ ہمارے مولانا وزیر کے بقاء کے سبب بغداد مع اپنے باشندوں کے تباہ وہلاک ہوگیا ہے۔ اور اب ان کے گھر ویران پڑے ہیں۔)

ایک اور شاعر کہتا ہے شعر

(۱)
یَا عُصْبَۃَ الْاِسْلَامِ نُوْحِیْ وَانْدُبِیْ حُزْنًا عَلٰی مَا تَمِّ لِلْمُسْتَعْصِمِ

دَسْتُ الْوِزَارَۃِ کَانَ قَبْلَ زَمَانِہٖ لِابْنِ الْفُرَاتِ فَصَارَ لِابْنِ الْعَلْقَمِیْ

آخری خطبہ جو بغداد میں پڑھا گیا۔ اس میں خطیب نے کہا۔ "ہر طرح کی تعریف اُس خدا ہی کو سزاوار ہے جس نے موت سے بڑے بڑے مضبوط اور معمر آدمیوں کو ہلاک کر دیا۔ اور پھر ان کے گھروں کو نیست و نابود کر دیا۔ اور اب بھی تلوار میان میں نہیں گئی۔

تقی الدین ابن ىسیرہ نے تباہیٔ بغداد پر ایک مشہور قصیدہ کہا ہے جو یہ ہے اشعار:۔

لِسَائِلِ الدَّمْعِ عَنْ بَغْدَادَ اَخْبَارٌ فَمَا وُقُوْفُکَ وَالْاَحْبَابُ قَدْ سَارُوْا

یَا زَائِرِیْنَ اِلَی الزَّوْرَاءِ لَا تَفِدُوْا فَمَا بِذَاکَ الْحِمٰی وَالدَّارِ دَیَّارُ

تَاجُ الْخِلَافَۃِ وَالرَّبْعُ الَّذِیْ شَرُفَتْ بِہِ الْمَعَالِمُ قَدْ عَفَّاہُ اِقْفَارُ

اَضْحٰی لِعَطْفِ الْبِلٰی فِیْ رَبْعِہٖ اَثَرٌ وَلِلدُّمُوْعِ عَلَی الْاٰثَارِ اٰثَارُ

یَا نَارَ قَلْبِیْ مِنْ نَارٍ لِحَرْبِ وَغًی شَبَّتْ عَلَیْہِ وَوَافِی الرَّبْعَ اِعْصَارُ

عَلَا الصَّلِیْبُ عَلٰی اَعْلٰی مَنَابِرِھَا وَقَامَ بِالْاَمْرِ مَنْ یَحْوِیْہِ زُنَّارُ

وَکَمْ حَرِیْمٍ سَبَتْہُ التُّرْکُ غَاصِبَۃً وَکَانَ مِنْ دُوْنِ ذَاکَ السِّتْرِ اَسْتَارُ

وَکَمْ بُدُوْرٍ عَلَی الْبَدْرِیَّۃِ انْخَسَفَتْ وَلَمْ یَعُدْ لِبُدُوْرٍ مِنْہُ اَبْدَارُ

---

(۱) اے قوتِ اسلام اس حال سے جو مستعصم پر گذرا ہے رو اور نوحہ کر۔ عہدہ وزارت پیشتر ازیں ابن فرات کے لئے تھا اور بعد ازاں ابن علقمی کے لئے خاص ہوا ۱۲ مترجم

وَكَمْ ذَخَائِرَ اَضْحَتْ وَهِيَ شَائِعَةٌ　　مِنَ النِّهَابِ وَقَدْ حَازَتْهُ كُفَّارُ

وَكَمْ حُدُوْدٍ اُقِيْمَتْ مِنْ سُيُوْفِهِمُ　　عَلَى الرِّقَابِ وَحُطَّتْ فِيْهِ اَوْزَارُ

نَادَيْتُ وَالسَّبْيُ مَهْتُوْكٌ يَجُرُّهُمُ　　اِلَى السِّفَاحِ مِنَ الْاَعْدَاءِ دُعَّارُ

(ترجمہ (۱) بغداد کی خبریں سُنکر آنسو بہلانے والے سے کہدو۔ کہ تو کیوں کھڑا ہے احباب تو سب چلے گئے ہیں +

(۲) اَے بغداد کو دیکھنے والو! فَدَیْتُ نَفْسِیْ (یعنی میری جان تم پر قربان ہو) نہو۔ کیونکہ ان چراگاہوں اور گھروں میں نواب کوئی بھی نہیں - (تم کسے مخاطب کر رہے ہو +

(۳) تاج خلافت اور اس منزل کو جس سے معالم دینی چمکی تھی - خالی ہونے نے انہیں نیست و نابود کر دیا ہے +

(۴) اب تو اس منزل میں صرف کہنگی کے نشان باقی رہ گئے ہیں - اور یا اب ان نشانوں پر آنسوؤں کے نشان باقی ہیں +

(۵) اسپر جو لڑائی کی آگ جلائی گئی ہے - اس سے میرے دل میں آگ لگ گئی ہے - اور تمام گھر ویران ہو گئے ہیں +

(۶) صلیب اس کے منبروں پر رکھی گئی ہے - اور والی ایسے شخص ہوئے ہیں - جو زنار پہنے ہوئے ہیں +

(۷) ترکوں نے کئی عورتوں کو زبردستی پکڑ لیا ہے - حالانکہ وہ کئی پردوں میں رہا کرتی تھیں +

(۸) بہت سے چاند محلہ مدریہ میں خسوف میں آگئے ہیں - اور پھر وہ کبھی طلوع نہیں ہوئے

(۹) بہت سے خزانے جو بالکل محفوظ تھے - کفاروں نے لوٹ لئے ہیں +

(۱۰) کئی حدیں اُن کی تلواروں سے قائم کی گئی ہیں - اور ان کے گناہ انہوں نے اپنے ذمے لے لئے ہیں

(۱۱) میں نے ایسے حال میں آواز دی جب کہ قیدی خونریزی کی طرف ہلائے جا رہے تھے)

جب ہلاکو خاں خلیفہ اور اہل بغداد کے قتل سے فارغ ہوا - تو اس نے اپنے نائب عراق پر مقرر کئے - ابن علقمی نے انہیں ہزار طرح سے سمجھایا - کہ کوئی علوی خلیفہ مقرر کیا جائے - مگر انہوں نے نہ مانا - بلکہ اسے باہر نکال دیا - آخر اونے غلاموں

کی طرح ان کے ساتھ رہا۔ اور اسی صدمہ میں مر گیا۔ خدا اسپر رحم نہ کرے۔ اور اُس کے گناہ نہ بخشے۔ پھر ہلاکو خان نے الناصر والئے دمشق کو یہ خط لکھا:۔

"سلطان ملک ناصر طال بقاؤہ کو واضح ہو۔ کہ جب ہم عراق کی طرف متوجہ ہوئے تو اہل عراق کی فوجیں ہمارے مقابلے کے لئے نکلیں۔ مگر ہم نے ان سب کو خدائی تلوار سے تہ تیغ کیا۔ بعد ازاں شہر کے رؤسا و امراء ہمارے پاس آئے۔ مگر انکا کلام ہی ان کی ہلاکت کا باعث ہوا۔ اور وہ تھے بھی اسی قابل۔ بعد ازاں والئے شہر یعنی خلیفہ بھی ہماری خدمت میں آیا۔ اور ہماری اطاعت کے دامن میں داخل ہو گیا۔ مگر ہم نے اس سے کچھ باتیں پوچھیں۔ جن کے جواب میں اس نے ہم سے جھوٹ بولا۔ اِس لئے وہ بھی تہ تیغ کیا گیا۔ اب تمہیں چاہیئے۔ کہ ہماری اطاعت کرو۔ اور اس کا خیال بھی نہ کرو۔ کہ ہمارے قبضے میں قلعے اور شمشیر زن آدمی ہیں۔ ہم نے سُنا ہے کہ بقیۃ السیف لوگوں نے تمہارے پاس جا کر پناہ لی ہے۔ لیکن وہ یہ نہیں جانتے:۔ شعر

اَیْنَ الْمَفَرُّ وَلَا مَفَرَّ لِهَارِبٍ[۱] ۔۔۔ وَلَنَا الْبَسِیْطَانِ الثَّرٰی وَالْمَاءُ

اب تمہیں لازم ہے۔ کہ اس خط کو دیکھتے ہی شام کے قلعے گرا دو۔ والسلام"

اِس کے بعد ایک اور خط لکھا جس میں تحریر تھا:۔

"بخدمت ملک الناصر طال عمرہ۔ واضح ہو۔ کہ ہم نے بغداد کو فتح کر لیا ہے۔ اور اس کے ملک کی بیخکنی کر دی ہے۔ وہاں کے باشندوں نے مال دینے میں بخل کیا تھا۔ اور انکا خیال تھا۔ کہ انکا ملک ہمیشہ اسی شان و شوکت پر رہیگا۔ مگر اب اس کے بدر کامل کو گہن لگ گیا ہے۔ کیونکہ قاعدہ ہے۔ شعر

اِذَا تَمَّ اَمْرٌ بَدَا نَقْصُهٗ[۲] ۔۔۔ تَوَقَّعْ زَوَالًا اِذَا قِیْلَ تَمّ

اب ہم بربادی کی عمر میں زیادتی کرنا چاہتے ہیں۔ تم کو چاہیئے۔ کہ ان لوگوں جیسے نہ ہو جاؤ۔ کہ جنہوں نے اللہ تعالٰے کو بھلا دیا۔ تو خدا تعالٰے نے بھی انکو بھلا دیا۔ جو کچھ تمہارے دل میں ہے ظاہر کر دو۔ خواہ نرمی سے خواہ سختی سے۔ تمہیں چاہیئے۔ کہ ہماری

---

[۱] بھاگ کر بھاگنے والا کہاں جا سکتا ہے کیونکہ ہم بحر و بر کے مالک ہیں۔ [۲] جب کوئی بات پوری اور کامل ہو جائے تو اس کے زوال کے متوقع رہو۔ یہ سمجھے ہر کمالے را زوالے۔

اطاعت اور فرمانبرداری کر کے ہمارے شر سے بچو۔ اور ہمارے انعامات سے مالا مال ہو جاؤ اور ہمارے ایلچیوں کو زیادہ دن نہ ٹھیراؤ۔ والسلام۔"

اس کے بعد ایک تیسرا خط لکھا جس میں تحریر تھا :-

حمد و صلوٰۃ کے بعد واضح ہو۔ کہ ہم خدا تعالیٰ کا لشکر ہیں۔ وہ ہمارے ہی ذریعہ سے گنہگاروں۔ متکبروں۔ اور جابروں سے انتقام لیتا ہے۔ ہم جو کچھ کرتے ہیں۔ حکم خداوندی سے کرتے ہیں۔ اگر ہمیں غصہ آ جاتا ہے۔ تو ہم لوگوں کا حال دگرگوں کر دیتے ہیں۔ ہم نے شہروں کو تباہ کر دیا ہے۔ بندگانِ خدا کو قتل کر دیا ہے۔ اور عورتوں بچوں کو بھی نہیں چھوڑا۔ اے باقیماندو! تم بھی ان کے ساتھ ہی ملنے والے ہو۔ اے غافلو! تم بھی اُن کی طرف ہی چلے جا رہے ہو۔ ہم لشکر ہلاکت ہیں۔ لشکر رحمت نہیں۔ ہمارا مقصود انتقام لینا ہے۔ ملک گیری ہمارا مقصد نہیں۔ ہمارے ملک کا کوئی قصد نہیں کر سکتا۔ اور ہمارے مہمان پر کوئی ظلم نہیں کر سکتا۔ ہمارے ملک میں ہمارا عدل و انصاف مشہور ہے۔ اور ہماری تلواروں سے کوئی کہاں بھاگ سکتا ہے۔ شعر :-

أَيْنَ الْمَفَرُّ وَلَا مَفَرَّ لِهَارِبٍ ۞ وَلَنَا الْبَسِيطَانِ الثَّرَىٰ وَالْمَاءُ [۱]

ذَلَّتْ لِهَيْبَتِنَا الْأُسُودُ وَأَصْبَحَتْ ۞ فِي قَبْضَتِي الْأُمَرَاءُ وَالْخُلَفَاءُ

اب ہم تمہاری طرف آ رہے ہیں۔ تم بھاگو۔ اور ہم تمہارا تعاقب کرینگے۔ شعر

سَتَعْلَمُ لَيْلَىٰ أَيَّ دَيْنٍ تَدَايَنَتْ ۞ وَأَيَّ غَرِيمٍ بِالتَّقَاضِي غَرِيمُهَا [۲]

ہم نے تمام شہروں کو برباد و تباہ کر دیا ہے۔ اور بچوں کو یتیم کر دیا ہے۔ بندگانِ خدا کو ہلاک کر دیا ہے۔ اور انہیں طرح طرح کے عذاب چکھائے ہیں۔ ان کے بڑوں کو صغیر کر دیا ہے اور ان کے امیروں کو قید کر لیا ہے۔ کیا تمہارا خیال ہے کہ تم ہم سے بچ جاؤ گے۔ نہیں ہرگز

---

[۱] کہاں بھاگ سکتے ہیں حالانکہ بھاگنے والے کے لئے کوئی بھاگنے کی جگہ نہیں۔ کیونکہ پانی و مٹی ہمارے تابع ہیں۔ شیر ہماری ہیبت سے لرزاں ہیں اور تمام خلفاء و امراء میرے قبضے میں ہیں [۲] لیلیٰ کو عنقریب معلوم ہو جائیگا۔ کہ کونسا قرض اس نے قرض دیا ہے۔ اور کس قرضخواہ سے وہ تقاضا کر رہی ہے ۱۲ مترجم

نہیں۔تمہیں عنقریب ہی اپنے کئے کا بدلہ ملجائیگا جس نے ڈرا دیا۔تو گویا اس نے اپنا عذر پیش کر دیا (اب تم مانو یا نہ مانو)

۶۵۷ھ ہجری شروع ہوا۔اور دنیا بلا خلیفہ ہی تھی۔اسی سال تاتاری آمد کیطرف بڑھے۔اندلوں والئے مصر المنصور علی بن معز لڑکا ہی تھا۔اور اس کا اتابک امیر سیف الدین قطز المعزی اس کے باپ کا غلام تھا۔الصاحب کمال الدین عدیم بطور ایلچی ان کے پاس آیا۔اور ان سے تاتاریوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے مدد کی درخواست کی۔امیر سیف الدین قطز نے تمام امراء اور اعیان کو جمع کیا۔شیخ عز الدین بن عبد السلام بھی حاضر ہوئے۔انہوں نے فتوٰی دیا۔کہ جب کوئی دشمن بلاد اسلامیہ پر حملہ آور ہو۔تو تمام دنیا کو واجب ہے۔کہ اس سے مقابلہ کریں۔اور جائز ہے کہ رعیت سے جنگ کی تیاری کے لئے کچھ رقم وصول کیجائے۔بشرطیکہ بیت المال میں کچھ نہ ہو۔اور سپاہی اپنی تمام نفیس چیزوں کو فروخت کر کے صرف گھوڑا اور ہتھیار اپنے پاس رکھ لیں۔اور سب لوگ ملکر ان کے مقابلے کے لئے نکلیں۔مگر لشکر کے مال کو برقرار رکھکر صرف رعیت سے ہی مال اکٹھا کرنا جائز ہے" چند روز کے بعد قطز نے اپنے مالک کے بیٹے منصور کو قید کر لیا۔اور کہا کہ یہ لڑکا ہے اور ایسے مشکل وقت میں نہائیت ضروری ہے۔کہ کوئی شجاع بادشاہ ہو جو جہاد کر سکے۔اسلئے میں بادشاہ بنتا ہوں۔یہ کہکر خود بادشاہ بن گیا۔اور الملک المظفر اپنا لقب مقرر کیا +

۶۵۸ھ ہجری بھی شروع ہوا۔اور دنیا بغیر خلیفہ کے ہی رہی۔اسی سال میں تاتاری دریائے فرات کو عبور کر کے حلب میں پہونچ گئے۔اور وہاں خوب قتل عام کیا۔پھر وہاں سے دمشق میں پہنچے۔ماہ شعبان میں مصری تاتاریوں سے لڑنے کے لئے شام کیطرف بڑھے۔مظفر بھی اپنا لشکر لیکر آگے بڑھا۔جنرل لشکر رکن الدین بیبرس بندقداری تھا۔بروز جمعہ ۱۵ شعبان کو مصریوں اور تاتاریوں کا عین جالوت پر مقابلہ ہوا جس میں تاتاریوں نے شکست فاش کھائی۔اور بے تحاشا بھاگے۔مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا۔اور ہزاروں کو فی النار والسقر کیا۔فالحمد للہ علٰے ذالک۔المظفر نے اس فتح کی خبر دمشق میں بھیجی۔لوگوں نے بڑی خوشیاں منائیں۔پھر مظفر مؤید و منصور دمشق میں داخل ہوا۔لوگ اسے نہائیت دوست رکھنے لگے۔بیبرس نے حلب تک تاتاریوں کا تعاقب کیا۔اور ان کی آلائش سے تمام شہروں کو پاک وصاف کر دیا +

سلطان المظفر نے اس فتح کے عوض بیبرس سے حلب کا حاکم بنانے کا وعدہ کیا تھا مگر اس وعدے سے پھر گیا۔ بیبرس اس سے بہت متاثر ہوا۔ اور دونوں میں کشیدگی پیدا ہو گئی۔ مظفر کا ارادہ تھا۔ کہ خود حلب میں جاکر تاتاریوں سے ملک کو پاک و صاف کر دے لیکن جب اُسے معلوم ہوا۔ کہ بیبرس ان کے موافق ہے۔ اور اس کے قتل کا حیلہ کر رہا ہے۔ تو وہ مصر کی طرف روانہ ہوا۔ اور بیبرس کے قتل کے لئے اپنے خواص سے مشورہ کیا۔ بیبرس کو بھی اس بات کی اطلاع مل گئی۔ وہ بھی مصر کی طرف روانہ ہوا۔ دونوں میں سے ہر ایک دوسرے سے خوف کھاتا تھا۔ آخر بیبرس نے امراء کی ایک جماعت سے اتفاق کر کے ذی القعدہ کی دس تاریخ کو مظفر کو راستے میں ہی قتل کر ڈالا۔ اور خود بادشاہ بنکر الملک القاہر اپنا لقب مقرر کیا۔ اور مصر میں آکر مظفر نے مصریوں پر جو ظلم برپا کر رکھے تھے۔ دور کر دیئے۔ وزیر زین الملۃ والدین ابن زبیر نے کہا۔ کہ آپ یہ لقب بدل دیجئے۔ کیونکہ جس شخص کا یہ لقب ہوا۔ اس نے نجات نہیں پائی۔ چنانچہ قاہر بن معتضد کا یہ لقب تھا۔ وہ معزول کیا گیا۔ اور اس کی آنکھوں میں لوہے کی گرم سلائی پھیر دی گئی۔ اور قاہر بن والئے موصل نے یہ لقب اختیار کیا۔ تو اُسے زہر دیا گیا۔ اس پر سلطان نے اپنا یہ لقب بدل کر الملک الظاہر اپنا لقب مقرر کیا +

۶۵۹ سنہ ہجری شروع ہوا۔ اور دنیا میں کوئی خلیفہ نہ تھا۔ آخر اسی سال میں ماہ رجب میں مصر کے اندر خلافت قائم ہوئی۔ جیسا کہ ہم بیان کرینگے۔ تو اس حساب سے ساڑھے تین سال تک خلافت منقطع رہی۔

مستنصر کے عہد خلافت میں علمائے ذیل فوت ہوئے :۔

حافظ تقی الدین صریفینی۔ حافظ ابو القاسم بن طیلسانی۔ شمس الائمہ کردی من کبار الحنفیہ۔ شیخ تقی الدین بن صلاح۔ علم سخاوی۔ حافظ محب الدین بن بخار مؤرخ بغداد منتخب الدین شارح مفصل۔ ابن یعیش نحوی۔ ابو الحجاج اقصرائی۔ ابو علی نظر بینی نحوی۔ ابن بیطار صاحب مفردات۔ علامہ جمال الدین بن حاجب امام المالکیہ۔ ابو الحسن دباج نحوی۔ قفطی صاحب تاریخ النحاۃ۔ افضل الدین خونجی صاحب المنطق ازدی صاحب البیاض فی الاصل۔ حافظ یوسف بن خلیل۔ بہاء بن بنت الحمیری۔ جمال بن عمرو نحوی۔ رضی صغانی لغوی صاحب عباب وغیرہ۔ کمال عبد الواحد زملکانی صاحب المعانی والبیان واعجاز القرآن۔ شمس خسروشاہی۔ مجد بن تیمیہ یوسف سبط بن جوزی صاحب مرآۃ الزمان۔ ابن باطیش من کبار الشافعیہ۔ نجم بادرائی

ابن ابی الفضل المرسی صاحب تفسیر وغیرہم

فصل مُدتِ انقطاعِ خلافت میں علمائے ذیل فوت ہوئے :۔

الزکی عبدالعظیم منذری۔ شیخ ابو الحسن شاذلی۔ شیخ طائفہ شاذلیہ۔ شعبہ مقری فاسی شارح شاطبیہ۔ سعدالدین بن غزی شاعر۔ صرصری شاعر۔ ابن آبار مورخ اندلس وغیرہم رحمہم اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین

المستنصر باللہ احمد

المستنصر باللہ احمد ابو القاسم بن الظاہر بامر اللہ ابی نصر محمد بن الناصر لدین اللہ احمد۔

شیخ قطب الدین لکھتے ہیں۔ کہ یہ بغداد میں قید تھا۔ جب تاتاریوں نے بغداد کو فتح کیا۔ تو اُسے رہا کر دیا گیا۔ یہ بھاگ کر عراق عرب میں جا پہنچا۔ جب الملک الظاہر بیبرس سلطان ہوا۔ تو یہ ماہ رجب میں ۱۰ بنی مہارش کو اپنے ساتھ لیکر سلطان کی پاس آیا۔ سُلطان مع قضاۃ اور اعیان سلطنت کے اس کی ملاقات کے لئے نکلا۔ اور اُسے قاہرہ میں لیجاکر قاضی القضاۃ تاج الدین بن بنت الاعز سے اسکا نسب ثابت کیا۔ بعدازاں اُس سے بیعت کی گئی۔ سب سے پہلے سلطان نے بیعت کی۔ اور بعدازاں قاضی القضاۃ تاج الدین نے پھر شیخ عزالدین بن عبدالسلام نے اس کے بعد ہر ایک نے اپنے مرتبے کے موافق بیعت کی۔ یہ واقعہ ۱۳ رجب میں ہوا۔ اس کے بعد اس کا نام سکّوں پر بھی مسکوک کرایا گیا۔ اور اس کے نام کا خطبہ بھی پڑھا گیا۔ اور المستنصر باللہ کا لقب دیا گیا۔ اسواقعہ سے لوگ بہت خوش ہوئے ٭

جمعہ کے دن خلیفہ سیاہ کپڑے زیب تن کئے ہوئے سوار ہو کر قلعہ کی جامع مسجد میں آیا۔ اور منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا۔ اس میں پہلے بنو عباس کا شرف بیان کیا۔ اور پھر سُلطان اور مسلمانوں کے حق میں دعا کی۔ بعدازاں لوگوں کو نماز پڑھائی اور پھر رسم قدیم کے موافق سلطان کو خلعت عطا کئے جانے کا حکم کیا۔ اور اس کی اطاعت کا سب لوگوں کو حکم کیا ٭

دو شنبہ ۴ شعبان ۶۵۹ ہجری کو قاہرہ کے باہر ایک خیمہ نصب کیا گیا خلیفہ سلطان اور سب امراء و وزراء وہاں حاضر ہوئے۔ اور ان کی موجودگی میں خلیفہ نے سلطان کو خلعت اور طوق پہنایا۔ فخر الدین بن لقمان نے منبر پر کھڑے ہو کر

خلیفہ کا فرمان سنایا۔ پھر سلطان وہی خلعت پہنے ہوئے باب النصر سے شہر میں داخل ہوا، اور قاہرہ کی آئینہ بندی کی گئی۔ تمام امراء و وزراء پاپیادہ ساتھ تھے۔ سلطان نے خلیفہ کے لئے ایک اتابک۔ استادار۔ شرابی۔ خزانچی۔ حاجب اور کاتب مقرر کیا۔ اور خزانہ کا ایک حصہ۔ بہت سے غلام۔ سو گھوڑے۔ تیس خچر اور دس اونٹ مقرر کئے ٭

ذہبی رح کہتے ہیں۔ کہ مستنصر اور مقتفی کے سوا، کوئی شخص اپنے بھتیجے کے بعد خلیفہ نہیں ہوا۔ والئے حلب امیر شمس الدین اقوش نے حلب میں ایک اور خلیفہ مقرر کیا۔ اور اس کا لقب الحاکم بامر اللہ رکھا۔ اور اس کا نام خطبوں اور سکوں میں درج ہوا ٭

مستنصر نے عراق میں جانے کا قصد کیا۔ تو سلطان بھی اس کے ساتھ ہوا حتیٰ کہ دمشق تک گیا ٭ پھر سلطان نے خلیفہ اور والئے موصل کی اولاد کو بہت سا سامان اور دس لاکھ دینار اور ساٹھ ہزار درہم دیئے۔ پھر وہاں سے خلیفہ۔ صاحب موصل صاحب سنجار اور صاحب جزیرہ وغیرہم ملوک شرق کو ساتھ لیکر حلب پہنچا۔ اور خلیفہ حلب الحاکم بھی اپنی خلافت چھوڑ کر اس کی اطاعت میں آگیا۔ پھر یہ سب ملکر آگے چلے۔ اور حدیثہ کو فتح کیا۔ بعد ازاں تاتاریوں کے لشکر سے جنگ ہوا جس میں بہت سے مسلمان کام آئے۔ اور خلیفہ گم ہوگیا۔ بعض کہتے ہیں کہ قتل ہوا۔ (اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے) اور بعض کہتے ہیں۔ کہ کہیں بھاگ کر چلا گیا۔ اور پھر اسکا پتہ نہ ملا۔ یہ حادثہ ۳۔ محرم ۶۶۰ ؁ ہجری میں ہوا۔ اس حساب سے مستنصر کی خلافت صرف چھ ماہ رہی۔ اس کے بعد الحاکم خلیفہ ہوا۔ جو اس کی زندگی میں ہی حلب میں خلیفہ ہوا تھا ٭

الحاکم بامر اللہ ابو العباس

الحاکم بامر اللہ ابو العباس احمد بن ابی علی الحسن القبی بن علی بن ابی بکر بن خلیفہ مسترشد باللہ بن المستظہر باللہ۔ تاتاریوں کے فتنہ میں یہ کہیں روپوش ہو رہا تھا۔ بعد ازاں چند آدمیوں کو ساتھ لیکر حسین ابن فلاح امیر بنی خفاجہ کے پاس پہنچا۔ اور مدت تک اُس کے پاس رہا۔ اور پھر وہاں سے دمشق پہونچا۔ اور امیر عیسےٰ بن مہنا کے پاس مُدت تک رہا۔ الناصر صاحب دمشق کو جب اس کا حال معلوم ہوا۔ تو اُسے بلا بھیجا۔ مگر اس کے بعد اچانک فتنہ تاتار ہوا۔ پھر جب الملک المظفر دمشق میں آیا۔ تو اس نے امیر قلیج

بغدادی کو بھیجکر اُسے بلا بھیجا - اور اس سے بیعت کر لی - بہت سے امرائے عرب بھی اس کے ساتھ آملے - اور الحاکم نے غانہ - حدیثہ - ہیت - اور انبار کو فتح کیا - اور تاتاریوں کو مار بھگایا - پھر علاؤ الدین طیبرس نائب دمشق نے اسے بلا بھیجا - ادھر الملک الظاہر بھی اُسے بلا رہا تھا - اسلئے ماہ صفر میں وہ دمشق میں آیا - نائب دمشق نے اُسے سلطان الملک المظفر کی طرف روانہ کر دیا - مگر اس کے وہاں پہونچنے سے تین روز پیشتر قاہرہ میں المستنصر باللہ سے بیعت ہو چکی تھی - اسلئے الحاکم قید کے خوف سے بھاگ کر حلب میں چلا گیا - وہاں کے والی اور رؤسا نے اس سے بیعت کر لی - ان میں سے عبد الحلیم بن تیمیہ بھی تھے - اس کے بعد الحاکم نے غانہ کا قصد کیا - اور جب خلیفہ مستنصر وہاں آیا - تو یہ اُس کے حلقۂ اطاعت میں داخل ہو گیا - جب مستنصر تاتاریوں کے مقابلہ کی حالت میں کہیں گم ہو گیا - تو حاکم رحبہ عیسےٰ بن مہنا کے پاس چلا گیا - اور وہاں الملک الظاہر بیبرس سے خط و کتابت کی - اُس نے اُسے بلا بھیجا - حاکم معہ اپنے بیٹوں اور کئی ایک ہمراہیوں کے قاہرہ میں پہونچا - الملک الظاہر نے اُس کی بڑی عزت کی - اور اس سے بیعت کر لی - اور قلعہ کے ایک بڑے برج میں اُسے اُتارا - حاکم نے جامع مسجد میں کئی بار خطبہ پڑھا - چالیس سال سے بھی زیادہ مدت اُس نے خلافت کی +

شیخ قطب الدین نے لکھا ہے - کہ بعد از ثبوت نسب بروز پنجشنبہ ۸ محرم ۶۶۱ ہجری میں سلطان نے ایک مجلس منعقد کی - الحاکم بامر اللہ بھی سوار ہو کر وہاں پہونچا - اور سلطان کے پاس بیٹھا - سلطان نے اُٹھکر اس سے بیعت کی - پھر خلیفہ نے اُٹھکر اُسے خلعت عطا کی - اور اسے نائب السلطنت قرار دیا - اس کے بعد لوگوں نے حسب مراتب بیعت کی - دوسرے روز جمعہ تھا - حاکم نے خطبہ پڑھا - اور اس میں جہاد و امامت کا ذکر کیا - اور حرمت خلافت کی ہتک کو بیان کیا - بعد ازاں کہا کہ یہ سلطان الملک الظاہر امامت کی مدد کے واسطے اُٹھا ہے اور لشکر کفار کو یہاں سے مار بھگایا ہے - اس خطبہ کو شروع ان الفاظ سے کیا تھا - (اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَقَامَ لِاٰلِ الْعَبَّاسِ رُکْنًا وَظَهِیْرًا) اس کے بعد تمام ممالک میں حاکم کی بیعت کا اعلان کر دیا گیا +

اسی سال بہت سے تاتاری مسلمان ہو گئے - اور ممالک اسلام میں رہنے لگے یہاں ان کے روزینے اور وظیفے مقرر ہو گئے - اور انکا شر کم ہو گیا +

۶۶۲ سنہ ہجری میں مدرسہ ظاہریہ کی تعمیر ختم ہوئی - اور اس میں فقہ شافعی کے پڑھانے کے لئے تقی بن رزین مقرر ہوئے - اور تدریس حدیث کے لئے شرف دمیاطی مقرر ہوئے - اسی سال مصر میں سخت زلزلہ آیا -

۶۶۳ سنہ ہجری میں سلطان اندلس ابو عبداللہ بن احمر نے انگریزوں پر فتح پائی اور تئیس شہر جوان کے قبضے میں تھے چھین لئے - ان ہی شہروں میں اشبیلیہ اور مرسیہ بھی شامل ہیں - اسی سال قاہرہ میں مختلف مقامات پر آگ لگی - اور چھتوں پر گندھک اور آگ کاغذوں میں لپٹی ہوئی ملی -

اسی سال سلطان نے بحر اشموم کو کھدوایا - جس میں آپ مع امراء کے حصہ لیا -

اسی سال ہلاکو فی النار والسقر ہوا - اور اس کے بعد اسکا بیٹا ابغا تخت پر بیٹھا - اور اسی سال سلطان نے اپنے بیٹے الملک السعید کو جس کی عمر صرف چار سال کی تھی اپنا ولیعہد مقرر کیا - اور شاہی لباس زیب تن کر کے گھوڑے پر سوار کیا - اور آگے آگے خود اسکا غاشیہ بردار بنا - اور باب السر سے لیکر باب السلسلہ تک جاکر پھر واپس آئے - پھر سعید قاہرہ تک سوار ہو کر گیا - سب امیر اس کے ساتھ پیدل تھے - اسی سال دیار مصریہ میں مذاہب اربعہ کے چار قاضی مقرر ہوئے - اس کی وجہ یہ ہوئی - کہ قاضی تاج الدین بن بنت الاعز نے بہت سے احکام کو نافذ نہیں کیا تھا - اور بہت سی باتیں ٹال رکھی تھیں - قاضی شافعی کے متعلق مال یتامی اور امور بیت المال کی نگہداشت مقرر کی گئی - پھر دمشق میں بھی یہی احکام جاری ہوئے -

اسی سال سلطان نے خلیفہ کو نظر بند کر دیا - یعنی لوگوں کو اس کے پاس آنے جانے سے روک دیا - کیونکہ ان کے پاس بیٹھنے والے اکثر لوگ باہر آنکر امور سلطنت میں گفتگو کیا کرتے تھے ؛

۶۶۵ سنہ ہجری میں سلطان نے ایک لشکر نوبہ اور دنقلہ کی طرف روانہ کیا - جنہوں نے وہاں فتح پائی - اور بادشاہ نوبہ کو قید کر کے الملک الظاہر کے پاس بھیجا - اور تمام اہل دنقلہ پر جزیہ لگایا ؛

ذہبی رح نے لکھا ہے - کہ پہلے ۳۱ سنہ ہجری میں عبداللہ بن ابی سرح نے پانچ ہزار سوار کے ساتھ نوبہ پر چڑھائی کی تھی - مگر ناکام رہے - اور آخر ان سے صلح کر لی - اور واپس چلے آئے - پھر ہشام کے عہد میں بھی اسپر لشکرکشی کی گئی - لیکن فتح نہ ہوا - بعد ازاں منصور - تکش زنگی - کافور اخشیدی - ناصر الدولہ ابن حمدان

اور اصلاح الدین کے بھائی تورانشاہ نے بھی اسپر حملے کئے۔ مگر وہ فتح نہ ہوا۔ اس کے فتح ہونے پر ابن عبدالظاہر نے یہ شعر کہا:۔ شعر

هٰذَا هُوَ الْفَتْحُ لَاشَيْئٌ سَمِعْتَ بِهٖ ۔۔۔ فِیْ شَاهِدِ الْعَيْنِ لَامَافِی الْاَسَانِيْدِ

۶۷۶ھ ہجری میں سلطان الملک الظاہر ماہ محرم میں دمشق میں فوت ہوا۔ اور اس کی جگہ اس کا بیٹا الملک السعید محمد سلطان ہوا۔ جس کی عمر ۱۸ سال کی تھی +

اسی سال تقی بن رزین مصر و قاہرہ کے قاضی مقرر ہوئے ۔ اس سے پہلے مصر و قاہرہ میں الگ الگ قاضی ہوا کرتے تھے۔

۶۷۸ھ ہجری میں ملک السعید سلطنت سے معزول کیا گیا۔ اور وہاں سے کرک بھیجا گیا۔ وہاں جاکر وہ اسی سال مرگیا۔ اس کی جگہ مصر میں اس کا ہفت سالہ بھائی بدرالدین شلامش بلقب بملک العادل سلطان بنایا گیا۔ اور امیر سیف الدین قلاوون (قلاووز) اسکا اتابک مقرر ہوا۔ سکوں پر ایک طرف اس کا اور دوسری طرف امیر سیف الدین کا نام مسکوک کیا گیا۔ مگر ماہ رجب میں شلامش بغیر کسی نزاع کے تخت سے اتار دیا گیا۔ اور قلاوون بلقب بہ ملک المنصور بادشاہ بن گیا +

۶۷۹ھ ہجری میں عرفہ کے روز بلاد مصریہ میں بڑے بڑے اولے پڑے۔ اور بجلی گری +

۶۸۰ھ ہجری میں تاتاریوں کے لشکر نے شام میں پہنچکر لوگوں میں ہل چل ڈال دی۔ سلطان اُن سے لڑنے کے لئے نکلا۔ اور سخت جنگ ہوئی۔ مگر خدا کا شکر کہ میدان مسلمانوں کے ہاتھ ہی رہا +

۶۸۸ھ ہجری میں سلطان نے طرابلس کو تلوار کے زور سے فتح کیا۔ یہ شہر پہلے پہل حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد میں فتح ہوا تھا۔ مگر ۵۰۳ھ ہجری سے نصاریٰ کے ہاتھ میں چلا آتا تھا۔ تاج ابن اثیر نے اس فتح کی خوشخبری میں والیٔ یمن کو خط لکھا جس میں یہ مضمون تحریر تھا:۔

"اس وقت کے خلفاء اور سلاطین لذاتِ نفسانی میں منہمک ہیں۔ لڑائی کا نام سنتے ہی دُم دباکر بھاگتے ہیں۔ صرف خطبہ اور سکے پر ہی قانع ہیں۔ رعیت کے مال چھینے جارہے ہیں۔ ملک پر ملک ہاتھوں سے نکل رہے ہیں۔ مگر انہیں کچھ پرواہ نہیں۔ بعینہٖ اُن کا یہی حال ہے۔ جیساکہ ایک شاعر کہتا ہے:۔ شعر

اِنْ قَاتَلُوْا قُتِلُوْا اَوْ طَارَدُوْا طُرِدُوْا ‏ ‏ اَوْ حَارَبُوْا حُرِبُوْا اَوْ غَالَبُوْا غُلِبُوْا [1]

مگر اب خدا تعالےٰ نے ایسے شخص کو پیدا کیا۔ جس نے اسلام کی مدد کی۔ اور کفر کو ذلیل کیا۔ اور شیاطین کی اچھی طرح سے سرکوبی کر دی" کہتے ہیں کہ طرابلس کے معنے رومی زبان میں تین مجتمعہ قلعوں کے ہیں +

ماہ ذوالقعدہ ۶۸۹ھ ہجری میں سلطان قلاودن نے انتقال کیا۔ لعد ازاں اسکا بیٹا الملک الاشرف صلاح الدین خلیل تخت نشین ہوا۔ اور تخت پر بیٹھتے ہی پہلا حکم خلیفہ کی رہائی کا دیا۔ باپ کے سامنے اس شخص کا کوئی قدر نہ تھا۔ حتیٰ کہ اُس نے اسے اپنا جانشین بھی قرار نہیں دیا تھا۔ خلیفہ نے جمعہ کے روز خطبہ پڑھا۔ اور لبغداد کا ذکر کر کے اُس کے فتح کرنے پر حرص دلائی۔ ۶۹۱ھ ہجری میں سلطان نے قلعہ روم کا محاصرہ کیا +

۶۹۳ھ ہجری میں سلطان کو قتل کر کے اس کے بھائی محمد بن منصور کو تخت پر بٹھایا گیا۔ جس نے اپنا لقب الملک الناصر رکھا۔ اس کی عمر اسوقت صرف ۹ برس کی تھی۔ محرم ۶۹۴ھ ہجری میں اسے معزول کر کے کتبغ منصور کو تخت پر بٹھایا گیا۔ اُس نے اپنا لقب الملک العادل مقرر کیا +

اِسی سال تاتاریوں کا بادشاہ غازان بن ارغون بن ابغا بن ہلاکو مشرف باسلام ہوُا۔ مسلمانوں کو اس کی نہایت خوشی ہوئی۔ پھر اس طرح سے اس کے لشکر میں بھی اسلام پھیل گیا +

۶۹۶ھ ہجری میں جب کہ سلطان دمشق کو گیا ہوُا تھا۔ لاجین زبردستی تخت پر قابض ہو گیا۔ کسی نے بھی چون وچرا نہ کی۔ سب مطیع فرمان ہو گئے۔ اس نے اپنا لقب الملک المنصور رکھا۔ خلیفہ نے اسے سیاہ خلعت عطا کی۔ اور الملک العادل بے چارا صرخد میں چلا گیا۔ اور وہیں اس نے بحیثیت نائب رہنا منظور کیا +

جمادی الآخرہ ۶۹۸ھ ہجری میں لاجین قتل ہُوا۔ اور الملک الناصر محمد بن منصور

---

[1] اگر لڑیں تو مقتول ہو جاتے ہیں۔ اور اگر کسی کو باہر نکالتے ہیں تو خود باہر نکالے جاتے ہیں اگر لڑیں تو خود مارے جاتے ہیں۔ اور اگر غلبہ چاہیں تو مغلوب ہو جاتے ہیں ۱۲ مترجم

قلاوون کو جو کرک میں تھا۔ بلا کر پھر سلطان مقرر کیا گیا۔ اور العادل حماۃ میں اس کا نائب رہا۔ اور آخر اسی حالت میں ۷۰۲ھ ہجری میں فوت ہوا +

۷۰۱ھ ہجری میں بروز جمعہ ۱۸ ر جمادی الاولے کو خلیفہ الحاکم نے انتقال کیا۔ عصر کے وقت قلعہ کے نیچے سوق الخیل میں نماز جنازہ پڑھی گئی۔ تمام امراء و وزراء پاپیادہ جنازے کے ساتھ تھے۔ السیدہ نفیسہ کے قریب دفن ہوا۔ یہ پہلا شخص ہے جو اسجگہ دفن ہوا۔ بعد ازاں خلفاء کے خاندان کا وہی مدفن قرار پایا۔ جو اب تک چلا آتا ہے۔ الحاکم اپنی زندگی میں ہی اپنے بیٹے ابوالربیع سلیمان کو ولیعہد مقرر کر گیا تھا +

علمائے ذیل اس کے عہد خلافت میں فوت ہوئے :۔

شیخ عزالدین بن عبدالسلام ۔ العلم اللورقی ۔ ابوالقاسم القباری زاہد۔ زین خالد النابلسی ۔ حافظ ابوبکر بن سدی ۔ امام ابوشامہ ۔ تاج بن بنت الاعز ۔ ابوالحسن بن عدلان ۔ مجدالدین بن دقیق العید ۔ ابوالحسن بن عصفور نحوی ۔ الکمال سلار اربلی ۔ عبدالرحیم بن یونس صاحب التعجیز قرطبی صاحب التفسیر والتذکرہ ۔ شیخ جمال الدین بن مالک اور ان کا لڑکا بدرالدین ۔ نصیر الدین طوسی رأس الفلسفہ ۔ خاصۃ التتار ۔ تاج بن سباعی خازن المستنصریہ ۔ برہان بن جماعۃ ۔ نجم کاتبی منطقی ۔ شیخ محی الدین نوری ۔ صدر سلیمان امام الحنفیہ ۔ تاج بن میسر المورخ ۔ کواشی مفسر ۔ تقی بن رزین ۔ ابن خلکان صاحب وفیات الاعیان ۔ ابن ایاز نحوی ۔ عبدالحلیم بن تیمیہ ۔ ابن جوان ۔ ناصرالدین بن منیر ۔ نجم بن بارزی ۔ برہان نسفی صاحب التصانیف فی الخلاف والکلام ۔ الرضی شاطبی لغوی ۔ جمال شریشی ۔ نفیسی شیخ الاطباء ۔ ابوالحسین بن ربیع نحوی ۔ اصبہانی شارح المحصول ۔ عفیف تلمسانی شاعر ۔ تاج بن فرکاح ۔ زین بن مرحل ۔ شمس جونی ۔ عز فاروقی ۔ محب طبری ۔ تقی بن بنت الاعز ۔ رضی قسطنطینی ۔ بہاء بن نحاس نحوی ۔ یاقوت مستعصمی صاحب الخط منسوب ۔ وغیرہم رحمہم اللہ تعالے علیہم اجمعین +

المستکفی باللہ ابو الربیع

المستکفی باللہ ابو الربیع سلیمان بن حاکم بامر اللہ نصف محرم سنہ ۶۸۴ھ میں پیدا ہوا۔ اپنے والد کے عہد کے مطابق جمادی الاولیٰ ۷۰۱ سنہ ہجری میں خلیفہ ہوا۔ تمام بلاد مصریہ اور شامیہ کے منبروں پر اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور تمام ممالک اسلامیہ میں اس کی خوشخبری دی گئی۔ پہلے خلفاء کبش میں رہا کرتے تھے۔ سلطان نے انہیں قلعہ میں بلا لیا۔ اور ایک گھران کے لئے علیحدہ کر دیا۔

۷۰۲ سنہ ہجری میں تاتاری شام پر چڑھ آئے۔ سلطان معہ خلیفہ کے ان کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے نکلا۔ اور فتحیاب ہوا۔ بہت سے تاتاری مارے گئے اور باقی بھاگ گئے۔ اسی سال مصر و شام میں ایک سخت زلزلہ آیا جس سے بہت سے لوگ ہلاک ہوئے۔

۷۰۴ سنہ ہجری میں امیر بیبرس جاشنگیر منصوری نے جامع مسجد حاکم میں وظیفے مقرر کئے۔ اور جتنا حصہ لرزہ میں گر گیا تھا۔ از سر نو بنا دیا۔ چاروں قاضی فقہ کے مدرس مقرر ہوئے۔ اور سعد الدین حارثی شیخ الحدیث۔ اور ابو حیان شیخ النحو مقرر ہوئے۔

۷۰۸ سنہ ہجری میں سلطان ملک الناصر محمد بن قلاوون ماہ رمضان میں مصر سے حج کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ بہت سے امراء بھی وداع کرنے کے لئے ساتھ ہوئے۔ سلطان نے تھوڑی دور جا کر انہیں رخصت کر دیا۔ کرک میں سلطان کے لئے پل بنایا گیا۔ جب اس کے درمیان میں پہونچا۔ تو پل ٹوٹ گیا۔ جو شخص سلطان کے آگے تھے۔ وہ تو بچ گئے۔ اور سلطان کو بھی اس کے گھوڑے نے کود کر بچا لیا۔ مگر پچھلے پچاس آدمی دریا میں گر پڑے۔ چار تو ان سے مر گئے۔ اور باقیوں کے سخت چوٹیں آئیں۔ سلطان نے پھر کرک میں اقامت کی۔ اور مصر میں اطلاع بھیجدی۔ کہ میں بخوشی اپنے آپ کو سلطنت سے علیحدہ کرتا ہوں۔ قاضیوں نے اس بات کو ثابت کرنے کے بعد ۲۳ شوال کو امیر رکن الدین بیبرس جاشنگیر سے بیعت کر لی۔ اور الملک المظفر اسے لقب دیا

خلیفہ نے اُسے ایک سیاہ خلعت اور گول عمامہ پہنایا۔ اور اُس کی تقرری کی تمام ممالک میں اطلاع دی گئی +

سنہ ۷۰۹ ہجری ماہ رجب میں الملک الناصر واپس آیا۔ اور سلطنت کا دعوٰے کیا۔ بہت سے امراء اُس کے طرفدار بن گئے۔ ماہ شعبان میں وہ دمشق میں آیا۔ اور پھر عید الفطر کے دن مصر میں داخل ہوا۔ اور قلعہ پر چڑھ آیا مظفر بیبرس اپنے دوستوں کی ایک جماعت کے ساتھ پہلے ہی مفرور ہو چکا تھا لیکن آخر پکڑ کر قتل کیا گیا +

علاء وداعی نے ناصر کے واپس آنے پر یہ شعر کہے :۔ شعر

الْمَلِكُ النَّاصِرُ قَدْ أَقْبَلَتْ ۔۔۔ دَوْلَتُهُ مُشْرِقَةُ الشَّمْسِ[1]

عَادَ إِلَى كُرْسِيِّهِ مِثْلَ مَا ۔۔۔ عَادَ سُلَيْمَانُ إِلَى الْكُرْسِيِّ

اسی سال وزیر نے ذمیوں کو سفید پگڑیں باندھنے کی اجازت دینے میں گفتگو کی انہوں نے اس حکم کی منظوری پر سات لاکھ دینار سالانہ جزیہ سے زیادہ دینا منظور کیا تھا۔ مگر شیخ تقی الدین بن تیمیہ نے اس رائے کی سخت مخالفت کی جس سے وزیر کی بات منظور نہ ہوئی +

اسی سال تاتاریوں کے بادشاہ خوبندہ نے اپنے ملک میں رفض کو پھیلایا خطیبوں کو حکم دیا۔ کہ خطبے میں سوا حضرت علی اور حسنین رضی اللہ عنہم کے کسی کا نام نہ لیا کریں۔ یہ رسم اس کے مرتے دم سنہ ۷۱۶ ہجری تک جاری رہی۔ اس کے بعد اس کے بیٹے ابوسعید نے باپ کے سب حکموں کو منسوخ کر دیا۔ عدل و انصاف کو پھیلایا۔ اور سنت کو قائم کیا۔۔ اور خلفائے اربعہ کا نام بالترتیب خطبہ میں لئے جانے کا حکم دیا۔ اس سے بہت سے فتنے فرو ہو گئے۔ یہ بادشاہ تاتاریوں کے سب بادشاہوں سے اچھا تھا۔ سنہ ۷۳۶ ہجری میں فوت ہوا۔ اس کے بعد تاتاریوں میں کوئی بادشاہ نہیں ہوا۔ بلکہ وہ بالکل متفرق ہو گئے +

سنہ ۷۱۰ ہجری میں نیل میں سخت طغیانی آئی۔ بہت سے شہر اور لوگ غرق

[1] ملک ناصر کی دولت سورج کی طرح ہوئی آئی ہے۔ اور وہ اپنے تخت پر اسطرح واپس آگیا ہے۔ جیسا کہ سلیمان علیہ السلام واپس آگئے تھے +

ہو گئے +

سنہ ۷۲۴ ہجری میں بھی نیل میں سخت طغیانی آئی - اور ساڑھے تین ماہ تک برابر یہی حالت رہی جس سے بہت نقصان ہوا +

سنہ ۷۲۹ ہجری میں مسجد حرام کی چھت اور مکہ شریف کے دروازوں کو از سرِ نو بنایا گیا - سنہ ۷۳۰ ہجری میں مدرسہ صالحیہ کے ایوانِ شافعیہ میں جمعہ پڑھا گیا - یہ پہلا جمعہ تھا - جو وہاں پڑھا گیا - اسی سال باب زویلہ کے باہر کی جامع مسجد جسے قوصوں نے بنوایا تھا - مکمل ہوئی - سلطان اور اعیان سلطنت کے سامنے اسمیں خطبہ پڑھا گیا - پہلے قاضی القضاۃ جلال الدین نے خطبہ پڑھا - اور بعد ازاں وہاں کے خطیب فخر الدین بن شکر مقرر ہوئے +

سنہ ۷۳۳ ہجری میں سلطان نے غلہ مارنے سے منع کر دیا - اور حکم دیا - کہ غلیلیں فروخت نہ کی جائیں - اور منجموں کو بھی بند کر دیا گیا -

اسی سال سلطان نے کعبہ شریف کا دروازہ آبنوس کا بنوایا - جس پر چاندی کی پتریاں لگی ہوئی تھیں - جن کا وزن ۳۳۵ مثقال تھا + اور پرانے دروازے کو توڑ دیا گیا - بنو شیبہ نے اس کی تمام تختیوں کو لے لیا - اور اس دروازے پر والئے یمن کا نام کندہ تھا +

سنہ ۷۳۶ ہجری میں خلیفہ اور سلطان کے مابین کچھ رنجش ہو گئی - اس پر سلطان نے خلیفہ کو پکڑ کر برج میں قید کر دیا - پھر ذی الحجہ سنہ ۷۳۷ ہجری میں اسے اور اس کی اولاد اور رشتہ داروں جو قریباً سو شخص تھے - قوص میں بھیجدیا - اور ان کے گذارے کے لئے وظیفہ مقرر کر دیا - آخر مستکفی وہیں سنہ ۷۴۰ ہجری میں پچاس سے زائد سال کی عمر میں فوت ہوا -

ابن حجر نے اپنی کتاب الدرر میں لکھا ہے - کہ مستکفی نہایت سخی - فاضل - خوشخط اور شجاع تھا - چوگان کھیلنے اور غلہ اندازی میں اسے خاص مہارت تھی - اکثر علماء اور ادباء کی صحبت میں بیٹھا کرتا - اور انہیں انعام دیتا تھا - تمام زندگی حتیٰ کہ نظر بند ہونے کی حالت میں بھی منبروں پر اس کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا رہا - پہلے سلطان اور اس کے درمیان بڑی محبت تھی - دونوں اکٹھے سیر اور چوگان کھیلنے کے لئے جایا کرتے تھے - اور بھائیوں کی طرح رہتے تھے - رنجش کا باعث یہ ہوا - کہ ایک دفعہ سلطان کے سامنے ایک رقعہ پیش کیا گیا - جس پر خلیفہ کے دستخط تھے - اس میں لکھا تھا - کہ

سلطان فلاں معاملے میں مجلس شرع شریف میں حاضر ہو۔ اس بات سے سلطان غضبناک ہوا۔ اور خلیفہ کو نظر بند کر کے قوص میں بھیجدیا۔

ابن فضل اللہ نے اس کے حال میں اپنی کتاب المسالک میں لکھا ہے۔ کہ مستکفی نہایت نرم طبیعت اور خوشخو تھا *

علمائے ذیل اس کے عہد خلافت میں فوت ہوئے :۔

قاضی القضاۃ تقی الدین بن دقیق العید ۔ شیخ زین الدین فارقی شیخ الشافعیہ ۔ و شیخ دار الحدیث شرف فزاری ۔ صدر الدین وزیر بن حاسب ۔ حافظ شرف الدین دمیاطی ۔ ضیاء طوسی شارح حاوی ۔ شمس السروجی شارح ہدایہ من الحنفیہ ۔ امام نجم الدین بن رفعت امام الشافعیہ ۔ حافظ سعد الدین حارثی ۔ فخر توزی محدث مکہ رشید معلم من کبار الحنفیہ ۔ اربوی ۔ صدر بن وکیل شیخ الشافعیہ ۔ کمال بن شریشی تاج تبریزی ۔ فخر بن بنت ابی سعد ۔ شمس بن ابو العز شیخ الحنفیہ ۔ رضی طبری امام المکہ ۔ صفی ابو الثنار ۔ محمود ارموی ۔ شیخ نور الدین بکری ۔ علار بن عطار تلمیذ امام نووی ۔ شمس اصبہانی صاحب تفسیر ۔ و شارح مختصر ابن الحاجب و شارح تجرید ۔ تقی صائغ بکری خاتم القراء ۔ شہاب محمود شیخ صناعۃ الانشاء جمال بن مطہر شیخ الشیعہ ۔ کمال بن قاضی شہبہ ۔ نجم قمولی صاحب جواہر والبحر ۔ کمال بن زملکانی ۔ شیخ تقی الدین بن تیمیہ ۔ ابن حبارہ شیخ الشاطبیہ ۔ نجم بالسی شارح تنبیہ ۔ برہان فزاری شیخ الشافعیہ ۔ علاء قونوی شارح حاوی ۔ فخر ترکمانی حنفی شارح جامع کبیر ۔ ملک المؤید والئے حماۃ صاحب تصانیف کثیرہ ۔ شیخ یاقوت عرشی تلامید شیخ ابی العباس مرسی ۔ برہان جعبری ۔ بدر بن جماعہ ۔ تاج بن فاکہانی ۔ فتح بن سید الناس ۔ قطب حلبی ۔ زین کتانی ۔ قاضی محی الدین بن فضل اللہ ۔ رکن بن قوبع ۔ زین بن مرحل ۔ شرف بن بارزی ۔ جلال قزوینی وغیرہم رحمہم اللہ علیہم اجمعین *

الواثق باللہ ابراہیم

الواثق باللہ ابراہیم بن ولی العہد المستمسک باللہ ابی عبد اللہ محمد بن الحاکم بامر اللہ ابی العباس احمد اس کے دادے الحاکم نے اپنے بیٹے محمد کو ولیعہد بنا کر

المستمسک اسکا لقب مقرر کیا تھا۔ لیکن وہ اس کی زندگی میں ہی فوت ہو گیا۔ تو اُس نے اس کے بیٹے ابراہیم کو اس خیال سے کہ وہ خلافت کے لائق ہے۔ ولیعہد بنایا۔ مگر جب اُس نے دیکھا۔ کہ وہ لہو ولعب میں منہمک رہتا ہے۔ اور کمینوں کے ساتھ اس کی صحبت ہے۔ تو اپنے بیٹے مستکفی کو ولیعہد بنایا۔ اسپر ابراہیم نے مستکفی اور سلطان کے درمیان ناچاقی پیدا کر دی۔ حالانکہ وہ اس سے پہلے بھائیوں کی طرح رہتے سہتے تھے۔ غرض جب مستکفی مر گیا۔ تو اس نے اپنے بیٹے احمد کو ولیعہد مقرر کیا۔ مگر سُلطان نے اُس کی ذرا بھی پرواہ نہ کی۔ اور ابراہیم سے بیعت کر لی۔ اُس نے الواثق باللہ اپنا لقب مقرر کیا۔ جب سُلطان مرنے لگا۔ تو اپنے کئے سے پشیمان ہُوا۔ اور ابراہیم کو معزول کر کے ولیعہد احمد سے بیعت کر لی۔ اور الحاکم اس کا لقب مقرر کیا۔ یہ واقعہ یکم محرم ۷۴۲ھ ہجری کا ہے +

ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں۔ کہ لوگوں نے ابراہیم کی بدخلقی کی سلطان سے شکایت کی۔ مگر اس نے اس کی ذرا بھی پرواہ نہ کی۔ اور جب تک سب نے اس سے بیعت نہ کر لی کسی کو نہ چھوڑا۔ عام لوگ ابراہیم کو المستنطی باللہ کہا کرتے تھے +

ابن فضل اللہ اپنی کتاب المسالک میں الواثق باللہ کے حال میں لکھتے ہیں کہ اس کے دادے نے اسے اس خیال سے ولیعہد بنایا تھا۔ کہ شاید اس میں خلافت کی صلاحیت پیدا ہو جائے۔ لیکن وہ خلاف امید بڑا ہو کر نامشروع باتوں میں پڑ گیا۔ ہمیشہ غیر ضروری کام کیا کرتا تھا۔ کمینوں کے ساتھ بیٹھا کرتا تھا۔ بُری باتوں کو اچھا سمجھتا۔ اور ان کے کرنے پر فخر کیا کرتا تھا۔ کبوتر باز۔ مینڈھے لڑانے والا + اور مرغوں کو لڑانے کے لئے خریدا کرتا تھا۔ اور ہمیشہ ایسی باتیں کیا کرتا تھا جن سے مروت و وقار ہی دلوں سے اُٹھ جائے۔ ساتھ ہی بد معاملہ بھی تھا۔ اسباب خرید لیتا مگر اس کی قیمت ادا نہ کرتا۔ گھر کرایہ پر لیتا۔ مگر کرایہ ادا نہ کرتا۔ درہم و دینار بطور حرام وحیلہ گری حاصل کرتا۔ اور اس ناجائز مال سے آپ بھی کھاتا۔ اور اپنے اہل و عیال کو بھی کھلاتا۔ ان باتوں میں یہاں تک بڑھا۔ کہ تمام لوگ اسے نگاہ ذلت سے دیکھتے تھے۔ اور تمام اہل زمانہ اس کے ہاتھوں سے نالاں تھے +

جب مستکفی سلطان کے معرض خطاب میں آیا۔ اور اس حالت میں مر گیا۔ تو اس نے اس فریبی و مکار اور بے وقوف الواثق کو بلایا (یہ وہی الواثق ہے جس نے اپنے چچا المستکفی کی سُلطان کے پاس چغلی کھا کر ان دونوں کے درمیان دشمنی ڈلوا

دی تھی) جب یہ سلطان کی خدمت میں آیا۔ تو اپنے دادا کا عہدنامہ جو ساتھ لایا تھا۔ سلطان کو دکھایا۔ سلطان نے اسی عہدنامہ کا سہارا پاکر اس سے بیعت کرلی۔ اور اُسے خلیفہ مان لیا۔ حالانکہ اس سے پہلے سلطان کو اس عہدنامہ کے منسوخ ومنقوض ہونے کی خبر پہونچ چکی تھی۔ قاضی القضاۃ ابو عمر بن جماعہ نے سلطان کو اس رائے سے پھیرنا چاہا۔ مگر نہ کرسکا۔ اور آخر یہ بات قرار پائی۔ کہ دونوں میں سے کسی کا نام بھی خطبہ میں نہ لیا جائے۔ صرف سلطان کا نام ہی خطبہ میں رہے۔ چنانچہ اسی پر عملدرآمد ہوا۔ گویا مستکفی کی موت سے خلافت کا نام منبروں سے بھی جاتا رہا۔ اور خلفاء کے لئے خطبوں میں دعاء کرنا ایسا فعل نظر آنے لگا۔ کہ گویا کبھی سُنا ہی نہیں گیا۔ یہ حالت اسوقت تک رہی کہ سلطان بسترِ مرگ پر بیمار پڑا۔ اور اپنے کئے پر پچھتایا اور بموجب عہد مستکفی اس کے بیٹے الحاکم کو خلیفہ مقرر کرکے ابراہیم کو معزول کیا۔ جو بھیڑ کے لباس میں بھیڑیا۔ شریفوں کے لباس میں کمینہ اور سنجیوں کے لباس میں لٹیرا تھا۔ اللہ اکبر۔ کہاں وہ واثق جس کے نام سے لوگ کانپتے تھے۔ اور کہاں یہ شخص جس نے اپنے نام اور خلافت کو بٹا لگایا۔ معزول ہونے کے بعد واثق لگا ہاتھ کاٹنے۔ مگر اب پچھتائے کیا ہوتا تھا۔ (ابن فضل اللہ کا کلام یہاں ختم ہوا)

الحاکم بامر اللہ ابو العباس

الحاکم بامر اللہ ابو العباس احمد بن المستکفی۔ جب اسکا باپ قوص فوت ہوا۔ تو اسے ولیعہد خلافت مقرر کر گیا تھا۔ لیکن سلطان الملک الناصر کو چونکہ اس کے والد سے رنج تھا۔ اسلئے اُس نے ابراہیم کو خلیفہ تسلیم کیا۔ چونکہ ابراہیم بدخصلت تھا۔ اسلئے قاضی عزالدین بن جماعہ نے سلطان کو اس ارادے سے باز رکھنے کی ہزار کوشش کی۔ مگر سلطان نے ایک نہ سُنی۔ آخر جب سلطان مرنے لگا۔ تو امراء کو وصیت کی۔ کہ ابراہیم کی جگہ مستکفی کے بیٹے احمد کو ہی خلیفہ مقرر کیا جائے۔ چنانچہ جب ناصر کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا المنصور ابوبکر سلطان ہوا۔ تو اس نے بروز پنجشنبہ ۱۱ ذی الحجہ ۷۴۱ھ ہجری میں ایک مجلس منعقد کی۔ اور اس میں خلیفہ ابراہیم اور ولیعہد احمد اور تمام قاضیوں کو بُلایا۔ اور پوچھا کہ باعتبار شرع کون مستحق خلافت ہے۔ ابن جماعہ نے کہا۔ کہ خلیفہ المستکفی المتوفی بہ مدینہ قوص نے مرتے وقت

اپنے بیٹے احمد کو ولیعہد مقرر کیا تھا۔ چنانچہ اس شہر کے چالیس عادل شخصوں نے اس بات کی گواہی بھی دیدی ہے۔ اور یہ وصیت میرے نائب قوص کے پاس ثابت ہونے کے بعد میرے نزدیک بھی ثابت ہوگئی ہے۔" یہ بات سنکر سلطان نے ابراہیم کو معزول کر دیا۔ اور احمد سے بیعت کرلی۔ بعد ازاں سب قاضیوں نے بھی بیعت کر لی۔ اور اس کے دادے کے لقب پر اس کا لقب الحاکم بامر اللہ رکھا گیا +

ابن فضل اللہ نے اپنی کتاب المسالک میں اسکا حال یوں لکھا ہے۔ "الحاکم بامر اللہ ہمارے زمانے کا امام اور مصر کے لئے بمنزلہ بادل کے ہے۔ دشمنوں کو غضب سے جلاتا ہے۔ اور دوستوں کو اپنی بخشش کے فیض سے مالا مال کرتا ہے۔ رسوم خلافت کو جو جاں بلب ہو رہی تھیں۔ اس نے زندہ کیا ہے۔ کوئی شخص اس کے لکھے کے خلاف نہیں کر سکتا۔ اپنے آباؤ اجداد کے طریقے پر چلتا ہے۔ انکا نشان مٹ گیا تھا۔ مگر اس نے اسے پھر زندہ کر دیا ہے۔ اور اپنے بھائیوں کی پراگندگی کو جمع کیا ہر تمام منبروں پر اس کے نام کا خطبہ پڑھے جانے لگا ہے۔ سلطان کی موت کے بعد بموجب اس کی وصیت کے اسے خلیفہ بنایا گیا۔ کیونکہ اس کے والد نے اسے ولیعہد مقرر کیا تھا۔ پھر جب ملک المنصور ابوبکر بن سلطان بادشاہ ہوا۔ تو اس نے اس کے لئے کئی ایک ملک بطور جاگیر مقرر کر دیئے۔

ابن فضل نے لکھا ہے۔ کہ خلیفہ حاکم کا بیعت نامہ میں نے تحریر کیا تھا۔ اور وہ یہ ہے :۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ الی قولہ عظیما ۔ ھذہ بیعۃ رضوان وبیعۃ احسان وجمعۃ رضی یشھدھا الجماعۃ ویشھد علیھا الرحمٰن بیعۃ یلزم طائرھا العنق ویحوم بسائرھا ویحمل انباھا البراد والبحار مشحونۃ الطرق بیعۃ یصلح اللہ بھا الامۃ یصلح بسببھا النعمۃ ویتجاری الرفاق و یسری الھناء فی الآفاق وتتزاحم الزھو الکواکب علی حوض المجرۃ الدفاق بیعۃ سعیدۃ میمونۃ شریفۃ بھا السلامۃ فی الدین والدنیا مضمونۃ بیعۃ صحیحۃ شرعیۃ ملحوظۃ مرعیۃ تسابق الیھا کل نیۃ وتطاوع کل طویۃ ویجتمع علیھا شتات البریۃ بیعۃ یستھل بھا الغمام ویتھلل البدر التمام بیعۃ متفق علیھا الاجماع والاجتماع ولبسط الایدی الیھا

انعقد الاجماع فاعتقد صحتها من سمع الله واطاع ويذل فى تمامها
كل امرئ ما استطاع حصل عليها اتفاق الابصار والاسماع و
وصل بها الى مستحقه واقرة الخصم وانقطع النزاع يضمنها كتاب
مرقوم يشهد بها المقربون وتلقاه الائمة الاقربون الحمد لله الذى
هدانا لهذا وما كنا لنهتدى لولا ان هدانا الله ذلك من فضل الله علينا
وعلى الناس والينا ولله الحمد ولى بنى العباس اجمع على هذه البيعة
ارباب العقد والحل واصحاب الكلام فيها قل وجل وولاة الامور والحكام
وارباب المناصب والاحكام حملة العلم والاعلام وحماة السيوف والاقلام
واكابر بنى عبد مناف ومن انخفض قدره واناف وسروات قريش و
وجوه بنى هاشم والبقية الطاهرة من بنى العباس وخاصة الائمة و
عامة الناس بيعة ترى بالحرمين خيامها وتخفق بالمازمين اعلامها و
تتعرف بعرفات بركاتها وتعرف بمنى ويومن عليها يوم الحج الاكبر
وتوم عما بين الركن والمقام والحجر ولا يبتغى بها الا وجه الله الكريم
بيعة لا يحل عقدها ولا ينبذ عهدها لازمة جازمة دائمة قائمة تامة
عامة شاملة كاملة صحيحة صريحة متبعة مرجحة ولا من يوصف بعلم
ولا قضاء ولا من يرجع اليه فى اتفاق ولا امضاء ولا امام مسجد ولا خطيب
ولا ذو فتوى يسال فيجيب ولا من لزم المساجد ولا من تضمهم اجنحة
المحاريب ولا من يجتهد فى راى فيخطى او يصيب ولا محدث بحديث و
لا متكلم فى قديم وحديث ولا معروف بدين وصلاح ولا فرسان حرب
وكفاح ولا راشق بسهام ولا طاعن برماح ولا ضارب بصفاح ولا ساع
بقدام ولا طائر بجناح ولا مخالط للناس ولا مقاعد فى عزلة ولا جمع
كثرة ولا قلة ولا من يستقل بالجوزاء لواؤه ولا من يعل فوق الفرقدين
ثواؤه ولا باد ولا حاضر ولا مقيم ولا سائر ولا اول ولا آخر ولا مسر فى
باطن ولا معلن فى ظاهر ولا عرب ولا عجم ولا راعى ابل ولا غنم ولا صاحب
اناة ولا بدار ولا ساكن فى حضر وبادية بدار ولا صاحب عمد ولا اجناد و
لا ملجج فى البحار الزاخرة والبرارى والقفار ولا من يعتل صهوات الخيل
ولا من يسبل على العجاجة الذيل ولا من تطالع عليه شمس النهار ونجوم

اللیل ولا من تظل السماء وتقله الارض ولا من تدل علیه الاسماء علی اختلافها وترفع درجات بعضهم علی بعض حق امن بهذه البیعة وامن بها ومن الله علیه وهداه الیها واقر بها وصدق وغض لها بصره خاشعا لها واطرق ومد الیها یده بمبایعة ومعتقده بالمتابعة ورضی بها وارتضاها واجاز حکمه علی نفسه وامضاها ودخل تحت طاعتها وعمل بمقتضاها وقضی بینهم بالحق وقیل الحمد لله رب العالمین وانه لما استاثر الله بعبده سلیمان ابی الربیع الامام المستکفی بالله امیر المؤمنین کرم الله مثواه وعوضه عن دار السلام بدار السلام ونقله مزکی یدیه عن شهادة الاسلام بشهادة الاسلام حیث اثره بقرابه ومهد الجنب واقدم علی ما قدمه من مرجو عمله وکسبه وخار له فی جواره تریقا وانزله مع الذین انعم الله علیهم من النبیین والصدیقین والشهداء والصالحین وحسن اولئك رفیقا الله اکبر لیومه لولا مخلفه کانت تضیق الارض بما رحبت وتجزی کل نفس بما کسبت وتنبأ کل سریرة ما ادخرت وما جنت لقد اضطرم سعیر الا انه فی الجوانح لقد اصطر منبر وسریر لولا خلفه الصالح لقد اضطرب مامور وامیر لولا الفکر بعده فی عاقبة المصالح ولم یکن فی نسب العباسی ولا فی بیت المسترشدی ولا فی غیره من بیوت الخلفاء من بقایا ابائهم وجدود ولا من تلده اخری اللیالی وهی عاقر غیر ولود من تسلم الیه امة محمد عقد نیاتها وسر طویاتها الا واحد وان ذلك الواحد هو والله من انحصر فیه استحقاق میراث اباءه الاطهار وتراث اجداده الاخیار ولا شئ هو الامام اشتمل علیه رداء اللیل والنهار وهو ولد المنتقل الی ربه وولد الامام الذاهب لصلبه المجمع علی انه فی الایام فرد هذا الانام وواحد وهکذا فی وجود الامام وانه لعاثر لما زردت علیه جیوب المشارق والمغارب والغائر بملك ما بین المشارق والمغارب الراقی فی صفح السماء هذه الذروة المنیفة الباقی بعد الائمة الماضین ونعم الخلیفة المجتمع فیه شروط الامامة المتضع لله وهو ابن بیت لا یزال الملك فیهم الی یوم القیامة الذی یفضح السحاب نائله والذی لا یغره عاذله عاذ الذی ما ارتقی صهوة المنبر بحضرة سلطان زمانه الا قال بامره وقام وقائمة ولا قعد علی سریر الخلافة الا وعرف

انه ما خاب مستكفيه ولا غاب حاكمه نائب الله فى ارضه والقائم مقام
رسوله ﷺ وخليفته وابن عمه وتابع عمله الصالح ووارث علمه سيدنا
ومولانا عبد الله ووليه ابو العباس الامام الحاكم بامر الله امير المؤمنين
ايد الله ببقائه الدين وطوق بسيفه الملحدين وكبت تحت لوائه المعتدين
وكتب له النصر الى يوم الدين وكب بجهاده على الاذقان طوائف المفسدين
واعاذ به الارض ممن لا يدين بدين واعاد بعد له ايام ابائه الخلفاء الراشدين
والائمة المهديين الذين قضوا بالحق وبه كانوا يعدلون وعليه كانوا يعملون
ونصر انصاره وقدر اقتداره واسكن فى القلوب سكينته ووقاره ومكن له
فى الوجود وجمع له اقطاره ولما انتقل الى الله ذلك السيد ولقى اسلافه
ونقل الى سرير الجنة عن سرير الخلافة وخلا العصر من امام يمسك
ما بقى من نهاره وخليفة يغالب مزيد الليل بانواره ووارث بنى بمثله
ومثل ابائه استغنى الوجود بعد ابن عمه خاتم الانبياء عن بنى يقتفى
على اثاره ومضى ولم يعهد فلم يبق اذا لم يوجد النص الا الاجماع وعليه
كانت الخلافة بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم بلا نزاع اقتضت المصلحة
الجامعة عقد مجلس كل طرف به معقود وعقد بيعة عليها الله والملائكة
شهود وجمع الناس له وذلك يوم مجموع له الناس وذلك يوم مشهود فحضر
فحضر من لم يعبا بعده بمن يخلف ولم يربا بيعه وقد صد يده طامعًا
لمزيدها وقد تكلف واجمعوا على راي واحد استخاروا الله فيه فخار واخذ
يمين بيمين لهما الايمان ويشد بها الايمان ويعطى عليها المواثيق ويعرض
امانتها على كل فريق حتى تقلد كل من حضر فى عنقه هذه الامانة وحط على
المصحف الكريم يده وحلف بالله واتم ايمانه ولم يقطع ولا استثنى و
لا تردد ومن قطع من غير قصد اعاد وجدد وقد نوى كل من حلف ان
النية فى يمينه نية من عقدت له هذه البيعة ونية من حلف له وتذمم
بالوفاء له فى ذمته وتكفله على عادة ايمان البيعة وشروطها واحكامها
المردة واقسامها المؤكدة بان يبذل لهذا الامام المفترض الطاعة الطاعة
ولا يفارق الجمهور ولا يفرق عن الجماعة الجماعة وغير ذلك مما تضمنته
نسخ الايمان المكتتب فيها اسماء من حلف عليها مما هو مكتوب بخطوط

من يكتب منهم وخطوط العدول الثقات عمن لم يكتبوا واذ نوا ان يكتب عنهم جسما يشهد به بعضهم على بعض ويتصادق عليه اهل السماء و الارض بيعته ثم بمشيئة الله تمامها وعمّ بالصواب المغدق غمامها وقالوا الحمد لله الذى اذهب عنا الحزن ووهب لنا الحسن ثم الحمد لله الكافى عبده الوافى لمن يضاعف على كل موهبة حمده ثم الحمد لله على نعمة يرغب امير المؤمنين فى ازديادها ويرهب الا ان يقاتل اعداء الله بامدادها ويأتب بها من ارتقى منابر ممالك بها بان من مبا بينا نقادها نحمده والحمد لله ثم الحمد لله كلمة لا يمل من ترددها ولا يحل بها تفوق السهام من سدادها ولا يبطل الاعلى ما يجب تكثير اعدادها وتكبير اقدار اهل ودادها وتصغير التحقير لا التحبيب لانداده ونشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له شهادة يقايس دماء الشهداء وامداد مدادها وتنافس طرر الشباب وغرر السحاب على استمدادها وتتجانس رقومها المدبجة وما تلبسه الدولة العباسية من شعارها والليالى من دثارها والاعداء من حدادها ونشهد ان محمدا عبده ورسوله صلى الله عليه وسلم وعلى جماعة اهله ومن خلف من ابنائهما ومن سلف من اجدادها ورضى الله عن الصحابة اجمعين والتابعين لهم باحسان الى يوم الدين وبعد فان امير المؤمنين لما اكسبه الله من ميراث النبوة ما كان لجده ووهبه من الملك السليمانى ما لا ينبغى لاحد من بعده وعلمه منطق الطير مما تحمله حمائم البطائق من بديع البيان وسخر له من البريد على متون الخيل ما سخره من الريح لسليمان واتاه الله من خاتم الانبياء ما امتد به ابوه سليمان وتصرف واعطاه من الفخار ما اطاعه كل مخلوق ولم يتخلف وجعل له من لباس بنى العباس ما يقضى له سواده بسؤدد الاجداد وينفض على ظل الهدب ما فضل به عن سويداء القلب وسواد البصر من السواد ويمد ظله على الارض وكل مكان دار ملك وكل مدينة بغداد وهو فى ليله السجاد وفى نهاره العسكرى وفى كرمه جعفر وهو الجواد يديم الابتهال الى الله تعالى فى توفيقه والابتهاج بما يخص كل عدو بريقه ويبدأ يوم هذه المبايعة بما هو الاهم من مصالح الاسلام وصالح الاعمال

فیما یتحلی بہ الانام ویقدم التقوی امامہ ویقر علیہا احکامہ و
یتبع الشرع الشریف ویقف عندہ ویوقف الناس ومن لایحمل امرہ طائعا
علی العین یحملہ غضبا علی الراس ولیعجل امیر المومنین بما استقر بہ
النفوس ویرد بہ کید الشیطان وانہ یوئس ویاخذ بقلوب الرعایا و
ھو غنی عن ھذا ولکنہ یسوس وامیر المومنین یشھد علیہ اللہ وخلقہ
بانہ اقر ولی کل امرء من ولاۃ امور الاسلام علی حالہ واستمر بہ فی مقیلہ
تحت کنف ظلالہ علی اختلاف طبقات ولاۃ الامور وطرقات الممالک
والثغور برا وبحرا سہلا ووعرا شرقا وغربا بعدا وقربا وکل جلیل
وحقیر وقلیل وکثیر وصغیر وکبیر وملک ومملوک وامیر وجندی
یبرق لہ سیف شہیر ورمح ظھیر ومع من ھؤلاء من وزراء وقضاۃ
وکتاب ومن لہ تدقیق فی حساب ومن تحدث فی برید وخراج ومن
یحتاج الیہ ومن لایحتاج ومن الی التدریس والمدارس والربط والزوایا
والخوانق ومن لہ اعظم التعلقات وادنی العلائق وسائر ارباب المراتب
واصحاب الرواتب ومن لہ من مال اللہ رزق مقسوم وحق مجہول او
معلوم واستمر کل امر علی ماھو علیہ حتی یستخیر اللہ ویتبین لہ
مابین یدیہ ومن ازداد تاھیلہ زاد تفضیلہ والا فامیر المومنین لا
یرید الا وجہ اللہ ولا یحابی احدا فی دین اللہ ولا یحابی حقا فی حق فان
المحاباۃ فی الحق مداجاۃ علی المسلمین وکلما ھو مستمر الی الآن مستقر
علی حکم اللہ مما فہمہ اللہ وفہمہ سلیمان لا یغیر امیر المومنین فی ذلک و
لاانی بعضہ تغییرا شکرا للہ علی نعمہ وھکذا یجازی من شکر ولا یکدر علی
احد مورد اترہ اللہ نعمہ الصافیۃ بہ عن الکدر ولا یتاول فی ذلک متاول
الامن جحد النعمۃ وکفر ولا یتعلل متعلل فان امیر المومنین یعوذ باللہ
ونعیذ ایامہ من الغیر وامر امیر المومنین اعلی اللہ امرہ ان یعلق الخطبۃ
بذکرہ وذکر سلطان زمانہ علی المنابر فی الآفاق وان یضرب باسمہما
النقود وتسیر بالاطلاق ویوشح بالدعاء لہما عطف اللیل والنہار ویصرح
منہ بما یشرف وجہ الدرھم والدینار وقد اسمع امیر المومنین فی ھذا
المجمع المشہود ما یتنا قلہ کل خطیب ویتداولہ کل بعید وقریب ومختصرہ

ان اللہ امر باوامر ونھی عن نواہ وھو رقیب وسیفرغ الا ابا ء لھا السجایا ویقرع الخطباء لھا شعوب الوصایا وتتکمل بھا المنایا ویخرج من المشائخ الخبایا من الزوایا ویسمر بھا السمار ویترنم الحادی والملاح ویرق سحرھا باللیل المقمر ویرقم علی جبین الصباح وتخط بھا ملۃ بطحاءھا ویحی بجداثھا قفاہ ویلقنھا کل اب فھم ابنہ ویسأل کل ابن نجیب اباہ وھو لکم ایھا الناس من امیر المؤمنین من سد علیکم بنیۃ والیکم ما دعاکم بہ الی سبیل اللہ من الحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ ولامیر المؤمنین علیکم الطاعۃ ولو لا قیم الرعایا ما قبل اللہ اعمالھا ولا امسک بھا البحر ودحا الارض وارسی جبلھا ولا اتفقت الآراء علی من یستحق وجاءت الیہ الخلافۃ تجر اذیالھا واخذھا دون بنی ابیہ ولم تکن تصلح الا لہ ولم یکن یصلح الا لھا وقد کفاکم امیر المومنین السوال بما فتح اللہ لکم من ابواب الارزاق واسباب الارتزاق واجراکم علی رقاقکم وعلمکم مکارم الاخلاق واجراکم علی عوائدکم ولم یمسک خشیۃ الانفاق ولم یبق لکم علی امیر المومنین الا ان یسیر فیکم بکتاب اللہ وسنۃ رسولہ صلعم ویعمل بما یسعد بہ من یحیی اطال اللہ بقاء امیر المومنین من بعدہ ویزید علی من تقدم ویقیم فروض الحج والجہاد وینیم الرعایا بعدلہ المتناسل فی مھاد وامیر المومنین یقیم علی عادۃ ابائہ موسم الحج فی کل عام ویشمل برہ سکان الحرمین الشریفین وسد نتربیت اللہ الحرام ویجھز السبیل علی ضالۃ ویرجو ان یعود علی حالہ الاول فی سالف الایام ویتدفق فی ھذین المسجدین بحرہ الزاخر ویرسل الی ثالثھما فی البیت المقدس ساکبا لغمام ویقیم بعد لہ قبور الانبیاء صلعم اینما کانوا واکثرھم فی الشام والجمع والجماعات ھی فیکم علی قدیم سنتھا وسیزید فی ایام امیر المؤمنین لمن یضتم الیہ وفیما یتسلم من بلاد الکفار ویسلم منھم علی یدیہ واما الجہاد فکفی باجتھاد القائم عن امیر المؤمنین بما مورہ المقلد عنہ جمیع ما وراء سریرہ وامیر المومنین قد وکل منہ خلد اللہ ملکہ وسلطانہ عینا لا تنام وقلد سیفا لا اغفت بوارقہ لیلۃ واحدۃ عن الاعداء سلت خیالہ علیھم الاحلام و سیوکد امیر المؤمنین فی ارتجاع ما غلب علیہ العدی وقد تقدم الرصیتان بالی

غزو العدو والمخذول برا وبحرا ولا يكف عمن ظفر به منهم قتلا ولا اسرا
ولا يفك اغلالا ولا اصرا ولا ينفك يرسل عليهم فى البر من الخيل عقبانا
وفى البحر غربانا تحمل كل منهما من كل فارس صقرا ويحمى الممالك ممن
يتخوف اطرافها باقدام ويتحول اكنافها باقدام ويتظهر فى مصالح القلاع والحصون
والثغور وما يحتاج اليه من الآلات القتال وامهات الممالك التى هى
مرابط البنود ومرابض الاسود والامراء والعساكر والجنود وترتيبهم فى
الميمنة والميسرة والجناح الممدود ويتفقد احوالهم بالعرض بما لهم من
خيل تعقد ما بين السماء والارض وما لهم من زرد موصون وبيض مسها
ذهب ذائب فكانت كانها بيض مكنون وسيوف قواضب ورماح بسبب
دوامها من الدماء خواضب وسهام تواصل القسى وتفارقها فتحن
حنين مفارق وتزجر القوس زجرة مغاضب وهذه جملة اراد امير
المومنين بها اطابة قلوبكم واطالة ذيل الطويل على مطلوبكم ودماءكم
واموالكم واعراضكم فى حماية الا بما اباح الشرع المطهر ومزيد الاحسان
اليكم على مقدار ما يخفى منكم ويظهر واما جزئيات الامور فقد علمتم
ان من بعد عن امير المومنين غنى عن مثل هذه الذكرى وانتم على
تفاوت مقاديركم وديعة امير المومنين وكلكم سواء فى الحق عند امير
المومنين وله عليكم اداء النصيحة وابداء الطاعة بسريرة صحيحة فقد
دخل كل منكم فى كنف امير المومنين وتحت رقة ولزمه حكم بيعته و
والزم طائره فى عنقه وسيعلم كل منكم فى الوفاء بما اصبح به عليما ومن
اوفى بما عاهد عليه الله فسيوتيه اجرا عظيما هذا قول امير المومنين وقال و
هو يعمل فى ذلك كله بما تحمد عاقبته من الاعمال وعلى هذا عهد اليه
وبه يعهد وما سوى هذا فجور لا يشهد به عليه ولا يشهد وامير المومنين
يستغفر الله على كل حال ويستعيذ به من الاهمال ويسال ان يمده لما يحب
من الآمال ولا يمد له حبل الامهال ويختم امير المومنين قوله بما امر الله به
من العدل والاحسان والحمد لله وهو من الخلق احمد وقد اتاه الله
ملك سليمان والله يمتع امير المومنين بما وهبه ويملكه اقطار الارض و
يورثه بعد العمر الطويل عقبه ولا يزال على سدة العليا تعوده ولدست الخلافة

ابجد الجلالۃ کاتہ ما مات منصورہ ولا ادری مہدیہ ولا رشیدہ +

ابن حجر درر میں لکھتے ہیں کہ الحاکم کا پہلے لقب المستنصر تھا - بعدازاں الحاکم مقرر کیا گیا +

شیخ زین الدین عراقی لکھتے ہیں - کہ الحاکم نے حدیث بعض متاخرین سے پڑھی تھی ۷۵۳ھ ہجری میں طاعون سے فوت ہوا +

اس کے عہد خلافت میں حسب ذیل واقعات پیش آئے :-

خلافت کے سال اول میں ہی سلطان منصور بوجہ بداعمالی اور شراب خواری کے تخت سے اتار دیا گیا - اس کی بدکاری اس درجہ پر پہونچ گئی تھی - کہ اس نے اپنے باپ کی بیویوں کو بھی نہیں چھوڑا تھا - معزولی کے بعد قوص بھیجدیا گیا - اور وہیں فوت ہوا - یہ اس بدی کا بدلہ تھا جو اس کے باپ نے الحاکم کے باپ المستکفی سے کی تھی - کیونکہ یہ قاعدہ چلا آتا رہا ہے - کہ جس نے بنی عباس کو کوئی ایذا دی - اسکو فوراً سزا مل گئی - منصور کے بعد اس کا بھائی الملک الاشرف کجک تخت پر بیٹھا - اور اسی سال تخت سے اتار دیا گیا - اس کے بعد اسکا بھائی احمد سلطان ہوا - اور الناصر اپنا لقب مقرر کیا شام کے قاضی تقی الدین سبکی نے خلیفہ اور اس کے درمیان بیعت کرائی +

۷۴۳ھ ہجری میں الناصر احمد کو معزول کر کے اس کے بھائی اسمٰعیل کو تخت پر بٹھایا گیا - اور الصالح اسکا لقب رکھا گیا -

۷۴۶ھ ہجری میں الصالح مر گیا - خلیفہ نے اس کے بھائی شعبان کو خلیفہ بنایا - اور الکامل اسکا لقب مقرر کیا +

۷۴۷ھ ہجری میں الکامل مقتول ہوا - اور اس کا بھائی امیر حاج بادشاہ ہوا - اور الناصر اپنا لقب مقرر کیا -

۷۴۹ھ ہجری میں ایسا طاعون پڑا - کہ اس جیسا کبھی نہیں سنا گیا تھا +

۷۵۲ھ ہجری میں الناصر معزول ہوا - اور اس کا بھائی صالح تخت نشین ہوا - یہ آٹھواں شخص تھا - جو اولاد الناصر محمد بن قلاوون سے تخت پر بیٹھا - شیخو اس کا اتابک تھا - صاحب مسالک نے لکھا ہے کہ سب سے پہلے یہی اتابک امیر کبیر کے لقب سے ممتاز ہوا تھا +

الحاکم کے عہد میں مندرجہ ذیل علماء فوت ہوئے :-

حافظ ابو الحجاج مزی - تاج عبد الباقی یمنی - شمس عبد الہادی - ابو حیان - ابن الوردی

ابن لبان - ابن عدلان - ذہبی ابن فضل اللہ - ابن قیم جوزی - فخر مصری شیخ الشافعیہ تاج مراکشی وغیرہم رحمہم اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین +

المعتضد باللہ ابو الفتح

المعتضد باللہ ابو الفتح ابوبکر بن المستکفی اپنے بھائی (الحاکم بامر اللہ ابو العباس احمد بن المستکفی) کی وفات کے بعد ۷۵۳ھ ہجری میں تخت نشین ہؤا - نہایت متواضع دیندار اور اہلِ علم کو دوست رکھنے والا شخص تھا - جمادی الاولےٰ ۷۶۷ھ میں فوت ہؤا +

اس کے عہدِ خلافت میں حوادثِ ذیل وقوع میں آئے :-

ابن اثیر وغیرہ لکھتے ہیں - کہ ۷۵۴ھ ہجری میں طرابلس میں ایک لڑکی تھی جس کا نام نفیسہ تھا تین مردوں سے اس کا نکاح ہؤا - مگر کوئی اس پر قادر نہ ہو سکا - ان کا خیال تھا - کہ وہ رتقا ہے جب اس کی عمر پندرہ (۱۵) برس کی ہوئی - اس کے پستان غائب ہو گئے - اور پھر اس کی شرمگاہ سے گوشت بلند ہونا شروع ہؤا - اور بڑھتے بڑھتے مرد کا آلۂ تناسل بن گیا - اور خصیتین بھی ظاہر ہو گئے - یہ عجیب بات محضروں میں لکھی گئی +

۷۵۵ھ ہجری میں الملک الصالح کو معزول کر کے پھر الناصر حسن کو اُس کی جگہ مقرر کیا گیا -

۷۵۶ھ ہجری میں دینار کے برابر اور اس کے ہموزن نئے پیسے بنائے گئے - جو ایک درہم کے چوبیس (۲۴) آتے تھے - پرانے پیسے ایک درہم کے ڈیڑھ رطل آتے تھے - اس سے معلوم ہوتا ہے - کہ شیخو اور صرغتمش نے جو اپنے مدرسوں میں نقرئی درہم تنخواہ میں مقرر کئے تھے - وہ بھی تین رطل پیسوں والے درہم تھے +

۷۶۲ھ ہجری میں الناصر حسن مقتول ہؤا - اور اس کی جگہ اس کے بھائی المظفر کا بیٹا محمد تخت پر بیٹھا - اور المنصور اپنا لقب مقرر کیا +

علمائے ذیل معتضد باللہ کے عہد میں فوت ہوئے :-

شیخ تقی الدین سُبکی - سمین صاحب اعراب - قوام اتقانی - بہاء بن عقیل -

صلاح علائی - جمال بن ہشام - حافظ مغلطائی - ابو امامہ بن نقاس وغیرہم رحمہم اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین +

المتوکّل علی اللہ ابو عبد اللہ

المتوکّل علی اللہ ابو عبد اللہ محمد بن معتضد خلفائے عصر کا والد اپنے باپ کی وفات کے بعد جمادی الاولیٰ ۷۶۳ھ ہجری میں تخت خلافت پر بیٹھا - اور پینتالیس (۴۵) سال تک خلیفہ رہا - مگر اس میں وہ زمانہ بھی شامل ہے جس میں وہ کبھی معزول رہا - اور کبھی قید رہا - چنانچہ ہم اس کا بیان کرینگے - اس نے اولاد کثیر اپنے پیچھے چھوڑی - چنانچہ کہتے ہیں - کہ اس کے سو بچے تھے - بعض تو طفلی میں ہی مر گئے - اور بعض کا اسقاط حمل ہو گیا - اور کئی لڑکیاں اور لڑکے بڑے ہو کر مر گئے - ان میں سے پانچ خلیفہ ہوئے - اس کی نظیر خلفاء میں نہیں ملتی - ان کے نام یہ ہیں :-

(۱) المستعین العباس (۲) المعتضد داؤد (۳) المستکفی سلیمان (۴) القائم حمزہ (۵) المستنجد یوسف

اب اس کی اولاد سے صرف ہوسٹی ہی باقی ہے - جو ابراہیم بن مستکفی سے بہت ملتا جلتا ہے - اسوقت جتنے عباسی موجود ہیں - وہ سب اسی متوکل کی اولاد سے ہیں - خدا تعالےٰ ان میں برکت عطاء فرمائے - اور ان کی مدد کرے +

حسب ذیل حوادث متوکل کے عہد میں واقع ہوئے :-

۷۶۴ھ ہجری میں المنصور محمد معزول کیا گیا - اور اس کی جگہ شعبان بن حسین بن الناصر بن محمد بن قلاوون تخت پر بیٹھا - اور الاشرف اپنا لقب مقرر کیا +

۷۷۳ھ ہجری میں سلطان کے حکم سے سادات کے عماموں پر ایک سبز علامت مقرر کی گئی - تا کہ وہ دوسروں سے متمیز ہو جائیں - یہ پہلی نئی بات تھی جو ایجاد ہوئی - ابو عبد اللہ بن جابر اعمیٰ نحوی مصنف شرح الفیہ المشہور بالاعمیٰ والبصیر نے اسپر یہ شعر کہے :- اشعار

جَعَلُوْا لِاَبْنَاءِ الرَّسُوْلِ عَلَامَۃً ۔ اِنَّ الْعَلَامَۃَ شَانُ مَنْ لَّمْ یُشْھَرِ

نُورُ النُّبُوَّةِ فِی کَرِیۡمِ وُجُوۡهِهِمۡ یُغۡنِیۡ الشَّرِیۡفَ عَنِ الطِّرَازِ الۡاَخۡضَرِ

(ترجمہ۔ سادات کے لئے ایک علامت ونشانی مقرر کی گئی ہے۔ حالانکہ علامت اس شخص کے لئے مقرر ہُوا کرتی ہے۔ جو نا معلوم ومجہول ہو لیکن سادات کے چہروں میں تو نورِ نبوت چمک رہا ہے۔ جو انہیں سبز اور سطرز لباس پہننے سے بے پرواہ کرتا ہے + ۱۲)

اِسی سال تمر لنگ مفسد نے خروج کیا۔ اور شہروں کو ویران کر دیا۔ بندگانِ خدا تعالےٰ کو ہلاک وتباہ کیا۔ اور اسی طرح فتنہ وفساد کرتا۔ حتیٰ کہ سنہ ۸۷۳ھ میں خدائے تعالےٰ کی لعنت میں جا ہلاک ہُوا۔ اسپر یہ شعر کہے گئے :- شعر

فَعَلَ التَّتَارُ وَکُوۡرَادُ اَفۡعَالَ تَمۡرَلَنۡكَ اِذَا کَانَ اَعۡظَمَا

وَطَائِرُہٗ فِی الۡخَلۡقِ کَانَ اَشۡاَمَا

یہ شخص (یعنی تیمور) اصل میں دہقان زادہ تھا۔ چوری اور راہ زنی کیا کرتا تھا۔ بعد ازاں بادشاہ کے داروغہ اصطبل کی خدمت میں جا پہونچا۔ اور اس کے مرنے کے بعد اس کی جگہ پر مقرر ہو گیا۔ بعد ازاں ترقی کرتے کرتے بادشاہ بنگیا ایک شخص سے دریافت کیا گیا۔ کہ تمر لنگ کا خروج کس سنہ میں ہُوا تھا۔ اُس نے جواب دیا۔ کہ سنِ عذاب میں۔ یعنی سنہ ۷۷۳ ہجری میں۔ ایہ لفظِ عذاب کے عدد ہیں)

سنہ ۷۷۵ ہجری میں ماہ رمضان میں سلطان کے سامنے قلعہ میں بخاری شریف کی قرأت شروع ہوئی۔ پہلے حافظ زین الدین عراقی قاری مقرر ہوئے۔ مگر بعد ازاں ان کے ساتھ شہاب عربانی بھی شریک کر دیئے گئے +

سنہ ۷۷۶ ہجری میں دمشق میں انڈے اسقدر گراں ہوئے۔ کہ ایک انڈا تین درہم یعنی ایک دینار کے ساٹھ بکنے لگے +

سنہ ۷۷۸ ہجری میں الاشرف شعبان قتل ہُوا۔ اور اُس کا بیٹا علی تخت نشین

؎ تاتاریوں نے بھی فساد برپا کیا تھا۔ لیکن اگر وہ تمر لنگ کے فساد کو دیکھتے جو ان سے کئی حصے بڑھکر تھا تو وہ بھی حیران ہو جاتے ۱۲ مترجم

ہوا - اور المنصور اپنا لقب مقرر کیا - یہ واقعہ اس طرح ہوا - کہ سلطان اشرف مع خلیفہ اور قضاۃ و امراء کے حج کو روانہ ہوا - راستے میں امراء نے اس کے قتل کے لئے خفیہ سازش کی - سلطان کو بھی پتا لگ گیا - وہ راستے سے ہی واپس قاہرہ میں بھاگ آیا - بعد ازاں خلیفہ بھی واپس آگیا - لوگوں نے خلیفہ کو سلطان بنانا چاہا - لیکن اس نے نہ مانا آخر انہوں نے سلطان اشرف کے بیٹے کو اس کی جگہ مقرر کیا - اشرف کہیں روپوش ہوگیا - مگر آخر پکڑا گیا - ماہ ذوالقعدہ میں قتل ہوا +

اسی سال آفتاب و ماہتاب دونوں کو گہن لگا - چاند کو شعبان کی چودہویں رات میں - اور سورج کو ۲۸ شعبان کو +

۷۷۱ھ میں ربیع الاول کی چوتھی تاریخ کو ایک بدی اتابک عساکر زکریا بن ابراہیم بن مستمسک نے خلیفہ حاکم کو بلا کر خلعت دی - اور بغیر بیعت و اجتماع کے خلیفہ مقرر کر کے المعتصم باللہ کا لقب عطا کیا - اور کئی ایک امور کے باعث جو اس سے قتل اشرف کے وقت صادر ہوئے تھے - اسے قوص میں جانے کا حکم دیدیا - خلیفہ وہاں چلا گیا - اور دوسرے روز پھر اپنے گھر میں واپس آگیا - اور بیس (۲۰) تاریخ کو تخت خلافت پر رونق افروز ہوا - اور مستعصم کو جسے ابھی پندرہ (۱۵) روز خلیفہ ہوئے گذرے تھے معزول کر دیا گیا +

متوکل خلفائے مصر میں چھٹا خلیفہ تھا - چنانچہ قاعدہ مستمرہ کے موافق یہ بھی معزول ہوا +

۷۸۲ھ ہجری میں حلب سے خبر آئی - کہ ایک امام نماز پڑھا رہا تھا - ایک شخص نے آ کر اس سے کھیلنا اور ٹھٹھا مخول کرنا شروع کیا - مگر امام نے نیت نہ توڑی - جب نماز پڑھ کر فارغ ہوئے - تو دیکھا کہ اس شخص کی صورت خنزیر کی ہو گئی تھی - وہاں سے وہ جنگل کی طرف بھاگ گیا - لوگ اس بات سے نہایت متعجب ہوئے اور اس بات کو محضر میں لکھ لیا گیا +

ماہ صفر ۷۸۳ھ ہجری میں منصور مر گیا - اور اسکا بھائی حاجی بن اشرف تخت پر بیٹھا اور الصالح اپنا لقب مقرر کیا +

رمضان ۷۸۴ھ ہجری میں الصالح معزول کر دیا گیا - اور اسکی جگہ برقوق تخت نشین ہوا - جس نے اپنا لقب الظاہر مقرر کیا - یہ پہلا شخص تھا جو چراکسہ میں سے تخت نشین ہوا +

رجب ۷۸۵ھ ہجری میں برقوق نے خلیفہ متوکل کو پکڑ کر قلعہ جبل میں قید کر دیا۔ اور محمد بن ابراہیم بن مستمسک بن حاکم سے بیعت کر کے الواثق باللہ اس کا لقب مقرر کیا۔ یہ برابر خلیفہ رہا۔ حتّٰی کہ بروز چہارشنبہ ۱۷ شوال ۷۹۰ھ ہجری میں فوت ہوا۔ لوگوں نے برقوق سے متوکل کے دوبارہ خلیفہ بنانے میں گفتگو کی۔ لیکن اُس نے نہ مانا۔ اور اس کے بھائی محمد زکریا کو جو چند دن پہلے بھی خلیفہ رہا تھا۔ بُلا کر بیعت کر لی۔ اور المستعصم باللہ اسکا لقب مقرر کیا۔ وہ برابر ۷۹۱ھ ہجری تک خلیفہ رہا۔ پھر برقوق اپنے افعال پر نادم ہوا۔ اور متوکل کو قید سے نکالکر پھر خلیفہ بنا دیا۔ اور زکریا کو معزول کر دیا۔ جو اس معزولی کی حالت میں اپنے گھر میں فوت ہوا۔ پھر متوکل مرتے دم تک خلیفہ رہا +

اسی سال جمادی الآخرہ میں الصالح حاجی پھر سلطان بنایا گیا۔ اور برقوق کرک میں قید ہوا۔ الصالح نے اپنا لقب المنصور مقرر کیا +

اس سال ماہ شعبان میں مؤذنوں نے اذان کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجنا زیادہ کیا۔ اذان میں پہلی بدعت جاری ہوئی۔ نجم الدین طنبدی نے اسکا حکم دیا تھا +

ماہ صفر ۷۹۲ھ ہجری میں برقوق کو قید سے رہا کر کے پھر بادشاہ بنایا گیا جو اپنی وفات یعنی شوال ۸۰۱ھ ہجری تک برابر حاکم رہا۔ بعد ازاں اسکا بیٹا فرج اس کی جگہ حاکم ہوا۔ اور الناصر اپنا لقب مقرر کیا۔ مگر ۲۰ ربیع الآخر ۸۰۸ھ میں اُسے معزول کر دیا گیا۔ اور اس کے بھائی عبدالعزیز کو اُس کی جگہ تخت پر بٹھایا گیا۔ اُس نے اپنا لقب المنصور مقرر کیا۔ مگر اسی سال میں ماہ جمادی الآخرہ کی چوتھی تاریخ کو اُسے بھی معزول کیا گیا۔ اور الناصر فرج پھر تخت پر بٹھایا گیا۔ اسی سال یعنی ۸۰۸ھ ہجری میں خلیفہ متوکل ۱۸۔ رجب شب سہ شنبہ کو فوت ہوا +

علمائے ذیل متوکل کے عہد خلافت میں فوت ہوئے :۔

الشمس بن المفلح عالم حنابلہ۔ الصلاح الفصدی۔ الشہاب بن النقیب۔ المحب ناظر الجیش۔ الشریف الحسینی الحافظ۔ القطب تحتانی۔ قاضی القضاۃ عزالدین بن جماعہ۔ التاج بن السبکی۔ ان کے شیخ بہاؤ الدین۔ الجمال الاسنوی۔ ابن الصائغ الحنفی۔ جمال بن نباتہ۔ عفیف یافعی۔ جمال شریشی۔ شرف بن

قاضی الجبل - السراج الہندی - ابن ابی حجلہ - الحافظ تقی الدین بن رافع - حافظ عماد الدین بن کثیر - عتابی نحوی - بہا ابوالبقاء السبکی - الشمس بن خطیب بیرود - العماد الحسبانی - البدر بن حبیب - ضیاء قرمی - الشہاب الازرعی - الشیخ اکمل الدین الشیخ سعد الدین التفتازانی - البدر الزرکشی - سراج بن ملقن - سراج بلقینی - حافظ زین الدین عراقی - رحمہم اللہ علیہم اجمعین +

الواثق باللہ عمر

الواثق باللہ عمر بن ابراہیم بن ولی عہد المستمسک بن حاکم متوکل کے معزول ہونے کے بعد ماہ رجب ۷۸۵ھ ہجری میں خلیفہ ہوا - اور ۷۸۸ھ ہجری تک خلافت کر کے بروز چہار شنبہ ۱۹ رشوال کو فوت ہوا -

المستعصم باللہ زکریا

المستعصم باللہ زکریا بن ابراہیم بن المستمسک اپنے بھائی واثق کی وفات کے بعد تخت نشین ہوا - مگر ۷۹۱ھ ہجری میں معزول کیا گیا - اور آخر اسی معزولی کی حالت میں فوت ہوا - اس کے بعد متوکل خلیفہ بنایا گیا - جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں -

المستعین باللہ ابوالفضل

المستعین باللہ ابوالفضل العباس بن المتوکل ایک ترکی کنیز کے بطن سے تھا جس کا نام بائی خاتون تھا - اپنے والد کے بعد ماہ رجب ۸۰۸ھ ہجری میں خلیفہ ہوا - ان دنوں الملک الناصر فرح بادشاہ تھا - جب الناصر شیخ سے لڑنے گیا - اور شکست کھا کر مقتول ہوا - تو خلیفہ سے بحیثیت سلطان اور بادشاہ ہونے کے بیعت کی گئی - یہ واقعہ محرم ۸۱۵ھ ہجری میں ہوا - بیعت سے پہلے خلیفہ نے امراء سے نہایت مضبوط اور پکے عہد اور قسمیں لے لیں - بعد ازاں

مصر میں چلا آیا۔ سب امراء اس کے ہمرکاب تھے۔ وہاں آکر کسی کو حاکم بنایا۔ کسی کو معزول کیا۔ اور اپنے نام کا سکہ مسکوک کرایا۔ مگر اپنے لقب میں اس نے کوئی تغیر نہ کیا۔

شیخ الاسلام ابن حجر نے ایک طولانی قصیدہ اس کی مدح میں لکھا ہے۔

وہی ہذہ:۔ اشعار

الملک فینا ثابت الاساس ۱؎ بالمستعین العادل العباس

رجعت مکانہ الی عم المصطفی ۲؎ تحلہا من بعد طول تناسی

ثانی ربیع الاخر المیمون فی ۳؎ یوم الثلاثا حف بالاعراس

بقدوم مہدی الانام امینہم ۴؎ مامون عیب طاہر الانفاس

ذو البیت طاف بہ الرجال فہل یری ۵؎ من قاصد متردد فی الیاس

فرع نما من ہاشم فی روضۃ ۶؎ زاکی المنابت طیب الاغراس

بالمرتضی والمجتبی والمشتری ۷؎ للحمد والحالی بہ والکاسی

۱؎ خلیفہ مستعین کے باعث جو عادل اور عباسی ہے۔ ملک ہم میں قائم و ثابت ہے۔ ۲؎ عم مصطفی کی آل و اولاد کا مرتبہ مدت کی فراموشی کے بعد پھر اپنے ٹھکانے پر آگیا ہے۔ ۳؎ و ۴؎ بروز سہ شنبہ دوسری ربیع الآخر کی مبارک تاریخ کو لوگ مہدی و امین انام۔ مبرا از عیوب اور طاہر الانفاس خلیفہ کے آنے کی خوشی میں جمع ہوئے۔ ۵؎ یہ خلیفہ ایسے گھرانے سے ہے جس کا حاجتمند لوگ طواف کرتے رہتے ہیں۔ اور کوئی قاصد نومیدی کی حالت میں واپس نہیں جاتا۔ ۶؎ یہ خلیفہ ہاشم کی شاخ ہے۔ جس نے نہایت عمدہ اور خوبصورت باغ میں پرورش پائی ہے۔ ۷؎ نہایت پسندیدہ اور برگزیدہ ہے۔ حمد کا خریدار اسپر مزدوری دینے والا۔ اور لباس حمد پہننے والا ہے ۱۲

۹ مِنْ اُسْرَۃٍ اَسَرُوا الْخُطُوْبَ وَطَہَّرُوْا — مِمَّا یُغَیِّرُہُمْ مِنَ الْاَدْنَاسِ

۱۰ اُسْدٌ اِذَا حَضَرُوا الْوَغٰی وَاِذَا خَلَوْا — کَانُوْا بِمَجْلِسِہِمْ کَظُبْیِ کِنَاسِ

۱۱ مِثْلُ الْکَوَاکِبِ نُوْرُہٗ مَا بَیْنَہُمْ — کَالْبَدْرِ اَشْرَقَ فِیْ دُجَی الْاَغْلَاسِ

۱۲ وَبِکَفِّہٖ عِنْدَ الْعَلَامَۃِ اٰیَۃٌ — فَلَمْ یُضِئْ اَضَاءَۃَ الْمِقْیَاسِ

۱۳ فَلِبِشْرِہٖ لِلْوَافِدِیْنَ مَبَاسِمٌ — تُدْعٰی وَلِلْاِجْلَالِ بِالْعَبَّاسِ

۱۴ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الْمُعِزِّ لِدِیْنِہٖ — مِنْ بَعْدِ مَا قَدْ کَانَ فِیْ اِبْلَاسِ

بِالسَّادَۃِ الْاُمَرَاءِ اَرْکَانِ الْعُلٰی — مِنْ بَیْنِ صَدْرٍ لِّلثَّارِ وَمُوَاسِیْ

۱۵ نَہَضُوْا بِاَعْبَاءِ الْمَنَاقِبِ وَارْتَقُوْا — فِیْ مَنْصِبِ الْعَلْیَاءِ الْاَشَمِّ الرَّاسِیْ

۱۶ تَرَکُوا الْعِدٰی صَرْعٰی بِمُعْتَرَکِ الرَّدٰی — فَاللّٰہُ یَحْرُسُہُمْ مِنَ الْوَسْوَاسِ

۹ ایسے خاندان سے ہے جنہوں نے حوادث کو مقید کیا ہے۔ اور اپنی تمام میل کچیل پاک وصاف کردی ہے۔ ۱۰ جب میدان جنگ میں جاتے ہیں تو شیر ہوتے ہیں۔ اور جس وقت وہ اپنی مجلسوں میں خلوت پکڑتے ہیں تو ہرن کی طرح ہیں۔ ۱۱ ممدوح کے خاندان کے لوگ ستاروں کی طرح ہیں۔ اور ممدوح کا نور ان میں ایسا ہے جیسا کہ ایک تاریک رات میں بدر کامل کا ہوتا ہے۔ ۱۲ دستخط کے وقت اس کے ہاتھ میں ایسا قلم ہوتا ہے جو کیس کی طرح روشن ہوتا ہے۔ ۱۳ ممدوح کے دانت ہنس کر آنے والوں کو بلاتے ہیں۔ اور ان سے جلال عباسی نمایاں ہے۔ ۱۴ ہر طرح کی تعریف خدا تعالیٰ کو ہی سزاوار ہے۔ جس نے اپنے دین کو ناامید ہو جانے کے بعد ان سادات وامراء سے جو ارکان علی ہیں عزت دی۔ یہ لوگ خون کا بدلہ بھی لیتے ہیں اور غمخواری بھی کرتے ہیں۔ ۱۵ مناقب کا بوجھ انہوں نے اٹھالیا ہے۔ اور نہایت بلند اور پائدار مرتبہ پر چڑھ گئے ہیں۔ ۱۶ دشمنوں کو انہوں نے ہلاکت کے میدان میں پچھاڑ کر چھوڑ دیا ہے۔ اب خدا تعالیٰ انہیں وسواس سے محفوظ رکھے۔

۱۷ وَاِمَامُهُمْ بِجَلَالِهِ مُتَقَدِّمٌ ۔ تَقْدِیْمُ بِسْمِ اللّٰهِ فِی الْقِرْطَاسِ

۱۸ لَوْلَا نِظَامُ الْمُلْكِ فِیْ تَدْبِیْرِهٖ ۔ لَمْ یَسْتَقِمْ فِی الْمُلْكِ حَالُ النَّاسِ

۱۹ كَمْ مِنْ اَمِیْرٍ قَبْلَهٗ خَطَبَ الْعُلٰی ۔ وَبِجَهْدِهٖ رَجَعَتْهُ بِالْاِفْلَاسِ

۲۰ حَتّٰی اِذَا جَاءَ الْمَعَالِیْ كُفْوُهَا ۔ خَضَعَتْ لَهٗ مِنْ بَعْدِ فَرْطِ شِمَاسِ

۲۱ طَاعَتْ لَهٗ اَیْدِی الْمُلُوْكِ وَاَذْعَنَتْ ۔ مِنْ نِیْلِ مِصْرَ اَصَابِعُ الْمِقْیَاسِ

۲۲ فَهُوَ الَّذِیْ قَدْ رَدَّ عَنَّا الْبُؤْسَ فِیْ ۔ دَهْرٍ بِهٖ لَوْلَاهُ كُلُّ الْبَاسِ

۲۳ وَاَزَالَ ظُلْمًا عَمَّ كُلَّ مُعَمَّمٍ ۔ مِنْ سَائِرِ الْاَنْوَاعِ وَالْاَجْنَاسِ

۲۴ بِالْخَاذِلِ الْمَدْعُوِّ ضِدَّ فِعَالِهٖ ۔ بِالنَّاصِرِ الْمُتَنَاقِضِ الْاَسَاسِ

۲۵ كَمْ نِعْمَةٍ لِلّٰهِ كَانَتْ عِنْدَهٗ ۔ فَكَاَنَّهَا فِیْ غُرْبَةٍ وَتَنَاسِیْ

۱۷ ان کا امام بہ سبب اپنے قدر کی بزرگی کے انپر اس طرح متقدم ہے ۔ جیسا کہ کاغذ میں مضمون سے پہلے بسم اللہ ہوتی ہے ۔ ۱۸ اگر ملک کا انتظام اسکی تدبیر سے نہ ہوتا ۔ تو لوگ کبھی بھی خوشحال نہ ہوتے ۔ ۱۹ اس کے پہلے بھی بہت سے امیروں نے بلندی طلب کی ہے ۔ مگر وہ محرومی اور افلاس سے ہی واپس ہوئے ہیں ۔ ۲۰ مگر جب بلندیوں کا ہمسر (یعنی ممدوح) آیا ۔ تو وہ اس کی مطیع فرمان ہوگئیں ۔ ۲۱ تمام بادشاہوں نے اس کی اطاعت کرلی ہے ۔ حتی کہ نیل مصر کی مقیاسی انگلیوں نے بھی اس کی اطاعت ظاہر کی ہے ۔ ۲۲ اسی ممدوح نے ہم سے شدت کو دفع کیا ہے ۔ اگر یہ نہ ہوتا ۔ تو زمانہ سب کا سب تکلیف و مصیبت ہوجاتا ۔ ۲۳ ممدوح نے ہر جنس کے اشخاص سے ظلم دور کردیا ہے ۔ ۲۴ یہ ظلم اس کمینہ نے برپا کر رکھا تھا ۔ جس کا نام "برعکس نام نہند زنگی کافور" کی طرح الناصر تھا ۔ ۲۵ اس کے پاس خدائے تعالٰی کی بہت سی نعمتیں تھیں ۔ لیکن وہ ناشکرا ہی رہا ۔

؎۲۶
مَازَالَ سَرُّ الشَّرِّ بَیْنَ ضُلُوْعِہٖ ۔ کَالنَّابِ اَوْ صُحْبَتُہٗ لِلْاَرْمَاسِ

؎۲۷
کَمْ سَنَّ سَیِّئَۃً عَلَیْہِ اٰثَامُھَا ۔ حَتَّی الْقِیَامَۃِ مَالَہٗ مِنْ اٰسِ

؎۲۸
مَکْرًا اَبْنٰی اَرْکَانَہٗ لٰکِنَّھَا ۔ لِلْغَدْرِ قَدْ بُنِیَتْ بِغَیْرِ اَسَاسِ

؎۲۹
کُلُّ اَمْرِیٍٔ یَنْسٰی وَیَذْکُرُ تَارَۃً ۔ لٰکِنَّہٗ لِلشَّرِّ لَیْسَ بِنَاسِ

؎۳۰
اَمْلٰی لَہٗ رَبُّ الْوَرٰی حَتّٰی اِذَا ۔ اَخَذَہٗ لَمْ یُفْلِتْہُ مُرُّ الْکَاسِ

؎۳۱
وَاِذَا لَنَا مِنْہُ الْمَلِیْکُ بِمَالِکٍ ۔ اٰیَامُہٗ صَدَرَتْ بِغَیْرِ قِیَاسِ

؎۳۲
فَاسْتَبْشَرَتْ اُمُّ الْقُرٰی وَالْاَرْضُ مِنْ ۔ شَرْقٍ وَغَرْبٍ کَالْعُذَیْبِ وَفَاسِ

؎۳۳
اٰیَاتُ مَجْدٍ لَا یُحَاوِلُ جَحْدَھَا ۔ فِی النَّاسِ غَیْرُ الْجَاھِلِ الْخَنَّاسِ

؎۳۴
وَمَنَاقِبُ الْعَبَّاسِ لَمْ تَجْمَعْ سِوٰی ۔ بِحَفِیْدِہٖ مَلِکُ الْوَرٰی الْعَبَّاسِ

؎۲۶ شرارت اُس کی پسلیوں میں پوشیدہ تھی ۔ جیسے قبر میں مُردہ پوشیدہ ہوتا ہے +

؎۲۷ کئی گناہوں کو اُس نے مروج کیا ۔ جس کا گناہ ہمیشہ اس طرح اسپر رہیگا ۔ اور قیامت میں اُس کا کوئی غمخوار نہ ہوگا +

؎۲۸ اُس نے مکر کے ارکان بنائے ۔ مگر بباعث غدر وہ بے بنیاد ہی رہے +

؎۲۹ ہر شخص کبھی یاد آجاتا ہے ۔ اور کبھی بھول جاتا ہے ۔ لیکن ناصر بوجہ شر کے کبھی فراموش نہ ہوگا +

؎۳۰ خدائے دوجہان نے اسے مہلت دی تھی ۔ مگر آخر موت کے کڑوے پیالے سے رہائی نہ پاسکا + ؎۳۱ خدائے تعالےٰ نے اُس کا ملک چھین کر ممدوح کو عطا کیا + ؎۳۲ جس کے باعث تمام لوگ مشرق سے مغرب تک خوش ہوگئے

؎۳۳ ممدوح کی آیاتِ مجد کا سوائے جاہل خناس کے کوئی شخص انکار نہیں کرسکتا + ؎۳۴ عباس رضہ کے مناقب آپ کے پوتے (یعنی ممدوح) کے سوا جو بادشاہِ جہان ہے کسی میں جمع نہیں ہوئے +

ف۳۵ لا تنکروا للمستعین ریاسة ۔۔۔ فی الملک من بعد الجحود الناس

ف۳۶ فبنو امیة قد اتی من بعدھم ۔۔۔ فی سالف الدنیا بنو العباس

ف۳۷ واتی اشج بنی امیة ناشرا ۔۔۔ للعدل من بعد المبیر الخاسی

ف۳۸ مولای عبدک قد اتاک راجیا ۔۔۔ منک القبول فلا یرین من باس

ف۳۹ لولا المهابة طولت امداحه ۔۔۔ لکنها جاءت بالقسطاس

ف۴۰ فادام رب الناس عزک دائما ۔۔۔ بالحق محروسا برب الناس

ف۴۱ ولبقیت تستمع المدیح بخادم ۔۔۔ لولاک کان من الهموم یقاسی

ف۴۲ عبد صفا ودا وزمزم حادیا ۔۔۔ وسعی علی العینین قبل الراس

ف۴۳ امداحه فی ال بیت محمد ۔۔۔ بین الوری ومسکیة الانفاس

ف۳۵ اے لوگو! مستعین کی حکومت اور سرداری سے انکار نہ کرو۔
ف۳۶ بنو امیہ کے بعد بنی عباس ہی آئے ہیں +
ف۳۷ عبدالعزیز بن عمر نے حجاج ہلاک کنندہ کے بعد دنیا میں عدل و انصاف کو پھیلایا +
ف۳۸ اے میرے مولے تیرا غلام تیرے قبول کی امید کرتا ہوا آیا ہے۔ وہ ناامیدی نہ دیکھے +
ف۳۹ اگر خوفِ اطالت نہ ہوتا۔ تو اس کی مدح لمبی ہوتی۔ مگر وہ برابر ہی ہوئی ہے + ف۴۰ خدائے تعالے تیری عزت ہمیشہ برقرار رکھے +
ف۴۱ اور تو ہمیشہ اپنے اس خادم کی مدح سنتا رہے۔ اگر تو نہ ہوتا۔ تو یہ غلام ہموم کے باعث ہلاک ہو جاتا + ف۴۲ یہ غلام خالص المحبت ہے اور شعر پڑھتا ہوا آنکھوں کے بل چلکر آیا ہے ف۴۳ اس کی مدح آل محمد میں ہی جس سے کستوری کی لپٹیں آرہی ہیں +

جب مستعین مصر میں آیا۔ تو اپنی رہائش کے واسطے قلعہ مخصوص کیا۔ اور شیخ کیلئے اصطبل مقرر کیا۔ اور دیار مصریہ کا انتظام اس کے سپرد کرکے نظام الملک کا لقب عطا کیا۔ امراء شاہی آداب بجالانے کے بعد اصطبل میں شیخ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ تمام امور کا نقض وابرام اسی کے پاس ہوتا۔ بعدازاں فرامین دستخط کے لئے مستعین کے پاس لائے جاتے۔ آخر ہوتے ہوتے یہاں تک نوبت پہونچی۔ کہ جب تک کاغذات شیخ کی نظر سے نہ گذر لیتے خلیفہ اسپر دستخط نہ کرسکتا۔ اس بات سے خلیفہ نہائت مضطرب اور تنگدل ہوا۔ ماہ شعبان میں شیخ نے خلیفہ کو کہا۔ کہ عادت مستمرہ کے بموجب سلطنت مجھے سپرد کیجئے خلیفہ نے اس بات کو منظور کرلیا مگر یہ شرط لگائی کہ قلعہ سے اپنے گھر میں اسے چلاجانے دیا جائے۔ شیخ نے اس بات کو منظور نہ کیا۔ اور جبراً سلطنت پر قابض ہوگیا۔ اور اپنا لقب المؤید مقرر کیا۔ بعدازاں مستعین کی معزولیت کی تصریح کرکے اس کے بھائی داؤد کو خلیفہ مقرر کیا۔ اور مستعین کو مع اہل وعیال کے قصر شاہی سے نکالکر قلعہ کے ایک مکان میں نظربند کردیا۔ اور حکم دیا۔ کہ کوئی شخص اس سے ملنے نہ پاوے۔ جب اس بات کی خبر نائب شام نوروز کو پہونچی۔ تو اس نے علماء اور قاضیوں کو طلب کرکے مؤید کے اس فعل کی بابت فتوے طلب کیا۔ انہوں نے اس کو ناجائز قرار دیا۔ اس پر اس نے مؤید سے جنگ کی ٹھان لی۔ مؤید بھی اس کے مقابلے کے ۸۱۷ھ ہجری میں نکلا۔ مستعین کو سکندریہ میں لے جاکر قید کردیا گیا۔ مگر جب ططر حاکم ہوا تو اس نے اسے رہا کردیا۔ اور قاہرہ میں آنے کی اجازت دیدی۔ مگر مستعین کو چونکہ وہ جگہ پسند تھی۔ اسلئے اس نے وہیں رہائش اختیار کی۔ اور تاجروں سے اسے بہت سا مال بھی مل گیا۔ آخر جمادی الآخرہ ۸۳۳ھ ہجری میں طاعون سے شہید ہوا +

مستعین کے عہد خلافت میں ۸۱۲ھ ہجری میں شروع میں تو نیل پایاب ہوگیا۔ مگر بعدازاں یکبارگی ۲۲ گز سے بھی زیادہ پانی چڑھ آیا +

۸۱۴ھ ہجری میں غیاث الدین اعظم شاہ بن اسکندر شاہ بادشاہ ہند نے خلیفہ کی خدمت میں بہت سا مال اور سلطان کی خدمت میں تحفے بھیجے۔ تاکہ خلیفہ کی طرف سے سلطان کا لقب عطا ہو +

اس کے عہد خلافت میں علمائے ذیل فوت ہوئے :-

الموفق ناشری شاعر یمن۔ نصر اللہ بغدادی عالم حنابلہ۔ شمس معید نحوی مکہ۔ شہاب حسبانی۔ شہاب ناصری فقیہ یمن۔ ابن ہاشم صاحب فرائض وحساب۔ ابن عفیف

شاعر یمن رحب بن شحنہ عالم حنفیہ والد قاضی عسکر +

المعتضد باللہ ابوالفتح

المعتضد باللہ ابوالفتح داؤد بن المتوکل ایک ترکی کنیزک کزل نامی کے بطن سے تھا۔ اپنے بھائی کے معزول ہونے کے بعد ۸۱۵ھ ہجری میں تخت خلافت پر بیٹھا۔ اس وقت سلطان موید کا زمانہ تھا۔ پس یہ برابر خلیفہ رہا۔ حتیٰ کہ محرم ۸۲۴ھ ہجری میں فوت ہوا۔ سلطان نے اس کے بیٹے احمد کو خلیفہ مقرر کر کے المظفر اس کا لقب مقرر کیا۔ اور اس کی سلطنت کا انتظام ططر کے ہاتھ دے دیا۔ ماہ شعبان میں ططر نے سلطان موید پر قبضہ کر لیا۔ خلیفہ نے اُسے سلطان مقرر کر کے الظاہر کا لقب عطا کیا۔ پھر اسی سال ماہ ذوالحجہ میں ططر مر گیا۔ خلیفہ نے اس کے بیٹے محمد کو سلطان بنایا۔ اور الصالح کا لقب اسے عطا کیا۔ اور اس کی سلطنت کا انتظام برسبائی کے سپرد کیا۔ مگر برسبائی نے الصالح کو معزول کر کے اس کے ملک پر خود قبضہ کر لیا۔ خلیفہ نے ربیع الآخر ۸۲۵ھ ہجری میں برسبائی کو سلطان بنا دیا آخر وہ ۸۴۱ھ ہجری میں فوت ہوا۔ تو اس کے بیٹے یوسف کو اس کی جگہ مقرر کیا۔ اور العزیز کا لقب عطا کیا۔ اور حقمق کو نظام سلطنت مقرر کیا۔ جقمق نے ربیع الاول ۸۴۲ھ ہجری میں یوسف کو گرفتار کر لیا۔ خلیفہ نے جقمق کو سلطان بنا کر الظاہر کا لقب عطا کیا۔ خود خلیفہ نے اسی کے عہد میں انتقال کیا +

معتضد نہایت ذکی۔ ذہین۔ اعلیٰ درجہ کا سخی۔ اور خلفائے عظام سے تھا۔ علماء و فضلاء کی صحبت میں بیٹھتا۔ اور ان سے مستفید ہوتا۔ ہر حال میں ان کا ساتھ دیتا۔ بروز یکشنبہ ۴ھ۔ ربیع الاول ۸۴۵ھ ہجری میں قریباً ستر (۷۰) برس کی عمر میں فوت ہوا۔ (ابن حجر نے اسے لکھا ہے) لیکن میں نے اس کی بھتیجی کی زبانی سنا ہے کہ وہ ۶۳ برس کی عمر میں فوت ہوا۔

اس کے عہد خلافت میں حسب ذیل حوادث پیش آئے۔

۸۱۶ھ ہجری میں صدرالدین بن آدمی عہدہ قضاء اور محاسبہ پر مقرر ہوئے ان سے پہلے کوئی شخص ان دونوں عہدوں کا جامع نہیں ہوا۔

۸۱۹ھ ہجری میں منکلی بغا محتسب مقرر ہوا۔ یہ پہلا ترکی شخص ہے۔ جو

اس عہدے پر مقرر ہوا۔
اسی سال مصر میں ایک شخص ظاہر ہوا۔ جو یہ دعوے کرتا تھا۔ کہ وہ آسمان پر چڑھکر خدا کو دیکھتا ہے۔ بہت سے عوام اس کے مطیع ہو گئے۔ آخر اسے ایک جلسہ میں بلا کر توبہ کرنے کے لئے کہا گیا۔ مگر اُس نے توبہ نہ کی۔ اسپر مالکی نے حکم دیا۔ کہ اگر دو شخص اس کے مختل الحواس ہونے پر گواہی نہ دیں۔ تو اسے قتل کر دیا جائے۔ مگر بہت سے طبیبوں نے شہادت دی کہ یہ شخص مختل الحواس ہے۔ اس پر اسے شفا خانہ میں بھیجدیا گیا +

۸۲۱ھ ہجری میں موضع بلبیس میں ایک بھینس کے ہاں بچہ پیدا ہوا۔ جس کے دو سر۔ دو گردنیں۔ اگلے پاؤں چار اور دو ریڑھ کی ہڈیاں تھیں۔ مگر دُبر ایک ہی تھی۔ اور پچھلی ٹانگیں صرف دو ہی تھیں۔ دُمیں بھی دو تھیں۔ غرضیکہ صنعتِ خداوندی کا عجیب نمونہ تھا +

۸۲۲ھ ہجری میں ارزنگان میں ایک زلزلہ عظیم آیا جس سے بہت سی جانیں تلف ہوئیں۔ کئی ہزار مکان تباہ ہو گئے

اسی سال مدرسہ مؤیدہ کی عمارت مکمل ہوئی۔ وہاں کے پروفیسر شمس بن ہریری مقرر ہوئے۔ سلطان خود درس میں حاضر ہوا۔ اور اس کے لڑکے نے اپنے ہاتھ سے ان کا مصلا بچھایا +

۸۲۳ھ ہجری میں غزہ میں ایک اونٹ ذبح کیا گیا۔ اس کا گوشت آگ کی طرح چمکتا تھا۔ کُتّے کے آگے اسکا ایک ٹکڑا پھینکا گیا۔ تو اس نے بھی اس کو ہرگز نہ کھایا +

۸۲۴ھ ہجری میں دریائے نیل میں سخت طغیانی آئی۔ جس سے زراعت کو سخت نقصان پہونچا۔

۸۲۵ھ ہجری میں قاضی جلال الدین بلقینی کی بیٹی فاطمہ کے گھر ایک خنثیٰ بچہ پیدا ہوا۔ اس بچہ میں مرد و عورت دونوں کی علامتیں موجود تھیں دو دو ہاتھ تھے۔ اور سر پر بیل کی طرح دو دو سینگ تھے۔ ایک گھنٹہ کے بعد مر گیا۔

اسی سال قاہرہ میں خفیف سا زلزلہ آیا۔ اور ماہ ابیب کی ۲۸ تاریخ کو دریائے نیل میں طغیانی آئی +

اس کے عہد خلافت میں علمائے ذیل فوت ہوئے:۔
شہاب بن حجہ فقیہ شام۔ برہان بن رفاعہ ادیب۔ زین ابوبکر مراغی فقیہ مدینہ۔

حسام ابیوردی - جمال بن ظہیر حافظِ مکہ - مجد الدین شیرازی صاحب قاموس - خلف النحریری من کبار المالکیہ - شمس بن قبانی من کبار الحنفیہ - ابو ہریرہ بن النقاش دانوغی - استاد عز الدین بن جماعہ - ابن ہشام عجمی - صلاح اقفہسی - شہاب غزی احد ائمۃ الشافعیہ - جلال بلقینی - برہان بیجوری - ولی عراقی - شمس بن مدیری - شرف قبانی - علاء بن معلی - بدر بن دامینی - تقی حصینی شارح ابی شجاع - ہروی - سراج قاری ہدایت - نجم بن حجی - بدر لشتکی - شمس براوی - شمس شطنوفی - تقی فاسی - زین قمنی - نظام یحییٰ سیرانی - قرا یعقوب رومی - شرف بن مفلح حنبلی - شمس بن قشیری - ابن جزری شیخ القراءۃ - ابن خطیب دہشہ - شہاب الشیطی - زین تفہنی - بدر مقدسی - شرف بن سفری عالم یمن - صاحب عنوان الشرف تقی بن حجہ شاعر - جلال مرشدی نحوی مکہ - ہمام شیرازی تلمیذ شریف - جمال بن خیاط عالم یمن - بوصیری محدث - شہاب بن محمرہ - علاء بخاری - شمس البساطی - جمال انکادرونی عالم طیبہ - محب بغدادی حنبلی - شمس بن عمار وغیرہم رحمہم اللہ اجمعین ٭

المستکفی باللہ ابوالربیع

المستکفی باللہ ابوالربیع سلیمان بن متوکل اپنے بھائی کے بعد تختِ خلافت پر بیٹھا - نامہ تولیت، عہد میرے والد ماجد نے لکھا - جس کے الفاظ یہ تھے:

" هذا ما اشهد به على نفسه الشريفة حرسها الله تعالى وحماها وصانها من الاكدار ورعاها سيدنا ومولانا المواقف الشريفة المطاهرة الزكية الامامية الاعظمية العباسية النبوية المعتضدية امير المومنين وابن عم سيد المرسلين ووارث الخلفاء الراشدين المعتضد بالله تعالى ابو الفتح داؤد اعز الله به الدين وامتع ببقاءه الاسلام والمسلمين انه عهد الى شقيقه المقر العالى المولوى الاصيلى العريقى الحسيبى النسيبى الملكى سيدى ابى الربيع سليمان المستكفى بالله عظم الله شانه بالخلافة المعظمة وجعله خليفة بعده ونصبه اماما على المسلمين عهدا شرعيا معتبرا مرضيا نصيحة للمسلمين ووفاء بما يجب عليه من مراعات مصالح

الموحدین واقتداء بسنۃ الخلفاء الراشدین والائمۃ المھدیین وذلک
لما علم من دینہ وخیرہ وعدالتہ وکفایتہ واھلیتہ واستحقاقہ بحکم
انہ اختبر حالہ وعلم طویتہ وانہ الذی یدین اللہ بر انہ اتقی ثقۃ ممن
لہ وانہ لا یعلم صدر منہ ماینافی استحقاقہ لذلک وانہ ان ترک الامر
ھملا من غیر تفویض المشار الیہ ادخل اختلاف المشقۃ علی اھل الحل
والعقد فی اختیار من یتصبونہ للامامۃ ویرتضونہ لھذا الشان فبادر الی
ھذا العھد شفقۃ علیھم وقصد البراءۃ ذمتھم ووصول الامر الی من
ھو اھلہ لعلمۃ ان العھد کان غیر محوج الی رضاء سائر اھلہ وواجب
علی سمعہ وتحمل ذلک منہ ان یعلم بہ ویامر لطاعتہ عند الحاجۃ الیہ
ویدعوا الناس الی الانقیاد لہ فسجل ذلک علیہ من حضرہ حسب اذنہ
الشریف وسطر عن امرہ"

(ترجمہ:۔ یہ دستاویز ہے جسے میں نے سیدنا و مولانا امیر المؤمنین ابن عم سید المرسلین وارث الخلفاء الراشدین بن المعتضد باللہ تعالے ابو الفتح ابو داود اعزاللہ بہ الدین وامتع ببقائہ الاسلام والمسلمین۔ کے نفس شریفہ حرسہا اللہ وحماہا کیطرف سے لکھتا ہوں۔ کہ انہوں نے اپنے چھوٹے بھائی حسیب ونسیب سیدی ابی الربیع سلیمان المستکفی باللہ عظم اللہ شانہ بالخلافۃ کو اپنے بعد اپنا خلیفہ مقرر کیا ہے۔ اور تمام مسلمانوں کا امام بنایا ہے ! ۔ یہ عہد شرعی برضائے خود مسلمانوں کی خیر خواہی اور ان کے ان حقوق ومصالح کو پورا کرنے کے لئے جو آپ پر واجب ہیں۔ اور خلفائے راشدین کی پیروی کے لئے لکھا ہے ۔ اور موصٰی الیہ کی بابت انہیں معلوم ہے۔ کہ یہ نہایت دیندار عادل ہے اور خلافت کی اہلیت اور اس کا استحقاق رکھتا ہے۔ آپ نے اُن کے ظاہر و باطن کو اچھی طرح جانچ بھی لیا ہے۔ اُن سے کبھی کوئی بات خلاف استحقاق خلافت صادر نہیں ہوئی ۔ نیز آپ جانتے ہیں۔ کہ اگر مشار الیہ کو یہ امر سپرد نہ کیا گیا تو لوگوں کو امامت کے واسطے کسی شخص کے منتخب کرنے میں مشقت و تکلیف اٹھانی پڑیگی ۔ اسلئے ان پر شفقت اور مہربانی کرکے آپ نے یہ عہد لکھا کر انکو بری الذمہ کردیا ہے۔ اب ہر ایک اس شخص پر جو اسے پڑھے یا سنے واجب ہے۔ کہ دوسرے کو بھی آگاہ کردے۔ اور حاجت کیوقت ان کی اطاعت سے سر نہ پھیرے۔ بلکہ تمام لوگوں کو اطاعت کی طرف بلائے۔ یہ دستاویز امیر المؤمنین معتضد باللہ کی موجودگی۔ اور ان کے

اذن سے لکھی گئی ہے")

بعدازاں لکھا کہ ۔ "امیر المومنین کے حکم سے المستکفی ابوالربیع سلیمان نے اسے قبول بھی کر لیا ہے"۔

المستکفی نہایت صالح ۔ دیندار اور عابد شخص تھا ۔ اکثر خاموش لوگوں سے علیحدہ بیٹھا رہتا تھا ۔ اُن کا بھائی معتضد کہا کرتا تھا ۔ کہ میں نے اپنے بھائی سلیمان سے کبھی کوئی کبیرہ گناہ صادر ہوتے نہیں دیکھا ۔ الملک الظاہر بھی اس کا بڑا معتقد تھا ۔ میرے والد ماجد اس کے امام تھے ۔ خلیفہ اُن کی بڑی عزت کیا کرتا تھا ۔ اور انہیں اپنا مخدوم سمجھتا تھا ۔ اور میں نے تو اسی کے گھر میں پرورش پائی ہے ۔ اور اتنا بڑا ہوا ہوں ۔ مستکفی کی اولاد نہایت ہی دیندار عابد اور پارسا تھی ۔ میرا خیال ہے ۔ کہ آل عمر بن عبد العزیز کے بعد کسی خلیفہ کی آل و اولاد ایسی دیندار اور عابد نہیں ہوئی ۔ بروز جمعہ سلخ ذوالحجہ ۸۵۴ھ ہجری میں بعمر تریسٹھ سال خلیفہ نے انتقال کیا ۔ سلطان خود اس کے جنازے میں شریک ہوا ۔ اور نعش کو کندھا دیا اس کے چالیس روز بعد میرے والد بزرگوار نے بھی وفات پائی ۔

اس کے عہد خلافت میں مفصلہ ذیل علماء فوت ہوئے :۔
تقی مقریزی ۔ شیخ عبادہ ۔ ابن کمیل شاعر ۔ وفائی ۔ قایانی ۔ شیخ الاسلام ابن حجر وغیرہم رحمہم اللہ تعالےٰ اجمعین

القائم بامر اللہ ابوالبقا

القائم بامر اللہ ابوالبقاء حمزہ بن متوکل اپنے بھائی کے بعد تخت خلافت پر بیٹھا ۔ اس کے بھائی نے ولیعہد کسی کو بھی نہیں بنایا تھا ۔ اپنے دوسرے بھائیوں کے برخلاف القائم نہایت دلیر ۔ چالاک اور باشوکت و جبروت شخص تھا ۔ خلافت کی شان و شوکت کو اس نے قائم کر دیا تھا ۔ اس کے عہد خلافت میں ۸۵۷ھ ہجری کے شروع میں ہی الملک الظاہر جقمق مر گیا ۔ اس نے اس کے بیٹے عثمان کو اس کی جگہ مقرر کر کے المنصور کا لقب عطا کیا ۔ وہ ابھی ڈیڑھ ماہ ہی سلطنت کرنے پایا تھا ۔ کہ اینال نے منصور پر قبضہ کر کے گرفتار کر لیا ۔ خلیفہ ربیع الاول میں اینال کو سلطان مقرر کر کے الاشرف کا خطاب عطا کیا ۔ چند عرصہ کے بعد ایک لشکر کشی

پر خلیفہ اور الملک الاشرف کے مابین رنجش ہوئی۔ جس پر سلطان نے جمادی ۸۵۹ھ ہجری میں خلیفہ کو معزول کر کے اسکندریہ میں لیجا کر قید کر دیا۔ اور وہ وہیں ۸۶۳ھ ہجری میں فوت ہوا۔ اور اپنے بھائی المستعین کے پاس دفن ہوا۔ نہائیت عجیب بات ہے۔ کہ یہ دونوں بھائی خلافت سے معزول کئے گئے۔ اور دونوں اسکندریہ میں ہی قید کئے گئے۔ اور وہیں فوت ہوئے۔ اور ایک دوسرے کے پاس ہی دفن ہوئے۔ زمانہ القائم میں علماء سے میرے والد اور علاء قلقشندی نے وفات پائی +

المستنجد باللہ ابو المحاسن (خلیفۂ عصر)

المستنجد باللہ ابو المحاسن یوسف بن متوکل اپنے بھائی کے معزول ہونے کے بعد تخت نشین ہوا۔ ان دنوں اشرف اینال ہی سلطان تھا۔ جو ۸۶۵ھ ہجری میں مرگیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا احمد تخت نشین ہوا۔ اور المؤید اپنا لقب مقرر کیا۔ مگر خشقدم نے اس سال ماہ رمضان میں المؤید کو گرفتار کر لیا اور تخت نشین ہو کر الظاہر اپنا لقب مقرر کیا۔ آخر ربیع الاول ۸۷۲ھ ہجری میں فوت ہوا۔ تو خلیفہ نے بلبائی کو سلطان مقرر کر کے الظاہر اس کا لقب مقرر کیا۔ دو مہینے کے بعد لشکر نے اسے معزول کر دیا۔ اس کے بعد سلطان عمر قایتبائی مقرر ہوا۔ اور الاشرف اپنا لقب اختیار کیا۔ اور نہائیت شان و شوکت اور دلیری کے ساتھ سلطنت رانی شروع کی۔ الملک الناصر کے بعد کسی نے اس طرح عمدگی سے سلطنت نہیں کی۔ چنانچہ اس نے مصر سے فرات تک چند سپاہی ساتھ لیکر بے خوف و خطر سفر کیا۔ اس کی ایک نہائیت عمدہ خصلت یہ ہے کہ اس نے مصر میں کسی نئے قاضی یا مشائخ و مدرس کو مقرر نہیں کیا۔ بلکہ موجودہ لوگوں کے حال کی ہی اصلاح کر دی۔ کہ انکی تنخواہیں وقت مقررہ پر ملجایا کریں۔ نہ ہی کبھی اس نے کسی قاضی اور شیخ کو مالی خدمت سپرد کی۔ الظاہر خوشقدم جب سلطان بنایا گیا۔ تو حاکم نائب شام اپنا لشکر لے کر اس سے ملنے آیا۔ جب الظاہر کو یہ خبر معلوم ہوئی۔ تو اس نے حکم دیا۔ کہ خلیفہ اور چاروں قاضی اور لشکر قلعہ کی طرف آئیں۔ اور پھر نائب شام کی طرف آدمی

بھیجکر کہلا بھیجا۔ کہ تم واپس چلے جاؤ۔ وہ کئی ایک شرطیں کر کے واپس چلا گیا۔ بعد ازاں قاضی اور لشکر اپنے اپنے گھروں میں واپس آ گئے۔ مگر خلیفہ قلعہ میں ہی رہا۔ اور الظاہر نے اُسے اپنے گھر نہ جانے دیا۔ حتیٰ کہ ۱۴ محرم بروز ہفتہ ۸۸۴ھ ہجری میں دو برس تک فالج سے بیمار رہ کر فوت ہوا۔ قلعہ میں ہی نماز جنازہ پڑھی گئی۔ پھر مشہد نفیسی میں خلفاء کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ اس کی عمر نوّے (۹۰) سال سے بھی زائد تھی +

المتوکّل علی اللہ ابوالعز

المتوکّل علی اللہ ابوالعزّ عبدالعزیز بن یعقوب بن متوکّل علی اللہ ۸۱۹ھ ہجری میں پیدا ہوا۔ اس کی والدہ حاج ملک ایک سپاہی کی بیٹی تھی۔ متوکل کے والد کو خلافت نہیں پہونچی۔ بلکہ جب یہ بڑا ہوا۔ تو بباعث اپنی خصال جمیلہ واخلاق حمیدہ اور متواضع نیک سیرت وخوش طبع ہونے کے محبوب خواص وعوام بنگیا۔ اعلےٰ درجہ کا ادیب تھا علم کیطرف اسے خاص رغبت تھی۔ میرے والد ماجد اور دوسرے علماء سے علم پڑھا۔ اِس کے چچا مستکفی نے اپنی بیٹی کا اس سے عقد کر دیا تھا جس کے ہاں ایک نہایت صالح لڑکا پیدا ہوا۔ پس یہ لڑکا ہاشمی الوالدین تھا۔ جب اس کے چچا مستنجد کے مرض نے طول پکڑا۔ تو اس نے اسے ولیعہد مقرر کر دیا +

مستنجد کے مرنے کے بعد بروز دوشنبہ ۱۶ محرم ۸۸۴ھ ہجری میں لوگوں نے بموجودگی سلطان اور قضاۃ واعیان اس سے بیعت کی۔ پہلے اس نے المستعین باللہ لقب اختیار کرنا چاہا تھا۔ مگر پھر اس بات میں تردد ہوا۔ کہ آیا مستعین اختیار کیا جائے۔ یا متوکل۔ اور آخر متوکل پر ہی صلاح ٹھیری۔ بیعت کے بعد قلعہ سے سوار ہو کر اپنے مکان معتاد میں گیا۔ قضاۃ۔ اعیان اور مصاحب اس کے جلو میں تھے پھر شام کو قلعہ میں چلا آیا۔ جہاں کہ مستنجد رہا کرتا تھا +

اسی سال سلطان الملک الاشرف نے حج کے واسطے حجاز کا سفر کیا (سو سال سے زیادہ عرصہ سے کوئی سلطان حج کے لئے نہیں آیا تھا) اور پہلے مدینہ منورہ کی زیارت کی۔ اور وہاں چھ ہزار دینار خرچ کئے۔ بعد ازاں مکہ میں آکر وہاں پانچ ہزار دینار خرچ کئے۔ اور اپنے اس مدرسہ میں جو اس نے وہاں بنوایا تھا۔ ایک شیخ اور ایک

صوفی اور مقرر کیا۔ بعد ازاں حج کر کے واپس چلا آیا۔ اس کے آنے پر شہر میں آئینہ بندی کی گئی +

۸۹۵ھ ہجری میں والئے مصر نے ایک لشکر بہ سرکردگی دوادار عراق کی طرف روانہ کیا۔ ادھر سے یعقوب شاہ بن حسن نے رہی کے قریب ان کا مقابلہ کیا مگر مصریوں کو شکست ہوئی۔ اور بہت سے لوگ ان سے قتل ہوئے۔ اور باقی ماندہ قید ہوئے۔ دوادار بھی قید ہوا۔ اور آخر قتل کیا گیا۔ یہ واقعہ نصف ثانی رمضان کا ہے ایک نہایت عجیب بات یہ ہے کہ اسی دوادار اور قاضی حنفیہ شمس الدین اشاطی مصری کے مابین نہایت سخت دشمنی تھی۔ ہر ایک دوسرے کے زوال کا خواہاں تھا۔ لیکن خدا کی قدرت دوادار دریائے فرات کے کنارے قتل ہوا۔ اور اسی روز اشاطی مصر میں فوت ہوئے +

۸۹۶ھ ہجری میں بروز یکشنبہ ۱۷ر محرم کو ایک سخت زلزلہ آیا جس سے تمام زمین۔ پہاڑ اور مکان ہل گئے۔ لیکن الحمد للہ کہ ایک منٹ کے بعد ہی رفع ہو گیا اسی زلزلہ سے مدرسہ صالحیہ کا ایک کنگرہ قاضی القضاۃ شرف الدین بن عید پر گر پڑا جس سے وہ جانبر نہ ہو سکے۔ فَإِنَّا لِلّٰہِ وَإِنَّا إِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ +

اسی سال ربیع الاول میں ہندوستان سے ایک شخص خاکی نامی مصر میں آیا اور دعوے کیا کہ میری عمر ڈھائی سو سال کی ہے۔ میں نے بھی اُسے جا کر دیکھا۔ تو وہ ایک ہٹا کٹا شخص تھا۔ اس کی ڈاڑھی میں ایک بال بھی سفید نہ تھا۔ عقل اس کی عمر ستر (۷۰) برس سے بھی زائد نہیں بتلاتی تھی۔ چہ جائیکہ اس سے بھی زیادہ کہی جائے اس دعوے پر اس کے پاس کوئی دلیل نہ تھی۔ جہاں تک میرا خیال ہے۔ وہ شخص جھوٹا تھا۔ کیونکہ وہ کہتا تھا۔ کہ میں نے بعمر اٹھارہ (۱۸) سال حج کیا تھا۔ اور پھر اپنے وطن ہندوستان میں چلا گیا تھا۔ اور وہاں جا کر سُنا تھا۔ کہ تاتاری بغداد کے فتح کرنے کے لئے گئے ہیں۔ اس کے بعد میں پھر سلطان حسن کے عہد میں اس کے مدرسہ تعمیر کرنے سے پہلے مصر میں آیا۔ لیکن اس شخص نے اور کوئی بات بیان نہ کی جس سے اس کے دعوے کی تصدیق ہوتی +

اسی سال سلطان محمد بن عثمان ملک الروم کے انتقال کی خبر پہونچی۔ نیز سُنا گیا۔ کہ اس کے دونوں بیٹوں کے مابین جنگ ہوئی۔ ان سے ایک کو فتح ہوئی۔ وہ ملک موروثی پر قابض ہو گیا۔ اور دوسرا مصر میں چلا آیا۔ سلطان نے اس کی نہایت

عزت کی۔ اور نہایت خاطر و مدارات سے اس سے پیش آیا۔ پھر شام سے حجاز کی طرف حج کرنے کے لئے چلا گیا +

شوال میں مدینہ شریف سے خط آئے۔ کہ رمضان کی ۱۳ تاریخ کو مسجد کے مینار پر بجلی گری۔ جس سے مسجد شریف کی چھت۔ خزانہ، کتب خانہ وغیرہ سب کچھ جل کر راکھ ہو گیا۔ اور دیواروں کے سوا کچھ باقی نہیں رہا +

خلیفہ متوکل علی اللہ نے چہارشنبہ سلخ محرم ۹۰۳ھ ہجری کو انتقال کیا۔ اور اپنے بیٹے یعقوب کو ولیعہد بنا گیا۔ اور المستمسک باللہ اس کا لقب مقرر کیا۔ یہ اس چیز کا آخر ہے جس کو میں اس تاریخ میں جمع کر سکا +

میں نے اس کتاب کی تصنیف میں حوادث کے لکھنے میں تاریخ ذہبی کو معتمد علیہ قرار دیا ہے۔ جو ۷۰۰ھ ہجری تک ہے۔ اور اس کے بعد کے واقعات تاریخ ابن اثیر سے لکھے ہیں۔ جو ۷۳۹ھ ہجری تک ہے۔ اور اس کے بعد کے واقعات المسالک اور اس کے ذیل سے لئے ہیں جو ۷۷۳ھ ہجری تک ہے۔ اور اس کے بعد کے واقعات انباء الغمر مصنفہ ابن حجر سے لئے ہیں جو ۸۵۰ھ ہجری تک ہے۔ حوادث کے علاوہ اور باتیں لکھنے میں میں نے خطیب کی تاریخ بغداد کا جو دس جلدوں میں ہے۔ اور ابن عساکر کی تاریخ دمشق کا جو ۵۷ جلدوں میں ہے۔ اور صولی کی تاریخ اوراق کا جو سات جلدوں میں ہے۔ اور طیوریات کا جو سات جلدوں میں ہے۔ اور حلیہ ابو نعیم کا جو سات جلدوں میں ہے۔ اور دینوری کی کتاب المجالستہ کا اور مبرد کی کتاب الکامل کا جو دو جلدوں میں ہے۔ اور امالی ثعلب کا جو ایک جلد میں ہے۔ ان کے علاوہ اور کئی کتابوں کا مطالعہ کیا +

متقدمین میں سے ایک شخص نے خلفاء کے ناموں اور ان کی وفات کے سنوں میں ایک قصیدہ بنایا ہے۔ جو ایام معتمد تک ہے۔ میں نے بھی اسمیں ایک قصیدہ بنایا ہے۔ جو اس سے اعلیٰ ہے۔ اب میں چاہتا ہوں۔ کہ کتاب کو اسی قصیدے پر ختم کروں۔ وہی ہذہ:۔

قصیدۃ

الحمد للہ حمداً لا نفاد لہ وانما الحمد خاز الحسن شکرا

ثم الصلوٰۃ علی الهادی النبی من سادت بنسبتہ الاشراف والکبرا

ان الامین رسول الله مبعثه ۔۔۔ لاربعین مضت فیما رووا عمرا

وکان هجرته فیها الطیبته ۔۔۔ لبعد الثلثة اعواما تلی عشرا

ومات فی عام احدی بعد عشر تما ۔۔۔ فیا مصیبة اهل الارض حین سری

وکان من بعده الصدیق مجتهدا ۔۔۔ وفی ثلثة عشر بعده قبرا

وهو الذی جمع القرآن فی صحف ۔۔۔ واول الناس سمی المصحف الزبرا

وقام من بعده الفاروق ثمت فی ۔۔۔ عشرین بعد ثلث غیبوا عمرا

وهو الذی اتخذ الدیوان وافترض العطا قیل وبیت المال والدررا

سن التراویح والتاریخ وانتح الفتوح جما وزاد الحد من سکرا

وهو المسمی امیر المومنین ولم ۔۔۔ یدع به قبله شخص من الامرا

وقام عثمان حتی جاء مقتله ۔۔۔ لبعد الثلثین فی ست وقد حصرا

وهو الذی زاد فی التاذین اوله ۔۔۔ فی جمعة وبه زان الاذان جری

واول الناس ولی صحب شرطته ۔۔۔ حمی الحمی اقطع الاقطاع ای کثرا

وبعد قام علی ثم مقتله ۔۔۔ لاربعین فمن اراده قد خسرا

ثم ابنه السبط نصف العام ثم اتی ۔۔۔ بنو امیة یبغون الوغی زمرا

نسلم الامر فی احدی لرغبته ۔۔۔ عن دار دنیاه فلا ضیر ولا ضررا

وکان اول ذی ملک معاویة ۔۔۔ فی النصف من علم ستین الحمام عرا

وهو الذی اتخذ الصبیان من خدم ۔۔۔ کذا البرید ولم یسبقه من امرا

واستخلف الناس لما ان یبایعهم ۔۔۔ والعهد قبل وفاة لابنه ابتکرا

ثم الیزید ابنه اخبث به ولدا ‏ ‏ في اربع بعدها ستون قد قبرا
وابن الزبیر وفی سبعین مقتله ‏ ‏ بعد الثلث وکم بالبیت قد حصرا
وفی ثمانین مع ست تلیه قضی ‏ ‏ عبد الملیك له الامر الذی اشتهرا
ضرب الدنانیر فی الاسلام معلمة ‏ ‏ وکسوة الکعبة الدیباج موتجرا
وهو الذی منع الناس ان تراجعنی ‏ ‏ وجبر الخلیفة مهما قال اوامرا
واول الناس هذا الاسم سمیه ‏ ‏ واول الناس فی الاسلام قد غدرا
ثم الولید ابنه فی قبل ما رجب ‏ ‏ فی الست من بعد تسعین انقضی عمرا
وهو الذی منع الناس النداء له ‏ ‏ باسم وکانت تنادی باسمها الامرا
وقام بعد سلیمان الخیار وفی ‏ ‏ تسع وتسعین جاء الموت فی صفرا
وبعده عمر ذاك النجیب وفی ‏ ‏ احدی تلی مائة قد الحد واعمرا
وهو الذی امر الزهری خوف ذهاب العلم ان یجمع الاخبار والاثرا
ثم الیزید وفی خمس قضا وتلا ‏ ‏ هشام فی الخمس والعشرین قد سطرا
ثم الولید وبعد العام مقتله ‏ ‏ من بعد ما جاء بالفسق الذی شهرا
ثم الیزید وفی ذا العام مات وقد ‏ ‏ اقام ست شهور مثل ما اثرا
وبعده قام ابراهیم ثم مضی ‏ ‏ بالخلع سبعین یوما قد اقام تری
وبعده قام مروان الحمار وفی ‏ ‏ ثنتین بعد ثلاثین الدماء جری
وقام من بعده السفاح ثم قضی ‏ ‏ بعد الثلاثین فی ست وقد حیدرا
وقام من بعده المنصور ثم فی ‏ ‏ خمسین بعد ثمان لحرما قبرا

وهو الذی خص اعمالا موالیه | واهمل العرب حتی امرهم دثرا
ثم ابنه وهو المهدی مات لدی | تسع وستین مسموما کما ذکرا
ثم ابنه وهو الهادی وموتته | فی عام سبعین لما هم ان غدرا
ثم الرشید وفی تسعین تالیة | ثلثا مات فی الغز والرفیع ذرا
ثم الامین وفی تسعین تالیة | ثمانیا جاءه قتل کما قدرا
وقام من بعده المامون ثمت فی | ثمان عشرة کان الموت فاعتبرا
وقام معتصم من بعده وقضی | فی عام سبع وعشرین الذی اثرا
وهو الذی دخل الاتراک منفردا | دیوانه واقتناهم جالبا وشری
ثم ابنه الواثق المالی الوری رعبا | وفی ثلثین مع ثنتین قد غبرا
وذا المتوکل ما ازکاه من خلف | ومظهر السنة الغراء اذ نصرا
فی عام سبع یلیها اربعون قضی | قتلا حباه ابنه المدعو منتصرا
فلم یقم بعده الا الیسیر کما | قد سنه الله فیمن بعض غدرا
والمستعین وفی عام اثنتین تلی | خمسین خلع وقتل جاءه زمرا
وهو الذی احدث الاکمام واسعة | وفی القلانس عن طول اتی قصرا
وقام من بعده المعتز ثمت فی | خمس وخمسین ففی قتله اثرا
والمهتدی الصالح المیمون مقتله | من بعد عام وقفا قبله عمرا
وقام من بعده بالامر معتمدا | وفی عام تسع وسبعین الحمام عرا
وذاک اول ذی امر له حجروا | واول الناس موکولا به قهرا

وقام من بعده بالامر معتضد   وفی ثمانین مع تسع مضت قبرا

ثم ابنه المکتفی بالله احمد فی   خمس وتسعین سبحان الذی قدرا

فی عام عشرین فی شوال بعد مئی   ثلثة مقتل المدعو مقتدرا

وبعده القاهر الجبار مخلعه   فی ثنتین وعشرین وقد سمرا

وقام من بعده الراضی ومات لدی   تسع وعشرین وانسب عنده اجل

والمتقی ومضی بالخلع منسملا   من بعد اربعة الاعوام فی صفرا

وقام بالامر مستکفیهم وقفا   من بعد عام لامر المتقی اثرا

ثم المطیع وفی ستین یتبعها   ثلثة فی اخیر العام قد غبرا

ثم ابنه الطائع المقهور مخلعه   عام الثمانین مع احدی کما اثرا

ثم الامام ابو العباس قادرهم   فی ثنتین وعشرین مضت قبرا

ثم ابنه قائم بالله مات لدی   سبع وستین من شعبان قد سطرا

والمقتدی مات فی سبع باولها   بعد الثمانین جد الملک واقتدرا

وقام من بعده مستظهر وقضی   فی سادس القرن فی اثنین یلی عشرا

وقام من بعده مسترشد ولدی   تسع وعشرین فیه القتل حل عری

ثم ابنه الراشد المقهور مخلعه   من بعد عام فلا عین ولا اثرا

والمقتفی مات من بعد التمکن فی   خمس وخمسین وانقادت له النصرا

وقام من بعده مستنجد وقضی   من بعد ستین فی ست وقد شعرا

والمستضئ بامر الله مات لدی   خمس وسبعین بالاحسان قد بهرا

وقام من بعده بالامر ناصرهم — ومات في اثنين مع العشرين اذ كبرا
وقام من بعده بالامر ظاهرهم — تسعا شهورا فاقلل مدة قصرا
وقام من بعده مستنصر وقضى — لاربعين وكم يرثيه من شعرا
وقام من بعده مستعصم ولدى — ست وخمسين كان الفتنة الكبرا
جاء التتار فاردوه وبلدته — فيلعن الله مخلوقة التترا
مرت ثلاث سنين بعده وولي — نصف ودهر الورى من قائم شغرا
وقام من بعد ذا مستنصر وثوى — في اخر العام قتلا منهم وسرى
اقام ست شهور ثم راح لدى — مهل ستين لم يبلغ بها وطرا
وقام من بعده في مصر حاكمهم — على وهي لا كمن من قبله غبرا
ومات في عام احدى بعد سبع مئي — وقام من مستكفيهم وجرى
في اربعين قضى اذ قام واثقهم — ففي اثنتين مضى خلعا من الامرا
وقام حاكمهم من بعده وقضى — عام الثلاث مع الخمسين معتبرا
وقام من بعده بالامر معتضد — وفي الثلاثة والستين قد عبرا
وذو التوكل يتلوه اقام الى — بعد الثمانين في خمس وقد حصرا
وبايعوا واثقا بالله ثمت في — عام الثمان قضى وسمر عمرا
وبايعوا بعده بالله معتصما — لعام احدى وتسعين ازيل ورا
وذو التوكل ردوه اقام الى — ذا القرن عام ثمان منه قد قبرا
في عهد زيد من بعد الاذان على — خير النبيين تسليم كما امرا

واحدث السمة الخضراء الشرفا — یاحسنها من سمات بورکت خضرا
اولاده منهم خمس مبجلة — جاءوا الخلافة اذ كانت لهم قدرا
فالمستعين والى الامراء خلعوا — فی شهر شعبان فی خمس تلی عشرا
وقام من بعده بالامر معتضد — لاربعين تليها الخمسة احتفرا
وقام فی الامر مستكفيهم وقضى — فی عام الاربع الخمسين مصطبرا
وقام قائمهم من بعد ثمت فی — تسع وخمسين بعد الخلع قد حصرا
وقام من بعده مستنجد دهرا — خليفة العصر رقاه الاله ذرى
وليس يعرف فی الاعصار قبلهم — خمس ولو اخوة بل اربعا امرا
ولا شقيقان الا غير خامسهم — لكنا الرشيد مع الهادی كما ذكرا
كذا سليمان من بعد الوليد كذا — نجلا الوليد يزيد والذی اثرا
وما تكرر فی بغداد من لقب — ولا تلا ابن اخ عما خلا نفرا
اثنان فالمقتفی عن راشد وكذا — مستنصر بعد مقتول التتار عرا
اولئك القوم ارباب الخلافة خذ — سبعين من غير نقص عدها حصرا
من الصحابة سبع كالنجوم ومن — بنی امية اثنان تلی عشرا
ولم اعد يا عبد المليك فذا — باغ كما قاله من ورخ السيرا
وعدة من بنی العباس شامخة — احدى وخمسون لا قلت لهم نصرا
تبقى الخلافة فيهم كی يسلمها المهدی منهم الى عيسى كما اثرا
وبعد نظمی هذا النظم فی زمن — تضى خليفتنا المذكور مصطبرا

فی عام الاربع فی شہر المحرم فی — بعد الثمانین یوم السبت قد قبرا
وبویع ابن اخیہ بعدہ ودعی — بذی المتوکل کالحا الذی شہرا
ولم یسم امام فی الوری سبقوا — عبد العزیز سواہ فاسمہ ابتکرا
فاللہ یقبیر ذا عز ویحفظہ — ویجعل الملک فی اعقابہ زمرا
ومات عام ثلث بعد تسع مئے — سلخ المحرم عن عہد لمن سطرا
لنجلہ البر یعقوب الشریف وقد — لقب مستمسکا باللہ فی صفرا

فصل
اندلس کی سلطنت امویہ کا مختصر حال

اُن میں سے پہلا خلیفہ عبدالرحمن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک بن مروان تھا۔ ۱۳۸؁ ہجری میں جب یہ بھاگ کر اندلس پہونچا۔ تو لوگوں نے اس سے بیعت کرلی۔ بڑا عالم اور نہایت عادل تھا۔ ربیع الآخر ۱۷۰؁ ہجری میں فوت ہوا اس کے بعد اسکا بیٹا ہشام ابوالولید تخت خلافت پر بیٹھا۔ جو ماہ صفر ۱۸۰؁ ہجری میں فوت ہوا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا الحکم ابوالمظفر ملقب بہ مرتضی تخت نشین ہوا اور ماہ ذوالحجہ ۲۰۶؁ ہجری میں فوت ہوا۔ اس کے بعد اسکا بیٹا عبدالرحمن تخت پر بیٹھا۔ یہ پہلا شخص تھا جس نے اندلس میں سلطنت امویہ کی جڑ کو مستحکم کرکے اسے خلافت کی شان وشوکت سے آراستہ کیا۔ اس کے عہد خلافت میں ہی اندلس میں مطرز کپڑا پہننے کا رواج ہوا۔ اور درہم مسکوک کیئے گئے۔ اس سے پہلے جب سے اہل عرب نے اسے فتح کیا تھا۔ وہاں دارالضرب نہیں بنا تھا۔ وہ بھی اہل شرق کے دراہم سے معاملہ کیا کرتے تھے۔ یہ خلیفہ جبر وتمکنت میں ولید بن عبدالملک کے مشابہ تھا۔ اور کتب فلسفہ کے طلب کرنے میں ہارون رشید کے مشابہ تھا اندلس میں سب سے پہلے فلسفہ اسی نے داخل کیا۔ ۲۳۹؁ ہجری میں فوت ہوا

اس کے بعد اسکا بیٹا محمد تخت نشین ہوا۔ جو صفر ۲۷۳ھ ہجری میں فوت ہوا۔ بعد ازاں اسکا بیٹا منذر تخت پر بیٹھا۔ اور صفر ۲۷۵ھ ہجری میں وہ بھی فوت ہوا اس کے بعد اسکا بھائی عبداللہ تخت پر بیٹھا۔ یہ خلیفہ علم و دین میں اندلس کے سب خلیفوں سے بڑھ چڑھ کر تھا۔ ربیع الاول ۳۰۰ھ ہجری میں فوت ہوا۔ اس کے بعد اس کا پوتا عبدالرحمٰن بن محمد الملقب بالناصر تخت پر بیٹھا۔ یہ پہلا شخص تھا۔ جو اندلس میں خلافت اور امیر المؤمنین کے لقب سے ملقب ہوا۔ کیونکہ مقتدر کے عہد میں سلطنت عباسیہ بالکل کمزور ہو گئی تھی۔ اس سے پہلے خلیفے صرف امیر کہلاتے تھے۔ یہ خلیفہ رمضان ۳۵۰ھ ہجری میں فوت ہوا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا الحکم المستنصر حاکم ہوا۔ جو صفر ۳۶۶ھ ہجری میں فوت ہوا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا الہشام المؤید تخت پر بیٹھا۔ لیکن ۳۹۹ھ ہجری میں اسے معزول کر کے قید کر دیا گیا۔ اور اُس کی جگہ محمد ہشام بن عبدالجبار بن الناصر عبدالرحمٰن تخت پر بیٹھا۔ اور المہدی اپنا لقب مقرر کیا۔ مگر (۱۶) سولہ ماہ سلطنت کرنے پایا تھا۔ کہ اس کا چچا زاد بھائی ہشام بن سلیمان بن الناصر عبدالرحمٰن اس کے برخلاف اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور اس سے بیعت کر لی گئی۔ اس نے اپنا لقب الرشید مقرر کیا مگر اس کے چچا نے اس سے جنگ کر کے اسے قتل کر ڈالا۔ لوگوں نے اس کے چچا کو معزول کرنے پر اتفاق کر لیا۔ وہ کہیں روپوش ہو گیا۔ مگر بعد ازاں پکڑا گیا۔ اور قتل ہوا۔ اس کے بعد لوگوں نے ہشام مقتول کے بھتیجے سلیمان بن الحکم المستنصر سے بیعت کر لی۔ اور المستعین اس کا لقب رکھا۔ مگر ۴۰۶ھ ہجری میں اسے قید کر لیا۔ اس کے بعد عبدالرحمٰن بن عبدالملک بن الناصر تخت پر بیٹھا۔ اور المرتضیٰ لقب مقرر کیا۔ یہ بھی اسی سال کے آخر میں قتل ہوا۔ بعد ازاں دولت امویہ جاتی رہی۔ اور دولت علویہ حسنیہ قائم ہوئی۔ چنانچہ ان کا پہلا خلیفہ الناصر علی بن حمود محرم ۴۰۷ھ ہجری میں تخت خلافت پر بیٹھا۔ لیکن ذوالقعدہ ۴۰۸ھ ہجری میں قتل ہوا۔ اس کے بعد اسکا بھائی المامون القاسم تخت پر بیٹھا۔ مگر ۴۱۲ھ ہجری میں معزول ہوا۔ بعد ازاں اُس کا بھتیجا یحییٰ بن الناصر علی بن حمود تخت پر بیٹھا۔ اور المستعین اپنا لقب اختیار کیا۔ مگر ایک سال سات ماہ سلطنت کرنے کے بعد قتل ہوا۔ اس کے بعد پھر دولت امویہ قائم ہوئی اور المستظہر عبدالرحمٰن بن ہشام بن عبدالجبار تخت پر بیٹھا۔ مگر (۵۰) پچاس دن

کے بعد قتل ہوا۔ اور اس کی جگہ محمد بن عبدالرحمٰن بن عبیداللہ بن الناصر عبدالرحمٰن تخت پر بیٹھا۔ اور المستکفی اپنا لقب مقرر کیا۔ ایک سال اور چار ماہ کے بعد اُسے معزول کیا گیا۔ اور ہشام بن محمد بن عبدالملک بن الناصر عبدالرحمٰن تخت پر بیٹھا۔ اور المعتمد اپنا لقب مقرر کیا۔ مگر تھوڑی سی مدت کے بعد اُسے بھی معزول کر کے قید کیا گیا۔ اور آخر وہ اسی قید میں مر گیا۔ اور اس کے مرنے اندلس کی سلطنت امویہ بھی ختم ہوئی۔

فصل

سلطنت خبیثہ عبیدیہ کا مختصر حال

ان کی سلطنت مغرب میں تھی۔ پہلا بادشاہ مہدی عبیداللہ تھا۔ جو سنہ ۲۹۶ ہجری میں تخت پر بیٹھا۔ اور سنہ ۳۲۲ ہجری میں مر گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا القائم بامر اللہ محمد تخت پر بیٹھا۔ اور سنہ ۳۳۴ ہجری میں مر گیا۔ بعد ازاں اس کا بیٹا المنصور اسمٰعیل تخت نشین ہوا۔ اور سنہ ۳۴۱ ہجری میں مر گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا المعز لدین اللہ سعد تخت نشین ہوا۔ اور سنہ ۳۶۲ ہجری میں قاہرہ میں آیا۔ اور وہیں سنہ ۳۶۵ ہجری میں مر گیا۔ بعد ازاں اس کا بیٹا العزیز نزار تخت پر بیٹھا۔ اور سنہ ۳۸۶ ہجری میں فوت ہوا۔ پھر اس کا بیٹا الحاکم بامر اللہ منصور حاکم ہوا۔ اور سنہ ۴۱۱ ہجری میں قتل ہوا۔ اس کے بعد اسکا بیٹا الظاہر لاعزاز دین اللہ تخت پر بیٹھا۔ اور سنہ ۴۲۸ ہجری میں مر گیا۔ پھر اس کا بیٹا المستنصر معد حاکم ہوا۔ اور سنہ ۴۸۷ ہجری میں مر گیا۔ یعنی ۶۰ سال ۴ ماہ تک حاکم رہا۔

ذہبی کہتے ہیں۔ کہ اسلام میں کوئی خلیفہ یا بادشاہ اتنی مدت تک حکمران نہیں رہا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا المستعلی باللہ احمد حاکم ہوا۔ اور سنہ ۴۹۵ ہجری میں فوت ہوا۔ بعد ازاں اس کا بیٹا الآمر باحکام اللہ منصور جس کی عمر صرف چار یا پانچ برس کی تھی تخت پر بیٹھا۔ اور سنہ ۵۲۴ ہجری میں لاولد

قتل کردیا گیا - اس کے بعد اس کا چچازاد بھائی الحافظ لدین اللہ عبدالمجید بن محمد بن مستنصر تخت پر بیٹھا - اور ۵۴۴ھ ہجری میں فوت ہوا - بعد ازاں اس کا بیٹا الظافر باللہ اسمٰعیل تخت پر بیٹھا - مگر ۵۴۹ھ ہجری میں قتل ہوا - پھر اس کا بیٹا الفائز بنصر اللہ عیسے تخت پر بیٹھا - اور ۵۵۵ھ ہجری میں فوت ہوا - پھر العاضد لدین اللہ عبداللہ بن یوسف بن الحافظ لدین اللہ تخت پر بیٹھا - اور ۵۶۷ھ ہجری میں معزول کیا گیا - اور وہیں مر گیا - اس کے بعد دولت عباسیہ مصر میں قائم ہوئی - اور دولت عبیدیہ کا خاتمہ ہو گیا -

ذہبی کہتے ہیں - کہ یہ چودہ (۱۴) متخلف (یعنی تکلف سے خلیفہ بننے والے) تھے *

فصل

سلطنت بنی طباطبا علویہ حسنیہ کا مختصر حال

ان سے پہلا خلیفہ ابو عبداللہ محمد بن ابراہیم طباطبا جمادی الاولیٰ ۱۹۹ھ میں یمن میں تخت پر بیٹھا - اسی زمانہ میں الہادی یحییٰ بن الحسین بن القاسم بن طباطبا خلافت کا دعویدار بن گیا - لوگ اسے امیر المومنین کہنے لگے - آخر وہ ذوالحجہ ۲۰۸ھ ہجری میں مر گیا - اس کے بعد اس کا بیٹا المرتضےٰ محمد تخت پر بیٹھا - اور ۳۲۰ھ ہجری میں فوت ہوا - اس کے بعد اس کا بھائی الناصر احمد حاکم ہوا - اور ماہ صفر ۳۲۳ھ ہجری میں مر گیا - بعد ازاں اس کا بیٹا المنتخب الحسین تخت پر بیٹھا - اور ۳۲۹ھ ہجری میں فوت ہوا - اس کے بعد اس کا بھائی المختار القاسم حاکم ہوا - اور شوال ۳۴۴ھ ہجری میں قتل ہوا - بعد ازاں اسکا بھائی الہادی محمد پھر الرشید العباس تخت پر بیٹھا - پھر اس کی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا *

فصل دولت طبرستانیہ کا مختصر سا حال

چھ ۶ شخصوں نے یکے بعد دیگرے اس کی عنان حکومت ہاتھ میں لی ہے -

تین تو بنی حسن سے تھے - اور تین بنی حسین سے تھے - ہشام الداعی الی الحق الحسن بن زید بن محمد بن اسمٰعیل بن حسین بن زید بن جواد بن حسن بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم ۲۵۰؁ہجری تک رہا - پھر اس کا بھائی القائم بالحق محمد خلیفہ ہوا - اور ۲۹۹؁ ہجری میں قتل ہوا - بعد ازاں اس کا پوتا المہدی الحسن بن زید القائم بالحق خلیفہ ہوا -

فائدہ - ابن ابی حاتم اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں - کہ ہم سے یحییٰ بن عبدک قزوینی نے حدیث بیان کی - اور وہ خلف الولید سے روایت کرتے ہیں - اور خلف الولید مبارک بن فضالہ سے اور وہ علی بن یزید سے اور وہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر سے اور وہ عیاض بن ہشیم سے اور وہ عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت کرتے ہیں - کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے - ہر صدی کے شروع میں کوئی نہ کوئی فتنہ ضرور واقعہ ہوتا رہا ہے - میں کہتا ہوں - کہ ہماری اسلامی صدی کے شروع میں فتنہ حجاج ہوا - اور دوسری صدی کے شروع میں مامون اور اس کے بھائی کے مابین جنگ ہوئی - جس سے بغداد کی تمام خوبیاں خاک میں مل گئیں - وہاں کے لوگوں پر مصیبتیں نازل ہوئیں - اور خلق قرآن کے بارے میں لوگوں کا امتحان ہوا - اس امت کے فتنوں سے یہ سب سے بڑا فتنہ تھا - اس سے پہلے کسی خلیفہ نے لوگوں کو بدعت کی طرف نہیں بلایا -

تیسری صدی کے شروع میں فرقہ قرمطیہ کا ظہور ہوا - اور بعد ازاں مقتدر کا فتنہ جبکہ اسے معزول کر کے ابن معتز سے بیعت کی گئی - اور دوسرے روز پھر مقتدر کو تخت پر بٹھایا گیا - بہت سے قاضی اور علماء ذبح کئے گئے - اس سے پہلے اسلام میں کوئی قاضی نہیں قتل کیا گیا - پھر فتنہ تفرق علمیہ (یعنی نا اتفاقی) کے باعث ہوا - غیر قومیں ملک پر قابض ہوئیں - جو ہمارے اس زمانہ تک رہا - اسی زمانے میں دولت عبیدیہ کا فتنہ برپا ہوا - جنہوں نے ہزارہا علماء و صلحاء کو تہ تیغ کیا +

چوتھی صدی میں فتنہ الحاکم برپا ہوا - جو شیطان کے حکم سے تھا نہ کہ خدا تعالےٰ کے حکم سے +

پانچویں صدی میں فرنگیوں نے شام اور بیت المقدس پر قبضہ کر لیا تھا

چھٹی صدی میں ایسا قحط پڑا۔ جو حضرت یوسف علیہ السلام کے عہد سے لے کر کبھی نہیں پڑا تھا۔ اور اسی صدی میں تاتاریوں کا ظہور ہوا +

ساتویں صدی میں فتنہ تاتار ہوا جس سے بڑھکر کبھی کوئی فتنہ برپا نہیں ہوا۔ جس میں مسلمانوں کے خون کی ندیاں بہ گئیں۔

آٹھویں صدی میں فتنہ تمر لنگ ہوا۔ کہ جس کے آگے فتنہ تاتار بھی کم تھا۔ اب خدا تعالےٰ سے دعا ہے۔ کہ بطفیل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم و آلہ و صحبہ اجمعین ہمیں نویں صدی کے فتنے سے پہلے ہی دنیا سے اٹھا لے۔ آمین ۔ ثم آمین +

تمت

المشتہر

ملک غلام محمد تاجر کتب کشمیری بازار لاہور

اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں باہتمام منشی محمد رشیق خاں پرنٹر چھپا

مختصر فہرست کتب ملک غلام محمد تاجر کتب بازار کشمیری لاہور

سوانح عمری حضرت علی کرم اللہ وجہہ
یعنی حضرت علی ابن ابی طالب اسلامی جرنیل
کے حالات زندگی نہایت خوشخط عمدہ کاغذ پر
چھپکر تیار ہے۔ قیمت صرف چھ آنے (۶/)

نسب نامہ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ و
صحابہ وسلم قیمت صرف چھ آنے (۶/)

شمشیر اسلام یعنی سوانح عمری حضرت خالد رضی
اس کتاب میں آپ کی پیدائش سے لیکر وفات تک
کے مفصل حالات جنگی کارنامے نہایت تفصیل
سے درج کئے گئے ہیں آپ کے مفتوحہ بلاد کا
رنگین نقشہ بھی دیا گیا ہے قیمت صرف (۸/)

تفریح الخاطر یعنی سوانح عمری حضرت
غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ۔ اس کتاب میں
آنجناب کے حالات زندگی [illegible] جامع طور سے
اس طرح درج ہیں [illegible] سوانح عمریاں [illegible] موجود
نہیں۔ آپ کے کلمات طیبات، وعظ، نصائح
اور اشعار بھی قلمبند کئے گئے ہیں عمدہ کتابت قیمت ۱۲/

مکمل سوانح عمری حضرت داتا گنج بخش صاحب
حضرت داتا گنج بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے
مفصل حالات پیدائش سے لیکر وصال تک
و دیگر سوانحات جلالی و جمالی و حقانی و کرامات وغیرہ
درج ہیں جو ہر ایک معتقد کے لئے قابل دید ہے
قیمت علاوہ محصولڈاک صرف ایک روپیہ (عہ)

مکمل تذکرۃ الواعظین ترجمہ اردو
اصل کتاب عربی نصف صفحہ میں ہے۔ اور
نصف صفحہ میں اسکا بامحاورہ ترجمہ سلیس عام فہم
اردو زبان میں ہے یہ کتاب ذاکروں واعظوں اور
مولویوں کے نہایت مفید ہے۔ شائقین قدردانی
فرمائیں۔ لکھائی چھپائی نہایت اعلیٰ ہے قیمت
علاوہ محصولڈاک ڈیڑھ روپیہ (عہ/)

مکمل قرۃ الواعظین ترجمہ اردو
یعنی اردو ترجمہ درۃ الناصحین اصل کتاب
نصف صفحہ میں ہے اور نصف صفحہ میں
اس کا ترجمہ بامحاورہ اردو زبان عام فہم ہے
وعظ و نصیحت کے سلسلہ میں اکثر کتب دیکھی گئی ہیں
مگر یہ کتاب اپنی طرز میں نئی ہے آیات کی تفسیر
احادیث نبوی اور صحابہ کے دلآویز اقوال کثرت سے
درج ہیں قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ/)

المشتہر ملک غلام محمد اینڈ سنز تاجران کتب بازار کشمیری لاہور

مختصر فہرست کتب ملک غلام محمد تاجر کتب بازار کشمیری لاہور

معراجنامہ دلپذیر پنجابی یہ کتاب مولوی محمد دلپذیر صاحب بھیروی کی پنجابی تصنیفات سے ہے مصنف نے معراج شریف کے متعلق کمال فصاحت سے بیان فرمایا ہے حالات جنت جو کہ معراجنامہ قادریار میں مطلق نہیں اسمیں مفصل بیان کئے گئے ہیں علاوہ معراج روحانی کے معراج جسمانی بھی استدلال و حدیث سے ثابت کیا ہے قیمت ۶/

مجموعہ خطبات دلپذیر پنجابی یہ بینظیر مجموعہ اس شاعر لاجواب کی تصنیف ہے جس کی نازک خیالیوں سے زمانہ بھر کے پنجابی شاعر اپنی قلمیں توڑ چھوڑ کر بیٹھ گئے مصنف نے یہ خطبے قرآن کریم سے نقل کئے ہیں اور جانفشانی سے اُن کی تفسیر واضح طور پر پنجابی میں نظم کی ہے قیمت صرف ۱۲/

مکمل گنجینۂ طبیب اس نادر و نایاب کتاب کے مؤلف نے علم طب کے بہت سے نادر اور مستند سہل الحصول نسخوں کو یکجا کر دیا ہے لاکھوں کا کام کر جائے گا [illegible] اس چشمۂ فیض سے محروم نہیں رہ سکتا [illegible] مسیحائی اعجاز کیا ہے [illegible] کی تصویریں [illegible]

عورتوں کی بیماریاں حمل و ترکیب گشتہ جات وغیرہ درج ہیں اس کتاب کے ہوتے کسی ڈاکٹر حکیم کی خوشامد کی ضرورت نہیں رہتی قیمت صرف ۱/۴

مکمل تجربات سیوطی اردو اس میں بھی سر سے لیکر پاؤں تک تمام بیماریوں کا ذکر معہ تشخیص اور علاج مذکور ہے ہر ایک مرض کیلئے عمل اور دعائیں بھی تحریر ہیں بلکہ حیوانوں کی بیماریاں اور ان کے علاج بھی تحریر ہیں صنعت و حرفت پر بھی کچھ لکھا ہے قیمت صرف (۱/۴)

دافع الاغراض معہ مکمل شفاء الامراض در علم طب یہ علم طب کی جامع کتاب علمی و عملی دونوں پہلوؤں کو لئے ہوئے ہے جس میں سر سے پاؤں تک کی چھوٹی اور بڑی بڑی امراض کا حال مفصل لکھا ہے [illegible] سبب اور علاج [illegible] ایک شخص اس [illegible] مرض کا پورا پورا علاج [illegible] اور انسانی جسم [illegible]

المشتہر ملک غلام محمد اینڈ سنز تاجران کتب بازار کشمیری

اعلان :- ہر قسم کی کتابیں عربی فارسی اردو پنجابی قرآن شریف اور حمائلیں ملک غلام محمد تاجر کتب کشمیری بازار لاہور سے بکفایت مل سکتی ہیں